ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it

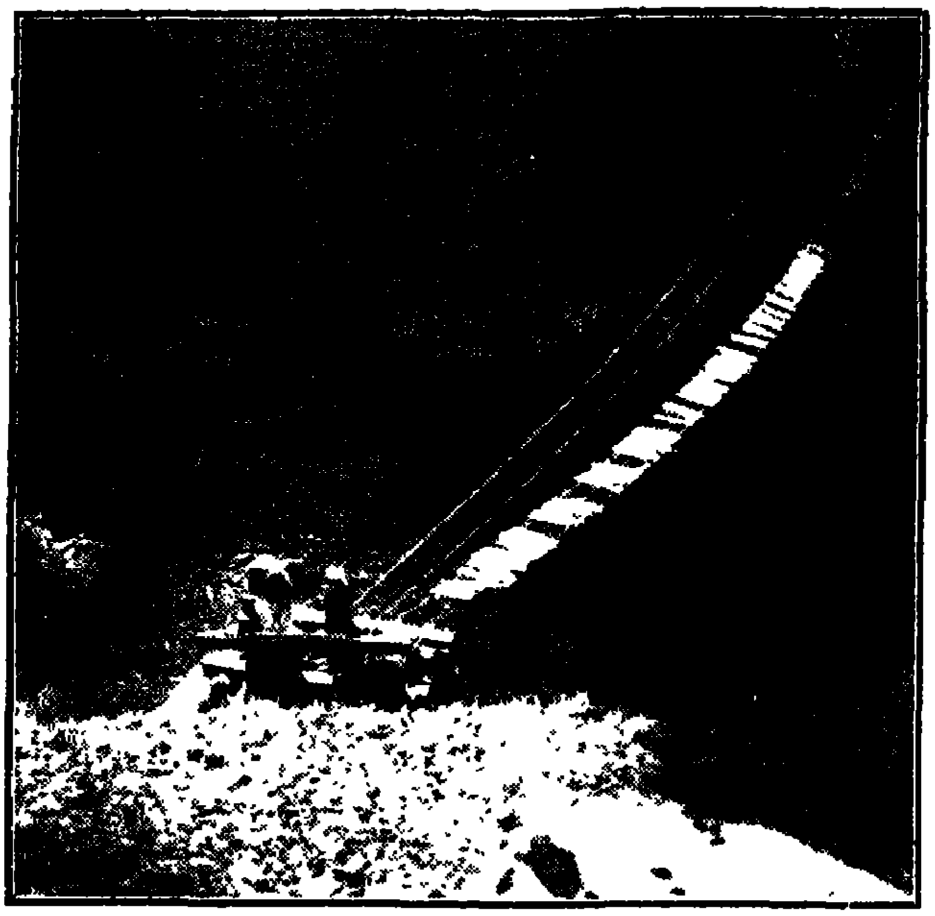
DUE DATE

Cl No. Acc. No.

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day.


دیہاتی دنیا

124560
31.7.95



ابیال پُل۔ دریائے جہلم پر دومیل سے پانچ میل پرے



یومِ صفائی بموضع کلیال بنبی تحصیل میرپور
بہ تحریک ست پال سرویر



تعلیم یافتہ انجمن بیکاران کے نوجوان
دیہات میں صفائی سکھلا رہے ہیں



موضع چوکوٹھی تحصیل اوڑی میں
ذخیرۂ آب

دیہاتی دُنیا

چندہ سالانہ تین روپے



فی پرچہ چھ آنے

جلد (۲) نمبر (۲)

دیہاتی دنیا بابت ماہ دسمبر ۱۹۴۰ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوانز پریس چھپکر دفتر رسالہ

دیہاتی دُنیا سے شائع ہوا

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

تصاویر کے متعلق

ابیال پل :- یہ تصویر دریائے جہلم سے اس پل کی اٹھائی گئی ہے۔ جو محکمہ رورل ڈیولپمنٹ نے مقامی پنچایت کے ذریعہ تعمیر کیا ہے۔ ابیال پل دومیل سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ موضع ضلع مظفرآباد کشمیر میں واقع ہے۔ پل دریا سے ۵۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ اور تین صد فٹ لمبا ہے۔ دونوں طرف کی چنائی کی گئی ہے۔ اس پل کے خرچ کا تخمینا قریبًا ۲۰۰۰ روپیہ ہے اور ہے جس میں سے مبلغ ۔۔۔۔ ۲۰۰ روپیہ زمینداران نے اپنی گرہ سے خرچ کیا۔

سنبل کا پنچایت گھر :- حال ہی میں یہ پنچایت گھر موضع سنبل تحصیل بارہمولہ میں تیار کیا گیا ہے۔ اس پہ مبلغ ۱۹۰۰ روپیہ خرچ آیا ہے جس میں سے ۔۔۔۔ ۲۰۰ روپیہ زمینداران نے اپنی گرہ سے دیا ہے۔ یہ پانچ کمروں پر مشتمل ہے درمیان میں ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ جہاں پنچایت عدالت کرتی ہے۔ دونوں بغلوں میں دو کمرے ہیں۔ ایک کمرہ دیہاتی لائبریری کیلئے۔ ایک پنچایت کے دفتر کے لئے۔ دوسرے دو کمروں میں سے ایک میں بالغان تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسرے میں انجمن اتحاد باہمی کے ملازمان اپنا کام کرتے ہیں۔

کنواں موضع جکھ ضلع جموں :- اس کنویں کا پانی بذریعہ نل قریبًا ۹ فٹ کی گہرائی سے کھینچا گیا ہے یہاں غسلخانے بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ سر سنگھ کے تعلیم یافتہ انجمن بیکاران کے نوجوان گاؤں میں زمینداراں کو صفائی کے طریقے سکھلا رہے ہیں۔ ان نوجوانوں کو زادِ راہ محکمہ کی طرف سے دیا گیا ہے لیکن اس کام میں یہ ذاتی طور پر دلچسپی لیتے ہیں۔

موضع سنبل کا دائرہ :- عالیجناب مشیر مال صاحب بہادر دایرہ کا معائینہ فرما رہے ہیں۔ اور زمینداران کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں چند مفید اور سہل تجویزیں ذہن نشین کر رہے ہیں۔

موضع کلیال نبی :- موضع کلیال نبی کے لوگ یوم صفائی منا رہے ہیں ستیہ پال سرو پر محکمہ ہذا ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔

چوکوٹھی کا ذخیرۂ آب :- حال ہی میں تحصیل اوڑی کے موضع چکنی میں پانی کا ذخیرہ تیار کیا گیا ہے۔ اس ذخیرہ میں قریبًا ہر وقت (۲۰۰۰) دو ہزار گیلن پانی جمع رہتا ہے۔ جو مقامی لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

رسالہ دیہاتی دنیا ماہوار

کسان ـــــ اور ـــــ زمیندار

بظاہر کسان اور زمیندار میں بہت کم فرق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مفہوم کے لحاظ سے ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ کسان سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی زمین کی کاشت خود کرتا ہے۔ اور تمام فرائض مثلاً ہل جوتنا۔ بیج بونا۔ کھاد ڈالنا۔ فصل کاٹنا۔ اور غلہ کی فروخت کرنا۔ خود سر انجام دیتا ہے۔ اور ابتدا سے انتہا تک یہ عام کام وہ اپنے دستِ بازو سے کرتا ہے۔

زمیندار سے مراد ہر وہ شخص ہے جو ایسی زمین رکھتا ہو جو فصل دیتی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ متذکرہ بالا تمام کام اپنے ہاتھوں سے خود انجام دیتا ہو۔ وہ کاشتکاروں کے ذریعے فصل تیار کر لینے اور غلہ بٹائی پہ کام لینے کے باوجود زمیندار کہلاتا ہے۔

الغرض زمیندار کہلانے کا ہر وہ شخص مستحق ہے۔ جو گاؤں میں زمین رکھتا ہو۔ خواہ اس کی کاشت وہ خود نہ کرتا ہو۔ کسان زمین کا مالک ہو یا نہ ہو۔ صرف ان فرائض کے انجام دینے سے جو فصل کے پکنے تک ضروری ہیں۔ پورا کرنے پر کسان کہلاتا ہے

کسان کی مصروفیت اس قدر زیادہ ہے۔ کہ سال بھر میں اسے بمشکل دو یا تین مہینے ایسے مل سکتے ہیں۔ جن میں وہ سستا سکتا ہے۔ لیکن ان ہی ایام میں اسے اپنی خانہ داری کے امور مصروف رکھتے ہیں یعنی بیاہ شادی یا مولیشیوں کی خرید و فروخت وغیرہ

جن ایام میں کسان زمینداری کے کام میں مصروف ہوتا ہے۔ اس کے لئے مشکل ہے کہ وہ دوسرے ایسے

کاموں کی طرف توجہ دے۔ جو صحت صفائی ورزش وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اس قدر تاکید کے کسان ان ہدایات پر عمل نہیں کر سکتا۔ جو بہی خواہان زمیندار پیش کرتے رہتے ہیں۔ ہم ایک کسان کی زندگی کا پروگرام یوں پیش کرتے ہیں۔

آدھی رات گئے وہ مویشیوں کے لئے چارہ تیار کرتا ہے۔ اور انہیں ہل جوتنے کے وقت سے پیشتر تیار کرتا ہے۔ پو پھٹتے ہی ہل لے کر وہ کھیت میں پہنچتا ہے۔ اور ٹھیک دوپہر کو جب کہ آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہو۔ گھر آتا ہے۔ کھانا کھاتا ہے۔ اور پھر تمام مویشیوں کو چارہ دیکر کسی تالاب۔ چھپڑ یا ندی نالے کے کنارے پانی پلانے کے لئے لے جاتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر وہ اپنے گھر کی ضروریات کے لئے جنگل سے لکڑی کاٹکر لاتا ہے۔ اور مویشیوں کے لئے کھیت سے چارہ ڈھوتا ہے۔ بمشکل تمام ان کاموں سے فرصت پاکر وہ شام کو تھکا ماندہ آپڑتا ہے۔ اب اسے سوائے نیند کے اور کچھ نہیں کرنا ہوتا۔

کسان کی بیوی اسی طرح صبح ہوتے۔ گائے بکریوں کا دودھ دھوتی ہے۔ گوبر کے اوپلے بنا کر دیواروں یا منڈیروں پر لگاتی ہے۔ اس سے فارغ ہو کر لسی مکھن نکالتی ہے اور گھر کا کھانا پکانا تیار کرتی ہے۔ اور دوپہر تک وہ اسی کام میں مصروف رہتی ہے جب کسان لکڑیاں کاٹنے یا مویشیوں کے لئے چارہ لانے میں مصروف ہوتا ہے۔ اس کی بیوی مویشیوں کو جنگل میں چرانے لگی رہتی ہے۔ شام سے قبل ریوڑ گھر لائے جاتے ہیں۔ اور بیوی کھانا پکانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔

اس مختصر سے پروگرام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسان کے پاس بمشکل اس قدر وقت بچتا ہے۔ کہ وہ زندگی کے دیگر مشاغل کی طرف متوجہ ہو سکے۔

ہم آئندہ فرصت میں اس پر بحث کریں گے۔ کہ زمیندار کیونکر دوسرے مفید مطلب معاملات پر غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے فرصت کا وقت نکال سکتا ہے۔

ایڈیٹر

شذرات

حالاتِ جنگ

مورخہ ۱۲ نومبر کو جب کہ مالٹہ پر ایک سخت حملہ ہوا تو دو اطالوی لڑائی کے جہاز نشانہ سے گرائے گئے اس سے ایک یا دو روز قبل جبکہ ایک اور علیحدہ برطانوی جزیرہ بنام بسزم واقعہ بحیرہ قلزم پر حملہ ہوا۔ اور چار اطالوی ہوائی جہاز تباہ کئے گئے۔ اور ۱۲ نومبر کو ۱۳ اطالوی لڑائی کے جہاز اور بمب برسانے والے جہاز دریائے ٹیمز پر نشانہ لگا کر گرائے گئے۔ اور برطانوی ہوائی جہازوں کا ایک بھی نقصان نہیں ہوا۔

برطانیہ کو فخر اور اطمینان ہے۔ کہ باوجود اس پر پے در پے حملے ہونے کے انہوں نے خم نہیں کھایا۔ اور ایک نہائیت ہی غیر معمولی خراب موسم کے ہفتہ میں بھی اُن کی ہوائی طاقت کو ہٹلر اور مسولینی کے خلاف بہت کامیابی ہوئی۔ اٹلی کے دارالخلافہ نیپلز پر بھی جو کہ ظاہرا طور پر محفوظ تھا۔ برطانوی ہوائی فوج نے تقریباً ۹۰۰ نوسو میل کا سفر طے کر کے ۱۳ اکتوبر کی رات کو آس پاس کے تیل صاف کرنے والے کارخانے اور شہر کے ریلوے اسٹیشن پر بمب برسائے۔ دوسری رات کو ہٹلر کے برلن پر سخت حملہ ہوا۔ چھ بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں پر اور ان کے آس پاس کے گدام گاہوں پر اور دو بجلی گھروں پر سخت بمب باری ہوئی۔

(۲) دیگر مقامات پر بھی اطالوی بدقسمت ہی رہے ہیں۔ سوموار گیارہ اور بارہ نومبر کی درمیانی شب کو بمب برسانے والوں نے نارنٹو کے بندرگاہ پر اطالوی جنگی بیڑے پر ایک سخت اور تباہ کن حملہ کیا۔ فوٹوگرافوں سے جو عکس کو لئے گئے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اٹلی کے مندرجہ ذیل جنگی جہاز ضروری یا کلی طور پر تباہ ہوئے:

ایک ۳۵ ہزار ٹن کا جنگی جہاز

دو ۲۳ ہزار ٹن کے جنگی جہاز

دو بیڑے جہاز

دو بیڑے مددگار جہازوں کے

اس شدید اور کاری ضرب کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اطالوی جنگی بیڑے کا ایک تہائی حصہ تباہ ہو گیا ہے۔

(۲) باقی کے واسطے جرمن علاقہ میں سمندر کے کنارے جہاں جہاز بنتے ہیں۔ اور بریمن کے نزدیک وجی سیک کے زیر آب جہاز بنانے والی جگہوں کو نقصان پہنچا ہے کریپ کے کارخانوں پر پھر حملے ہوئے ہیں۔ اور میجبرگ میں تیل صاف کرنے والی جگہ پر بھی حملے ہوئے ہیں۔ اور ناریوں کے مقبوضہ علاقوں کے ساتھ ساتھ اور نیز زمین پر ہوائی جہازوں کے اڈے بھی خالی نہیں رہے اور ان پر گولہ باری کی گئی ہے۔ صرف ہفتہ کی شب کو موسم خراب ہونے کی وجہ سے برطانوی ہوائی حملے بالکل بند رہے۔

(۴) یونانی بھی اطالویوں کو مار رہے ہیں۔ اور گذشتہ ہفتہ میں اطالوی فوج کی ایک زبردست ڈویژن کو اپینس کے پہاڑوں میں تباہ کر کے اب وہ البانیہ کے اندرونی علاقہ میں تمام سمت میں بڑھ رہے ہیں۔

(۵) برما کی سڑک کے کھلنے اور جاپانیوں کی ہوائی حملوں میں کوششوں کی رکاوٹ کی وجہ سے حوصلہ کر کے چینیوں نے خود حملہ کر کے صوبہ گوانگسی کے دارالخلافہ ننگ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو کہ ایک سال سے وہ حملہ آوروں کو دے چکے ہوئے تھے۔ تین سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے۔ جب سے چین اور جاپان کی جنگ شروع ہوئی ہے۔ اس وقت سے یہ ان کی سب سے بڑی کامیابی ہے اس کامیابی سے جاپانیوں کا برما سڑک کی چینی حد کمنگ کی زمین کی طرف بڑھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

وسط چین میں بھی چینی حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور جاپانیوں کو دریائے ینگسی میں بحری سرنگیں لگانی پڑیں جن کے متعلق وہ کہتے تھے کہ اس دریا پر مقام ہانکو تک ان کا قبضہ ہے

چینیوں نے نیننگ بھی لے لیا ہے اور بڑے بندرگاہ ہنگچو کے نزدیک شراب والے ضلع شوہنگو میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جاپان اور روس کے درمیان جو بات چیت ہو رہی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اور ۲۷ اکتوبر کو ماسکو نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ جاپانی سفیر نے ایم سٹیلن سے ملاقات کی تھی۔ ڈچ۔ ایسٹ۔ انڈیز میں تیل کے متعلق بات چیت ٹھیک ہو رہی ہے۔ اور بقول جاپانیوں کے اس صفائی سے ہو رہی ہے۔ کہ ابھی تک کوئی ترقی نظر نہیں آتی۔

جاپانی اپنے گذرے ہوئے زمانہ کو یاد کر رہے ہیں

اور وہ اپنی سلطنت کے قائم ہونے کی ۲۶۰۰ سالگرہ منا رہے ہیں۔ اور مستقبل کے متعلق ابھی تجویزیں ہی سوچ رہے ہیں۔ جن کو کہ انہوں نے احتیاط کے طور پر اور اپنی نفسانی فطرت کی بنا پر "دس سالہ سکیم" کا نام دے رکھا ہے۔

مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۴۰

ریذیڈنسی آفس کشمیر

دَوره

۲۹ر نومبر ۴۰ء کو حضور مشیر مال صاحب بہادر نے مواضعات جاتلاں۔ سانگ اور پنڈی سمبروال کی پنچائیتوں کا معائنہ فرمایا۔ آنحضور کا استقبال پُرجوش طریق سے کیا گیا۔

۳۰ر نومبر ۴۰ء کو نلوئی کی پنچائیت کا معائنہ ملتوی رکھا گیا۔ یکم دسمبر ۴۰ء کو نلوئی پنچائیت اور لوٹ ٹرینگ سکول کا ملاحظہ کیا گیا۔ لوٹ ٹرینگ سکول میں تین دیہاتی لڑکوں نے پوری سکھلائی حاصل کی۔ ان کا کام ملاحظہ کیا گیا۔ اور انعامات تقسیم کئے گئے۔

ایک پُرلطف چیز یہ دیکھنے میں آئی کہ ایک فقیر جس کا گذارہ گدائی پر تھا۔ لوٹ ٹرینگ سکول میں داخل ہوگیا۔ پہلے پہل وہ دن کو گداگری چھوڑ کر لوٹ کی سکھلائی میں لگا رہتا۔ اور رات کو گدا مانگ کر اپنا گذارہ کرتا۔ اب اُس نے رات کی گدائی بھی چھوڑ دی۔ اور اپنا گذارہ اُس کام پر کرتا ہے۔ جو اُس نے اس ٹرینگ سکول سے حاصل کیا ہے۔ عالی جناب مشیر مال صاحب بہادر نے خوش ہوکر اُسکو مبلغ پانچ روپیہ بطور انعام بخشے۔ گداگر نے اپنے دوسرے گداگر بھائیوں کو بھی اس کام میں داخل کرانے کا وعدہ کیا ہے۔ تاکہ گداگری کی لعنت دُور ہو۔

حضور مشیر مال صاحب بہادر نے پنچائیتوں کا کام ملاحظہ کرنے کے بعد ممبران پنچائیت کو ہدائیت فرمائی کہ مقدمات فی الفور داخل دفتر نہ کیا کریں۔ اور یہ فرمایا کہ مدعیان یا مدعا علیہان سے ممبران کی رشتہ دا

کے سلسلہ میں پنچان کو چاہیئے کہ وہ مقدمات کے کسی دوسری پنچائیت میں منتقل کرنے کی تحریک خود کیا کریں۔ اُن کے اِس ایما سے اُن کی دیانت داری کو چار چاند لگ جائیں گے۔

اِس کے بعد ~~حضور~~ نے محکمہ کواپریٹو کے کام کا ملاحظہ فرمایا۔ اِس دورہ میں صاحب پنچائیت افسر حضور مشیر مال صاحب بہادر کے ہمراہ تھے۔ ان ملاحظات کے بعد صاحب پنچائیت آفسر موضع اکالگڑھ چلے گئے۔ اِس موضع میں دو کنوئیں زمانہ سابقہ میں کھودے گئے تھے۔ ایک لوگوں نے خود اپنے خرچ پر کھودوا تھا۔ اور دوسرا محکمہ پبلک ورکس نے۔ لیکن یہ دونوں کنوئیں ناکامی کے باعث بند ہو چکے تھے۔ ایک نئے کنوئیں کی تعمیر کے لئے پنچائیت افسر صاحب نے حکم دیا جس کا کام ایک ٹھیکیدار کے سپرد کیا گیا۔ اور کام شروع کردیا گیا۔ اسی موضع میں ایک تالاب کی مرمت کے لئے صاحب پنچائیت افسر نے ایسٹیمیٹ تیار کرنے کا حکم جاری کیا۔ زمینداران نے تالاب کی مرمت کے لئے پانچ فی صدی چندہ اپنی گرہ سے دینے کا وعدہ کیا۔

۲۲ر نومبر ۱۹۴۰ء مطابق ۸ر مگھر ۱۹۹۷ء کو عالی جناب مشیر مال صاحب بہادر نے بسلسلہ دورہ کٹھوعہ پنچائیتوں کا ملاحظہ فرمایا۔ حضور کی آمد کے سلسلے میں لوگ چشم براہ تھے۔ پنچائیت والوں نے حضور کی تشریف آوری کی تقریب پر سڑکوں کو خوب سجایا ہوا تھا۔

حضور مشیر مال صاحب بہادر نے پہلے موضع جکھ بگونہ۔ سمیل پور۔ اور رایا کی پنچائیتوں کا ریکارڈ ملاحظہ فرمایا اِس کے بعد جملہ پنچائیت ہا کے پنچان اور زمینداران نے ایک سپاسنامہ بہ تقریب استقبال حضور کی خدمت میں پیش کیا جس میں بعد اداکرنے شکریہ سرکار والا مدار انہوں نے علیحدہ علیحدہ ان مراعات کا ذکر کیا جو انہیں ہز ہائینس گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی تھیں۔

سپاسنامہ کے جواب میں عالیجناب مشیر مال صاحب بہادر نے اُن مقدمات کا ذکر کیا جس کا پنچائیت نے فیصلہ دیا۔ اور اِس بات پر زور دیا کہ جہانتک ہو سکے مقدمات کا تصفیہ باہمی مصالحت سے کیا جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ جو تجاویز محکمہ کے ذریعے ہمارے پیش کی جائیں۔ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

اِس دورہ میں پنچائیت افسر صاحب معہ اپنے اسسٹنٹ کے موقعہ پر موجود تھے۔ صاحب وزیر وزارت اور تحصیلدار بھی حضور کے ہمراہ تھے۔

ایڈیٹر

انجمن ہائے اشتمالِ اراضی کی جگہ ضرورت ہے

نمائش چھپاں تحصیل میرپور موقعہ محکمہ بنک زمیندارہ نے چند نقشہ جات اشتمال اراضیات تحصیل سری رنبیر سنگھ پورہ نمائش میں رکھ کر مظہر کو فوائد اشتمال واضح کرنے کے لئے محکمہ نے مقرر کیا تھا۔ راقم نے مختلف پانچ زمینداران انجمنوں میں اور دو یوم مخصوص سٹیج پر اس کے فوائد زمینداران کے سامنے عرض کرتے ہوئے اس سے مستفید ہونے کی تحریک کی جس کے جواب میں زمینداران نے تعاون کا وعدہ کرتے ہوئے۔ اشد ضرورت بھی محسوس کی تھی۔ بلکہ یہانتک یہ تحریک زبان زد عام ہوئی۔ زمینداران آپس میں مختلف پارٹیوں کی صورت میں تبادلہ خیالات کے لئے آتے رہے۔ عام زمینداران کی رائے میں اشتمال اراضیات کا مفاد زمینداران اراضیات تک ہی محدود تھا۔ بلکہ اس کے حل کرنے کے لئے دفعہ ہم پہنچ سے مجھے بھی بڑی مشکلات

سے گذرنا پڑا یعنی نمائش کے آخری یوم ۵ رجیت زمینداران سٹیج کے سامنے کھڑے ہوکر مجھ سے دریا کر رہے تھے۔ کہ ایک ہیٹ پوش صاحب اسمی شی حبیب الٰہی صاحب پلیڈر بھی آدھمکے شیخ صاحب۔ میری بوجہ سرسری واقفیت کے قدرے بے تکلفی موصوف نے ایک نقشہ اٹھا کر پہلے تو انگریزی میں سوالات کئے۔ مگر میں جواب کیا دیتا۔ آخر وہ تاڑ گئے حقیقتاً بھی ان کی غرض مجھ سے مذاق اڑانے کی میں نے بھی انہیں ادھر اُدھر کی ہانک کر ٹالنے کی کی میرے عقب میں عالی جناب حضور رجسٹرار صاحب واسسٹنٹ رجسٹرار صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں وکیل صاحب پہ مذاقیہ دباؤ ڈالا مگر وہ کب ٹلنے تھے۔ وکیل اور پھر مان لینا۔ بقول ؎

چہ نسبت خاک را ! عالم پاک
بالخصوص ٹالنے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ میں ایک تعلیمی مبلغ کی حیثیت میں ہونے کے علاوہ گفت و شنید کی بھی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ مگر جوں جوں میں ان سے ٹل جانے کی درخواست کرتا۔ وہ مجھے زیادہ مذاق بنانے کی کوشش کرتے۔ ان کے اصرار پر زمینداران کی نگاہیں بھی جم گئیں آخر محکمہ کہ جس سے آٹھ آنہ یومیہ مزدوری لینا تھا کے وقار اور اپنی پوزیشن کا خیال پیدا ہو گیا پھر کیا۔ ہمارے گلابی اردو کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ بقول ؎

ہوناں نوں تو لائی لائی دیندی ہیں
میرا پیر گذشتہ بود
آنکا میرا ہل مثلاً ت تھی میرے رفتہ بود

کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ شیخ صاحب نے اپنی جرح میں گناہ گار بنانے کی انتہا کوشش کی۔ مگر آخر ہم بھی پکے مسلمان اور پھر دہقان تھے۔ انہیں تسلیم کرایا گیا۔ کہ استعمال اراضی اراضیات کو بہتر بنانے اور پیداوار کی ترقی کے لئے ایک مفید طریقہ ہے۔ اس سے ہر زمیندار کو مستفیض ہونا ضروری ہے میدانی اور پہاڑی اراضیات پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ صاحب نے بڑی مشکلات پیش آنے کا ذکر کیا۔ مگر چونکہ یہ ہمارے ہی گھر کے روگ ہیں۔ اسلئے ہم اس سارے واقعہ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ پہاڑی علاقہ میں میدانی علاقہ سے بھی زیادہ ضرورت استعمال ہے۔ راقم نے نمائش سے واپس ہو کر اپنے زیر نگاہ علاقہ میں پھر کر دیکھا اور اندازہ لگایا کہ ان انجمن ہائے قیام سے زمینداران کو غیر معمولی فائدہ مل سکتا ہے۔ اور ان انجمن ہا کے قیام کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ کاش کہ محکمہ اس تحریک کو عروج دینے کیلئے متوجہ ہو۔

چنن الدین دہقان

بچوں کیلئے

اعتقاد کی کہانی

پیارے بچو! دنیا میں کوئی کام اعتقاد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آؤ ہم تمہیں اعتقاد کے سلسلہ میں ایک قصہ سنائیں۔ ایک لڑکا جب پڑھ لکھ کر فارغ ہوا۔ تو اُسے معاش کی فکر دامنگیر ہوئی۔ مگر اُسے اپنی محنت اور خدا کی ذات پر بھروسہ نہ تھا۔ وہ تلاش معاش میں جہاں جاتا۔ مایوس ہو کر واپس چلا آتا۔ یہاں تک کہ گھر میں ایک

پیسہ نہ رہا۔ اور لڑکا اور اُس کی ماں بھوک کے مرنے لگے۔

ایک دن یہی لڑکا حسب معمول روزگار کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ شام ہوگئی۔ تھک کر چور ہوگیا ایک فقیر اُدھر سے آنکلا۔ لڑکے کو اداس دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"کیوں بیٹا اداس کیوں ہو؟"

لڑکا:- بابا روزگار کی فکر میں ہوں۔ کہیں نہیں ملتا۔ گھر میں دانہ دانہ کو محتاج ہوں"

فقیر:- اِس مقام سے دس میل کے فاصلہ پر جنگل کے وسط میں ایک خالی کنواں ہے۔ اگر تو صبح سے شام تک اس پر صبر و قناعت سے بیٹھا رہے گا۔ تو اللہ تیری مدد کرے گا"

فقیر کی بات کا یقین لڑکے کو ہوا اور اعتقاد دل میں جم گیا۔ چنانچہ ہمت کرکے وہ گھر پہنچا۔ اور اپنی بوڑھی ماں کو یہ ماجرا کہہ سنایا۔ ماں نے منت سماجت کرکے پڑوسیوں سے آٹا مانگ کر لڑکے کو چار روٹیاں پکا دیں اور کہا بیٹا جب بھوک لگے تو کنوئیں پر کھا لینا۔ لڑکا دوسرے روز روانہ ہوگیا۔ چلتے چلتے دوپہر ہوگئی۔ بھوک نے تنگ کیا لیکن وہ کنوئیں تک پہنچ گیا۔ بیٹھے بیٹھے بھوک نے پھر ستانا شروع کیا۔ وہ سوچنے لگا۔ اگر میں روٹیاں کھا گیا۔ اور کچھ ہاتھ پلے نہ پڑا تو آئندہ کیا ہوگا۔ اس لئے اس میں سے کچھ کھانا کل کیلئے بچا لینا چاہئے۔

اس نے روٹیاں نکال لیں اور کہنے لگا۔ ایک کھاؤں دو کھاؤں۔ تین کھاؤں یا چاروں کھا جاؤں۔ غرضیکہ کئی بار وہ اسی فقرہ کو دھراتا گیا۔ ایک دو روٹی سے اُس کا پیٹ نہ بھر سکتا تھا۔ اور اگر سب کھا جاتا تو پھر شام کو کیا ملتا۔ اسی خیال سے وہ پریشان تھا۔ کہتے ہیں اُس کنوئیں میں چار پریاں رہا کرتی تھیں۔ جب ان کے کان میں لڑکے کی بات پڑی۔ تو ڈر کے مارے سہم گئیں اور سوچنے لگیں کہ اگر یہ ہم چاروں کو کھا گیا۔ تو غضب ہو جائے گا۔ کسی طرح اِس سے جان بچانا چاہیئے چنانچہ وہ باہر نکل آئیں۔ اور بولیں کہ جس قدر دولت لے لے مگر ہماری جان بخش دے۔ لڑکا ڈر کے مارے وہی فقرہ دھراتا رہا۔ آخر کار وہ پریاں بے شمار دولت اُس کے سامنے رکھ کر بھاگ گئیں۔ اور اس طرح وہ لڑکا اُس ملک میں سب سے زیادہ امیر ہوگیا۔

اس قصے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اعتقاد دنیا بڑی زبردست چیز ہے۔ اگر لڑکے کو فقیر کی بات کا یقین اور وہ اعتقاد سے اِس پر عمل نہ کرتا۔ تو وہ ویسا ہی فا مگر ذرا سے یقین نے اسے قاروں کے خزانے کی کنجی دا

بچو! اگر تم اعتقاد اور بھروسہ کے ساتھ اپنی تعلیم صنعت و حرفت میں کوشش کروگے اور اس پر اعتماد رکھوگے اپنے ارادوں میں اور ہر امتحان میں کامیاب ہوگے۔

(سید قطب الدین)

سوزِ نوا

سوزِ دل کون بجھائے کہ نہیں چشم میں اشک — یہ ہے کچھ خونِ جگر کارروائی کرتا ہے ذوقؔ

کشمیر ہی کی بات نہیں! دنیا کے ہر خطے میں شہریوں اور دہقانوں کے رہنے سہنے کے طریقے، عادات و اطوار جدا جدا اور مختلف ہیں۔ شہروں میں جہاں تہذیب و تمدن عروج پر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک چیز آسانی سے ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہے۔ وہاں دیہاتوں میں ادب و تمیز عام طور پر ناپید ہوتی ہے۔ اور وہ سہولتیں جو شہریوں کو میسر ہوتی ہیں دہقانوں کے حصہ میں نہیں آسکیں۔

میلے کچیلے، پھٹے پرانے کپڑوں میں صاف ستھری صورتوں اور ہر نئی چیز کو عجوبہ خیال کرنے والے۔ اپنے تئیں پست اور حقیر جاننے والے۔ سوٹڈ بوٹڈ آدمیوں سے ڈرنے والے۔ افلاس سے بیحال۔ زردی مائل رنگ، تعلیم سے کورے، تہذیب سے عاری۔ چالبازوں اور عیار لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں میں جلد آنیوالے۔ سادہ لوح دہقان۔ جن کی تعداد ہندوستان میں زائد از ستر فیصدی ہے۔ منہ اندھیرے جبکہ ستارہ صبح اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ افقِ مشرق پر ٹمٹماتا ہے۔ اپنی نیند کو خیرباد کہہ کر ان جوئباروں کے کنارے جو دور سے دودھ کی نہریں دکھائی دیتے ہیں۔ ہاتھ منہ دھوتے دکھائی دیتے ہیں۔ تاکہ فریضہ خداوندی ادا کریں۔ ان کے ہی ادائے فرض پر نسیم سحری کے خنک اور فرحت بخش جھونکے نثار ہوتے ہیں۔ اور اشجار جھوم جھوم کر انہیں اشیرباد دیتے ہیں اور نیرّ طلوع ریز کی کرنیں عالم پر چھانے لگتی ہیں۔ وہ ہل چلانا اور بیلوں کو ہانکنا شروع کرتے ہیں۔ یا کیچڑ میں لت پت ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمام دن بڑی محنت و مشقت کرتے رہتے ہیں۔ اور رات کو جبکہ تمام کائنات پر "پردۂ ظلمت" چھا جاتا ہے۔ اور تمام عالم پر نیند مسلط ہوتی ہے۔ یہ فصلوں کی رکھوالی میں آنکھ نہیں جھپکتا: تاکہ درندے فصل ضائع نہ

کریں جس پر ان کی زندگیوں کا انحصار ہوتا ہے۔

غرضیکہ دن رات کے ۲۴ گھنٹے اسیطرح صرف ہوتے ہیں۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اتنی محنت ومشقت کرنے کے بعد بھی وہ غریب اور نادار کیوں ہے۔ اس کے جواب میں اگرچہ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن سردست تین وجوہ پر مختصر بیان کیا جائیگا۔

دہقانوں کی مفلسی وناداری کی وجوہ تین ہیں۔ ۱۔ ان کے صحت کی بدحالی۔ ۲۔ رسوم مذموم۔ ۳۔ کاہلی وسستی۔ اس میں کلام نہیں کہ دہقانی عموماً غلیظ اور گندے رہتے ہیں۔ انکی صحت اگرچہ محنت ومشقت کرنے سے، کوہساروں، جوئباروں کی حیات بخش ہوا کھانے سے وسیع اور شاداب میدانوں میں گشت کرنے سے، مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونے کیوجہ سے بہتر ہوتی ہے۔ لیکن حفظان صحت کے اصولوں سے عدم واقفیت سے یہ لوگ طرح طرح کی پیچیدہ اور مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ متعدی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور اسی طرح زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ کہیں وہ ملیریا کا شکار ہوتے ہیں اور کہیں تپ لرزہ کے اور کبھی کسی اور منحوس مرض نے ان پر غلبہ کر لیا ہوتا ہے۔

دوسری وجہ ان کے غربت کی یہ ہے کہ جو ان کی زندگیوں کو گھن کی طرح کھا جاتی ہے، کہ وہ رسومات بد میں مبتلا ہیں۔ اور ان کے انجام دہی کی خاطر ساہوکاروں سے قرضہ لیتے ہیں اور سب کچھ لٹا کر ہاتھ ملتے بیٹھے رہتے ہیں۔ یا جعلسازوں کے دھوکوں اور فریبوں میں آکر جائیدادوں اور زمینوں کو کھو بیٹھتے ہیں اور آہ وفغان میں نالہ وشیون میں حسرت کے ساتھ اس دنیا سے رحلت کر جاتے ہیں۔

سوم۔ زمینداروں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ جو محنت ومشقت کرنے کو "بیگار" سمجھتا ہے۔ اور کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتا ہے۔ بلکہ دوسروں کے سہارے جینا قبول کرتا ہے۔ اور خواہ بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے۔ اسے بہتر سمجھتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اپنے ہاتھ سے کچھ کمائے۔ جب بھی ان سے پوچھا جائے۔ کہ بھائیو! تمہیں آخر ہوا کیا کہ دوسروں کے سہارے جیتے ہو؛ تو جھٹ تقدیر تقدیر کی رٹ لگا کر اپنے ماتھے پر ایک دو رسید کرتے ہیں۔ اور بس! اور اسی ذلت وادبار سے دن گذارتے ہیں۔

آہ! خدا کے وہ بندے جو اشرف المخلوقات کہلاتے ہیں، جن پر ان کے خالق کو بھی ناز ہے۔ وہی ایسی خراب حالت میں خدا کی اس بنائی ہوئی زمین پر رہیں۔ اور ذلت کے ساتھ، خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہوں۔ کتنی دکھ بھری ہے ان کی یہ کہانی؟

انسان وہ کہلاتا ہے جس میں انسانیت کا مادہ مفقود نہ ہو چکا ہو، جس میں اپنے دوسرے بھائیوں کی محبت وہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہو ـــ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کر و بیاں

اسی لئے ہمارا بھی فرض اولین ہے کہ ہم اپنے دہقانی بھائیوں کو یہ بد اطوار دور کرنے کی تحریک کریں۔ چنانچہ چند تجاویز پیش کئے دیتے ہیں۔ سب سے پہلا فرض جو دہقان پر عاید ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ صفائی سے رہے کیونکہ بقول شیکسپیر:۔

"ممکن ہے۔ تیرے اطوار امیرانہ ہوں۔ تیرا ٹھاٹ شاہانہ ہو۔ کیونکہ تیرا شکوہ زر نقد سے اُبلا پڑتا ہے۔ مگر دولت و ثروت سے انسان نہیں جھلکتا۔ لباس و قطع سے تیری ہستی کا عکس معلوم ہو جاتا ہے"!

اور صاف ہوادار مکانوں میں رہیں۔ مکان کے صحن صاف رکھیں۔ مکھیوں اور مچھروں کو پھیلنے نہ دیں۔ غذا میں بد پرہیزی نہ کریں۔ بلکہ اعتدال روا رکھیں۔ خراب اور بد اخلاق مجلسوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ تعلیم حاصل کر کے جہالت کو دور کریں۔ کیونکہ ؎

بے علم نتواں خدا را شناخت

عبدالعزیز شورہ۔ عزیز سرنگیہ

فصلِ خریف

فصل خریف کی نسبت جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں اور جہاں تک ذاتی معلومات کا تعلق ہے۔ نہایت اچھا ہے۔ ہر ایک جنس ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہی ہے۔ سہ ماہی اول میں اس وقت تک کہیں سے بھی بارش کی کمی یا بیشی کی شکایت نہیں سنی گئی۔ نہ ہی قدرتی نقصانات کی اطلاع ملی ہے۔ ہاں اس فصل پر ایک عام شکایت جو دیر سے چلی آتی ہے۔ اب کے بار گذشتہ فصل سے بہت زیادہ ہے پہاڑی علاقہ میں عام طور پر مکی کی کاشت ہوتی ہے۔ مکی کا فصل ہر جنگلی جانور کیلئے بڑا ہی مرغوب ہوتا ہے۔ مثلاً سؤر۔ بندر۔ گیدڑ وغیرہ۔ اس فصل کے لاگی دشمن ہیں۔ بچشم خود دیکھا گیا ہے۔ کہ جب یہ جانور فصل پہ حملہ بولتے ہیں۔ تو پہرہ دار کی ذرا پیش نہیں چلنے دیتے۔ کھیت میں پانچ

منٹ ان کیلئے کافی ہوتے ہیں۔ اور اس معمولی سے وقت میں زمیندار کی چھ ماہ کی محنت خاک میں ملاکر چلتے بنتے ہیں۔ پہاڑی علاقہ کے زمینداران کا فصلِ خریف کی پیداوار پر ہی انحصار ہے۔ اور ذاتی مشاہدہ ہے۔ کہ فصلِ خریف خواہ بارش کی کمی بیشی ہوتی ہی کیوں نہ ہو بلحاظ ضرورت کافی ہو سکتا ہے بشرطیکہ جنگلی درندوں سے بچا رہے۔ مگر ایسا ہونا قطعًا ناممکن ہو چکا ہے۔ کیونکہ پابندی شکار کی بدولت ایسے جانوروں کی اسقدر کثرت ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ اس سے قبل شاید ہی کسی جنگل کے قریبی گاؤں میں رات کیوقت سور اور گیدڑ کے نقصانات کا اندیشہ ہوا کرتا تھا۔ اور دن کو بندر کا۔ مگر اب کوئی شاذ ہی ایسا گاؤں ہوگا جہاں ان جانوروں کے ریوڑ موجود نہ ہوں اور اعلانیہ رات دن نقصان نہ کرتے ہوں۔ زمینداران اور ان کی نوجوان بہو بیٹیاں اور انکے بچے کھیتوں کے گرداگرد اپنی عزیز زندگی کی پروا نہ کرتے ہوئے۔ دن رات نگرانی کے طور پر پھرتے ہیں۔ گذشتہ دو ماہ شدت کی دھوپ اور گوڈی کی اذیتوں میں مبتلا رہے۔ اب دو تین ماہ مکمل دن رات پہرہ کے باوجود زمیندار کیلئے وہی ڈھاک کے تین پات کا ہی نتیجہ برآمد ہوگا۔ کیونکہ ان درندوں کی دستبرد سے نصف سے بھی کم فصل برآمد ہونے کی امید ہے۔ صبح جب ان جانوروں کے تباہ شدہ بھٹے مکی اور کودو کھیت سے باہر نکالتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہ اگر یہی سلسلہ چند روز جاری رہا تو زمینداروں کی امیدیں یاس میں بدلے بغیر نہیں رہینگی۔ زمینداران سال بھر اس فصل کی کثیر پیداوار کی امید پر تمام دنیوی کاروبار چلاتے ہیں۔ شادی، غمی، مالیہ، نبک

ساہوکارہ گویا جملہ ضروریات کا دارومدار ہی فصل پر ہوتا ہے۔ ہر سال ساون و بھادوں میں زمینداروں کو غلہ کی کمی کے حقیقی وجوہات بھی یہی ہیں۔ کہ ان کا فصل زیادہ تر جنگلی درندوں کی نذر ہو جاتا ہے اور ان کی ضروریات کی انجام دہی کیلئے جو ن قرضہ اٹھاتے ہیں۔ یا تو اس قرضہ کی ادائیگی بجا کبھی غلہ دیکر خود مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یا قرضہ عدم ادائیگی کی صورت میں سود در سود ہو کر ان کی تباہی کا باعث ہو جاتا ہے نیز یہ چیز بظاہر وقعت کے قابل نہیں بالخصوص جو لوگ اسے نقصانات سے ناواقف ہیں وہ بہت کم باور کرینگے مگر میں اس بات کا دعویٰ دار ہوں کہ پہاڑی علاقہ کی پیداوار فصل خریف محفوظ ہے۔ تو ریاست میں نہ تو غلہ کی کمی ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی سود در سود قرضہ سے زمینداران تباہ ہو سکتے ہیں۔ زمینداران کو غلہ کی صرف سال بھر میں ایسے حالات کی موجودگی میں صرف چار ماہ پھاگن چیت اور ساون وبھادون میں ضرورت پڑتی ہے۔ اور زمینداران ان ہر چار ماہ میں بھی ساہوکاران سے ایک تو بھاری سود پر غلہ برداشت کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے سے پرانے غلہ کا تمسک نئے غلہ کی برداشت کے وقت حال برداشت کی صورت میں تحریر کر دیتے ہیں۔ میں نے اپنے حال ہی کی تحقیقات میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ زمیندار نقد میں قرضہ کی برداشت بہت کم کرتے ہیں مگر غلہ کی برداشت ازحد نقصان دہ ہے۔ اور ان چار ماہ کے اخراجات حاصل کرنے کیلئے طرح طرح کے مظالم ساہوکار کے برداشت کرتے ہیں۔ ان حالات سے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت اس اہم تکلیف زمینداران کو رفع کرنے کیلئے کوئی موثر تدبیر اختیار کرے۔ **حشمت علی** سب انسپکٹر کواپریٹو بنک

ملاحظات

پنچایت سنبل ۱

ہم نے ۱۳ راکتوبر ۱۹۴۷ء کو سنبل پنچایت کا ملاحظہ کیا۔ حضور والیہ آنبہادر نے اس موقع کا دیہاتی اصلاح کے سلسلہ میں ملاحظہ کرنا منظور فرمایا۔ اور اس مقصد کے لئے مقامی پنچایت نے تیاریاں شروع کردی تھیں۔

انہوں نے نہایت قلیل عرصہ میں پنچایت گھر تعمیر کیا۔ اس پنچایت گھر کی عمارت میں ایک مرکزی کمرہ ہے۔ اور اس کے دونو پہلوؤں میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ اس کے دونو طرف برآمدے ہیں۔

یہ ایک نفیس عمارت ہے۔ ہماری رائے میں پنچایت کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ اسکے سامنے زمین کا ٹکڑا ہے جس میں چھے سایہ دار درخت ہیں۔ پنچایت نے اصلاح دیہات کا اچھا کام کیا ہے۔ انہوں نے ایک کچی سڑک تیار کی ہے۔ اور دریا پہ ایک خوبصورت گھاٹ بنایا ہے۔ اس کی تعمیر میں سرکار نے بھی عطیہ بخشا ہے۔

ہم نے پنچایت کا کام ملاحظہ کیا۔ ۳۶۲ مقدمات جن میں ۸۵ فوجداری شامل ہیں۔ دائر کئے گئے ہیں۔ ۳۰ فوجداری اور ۲۵۵ دیوانی مقدمات کا فیصلہ دیا جاچکا ہے ان میں ۱۹۸ باہمی مصالحت سے طے کئے گئے ہیں۔ ہم اس کارکردگی کو قابل ستائش سمجھتے ہیں۔ اس پنچایت کی آمدن ۱۴/۱۶۵/- روپیہ اور خرچ ۳۰/۰/- روپیہ ہے ہم نے اس پنچایت کے رجسٹرات اور امسلہ جات کا معائنہ کیا۔ اور ان کو اچھی ترتیب میں پایا۔

اس پنچایت نے جب سے یہ قائم کی گئی ہے یعنی تقریباً دو سال کے عرصہ میں ایک سو اجلاس منعقد کئے ہیں۔

سرنگیہ ۳۱، اکتوبر

پھول چند موگھا

(رائے بہادر)

لا اینڈ ریونیو منسٹر

پنچائیت تہمارا۔

آج تیس جون سنہ ۱۹۴۸ء کو پنچائیت تہمارا تحصیل اننت ناگ کا ملاحظہ کیا گیا۔ یہ پنچائیت ۱۰ ماگھ سنہ ۱۹۹۸ء کو قائم کی گئی اور پنچوں نے تب سے ۲۰ اجلاس کئے۔ کل ۹۵ مقدمات دائر ہوئے۔ ۵۲ دیوانی اور ۴۳ فوجداری جن میں سے کل ۴۴ - ۴۰ دیوانی اور ۴ فوجداری کا فیصلہ کیا گیا۔

فوجداری مقدمہ نمبر ۴۴ اماں گری بنام خضر شیخ سیکریٹری کے پاس ایک شکایت موصول ہوئی۔ مدعی کا بیان لکھنے کی ہدایت کی گئی۔ اور ملزم کے نام سمن جاری کیا گیا۔ یہ بے ضابطگی ہے ملزم کو پنچان کے بیان ملاحظہ کرنے اور ملزم کے خلاف مقدمہ قابلِ جواب وہی پانے کے بعد سمن حاضری جاری کیا جا سکتا تھا۔ ضروری ہدایات موقع پہ دی گئیں۔ ۔ ۔ بیانات حلف لینے پر یا اقرار صالح سے قلم بند نہیں کئے جاتے۔ پنچوں کو ہدایت کی گئی کہ ماسوائے ملزم کے ابتدا میں حلف کا لیا جانا قلم بند کریں

اس پنچائیت کا ملاحظہ کبھی انسپکٹر یا پنچائیت اسسٹنٹ نے نہیں کیا۔ تاہم مقدمات کا کام کلی طور پر اچھا ہے۔ یہ امر قابلِ ستائش ہے۔ کہ پنچائیت عوام کے کاموں میں دلچسپی لیتی ہے۔ انہوں نے ایک ٹٹی اور پانچ غسل خانے تعمیر کئے ہیں۔ اور ایک کوئیں کی جو اُن کے گاؤں سے گزرتی ہے۔ مرمت کی۔ بالغوں کی تعلیم کے لئے چار مرکز اسی پنچائیت نے کھولے ہیں۔ اور اسسٹنٹ انسپکٹر اسکولات نے اپنی انسپکشن میں ۸۰ بالغ طالب علموں کو اپنے امتحان میں کامیاب ظاہر کیا۔ میں پنچائیت کو اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ دوسری پنچائیتیں اس مثال سے سبق حاصل کرینگی

عبدالرشید

(خانبہادر)

ریوینو کمشنر

پنچائیت نشاط ۔

موضع نشاط تحصیل خاص سرینگر کے تعمیری کام کا آج مورخہ ۹ نومبر سنہ ۴۸ء کو ملاحظہ کیا گیا۔ چشمے کے ذخیرۂ آب کی تعمیر ٹھیکیدار نے کر دی ہے لیکن یہ کئی صورتوں میں ابھی نامکمل ہے۔ پانی کے لئے تاحال کوئی چبوترہ نہیں بنایا گیا۔ نہ تو فالتو پانی کے نکاس کے لئے کوئی نالی بنائی گئی ہے۔ نہ ذخیرۂ آب کی دیواروں کو باقاعدہ سیمنٹ کیا گیا ہے۔ ذخیرۂ آب میں پانی ٹھہرتا ہی نہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیواریں مطلوبہ گھرائی تک نلون کی بلندی کے مطابق تعمیر نہیں کی گئیں ذخیرۂ کی دیواروں کے نیچے سے پانی رستا ہے۔ ٹھیکیدار کا کام نا تسلی بخش پایا گیا۔ ٹھیکیدار کو ہدایت کی جائے کہ

وہ فوراً کام کو مکمل کرے۔ اگر ذخیرۂ آب میں پانی نہ ٹھہرے تو اس تعمیر کو گرا کر نئی عمارت کھڑی کی جائے۔ ایسی صورت میں تمام تر اخراجات ٹھیکیدار کو برداشت کرنے ہوں گے۔ اس کام کے لئے ٹھیکیدار کو کوئی روپیہ نہ دیا جاوے تاوقتیکہ محکمہ کی مرضی کے مطابق اس کی تکمیل نہ کیجائے تاحکم ثانی اسکی زرضمانت ضبط رکھی جاوے

سب اوورسیر کو فوراً موقع پر پہنچنا چاہئے جو کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دفتر میں رپورٹ کرے۔ ذخیرۂ آب کی تکمیل کا وہ ذاتی طور پر ذمہ دار ہوگا۔ مورخہ ۴۰-۱۱-۹

شام سندر لعل

رائے صاحب

رورل ڈیولپمنٹ پنچایت افسر

موضع فتو چک

آج موضع فتو چک کا تعمیری کام ملاحظہ کیا گیا ایک کوچہ مکمل طور پر اینٹوں سے چنا گیا۔ دوسرا زیر تعمیر ہے۔ نہر کی پلی بھی زیر تعمیر ہے۔ مصالح یعنی اینٹ اور سیمنٹ کے موقع پر نہ پہنچنے کے باعث ٹھیکیدار کام مکمل نہ کر سکا۔ اسلئے کہ زمیندار فصلوں کی کٹائی میں مصروف تھے۔ ناقص قسم کی کچھ اینٹیں موقع پر پائیں گئیں۔ سب اوورسیر یہ خیال رکھے کہ یہ تعمیری کام میں استعمال نہ کی جائیں۔ اگر یہ اینٹیں کام زیر تکمیل میں خرچ کر دی گئیں تو تمام اینٹوں کی قیمت ٹھیکیدار کے بل میں سے وضع کر دی جائیں

ٹھیکیدار کے ایجنٹ کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ فوراً کام کو مکمل کرے ورنہ اس کو جرمانہ کیا جائیگا۔

حفظان صحت کے لحاظ سے گاؤں کی حالت بے حد خراب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنچایت اور دیہات سدھار کمیٹی اس موضوع پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ گندگی کا ڈھیر گلیوں میں اور گھروں کے دروازوں کے نزدیک پائے گئے۔ ان کو کھاد کے گڑھوں میں اس غرض سے ڈالنا چاہئے تھا۔ کہ وہ کھیتوں میں کھاد کا کام دے سکے۔ یا حسب ضرورت جلا دینا چاہئے تھا۔ ایک سال قبل اس گاؤں کو گورنمنٹ نے ڈھائی سو روپے کا انعام صفائی کے لئے دیا تھا۔ لیکن تب سے گاؤں والوں نے اور پنچایت نے گاؤں کی صفائی اور حفظان صحت کی حالت پر کوئی توجہ نہیں دی۔ پنچایت سے جواب طلب کیا گیا۔ کہ اسے کیوں معطل نہ کیا جائے اور اس کی جگہ نیا انتخاب کیا جائے۔

ستو والی سے فتو چک تک سڑک کی حالت بھی اچھی نہیں۔ کئی جگہوں پر خراب ہو چکی تھی۔ اور گاڑیوں کی آمدورفت کے لئے موزوں نہ تھی۔ ستو والی کے قریب

ایک مٹی کا بند چاہیئے۔ تاکہ سڑک گذرنے کے قابل
ہوسکے۔ فتوچک کی پنچایت کو ہدایت کی جائے کہ
وہ اِس سڑک کو مرمت کرے اور آمدورفت کے
قابل بنائے۔ سب اوورسیر کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ مٹی
کے بند کا اِسٹیمیٹ تیار کرے اور فوراً دفتر میں پیش کرے
پنچایتوں کے بورڈ جو نیلی سڑکوں پر لگا دیئے گئے
ہیں لیکن اُن پر کوئی ایسا نشان نہیں دیا گیا جس سے
پنچایت کا موقع ظاہر ہو۔ لفظ (ر ۲۵) یا ہاتھ کا نشان
مندرجہ ذیل پنچایتوں کے بورڈوں پر لکھے جائیں۔

کیرپنڈ۔ چوہالہ۔ ڈبلہڑ۔ کوٹلی شادولہ۔ بڈھیال
براہمناں۔ بسنواری وغیرہ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۴۰ء

شام سندر لعل

رائے صاحب

رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت افسر

حفظانِ صحت

آجکل نوجوانوں کے بال کیوں سفید ہو رہے ہیں۔

کمزور دماغ والوں کو نزلہ و زکام کی عام شکایت
رہتی ہے۔ عام پڑھے لکھے دفتر کے کلرک اور بابو لوگ
ان امراض میں عموماً گرفتار رہتے ہیں۔ کیونکہ اِس
نئے زمانہ میں نوجوان گھی دودھ اور دہی کی جگہ
تمباکو۔ سگریٹ اور پان کا استعمال کرتے ہیں جس سے
اِن جوانوں کی دماغی طاقت کمزور ہوتی جارہی ہے۔
آج کل چھوٹے چھوٹے بچے سگریٹ، تمباکو اور پان
کا استعمال کرنے لگے ہیں۔ اِن بچوں کی حالت دیکھ کر
ازحد افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کا استعمال
کرکے وہ خودکشی کر رہے ہیں۔

یہ نشی اور زہریلی چیزیں انسانی مشین کے اندر
تیل کا کام دینے والی غلیظ کف کو خشک کر دیتی ہیں۔
اور سودا یعنی خشکی کا مادہ جسم میں پیدا کر دیتی ہیں۔ جس
سے نوجوانوں کے بال سفید اور بینائی کمزور ہو جاتی ہے

عام لکھے پڑھے اور ظاہری نمائش کے دلدادہ نوجوان صبح کے وقت دودھ کی جگہ چائے جس میں سوڈا پڑا ہوتا ہے۔ استعمال کرتے ہیں۔ اور بچوں کو بھی اس منحوس چیز کا عادی بناتے ہیں جس سے بوجہ خالی پیٹ ہونے کے نقصان ہوتا ہے۔ نوجوان یاد رکھیں کہ دودھ کے استعمال ہی سے انسان تندرست رہکر زندگی کا لطف اٹھا سکتا ہے۔

نزلہ اور زکام انسان کو خضاب اور عینک کا جلد محتاج بنا دیتے ہیں۔ خضاب کی تو اس لئے ضرورت ہے۔ کہ چہرہ جوان معلوم ہو۔ خواہ بال بوڑھے ہو جائیں موجودہ نسل تو خضاب سے گذارہ چلالے گی لیکن آئندہ نسل کو بہت دشواریاں پیش آئیں گی۔ بہت سے کم عمر لڑکے سفید بال لئے پھرتے ہیں۔ جوانی میں بڑھاپا کے یہ آثار ان کے خیالات کو بھی کمزور کرتے ہیں۔ کم عمری میں خضاب سے سراسر نقصان ہے۔ اور اس بات کا تدارک ضروری ہے کہ خضاب کی محتاجی کو دور کیا جائے۔ اس لئے مفصلہ ذیل احتیاطیں ضروری ہیں جن کے عمل سے بال وقت سے پہلے کبھی سفید نہیں ہوں گے۔

(۱) بچوں کو آملہ کے پانی سے سر دھونے کی شروع سے عادت ڈالنی چاہیئے۔ صابون خواہ دیسی ہو یا ولایتی قطعاً استعمال نہ کرنا چاہیے

(۲) شروع سے ہی خالص سرسوں کے تیل کا استعمال کریں۔

(۳) رات کا پڑھنا حتی المقدر بند کر دیں۔

(۴) معدہ کو بالکل خالی رکھنا جیسا کہ آجکل لڑکے سکول یا کالج میں جانے والے کرتے ہیں۔ مضر ہے۔ اسی طرح پیٹ بھر کر کھانا بالوں کو کمزور اور سفید کرنے میں مدد دیتا ہے کیونکہ بہت کھایا ہوا کھانا ٹھیک ہضم نہیں ہوتا۔

(۵) ورزش باقاعدہ کرنا نہایت مفید ہے۔ ورزش کی حد اعتدال سے زیادتی بھی بالوں کو سفید کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیئے

(۶) مندرجہ ذیل اشیاء سے سر دھونا نہایت مفید ہو۔ آملہ مقشر ۲ تولہ۔ صندل سفید ۶ ماشہ۔ پان کی جڑ ۶ ماشہ بالچھڑ ایک تولہ۔ برگ حنا ایک تولہ۔ سب کو کوٹ چھان کر پانی میں ملا دیں۔ اور اس پانی سے سر دھوئیں۔

(۷) کھانا کھانے میں دھنیا (دھانی ول کشمیری) خشک کا استعمال کم کریں۔ اور گرم مصالحہ حسب ضرورت استعمال کریں۔ مربہ بلیلہ اور مربہ گاجر کا استعمال نہائیت ہی مفید ہے۔

(۸) دودھ کی نسبت گھی زیادہ مفید ہے بشرطیکہ خالص ہو۔

(۹) گرد و غبار میں رہنا ٹھیک نہیں۔

(۱۰) نوجوانوں کی جسمانی صحت اور روحانی تربیت کا والدین کو زیادہ خیال رکھنا چاہیے اور اگر لڑکا نیک چلن ہے۔ تو اسکی شادی بیس سال کی عمر میں کر دینی چاہیے۔

(۱۱) تمباکو کا استعمال خواہ کسی طریقہ سے ہو انسانی صحت کے لئے از حد نقصان دہ ہے۔

تمباکو سے نوجوانوں کو باز رکھا جائے۔

اس کی عادت انسانی زندگی کو جلد تر ختم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس میں ایک قسم کا زہر ہوتا ہے جسے انگریزی میں نکوٹین کہتے ہیں۔ تمباکو میں اس کی مقدار ایک سے نونی صدی تک ہوتی ہے۔ وش سے اسی فیصدی تک یہ زہر دھوئیں کے ذریعہ خارج ہو جاتا ہے۔ باوجود اس کے زہر کا ۱/۴ حصہ انسان ناک۔ منہ پھیپھڑوں اور ہوا کی نالیوں کے ذریعہ اپنے اندر لے جاتا ہے۔ یہی زہر آہستہ آہستہ کبھی انسان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

بعض تمباکو نوش کہہ دیتے ہیں کہ تمباکو زہریلی چیز نہیں۔ یہ محض اُن کی جہالت ہے۔ کیونکہ نکوٹین کے ایک قطرے کے صرف پہنچنے سے بلی یا خرگوش کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایک قطرے سے کتے کی موت اور آٹھ قطرے گھوڑے کی زندگی کو ختم کر دیتے ہیں۔

انسان کے لئے صرف ایک قطرہ ہی مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ایک پونڈ تمباکو میں ۱۰۰ گرین کے قریب نکوٹین ہوتا ہے۔

تمباکو نوش سست اور کاہل الوجود ہوتے ہیں کسی کام میں اُن کا دل نہیں لگتا۔ برعکس اس کے جو تمباکو نہیں پیتے وہ محنتی، جفاکش اور تندرست رہتے ہیں۔

دُنیا کے تمام ممالک میں اندازاً ہر سال ۱۰۰ کروڑ پونڈ تمباکو نوش اس کے ذریعہ برباد ہوتا ہے۔

ہوا کی نالیوں میں اس کے استعمال سے میل جمع ہو جاتی ہے۔ جس سے انسان کھانسی اور تپ دق میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

راجہ غلام محمد خان رئیس یاری پورہ
تحصیل کولگام کشمیر

ضروری اطلاع

جن پنچایتوں نے ابھی تک کتب ہا جامعہ وغیرہ خرید نہیں کی ہیں۔ ان کو بذریعہ وی۔ پی ارسال ارسال کیا جائے گا۔

ان کو چاہیے کہ وہ پنچایت فنڈ سے وی۔ پی ڈاک خانہ سے حاصل کریں۔ تحریر ۲۰ مگھر

پنچایت افسر

اصلاحِ دیہات

۲۷ر نومبر ۱۹۴۰ء کو نئی دہلی میں ہندوستانی نیشنل کونسل آف ویمن کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مہارانی صاحبہ ٹراونکور نے جملہ مستورات سے مخاطب ہوکر ایک اپیل کی۔ اس اپیل میں آپ نے فرمایا کہ وَسے زمین کی عورتوں پر ایسے فرائض عاید ہوتے ہیں جن کی رُو سے نسل انسانی کی نشوونما کی تمام تر ذمہ داری عورتوں ہی کے سر ہے۔ دیہاتی دُنیا میں بھی عورتوں کے بھی فرائض ہیں۔ دیہات میں سب سے پہلا کام بچوں کی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اس کے بعد صحت اور پھر صفائی کا۔ میں چاہتی ہوں کہ عورتوں میں تنظیم پیدا کی جائے یہ معلوم کرکے مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ بمبئی۔ دہلی اڑیسہ وغیرہ میں مستورات کی جماعتیں قایم ہوگئی ہیں۔ جو بڑی سرگرمی سے اس کام میں مصروف ہیں۔ یوں تو فرائض کی کچھ انتہا نہیں لیکن سب سے اہم فرض بچوں کی تربیت کا ہے۔ اس میں عورتوں کو جہاں تک ہوسکے۔ پوری دلچسپی لینی چاہیئے۔ گھر کی صفائی میں عورتوں ہی کا ہاتھ ہے۔ اسی میں صحت کا راز ہے۔ مہارانی صاحبہ نے عورتوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب تک تمام مستورات اپنا نصب العین ملک کی بہتری نہ سمجھیں۔ ملک کی بہتری کی توقع نہیں ہوسکتی۔

ایڈیٹر

زمیندار سے

پنچائتیں بناؤ یہ وقت کی صدا ہے　　غفلت کی نیند چھوڑو اب وقت آگیا ہے

جھگڑوں میں پڑ کے ناحق گھر کو لٹانیوالو　　برباد ہو رہے ہو کیا تم کو ہو گیا ہے

دن رات کی کمائی جھگڑوں میں ضائع کرنا　　دانشوری نہیں ہے واللہ اک خطا ہے

ہر گل کے دل میں فصل گل ہی کی آرزو ہے　　ہر ذرہ کے جگر میں طوفان اٹھا ہوا ہے

اے رہ روِ منزل کب تک رہیگی غفلت
برباد تجھ کو ورنہ کر دیگی یہ جہالت

ماخوذ از "دیہاتی"

دیہاتیوں کے جوانی کے پھول

جہاں کشمیر اپنے گوں ناگوں دلفریب تاثرات سے دنیا میں جنت بے نظیر کے نام سے موسوم ہے وہاں جنوب کی طرف صوبہ جموں میں بھدرواہ بھی قدرتی مناظر کی افراط کی وجہ سے "چھوٹا کشمیر" کہلانے کا مستحق ہے۔

بھدرواہ کے ارد گرد سر بفلک پہاڑوں نے فصیل کا کام دے کر اس چھوٹے سے خطے کو محفوظ خوبصورت اور دلفریب بنایا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی تحصیل ہے جو ضلع اودہم پور اور جموں سے متعلق ہے۔ جہاں کشمیر کی سرزمین کو لذیذ پھل صاف و شفاف پانی و دیگر اجناس پیش کرنے کا فخر حاصل ہے۔ وہاں یہ چھوٹا سا قصبہ بھی ان اشیاء کی پیدائش میں پیچھے نہیں۔ اس تحصیل کے صحت افزا مقام۔ جائی۔ سیوج۔ کیلاش۔ شاپتی وغیرہ قدرتی مناظر کی وجہ سے جنت کا نمونہ ہیں۔ جہاں قدرتی پھولوں کی افراط لالہ زاروں اور سبزہ زاروں کی قطاریں سبز مخمل پہ فضا میدان اس صانع پروردگار کے گیت گا رہے ہیں۔

سیر و سیاحت کے دلدادہ سیاح اس چھوٹے سے خطے میں آکر قدرتی تجلی کا نظارہ دیکھنا نہایت پسند کرتے ہیں۔ مگر بٹوت سے بھدرواہ کا پنتالیس میل سفر وبال جان ہے۔ اسلئے کہ اس طویل اور پیدل پہاڑی سفر کا خیال سیاح کے جذبات او رخیالات کو اپنے عزم کی تکمیل سے مانع رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ دُور افتادہ علاقہ کہلاتا ہے۔

اب سری سرکار والا مدار نے اپنی عنایت خسروانہ سے بٹوت سے بھدرواہ تک پختہ سڑک تیار کرنے کا حکم بخشا ہے۔ سڑک تیار ہو رہی ہے۔ امید ہے سال ڈیڑھ سال تک تمام سڑک پایہ تکمیل تک پونچکر مسافروں کی جملہ تکالیف کا ازالہ کریگی۔

یوں تو تحصیل ہذا کے دیگر علاقے بھی کم و بیش مشہور ہیں لیکن علاقہ بھلیسہ جہاں سانپوں کی طرح

ندی نالے بل کھاتے ہوئے فراوانی سے چلتے ہیں۔ جہاں سبزہ زاروں کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ جہاں برف کے تودوں کی قطاریں پہاڑوں پر دلفریب منظر بناتی ہیں۔ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

قدرت کی طرف سے ان دیہاتیوں کو ہر طرح کا آسائش اور آرام میسر ہے لیکن اس علاقہ کے لوگ دائم المریض اور نہایت گندے واقع ہوئے ہیں۔ گندگی اور ذلت کو اپنا ابائی ورثہ خیال کرتے ہیں۔ عفونت سے کنارہ کشی کرنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ ... گاؤں کو دیکھو کوڑا کرکٹ۔ گندگی گوبر نجاست سے اٹا پڑا ہے۔ نہانا کپڑے صاف کرنا غرضیکہ پانی کو ہاتھ لگانا ان دیہاتیوں کے لئے موت ہے۔

جس جوان۔ بوڑھے۔ مرد عورت کو پوچھو۔ کہ سناؤ جی جوانی کے پھول دیکھے ہیں تو وہ خوشی سے اچھل پڑتا ہے۔ جی ہاں۔ ہر ایک کا رنگ بگڑا ہوا ہے۔ بمشکل بات نکلتی ہے۔ سینکڑوں گھرانے آتشک کی مرض کے طفیل اولاد جیسی نعمت غیر مترقبہ سے محروم ہیں۔ کئی زمینیں لاوارث ہو رہی ہیں۔ کئی گھرانے ویران ہیں۔ جوانی کے پھولوں نے کئی بلبلوں کو بے بال و پر کیا ہوا ہے۔

اُمید ہے کہ سرکار والا مدار کے اس چشمہ فیض سے فیض یاب ہو کر اس موذی مرض سے نجات پائیں۔ اور صفائی کا درس بھی سیکھ لیں۔

عبدالرحمٰن صابری محرر بنک بھدرواہ۔

مکھی

میرے دوست مکھی کو کس قدر پاک و صاف اور حقیر خیال کرتے ہیں۔ اگر اچانک چائے نوش کرتے پیالی میں گر جائے تو انگلی سے اچھی طرح ڈبو کر چائے نوش کی جاتی ہے۔ کئی دوست اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس ظالم مکھی کو منہ میں ڈال کر چوستے ہیں اور پھر پھینک دیتے ہیں۔ اس سے دو باتیں اخذ کی جاتی ہیں (۱) یہ کہ چائے کی پیالی پیاری لگتی ہے۔ (۲) پاپ سمجھتے ہیں برعکس اس کے اگر راستہ چلتے کسی موذی جانور یا کا

کو پڑا دیکھیں۔ تو کس قدر احتیاط کی جاتی ہے۔ کاش ہم اتنا جانتے کہ ظالم مکھی کس قدر تکلیف رساں ہے۔ اتنا ڈرتے جتنا ایک زہریلے سانپ سے ڈرا جاتا ہے۔ مکھی لاتعداد انڈے دیتی ہے۔ اکثر دیکھنے سے دریافت ہوا ہے۔ کہ انڈے دینے کی جگہ زمینداروں کے صحن ہوا کرتے ہیں اسلئے کہ ان صحنوں میں کوڑا کرکٹ گندہ پانی اور گوبر بکھیر دیا جاتا ہے۔ انڈوں میں سے بچہ بالعموم آٹھ دن کے بعد باہر آتا ہے۔ اگر اچھی خوراک اور صاف ہوا مل جائے۔ تو آٹھ دن کے بعد بچہ بڑی مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔

اکثر حالات دیکھنے سے دریافت ہوا ہے کہ ظالم مکھی اُن جگہوں پر بھی اپنا ٹھکانا بناتی ہے۔ جو اس کیلئے موزوں نہیں ہوتا۔ مثلاً قصائیوں کی دوکانوں میں اور دیہات میں مکھن گھی وغیرہ میں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ گوشت مکھن اور گھی میں سے سفید کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے دوست اِس کو یوں تعبیر کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی چیز کو کچھ مدت کے لئے رکھا جاوے۔ یہ سڑ جاتی ہے۔ لیکن تجربہ سے صاف ثابت کیا گیا ہے۔ کہ کوئی جاندار اُس وقت تک پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اِس کے انڈے موجود نہ ہوں اصل میں یہ سفید کیڑے نہیں ہوتے بلکہ مکھی کے بچے ہوتے ہیں۔ جو کہ سفید کیڑے کی شکل و صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

تحقیقات کرنے سے دریافت ہوا ہے کہ مکھی کی ٹانگوں پر چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں۔ جب یہ کسی گندی جگہ پر بیٹھ جاتی ہے اپنے ساتھ لاتعداد جراثیم لاتی ہے۔ اور یہ ہی ہمارے بیمار ہونے کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔ خصوصاً ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں کے اوقات پر ظالم مکھی پاخانہ پر بیٹھ کر اُسے چوسنے لگتی ہے۔ اس کے بعد جگہ تبدیل کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اِس جگہ بھی اِس خوفناک بیماری کا اثر شروع ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بیماری پھیل جاتی ہے۔ میرے دوست اس کو آفتِ ناگہانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اصلی حال سے ناواقف ہوتے ہیں۔

الغرض میرے دوستو ۔ یاد رکھو کہ مکھی جس کو ایک حقیر خیال کرتے ہو۔ خوفناک دشمن ہے۔ جس قدر ممکن ہو سکے۔ اپنے مکانات۔ صحن اور اندرونی راستے خشک اور صاف رکھو۔ گیلی جگہ کو خشک جگہ میں تبدیل کرو۔ ہر لمحہ احتیاط سے کام لو۔ اگر آپ اِس مشورہ پر کاربند رہو گے۔ تو یقیناً آپ کے ملک سے بیماری کا خاتمہ ہو جائیگا۔

عبد السلام سہدیہ

رسومات بد کا شکار

ایک دیہاتی کے قلم سے

دیہات میں رسومات بد نے صرف ہماری ناسمجھی اور کوتاہ اندیشی سے ہماری زندگی وبال جان کر دی ہے۔ کاش کہ ہم ان تمام سختیوں سے نجات حاصل کر کے خوش و خرم زندگی گذاریں۔ عام طریقہ شادی کا ہم غریب طبقہ دیہاتیوں میں یہ ہے کہ لڑکے والا لڑکی والے سے شادی کی بات چیت طے ہونے کے بعد زیور مانگتا ہے۔ جو پچاس سو کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ یا بعض اس سے بھی زیادہ۔ اب لڑکا والا آیا۔ اپنے ساہوکار کے پاس بولا کہ جی لڑکے کی شادی کے واسطے لڑکی والے کو دینا پڑا۔ کپڑے اتنے۔ چاول اتنے وغیرہ وغیرہ

اب ساہوکار بڑے جوش وخروش سے اُٹھے اور ہنس کو لے کر پہلے سنار کے پاس گئے سنار کی باچھیں کھل گئیں۔ زیور تیار ہوا۔ وہ بھی کسی خوش نصیب کو پوری چیز مل سکے۔ پھر بزاز کی پو بارہ۔ کپڑے دھڑا دھڑ آنے گئے۔ ایرا غیرہ نتھو خیرا۔ سب کے واسطے کپڑے بنائے گئے۔ چاول پکے بکرے مارے گئے۔ ڈھول آئے میراسی آئے ناچ مجرا ہوا۔ سو دو سو آدمی کو روٹی کھلائی گئی۔ دولہن آئی گھر میں سب خوشی ہی خوشی کی لہر دوڑ گئی خوشی خوشی میں تین چار دن گذرے۔ مہینوں دولہا کا باپ بھی اس خوشی میں ساہوکار کا قرضہ دینا بھولا ہوا تھا۔ ابھی چوتھے روز ہی ساہوکار صاحب دروازہ پہ آدھمکے۔ اور آواز دی کہ او بھلے مانس باہر آ بس پھر کیا تھا۔ سب خوشی ہوا ہو گئی۔ کہ قارض میاں آپہنچے۔ کیوں بھائی شاباش تیرے وعدے پر شادی کو ختم ہوئے آج چار دن گذر گئے اور تم نے شادی کے دن ہی روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک ادا نہیں کیا۔ اب منو کے باپ کو ہوش آئی روپیہ کہاں سے لائے۔

تمام مصنوعی خوشی دائمی غم میں تبدیل ہو گئی۔ تمام

گھر والے حیران دولھا میاں توشرم کے مارے اندر ہی اندر کڑھا جاتا ہے. اب دولھا کا باپ قارض سے عہد شکنی کی معافی مانگتا ہے. اور نقد روپیہ جنس کی صورت میں ادا کرنے کا وعدہ کیا بس قارض میان نے مطالبہ شروع کیا کہ فلاں بیل اور فلاں گائے بھی دیدو. وہ چیز بھی یہ چیز بھی. حتے کہ گھر کی تمام ضروریات رسومات بد کا شکار ہوجاتی ہیں. دولھا میان کے باپ کو ہوش آئی کہ وہ تو خواب تھا یہ خواب کی تعبیر ہے.

اب اگر اتنا کچھ دیکے بھی شادی کے خرچ کا قرضہ ختم نہ ہوسکا تو پھر قارض کب چھوڑتا ہے. مثال ہے کہ قرضہ قرض ہی ادا کرنا پڑتا ہے. اور آیندہ کے واسطے رکھہ دینی پڑی جو پوری نہ ہونے پر پشت در پشت رسومات بد کی وجہ سے غلامی گلے میں پڑجاتی ہے. اور وہ درد

ناک منظر جب کہ رسومات بد کی مہربانی سے ماہ کتک میں غلہ کا ڈھیر جو غریب دیہاتی کی سال بھر کی کمائی ہوتی ہے، مکان پر لگا ہوتا ہے. اور چھوٹے چھوٹے بچے جو اُس غلہ کو سال بھر دیکھتے رہے ہیں. اس کے اردگرد جمع ہوکر بیٹھے ہوئے ہیں تو اتنے میں قارض میان آن پہنچے ہیں. اور وہ ڈھیر اٹھا کر نو دو گیارہ ہو گئے. اسوقت کیسا ہی سنگدل کوئی کیوں نہ ہو. یہ دیکھکر چار آنسوں بہا آتا ہے. تو پھر بچے پوچھتے ہیں. کہ ابا جان یہ غلہ آپ نے اُس کو کیوں دیدیا. ہم کیا کھائیں گے. جواب میں یہ ناعاقبت اندیش کہتا ہے. کہ بچو پچھلے سال جو منو کا بیاہ کرایا تھا. جب ڈھول میراسی اور رنگ لیاں منائی تھیں تب کا قرضہ ابھی تک ختم نہ ہوسکا. اب یہ دیکھیں بھی قرضہ باقی ہو.

سید زمان شاہ سرپنچ سلام آباد

خوش حال سادہ رو دیہاتی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں

"دہقانی جملہ کاموں کا بادشاہ ہے، یہ نہایت دلفریب بہروپ ہے جسے کوئی کام بدل سکتا ہے." ایک کسان شاعر کا مقولہ ہے.

راجپوتانہ کے کسانوں کا کام غالباً دنیا کے دوسرے خطہ کے کسانوں سے مشکل تر ہے. اُسے بہت زیادہ جدوجہد کرنا پڑتی ہے. بارش عموماً مفقود.

مثال کے طور پر سال گذشتہ مویشیوں کے مالک بعض علاقوں سے چراگاہوں کی تلاش میں جنوب کی طرف نقل وطن کرنے پر مجبور ہوئے۔ سڑکوں کے ساتھ ساتھ گِدھ اور کرگس موٹے نظر آئے۔ کیونکہ پیاس بھری کوچ اور چارہ کی کمی کے باعث گلوں کو محصول دینا پڑا۔ صرف ایک ریاست میں ۸۰ فی صدی مویشی موت کا شکار ہوئے اِس کے نتیجے میں جب قلبہ رانی کا موسم آیا تو یہ نظارہ عام طور پر دیکھا گیا کہ مرد وزن خود ہل کھینچ رہے ہیں۔

جنگلی جانور بے شمار ہیں۔ کھیتوں کی حفاظت کے لئے اونچی اونچی کانٹوں کی باڑیں لگانے اور خنزیر، سیاہ مرگ اور سمبور کے حملوں کو روکنے کے لئے متواتر پہرہ دینے کی سخت ضرورت ہے۔ مور کو ایک متبرک جانور خیال کیا جاتا ہے۔ یہ ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ گیہوں اور چنے کے خطوں سے یہ خاصہ محصول وصول کرتا ہے۔

ایک دشوار مگر صحیح الجسم زندگی۔

موسموں کا تغیر !

شہری کو گاؤں کی زندگی یکساں معلوم ہوتی ہوگی لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں۔ کیونکہ کسان کا کام اور اس کی عادتیں تقریباً روزانہ موسم کے تغیر کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ اِس کا سال ۲۷ دوروں میں ختم ہوتا ہے جو ستاروں کے حساب سے ان کو (نکشترانز) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اِن اوقات کے مطابق ہر ایک دور تیرہ دن کا ہوتا ہے۔ وہ قلبہ رانی کرتا ہے۔ بیج بوتا ہے اور فصل کاٹتا ہے۔ وہ کسی جنتری کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی چاند اور سورج کی ارتقائی منزلوں کے تابع ہے۔ اس کے آباؤ اجداد ستاروں ہی سے اپنی زمین کو کاشت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ستاروں ہی سے وہ اپنے کام کو جاری رکھنا پسند کرتا ہے۔ مثال کے طور پر نکشترانز میں جو ہمارے اکتوبر کے مہینے سے مطابقت رکھتا ہے موسم سرما کے فصل بوئے جاتے ہیں۔ اور نومبر کے مہینے میں موسم گرما کے فصل کاٹے جاتے ہیں۔ ماہ نومبر میں ایک نکشترانز آتا ہے جب موسم گرما کے فصل کاٹنے کے بعد کسان کے پاس اپنے گھر کو تعمیر کرنے نقصان رسیدہ چھتوں کو اور برسات کے موسم میں مویشیوں کے چھپروں کی مرمت کرنے۔ دیوالی کے تیوہار منانے کے لئے اپنے گھر کی دیواروں اور دروازے کے زینوں کو سفیدی کرنے کے لئے کافی وقت ہوتا ہے۔

ماہ دسمبر میں جوار جو ہندوستان کا ایک خاص فصل ہے کاٹا جاتا ہے۔ پھر فروری کے آخر تک ہر شخص فصلوں کی کٹائی، صفائی اور فروخت میں مصروف ہوتا ہے۔

گاؤں کی عورتیں بچے اور بوڑھے موسم سرما میں السی، جو اور گیہوں کے چھوٹے چھوٹے پودوں کی جو پہلے ہی سردی

کی رُت میں بوئے جاتے ہیں. کی نگرانی کرتے ہیں۔

مئی کا خوشگوار مہینہ

ہولی کے بعد ان فصلوں کی کٹائی شروع ہوتی ہے. ان کی کٹائی اور بھوسہ بنانے میں کسان مئی کے آخیر تک مصروف رہتا ہے. ماہ اپریل کے دوسرے حصے مئی اور جون کے مہینے میں جبکہ زمین پر کوئی کام کرنا باقی نہیں رہتا. نئے گھر تعمیر کئے جاتے ہیں اور پرانے گھروں پر چھپر ڈالے جاتے ہیں. اس زمانے میں شادیاں رچائی جاتی ہیں. خوشیاں کی جاتی ہیں. اور ہر گاؤں سے رات کو گولوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں.

برسات کی ابتدا میں جب پیاسی زمین پہلے چھینٹے میں سماسس سونگتی ہے. بشرطیکہ بونے کا تخمینہ ہو جوار بویا جاتا ہے. کسان کے اس خاکے کا اندازہ جنتری سے بہت کم اختلاف رکھتا ہے! آیا یہ زمین سیاہ کپاس کیلئے موزون ہے. جہاں تھوڑے یا بالکل پانی کی ضرورت نہیں یا یہ زمین آبپاشی قسم کی ہے. کسان بے نیاز ہے وہ زیادہ محنت کرتے ہیں۔

راجپوتانہ کے کسان کی عورت کا کام غالباً اس کے خاوند سے زیادہ مشکل ہے. کھیتی باڑی کے کام میں اپنی قدر کے موافق حصہ لینے کے علاوہ آٹے کھانا پکانے. کنبے کے مزاج کے مطابق غلہ پیسنے. بچوں کی پرورش کرنے اور ہر شام کو کنوئیں سے پانی لانے کا کام بھی کرنا پڑتا ہے ہندوستان کے اکثر حصوں میں کنواں عورتوں کا کلب گھر بن گیا ہے. یہاں وہ اپنی سہیلیوں سے ملتی گپیں مارتی یا اپنے سر پر گھڑے کا توازن قایم رکھتی ہوئی جھگڑا کرتی ہیں۔

دھندلے میں جب تمام کام ختم ہو جاتا ہے اور چھوٹے ننگے بچے. سوکھے. بھورے رنگ کے مولیشیوں اور سیاہ بھینسوں کے ریوڑوں کو کھیتوں سے ہانکتے ہوئے لاتے ہیں. گاؤں کے مرکز میں پیپل یا بڑھ کے درختوں کے گرد چبوتروں پر زمیندار اپنے حقے پی رہے ہوتے ہیں.

لیکن عورتیں وہاں کبھی دیکھنے میں نہیں آتیں۔

تھکی ماندہ. بغیر شکایت وہ اپنے گھروں میں شام کا کھانا تیار کرنے یا سب سے چھوٹے بچے کی نگرانی میں بیٹھی ہوتی ہیں۔

غلے کے دن

کسان کی تمام زندگی کام نہیں.

قریب ترین گاؤں میں منڈی کے ملاحظہ کیلئے دن ہیں اور مذہبی تیوہار بھی. . . کسان اور اس کے گھر کے لوگ اپنے نہائیت ولگداز کپڑوں میں ملبوس ہو کر نزدیک ترین پاک دریا یا تالاب کے لئے نقل مکان کرتے ہیں۔

پھر راجپوتانہ کے بعض حصوں میں سالانہ اونٹوں

اور مویشیوں کے میلے ہوتے ہیں۔ اور اکثر اوقات جب ریاست کے حکمرانوں کے شاندار جلوس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے دارالخلافہ سے نکلتے ہیں۔ اور گاؤں کے لوگ جوق در جوق اپنے مہاراجہ۔ اُس کی فوج ہاتھی۔ اور خوشنما سجے ہوئے گھوڑوں کو دیکھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں ۔

لوائی، پگڑی کی بندش کی طرز اور . . . بھینسے کو جھکڑے میں جوتنے سے ایک آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ یہ کسان راجپوتانہ کے کس حصہ سے آیا ہے اور کہ وہ مینا ہے۔ گجر ہے۔ یا جاٹ۔ کیونکہ تعجب ہے۔ کہ راجپوتانہ کے کسانوں میں راجپوتوں کی بہت کم اوسط ہے

کچھ بھی ہو کسان خواہ میواڑ کا ہو یا جے پور کا۔ بیکانیر کے صحراؤں کا ہو یا بڈھی کوٹاہ کے جنگلوں کا۔ وہ خوش باش سادہ روح اور اپنے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

ترجمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایڈیٹر

ایک تردید

۱۲ ستمبر ۱۹۴۰ء کے البرق میں ایک مقالہ بعنوان "محکمہ دیہات سدھار کے لئے ایک قابل شرم سرپنچ" سپرد قلم کیا گیا ہے۔ اس مضمون کی سُرخی اسی قدر مہمل ہے۔ جیسا اُس کا مضمون۔ ہمارا مقصد کسی قسم کے مناقشات میں اُلجھنا نہیں ہے لیکن ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ محکمہ کے خلاف جہاں کسی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا احتمال ہو ہم اُس کی فی الفور تردید کریں ۔

مندرجہ مضمون البرق کی تہ میں جو راز ہے وہ یا تو البرق کے ایڈیٹر جانتے ہیں۔ یا وہ "سرپنچ" جن کے خلاف یہ مضمون دیا گیا ہے۔ جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سرپنچ کے خلاف کوئی ٹھوس چیز پیش نہیں کی گئی البتہ بے جوڑ مضمون لکھ کر یہ دھمکی دی گئی ہے کہ موضع ریڈونی پاییں کی پنچایت کے سرپنچ سبحان منڈو کو علیحدہ کر دیا جاوے۔

چونکہ اس مضمون کو "زمینداران ریڈونی و باشندگان ریڈونی" کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت جان گئے ہیں۔ ہم معزز ایڈیٹر البرق کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، کہ اگر وہ زمینداروں اور دیہاتیوں کی صحیح خدمت کرنے کا جذبہ دل میں رکھتے ہیں۔ تو اپنے "اخبار گوہر بار" سے کام لینے کی بجائے۔ خود افسر اعلیٰ سے جن کے وجود سے عقیدت کا آپ کو دعوے ہے اُس عنصر کے خلاف شکایت کر سکتے ہیں۔ جو آپ کے خیال مبارک میں محکمہ کے لئے باعث ننگ ہو رہا ہے۔

ــــــ ایڈیٹر



موضع سنبل کشمیر کا پنچایت گھر



پنچایت موضع جاکھ تحصیل سانبہ
کا مرمت شدہ کنواں



عالیجناب مشیر مال صاحب بہادر کی ایر سُنبل
میں تقریر



(۹) بچوں کو بھی صحت کے اصول سمجھائے جا رہے ہیں

ناٹک

گرام سدھار

(اسکرین کی طرز پر)

از جناب پنڈت دینا ناتھ صاحب واریکو شاہد پریذیڈنٹ کشمیر کسٹمز اسپلائیز کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ

زمانہ... بیسویں صدی کا لڑکپن۔ مقام... بہت سے گاؤں کی ایک جاگیر۔ زبان... ہندوستانی

خاص افراد۔ کشور... ایک غریب کسان کا بیٹا۔ لیلا... زمیندار کی بیٹی۔

پڑھنے والوں سے۔ وہ کہانی اور اس کے پلاٹ میں کسانوں کی ان تمام باتوں کا نقشہ کھینچنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں سدھار کی ضرورت ہے۔ چونکہ پلاٹ میں افراد کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اسلئے نام صرف خاص کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ زبان ہندوستانی رکھی گئی ہے تاکہ سب اسے پڑھ اور سمجھ سکیں۔ کوئی شخص۔ اشخاص یا کمپنی اجازت کے بغیر ترمیم یا تبدیلی کے ساتھ اسے اسٹیج اور اسکرین کے یا کسی دوسرے ذریعے سے نشر کرنے کی کوشش نہ فرمائے۔ (مصنف)

---

(۱)

منظر... کھیت ——— وقت... دن

گاؤں کے چند کھیت نظر آ رہے ہیں کئی کیاریوں میں کسان ہل جوت رہے ہیں۔ اور کئی کیاریوں میں سہاگہ پھیر کر مٹی کو نرم کر رہے ہیں کھیتوں کے کنارے چند بچے کھیل رہے ہیں۔ اور کئی عورتیں کسانوں کے لئے روٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں لئے دکھائی دیتی ہیں۔

(۲)

منظر... مکان ——— وقت... شام

(زمیندار صاحب اپنے کمرے میں تکئے کے سہارے بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ سامنے ان کا ایک دوست اور چند دوسرے لوگ بیٹھے ہیں)

دوست:۔ (خوشی کے لہجے میں) ہمارے لئے یہ کتنی خوشی کی بات ہے۔ کہ سرکار نے آپ کا اتنا مان بڑھایا۔

ایک:۔ زمیندار سے سرکار نے آپ کو دو سو گاؤں کی جاگیر دیکر بڑی مہربانی کی۔

دوسرا:۔ اپنے کئے کا پھل۔ آپ آڑے وقت سرکار کی مدد نہ کرتے۔ تو آج اتنا بڑا درجہ نہ ملتا۔

تیسرا:۔ ایسے وقت میں جب ہر طرف بے چینی کی آگ لگی تھی۔ دن اور رات ایک کر کے شانتی پھیلانا آسان بات تو نہیں۔

دوست:۔ زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ جاگیر کا سب پربندھ بھی آپ ہی کے ذمے ہوگا۔

ایک:۔ کیا؟۔

دوست:۔ مکھیا اور ضلعے دار بنانا۔ لوگوں کے مقدمے سننا۔ انہیں ہر طرح کا آرام پہنچانا۔ کسانوں کا سدھار کرنا۔ ان کا دکھ دور کرنا۔ سب کچھ!

ایک:۔ آہا ہا۔ پھر تو آپ بہت بڑے آدمی ہو گئے۔

دوسرا:۔ جاگیردار

تیسرا:۔ رئیس!

چوتھا:۔ حاکم!

زمیندار:۔ یہ سب آپ کی پرارتھنا کا پھل ہے۔

---

(۳)

منظر..... صحن ——— وقت..... دن

گاؤں کے نزدیک بہت سے لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ ٹولیاں بنا کر کھیل رہے ہیں کہیں دکانیں سجی ہیں کہیں تیلیوں کا مکان بن رہا ہے کہیں دولہے اور دلہن کا بیاہ ہو رہا ہے۔ بچے خوب چیختے اور چلاتے ہیں، زمیندار کی بیٹی نیلا اور ایک کسان کا بیٹا کشور ان کھیلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔

(۴)

منظر... جھونپڑی ——— وقت..... شام

(ایک جھونپڑی کے کمرے میں دو کسان سر ملا کر دھیرے دھیرے باتیں کر رہے ہیں)

ایک:۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ زمیندار صاحب نے پہلے تو آپ ہی چاروں طرف بے چینی کی آگ بھڑکائی۔ اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے یہ ظاہر کیا کہ اسی نے آگ بجھا بھی دی۔

دوسرا:۔ کوئی ایسا کہے۔ تو اسکی کھال اتار لی جائے گی۔

پہلا:۔ اب تو وہ مالک ہی مالک ہے۔ جو چاہے کرے!

دوسرا:۔ ہاں جسے چاہے بنا دے اور جسے

...ہے بگاڑ دے!

(باہر سے آہٹ سی ہوتی ہے۔ اور دو لوگ ان ... ہونے سے ہو جاتے ہیں)

(۵)

منظر... کھیت ——— وقت... صبح

گاؤں کے قریب چند کھیت نظر آتے ہیں کسان اور اُن کی عورتیں کھاد کی ٹوکریاں لئے قطار باندھے آ رہی ہیں۔ اور کھیتوں میں کھاد ڈال کر واپس جا رہی ہیں۔

(۶)

منظر... زمیندار کا مکان ——— وقت... صبح

زمیندار صاحب کا مکان نظر آ رہا ہے۔ باہر کسانوں کی بڑی بھیڑ ہے۔ جو چاولوں کی بوریاں گھی سے بھرے ہوئے برتن۔ بھیڑ۔ مُرغیاں وغیرہ بھینٹ چڑھانے کے لئے لائے ہیں۔

(۷)

منظر... سڑک ——— وقت... شام

(دو کسان سڑک کے کنارے کھڑے باتیں کر رہے ہیں)

ایک:۔ بیچارا بیس دن سے بستر پر پڑا ہے۔ دو دن سے تو ہوش ہی نہیں۔ کیا کروں؟

دوسرا:۔ تم پاگل ہو! بھلے شاہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ اُن کی ایک ہی پھونک سے اُٹھ بیٹھیگا!

پہلا:۔ سچ مچ؟

دُوسرا:۔ مُردے کو زندہ کرتے ہیں۔ اُن کے جنتر میں جادو ہے!

پہلا:۔ اچھا؟

دُوسرا:۔ پچھلے دنوں کنھیا جی کی بیوی کو مرتے مرتے بچا لیا۔ نندو کمہار کے لڑکے کو کال کے پنجے سے نکال لیا۔

پہلا:۔ تو ابھی جاؤنگا ——— ابھی!

(۸)

منظر... چراگاہ ——— وقت... دن

گاؤں کے نزدیک ہرے بھرے میدان میں مویشی چر رہے ہیں۔ اور پاس ہی چند لڑکے بیٹھے ہیں۔ ایک ناشتہ کر رہا ہے۔ ایک لیٹا ہے۔ دو گا رہے ہیں ایک چھڑی لئے مویشیوں کی طرف دوڑ رہا ہے۔

(۹)

منظر... مکان ——— وقت... صبح

(ایک کسان اور اُس کی بیوی آپس میں جھگڑتے ہوئے نظر آتے ہیں)

خاوند:۔ (گرجدار) اب تم ہی تو بتاؤ۔ اِس نازک وقت میں کیا کروں؟

بیوی :- اِس میں میرا کیا دوش ؟

خاوند :- تمہارا کوئی دوش نہیں ؟ تمہاری لاپروائی سے بیج کے برتن میں بارش کا پانی گرا۔ اور بیج سڑ گیا پھر بھی تمہارا کوئی دوش نہیں !

بیوی :- سردیوں سے پہلے چھت پر کافی گھاس بچھائی ہوتی۔ تو پانی نیچے نہ گرتا !

خاوند :- نہ گرتا۔ بڑی سیانی بن کر آئی ہو۔ چلی جا یہاں سے !۔

(۱۰)

منظر... کھیت ــــ وقت... صبح

گاؤں کے نزدیک ہی کھیت دکھائی دیتے ہیں کسان ان میں بیج چھڑکتے ہیں۔ اِدھر اُدھر مویشی چرتے نظر آتے ہیں اور پاس ہی گاؤں کی جھونپڑیاں نظر آتی ہیں۔

(۱۱)

منظر... صحن ــــ وقت.... شام

اک گاؤں کی چند لڑکیاں بیٹھی کھیل رہی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ گا رہی ہیں۔ زمیندار صاحب کی بیٹی لیلاؔ دلہن بنی ہے۔ لڑکیاں اس کا سنگھار کر رہی ہیں۔ اتنے میں دو لڑکے کشور اور اس کا دوست ان کے نزدیک آتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ لڑکیاں شرما سی جاتی ہیں)

کشور :- یہ دلہن کون بنی ہے ؟

ایک لڑکی :- زمیندار صاحب کی لیلاؔ !

کشور کا ساتھی :- اور دولہا کون ہوگا ؟

کشور :- (سب کو خاموش دیکھ کر) میں !

لیلاؔ :- کیا کہا ــــ میں !

کشور :- کیوں ؟

لیلاؔ :- میں زمیندار صاحب کی بیٹی اور ــــ تم ؟

کشور :- غریب کسان کا بیٹا ــــ ٹھیک ہے نا !

(سب کھلکھلا کر ہنس پڑتے ہیں)

(۱۲)

منظر.. گاؤں سے باہر ــــ وقت... شام

(بہت لڑکے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ ان میں کشور بھی ہے۔ پھر یوں باتیں ہوتی ہیں)

ایک لڑکا :- کشور! تم شہر جا رہے ہو کیا ؟

کشور :- جی ہاں !

دوسرا :- کیوں ؟

کشور :- پڑھنے !

تیسرا :- اچھا۔ تو پھر پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنوگے !

چوتھا :- ہاں ــــ داغدر (یعنی ڈاکٹر)

پہلا :- نہیں ــــ ماشٹر (ماسٹر)

کشور :- نہیں بھائی ــــ ایک کسان !

تیسرا:۔ پھر پڑھنے لکھنے کی ضرورت؟

کشور:۔ ایک پڑھا لکھا کسان بننے کیلئے!

چوتھا:۔ ہوں!

(۱۳)

منظر... کھیت ——— وقت .... صبح

کسان دھان کے کھیتوں میں پانی دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کوئی نالی بناتا ہے۔ کوئی منڈیر سنبھالتا ہے۔ کوئی مٹی کھودتا ہے۔ اور کوئی پانی کا منہ بند کر رہا ہے۔

(۱۴)

منظر... مکان ——— وقت .... شام

(کشور کا باپ مکان میں بیٹھا ہے۔ پاس ہی اس کی بیوی بستر پر بیمار پڑی ہے۔ اور کشور کا ماموں بھی شہر سے آیا ہے۔ باتیں ہو رہی ہیں۔ اور کشور غور سے سن رہا ہے)

کشور کا باپ:۔ میں کیا کروں۔ جو ہو سکا کیا۔ لیکن یہ — اچھی ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔

کشور کا ماموں:۔ اچھی ہو جائے تو کیونکر۔ یہاں تو ہٹا کٹا آدمی بھی بیمار ہو جائے۔ تو اچنبھے کی بات نہیں!

کشور کا باپ:۔ کیوں!

کشور کا ماموں:۔ ایسا میلا کمرہ۔ ہوا کا نام نہ روشنی کا نشان۔ اِدھر تھوک۔ اُدھر بل۔ یہاں کوڑا کرکٹ وہاں گندہ پانی۔ کمرے نے تو شاید ہی کبھی دھوپ دیکھی ہوئی۔

کشور کا باپ:۔ ہوں!

کشور کا ماموں:۔ دن کو مکھیاں اور مچھر۔ رات کو پسو اور کھٹمل۔ آخر یہ جیون بھی کوئی جیون ہے؟

کشور کا باپ:۔ اور —

کشور کا ماموں:۔ آنگن میں دیکھو — گوبر اور لید کے ڈھیر۔ میلے پانی کے گڑھے۔ کیڑے مکوڑے اور بدبو!

کشور کا باپ:۔ بھائی۔ یہ آج کی باتیں نہیں ہمارے ہاں ہمیشہ سے چلی آئی ہیں۔ اور سچ پوچھو تو ہمارے لئے انہی چیزوں میں سکھ ہے!

کشور کا ماموں:۔ سکھ؟ — خوب! — شاید سکھ آپ کے ہاں بیماری کا دوسرا نام ہے؟

کشور کا باپ:۔ بھائی۔ ہم تو غریب ہیں — اور آپ — امیر گھرانوں کی باتیں کر رہے ہیں!

کشور کا ماموں:۔ واہ — اس میں امیری اور غریبی کا سوال ہی نہیں۔ بلکہ تھوڑی سی سمجھ اور سلیقے کی ضرورت ہے۔

(۱۵)

منظر... صحن ——— وقت... دن

(ایک کسان کی جھونپڑی سے باہر سیٹھ جی اور اُس کا نوکر ایک بیل کو کھینچے جا رہے ہیں۔ اور کسان بیل کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا ہے)

کسان :- دیا کرو —— سیٹھ جی!

سیٹھ :- دیا کے بچے! اکیس روپے کے بدلے دس روپے کا بیل! اب میں اور کیا کروں؟

کسان :- پچیس روپے میں بھی میں نے یہ بیل نہیں بیچا۔ آپ کے اکیس روپے کیونکر باقی ہیں؟

سیٹھ :- ہاں اکیس روپے چل کر حساب دیکھ لو۔

کسان :- سیٹھ جی! میں حساب کیا جانوں۔ کل پچاس روپے لئے تھے۔ اور پھر چالیس روپے نقد۔ چار خروار شالی۔ پانچ بھیڑیں۔ دو خروار مکی تین لوٹیاں۔ اور ۲ سیر کپاس آپ کو دے چکا ہوں

سیٹھ :- کیا بکتا ہو؟ میرے حساب سے تو پورے اکیس روپے باقی ہیں (نوکر سے) چل لے جا اِسے!

(نوکر اور سیٹھ بیل کو کھینچ کر لے جاتے ہیں)

(۱۶)

منظر... کھیت ——— وقت... دن

وھان کے کھیت نظر آ رہے ہیں۔ پنیری کی کیاریاں پودوں سے لہلہا رہی ہیں۔ کسان انہیں نکال نکال کر ٹوکریوں میں جمع کرتے جاتے ہیں)

(۱۷)

منظر... مکان ——— وقت... دن

(زمیندار صاحب مکان میں اپنے دوست کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور یوں بات چیت ہو رہی ہے)

دوست :- سرکار نے آپ کو اتنی بڑی جاگیر کا مالک بنایا۔ اس لئے نہیں کہ آپ مزے سے بیٹھے رہیں اور کچھ بھی نہ کریں۔

زمیندار :- میں کچھ نہیں کرتا؟

دوست :- آپ کا کام ہے۔ کہ ساری جاگیر کا چکر لگائیں۔ اپنی آنکھوں سے کسانوں کی دشا دیکھیں اپنے کانوں سے اُن کا دُکھ سنیں۔ اور اُسے دُور کریں!

زمیندار :- ٹھیک ہے۔ میں آج ہی پربندھ کرونگا۔ اور گاؤں گاؤں پھر کر سب کچھ دیکھ لوں گا۔

دوست :- ہاں۔ کسان بھی تو سمجھیں کہ اُن کا بھی کوئی ہے۔ جسے وہ اپنا دُکھ سُنا سکتے ہیں۔

(۱۸)

منظر... ایک گاؤں میں ضلعدار کا مکان۔ وقت... صبح

(ضلعدار اپنے مکان میں بیٹھا چند کسانوں سے باتیں کر رہا ہے)

ضلعے دار :۔ ضلعے کے سب کھیاؤں سے جا کر کہدو کہ زمیندار صاحب آنے والے ہیں۔ اُن کے رہنے کھانے پینے اور سامان اُٹھوانے کا پہلے ہی سے پورا پورا پربندھ کر دیں۔

ایک :۔ بہت اچھا۔ ضلعے دار صاحب!

ضلعے دار :۔ ہاں اُنہیں یہ بھی سمجھانا کہ زمیندار صاحب کو کسی طرح کی شکایت کا موقع نہ دیں۔

دوسرا :۔ بہت اچھا!

ضلعے دار :۔ اور سب کسانوں کو کہہ دینا کہ وہ اپنی اپنی بھینٹ پہلے ہی تیار رکھیں!

تیسرا :۔ یہ تو ضروری بات ہے۔

ضلعے دار :۔ ہاں ابھی چلے جاؤ!

(۱۹)

منظر... ایک گاؤں کا نالہ ——— وقت... صبح

(ایک نالہ بہہ رہا ہے۔ گاؤں کی بہت سی عورتیں گھڑے لئے پانی بھر رہی ہیں۔ دو عورتیں الگ کھڑی باتیں کر رہی ہیں)

ایک :۔ کتنا دُکھ ہے بہن! ہمارے لئے تو پانی دودھ سے بھی زیادہ مہنگا ہے۔

دوسری :۔ ہاں۔ گاؤں سے ڈیڑھ میل۔ کچھ کم دُور تو نہیں۔

پہلی :۔ کم سے کم دو گھنٹے صبح شام آنے جانے میں لگتے ہیں۔ اور پھر دن بھر کے خرچ سے کم جمع ہوتا ہے۔

دوسری :۔ پانی گاؤں کے نزدیک ہوتا۔ تو ان دو گھنٹوں میں گھر کا کتنا کام ہو سکتا۔

پہلی :۔ ہاں لیکن کیا کریں۔ کوئی ہمارا دُکھ آنکھوں سے تو دیکھے۔

دوسری :۔ میں نہیں سمجھتی۔ کہ آخر زمیندار صاحب کس بات کے لئے ہیں۔

پہلی :۔ تم نہیں جانتی کیا؟ اب تھوڑے ہی دنوں میں آ رہے ہیں۔ اور ہماری جان ابھی سے نکلنی شروع ہو گئی ہے۔

(۲۰)

منظر... کھیت ——— وقت.... دن

وہاں کے کھیت نظر آتے ہیں۔ کھیتوں کے کچھ حصوں میں پودے لگ چکے ہیں۔ اور باقی حصوں میں کسان لگا رہے ہیں۔

(۲۱)

منظر.. گاؤں میں ایک کھلی جگہ ——— وقت...دن

(مکھیا جی چند کسانوں کے درمیان بیٹھے ہیں۔ جن میں کشور کا باپ بھی موجود ہے)

مکھیا :۔ (کشور کے باپ سے) تم ہی بتاؤ میں

کیا کروں، تم نہ تو اناج دیتے ہو۔ نہ پیسہ۔

کِشور کا باپ :- کیا کروں۔ مکھیا جی۔ کچھ پاس ہوتا تو دے دیتا۔ !

مکھیا :- کِشور کو پڑھانے کا خرچ کہاں سے آیا ؟

کِشور کا باپ :- اُسے اپنا ماموں پڑھاتا ہے۔ ورنہ مجھ میں اتنی شکتی کہاں ؟

مکھیا :- تم ہی بتاؤ۔ میں ضلعے دار سے کیا کہوں اور زمیندار صاحب کو کیا دوں ؟۔

کِشور کا باپ :- میں زمیندار صاحب کو اپنی بھینٹ آپ دے دوں گا۔

مکھیا :- کیا ؟

کشور کا باپ :- غریبی کے آنسو !

مکھیا :- تمہاری مت ماری گئی ہے۔ جا بھینٹ لا دے۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں !

(۲۲)

منظر۔۔ کھیت ـــــــ وقت۔۔۔ دن

مکی کے کھیت پودوں سے بھرپور نظر آتے ہیں۔ کسان مرد اور عورتیں نلائی کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ مِل کر گاتے جاتے ہیں۔

(۲۳)

منظر۔۔ تھان ـــــــ وقت۔۔۔ صبح

مویشیوں کا تھان دکھائی دیتا ہے۔ اس میں نہ روشنی ہے۔ اور نہ ہوا۔ فرش کچا ہونے کی وجہ سے جا بجا کیچڑ جمع ہو گیا ہے۔ گائیں بندھی ہیں۔ کسان اُن کے آگے گھاس ڈال رہا ہے۔ اُس کی بیوی گائے دُوہ رہی ہے۔

(۲۴)

منظر۔۔ جھونپڑی ـــــــ وقت۔۔۔ شام

(ضلعے دار صاحب ایک گاؤں میں آتے ہیں۔ اور مکھیا جی کے ہاں ٹھہرے ہیں۔ مکھیا جی اُنہیں سب حال سُنا رہے ہیں)

ضلعے دار :- تو میں یہ بھروسہ کروں۔ کہ زمیندار صاحب کے آنے پر کسی طرح کی گڑبڑ نہیں ہوگی۔

مکھیا :- ہاں ـــ میں نے ہر چیز کا اچھی طرح سے پربندھ کر دیا ہے،

ضلعے دار :- اور بھینٹ ؟

مکھیا :- بالکل تیار ہے۔ اُن کی اور آپ کی بھی !

ضلعے دار :- ہاں یہ بھی خیال رکھنا۔ کہ کسی طرح کی شکایت نہ ہو۔

مکھیا :- جب ہر چیز تیار ہوگی۔ تو انہیں شکایت ہی کیوں ہوگی ؟

ضلعے دار :- تم میری بات نہیں سمجھے۔ مکھیا !

کوئی ہماری شکائیت نہ کرے!

مکھیا:۔ کسی کی کیا مجال۔ آپ نشچنت رہیں!

(۲۵)

منظر۔۔ کھیت ــــــــ وقت۔۔۔ صبح

وہاں کے کھیت نظر آتے ہیں۔ پودے اُگ آئے ہیں۔ ایک طرف کیاریوں میں مویشی داخل ہوئے ہیں اور فصل کا نقصان کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند کسان لاٹھیاں لئے دوڑتے ہوئے آتے دکھائی دیتے ہیں اور مویشیوں کو کھیتوں سے نکالتے ہیں۔

(۲۶)

منظر۔۔ ایک گاؤں کے مکھیا کا مکان ــ وقت ۔۔۔ دن

زمیندار صاحب آئے ہیں۔ اور مکھیا کے گھر میں ٹھہرے ہیں۔ مکان سجایا گیا ہے۔ زمیندار صاحب تکئے کے سہارے بیٹھے ہیں۔ دو کسان اُن کے پاؤں دبا رہے ہیں باقی ضلعے دار اور مکھیا سامنے بیٹھے ہیں۔ دیہاتی گانا ہو رہا ہے

(۲۷)

منظر۔۔ گاؤں سے باہر ــــــــ وقت۔۔ شام

(دو کسان آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ارد گرد دوسرے بہت کسان جمع ہو گئے ہیں)

ایک:۔ تمہارا اس طرح نقصان ہو جاتا۔ تو آسمان سر پر نہ اُٹھا لیتا!

دوسرا:۔ کیوں؟ ایسا ہر دن ہی ہوتا ہے۔ تم بھی تو مویشی والے ہو!

پہلا:۔ ہوں۔ لیکن میں انہیں دوسروں کے کھیتوں کا نقصان کرنے کے لئے باہر نہیں چھوڑتا؟

دوسرا:۔ نہیں چھوڑتے ــ کبھی دیکھ لوں۔ تو تمہاری گردن نہ ناپ لوں!

پہلا:۔ اوہو۔ چھوٹا مُنہ بڑی بات!

دوسرا:۔ پاگل ــ کمینہ (پہلے آدمی پر جھپٹ پڑتا ہے)

(دونوں کی آپس میں ہاتھا پائی ہو جاتی ہے۔ اردگرد کے لوگ انہیں چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں)

(۲۸)

منظر۔۔۔ سڑک ــــــــ وقت۔۔۔ دن

زمیندار صاحب گھوڑے پر سوار ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف جا رہے ہیں پیچھے پیچھے ضلعے دار اور مکھیا بھی گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اور بہت کسان دائیں بائیں دوڑے جا رہے ہیں۔

(۲۹)

منظر۔ شہر کا ایک مکان ــــــ وقت۔۔۔ شام

(کشور شہر میں اپنے ماموں کے گھر میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں پڑا ہے۔ اتنے میں اس کا ایک دوست

آتا ہے۔ اور اُس کے سامنے بیٹھ کر یوں باتیں کرنے لگتا ہے ؛

دوست : کشور ! جب دیکھو۔ تم اُداس نظر آتے ہو۔ تمہاری ماں اِس دُنیا سے چل بسیں لیکن تمہیں اِس دکھ کو بھولنا چاہیئے ۔

کشور :۔ دوست ! ماں آخر ماں ہے !

دوست :۔ ٹھیک ہے لیکن اس کا اُپائے ؟

کشور :۔ اسی کی تو مجھے تلاش ہے !

دوست :۔ مطلب ؟۔

کشور :۔ مطلب یہ کہ میں اُس بُرائی کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میری ماں اور بہت ایسی جانیں آج تک بِن آئی کے تلف ہو چکی ہیں ۔

دوست :۔ وچار تو بہت اچھا ہے ۔

کشور :۔ اتنا ہی نہیں ۔ بلکہ ایسی اور بہت سی برائیاں ہیں ۔ جو گاؤں کے ہر گھر میں موجود ہیں اور جن کی وجہ سے گاؤں کے لوگ زندہ ہوتے ہوئے مُردوں سے گئے گزرے ہیں ۔

دوست :۔ یہ ٹھیک ہے کشور ! لیکن ۔ اس کے لئے کتنی چیزوں کی ضرورت ہے اور یہ کام کتنا کٹھن ہے ؟

کشور :۔ انسان کا ارادہ پکا ہو۔ تو اِن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ۔

(۳۰)

منظر ۔۔ گاؤں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وقت ۔۔ شام

زمیندار صاحب ایک دوسرے گاؤں میں پہنچ چکے ہیں ۔ وہ ایک سجے سجائے کمرے میں تکیئے کے سہارے بیٹھے ہیں ۔ کسان ایک ایک کر کے بھینٹ دے رہے ہیں ۔ اور زمیندار صاحب حقے کے کش پر کش لگاتے ہوئے سر کے اشاروں سے خوشی ظاہر کر رہے ہیں ۔

(۳۱)

منظر ۔۔ کھیت وقت ۔۔۔ دن

کسان مکئی کا فصل کاٹتے ہوئے نظر آتے ہیں عورتیں اور بچے بھی کام میں لگے ہیں اور گرد مویشی چرتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں ۔

(باقی آئندہ)

بنام خریداران

سال گذشتہ میں ادارہ دیہاتی دنیا کو چندہ کی وصولی میں گوں ناگوں دقتیں پیش ہوئیں اسلئے اِس تکلیف کے پیش نظر آئندہ ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں دیہاتی دنیا کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی خریداران کی خدمت میں پیش ہوگا ۔ بمہربانی اسکی وصولی فرماکر ادارہ کو ممنون فرمادیں ۔ مینجر :۔

نانی اماں کے خطوط

اللہ میاں کے بے پایاں خزانوں سے مجھے ایک اور صرف ایک ہی نانی اماں عطا ہوئی تھیں. مگر وہ بھی پھسے وزن کی نہ تھیں. بدن پر گوشت نام کو نہ تھا. رگوں میں خون خشک منہ سے دانت غائب. گویا اباجان کی شکار کی ہوئی تڑوتڑ مچھلی. سر سے فارغ البال. قد بھی دو فٹ ایک انچ سے تجاوز نہ کرتا تھا. عمر کے لحاظ سے بابا آدم کی پہلی دختر نیک اختر معلوم ہوتی تھیں. میرے نانی اماں کے درمیان محبت کا یہ عالم تھا کہ ؎

اِن سے میں اور مجھ سے وہ بیزار

مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ؏ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے. گھر میں کوئی نوکر غلطی کرتا ہے تو نانی اماں فوراً کہہ دیتیں یہ سب للو کی شرارت ہے. ورنہ نوکر بچارے کی کیا مجال. غرض دنیا وجہاں کا کوئی گناہ ایسا نہ تھا جسے میری شرارتوں پر محمول نہ کیا جاتا ہو.

میری نانی اماں مجھ سے پہلے گھر میں نازل ہوئی معلوم رہتی تھیں. نہ معلوم اماں جان کے جہیز میں آئی تھیں یا ابا جان کو شادی کے موقعہ پر سسرال والوں نے بطور تحفہ پیش کی تھیں. بہرحال خدا کی یہ عجیب تخلیق ہمارے گھر آہی گئیں. گھر کی ہر چیز پر وہ اپنا قبضہ فائق سمجھتی تھیں. میری کیا مجال جو کسی چیز کی طرف ایک نگاہ بھر کر دیکھ سکوں. وہ سمجھتی تھیں کہ اللہ میاں نے انہیں محض ہمارے گھر کے انتظام کے لئے مقرر فرما کر اس دنیا میں بھیجا ہے. اور وہ بھی بار امانت تھا جس کے قبول کرنے کے بعد انسان کو "ظلوماً جہولاً" کا خطاب ملا تھا. پھر میری یا کسی اور کی کیا مجال جو وقت بے وقت نانی اماں کے نظام میں مداخلت کر بیٹھے. اباجان کچھ عجیب قسم کے واقع ہوئے تھے. اکثر کاروباری مصروفیتوں کی وجہ سے گھر سے باہر ہی رہا کرتے تھے. میری عمر بہت چھوٹی تھی. اور میں گاؤں کے سکول میں چوتھی جماعت میں تعلیم پاتا تھا. اباجان کے بغیر گھر کا گھر ان پڑھ تھا. گو چچا جان ابا کی کمائی پہ خوب لوٹ پوٹ

پہنتے۔ مگر جب بھی کہیں دستخط وغیرہ کی نوبت آتی۔ تو مسکراتے ہوئے پتلون کی جیب سے بایاں ہاتھ نکال کر نشان انگوٹھا کاغذ پر ثبت کر دیتے۔ صرف چچا جان پر ہی کیا منحصر۔ تمام گاؤں جاہل تھا۔ جب کبھی ابا جان کا کوئی خط آتا۔ تو میں ہی اسے گھر میں پڑھ کر سناتا تھا۔ اور اس کا جواب بھی لکھتا تھا۔ مگر اس بارے میں بھی نانی اماں ہی میری ڈکٹیٹر ہوا کرتی تھیں۔ میری کیا مجال جو ان کی تقریر سے ایک نقطہ اِدھر اُدھر سرک جاؤں نہیں تو اماں جان کا ڈنڈا سر پر۔ ابا کو جو خط بھی لکھا جاتا تھا۔ اس کا نفس مضمون ہمیشہ یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ فلاں فلاں چیزیں گھر پر موجود نہیں۔ فوری انتظام کیا جائے "ورنہ بچوں کو تکلیف ہوگی" نہ معلوم ابا ان کے خط کو صحیفہ آسمانی سمجھتے تھے۔ "یا بچوں کو تکلیف ہوگی" میں ان کے لئے کوئی جاذبیت تھی کہ فوراً خط کی تعمیل ہوتی۔

گھر بھر میں خدا کا فضل تھا تعلیم کے بغیر کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ مگر جب کبھی وقت پڑتا۔ کوئی چیز ہاتھ نہ آتی۔ اور نہ پتہ چلتا کہ یہ تمام چیزیں جو ابا بھیجتے ہیں کہاں جاتی ہیں۔ کبھی کبھی مجھے یہ خیال آتا۔ کہ شاید "یہ دنیا آنی جانی ہے" کا یہی مطلب ہوگا۔ خیر میری عمر چھوٹی تھی۔ مجھے ان دھندوں میں پڑنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی سکول سے واپس آیا۔ جو ملا کھا لیا۔ اور اپنی بہن کے ساتھ کھیل کود کر سو گیا۔ چچا کو نہ تو یہ معلوم تھا۔ کہ میرے ابا نے کیا لکھا۔ اور نہ یہ کہ نانی نے اسے کیا جواب دیا۔ وہ اپنی جہالت کے نشہ میں ہی چور رہتا۔

ماموں کا ایک نوکر جس کا نام کلو تھا۔ ہر ہفتہ ہمارے گھر آجاتا۔ اور جانبین کی خیریت کی خبر ایک دوسرے تک پہنچاتا۔ کلو بڑا دیانتدار اور جفاکش تھا۔ ماموں کے ہاں سے اسے جب فرصت ہوتی۔ چلا آتا۔ مگر ہمارے گھر سے وہ ہر روز صبح نہار منہ واپس چلا جاتا۔ اگر صبح میں نانی اماں سے پوچھتا کہ کلو کہاں گیا۔ وہ فوراً کہہ دیتی۔ کلو اوہ کوئی تمہاری طرح بیکار تھوڑا ہی ہے۔ بیچارے کو ہزاروں کام ہیں۔ صبح سویرے واپس چلا گیا۔ کلو بہت شریف اور سادہ لڑکا ہے۔ تمہاری تو اب دس بجے آنکھ کھلی ہے۔ نانی اماں مجھے کچھ اس طرح ڈانٹ دیتی کہ میں کلو کے متعلق مزید کچھ نہ پوچھ سکتا۔

جس روز بھی کلو ہمارے یہاں آتا۔ تو نانی اماں کہتی۔ "کلو صبح مجھے مل کر جانا۔ میں نے کلو کے ماموں کو خط بھجوانا ہے۔ سنا۔ بھولنا مت۔ صبح مجھے مل کر رخصت ہونا"۔ خیر کلو صبح چلا جاتا۔ اور اس کے دوبارہ واپس آنے تک نانی اماں کے منہ پر کبھی خط کا ذکر تک بھی نہ آیا۔ اور پھر جس روز کلو آتا۔ تو نانی اماں وہی فقرہ دوہرا کر سو جاتی۔

گھر میں میرے بغیر اللہ کوئی لکھا پڑھا تھا نہیں۔ اس لئے مجھے بار بار یہ خیال آتا۔ کہ نانی اماں کی ہفتہ وار ڈاک لکھتا کون ہے۔ ایک دو بار جرأت کر کے میں نے نانی اماں سے پوچھا بھی۔ کہ آپ خط کس سے لکھاتی ہیں۔ انہوں نے میری بات کو کچھ اس طرح ٹال دیا۔ جیسے نہ میں نے کچھ کہا نہ انہوں نے کچھ سنا۔ مدت گذر گئی۔ مگر یہ راز مجھ پر ظاہر نہ ہو سکا۔ میں صرف یہ جانتا تھا۔ کہ گھر کا ہفتوں تک کھانے پینے کا سامان دنوں میں ختم ہو جاتا ہے۔

ایک روز میں نے کلو کی بہت منت سماجت کی۔ اور پوچھا۔ کہ نانی اماں کے خطوط " ماموں کی طرف کون لکھتا ہے۔ (کیونکہ تمام گھر میں میں اپنے آپ کو لکھنے پڑھنے کا اجارہ دار سمجھتا ہوں) کلو نے جواب دیا للو میاں آج صبح آپ بہت سویرے مجھے راستہ میں ملیں۔ میں آپ کو نانی اماں کے خط کا لفافہ دکھا دوں گا۔ اور مضمون خود بھانپ لیں۔ یہ کہکر کلو باہر ہروانے میں سونے کیلئے چلا گیا۔ مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ کیونکہ آج بھی نانی اماں نے حسب معمول کلو سے کہا تھا۔ " کلو صبح مجھے مل کر جانا۔ میں نے للو کے ماموں کو خط بھیجنا ہے۔ سنا بھولنا مت۔ یاد سے صبح مل کر رخصت ہونا "

رات آنکھوں میں کاٹی۔ اور خدا خدا کر کے صبح وہ وقت آ گیا۔ جب نانی اماں اپنی ڈاک لفافہ میں بند کر رہی تھیں۔ نانی اماں کی کھڑکھڑاہٹ سنتے ہی میں آہستہ سے کمرہ سے نکل گیا۔ اور کلو کے راستہ میں جا کر چھپ گیا۔ جب کلو وہاں سے گذرا۔ تو میں نے اسے آواز دی۔ اس نے آواز پہچان کر کہا۔ للو میاں! یہ ہے میرے کاندھے پر آپ کی نانی اماں کا خط۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کاندھے پر اٹھائی ہوئی بوری۔ ۔ ۔ ۔ کی طرف اشارہ کیا اور پھر کہا۔ مضمون بھانپ لیا۔ میں نے کہا۔ ہاں کلو!

ہمارے گھر میں ایک دوکاندار بھی تھا۔ نانی اماں کسی کسی محرم راز کے ہاتھ دوکاندار کو بھی ایسے ہی لفافوں میں خط بھیجا کرتی تھیں۔ اور ساہوکار کے جواب کو اپنے ذاتی بکس میں محفوظ رکھ لیتیں اور موقع پا کر ان خطوط کو بھی ماموں کے نام پر ارسال فرما دیتیں کبھی کبھی اگر ڈاک بہت جمع ہو جاتی۔ تو نانی اماں خود چھڑی لے کر جاتیں۔ اور ماموں کے ہاں تمام خطوط با قاعدہ تقسیم کر آتیں۔

دن۔ مہینے۔ سال گذرتے گئے۔ مگر ہمارے گھر کی حالت نے پلٹا نہ کھایا۔ بدستور وہی حالت رہی گھر میں کوئی چیز موجود نہیں۔ ابا جان کو خط پہ خط لکھا جا رہا ہے۔ کہ بچوں کے لئے یہ بھیجو وہ بھیجو۔ فلاں چیز ختم ہو اتنے روپوں کی ضرورت ہے۔ جلدی ارسال کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

وفعتہً ہماری حکومت نے اعلان کیا۔ کہ ریاست کے ہر فرد و بشر کو جہالت کے اندھیرے سے نکالا جائے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ حکام نے جگہ جگہ تعلیم بالغان کے مرکز قایم کئے۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے۔ اور گھر گھر تعلیم کا چرچا ہونے لگا۔ ہماری خوش قسمتی سمجھئے یا نانی اماں کی شومئی قسمت کہ ہمارے گاؤں میں بھی تعلیم بالغان کا ایک مرکز قایم ہوا۔ چچا جان چونکہ گاؤں میں مشہور آدمی تھے۔ اس لئے بالغ طلباء کی صف اوّل میں داخل ہوگئے۔ تین ماہ سے کم عرصہ میں انہوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ اب ابا جان کا جو بھی خط آتا تھا۔ اس کا جواب وہ خود سوچ سمجھ کر لکھتے تھے۔ اور نانی اماں کو بھی میرے ماموں کی طرف خط لکھ دیتے تھے۔ مگر اب خط بجائے کلو کے پوسٹ مین لے جاتا تھا۔ کیونکہ اب چچا جان کا دماغ روشن ہوگیا تھا۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ کلو کو ہر ہفتہ تکلیف دی جائے۔ سچ ہے۔ کہ

بے علم نتواں خدا را شناخت

سید غلام حسین شاہ مرید
نامبلہ (کشمیر)

خریداران "دیہاتی دنیا" کیلئے اطلاع

تمام خریداران رسالہ "دیہاتی دنیا" کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس پرچہ (ماہ دسمبر ۱۹۵۰ء) کی رسیدگی کیساتھ انکا سالانہ چندہ بابت سال ۱۹۵۰ء ختم ہو جائیگا۔ اور نئے سال کا چندہ انسے بذریعہ وی۔ پی وصول کیا جائیگا۔ گویا ماہ جنوری ۱۹۵۱ء کا پرچہ انکی خدمتمیں بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ اسلئے تمام سرپنچان دسرویران وغیرہ نوٹ فرمائیں۔

"مینجر"

از دفتر رورل ڈیولپمنٹ و پنچائت ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر۔ جموں

ٹھیکیداران

کامیاب ٹھیکیداران کے نام جنہیں صوبہ کشمیر میں سمت ۹۸-۱۹۹۷ کے لئے منظور کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام	تحصیل	کمی فیصدی	کیفیت
۱	مسٹر محمد اکرم	بارہ مولہ	۵۰۰۰ پبلک ورکس کے منظور شدہ نرخوں سے	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۲	سعد اللہ	ہندواڑہ	۱۵-۵-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۳	شمشیر سنگھ	ایضاً	ایضاً	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۴	غلام محمد	سری پرتاپ سنگھ پورہ	۱۵-۸-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۵	مسٹر ایم این کاک آف میسرز کاک اینڈ کو	اننت ناگ	۱۰-۴-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۶	احد خان	خاص	۱۴-۴-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۷	مسٹر ایم این کاک آف میسرز کاک اینڈ کو	کلگام	۱۷-۴-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۸	محمد یعقوب	〃	ایضاً	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۹	بنسی لعل آف بنسی لعل اینڈ کو	پلوامہ	۸-۰-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۰	سردار نراین سنگھ	اوڑی	۱۲-۱۲-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۱	سردار پرتاب سنگھ	مظفر آباد	۱۱-۱۲-۰۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃

دستخط:- شام سندر لعل وردرائے صاحب، رورل ڈیولپمنٹ و پنچائت افسر۔

قابلِ اعتبار

دیرپا

سپارٹن ریڈیو

یہ خصوصیت صرف سپارٹن ریڈیو کو ہی حاصل ہے کہ جنگل ہو یا پہاڑ میدان ہو یا سمندر آپ ریل میں سوار ہوں یا ہوائی جہاز پر۔ غرضیکہ بیٹری سے چلنے والے سپارٹن ریڈیو سے آپ ہر جگہ خاطر خواہ کام لے سکتے ہیں۔ اور یہی وہ اسباب ہیں کہ یہ سیٹ ہر جگہ مقبول عام ہوتا جا رہا ہے۔ اسکی آواز نہایت صاف اور سریلی ہے۔ دام کم ہونیکی وجہ سے ہر حیثیت کا آدمی خرید سکتا ہے۔ اسکی مرمت اور سروس کا انتظام نہایت اعلے ہے اس کا ہر ایک پرزہ ہر وقت اور ہر جگہ مل سکتا ہے۔ اعلے عہدیدار اور معزز روساء ہمیشہ سپارٹن کو ہی بلحاظ اس کے حیرت انگیز نتائج کے ترجیح دیتے ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر کے سرکاری محکمہ جات اصلاحِ دیہات و پنچایت ہاؤس اور ٹاؤن ایریا کمیٹیاں اور کواپریٹو سوسائٹیاں بھی سپارٹن ریڈیو کو ہی ترجیح دیتی ہیں۔ یہ سیٹیں آسان ترین اور بے نظیر اقساط پر کواپریٹو سوسائٹیوں سے بھی مل سکتے ہیں جس کی ممبری ہر ایک کے لئے کھلی ہے۔

منیجر سپارٹن ریڈیو ہاؤس جموں و سرینگر (کشمیر)

شہرہ آفاق

سستا

دیہاتی دُنیا

DELHI



چندہ سالانہ تین روپے

فی پرچہ چھ آنے

جلد دوئم ــــــــ نمبر ۴

فروری سنہ ۱۹۴۱ء

فہرست ــــــــ مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر ولوانز پریس جموں چھپ کر دفتر رسالہ

دیہاتی دنیا سے شایع ہوا

تصاویر کے متعلق

کشمیر کا ایک گاؤں (گلمرگ) پہاڑی پر:۔ گلمرگ اپنے نام کے ساتھ ایک خاص جاذبیت رکھتا ہے۔ گل بمعنی پھول اور مرگ بمعنی چمن زار۔ اس کی حیثیت صرف ایک گاؤں سی ہے۔ اور اس کا طول و عرض دو میل سے زائد نہیں لیکن کیا خوبصورتی کے لحاظ سے اور کیا آب و ہوا کے لحاظ سے یہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس کی بلندی سطح سمندر سے سات ہزار فٹ سے بھی اوپر ہے۔ اس بلندی اور اس مختصر طول و عرض کے باوجود یہ گاف گراونڈ (ایک قسم کا میدان) جو انگریزوں کی کھیل کے کام آتا ہے۔ بڑے وسیع پیمانے پر تیار کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انگریزوں کے گاف کھیلنے کے لئے دنیا بھر میں اس سے بہتر گراونڈ (زمین) کہیں نہیں۔

دریائے جہلم کا ایک منظر:۔ کشمیر کی نصف دنیا پانی میں مستقل رہائش رکھتی ہے کشتیاں۔ ہاؤس بوٹ اور کھو ایسے مکان ہیں جو ہمیشہ سطح آب پر تیرتے رہتے ہیں۔ کسان ان کشتیوں کے ذریعے پانی پر تیرنے والی زمینوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ زمینوں کا سطح آب پر کاشت ہونا یہ بھی کشمیر ہی کی ایک جدت ہے۔ یہ ایسی زمینیں ہیں کہ چرا بھی لی جاتی ہیں۔ ہاؤس بوٹ عموماً امرا کے گھر تصور کئے جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کشتیاں ترکاری فروخت کرنے کے کام آتی ہیں۔ شکارے سیر و تفریح کا کام دیتے ہیں۔ درمیانے درجے کی کشتیوں کے ذریعے ہر قسم کی تجارت کی جاتی ہے۔

ایڈیٹر

رسالہ
دیہاتی دُنیا
ماہوار

پودوں کی پیدائش ۔ زندگی اور موت

زندگی فقط روانی ہے. ایک وقت کفایت کا ہے اور ایک خرچ کا. ایک زمانہ قوت بر قرار رکھنے کا ہے جس کے لبعد خرچ کرنے کا زمانہ آتا ہے.

غالباً یہ انداز اُس وقت لگایا گیا تھا جب زندگی کی پو پھٹنے کو تھی. جب سادہ مخلوق سورج کی قوت سے روز روشن میں ترقی پاتی تھی. اور راتوں کو اپنے حاصل کردہ نفع پر گذارہ کرتی تھی.

معمولی سبز پودے دن کے وقت سورج کی روشنی کو تسخیر کرتے ہیں. پروٹین (بیضہ) اور قند بناتے ہیں. رات کے اندھیرے میں یہ کام رک جاتا ہے لیکن دوسرے اندرونی عمل مثلاً خلیات کی تقسیم. جوش ہیجان یا پودے کے ایک ساکن حصے سے دوسرے حصے میں مادے کا منتقل ہونا جاری رہتا ہے.

بہت سے پتوں کی نام نہاد خوابیدگی. مثلاً تپتیا گھاس دن کے وقت اپنی اصلی حالت سے بہت مختلف رہتا ہے جبکہ وہ سورج کی شعاؤں کو اپنی غذا بنانے میں مصروف ہوتا ہے. قدرتی طور پہ پودے کی زندگی حرکت اور سکون کے درمیان ہنڈولے کی مانند ہوتی ہے لیکن یہ دن اور رات کے تغیر کے ساتھ ہم آہنگ رہتی ہے.

پودے کی زندگی میں بڑی روانی پائی جاتی ہے اور اُس کا تعلق موسموں کی رفتار کے ساتھ ہے. گرم ملکوں میں شگوفہ پھوٹنے. برگ پوش ہونے اور بڑھنے کی بہار ہے. زیادہ سے زیادہ محنت کرنے اور کھلنے کی خاطر گرما

پھل لانے اور بیج بکھیرنے کیلئے موسم خزان۔ خندقوں میں محصور ہونے اور سکون کرنے کیلئے موسم سرما ہے۔ اس پر غور کرنے کیلئے دو ملے جلے راستے اختیار کرنے چاہئیں۔

اوّل۔ ہر زندگی کی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ شباب تک پہنچنے کا وقت پائے۔ تخم سے کھاکر اوپر کی طرف بڑھتا ہے۔ پھر اس کے پختہ عمر تک پہنچنے اور کوئی بڑا کام کرنے کا وقت آتا ہے۔ یہ وقت اولاد پیدا کرنے یا اپنی نسل کو جاری رکھنے کا ہوتا ہے۔

سب سے آخیر میں اس کے زوال کا وقت آتا ہے خمیدہ ہوجاتا ہے جبکہ اسکی تمام حرکات گھٹ جاتی ہیں۔ اور بڑھاپا موت کی راہنمائی کرتا ہے۔

انسان کی زندگی کے بڑے باب چار ہیں۔ جوانی بلوغ۔ محبت اور بڑھاپا۔ اسی طرح ایک پودے کی زندگی کے بھی چار باب ہیں۔ (۱) برگ بار ہونا (۲) پھول لانا (۳) پھل لانا۔ اور (۴) مرجھا جانا۔

یہ باب تنظیم کی ماہیت پر انحصار رکھتے ہیں۔ یہ اندر ہی سے مقرر کرلئے جاتے ہیں۔ مشاہدے کا دوسرا نقطہ یہ ہے کہ گرم ملکوں میں موسموں کا تغیر باقاعدہ ہوتا رہتا ہے۔ ان کے ساتھ ہی سادہ مخلوق کو ترتیب دیا جاوے۔ بہت سے سالانہ پرندے ہیں مثلاً سادہ ملکہ شہد کی مکھی۔ یہ جوان شہزادی موسم سرما میں خواب کے سے آرام میں پڑی رہتی ہے۔

یہ موسم بہار میں بہت جلد جاگ اٹھتی ہے۔ اور موسم بہار کے پھولوں کا ملاحظہ کرنے ان کا میٹھا رس اور زیرہ جمع کرنے کے بعد وہ ایک بڑے کنبے کی ماں بن جاتی ہے۔ وہ اپنے دروازوں سے باہر جانا قطعاً بند کردیتی ہے۔ اور کام کرنے والی بیٹیوں کو سوائے انڈے دینے کے ہر چیز سے روک دیتی ہے لیکن اس کی بیٹیوں میں سے بعض نوجوان شہزادیاں اپنے نزول سے بارآور ہوکر موسم سرما میں سوئی رہتی ہیں۔ اور اگلی بہار میں اس کہانی کو نئے سرے سے دوہراتی ہیں۔

نکتہ یہ ہے۔ کہ زندگی کی تواریخ کے باب موسموں کے تغیرات کے ساتھ ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ یہی صورت پودوں کی ہے۔ موسم بہار میں پتوں کی کثرت۔ گرما میں پھولوں کی بہتات۔ خزان میں پھلوں اور بیجوں کی زیادتی۔ اور سرما میں ان کا سکون اور موت

ایڈیٹر۔

پریس نوٹ نمبر ۶ مورخہ ۲۴ جنوری

ہز ہائینس گورنمنٹ کشمیر نے احکام جاری کئے ہیں کہ صوبہ کشمیر سے مکی یا اسکی حاصل کی برآمد تا حکم ثانی ممنوع قرار دیجاتی ہے

پبلسٹی آفسر

شذرات

موجودہ جنگ کی تمام تر ذمہ داری نازیوں کے سر ہے جنہیں ملک گیری کی ہوس نے بے چین کر رکھا تھا۔ آج سے قریباً تیس ۳۰ سال پہلے یہی جنون جرمنوں کے سر میں سمایا تھا لیکن پانچ سال کی متواتر مار نے اُن کا یہ جوش ٹھنڈا کر دیا تھا جس کے بعد پچیس سال تک وہ سر نہ اٹھا سکے اب پھر ہٹلر کے دماغ کو کھجلی ہوئی ہے اور جب تک اسکا سر پوری طرح کچل نہ دیا گیا یہ سانپ ہمیشہ ڈسنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اور دنیا کے امن کو خطرے میں ڈالے رہیگا۔ اس کا ساتھی مسولینی جو اٹلی کا ہٹلر کرتا ہے۔ ایک طرف یونانیوں سے پے در پے شکستیں کھا رہا ہے اور دوسری طرف سرحدی لڑائی میں بہت بُری طرح سے پٹ رہا ہے تیس۔ چالیس ہزار اطالوی گرفتار ہو چکا ہے۔ یہ گڈرد کا شکہ ہندوستان میں لا کر قید کیا جا رہا ہے۔ مسولینی کو سلطنت برطانیہ کے جواں مردوں نے چھٹی کا دودھ یاد دلا کچھ عرصہ یہی نوبت رہی تو اطالویوں کو اپنے ملک سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا۔ مسولینی کی موجودہ شکستوں سے ہٹلر کا دماغ بھی گیدڑ دھمکیاں برطانیہ کے دلیر اور بہادر سپاہیوں کو ڈرا نہیں سکتیں جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ نازیوں نے واہی تباہی بکنا اپنا شعار بنا لیا ہے لیکن جنگ خالی خولی باتوں سے سر نہیں کی جا سکتی۔ جب سے انگریزی ہوائی جہازوں نے برلن اور اس کے دوسرے شہروں میں بمباری شروع کی ہے۔ نازیوں نے چیختا چلانا شروع کر دیا ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم میں جرمنوں نے ڈینگیں ہانکنے میں کمی نہ کی تھی لیکن اس کا نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔

ہٹلر نے اپنی سب سے آخری تقریر میں اپنے سازد سامان کی زیادتی اور اس کی بہتری کا ذکر کرتے ہوئے بڑی شیخی بگھاری ہے۔ لیکن جب وہ برطانیہ کے خلاف میدانِ جنگ میں اتریگا۔ تو اُسے قدر عافیت معلوم ہوگی۔ بلندی سے ہوائی جہازوں کے ذریعے بم گرا دینا آسان ہے۔

ہندوستانی اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ ان کی خیریت

برطانیہ ہی کی سلامتی سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلئے وہ اپنی جان مال اور طاقت برطانیہ کو برقرار رکھنے کے لئے خرچ کر دیں گے ہندوستان کا کوئی فرد ایسا نہیں جو حکومت برطانیہ کی خاطر ہر قربانی کے لئے آمادہ نہ ہو۔ ہندوستان اپنی مقدور کے مطابق روپیہ اور سپاہی مہیا کر رہا ہے۔ ہمارے مہاراجہ بہادر سر ہری سنگھ جی نے علاوہ اپنی افواج اور روپیہ کی امداد پیش کرنے کے اپنی ذاتی خدمات سے بھی دریغ نہیں فرمایا۔ مہاراجہ بہادر کی اُس اپیل پر جو حضور نے اپنی رعایا سے کی تھی۔ کونے کونے سے جنگ میں شریک ہونے کیلئے لوگوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور ریاست کشمیر کا ایک ایک بچہ میدان جنگ میں سر کٹوانے کیلئے بیقرار ہے۔ اس اُمنگ کے پیش نظر جو ہندوستان میں ہر زن و مرد بوڑھے اور جوان کے دل میں موجزن ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آخیر میں سلطنت برطانیہ ہی کی جیت ہوگی۔ اور ان کے دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

کیف بسنت

اُمنڈا ہوا ہے نور کا طوفاں بسنت میں
ہیں ذرہ ہائے نیم جاں رقصاں بسنت میں

مستی گھٹائیں بن کے دل و جاں پہ چھا گئی
ہے کیف کا کچھ اور ہی ساماں بسنت میں

جلووں پہ ہے بہار اور بہار پہ بسنت
گنجینۂ نہاں ہوا عریاں بسنت میں

اک نور ہے کہ پھیل گیا شرق و غرب میں
ہر ذرہ میں ہے طور کا ساماں بسنت میں

سبزے کا فرش ہے وہ بچھا قرب و دور میں
نظارے کی بھی آنکھ ہے حیراں بسنت میں

شغلِ فغاں کو چھوڑ دیا عندلیب نے
یہ واردات غم ہوئی آساں بسنت میں

اک برق ہے کہ دوڑ گئی خونِ سرد میں
کیا کیا نہ اب سے نکلیں گے ارماں بسنت میں

پیغام عیش لائی ہے آمد بہار کی
دل شاد ہے تو روح ہے رقصاں بسنت میں

پھر وردِ بن کے اُٹھ رہا ہے لفظِ مدعا
یوں ہو رہا ہے درد کا درماں بسنت میں

یہ کیف کا ہو عالم اور یہ موسم بہار
کیا کر رہے گی گردشِ دوراں بسنت میں

سب دیکھتا ہوں لب پہ کچھ آتا نہیں مگر
کیوں ہو گئے خطا مرے اوسان بسنت میں

ارض و سما پہ وجد کے چھانے لگے سحاب
ہوں سازِ زندگی پہ غزلخواں بسنت میں

منصور قریشی

ملاحظہ

مسیر پور کو جاتے ہوئے ہم نے پنچایت موال کا جو دریائے جہلم کی نہر کے کنارے پر ہے۔ ملاحظہ کیا۔ پنچایت کو قائم ہوئے ابھی چند ہی مہینے ہوئے ہیں اس میں ۹۱ دیوانی اور ۵ فوجداری مقدمات دائر ہو چکے ہیں۔

چار ماہ کی مدت میں مقدمات کی یہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ ان میں سے ۴۹ دیوانی اور ۵ فوجداری فیصلہ پا چکے ہیں۔ ۴۴ مقدمات کا فیصلہ باہمی مصالحت سے کیا گیا۔ کام کا یہ بہت قابل قدر ریکارڈ ہے جس کے لئے پنچایت کو مبارکباد دی جاتی ہے۔

پنچایت نے ۷ روشندان لگوائے ہیں۔ گاؤں کی صفائی میں حصہ لیا ہے۔ اور کھاد کے بیس گڑھے کھدوائے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اگر پنچایت اسی جوش سے کام کرتی رہی جس کا ہم نے ابتدا میں اظہار کیا ہے تو یہ بہت اچھا کام کریگی۔ اور بہت کامیاب ثابت ہوگی

مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۴۰ء

چھوٹو چند موگھا (رائے بہادر)
ریونیو منسٹر

پریس نوٹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۴۱ء

موضع منڈی تھلوار تحصیل سانبہ با تعمیری کام کیلئے ہز ہائینس گورنمنٹ نے ۱۳۸۰۰/ روپیہ کا تخمینہ خرچ منظور فرمایا ہے جس میں سے زمینداران نے ۱۸۰۰/ روپیہ نقد بطور چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ باقی مبلغ ۱۲۰۰۰/ روپیہ سے اوپر مبلغ ۴۰۰۰/ روپیہ کنڈی آب رسانی کی مد میں محسوب کیا جائیگا۔

پبلسٹی افسر

ایک تردید

۱۶؍بھادوں ۱۹۹۶ء کے اخبار دلیش میں ایک مقالہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ کہ موضع کلگام میں ایک ریڈیو لگانے کا اعلان کرنل بلدیو سنگھ صاحب پٹھانیہ کے عہد حکومت میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ کرنل صاحب موصوف نے اس کا افتتاح کیا لیکن ریڈیو مل نہ سکا۔ اُسی حالت میں مدرسہ کولگام میں رکھا گیا۔ اب مرمت کے بہانے اُسے واپس لے لیا ہے۔ مرمت کو ایک سال ہوا لیکن ریڈیو ٹھیک ہونے نہیں پایا۔

اس مضمون کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ کولگام میں ریڈیو رہنے دیا جاتا۔ یا یہ کہ اب ریڈیو کا کوئی نیا سیٹ لگادیا جاوے۔

ہم محترم مقالہ نویس صاحب کی خدمت میں واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ریڈیو سیٹ صرف وہی جگہ رکھے جاسکتے ہیں۔ جہاں کوئی پنچائیت محکمہ کی طرف سے قائم کی جائے۔ یا جہاں کوئی سروے کا مرکز کھولا جائے۔

پنچائیتیں نہ صرف ریڈیو کی ذمہ دار گردانی جاتی ہیں۔ بلکہ وہ اُس کے صحیح و سالم اور چالو رہنے کی بھی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بعض حالتوں میں اُس پر یا اُس کی بیٹریوں کے چارج ہونے پر جو خرچ آئے وہ بھی پنچائیتوں ہی کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کے نئے احکام کے ماتحت اب ہر تحصیل میں تین سیٹ لگائے جایا کریں گے لیکن نئے سیٹ جنگ کے باعث نہیں آسکے۔ اُن کے آنے پر غور کیا جائیگا۔ اخبارات کے ذریعے ایسے مضامین شایع کرنے کی بجائے اگر زمیندار ان میں اصلاح کی روح پھونک کر انہیں اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ خود محکمہ سے ایسے مطالبات کے خواہشمند ہوں اور اپنی گرہ سے بھی کچھ نکالنے کی ہمت کریں۔ تو یہ خدمت ملک اور قوم ہر دو کیلئے زیادہ سودمند ہوسکتی ہے۔

ایڈیٹر

دانتوں کی حفاظت

آج کل دانتوں کی تکلیف عام ہے جسکو دیکھو اسے کوئی نہ کوئی دانتوں کی شکایت ضرور ہوگی۔ اور یہی معمولی تکلیف بے احتیاطی کی وجہ سے بڑھ کر صحت کو خراب کر دیتی ہے اسلئے خیال کیا گیا کہ دانتوں کی چھوٹی چھوٹی شکایتوں اور ان کے تدارک کا ذکر کیا جائے۔

دانتوں کا کام خوراک چبانا ہے۔ اول خوراک باریک ہوتی ہے پھر منہ سے ایک خاص قسم کا لعاب نکل کر اسکے ساتھ ملتا ہے۔ اور خوراک کے ہضم کرنے میں خاص مدد دیتا ہے۔ دانتوں سے بولنے میں بھی مدد ملتی ہے جب دانت گر جاتے ہیں تو بعض قسم کی آوازیں پیدا نہیں ہوتیں
آپ نے دیکھا ہوگا کہ بوڑھے لوگ جن کے منہ میں دانت نہیں ہوتے کس طرح باتیں کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دانت انسان کی صحت برقرار رکھنے میں کس قدر ضروری ہیں۔

اگر آپ کو روزانہ دانت صاف کرنے کی عادت نہیں تو آپ تیز سرے کا ایک تنکا لے کر ذرا دانت کھرچیں اس کے ساتھ زردی مائل مادہ اترے گا آپ کو تو بدبو آئیگی۔ یہ مادہ ہے۔ جو دانتوں کو گھن لگا دیتا ہے۔ پھر اسی مادہ سے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب کھانا کھایا جاتا ہے۔ تو جراثیم کھانے کے ساتھ مل کر معدے اور انتڑیوں میں چلے جاتے ہیں جس کا نتیجہ بدہضمی اور معدے کی دوسری بیماریاں ہوا کرتی ہیں۔ یہ جراثیم بعض دفعہ گلے۔ ناک۔ کان اور پھیپھڑوں تک چلے جاتے ہیں اور دوسرے اعضا میں بھی کئی طرح کے امراض پیدا کرنے کا باعث ہو جاتے ہیں۔

جن دوستوں کے دانتوں میں گھن لگا ہوا ہے ان کے ہر سانس کے ساتھ زہریلی گیس اندر جاتی ہے۔ یہ گیس صرف پھیپھڑوں ہی کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ بلکہ خون میں مل کر تمام جسم کے نظام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ دمہ کے مریض کا سب سے اول علاج یہ ہے کہ وہ ہر روز دانتوں کو صاف کرے خراب دانتوں کو ڈاکٹر سے نکلوا دے بعض لوگ جاہل حجاموں سے دانت نکلواتے ہیں۔ یہ طریقہ اچھا نہیں

سوال:۔ دانتوں کو گھن کیوں لگتا ہے اور کمزور کیوں ہوتے ہیں۔

جواب:۔ جب ہم خوراک کھاتے ہیں تو اس کے بہت

چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دانتوں کے درمیان پھنس جاتے ہیں۔ اور یہ مادہ گھن کی صورت اختیار کرتا ہے۔ ایک دانت کی کمزوری دوسرے کی کمزوری کا باعث ہوتی ہے۔

یہ ٹکڑے مسوڑھوں کے سروں پر دانتوں کے درمیان اور ڈاڑھوں کی سطح پر باریک سوراخوں میں بھر جاتے ہیں جونہی مسوڑھوں کے قریب جراثیم پیدا ہونے لگتے ہیں مسوڑہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح دانت کی جڑ غیر محفوظ ہو جاتی ہے۔ حتےٰ کہ یہ تمام جگہ پیپ سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب بھی کوئی گرم سرد چیز کھائی جائے۔ دانت میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ اور آخر کار دانت اسقدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ ان کی موجودگی اور غیر موجودگی ایک برابر ہے۔ اور ان کو نکلوا دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ وہ لوگ جو پان کھانے کے عادی ہیں۔ اِن کے دانت عموماً خراب ہوتے ہیں۔

جو چونا جو پان کے ہمراہ کھایا جاتا ہے مسوڑھوں کو سیکڑ دیتا ہے جس سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں بعض حالتوں میں پان کھانے والوں کے دانت اچھے رہتے ہیں لیکن یہ کوئی دلیل نہیں کہ پان کم مضر ہے۔ جس طرح بعض افیم کھانے والوں کی بڑی لمبی عمر ہوتی ہے۔

وہ لوگ جن کے دانت خراب ہوتے ہیں اِن کے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ مجلسی نقطۂ نگاہ سے منہ سے بدبو کا آنا نہایت بُرا ہے۔

یونان کے مشہور نامی حکیم جالینوس کا قول ہے کہ جو شخص اپنے دانتوں اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی کا خیال نہیں رکھتا وہ در اصل اپنی صحت کو اعلان جنگ دے رہا ہے۔

ان سطور سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ صفائی کی کس قدر ضرورت ہے اور وہ لوگ جو اس بات میں سستی کرتے ہیں کس قدر نقصان اٹھاتے ہیں۔

جس طرح ہو سکے دانتوں کو صاف رکھنا چاہئے۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دوبار روزانہ ایک دفعہ صبح کے وقت اور دوسری دفعہ سونے سے پہلے۔ آج کل کے تعلیم یافتہ برش وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔ مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ برش کے درمیان مٹی وغیرہ جو مضرت رساں جمع ہو اُسے بھی صاف کر لیا جائے۔ دانتوں کو صاف رکھنے اور مسوڑھوں کا ورم دور کرنے کے لئے ذیل کے نسخہ جات نہایت عمدہ اور کم خرچ ہیں۔

نمک باریک کیا ہوا ایک تولہ۔ کتھہ سرخ ۲ تولہ۔ انگلی یا برش سے صبح وشام دانتوں پر ملا کریں۔

الیسڈ کاربالک پانچ بوند
ست اجوائن ایک رتی
بورک الیسڈ دس رتی
سوڈا بائی کارب دس رتی
سکیرین دو رتی
چاک سفوف ½ چھٹانک

سب ادویہ پیس کر شیشی میں ڈال لیں۔ صبح شام دانتوں

پر ملیں۔

یہ وہ نسخہ ہے جو تمام نسخوں کا جو یورپ سے بن کر آئے ہیں۔ سرتاج ہے۔ درد دانت۔ دانت کو کیڑا لگ جانے اور مسوڑھوں سے خون بہنے کی تکلیف کو دور کرنے میں مجرب ہے

اس کے ساتھ ہی یہ دانتوں کو موتی کی مانند بنا دیتا ہے۔

اگر نمک کے ساتھ بادام کے جلے ہوئے چھلکوں کا کوئلہ پیس کر صبح و شام دانتوں پر ملیں تو نہائیت مفید ہوگا۔

راجہ غلام محمد خان جاگیردار یاڑی پورہ تحصیل کولگام کشمیر

قابل توجہ جناب پنچائت افسر صاحب بہادر

آج علاقہ کے سرکردہ زمینداران اور ممبران کا جلسہ زیر صدارت سردار شمشیر سنگھ مہاجن موضع فوجی پورہ میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ تک عالمانہ تقریر کی۔ سال نو کی تقریب پر شہنشاہ ملک معظم کو مبارکباد دی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ خداوند کریم ہمارے بادشاہ سلامت کو فتح دے اور اُن کا سایہ ہمیشہ ہم پر قائم رکھے۔ ظالم جرمن کو شکست ہو۔ سلطنت برطانیہ زندہ باد ظالم جرمن مردہ باد کے نعرے لگائے۔

صاحب صدر نے کہا۔

(۲) ہمارے والئے ملک مہاراجہ سر ہری سنگھ جی بہادر جب سے تخت نشین ہوئے ہیں۔ تب سے زمیندار طبقہ کو بے شمار مراعات عطا کی گئیں۔ مثلاً محکمہ تعلیم شفاخانجات حیوانات کے لئے ڈسپنسریاں۔ جبریہ تعلیم۔ پنچائیت ہا۔ ایگریکلچر۔ ابریشم۔ ٹیکنیکل اور دیگر درسگاہیں قائم ہوئیں۔ جگہ جگہ سڑکات بنائی گئیں جن کے ذریعے زمینداران دیہاتی لوگ بہت آسانی سے اپنا مال فروخت کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے مدارس اور اُن وظیفے مقرر کئے گئے۔ زنانہ ہسپتال جاری کئے گئے۔

(۳) جنگلات کی حفاظت صرف دیہاتی لوگوں کی خاطر کی جاتی ہے۔ آج ایک درخت ۱۴ سے لے کر ڈیڑھ روپیہ تک خریدا جا سکتا ہے۔ جو تیس روپیہ سے کم قیمت نہیں رکھتا۔

(۴) محکمہ ایگریکلچر سال بسال لاکھوں درختان تیار کر رہے ہیں۔ جو دیہاتی لوگوں کو دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ باغات سے اپنے بال بچوں کی پرورش کر سکیں۔

(۵) غریب دیہاتی طبقہ کو ساہوکاروں اور وڈواروں

نے تنگ کر رکھا تھا۔ اب گاؤں گاؤں میں سوسائٹیاں بنائی گئی ہیں۔ جن کے ذریعے دیہاتی روپیہ حاصل کر کے امن سے زندگی گذار رہے ہیں۔

(۶) دیہاتی اب دستکاری کے کام میں حصہ لے رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں کا بنا ہوا مال دساور میں جا رہا ہے۔

(۷) ہم زمینداروں کی خاطر سرکار نے محکمہ پنچایت قائم کیا۔ ورنہ دور دور کے دیہاتی عدالتوں میں آ کر نہ صرف روپیہ ہی خرچ کرتے تھے۔ بلکہ کئی کئی دن ضائع کرنے سے وہ اپنے زمینداری کے کام کو بھی تباہ و برباد کر لیتے تھے۔

اب ان ہی پنچایتوں کے ذریعے وہ روپیہ اور اپنا فصل بچا رہے ہیں۔

(۸) نمائش سال بسال لگتی ہے۔ جس میں علاوہ ان چیزوں کے جو زمینداروں کے لئے نہایت فائدہ مند ہیں، زمینداروں کی ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ جن سے زمینداروں کے حوصلے بڑھتے ہیں۔

غرضیکہ آج زمیندار جس قدر فخر کرے بیجا نہیں کیونکہ اب اسے اس قابل کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔

آخیر میں حضور مہاراجہ بہادر زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

ممبران فوجی پورہ

تعلیم یافتہ انجمن بیکاران

نے گورنمنٹ اور پبلک کی مشترکہ خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ جناب رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت آفیسر صاحب پنڈت شام سندر لعل (رائے بہادر) نے اس پیشکش کو پرپوزل کی شکل دے کر گورنمنٹ سے منظور کرایا ہے۔ اور جناب مسٹر شیر لال صاحب بہادر وعالیجناب پرائم منسٹر صاحب نے اس پرپوزل کے ساتھ اتفاق کر کے بذریعہ کونسل ریزولیوشن ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار بطور الاونس ڈیپوٹیشن کے لئے منظور فرمایا ہے۔

ڈیپوٹیشن کے قابل و اعلےٰ تعلیم یافتہ اصحاب دیہاتی لوگوں کو مادری زبان کے ذریعہ بیماری و افلاس دور کرنے کے مستند طریقے۔ شہری حقوق و فرائض و فرقہ وارانہ رواداری اور ان عنایات کی طرف جو کہ موجودہ مہذب حکومت کے سبب حاصل ہو رہے ہیں۔ توجہ مبذول کرا رہے ہیں مزید براں لوگوں کو جنگ کے متعلق صحیح حالات بتلا کر فضول خوف و ہراس کو دور کر رہے ہیں۔ اور دیہہ باش لوگوں کی طبیعت کو کھیل کود و تفریح کی طرف مائل کر رہے ہیں ڈیپوٹیشن کے ہمراہ ایک اعلےٰ سند یافتہ ڈاکٹر بھی ہے۔ جو بیماروں کا مفت علاج کرتے ہیں۔ ڈیپوٹیشن کے لیڈر ڈی۔ این۔ رینہ صاحب ایم۔ اے گولڈ میڈلسٹ ہیں اب تک ڈیپوٹیشن نے پامپور۔ سامبورہ۔ بارسو اونتی پورہ۔ گیرو اور ترال کے سنٹروں میں نمایاں کام کیا ہے

اور مختلف مقامات پر شاندار جلسے کر کے پرجوش تقریریں اور سمنی لیکچروں سے لوگوں کو مستفید کیا ہے۔ مکانات و صحن یا مویشی خانوں وغیرہ کی صفائی کرائی گئی ہے۔ کھاد کے گڑھے کھدوائے گئے ہیں۔ دانشمندان ہو گئے۔ اور ریڈیو و گراموفون وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کو محظوظ کیا گیا۔ لیکچروں کے ساتھ میجک لینٹرن شوز بھی متعدد مقامات پر دکھلائے گئے۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہو رہا ہے۔ اور اُن میں خاصی دلچسپی اور جوش و خروش پایا جاتا ہے

نامہ نگار

گورنمنٹ آف انڈیا

ڈیپارٹمنٹ آف سپلائی (امونیشن پروڈکشن)

۶ ۔ ایسپلینیڈ۔ ایسٹ کلکتہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۴۲ء

بخدمت

چیف سکرٹری صاحبان آل پراونشل گورنمنٹس آل چیف کمشنر صاحبان۔

صاحب من!

مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ جنگ کے جاری رہنے سے یہ پایا گیا ہے کہ ایلومینیم کی دھات کی کمی دنیا بھر میں ہو رہی ہے جس کے باعث ضروری ہے کہ اس دھات کے موجودہ ذخیرہ کی حفاظت کی جاوے

(۱) ایک گوشوارہ شامل ہذا کرتا ہوں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایلومینیم یا اس کی آمیزشوں کے استعمال کو ترک کرنے یا ان کے بدل دوسری دھاتوں کے اغراض زیر تجویز ہیں

یہ درخواست کی جاتی ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے ایلومینیم کے استعمال کو قلیل ترین مقدار میں محدود کیا جائے اور ایلومینیم کی بجائے اس کا بدل استعمال کیا جاوے۔

(۲) یہ بھی میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ قبل اس کے کہ محکمہ ہذا سے ایلومینیم کے ذخیروں کے انتظام کیلئے مطالبہ کیا جائے۔ اس کے بدل کے استعمال کے امکان پر اچھی طرح سے غور کر لیا جاوے۔

میں ہوں۔ ایس۔ آر۔ رمضان

ڈپٹی سکرٹری ٹو دی گورنمنٹ آف انڈیا۔

تبصرہ

مکتبہ جامعہ ملیہ کی کتابوں کے دو سیٹ برائے تبصرہ ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ان میں ایک سیٹ سولہ کتابوں کا ہے اور دوسرے میں چھ کتابیں ہیں۔

سب کی سب کتابیں بالغ مبتدیوں کیلئے ہی مفید نہیں۔ بلکہ بچے اور دہقان بھی اس سے اچھی طرح بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ ان میں مضامین دلچسپ۔ عبارت سادہ اور ضروری معلومات درج کئے گئے ہیں۔ ان کے مصنف نہائت قابل اور سب کے سب گریجویٹ ہیں۔

قیمت ایسی مناسب ہے کہ ہر شخص خرید سکتا ہے۔

ہماری نظر میں مبتدیوں کے لئے یہ سب سے بہتر کتابیں ہیں ان کتب کے ہمراہ نقشوں کا ایک سیٹ یورپ۔ ایشیا اور ہماری دنیا مبتدیوں کے لئے تو نہایت ہی کارآمد چیز ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی یا ایجنسیوں کو لکھیں۔

(ایڈیٹر)

زعفران زار کی سیر

خزان کا موسم ہے ماہ نومبر ۱۹[illegible]ء کے ابتدائی ہفتہ میں راقم بجمعیت چند رفقا شگوفہ زعفران کے دیکھنے کے لئے کریوہ پامپور پر چکر لگا رہا ہے۔ گو موسم تو خزان کا ہے مگر یہاں پر بہار کا عنفوان شباب نظر آرہا ہے۔ گویا ماہ اردی بہشت یا اپریل کی پہلی تاریخ ہے۔

سورج کی کرنیں پھولوں کی خوشنما کلیوں پر نازو انداز اور متانت سے پڑ رہی ہیں جس سے زمین کی خاکیت بدل کر طلا احمر کے ہیئت میں اہل نظر کو محویت بن لا رہی ہے۔ اس وقت کا یہ دلربا نظارہ میرے نزدیک ہزارہا بہار کے سے بڑھ کر خوش نظر ہے۔ مری ذاتی حالت اس نظارہ گی میں متعدد جذبات کے تحت میں ناگفتہ ہے۔ سورج کی آخری وقت کے حسرت بھری نگاہ باری کے تاثرات کا نتیجہ ہے۔ آفتاب غروب ہونے کو ہے پرندے چہچہا رہے ہیں زعفران کے پھول تمام کریوہ پر کھلے ہوئے ہیں شجر و حجر پر محویت کا عالم طاری ہے۔

اس وقت میں اس کشت زعفران کو وادی ایمن کے ساتھ اگر تشبیہ دوں تو ناموزوں نہ ہوگا۔ زعفران کے پھول کی رنگت سوسنی ہے یا بنفشہ کے پھول سے ملتی جلتی ہے۔ اس خوشنما پھول کی نازک پنکھڑیوں کے درمیان ایک شنگرفی رنگ کا پودا ہے جس کو بیاض حسن کا تسمیہ اللہ کہا جا سکتا ہے جسے شاہد کاتب قدرت نے دفتر خوبی و لطافت کے عنوان کی سرخی کا خط کھینچ کر اہل عالم کے سامنے پیش کر دیا ہے

کشمیر کا زعفران دور دور ممالک میں گرانقدر ارمغان

کی حیثیت میں جاتا ہے۔ میں اس پر لطف نظارہ سے کافی طور پر محظوظ تو ضرور ہوں۔ اور بے مونس ہونے کی صورت میں ذرا اداس ہوں۔ اور یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ چاندنی رات میں یہاں اور کچھ ہی بہار نظر آتی ہوگی۔

میں نے چند ناظرین سے سنا ہے۔ کہ چاندنی رات میں یہاں کسانوں کی عورتیں جوق در جوق جمع ہو کر زعفران کو اکٹھا کرتی ہیں۔ اور اپنی سریلی آوازوں میں دلکش نغمات سناتی جاتی ہیں۔ گویا پُر کیف سماں ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمارے سامنے ایسا کوئی ہنگامہ برپا نہیں ہے۔ شاید چند دن کے بعد فصل کی گرداوری پر ایسا ہوگا۔

موجودہ وقت میں شگوفہ دیکھنے کی بہار کچھ کم سرور انگیز نہیں ہے۔ اسی محویت کے عالم میں مجھے اور ایک خیال دل میں پیدا ہوا۔ کہ ان رقبہ جات کے متعلق سرکاری کاغذات میں کیا اندراج ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ زعفران کی کھیتیوں کا اندراج خالصہ سرکار میں ہے۔ اور تیسرا حصہ زمینداروں کے نام بھی ہے۔ لگان نقدی کچھ بھی نہیں ہے۔ پیداوار کا نصف حصہ سرکار لیتی ہے۔ اور نصف زمیندار۔ گویا بٹائی بحصہ نصفی کا عمل ہے۔ سرکار سال بسال اس محال زعفران کو بذریعہ بولی ٹھیکیداران کے نام فروخت کرتی ہے۔

ان حالات پر تنقیدی نظر سے تھوڑی خیال آرائی کی جاتی ہے۔ عمل غلہ بٹائی کا ہونا نہایت موزون ہے اسی میں کوئی زیادتی نہیں ہے۔ رائی رعایا کو مساوی صورت میں فائدہ ملتا ہے۔

محکمہ زراعت کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری ہے۔ کہ اس تمام کریوہ زمین بھی جدید اصولات سائنس پر کوئی سکیم تیار کی جانی ضروری ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک کھیت میں اس سال زعفران پیدا ہوا ہے تو دوسرے سال اس میں اور کوئی فصل تیار ہوتا ہے۔ نہ زعفران نہیں محکمہ زراعت زمین کی قدرتی طاقت کے دریافت کرنے کی کوشش کرے۔ کہ کتنے سال بلا کسی کھاد کے زمین پیداوار دے سکتی ہے۔ یا کس قسم کی کھاد دے کس قدر عرصہ میں اس کے قوا۔ بحال ہو سکتے ہیں۔ تو اسی اندازہ پہ اس کی تربیت ہو سکتی ہے۔

اس صورت میں کافی تعداد کا فائدہ سرکار و کاشتکار کو حاصل ہو سکتا ہے۔ آخیر پر میں اس نکتہ خیال پر جا پہنچا ہوں۔ ان حالات کے زیر نظر یہ شنجر فی مد نیا من لطافت کے خط عنوان میں نفس مضمون میں نامزد کیا ہوا ہے۔ یہ کسان کی آرزوں کا خون ہے۔ جسنے منجمد ہو کر زعفران کے پودے میں روپ لیا ہوا ہے۔ دراصل شاعرانہ نگاہ سے خون آرزو کے سوا اس کو کچھ بھی کہا نہیں جا سکتا۔

راجہ شیر علی خان
سرپنچ پنچایت راجپورہ ۔ ہندواڑہ

تعلیم بالغان

کا معائینہ کرنے والے افسران مجاز کیخدمت میں ضروری التماس

معائینہ کی اہمیت:- اول تعلیم بالغان کے مرکز پر جاکر جب آپ عوام سے ملیں گے، اور کسی مفید موضوع پر اُن سے بات چیت کریں گے۔ تو اُنکی نظروں میں مرکز کی اہمیت بڑھ جائیگی۔

دوئم۔ آپ گاؤں کے سربرآوردہ لوگوں کو اُن کے فرائض سمجھا کر تاکید کریں گے کہ تحریک کی معاونت گرمجوشی کے ساتھ کریں۔

سوم۔ آپ کارکنوں کی مشکلات کی طرف توجہ دینگے تو اُن کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

چہارم:- آپ کی نگرانی کی بدولت کارکناں زیادہ ہشیاری۔ پابندی اور محنت کے ساتھ کام کریں گے۔

پنجم:- آپ کی رپورٹوں سے محکمہ تعلیم بالغان ان حقائق سے آگاہ ہوگا جنکی بدولت سرگرم اور سست رفتار کارکنوں تحریک کے معاونوں اور مخالفوں۔ کامیاب اور ناکام مرکزوں میں تمیز کرنا ممکن ہوگا۔

الغرض:- تعلیم بالغاں کی اشاعت کے لئے اور اس تحریک کو سچے معنوں میں ملک کی بہتری کا ذریعہ بنانے کے لئے مخلصانہ اور ہمدردانہ معائنوں کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ کھیتی کے لئے کسان کی دیکھ بھال لازمی اور لابدی ہوتی ہے۔

پس التجا ہے کہ:- ۱۔ جب تک آپ اپنے ہیڈ کوارٹر پر ہوں تو مقامی مراکز تعلیم بالغان و کتب خانہ جات کا وقتاً فوقتاً معائینہ کرتے رہیں۔

۲۔ جب آپ دورے پر جانے والے ہوں تو فہرست مراکز تعلیم بالغان و کتب خانہ جات کا ملاحظہ کر کے پروگرام مرتب کریں۔ علاوہ ازیں جہاں جہاں آپ قیام کریں گے۔ وہاں کے ذمہ دار اشخاص سے بھی ایسے مرکزوں کا پتہ دریافت کریں۔

۳۔ معائینہ کرنے کے بعد معائینہ کا چھاپی فارم پُر کریں اسکی ایک نقل افسر تعلیم بالغان کے پاس بھیجدیں اور دوسری نقل مرکز کے استاد کو شامل ریکارڈ کرنے کیلئے عطا کریں۔

۴۔ بالغوں کا امتحان خواندگی کرتے وقت آپ ان

سڑک پر ماہی چک سے ۱/۲ ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ملاحظہ کیا۔ یہ پنچایت ۸ چیت ۲۰۰۵ کو وجود میں آئی اور اس میں دس دیہات شامل ہیں۔

پنچایت ہذا میں ۸۸ دیوانی اور ۷۳ فوجداری مقدمات دائر ہو چکے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۲۱ کا فیصلہ ہو چکا ہے ۷۳ بذریعہ فیصلہ اور ۴۸ بذریعہ مصالحت نامہ۔ کام تسلی بخش ہے رجسٹر اور مثلات مناسب طریقہ سے رکھی گئی ہوئی ہیں۔

پنچایت نے دیہات سدھار کا بھی اچھا کام کیا ہوا ہے۔ ماہی چک سے بڈھی تک کی ساری سڑک پنچایت نے تعمیر کی ہے۔ پنچایت کے پاس ایک ریڈیو بھی ہے۔ انہوں نے چھ تالابوں۔ چھ غسل خانوں اور ایک بند کو ہل کی مرمت کروائی ہے۔ پنچایت کے کئے ہوئے تمام کام پر ۶۸۸۰ روپیہ خرچ ہوا جس میں سے ۷۰۰ روپیہ منیداروں نے بذریعہ چندہ دیا اور باقی روپیہ محکمہ کی طرف سے دیا گیا۔

محکمہ دیہات سدھار نے ملیریا کے گذشتہ موسم میں اس گاؤں میں کونین تقسیم کرنے کا انتظام کیا تھا اور اس گاؤں کے اور ملحقہ دیہات کے رہنے والے ۱۵۰۰ اشخاص میں کونین تقسیم کی گئی۔

پنچایت نے ایک پرائمری سکول کے واسطے بھی ایک عمارت بنوائی ہے۔ سکول ترقی کی حالت میں ہے چونکہ تحصیل میں کٹھوعہ کے علاوہ کوئی بھی مڈل سکول نہیں اسلئے وہ اسی سکول کو مڈل کے درجہ پر لانا چاہتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ وہ اس قابل نہیں کہ محکمہ تعلیم کی ضروریات کے مطابق عمارت تعمیر کر سکیں۔ اور استدعا کرتے ہیں کہ محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے انہیں امداد دی جاوے رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب اس پر غور کریں گے۔ اور ضروری سفارش پیش کریں گے۔ گاؤں کی آبادی کے نزدیک ایک نالہ پر ہائی ڈرام پمپ لگانے کی تجویز زیر غور ہے۔ جس سے پانی چڑھایا جا سکتا ہے۔ اور پانی کی تکلیف کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ پنچایت یہ بھی چاہتی ہے کہ جو سڑک کٹھوعہ سے شونا تک جاتی ہے۔ اس وقت ایک پگڈنڈی ہے۔ اسکو محکمہ مال ٹانگہ چلنے کے قابل سڑک بنا دیوے۔ وزیر وزارت صاحب سے اس کے امکان کے متعلق رپورٹ طلب کی جاویگی۔

گاؤں کو بہت صاف پایا۔ پنچایت کے ممبران اپنے کام میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کی کارکردگی قابل تحسین ہے

پنچایت مڑھین تحصیل جسمیر گڑھ۔

کا ملاحظہ کیا گیا۔ جو کٹھوعہ سے ۱۲-۱۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲۵ پھاگن ۲۰۰۵ کو یہ پنچایت مشتمل بر پانچ مواضعات قائم ہوئی۔ پنچایت خواہشمند ہے کہ اس کے ساتھ مزید مواضعات شامل کئے جائیں۔ اس بارہ میں رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب معائنہ کرکے ضروری کاروائی کریں گے۔ پنچایت میں سات ممبر کام کرتے ہیں۔ چار ہندو ہیں۔ ایک سکھ۔ ایک مسلمان ایک ہریجن۔ ٹھاکر لچھمن سنگھ ذیلدار سرپنچ ہے۔

۲۲ دیوانی اور ۱۲ فوجداری مقدمات دائر ہو چکے ہیں جن میں سے ۲۰ دیوانی اور ۱۰ فوجداری تصفیہ پا چکے ہیں۔ ۳۰ فیصلہ شدہ مقدمات میں سے ۲۶ باہمی مصالحت سے طے ہوئے ہیں۔ یہ بہت عمدہ اور تسلی بخش کام ہے۔

اس پنچایت کا رجسٹر کارروائی ملاحظہ کیا گیا۔ وزیر وزارت صاحب نے اس پنچایت کے کاغذات بسا اوقات طلب کئے اور عام طور پر انہیں مدت دراز تک واپس نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمات لٹکتے رہے۔ جہاں تک ہم معلوم کر سکے ہیں۔ کوئی ایسا قاعدہ یا قانون نہیں پایا گیا جس کی رو سے ایک وزیر پنچایت کا ریکارڈ طلب کرنے کا مجاز ہو۔ اور اتنی دیر تک انہیں لٹکائے رکھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض متعلقہ فریق وزارت کے منشیوں کی امداد سے ایسا کرا لیتے ہیں۔

وزیر وزارت صاحب ذاتی طور پر اس معاملہ میں غور کریں گے۔

پنچایت نے دیہات کی اصلاح کا کام بھی کسیقدر کیا ہے۔ انہوں نے زراعتی اراضی کی حفاظت کیلئے ایک بند تعمیر کیا ہے۔ اور دو کنوؤں پر دو دستی نل بھی کھڑے کئے ہیں۔ انہوں نے دیواریں اور کوچے مرمت کئے ہیں۔ تعمیر شدہ کام کی کل رقم ۵/۴۹۵ بنتی تھی جس میں سے ۱۰۰/- روپیہ زمینداران نے بطور چندہ جمع کیا اور بقیہ محکمہ نے منظور کیا۔ انہوں نے اپنے چنوں پر ایک سرائے مبلغ ۵۰۰/- روپیہ خرچ کر کے تعمیر کی

پنچایت بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اور ہم دیہات سدھار کے سلسلے میں اس کو مبارکباد دیتے ہیں۔

پنچایت گھگوال تحصیل جسمیر گڑھ

کا ملاحظہ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو کیا گیا۔ جو ۱۲ جیٹھ ۱۹۹۶ء کو قائم کی گئی۔ اس پنچایت میں ۸ گاؤں شامل ہیں۔ اور اس میں ۷ ممبر ہیں۔ مہنت ہری داس سرپنچ ہے۔

اس پنچایت میں جس قدر مقدمات دائر ہوئے ان کی تعداد ۲۵۴ سے کم نہیں۔ ۲۱۱ دیوانی اور ۴۳ فوجداری جن میں سے ۲۴۰ مقدمات کا تصفیہ کیا گیا ہے۔ ۱۸۲ مقدمات باہمی مصالحت سے فیصلہ پا گئے۔ فیصلہ شدہ فوجداری مقدمات میں سے صرف تین کے خلاف نگرانیاں دائر ہوئیں جو ابھی تک فیصلہ طلب پڑی ہیں۔

ہم نے رجسٹرات کا ملاحظہ کیا۔ جو بہت اچھی طرح رکھے گئے ہیں۔ اور جن میں باقاعدہ اندراج کیا گیا ہے۔ ہم نے اس پنچایت کے دو ایک اہم فیصلوں کا ملاحظہ بھی کیا ان کو اچھا اور بہتر لکھا ہوا پایا۔ ہماری رائے میں اس پنچایت کا کام بہت اچھا ہے۔

اس پنچایت نے گرام سدھار کا کام بھی اچھا کیا ہے۔ انہوں نے ایک میل لمبی سڑک پلیوں سمیت تیار کی ہے۔ ۲ غسل خانے اور ایک بند بنایا ہے۔ ایک اور سڑک گھگوال سے کوٹا تک اور ایک کنواں امانی مزدوری کے ذریعہ تعمیر ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ نے ۲۶۱۵ روپیہ منظور

کیا گیا ہے۔ اور اہالیان دیہات نے ان کاموں کے لئے ۴۸۵ روپیہ بطور چندہ دیا ہے۔ دیہاتیوں نے سکول کی عمارت کے واسطے کل ۶۹۰ روپیہ بصورت نقدی اور لکڑی دیا ہے۔ اور انہوں نے ۳۵۰ روپیہ کی لاگت پر ڈاکخانہ کے لئے بھی ایک عمارت تعمیر کی ہے۔ پنچایت کا یہ کام بھی بہت قابل تعریف ہے۔

سرپنچ نے ہم سے اُن مشکلات کی شکایت کی ہے جو چوکیدار کے ذریعہ سمن وغیرہ کی تعمیل کرانے میں پیش آتی ہیں۔ انہوں نے تجویز کی کہ پنچایت کو مختار دیا جاوے کہ وہ سمنوں کی تعمیلات کے لئے [illegible] کو کچھ الاؤنس دے سکے۔ رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب اس معاملہ پر غور کر کے ضروری سفارشات پیش کریں گے۔

پنچایت راجپورہ تحصیل جسمیر گڑھ

کا ملاحظہ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو کٹھوعہ جاتے ہوئے کیا گیا۔ اس پنچایت نے ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء سے کام کرنا شروع کیا۔ اس میں سات پنچ ہیں۔ اور یہ آٹھ مواضعات کی حدود رکھتی ہے۔ ۱۷ دیوانی اور ۱۹ فوجداری مقدمات دائر ہو چکے ہیں جن میں سے ۱۰ دیوانی اور ۱۵ فوجداری فیصلہ دیئے جا چکے ہیں۔ کام تسلی بخش ہے۔

۴ کنوؤں میں تعمیری کام کیا گیا ہے۔ ایک [illegible] تین غسل خانے اور ایک سڑک مبلغ چھ صد روپے کے خرچ پر بنائے گئے جس میں سے ۲۴۰ روپیہ زمینداروں نے بطور چندہ دیئے اور بقیہ محکمہ نے منظور کئے۔ پنچایت کو عام

کہ وہ دیہات سدھار کے کام میں زیادہ کوشش کریں۔ اور گاؤں کی صفائی کی طرف زیادہ توجہ دیں۔

پنچایت پھلوٹہ تحصیل کٹھوعہ

کے کام کا ملاحظہ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو کیا گیا۔ اس پنچایت کا حلقہ ۳۳ مواضعات سے [illegible] ہے۔ اس میں سات ممبر شامل ہیں جن میں [illegible] ذیلدار ہیں۔ پنچایت کا سرپنچ ہے۔ یہ ۱۲ بھادوں ۱۹۹۷ء کو قائم کی گئی۔

اس وقت سے ۱۰ دیوانی اور ۸ فوجداری مقدمات دائر ہوئے۔ تمام دیوانی اور ۷ فوجداری مقدمات کا فیصلہ دیا جا چکا ہے۔ ۱۵ مقدمات بذریعہ مصالحت طے کئے گئے۔ یہ اچھا اور حوصلہ افزا کام ہے۔ پنچایت نے گزشتہ [illegible] کا کام بھی کیا ہے۔ ایک سڑک اور ایک کنوئیں کی مرمت کی گئی ہے۔ زمینداروں نے [illegible] کام میں [illegible] مزدوری کا کام کیا۔

جموں [illegible] دسمبر ۱۹۴۰ء

پنچایت لہڑی تحصیل میرپور

۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو ہم نے پنچایت لہڑی تحصیل میرپور کا ملاحظہ کیا۔ پنچایت ہذا یکم کاتک سمت ۱۹۹۷ کو قائم ہوئی اور اس وقت سے ۴۴ دیوانی اور ۳۱ فوجداری کل ۷۵ مقدمات دائر ہوئے ہیں۔ فیصلہ شدہ مقدمات میں سے ۴۲ دیوانی اور ۱۰ فوجداری مصالحت کے ذریعہ فیصلہ ہو چکے ہیں۔ پنچایت کا کام اچھا اور قابل تحسین ہے۔ ہم نے رجسٹروں اور

امشلات کا بھی ملاحظہ کیا ہے۔ اور وہ درست حالت میں ہیں۔

پنچائیت کے پانچ ممبران ہیں اور گلناز خان سرپنچ ہے۔ پنچائیت نے شکایت کی ہے۔ کہ پنچائیت کے حلقہ میں کئی کنوئیں رہٹ کے بغیر استعمال نہیں ہو سکتے۔ ان سے کہا گیا۔ کہ وہ تجویزیں پیش کریں اور چندہ بھی دیں تو محکمہ ضروری خرچ پر غور کریگا۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنچائیت نے دیہات سدھار کا کام کافی نہیں کیا۔ ممبران کو توجہ اس طرف دلائی گئی۔ جو حلقہ پنچائیت کے سوانسات کے واسطے زیادہ ضروری ہو۔

پنچائیت جاتلاں تحصیل میرپور

میرپور جاتے ہوئے۔ ہم جاتلاں گئے جہاں ایک اچھی پنچائیت ہے۔ جو ۲۷ کاتک ۱۹۹۶ کو قائم ہوئی تھی۔ ہم نے پنچائیت کے کام کا ملاحظہ کیا۔ اب تک ۲۹ مقدمات دائر ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۲۶ مقدمات یعنی ۲۳ دیوانی ۳ فوجداری فیصلہ پا چکے ہیں۔ ۲ فوجداری اور ایک دیوانی زیر تجویز ہیں۔

دیوانی اور فوجداری مقدمات میں سے ۱۷ اور ۲ بالترتیب بذریعہ مصالحت فیصلہ ہوئے ہیں۔ گو دائر شدہ مقدمات کی تعداد کم ہے۔ مگر فیصلہ جات بہت تسلی بخش ہیں۔

پنچائیت ہذا میں ۸ دیہات شامل ہیں۔ ہم نے رجسٹر کارروائی۔ رجسٹر مقدمات اور رجسٹر آمدن ملاحظہ کئے ہیں۔ اور تنخواہ [illegible]

ٹھیک حالت میں رکھی گئی ہیں۔

سال رواں میں پنچائیت نے ۲۴ اجلاس کئے۔ لیکن ہمارے خیال میں دیہات سدھار کا کام کافی نہیں ہوا۔ اگرچہ اس کے زیادہ ہونے کی گنجائش ہے۔ آبادی جاتلاں سے پل چیلا تک کے راستہ کی اور پل ورا میں کنوؤں کی مرمت کی ضرورت ہے۔ اور کوچوں کی پختہ فرش بھی ترقی کا سبب ہوگا پنچائیت کو اس بات کا زور دیا گیا ہے۔ کہ وہ ان کاموں کو شروع کریں۔ اور اگر وہ بھی چندہ دیں تو محکمہ ضروری امداد دے سکیگا۔

پنچائیت جاتلاں نے ایک احسن خدمت کا آغاز کیا ہے۔ یعنی لڑکیوں کو کشیدہ سکھلانے کیلئے ایک سکول جاری کیا ہے۔ جس میں ۲۱ لڑکیاں ۱۶ مسلم اور ۵ سکھ ہیں۔ ایک سکھ استانی بلا معاوضہ کام کر رہی ہے۔ چونکہ وہ اتنی خوشحال نہیں کہ بلا معاوضہ کام کرتی رہے۔ اس کو کچھ الاؤنس دینے کے سوال پر غور کرنا چاہئے۔ اس استانی نے ایک درخواست دی ہے جس میں بیان کیا ہے۔ کہ محکمہ دیہات سدھار کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی ہدایت کے مطابق وہ کام کرتی رہی ہے لیکن اسکو کوئی تنخواہ نہیں دی گئی۔

اس کی بابت رورل ڈویلپمنٹ افسر صاحب بمشورہ ممبران پنچائیت فیصلہ کریں۔ ہم نے استانی کی زیر نگرانی لڑکیوں کا کچھ کام ملاحظہ کیا ہے۔ یہ کروشیا کا کام تکیہ کے غلافوں اور میز پوشوں کا کشیدہ۔ سویٹر اور موزے بننے کا تھا۔

اس [illegible] کا خیال رکھتے ہوئے۔ کہ سکول نیا

اور لڑکیاں نوآموز ہیں۔ کام خصوصیت سے اچھا تھا۔ سکملائی کے لئے ضروری اشیا کی خرید کے لئے محکمہ کی طرف سے مبلغ -/۱۲/۶۲ منظور کئے گئے جن میں سے ۹-۳-۶۰ خرچ ہو چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس سکول کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔

پھول چند موگیا
(رائے بہادر)
ریونیو منسٹر، جموں و کشمیر

کسان

پہلا منظر

"سودا"

ایک چھوٹا سا گاؤں، پیپل کے درختوں کی چھاؤں میں فتح چند مہاجن کا مکان، اینٹوں اور چونے سے بنا ہوا جس پر استرکاری نہیں ہوئی ہے۔ گاؤں والیاں سامنے پنگھٹ پر پانی بھر رہی ہیں۔ مکان کے سامنے والے کمرے میں گدے پر مہاجن بیٹھا ہوا ہے۔ قریب ہی اس کا منشی شیش راؤ کھاتہ لکھ رہا ہے۔ فتح چند سکھا رام کسان سے

فتح چند۔
ہوگئی ختم اب بٹّی[1] تیرک
دیکھنا وقت پر ادا ہو اناج

سکھا رام (ہاتھ جوڑ کے)
مجھ کو سب کچھ دیا ہے آپ ہی نے
سر پہ قایم رہے حضور کا راج
اسکی کرپا سے سب ادا ہو گا
ہاتھ ہے ایشور کے میری لاج

فتح چند۔
ایشور تو ہے لیکن اے مورکھ
ہم بھروسے پہ رہ نہیں سکتے
ہم کو دیدیجیو وقت پر پیسہ
ہم مصیبت کو سہ نہیں سکتے

(منشی شیش راؤ، وشواش پترا[2] میسری آگے بڑھاتے ہوئے)

---

[1] بٹّی، بٹرکہ، رہن رکھوانے کا دستاویز [2] وشواش پترا میسری

شیش راؤ۔

اک اور نشان اپنے انگوٹھے کا لگا دے یہ نقش جو پتر ک پہ ہے کچھ ٹھیک نہیں ہے

سکھارام۔

کیوں اور انگوٹھا مرا لیتے ہو جی سرکار کیوں لوٹتے ہو ایک ہی نشان کو بیکار؟

شیش راؤ۔

گھبرا نہیں یہ ایک ہی کاگذ تو ہے تیرا[1] ہم تجھ کو کسی حال میں کھونا نہیں دینگے

(سکھارام شک کرتے ہوئے ایک اور نشان لگا دیتا ہے

پھر سلام کرکے بیجوں کی پوٹلی جو ایک پلہ ہے بیل پر لادتا اور واپس

ہوتا ہے۔ راستہ میں اس کا ایک دوست کسان راما ملتا ہے۔ وہ

پوچھتا ہے)

راما۔ بھاؤ[2] کہنا، تو فتح چند سے کتنی ٹھیری؟

سکھارام۔ دو پلے ادائی۔

راما۔ میں کہوں اتنی ادائی تری مہنگی ٹھیری

سکھارام۔ سچ کہتے ہو

راما۔ اب کے بارش کا بھی اندازہ کیا ہے تو نے!

سکھارام۔ ہے یہ بھگوان کے ہاتھ۔

راما۔ اور تحصیل کا باقی بھی دیا ہے تو نے؟

سکھارام۔ یہ تو جیون کے ہے ساتھ۔

راما۔

آج اک بیل کی جوڑی مرے گھر آئی ہے بات دو سو پہ بہت سوچ کے ٹھہرائی ہے

دونوں بیٹھے ہوئے ہر طرح نظر آتے ہیں کھلی دو وقت کی وہ چین سے کھا جاتے ہیں

آٹھ گھنٹے بہت آرام سے جوتیں گے زمیں دونوں کے سینگ ہیں ٹھگوڑی ہیں کوئی عیب نہیں

اب کے بختی مرے کھیتوں میں ہوئی ہے پیدا جانے کیا بات ہے بچھڑا بھی بہت سخت چلا

کھلا چھوڑ لیے مرے کھیت سے بھر لائیگی میں سمجھتا ہوں یہ جوڑی مرے کام آئیگی

سکھارام۔ قیمت بھی ٹھیک [illegible] اچھے، مگر بتا

دو سو [illegible] کا [illegible] بندوبست ہے

راما۔ دو نمبر [illegible] کیا ہے

کل ہی [illegible] ہنس جی سے سودا کیا ہے

سکھارام۔ بہت ظالم ہے وہ بے رحم سا ہو

ارے نادان کبھی ایسا نہ کرنا

اسی سے لے غنیمت ہے فتح چند

مگر اس بات کا چرچا نہ کرنا

پیچھے سے ایک تعلیم یافتہ لڑکا جس نے دیہات سدھار کا

کام اپنے ذمہ لیا ہے اور گاؤں والے [illegible] "جانگلا بابو" کہہ کر پکارتے

ہیں۔ جواب دیتا ہے۔

لڑکا۔

---

[1] کاغذ۔ دستاویز۔ [2] بھاؤ۔ بھائی۔ مہاجن کسان کو کھیت رہن رکھ کر [illegible] کی ادائی میں وہی اناج، بیج وغیرہ لکھا لیتا ہے۔ [3] پیچھے ہوئے۔ [illegible] سدھائے ہوئے۔ [4] [illegible] کے کھیت میں بارش ہونے کے بعد مونگرے چلا کر ڈھیلے پھوڑے جاتے ہیں پھر بکھر یا بیج بکھیرے جاتے ہیں [illegible] اناج فصل

سے جائیگا۔ اچھا۔

کرتا ہے اس یقین سے وہ ظالموں پہ زد
بدھوا تیرا فریب بھی کتنا عجیب ہے!
پھوڑے زندگی کے چھپاتا ہے موت کو
بیشک یہ شہر جہاں میں بڑا خوش نصیب ہے!
افلاس میں تمیز کی شکتی بھی مٹ گئی
کیوں اس کو یہ شعور نہیں یہ غریب ہے!

سکھارام۔ اسے دیکھو! ہمارے سامنے بھی
پڑھے لکھوں کی باتیں کر رہا ہے

لڑکا۔ سچ کہتا ہوں اور سچ یہ ہے طوفان سکھارام
جو زور میں آ جائے تو ہر چیز بہا دے
یاں دل کے سمندر سے اٹھتا ہو وہ سیلاب
جو عقل کی تعمیر کو اک پل میں گرا دے
اک بلبلا پانی کا نظر آتا ہے یاں جسم
اور سچ کی روانی اسے پل میں اڑا دے
میں کہتا ہوں سچ سے نہیں دنیا میں کوئی بھی
طوفان کو تو اور بھڑکنے کی دعا دے

(یہ لوگ سکھارام کی کٹیا کے قریب پہونچتے ہیں۔ جو گاؤں کے کنارے ایک نالہ پر واقع ہے۔ چاروں طرف مٹی کے مکان اور جھونپڑیاں زمین اونچی نیچی۔ ایک طرف کھیتوں کا سلسلہ سکھارام کی بیوی بھاگی اپنے روتے ہوئے بچے کو جس کی عمر چھ ماہ کی ہے۔ لئے آتی ہے۔ سکھارام اسے گود میں لیکر بہلاتا ہے۔ بھاگی بیلوں کے ساتھ چلی جاتی ہے)

سکھارام۔ ہے یہ بھی مرے گھر کا طوفان کہ اما
اسے گود میں اپنی بہلا رہا ہوں

راما۔ شکر کر بھگوان کا اپنے ادا
پہلا رکھوالی ہے تیرے کھیت کا

سکھارام۔ رام ہی پہچانتے ہیں ان کٹھن اوقات کو
میرا رکھوالا ہے یا اس کا رکھوالا ہوں میں

راما۔ کیا فکر ہے ماں دودھ پلاتی تو ہے اسکو

سکھارام۔ اسکی ماں چھاتی سے اسکو دودھ دیتی ہے تو میں
خون اپنا سینچتا ہوں بال بچوں کیلئے
(کٹیا کے اندر چلا جاتا ہے)

دوسرا منظر

"پریم"

(گاؤں میں آدھی رات ہلکی ہلکی چاندنی۔ چراغ ٹمٹماتے ہوئے۔ لوگوں کے کھانسنے بچوں کے رونے اور ماؤں کی لوریوں کی آوازیں۔ جنگل میں گیدڑوں کا شور کھیتوں میں کتوں کا بھونکنا۔ سکھارام کی کٹیا میں) ایک جوان لڑکا صاف ستھرے لباس میں ایک ٹوٹی پھوٹی چوکی پر بیٹھا ہوا ہے۔ سکھارام کی بیوی بھاگی اس کے قریب بیٹھی اس کے پاؤں دھو رہی ہے۔ بھاگی کی عمر بیس بائیس سال کی ہوگی۔ چہرے پر ملاحت سانولا رنگ میلی کچیلی ساڑی۔ لڑکا بھی اسی عمر کا ہے چندر نام۔ چندر گنگناتا ہے)

چندر۔ سانولی رانی تیرے مکھ پر چندرماں بلہار
میلے بادل اجلا چاند جس کے آگے تارے ماند
آنچل سر کا ہوا اجالا جھکی ہوگئی کی اک لا

بالیاں پہنے سندر کامنی　　دل میں بیٹھا اک جوان

سونی منزل بھری جوانی　　پھوٹی قسمت [illegible]

ہمراہی۔　ہم غریبوں پہ کوئی ستم ڈھانے آیا

یا بھرے گاؤں میں اک آگ لگانے آیا

یاں خوشی ہے نہ جوانی نہ زیور نہ سنگھار

کون اجڑے ہوئے کرموں[1] کو بنانے آیا

ہاتھ ہر وقت جو مٹی میں بھرے رہتے ہیں

ایک طوفان انہیں سینے سے لگانے آیا

ان لبوں پہ جو ہیں سوکھے ہوئے پتوں کی طرح

مسکراہٹ کا نیا رنگ جمانے آیا

ایسے کانوں کو جو رونا ہی سنا کرتے ہیں

آس و امید کا اک گیت سنانے آیا

چکیاں پیس کے ہو جاتے ہیں شانے بیکار

ایسی دکھیاری کو محنت سے بچانے آیا

چندر۔　بھاگی مری خواہش ہو کہ میں وقت بے وقت آؤں

اس طرح میرے سامنے آنچل لہرا کر

بھاگی۔　یہ آہیں نہیں شوق سے [illegible] ترسنے

یہ جیون ہنسی ہے یہ دل [illegible] گانے

ان آنسوؤں کے اندر [illegible]

کوئی آرہا ہے محبت جتانے

چلی آرہی ہے [illegible]

ہے اک [illegible]

اڑے جیسے جنگل میں کھلتے کا بھوس

لگیں دل [illegible] خاموش [illegible]

چلے جیسے [illegible] سے تیز پانی

گئی آنکھ [illegible] وقت آنسو بہانے

خدایا بیچ وسط کھیتوں کا

نہ آئیں [illegible] میں شاخ سے

([illegible] بھاگی سے تخریب کرسلا

[illegible])

چندر۔　جان سخت کشاکش میں گنواتی ہو شب و روز

بھاگی تجھے ہر [illegible] نہیں ہے

بھاگی۔　[illegible] آنچل کا سہارا

کیا کرو مجھ پر [illegible] گوارا

چندر۔　کیوں [illegible] رنج [illegible] قدر

[illegible]

بھاگی۔　[illegible]

[illegible] نہیں

([illegible] بھاگی

[illegible]

[illegible] (دیتی) ہے

چندر [illegible])

[illegible]
[illegible]

[1] کرموں۔ قسمت [illegible]
[illegible] کا پانی [illegible] اور کھیتوں [illegible] ہے۔

(گاؤں کی سہانی صبح شفق پھولی ہوئی پرندے چہچہاتے ہوئے ٹھنڈی اور صاف ہوائیں چل رہی ہیں۔ اُفق اور پہاڑیوں پر گہرے جنگل کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ کسان بیلوں کی جوڑی سے کندھے پہ ہل رکھے کھیتوں کی طرف اونچے ٹیلے سے نیچے اتر رہا ہے)

شفق۔

قدم اٹھا کر زمیں کو ہے انتظار ترا
بشر کی زیست پہ چھایا ہے اختیار ترا
خوشا نگاہ کہ جس نے تیری عالم پہ
زہے نصیب ہے ثروت کو اعتبار ترا
کلی کلی میں جہاں ناچ رہی ہے روح تری
ہے ذرہ ذرہ زمانے کا غمگسار ترا
تجھے خبر نہیں کیا چیز ہے تری ہستی
جہاں کا سارا تماشہ ہے رازدار ترا

تازہ ہوا۔

آیا مالی پھولا گلشن ‏ ‏ دیکھو پھیلا میرا دامن
اٹھا جاگ جاگا خرمن ‏ ‏ اب کے آیا کیسا ساون
سَن سَن، سَن سَن ‏ ‏ سَن سَن، سَن سَن
غنچے ہم سے خوش ہوتے ہیں ‏ ‏ ہم پتوں کا منہ دھوتے ہیں
دنیا والے سب سوتے ہیں ‏ ‏ نقد ہستی سب کھوتے ہیں
سَن سَن، سَن سَن ‏ ‏ سَن سَن، سَن سَن
دہقاں میرے ساتھ چلا ہو ‏ ‏ ذرہ ذرہ جاگ رہا ہے
سینے کا سامان ہوا ہے ‏ ‏ رحمت کا طوفان اٹھا ہے
سَن سَن، سَن سَن ‏ ‏ سَن سَن، سَن سَن

پہلی کرن۔ زمینوں کا پروردگار آرہا ہے
وہ اک رحمت کردگار آرہا ہے
زمیں اس کے قدموں تلے ہنس رہی ہے
وہ آشفتہ، مرغزار آرہا ہے
امیروں کی ٹھکرائی دولت کو لے کر
غریبوں کے دل کی پکار آرہا ہے
اٹھو بہر تعظیم، اے خاک والو
زمانے کا اک دیندار آرہا ہے

اُگتی ہوئی کونپلیں۔

اُوگے قدرت سے ‏ ‏ جاگے قسمت سے
پھولے محنت سے ‏ ‏ اُٹھے اُلفت سے
دہقاں اپنا ہے دہقاں اپنا ہے
دل میں پہنائی ‏ ‏ رخ پر رعنائی
سن لے سودائی ‏ ‏ ہم نے سمجھ پائی
دہقاں اپنا ہے دہقاں اپنا ہے
ہم ہیں بچپن میں ‏ ‏ رنگین دامن میں
جاں ہے گلشن میں ‏ ‏ گھر ہے آنگن میں
دہقاں اپنا ہے دہقاں اپنا ہے

---

۱ یہ بحر موسیقی کی ایک مشہور اور اہم تال تین تال کے وزن پر قائم کی گئی ہے جس کے طبلے کے بول ہیں۔ نا دھن دھن نا نا دھن دھن نا نا تن تن نا نا تن تن نا اور عروض میں تقطیع ہوگی۔ فعلن فعلن فعلن فعلن ۲ یہ بحر دوسری تال جھپ تال کے وزن پر ہے جس کے بول ہیں دھی نا دھی دھی نا تی نا دھی دھی نا اور تقطیع ہوگی۔ فعلن مفعولن فعلن مفعولن۔

ٹھنڈی خاموشی رنگیں مدہوشی
شیریں مے نوشی دہقی سرگوشی

دہقاں اپنا ہے دہقاں اپنا ہے

بہتا ہوا دریا۔ میں جینے کے اسرار سمجھا رہا ہوں

بہا جا رہا ہوں، بہا جا رہا ہوں
کنارے کھڑا ہے مرے ایک دہقاں
محبت کی تصویر دکھلا رہا ہوں
مبارک ہے یہ منظر غم گساری
نگاہوں پہ امید برسا رہا ہوں
ذرا غور سے دیکھ اسے زندگانی
میں قدرت کے دامن کو پھیلا رہا ہوں
مرا منتظر ہے دل افگار کوئی
زمیں بوس ہوتا ہوا جا رہا ہوں

جنگل کے ہنستے ہوئے پھول۔
یہ ہنسی ہم ترے قدموں پہ فدا کرتے ہیں
کامیابی تری فطرت کو عطا کرتے ہیں
بے طلب ہستی رنگیں سے گلے مل مل کر
ہم تری زیست کی خاموش دعا کرتے ہیں
دل میں گو رکھتے ہیں فطرت کے سریلے نغمے
گیت ہم تیری ہی زباں ہی سے سنا کرتے ہیں
دیکھتے رہتے ہیں ہر وقت لگائے ہوئے آنکھ
تیرے انساں ترے واسطے کیا کرتے ہیں

نغمۂ زمین۔ عطا کرنا سکھایا ہے کسی کی میزبانی نے
مجھے سینہ شگافی پھر گوارا ہوتی جاتی ہے
مرے پہلو میں سینچا جا رہا ہے خون آبادی
تڑپتی زندگانی آشکارا ہوتی جاتی ہے
لٹاتا ہے خزانہ کوئی اپنے دست و بازو کا
مری دولت زمانہ کا سہارا ہوتی جاتی ہے
بہت شاداب ہیں زیر فلک تیا بیاں میری
مری ہستی محبت کا اشارا ہوتی جاتی ہے
مجھے بخشا ہے درد زندگی خود زندگانی نے
مری فطرت ہی فطرت کا نظارا ہوتی جاتی ہے
خوشا اے آبیار تخم غم اہر اک گرہ دل کی
تری رحمت کی گرمی سے دو پارا ہوتی جاتی ہے

(سکھا رام ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آسمان پہ نظر ڈالتا ہے بادلوں کو غور سے دیکھتا اور ایک آہ کھینچکر اپنے آپ سے کہتا ہے)

سکھا رام۔ رات پپیہا کہہ رہا تھا موٹ[1] گہری ہوگئی
کیا یہ بادل آج بھی پانی نہیں برسائینگے
موگرا[2] چلتا نہیں ہے اور بجھر[3] بھی ہے سخت
بیج کیا گودے[4] سے میرے سوکھے ہی جائینگے؟
بچے سب بھوکے ہیں میرے سیر ہو سارا جہاں
کب تلک بھگوان مجھکو اس طرح ترسائینگے؟

(بیلوں سے)

---

[1] یعنی باولی میں پانی نیچے اتر گیا [2] موگرا [3] بجھر یہ دونوں آلے ہیں [4] گودا یا تیفن۔ ایک سہ کونی لکڑی کا آلہ ہوتا ہے جس کے اوپر کو حصہ میں بیج بھر کے زمین پر سے چلایا جاتا ہے۔ اور بیج زمین پر بکھرتے جاتے ہیں

چل مرے رَدُلیا کستوریا چل کھیت کو
آج دن بھر کام کرتے رہتے گھر لوٹ آئینگے

(وقت مسکرا کر کہتا ہو)

مرتے ہیں شب و روز کسان فاقہ کشی سے
ہاں کیوں نہ وہ جاں بخش ہیں اور فطرت کو بھاتا ہے
دنیا میں کبھی وقت پہ پیدا نہیں آتے
ہر روز نئی شان سے ملتی ہیں ہوائیں
چھائی ہے پہ سیاہی غم بستی کی زمیں پہ
رنگیں ہیں مگر چرخ مشور کی فضائیں
اک وقت معین پہ ہو خورشید روانہ
ہر رات کو افلاک پہ انجم نظر آئیں
ہو چاند کی گردش میں اک حد کی تاخیر
مریخ و زحل آ کے تنظیم دکھائیں
آدم کے لئے ہو نہ مگر وقت مقرر
احکام کی تعمیل ہو جس وقت وہ آئیں
بنیاد ارمان کو تسکین ہے ان سے
آدم کو ملا کب ہوں زمانے کی ادائیں

(بیل ہو گر کھینچتے ہوئے ایک دوسرے سے)

رومالیا۔ احساس ہے پتی کا نہ محنت پہ نظر ہے
دنیا میں فقط کام کا دلوانہ ہے دہقان

کستوریا۔ کیا جانئے کہ اس زمانہ میں […] ہے بہرحال
ہمدردی انسان کا پیمانہ ہے دہقان

رومالیا۔ چارہ چر […] ہیں […] خدمت گذاری کا صلہ
ہم […] تیار ہو آزمانے کیلئے

کستوریا۔ آج سارے گاؤں والوں کی ہے ایسی ہی چال
[…] ہیں حاکم کا بار غم اٹھانے کیلئے
پیدا […] ہیں […] ہم کو ہو آزادی نصیب
جس جگہ انسان ہو اپنا سر جھکانے کیلئے

(سکھارام نہیں ایک کونے نکلتا ہے۔ دونوں گردن ہلا کر تیز چلنے لگتے ہیں)

چوتھا منظر

نمائش اور پولا

گاؤں کے ایک کشادہ حصے میں درختوں کے نیچے چند نئی جھونپڑیاں کسان و زمیندار بیلوں کی جوڑیاں طرح طرح سے سجا کر لا رہے ہیں ایک طرف پانچ چھ ہنڈیاں کھلی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف ترکاریاں، پان اناج اوزاری سامان اور سستے میووں کا بازار لگا ہو۔ خرید و فروخت میں لوگ مصروف ہیں۔ سیر کرنے والے آرہے ہیں جا رہے ہیں۔ ایک طرف دنگل میں کشتی کے کرتب دکھائے جا رہے ہیں ادھر چند لوگ پینے پلانے میں مصروف ہیں اور گا بجا رہے ہیں سکھارام کا دوست رما اپنے بیلوں کی جوڑی نمائش میں لے آیا ہے چلتے چلتے سکھارام پر اس کی نظر پڑتی ہے جو ایک درخت کے نیچے گھٹنوں پہ سر رکھے بیٹھا ہے)

راما۔ اے سکھارام تیرے بیلوں کی جوڑی ہے کہاں!

(سکھارام سر اٹھا کر دیکھتا ہے اور پھر زانو پر رکھ لیتا ہے)

راما۔ خیر ہے آج کا دن اور تیرا چہرہ ہے اداس!

(۱) کسان بیلوں کے اسی طرح نام رکھتے ہیں

(سکھارام آہستہ راما کو جانے کا اشارہ کرتا ہے)

راما۔ چل اُٹھ، میرے بیلوں کی جوڑی سنبھال۔

سکھارام۔ نہیں راما میں اس سے بیزار ہوں

راما۔ (بیلوں کے پگھے دیتے ہوئے)

یہ لے اور غم اپنے دل سے نکال

سکھارام۔ (ٹمٹماتے ہوئے اُٹھ کر) چلو خیر اس پر بھی تیار ہوں۔

(اُٹھتا ہے اور بیلوں کو ہانکتا ہے)

راما۔ کیا بات ہے کیوں بیل تیرے ساتھ نہیں ہیں؟

سکھارام۔ معلوم نہیں، بچوں کو قے دست ہوئے ہیں۔

راما۔ تو پھر اس نمائش میں آیا ہی کیوں؟

سکھارام۔ سمجھتا تھا شاید بہل جائے دل

(ایک کسان دوڑتا ہوا آتا ہے اور کہتا ہے نمائش میں اس کی جوڑی بہت پسند کی جا رہی ہے، شاید انعام مل جائے۔ ادھر سے لوگ گاتے ہوئے گذرتے ہیں)

لوگ۔ پانی برسا، کھیتی پھولی، خوش ہو ڈھونڈے رام

اب کے روئی خوب بکے گی گھر میں ہانڈی بھر کے پکے گی

گھر کی عورت، بچے بوڑھے پائیں گے آرام، خوش ہو ڈھونڈے رام

(سامنے پولا[1] ہو رہا ہے۔ جانوروں کو سیندھی شراب پلائی جا رہی ہے۔ دہیڑوں کے ساتھ لوگ مویشی ادھر ادھر دوڑا رہے ہیں۔ بعض لوگ ناچتے ہیں۔ ناچتے ناچتے ایک شخص نے تان لگائی[2])

رم جھم رم جھم بوندیں برسیں گھڑ گھڑ گھڑ گھڑ بادل بولے

ندی نالے جل تھل جل تھل[3] پنکھ پکھیرو بازو کھولے

لٹیا ہماری سب سے اونچی [illegible]

آئیں ناچیں [illegible]

[illegible]

(ایک منچلے نے سکھارام سے ایک دھول لگائی)

سکھو بھیا، گاؤ ناچو، دکھ کو بسا [illegible]

سنو الو کا پٹھا بنا کر [illegible] منڈی کو [illegible] کر

کر کر کیوں رہتے ہو سب کو؟ یہ بھی کیا [illegible]

(سکھارام غصہ میں آ کر اس شخص کو زمین پر دے مارتا اور گلا دباتا ہے بعض لوگ اس حرکت کو دیکھ کر ہنستے ہیں بعض لوگ بیچ بچاؤ کرتے ہیں۔ سکھارام ٹھیلہ باندھتا ہوا [illegible] ہے)

سکھارام۔ زمانے نے چڑھائی ہے کتنی کی اسنے

کہ جامے سے باہر ہوا جا رہا ہے

وہاں اس شرابی کو پینے کی سوجھی

یہاں دم ہمارا گھٹا جا رہا ہے

راما۔ ارے بدھو، یہ پلی کرنا چاہتا ہے

تری پھوٹ سے کیوں ناراضگی ہے

سکھارام۔ یہاں دل میں لگی ہے آگ ساری

اور اس کو ہم سے سوجھی دل لگی ہے

راما۔

ہمارا جیون ہی کھیل سارا اسے زمانہ کھلا رہا ہے

کوئی دکھاتا ہے رنج اپنا کوئی غم اپنا بھلا رہا ہے

---

۱ پولا بیلوں کو شراب پلانا۔ ۲ یہ گیت کھرواہا [illegible] بول ہیں "دھاگے ناتن۔ ناکے گھی نا" ۳ تقطیع ہے۔ فعلن فعلن فعلن فعلن

(گنگناتا ہے) سکھی اگر ہے جہاں میں جینا تو ہنسنے والوں کا ساتھ دینا
یہاں اسی کا ہے راج سارا جو زندگی کو ہنسا رہا ہے
کرینگے کن سے تو ہم کاماتم ابھرا ہے کلفت سے سارا عالم
دھواں غم زندگی کا پیہم ہر ایک ہستی پہ چھا رہا ہے
ہنسی میں آفت کو ٹال دینا خوشی سے انعام زیست لینا
قدم قدم پر نیا زمانہ سبق یہ ہم کو سکھا رہا ہے

گاؤں کے دو چار آوارہ آدمی سکھا رام اور راما کو پینے پلانے کے لئے گھسیٹ لے جاتے ہیں۔ سکھا رام چلا جاتا ہے اور راما پھر وہی گیت گاتا ہے "ہمارا جیون ہے کھیل سارا" سکھا رام کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں۔ لوگ اطراف سے جمع ہو جاتے ہیں۔ بچے ہنستے ہیں عورتیں روتی ہیں۔ مرد ناک پونچھتے ہیں۔ اتنے میں بھاگی دوڑتی ہوئی آتی ہے اور چلاتی ہے:

بھاگی۔ میرا بچہ مر گیا۔ اے لوگو! میرا بچہ مر گیا۔ سندرا کا دم گلے میں آ رہا ہے ہائے ہائے!

(سارے کسان اس کے قریب آجاتے ہیں۔ سکھا رام گھر کی طرف بھاگتا ہے)

ایک کسان۔ دو کوڑی بچے کے پیسے نہیں تھے

دوسرا۔ جو پیسے بھی ہوں تو دوا کون دیوے؟

تیسرا۔ چلو سندرا کی خبر لے تو لیں ہم

چوتھا۔ چلو اپنی بھاگی کو گھر لے چلیں ہم

(بھاگی روتی ہوئی کسانوں کے ساتھ گھر کی طرف جاتی ہے۔ دو چار آدمی گاؤں کے وید کے پاس دوڑتے ہیں۔ لوگ آنکے بعد سکھا رام کو دیکھتے ہیں۔ وہ بچے کی لاش کو اٹھا کر باہر لا رہا ہے) باقی آئندہ۔

محمد عبد القیوم خاں صاحب باقیؔ لکچرار ادبیات اردو جامعہ عثمانیہ

بچھو کے ڈنگ کا نسخہ

یہ نسخہ ایسا ہے۔ کہ روتا آئے اور ہنستا جائے۔

(۱) پوٹاسیم پرمنگیٹ (۲) ست لیموں۔ دونو چیزیں الگ الگ باریک پیس کر الگ الگ شیشوں میں محفوظ رکھیں۔ بس دوا تیار ہے بوقت ضرورت دونوں چیزیں نصف نصف رتی لے ملالیں اور ڈنگ کی جگہ پر رکھ کر اوپر پانی کا قطرہ ڈالدیں۔ آرام ہو جائے گا۔

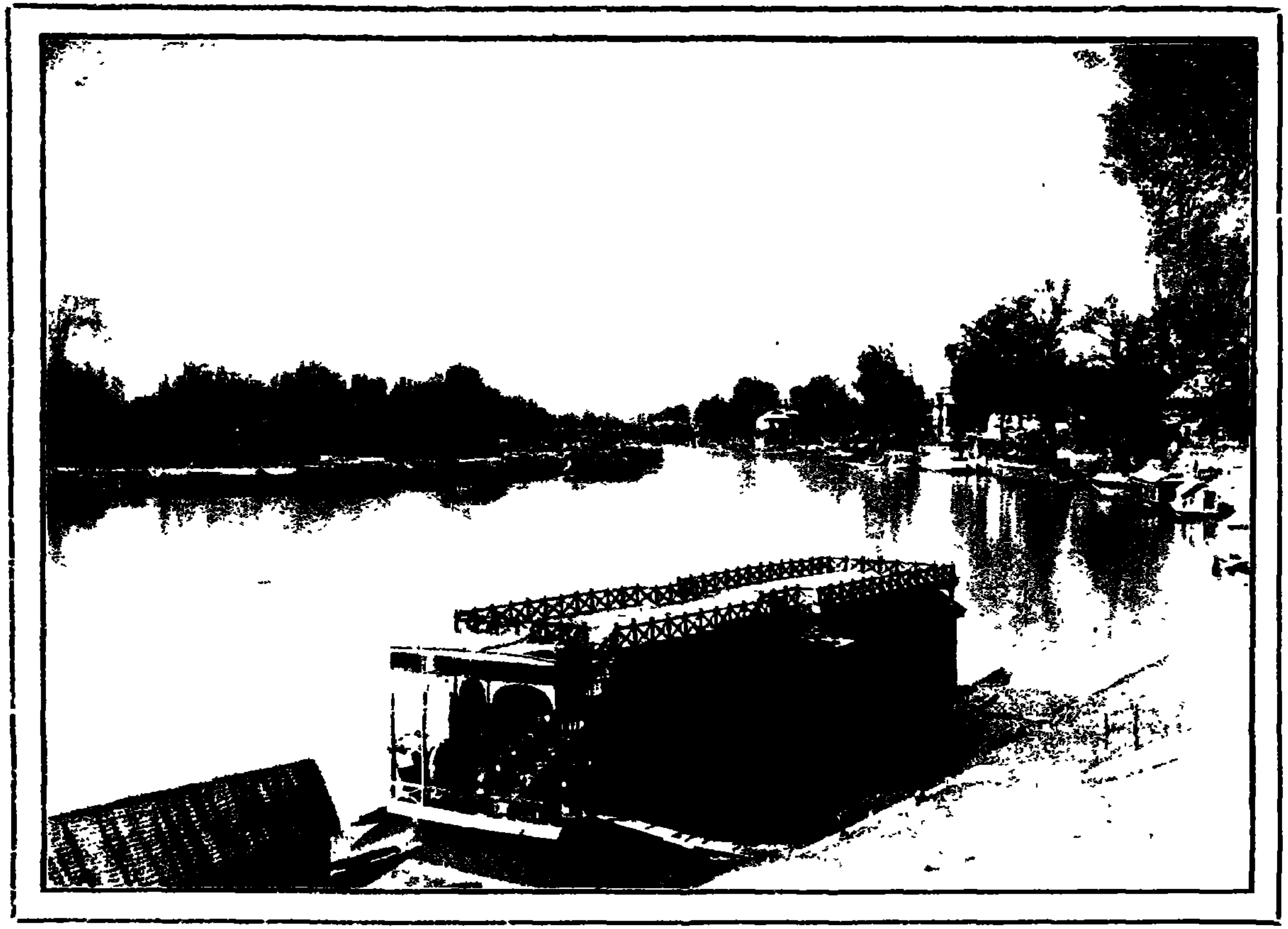
اگر زیادہ زہریلا بچھو ہو تو دوا دوبارہ ڈال دی جاوے۔

گیانچند سرویسنر سمیل پور تحصیل سانبہ

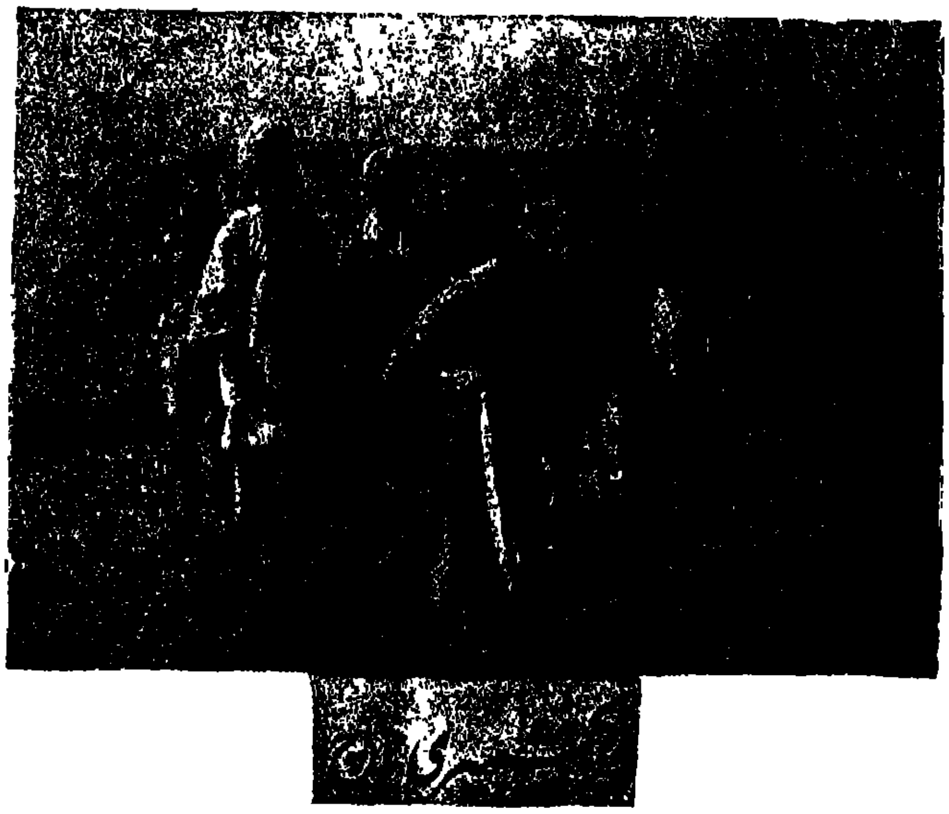
دیہاتی دُنیا

تقریباً ریاست جموں و کشمیر کے ہر ایک دیہات میں جاتا ہے اور معزز روساء کی نظروں سے بھی گزرتا ہے۔ اسلئے اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں۔

(منیجر)

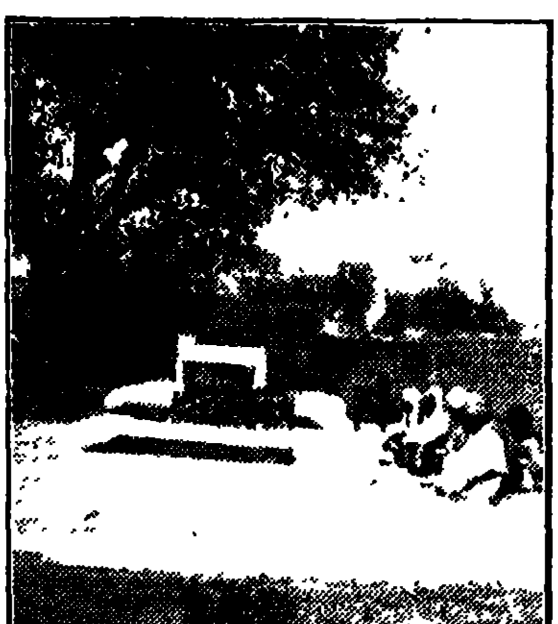


دریائے جہلم کشمیر کا ایک منظر





کالج کے لڑکے دیہات کی صفائی پر



موضع کوٹلی شاہدولہ کی سنگیٹ سبھا

ڈرامہ

گرام سُدھار

گذشتہ سے پیوستہ

(۵۱)

منظر... نالہ ——— وقت... صبح

گاؤں کے ایک نالے پر پن چکی چلتی ہے۔ ایک کسان پن چکی کے پاس بیٹھا ہے۔ ایک عورت اس میں دانے ڈال رہی ہے۔ دوسری آٹا سنبھال رہی ہے۔ پاس ہی بوریاں پڑی ہیں۔ اور چند کسان ادھر بیٹھے ہیں۔

(۵۲)

منظر... آنگن ——— وقت... دن

گاؤں کی ایک جھونپڑی دکھائی دیتی ہے۔ آنگن میں کسان نے شالی کے پولوں سے دانے الگ کرکے جمع رکھے ہیں۔ اور خود پاس ہی کھڑا وڈوار سے باتیں کر رہا ہے۔

وڈوار:۔ اسی لئے ہم تم ان پڑھ کسانوں کو روپیہ وڈ دینے سے ہچکچاتے ہیں۔

کسان:۔ مجھے کیا معلوم ہے سیٹھ جی! آپ کے کہنے پر میں نے اشٹامپ پر انگوٹھا لگایا!

وڈوار:۔ مگر میں نے پہلے ہی کہ دیا تھا کہ اناج ڈیڑھ روپیہ خروار کے حساب سے دینا ہوگا!

کسان:۔ نہیں۔ آپ نے کہا تھا۔ کہ بازار کے بھاؤ سے آٹھ آنہ کم۔ اس وقت تین روپیہ بھاؤ ہے۔ آپ ذرا دیا کریں مجھ غریب پر!

وڈوار:۔ میں دیا کیا کروں؟۔ جو کچھ اشٹامپ میں لکھا ہے۔ اس حساب سے اناج لے لونگا!

کسان:۔ آپ نے کہا کچھ اور لکھا کچھ۔ ہم بھی لکھے پڑھے ہوتے۔ تو آپ کے جھانسے میں نہ آتے!

وڈوار:۔ اس میں میرا کیا دوش؟ چل جلدی اناج اٹھا اور تول میرے۔

کسان :- ڈیڑھ روپے کے حساب سے دیدوں تو میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں رہے گا سیٹھ جی!

وڈوارہ :- میں کیا جانوں، جب تک تم سارا حساب نہیں چکاتے، میں تمہیں یہاں سے ایک دانہ بھی لے جانے نہ دونگا!

— ۵۳ —

منظر :- زمیندار صاحب کا مکان ــــ وقت :- شام

(زمیندار صاحب کے مکان کے پاس سے لڑکوں کی ایک ٹولی گاتی ہوئی گزرتی ہے۔ اتنے میں زمیندار صاحب مکان سے باہر آتے ہیں، اور لڑکوں کو ڈانٹ بتلاتے ہیں)

زمیندار :- ارے شور کیوں کر رہے ہو؟ ــــ کون ہو تم!

ایک :- گاؤں کے سیوک

زمیندار :- سیوک! تمہیں سیوک کس نے بنایا؟

دوسرا :- کشور جی نے۔

زمیندار :- اچھا، کشور جی! ہوں ـ کیا کہا ـ سبق کس نے تمہیں؟

تیسرا :- گاؤں کے لوگوں کی سیوا کرنا۔

چوتھا :- بیماروں کی خبر لینا، بڈھوں کی مدد کرنا، کمزوروں کا ہاتھ بٹانا!

پانچواں :- گاؤں کو صاف رکھنا، تالاب درست کر بنانا، برائیاں دور کرنا۔"

زمیندار :- اور؟

پہلا :- پڑھنا لکھنا، آپس میں میل جول بڑھانا اور پریم سے رہنا!

زمیندار :- اس سے کیا ہوگا؟

دوسرا :- کسانوں کا بھلا!

زمیندار :- (گرج کر) میں تم کسانوں کا بھلا کرنے والے کون ہو؟ بھاگ جاؤ یہاں سے ــ بھاگو!

(لڑکے ڈر کے مارے بھاگ جاتے ہیں)

— ۵۴ —

منظر :- کھیت ــــ وقت :- دن

ایک جھونپڑی کے پاس سبزی ترکاری کا باغیچہ نظر آتا ہے۔ کسان رہٹ سے کیاریوں میں پانی دے رہا ہے

— ۵۵ —

منظر :- شہر میں کشور کے ماموں کا گھر ــ وقت :- شام

(کشور اپنے کمرے میں اپنے ایک دوست سے باتیں کر رہا ہے)

دوست :- تو آپ نے چھٹیوں میں بڑا کام کیا ہے!

کشور :- لیکن ادھورا!

دوست :- کچھ کھایا پڑھا بھی؟

کشور :- ٹیوشن کو تو وقت ہی نہیں ملا ـ ہاں

ایک چیز لکھی ہے!

دوست :۔ کیا۔؟ ہم بھی تو دیکھیں!

کشور :۔ (صندوق میں سے ایک کاپی بک نکالکر)

یہ لو!

دوست :۔ (کاپی بک دیکھ کر) "گرام سدھار"

دوست! تم اس گرام سدھار کے پیچھے کب تک پڑے رہوگے؟

کشور :۔ جب تک جیتا رہونگا۔ میرے جیون کا

اُدیش ہی گرام سدھار ہے

دوست :۔ تو اب اس کتاب کو چھپوانے کا ارادہ

ہے کیا؟

کشور :۔ دیکھا جائے گا۔"

— ۵۶ —

منظر.. جھونپڑی —— وقت... دن

(ایک کسان اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔ شہری سے

باتیں کر رہا ہے)

شہری :۔ شہر سے سب چیزیں لے آیا ہوں۔

صرف نمک باقی ہے!

کسان :۔ کچھ بچا بھی؟

شہری :۔ سوا روپیہ!

کسان :۔ صرف سوا روپیہ۔ کیوں؟ بیس

روپے تو دیئے تھے!

شہری :۔ حساب سن لو:۔ لٹھا پندرہ گز ۶ کے

حساب سے ۱۰/- چھینٹ ۸ گز ۷ کے حساب سے للعہ

زین ۶ گز ۹ کے حساب سے ۱۳/- کھانڈ چار سیر دو سیر

کے حساب سے ۲/- چاول ۱۰ ار ۶ کے حساب سے ۲/۱۲ کل

۱۸/۱۲ باقی ۱/۴ !

کسان :۔ اوہ! چیزیں بڑی مہنگی لائے ہو۔ ابھی

تھوڑے دن ہوئے۔ میرا بھائی یہی چیزیں اس سے کم

داموں پر لایا!

شہری :۔ تو پھر انہی کو لانے کے لئے کیوں نہ کہا

کسان :۔ اچھا بھائی ــ تو سوا ہی روپیہ بچا ہے!

شہری :۔ حساب جو ٹکے ٹکے کا دیا۔ پھر بھی نہیں

بھروسہ نہیں!

کسان :۔ میں حساب کیا جانوں!

— ۵۷ —

منظر.. آنگن —— وقت... صبح

بہت بھیڑیں نظر آرہی ہیں۔ دو کسان ان سے

ایک ایک کر کے قینچی سے اون اتار رہے ہیں۔ اور ان سے

ایک اولی پہ ڈھیر کرتے جاتے ہیں۔ پاس ہی چند بچے یہ

تماشا دیکھ کر خوشی سے اچھلتے پھرتے ہیں۔

— ۵۸ —

منظر.. مکان —— وقت... دن

(زمیندار صاحب اپنے مکان میں بیٹھے ہیں۔ اُن کی بیٹی سیلا بھی پاس ہی ہے۔ سامنے ایک ملازم کھڑا ہے)

زمیندار :- میں نہیں سمجھتا۔ یہ کیا افراتفری مچی ہے۔ جب تک میں ہوں کسی کی کیا مجال جو اپنی من مانی کرے؟

ملازم :- مہاراج! ہم کیا کریں۔ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو!

زمیندار :- ابھی چھوٹے ہیں تو یہ حال ہے۔ جب بڑے ہوں گے۔ تو آسمان سر پر نہ اٹھائیں گے کیا۔ اور میری ہی بنائی نہ بگاڑ دیں گے یہ کیا؟

ملازم :- یہی تو ہم بھی سوچ رہے ہیں۔ اگر آج ان کی روک تھام نہ ہوئی۔ تو کل بڑا کٹھن ہوگا!

زمیندار :- تو ابھی جا کر سب کسانوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے بچوں کو اس اندھیر گردی سے روکیں۔ ورنہ میں اُن کی وہ خبر لوں گا۔ کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے!

لیلا :- آپ بے سبب ناراض ہو رہے ہیں۔ پتا جی! ان کا دوش ہی کیا ہے؟

زمیندار :- دوش ہی کیا ہے؟ واہ!

لیلا :- یہی تو [illegible]

[illegible]

لیلا :- ہاں! یہ آپ کا کام تھا۔ کہ کسانوں کا سدھار کرتے! اگر وہ آپ کا ہاتھ بٹائیں۔ تو اس میں برا ہی کیا ہے؟

زمیندار :- کشور تمہیں بھی پٹی پڑھا گیا ہے۔ شاید اسی لئے کہتی تھی کہ میں شہر جا کر پڑھوں گی!

لیلا :- پڑھنا لکھنا تو ایک گن ہے۔ آپ اسے برا کیوں سمجھتے ہیں؟

زمیندار :- لڑکیوں کی تو بات ہی نہیں۔ کسان لڑکوں کے لئے بھی پڑھنا لکھنا کوئی گن نہیں!

— ۵۹ —

منظر ... ایک کھلی جگہ ——— وقت ... شام

(گاؤں کی ایک کھلی جگہ چند کسان بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

ایک :- زمیندار صاحب سچ کہتے ہیں۔ اگر ہمارے بچے اس طرح نڈر ہو جائیں۔ تو کھیتی باڑی کا کام کون کرے؟

دوسرا :- بھلا انہیں کھیتی باڑی سے روکتا کون ہے؟ ہاں بچے کچھ وقت میں اگر وہ لوگوں کو کام کریں۔ تو اس میں برائی کیا ہے!

تیسرا :- میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے لڑکوں کو [illegible] یہ بھی جان لیا گیا [illegible] ہو گیا!

دوسرا:- ہاں! سب کچھ!

پانچواں:- بھائی تم نہیں دیکھتے۔ کہ جو راستہ ندی کی طرف جاتا ہے۔ اُس کا پہلے کیا حال تھا، اور اب کیا ہے؟

چوتھا:- اور مٹر کے کنویں کو دیکھو۔ وہاں نہانے اور دھونے میں کتنا آنند آتا ہے!

پانچواں:- ہماری ایک پڑوسن بیمار ہوئی بچاری اکیلی تھی۔ یہی بچے اگر اُس کی خبر نہ لیتے۔ تو اُسے کتے نوچ نوچ کر کھا جاتے۔

دوسرا:- دُور جانے کی ضرورت نہیں، تم جانتے ہو میں بیمار رہتا ہوں، پرسوں یہی لڑکے کھیتوں سے فصل اٹھا کر نہ لے آتے۔ تو میں سال بھر بھوکا رہتا!

پہلا:- یہ ٹھیک ہے۔ لیکن زمیندار صاحب [illegible] نہیں چاہتے۔ ہم کیا کریں؟

[illegible]:- [illegible] دن کچھ کہیں۔ میں پہلا آدمی ہونگا۔ جو [illegible] سنائے گا!

— ۶۰ —

[illegible] مکان ـــــ وقت... دن

[illegible] نوجوان سجے سجائے کمرے میں کرسی پر بیٹھا [illegible] چھوٹی سی میز ہے اور پاس کی کرسی پر [illegible] نوجوان میز پر پڑی ہوئی ایک کاپی بک کے ورق الٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔ اور کہیں کہیں سے کچھ حصہ پڑھتا بھی ہے!

نوجوان:- میں آپ کی کوشش کو سراہتا ہوں ناٹک بہت اچھا ہے۔ آشا ہے۔ کہ آپ اسے ضرور پسند فرمائیں گے!

کشور:- تو مجھے اس بات کا کب تک پتہ چلے گا۔

نوجوان:- مہینہ بھر کے اندر!

کشور:- کیا میں وشواس رکھوں۔ کہ آپ اپنی طرف سے بہت کوشش کریں گے!

نوجوان:- ہاں آپ نشچنت رہیں۔

کشور:- آپ کی کرپا۔ نمستے (اٹھ کر چلا جاتا ہے)

— ۶۱ —

منظر... مکان ـــــ وقت... شام

(لیلا اپنے گھر میں کسی سوچ میں کھڑکی سے دیکھ رہی ہے۔ اس کی دو سہیلیاں دبے پاؤں کمرے میں آتی ہیں۔ لیلا کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی۔ ایک لڑکی جا کر دونو ہاتھوں سے اُسکی آنکھیں بند کر لیتی ہے)

لیلا:- کون ہو تم؟

ایک:- ہوں ہوں۔

لیلا:- ہوں کون؟

پہلی :۔ مم مم میں !
لیلا :۔ (آنکھوں سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے)
چھوڑو بھی !
پہلی :۔ (ہاتھ اٹھا کر) نمستے !
لیلا :۔ اوہ۔ تم ؟ نمستے !
دوسری :۔ یہ تو بتاؤ لیلا۔ کس وچار میں کھو گئی تھیں ؟
لیلا :۔ وچار ؟ نہیں۔ یونہی ڈوبتے سورج کا تماشا دیکھ رہی تھی !
دوسری :۔ جھوٹ۔ ضرور کسی کو یاد کر رہی ہوگی
لیلا :۔ کسی کو۔ کیسی بے تکی ہانکتی ہو ؟
پہلی :۔ ہاں۔ میں بتاؤں کس کو ؟
دوسری :۔ اسی گاؤں کے دیوتا کو !
لیلا :۔ وہ کون ؟
پہلی :۔ کشور۔ !
دوسری :۔ یوں کیوں نہیں کہتی نند کشور جی۔
(سب ہنس پڑتی ہیں)

— (۶۲) —

منظر.. گاؤں ———— وقت.. دن
(گاؤں میں ایک اونچے ٹیلے پر دو کسان اوکھل میں شالی کوٹ رہے ہیں۔ ایک عورت پاس ہی بیٹھی ہوئی ہے۔ ...

رہی ہے)

— ۶۳ —

منظر.. نالہ ———— وقت ... صبح
(گاؤں کے ایک نالے پر بہت سے لڑکے کپڑے دھو رہے ہیں۔ اور دو لڑکے الگ باتیں کر رہے ہیں)
ایک :۔ گاؤں میں جن لوگوں کے ہاں شادیاں ہوئیں۔ اُن سے پانچ روپے لئے۔
دوسرا :۔ دیوالی پر بھی کچھ جمع ہوا ؟
پہلا :۔ ہاں۔ سوا دو روپے۔
دوسرا :۔ کیا یہ سب روپیہ خرچ ہوا ؟
پہلا :۔ نہیں۔ تین روپے کا صابن لے آئے۔ اور اسی سے آج اتنے لوگوں کے کپڑے دھو رہے ہیں
دوسرا :۔ اور۔
پہلا :۔ دو غریب عورتیں بیمار تھیں۔ سوا روپیہ اُن کی دوا پر خرچ ہوا۔ تین روپے ابھی موجود ہیں۔

— ۶۴ —

منظر.. مکان ———— وقت ... شام
(زمیندار صاحب اپنے دوست سے باتیں کر رہے ہیں)
زمیندار :۔ آپ ہی بتائیں۔ میں چپ کیونکر بیٹھوں
دوست :۔ کیوں ؟ میرے وچار میں آپ کو اس

بات پر خوش ہونا چاہیئے۔ اور اُن کی مدد کرنا چاہیئے!

زمیندار: آپ نہیں سمجھتے کہ یہ سادھارن سی بات کسی دن کیا رنگ لائے گی؟

دوست: یہی نا کہ لوگ بُرے بھلے کو سمجھ لیں گے اور انسان کہلانے کے قابل ہونگے۔

زمیندار: نہیں تو وہ حیوان ہیں کیا؟

دوست: ہاں۔ حیوان ان کی پڑھائی ہے جسے دو وقت روٹی نہیں ملتی۔ جو اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکتا جو طرح طرح کی بُرائیوں کا شکار ہوتا ہے۔ بیمار اور غریب ہے۔ وہ حیوان نہیں تو کیا ہے۔

زمیندار: میں یہ مانتا ہوں۔ لیکن اگر یہ لوگ کبھی میرے کام میں ہاتھ ڈال بیٹھیں۔ تو میں چپ نہیں رہ سکتا۔

— ۶۵ —

منظر... مکان ——— وقت... صبح

(کشور اپنے کمرے میں ایک آئینے کے سامنے بال سنوار رہا ہے۔ وہ بہت خوش ہے۔ اور کچھ گنگناتا ہے۔ اتنے میں اس کے دوست آتے ہیں)

ایک: مبارک ہے کشور! مبارک ہے!

دوسرا: مبارک ہے آپکی محنت ٹھکانے لگی!

کشور: آپ کی مہربانی!

پہلا: تین ہزار روپیہ تھوڑا نہیں۔ کچھ تو ہمارا منہ بھی میٹھا کرو۔ کشور!

دوسرا: لیکن ناٹک بھی تو بھائی کشور نے ایسا لکھا کہ قلم توڑ دیا۔

کشور: مجھے تو امید نہ تھی۔ کہ کمپنی اسے منظور کرلے گی!

پہلا: اب تو امید ہو گئی ہونا۔ کیوں!

کشور: نہیں۔ مجھے اس سے دس گنا روپیہ بھی مل جائے۔ تو بھی تھوڑا ہے!

پہلا: تمہیں اتنی ضرورت کیا ہے؟

دوسرا: تم نہیں جانتے کیا؟ شادی جو کرنی ہے۔ اور وہ بھی ایک بڑے آدمی کی بیٹی کے ساتھ۔ کیا نام بتایا تھا۔ لیلا ہاں لیلا!

کشور: بھائی نہیں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے صرف روپیہ کے لئے ناٹک نہیں لکھا۔ بلکہ گرام سدھار میرے جیون کا اُدیش ہے۔!

دوسرا: ہاں ہاں! لیکن تمہیں اتنے روپیہ کی کیا ضرورت ہے؟

کشور: میں چاہتا ہوں۔ کہ گاؤں میں بچوں کے لئے ودیالیہ اور بیماروں کے لئے اوشدھالیہ کھولوں غریبوں کی مدد کروں۔ کسانوں کو قرض سے بچانے کا پربندھ کروں۔ صفائی اور صحت کا پرچار کروں۔ کھیتی باڑی

سے نئے اور اچھے طریقے جاری کروں۔ ان سب باتوں کے
لئے تو ہزاروں کی ضرورت ہو گی!

پہالی:۔ ہاں۔ تو شروع سے کیا جانے کا ارادہ ہو؟

کشور:۔ امتحان کا نتیجہ نکل آئے۔ تو!

— ۶۶ —

منظر۔۔ آنگن ——— وقت۔۔۔ دن

(ایک آنگن میں بہت سی عورتیں بیٹھی ہیں۔ وہ چرخہ
کات رہی ہیں۔ ایک بیلنے پر روئی صاف کر رہی ہے۔ ایک
چرخی پر سوت چڑھا رہی ہے۔ پٹیاں بنا رہی ہے۔ ایک
روئی سے گالے تیار کر رہی ہے)

— ۶۷ —

منظر۔۔ مکان ——— وقت۔۔ شام

(زمیندار صاحب اور ان کی بیوی لیلا کی شادی
کی نسبت باتیں کر رہے ہیں)

زمیندارنی:۔ آپ کو تو ذرا بھی فکر نہیں۔ لیلا
کنواری ہی رہے گی کیا؟

زمیندار:۔ کیوں ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے؟

زمیندارنی:۔ اچھا۔؟

زمیندار:۔ ہاں۔ ابھی تین برس اور شادی نہ
ہو۔ تو کوئی بات نہیں!

زمیندارنی:۔ اچھا۔ سنا نہیں آپ نے۔ کہ پہلے
کنیا دان سات برس کی لڑکی کا ہوا کرتا تھا۔ اب دنیا ہی
بدل گئی ہے کیا!

زمیندار:۔ لیکن تم جانتی ہو۔ آج یہاں میری ٹکر
کا کوئی زمیندار ہے ہی نہیں۔ پھر اس کے لئے بر ملے تو کہاں
سے؟

زمیندارنی:۔ اسے کنواری ہی نہیں رہنا ہے۔ کچھ
نہ کچھ پربندھ تو ہونا چاہیے!

زمیندار:۔ یہی تو میں بھی سوچتا ہوں۔!

— ۶۸ —

منظر۔۔ مکان ——— وقت۔۔ دن

(چار عورتیں بیٹھی گپ شپ اڑا رہی ہیں)

ایک:۔ دیکھو تو۔ بے چاری کی اتنی بری
گت ہوئی تھی۔ کہ اس کے جینے کی امید ہی نہ رہی!

دوسری:۔ ہاں بھلا ہو ان بچوں کا کس طرح
پٹی باندھی۔ دوا پلائی۔ دن رات دیکھ بھال کی۔

تیسری:۔ یہ سب کشور کی کرپا ہے۔ جس نے تھوڑے
ہی دنوں میں بچوں کو کیا سے کیا بنا دیا!

پہلی:۔ جبھی تو اسے گاؤں کا دیوتا کہتے ہیں۔

چوتھی:۔ پن گھٹ کو دیکھو! پہلے پانی بھرنا ہوتا
تو چار پانچ گز دور کیچڑ سے لت پت ہونا پڑتا تھا۔ اب
دیکھو۔ پتھروں کا گھاٹ کتنا سندر بنا ہے؟

دوسری:- اور راستے میں کتنے گڑھے تھے۔ اور کتنا کیچڑ۔ ذرا پاؤں پھسلا تو آدمی کیچڑ میں اور گھڑا اوپر۔ اب اندھیرے میں بھی جاؤ۔ تو کوئی ڈر نہیں!

پہلی:- لوگوں کے کپڑے دھونا۔ آنگن صاف کرنا۔ غرضیکہ ہر کام کے لئے تیار رہنا۔ بچوں کے لئے تو یہ بڑے گن ہیں!۔

تیسری:- بھگوان اُسے بڑی عمر دے۔ ہاں تو کب آئے گا گاؤں شہر سے؟

چوتھی:- کہتے تھے۔ اب تھوڑے ہی دنوں میں آنے والا ہے!

—— ۶۹ ——

منظر... ایک کھلی جگہ ——— وقت... دن

(گاؤں کی ایک کھلی جگہ۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے گاڑھ دیئے گئے ہیں۔ ایک کسان اور اس کی بیوی ہاتھوں میں چرخیاں لئے ان کے گرد گھومتے ہیں۔ اور ٹکڑوں کے گرد تانا تن رہے ہیں)

—— ۷۰ ——

منظر... گاؤں سے باہر سڑک ——— وقت... دن

بہت سے مرد۔ عورتیں اور بچے جمع ہیں۔ اتنے میں ایک بیل گاڑی آتی ہے جس میں کشور سوار ہے۔ لوگ کشور کو دیکھتے ہی اچھل پڑتے ہیں۔ اور خوشی سے شور مچاتے ہیں کشور ہاتھ جوڑے سب سے ملتا ہے۔ کئی لوگ اسے چھاتی سے لگاتے ہیں۔ اور کئی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی ایک ٹولی جھنڈے لہراتی اور "نند کشور کی جے!" پکارتی ہے۔ بعض لوگ کشور کو پھولوں کے ہار پہناتے ہیں)

—— ۷۱ ——

منظر... سڑک ——— وقت... صبح

(دو کسان راستہ چلتے آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں)

ایک:- بوڑھا نند ونتا بھگوان ہے؟

دوسرا:- اپنا کرم پھل — بیچارا سدا دکھی رہا۔ اب بڑھاپے میں سکھ تو بھوگ لے گا!

پہلا:- ہاں سنا ہے کشور نے ایک کتاب لکھی اور ہزاروں روپیہ انعام پایا!

دوسرا:- اب تو نندو امیر ہوگیا۔

پہلا:- ہاں اب بہو بھی گھر لائے گا!

دوسرا:- بھائی۔ کون ایسا ہوگا۔ جو اپنی بیٹی کشور کو دینا پسند نہ کرے۔

—— ۷۲ ——

منظر... مکان ——— وقت... صبح

(کشور اپنے کمرے میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کا باپ اندر آتا ہے)

باپ :- کیا کر رہے ہو کشور؟ سندھیا پاٹھ ہو چکا؟

کشور :- (اُٹھ کر) جی ہاں پتا جی! کب کا!

باپ :- شاباش بیٹیا۔ دھرم سے تو سب کچھ ہو صبح سویرے ہی سندھیا اور پاٹھ کرنے سے من میں شانتی آتی ہے۔ اور دن بھی خوشی سے گزرتا ہے!

کشور :- ہاں پتا جی! مجھے پورا وشواس ہے۔ کہ جب تک انسان اپنے دھرم پر دڑھ ہے۔ اسے کوئی ہانی نہیں ہو سکتی!

باپ :- ہاں یہ تو بتاؤ۔ زمیندار صاحب کے ہاں سے ہو آئے؟

کشور :- نہیں پتا جی۔ ابھی جلدی کیا ہے۔۔؟

باپ :- نہیں بیٹیا۔ وہ اسے برا مانے گا۔ آخر وہ بڑا آدمی ہے!

کشور :- بڑا وہ ہے۔ جو چھوٹوں کی خبر لے۔ آپ کھانے سے آدمی بڑا نہیں کہلاتا!

باپ :- تم جانتے ہو کشور۔ ہمارا سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ پہلے ہی تم سے ناراض ہے۔ اب بھی نہ جاؤ گے۔ تو بہت برا ہو گا

کشور :- سچ پوچھئے۔ پتا جی! میرے لئے یہ بات بہت کٹھن ہے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ زمیندار صاحب ہم لوگوں پر نت نئے انیائے کر رہا ہے!

باپ :- ہم کیا کریں بے بس ہیں تمہیں جانا ہی پڑے گا!

کشور :- آپ کے لئے تو میں جاؤں گا لیکن یہ کہنا کہ ہم بے بس ہیں ٹھیک نہیں۔ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

باپ :- تو جاؤ۔ ابھی۔۔ ہاں!

— ۳ —

منظر :- آنگن ——— وقت۔۔۔ صبح

(بہت کسان ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ بیچ میں مکھیا جی ہیں)

مکھیا :- گھر بیٹھے باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی سامنے آکر کہے تو میں بھی دیکھوں!

ایک :- ہاں مکھیا جی! گیدڑ بھبکیوں سے کہیں شیر بھی ڈرتے ہیں؟

دوسرا :- کوئی ایک ہی دفعہ اس کے کان کھینچ لے۔ تو ہوش آجائیگی۔

تیسرا :- جانے بھی دو۔ وہ ہے ہی کون! کل کا بچہ! ابھی منہ سے دودھ کی بو آتی ہے!

مکھیا :- میرے وچار میں تو دوش ہم لوگوں کا ہے۔ جو اسے سر پر چڑھاتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو اس کے ساتھ چلنے پھرنے سے نہیں روکتے۔

چوتھا :- یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ آخر وہ

بُرا کیا کر رہے ہیں؟

مکھیا:۔ بُرا نہیں کر رہے ہیں کیا؟

چوتھا:۔ نہیں۔ وہ لوگوں کا بھلا چاہتے ہیں۔ اس میں دوش ہی کیا ہے؟

تیسرا:۔ ارے۔ جب کل اپنے بڑوں کی پگڑیاں اچھالیں گے۔ تو تمہیں پتہ چلے گا!

پانچواں:۔ جھوٹ! کشور انہیں بڑوں کا مان کرنا اور شانتی سے کام کرنا سکھاتا ہے!

مکھیا:۔ تم نہیں جانتے۔ کشور پڑھا لکھا ہو کر آیا ہے۔ ایسے لوگوں کا کوئی دھرم ہی نہیں ہوتا۔ اور جب دھرم ہی نہ رہے۔ تو شانتی کیسے ہو گی؟

چوتھا:۔ تم یونہی من گھڑت باتیں کرتے ہو۔ وہ تو سویرے ہی بچوں کو ندی پر لے جاتا ہے۔ اور انہیں سندھیا اور پاٹھ سکھلاتا ہے۔ ا۔

— ۴ —

منظر۔۔ مکان ———— وقت۔۔۔ دن

(زمیندار صاحب اپنے مکان میں بیٹھے اپنے دوست کو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اور وہ لکھ رہا ہے۔ کشور اندر آتا ہے)

کشور:۔ نمستے۔ زمیندار صاحب!

زمیندار:۔ تم آئے ہو پھر؟

کشور:۔ جی ہاں!

زمیندار:۔ سنا۔ بہت روپیہ کما لائے ہو!

کشور:۔ جی آپ کی مہربانی۔ آپ کو اس بات پر خوش ہونا چاہئے۔ شاید!

زمیندار:۔ ہاں۔ لیکن تمہیں یہ بھولنا نہیں چاہئے کہ تم کسان ہو اور ایک غریب کے بیٹے!

کشور:۔ کیا کسان زمیندار اور غریب امیر نہیں ہو سکتا؟

زمیندار:۔ یہی تو آج کل پڑھائی ہیں دوش ہے جو پڑھا لکھا ہے۔ سر پھرا ہے!

کشور:۔ آپ پڑھنے لکھنے کی نندیا نہ کریں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اگر غریب کسانوں کا سدھار ہو جائے تو آپ کی زمینداری کی ہانی ہو گی!

زمیندار:۔ ہانی۔ تم ہانی کرنے والے کون؟ جانتے بھی ہو کس سے باتیں کر رہے ہو؟

کشور:۔ ہاں زمیندار صاحب۔ جو غریب کسانوں کی کمائی کے بل بوتے پر بڑا آدمی بنا ہے۔

زمیندار:۔ کشور۔ زبان کھینچ لوں تمہاری ہوش ٹھکانے نہیں ہیں کیا؟

کشور:۔ جی بھر کر اپنائے کر لو۔ آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ (چلا جاتا ہے)

(باقی آئندہ)

تعلیم بالغاں

علم بڑی سے بڑی دولت ہے! کیسے؟ سنئے اور غور فرمائیے!!

۱۔ ہزارہا سال کے قیمتی خزانے کتابوں میں موجود ہیں۔ آجتک دنیا نے جتنے بڑے بڑے دانا۔ ہوشیار اہل دل، اور اہل دول انسان پیدا کئے ہیں ان کے تجربات ان کے نصائح۔ ان کے کارہائے نمایاں۔ ان کی قربانیاں ان کی دانائی کے انمول موتی۔ ان کا دل لبھانے والا کلام کتابوں کے خزانوں میں محفوظ ہے۔

ان کتابوں کو پڑھئے تو غم و فکر رنج و اندوہ کو بھلا دیجئے۔ تنہائی اور بیکسی کو نیک صحبت اور بے عیب رفاقت میں بدل دیجئے۔ ان کے پڑھنے سے بزدلی کافور ہو جائیگی۔ دلیری۔ شجاعت اور صداقت کے حوصلے بلند ہونگے دل و دماغ میں پاکیزہ روشنی آئیگی۔

ان پڑھ لوگ کتنے ہی بدنصیب ہیں کہ ان بیش بہا خزانوں میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

۲۔ پڑھے لکھے انسان کتنے ہی خوش قسمت ہیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستیوں کے علم و کمال سے آشنا ہو سکتے ہیں۔ کتابوں۔ اخباروں اور رسالوں میں انکی میٹھی میٹھی باتوں۔ ان کی قیمتی نصیحتوں۔ ان کے نیک مشوروں اور ان کی ولولہ انگیز تقریروں کو پڑھ سکتے ہیں۔ اور جی بھر کر پڑھ سکتے ہیں۔ گویا بے تکلفانہ انکی مجلس میں بیٹھ کر ان کا کلام سنکر محظوظ ہو رہے ہیں۔ حالانکہ بڑے بڑے امیروں کو عمر بھر میں ایک ساعت بھی ان کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سننا نصیب نہ ہو۔

۳۔ کتابوں کے مطالعہ سے پڑھنے والے کے معلومات بڑھتے ہیں۔ اسکی دنیا وسیع سے وسیع تر ہو جاتی ہے۔ یہ دیکھکر کہ پرستاران وطن کس طرح اپنے ملک کی دولت اور عزت کو بڑھانے اور اپنے ہموطنوں کو خوشحال بنانے میں جانفشانی اور جانثاری کرتے ہیں۔ آپ میں بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے بڑے بڑے کام کرنے کے

حوصلے بلند ہوتے ہیں۔

۴۔ برعکس اس کے ہمارے اَن پڑھ بزرگ کنوئیں کے اندر کے مینڈک ہوا کرتے ہیں۔ ماضی، حال، اور مستقبل کی جو بے انتہا دنیا اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو۔ وہ اُن کے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتی۔ بیچارے عمر رسیدہ ہو کر بھی کتنے ہی نابالغ ہیں! امیر ہو کر بھی کتنے ہی نادار ہیں! غم ورنج کے اوقات میں کیسے بے بس اور تنہائی میں کیسے بے کس ہوتے ہیں۔ دوستدار ہو کر بسا اوقات دوستوں سے کس قدر مایوس ہوتے ہیں! سرمایہ دار ہو کر حوادث زمانہ سے کتنے ہی خائف ہوتے ہیں۔

کاش! یہ لوگ علم کی نعمت سے لذت آشنا ہوتے تاکہ اُنہیں یقین ہوتا کہ:۔

علم ایک مشفق و باہمت رفیق ہے۔ دوست بے دغا و باوفا ہے۔

علم ایسی دولت ہے۔ جو لازوال ہے اور محفوظ ہو۔ چوری آتشزدگی حسد وحرص بغض وعداوت کے خطرات سے اور ہٹلر مسولینی جیسے غاصبوں کے لوٹ کھسوٹ سے!

علم ایسا خزانہ ہے کہ جتنا اُسے خرچ کرو اتنا ہی یہ بڑھ جائیگا۔ گو یورپ کی لڑائی میں ڈیوس اور فریزر کے خزانے اُلٹ بھی جائیں لیکن علم کا خزانہ جنگ کے بعد پہلے سے کہیں زیادہ مالا مال ہوگا۔

علم وہ سرمایہ ہے جس کے بڑھانے اور جمع کرنے میں سوویٹ روس اور سوشلزم بھی راضی ہیں۔ کیونکہ اس دولت سے مزدور و کسان و سرمایہ دار سب یکساں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بزرگان دین کی نظروں میں بھی علم ایک ایسی مایۂ ناز چیز ہے کہ اسکی تحصیل کے لئے چین بھی جانا پڑے تو درنگی روا نہیں۔ اسکے لین دین میں سود در سود بھی حلال ہے

علم وہ قابل قدر خوبی ہے۔ جو ایک حقیر سے مشتِ خاک کو زمین ہی پر کیا آسمان پہ بھی قابل صد تعریف بناتی ہے اور ہوا۔ پانی اور سمندر پر قابو دلاتی ہے۔

باوجود اسکے یہ نعمت در در کے دھکے کھائے بغیر حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکے لئے سفارش اور وسیلہ کی ضرورت نہیں۔

اتنا ہی نہیں۔ اس فرشتہ خصلت علم میں اتنا علم ہے کہ اپنے نادار سے نادار اور ادنےٰ سے ادنیٰ چاہنے والوں کو گلے لگانے کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔

خدائے قادر میرے اَن پڑھ بھائیوں کی آنکھوں سے تاریکی کا پردہ اُٹھادے اور اُنہیں علم کی دولت سے مالا مال ہونے کی توفیق بخشے!

اسسٹنٹ ایڈلٹ ایجوکیشن آفیسر سرینگر۔

علم

علم وجہ قیام دولت ہے
باعثِ فخرِ قوم و ملت ہے

اس سے قایم جہاں کی ہے نظم
ملک برہم ہو گر نہ ہو تعلیم

فرق انساں اور حیواں میں
قوتِ فکر اور تجربہ ہیں

جس جگہ علم کا اجالا ہو
زندگی کامیاب و اعلیٰ ہو

علم سرچشمہ شادمانی کا
علم سرمایہ کامرانی کا

علم خوف و خطر سے عاری ہے
زندگی جب تلک ہے ساتھی ہے

علم زیور ہے پارسائی کا
علم احساس ہے خدائی کا

عقل و دانش کو یہ بڑھاتا ہے
حسن اخلاق یہ سکھاتا ہے

دین و دنیا سنوار تو نگہت
ہے غنیمت یہ لمحۂ فرصت

علم سیکھو سکھاؤ دنیا کو
خود پڑھو اور پڑھاؤ دنیا کو

پنڈت کنول نین کول نگہت بھدرواہی

باجلاس لالہ اننت رام صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سب جج بھدرواہ

منشی رسول ملک ولد عاصم ملک ساکنہ نگرہ۔ بھدرواہ۔ مدعی

بنام عزیز بالغ۔ دین محمد۔ برکت علی نابالغان پسران لعل دین نابالغان بولایت عزیز برادر خود اقوام مسلمان سکنائے تندلہ علاقہ پنگل تحصیل بھدرواہ۔ مدعا علیہم

۔دعوےٰ۔

اشتہار :۔ بمقدمہ مندرجہ عنوان صدر میں بارہا سمنات بنام مدعا علیہم جاری ہوئے اور تعمیل نہیں ہوئی۔ اب مدعی نے بذریعہ حلفی بیان عدالت کو اطمینان دلایا ہے کہ معمولی طریق پر تعمیل مدعا علیہم ہونی مشکل ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ **یکم پھاگن سمت ۱۹۹۷** حاضر عدالت ہوکر جوابدہی کریں بصورت دیگر کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی تحریر ۸ ماگھ سمت ۹۷

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

پریس نوٹ نمبر ۸ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۱ء

بانہال کارٹ روڈ جو کچھ عرصہ سے بانہال پاس پر کثرت برف باری کی وجہ سے بند ہوگئی تھی آمد و رفت کے لئے پھر کھول دی گئی ہے۔

پریس نوٹ نمبر ۹ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۱ء

تقریباً سات ہزار روپیہ جو علاقہ سنوار تحصیل بارہمولہ میں التوا کی صورت میں باقی تھا۔ ہز ہائینس گورنمنٹ نے معاف کردیا ہے کیونکہ ان دیہات میں پانی کی وجہ سے فصل خراب ہوچکے تھے۔

پریس نوٹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۱ء :۔ موضع اچھل تحصیل میرپور میں ہز ہائینس گورنمنٹ نے ۵۲۰۲ روپیہ کی لاگت پر ایک کنوئیں کی تعمیر کی منظوری دی ہے۔ اس میں سے اہالیان دیہہ ۳۰۰ روپیہ نقد پیش کریں گے اور باقی ۴۹۰۲ روپیہ کنڈی واٹر سپلائی کی چالیس ہزار روپیہ کی مد سے دیا جاویگا۔

سپارٹن ریڈیو

یہ خصوصیت صرف سپارٹن ریڈیو کو ہی حاصل ہے کہ جنگل ہو یا پہاڑ، میدان ہو یا سمندر آپ ریل میں سوار ہوں یا ہوائی جہاز پر۔ غرضیکہ بیٹری سے چلنے والے سپارٹن ریڈیو سے آپ ہر جگہ خاطر خواہ کام لے سکتے ہیں اور یہی وہ اسباب ہیں کہ ہر سیٹ ہر جگہ مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ اسکی آواز نہایت ہی صاف اور سریلی ہے دام کم ہونے کی وجہ سے ہر حیثیت کا آدمی خرید سکتا ہے۔ اسکی مرمت اور سروس کا انتظام نہایت اعلےٰ ہے۔ اس کا ہر ایک پرزہ ہر وقت اور جگہ مل سکتا ہے۔ اعلےٰ عہدیدار اور معزز روسا ہمیشہ سپارٹن ریڈیو کو ہی بلحاظ اس کے حیرت انگیز نتایج کے ترجیح دیتے ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر کے سرکاری محکمہ جات اصلاح دیہات و پنچائیت ہا ٹاون ایریا کمیٹیاں اور کواپریٹیو سوسائیٹیاں بھی سپارٹن ریڈیو کو ہی ترجیح دیتی ہیں۔

یہ سیٹیں آسان ترین اور بے نظیر اقساط پر کواپریٹیو سوسائیٹیوں سے بھی مل سکتے ہیں جس کی ممبری ہر ایک کے لئے کھلی ہے۔

منیجر سپارٹن ریڈیو ہاؤس جموں و سرینگر کشمیر


شیخ غلام

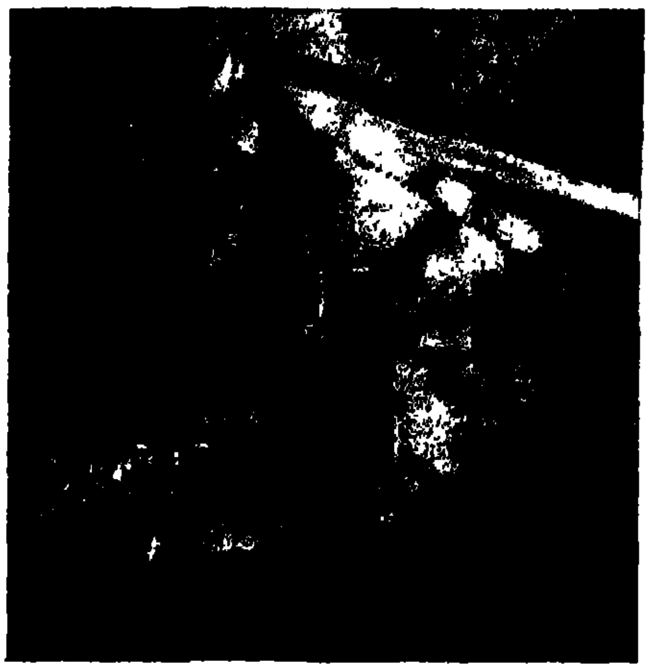
NATIONAL MUSLIM UNIVERSITY
کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
دہلی



موضع پیڑول تحصیل کٹھوعہ کے زمینداروں میں محکمہ رورل ڈیولپمنٹ کی طرف سے کونین مفت تقسیم ہو رہی ہے



جموں، گاؤں میں جدید اصلاح شدہ چکی کا نمونہ

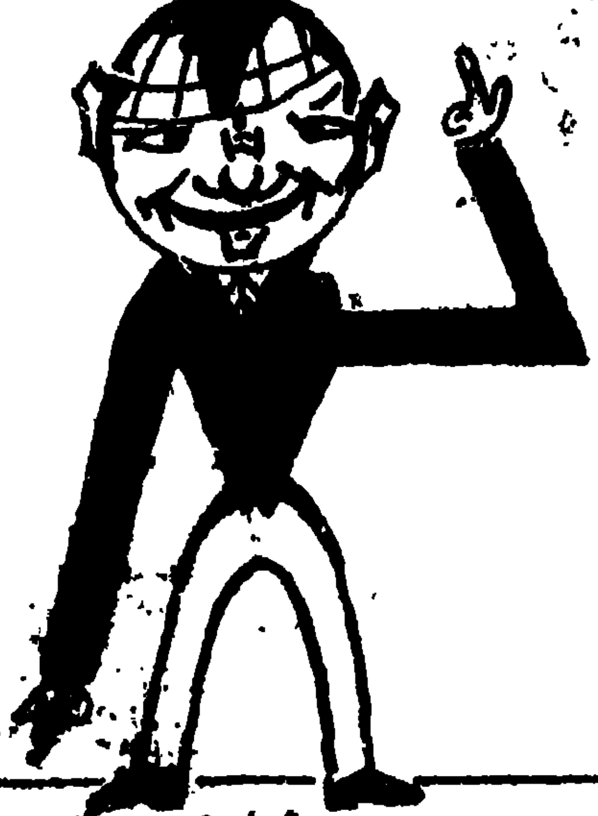


چکوٹھی ضلع مظفر آباد میں ایک چشمہ کی حفاظت



صوبہ جموں کے ایک گاؤں میں حضور وزیر اعظم کی تشریف آوری

دیہاتی دنیا



چندہ سالانہ تین روپے

جلد دوئم نمبر

جولائی ۱۹۴۱ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر وپبلشر ولیوائز پریس جموں چھپ کر

حالاتِ جنگ

گذشتہ ہفتہ کی جنگ پر ایک نظر

ہندوستان کی جنگی حدود مشرق میں ملایا اور مغرب میں وسطہ مشرق تک ہے۔ جمہوری برطانیہ کی ان علاقوں میں کسی قسم کی فوجی کمزوری سے ہندوستان کی حدود پر جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ ہندوستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کے فوجی اڈوں کی حفاظت مضبوطی سے کی گئی ہے۔ تاکہ وہ حملہ آور کی ہر قسم کی زیادتی کا مقابلہ کر سکے۔ ملایا میں امپیریل فواج اس ترتیب سے مقرر کی گئی ہیں۔ کہ وہ ہر قسم کے آنے والے حملہ آور کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔ اور اک طرف کی تمام حدود کو محفوظ کر سکیں۔ ان افواج میں ہندوستانی اور برطانوی دستے ملے جلے ہیں۔ سنگاپور کی بحری فوج آج تک کبھی بھی ایسی محفوظ اور مضبوط نہ تھی جیسی کہ اب بنائی گئی ہے۔

ہندوستانی وسطی مشرق میں جہاں امپیریل افواج نے جن میں ہندوستانی کثرت سے ہیں۔ ایسے محکم اور قابل داد کارنامے کئے ہیں۔ کہ اس کی ہم پایہ خیال کہیں بھی نہیں ہو سکتی۔ مسولینی کو جس فوجی طاقت پر گمان تھا۔ نیچا اور کمزور کرنا اور فی الواقع ایک نئی حکومت جس کی بنیاد ظلم اور اپنے فوجی قواعد پر رکھی گئی ہے۔ تہ و بالا کرنا کار نمایاں ہیں۔ جن کا کوئی فوج ہی دم بھر سکتی ہے۔ اٹلی اس وقت سے جب سے اس نے فرانس کے عقب میں حملہ کیا اور اتحادیوں سے اعلان جنگ کیا۔ اب آدھی طاقت بھی نہیں رہی۔ ان تمام کا سہرا ہماری ان افواج کے سر ہے۔ جنہوں نے دلیرانہ اور بہادرانہ کارہائے نمایاں کے مظاہرے صفِ اول میں کئے۔

رشید علی کے تخت چھننے کی وجہ سے عراق کا جو المناک انجام ہوا ہے۔ وہ بجا ہے۔ اس وسطی مشرق کے علاقے میں تمام باغی سرگرمیوں کو مغلوب کر لیا گیا ہے۔ اور اصلی قائم مقام بادشاہ امیر عبداللہ کی واپسی سے وہاں کی حالت کافی سدھر گئی ہے۔

کریٹ سے امپیریل افواج کا واپس کرنا اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کہ درحقیقت سمجھا جاتا ہے۔ فوجی نقطہ نظر

اس حلقہ بحر قلزم میں جنرل ظفرائی مرگ کے دستوں نے توندر دست جنگ صدہا مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے لڑی ہے ہمیشہ ایک شاندار رزمی جنگ مشہور رہے گی اور مستقبل کے مورخ اس کو سنہری حروف میں لکھیں گے۔ بیڈی بن غازی تبوروک اور سولم سے جو افواج واپس نکال لی گئیں ہیں۔ وہ کسی صورت سے فوجی شکست نہیں کہی جاسکتی۔

جنرل ویول جو کہ صحرائی لڑائی لڑنے کا بہترین ماہر ہے جن کی لڑائی کے لئے وقت اور موقع کے انتخاب میں اس نے نہایت اعلیٰ جدی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔

پیام موت سنانے والی اٹلی کی حکومت کو سدی برانی۔ سولم اور تبروک میں منہ کی کھانی پڑی۔ اور ایسی ہی تجاویز سے ہن کی بھی قسمت کا فیصلہ ایسا ہی ہوگا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس وقت ہم اپنا یقین اور اعتقاد جنرل ویول پہ رکھیں۔

مالٹا جو کہ اٹلی سے نزدیک ترین بحری فوج کا اڈہ ہے۔ ابھی برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ باوجودیکہ اٹلی سنے اپنے ہوائی دستوں کے اور فوج کے بل پر لاف زنی کرتے ہوئے مسولینی اس قابل نہ ہوسکا کہ وہ مختصر فوج جو برطانیہ اور مالٹا کی وہاں تھی باہر نکال دے۔ مالٹا کے باشندوں نے نہایت بہادرانہ اور بڑی ہمت سے اٹلی کے تین سو ہوائی حملوں کا مقابلہ کیا

فرانس کی فتح کے بعد ایک جماعت جس کے سیاسی لیڈر جرمن پرور دہ تھے۔ وہاں کی حکومت قرار دیا گیا۔ تاکہ وہ علاقے جو جرمن افواج نے فتح نہ کئے تھے۔ یہ حکومت وشی میں بیٹھ کر قابو میں رکھے۔ فرانسیسی جنگی بیڑہ اور اس کے مقبوضات آرمسٹس شرائط کے تحت وشی حکومت کے سپرد کر دیئے گئے۔ اس طرح یہ غلام بالکل جرمن کے ہو گئے اور یہاں تک کسی کو رسائی نہ ہوسکتی تھی۔ جرمن اور اٹلی کے دستوں کے بلقان کی ریاستیں فتح کرنے کے بعد جرمن میں جان پھر گئی۔ اور وہ فرانس کے چند مقبوضات میں رشید علی کو مدد دینے کے لئے جرمنی کو شام سے اپنی افواج گذارنی تھیں۔ اسلئے وشی کی حکومت نے اسے گذرنے کا راستہ دے دیا۔ اس طرح وشی حکومت نے اتحادیوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور فرانس کا نام بدنام کرنا شروع کر دیا لیکن جو خود دار فرانسیسی تھے۔ وہ جنرل گلنڈ کی سرپرستی میں ڈارلن وغیرہ کے خلاف کھڑے ہوگئے فرانس کی افواج جو کہ شام میں تھیں۔ جن میں سے کافی کام آئے۔

برطانیہ کی لڑائی میں جرمن کی طاقت نے ابھی آر۔ اے۔ ایف کا کوئی خاص مقابلہ نہیں کیا۔ اور آر۔ اے۔ ایف برطانیہ کے جزائر کا ابھی تک مالک ہے۔ نازی اپنے کی طرح شہریوں پر اور دستکاری کی جگہوں پر بم باری کرتے ہیں باوجودیکہ برطانیہ کو کافی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ پھر بھی برطانیہ کے سامان تیار کرنے کی رفتار میں کوئی فرق نہیں پڑے۔

دیہاتی دُنیا

جولائی ۱۹۴۱ء

"دیہاتی دُنیا" اور "دیہاتی"

دیہاتی دُنیا کو منصۂ شہود پر آئے بمشکل ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا کہ اس نے جموں و کشمیر کے دیہات میں برقی رَو کی طرح پھیل کر اپنی ضیا پاشیوں سے ہر تاریک دل کو منور کر دیا۔ اس کا یہ اعجاز نما اثر ادارۂ دیہاتی دُنیا کے لئے نہ صرف باعث مسرت ہے۔ بلکہ باعث فخر بھی ہے۔ پنچایتوں کے قیام کی درخواستیں کونے کونے سے آ رہی ہیں۔ تعمیری اصلاحات کے مطالبے گاؤں گاؤں سے ہو رہے ہیں۔ ہر فرد بشر کے دل میں ایک جذبہ موجیں لے رہا ہے کہ وہ اپنے کارہائے نمایاں جلسوں جلوسوں اور مضامین کو دیہاتی دنیا میں شایع ہوتا دیکھے۔ اگرچہ مضامین کی "گلابی اردو" کی تصیح ادارۂ دیہاتی دُنیا کے لئے "لانا ہے جوئے شیر کا" کے مصداق ہے۔ اور ان مضامین کی بلحاظ دیہاتی دُنیا کے مختصر حجم سے تجاوز کر جاتی ہے تاہم زندہ دلوں کا اس قلیل عرصے میں ایسے جذبات کا اظہار کرنا اس امر کی بیّن دلیل ہے۔ کہ دیہاتی دنیا کے اوراق میں جو کچھ آج تک شایع ہوتا رہا ہے۔ اس کے اثرات کو دیہاتیوں نے بہت جلد قبول کیا۔ اور اپنے آپ کو اس کا اہل بنا دیا کہ فی الحال اپنے دلی جذبات کو ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بیان کر سکیں۔ کچھ عجب نہیں۔ کہ مزید تھوڑے ہی عرصے میں وہ اس قابل بن جائیں کہ نہ صرف اپنی مشکلات کا حل ہی خود سوچ سکیں۔ بلکہ اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونے کا دعوے بھی پیش کر دیں۔

ہم اپنے دیہاتی بھائیوں سے عرض کریں گے کہ وہ اس رسالہ کو صحیح معنی میں اپنا رسالہ سمجھیں اپنے فایدے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے فوائد کے لئے جس قدر مضامین چاہیں ارسال کریں۔ شایع کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اس امر کا خیال رہے کہ آپ کے مضامین بہا کیزہ ٹھوس

اور مناقشات سے مبرا ہونے چاہیں۔ اور اگر زبان بھی ذرا صاف ہو تو ہمیں تصحیح میں ذرا سہولیت ہو جائیگی

دیہاتی بھائیوں کو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ محکمہ کو رسالہ کے لئے ایک زر کثیر کا زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ اس کا سالانہ خرچ مبلغ تین ہزار روپیہ ہے۔ بیرونی آمدنی اس کی کفیل نہیں ہو سکی۔

ہماری مراد دیہاتی بھائیوں سے یہ کہنے کی کہ اس رسالہ کو اپنا پرچہ سمجھیں یہی تھی۔ کہ وہ اس کو خزانہ سرکار کے بار سے سبکدوش کرائیں۔ اور زمیندار اس کو یہاں تک کامیاب کریں۔ کہ یہ ان کا اپنا پرچہ بن جائے

پنچائتیں اپنے سالانہ چندہ سے اس بار کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ البتہ گاؤں کے با اثر و بارسوخ اصحاب اگر دل سے چاہیں تو اپنی انفرادی امداد سے اس بار کو ضرور ہلکا کر سکتے ہیں۔

کوئی باشعور زمیندار اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ "دیہاتی دنیا" دیہاتی بھائیوں کی جو خدمت کر رہا ہے۔ وہ اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں۔ لہذا انہیں چاہیئے کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ امید ہے۔ کہ ہماری یہ عرضداشت "صدا بصحرا" ثابت نہ ہوگی۔

ایڈیٹر

باجلاس سردار سرجن سنگھ صاحب باہری بی۔ اے ایل ایل بی منصف اوّل سری رنبیر سنگھ پورہ

آر۔ ایچ۔ فضل جنرل مرچنٹ بازار پیاریاں سیالکوٹ شہر بذریعہ فضل الدین مالک دوکان مدعی

محمد یوسف ولد مصری قوم شیخ ساکنہ فتو چک تحصیل رنبیر سنگھ پورہ مدعا علیہ

دعویٰ بابت لعہ روپیہ اصل معہ سود بروئے حساب کھاتہ

معاملہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے۔ اور وہ دیدہ دانستہ تعمیل اصالتاً سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے بذریعہ

اشتہار

ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور بغرض جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً بتقرر ۱۲ ساون سمت ۱۹۹۸ حاضر عدالت ہذا آوے۔ بصورت دیگر حکم ضابطہ دیا جاویگا۔

تحریر ۲۱/۳ سمت ۱۹۹۸ (دستخط حاکم عدالت)

پنچائیت

جب نبی نوع انسان کو دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا تو فرشتوں نے انسان کے فتنہ فساد برپا کرنے کا سوال کیا۔ قدرت نے ان کے جواب میں آدمؑ کے دنیا میں اتفاق کو بحال رکھنے کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ انسان نے ایک دوسرے کی مدد سے دنیا کے مختلف سامانِ رہائش اسباب زندگی مہیا کئے۔ ہمیشہ کے اتحاد کا دنیا کو سبق دیا۔ چنانچہ اِس طرح دنیا کے کاروبار چلے

ملکوں کو قصبوں۔ دیہاتوں اور شہروں میں تیار کیا ان لوگوں کو قسم قسم کے کاروبار سپرد کئے۔ علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں بانٹ دیا۔ دیہات میں رہنے والوں کو دیہاتی کے نام سے پکارا۔ قدرت کی منشا کے مطابق دیہاتیوں کو زمینداری کا کام دیا۔ چنانچہ ابتدا سے دیہاتیوں نے ایک دوسرے کے دکھ درد شادی غمی میں شریک ہوکر (بنی آدم اعضائے یک دیگر اند۔ کہ در آفرینش زیک جوہر اند) کا ثبوت دیا۔ اور ثابت کر دکھایا کہ دکھ درد غمی شادی میں شریک ہونا اور ایک دوسرے کی امداد کرنا ہی انسان کی آفرینش سے متعلق تھا۔

زمانہ حاضرہ میں دیہاتیوں کے دماغوں سے یہ پاکیزہ جذبہ اور نیک خیال نکل رہا ہے یعنی اُن میں اپنے پرانے ڈھنگ کو چھوڑنے کے آثار دکھائی دینے لگے۔ حکومت کشمیر نے ان کو اپنا فرض یاد دلانے اور ان کی رہنمائی کے واسطے محکمہ پنچایت و دیہات سدھار کو قائم کیا۔ جو نہ صرف انہیں اپنا فرض یاد دلاتا ہے۔ بلکہ دیہاتیوں کی ترقی اور بہبودی کا باعث ہے۔ پنچایت کا منشا نہایت اعلیٰ ہے پنچایت چاہتی ہے۔ کہ زمینداروں کی دیرینہ تکالیف جن سے انہیں محض اپنی جہالت بے خبری اور ناواقفیت کی وجہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اِن سے بچیں۔ مقدمہ بازی اور دیگر ایسے ہی جھگڑوں سے جن پر ان کی سال بھر کی کمائی ضائع ہوتی ہے۔ نجات پائیں

محکمہ پنچایت زمینداروں کی خاطر ان کے آرام آسائش کے لئے سڑکیں۔ کنوئیں۔ پل۔ غسل خانے۔ ٹٹیاں اور دیگر اشیا جو کہ نا آمد و رفت لابدی ہیں۔ بہم پہنچا رہا ہے۔ اس محکمہ نے صفائی کے اصول جن سے نہ صرف دماغ کی حالت بلکہ جسمانی صحت بہتر ہوسکتی ہے۔ دیہاتی دنیا کو سکھائے

چھوٹے چھوٹے مقدمات کے تصفیہ کرنیکے لئے پنچائیتیں مقرر کیں۔ تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ پس محکمہ پنچایت زمینداران کے لئے ایک اعلیٰ ذریعہ ترقی اور نعمت ہے۔ جس کے لئے گاؤں کے ہر فرد و بشر کا شکریہ کرنا فرض ہے۔ اور اپنے پیارے والیٔ ملک کی عمر درازی کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا بھی فرض منصبی ہے

پیر احمد اللہ
سرپنچ باغات کنی پورہ

ایک گاؤں میں

جولیس نے کہا۔ میں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔ سرِ شام جب مویشی اپنی آرام گاہوں میں داخل ہو رہے تھے۔ بیرونی کٹہرے پر الیاس آستینیں چڑھائے میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ گویا میں نے کوئی قتل کیا تھا۔ کچھ دیر گھورنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ اونچے اونچے ٹیلوں کی جانب شمال کی طرف روانہ ہوگیا۔

پچھلے پہر رات کے سرہانے میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ڈاکوؤں کی ایک جماعت مختلف جانوروں کی بولیاں بول کر ایک دوسرے کو کسی خطرناک جرم کے ارتکاب کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ میں اپنے صحن کے ساتھ کے کمرے میں سوئی پڑی تھی۔ کہ پائیں باغ میں مرغیوں کے ڈربے سے ایک شور اٹھا۔ شاید بلی کسی مرغ پر جھپٹی ہوگی۔ کہ باقی کے جانوروں نے اس کی حمایت میں غل مچانا شروع کر دیا۔ پچھلے دنوں ولایتی مرغی کے تیرہ انڈوں میں سے سات بچے نکلے۔ وہ بھی اسی ڈربے میں تھے۔ خیال آیا کہ نوکرانیوں میں سے کوئی مرغوں کو سنبھالنے گئی ہوگی۔ لیکن شور کم نہ ہوا۔ آخر خود ہی جانا پڑا۔ ان مرغوں کی جانچ پڑتال کے بعد میں آکر لیٹی ہی تھی کہ پھر مختلف قسم کی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔

ہمارے علاقہ میں دو تین مکان ایک دوسرے کے ملحق ہوتے ہیں۔ اور میلوں تک کھیت، تین یا چار جھونپڑیوں کا ایک گاؤں ہوتا ہے۔ قریباً ہر گاؤں دوسرے گاؤں سے تین چار میل کے فاصلے پر بسایا جاتا ہے۔ دیہات کی شام رات کا منظر بن جاتی ہے اور آدھی رات قیامت

کا نمونہ۔

غرضیکہ میں اکیلی اپنے کمرے میں گھبرائی۔ نوکرانیاں اپنی اپنی نیند میں مدہوش تھیں۔ مجھ میں اتنی سکت نہ تھی کہ کسی کو پکارتی۔ اور میری آواز سنتا بھی کون۔ ایک طرف مرغیوں کا شور۔ دوسری طرف مختلف آوازیں۔

حیران تھی کہ کیا کروں، جی میں آیا جا کر دیکھوں کہ یہ ہڈیاں چبانے سیٹی بجانے کتوں کے بھونکنے کا آواز حقیقی ہے۔ یا انسان نقلیں اتار رہے ہیں۔ انسان کا اندھیرے میں ایسی حرکات کرنا کس قدر ڈراونا تھا۔ جسم کا رُواں رُواں کانپ اٹھا۔ میں خیال ہی خیال میں کانپ رہی تھی۔ کہ اتنے میں ڈیوڑھی کے بیرونی دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ اب تو میرے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ بھائی فسطان کے شہر غرناطہ سے اسی رات پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی لیکن ریل کا وقت تو مدت سے گذر چکا تھا۔ اب اُن کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ میں کیونکر یہ فرض کر لیتی کہ وہ آئے ہوں گے۔ فسطان میرے خالو زاد بھائی تھے اسی کشمکش و پیچ میں پڑی تھی کہ مجھے الیماس کا خیال آیا۔ جو اسی شام بیرونی کٹہرے پہ کھڑا میری جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ! رات کے اندھیارے میں کیوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ ہاں! میں جانتی ہوں مگر اس نے میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھا اور پھر ایسی غمگین صورت بنا کر گردن جھکائے اُن ٹیلوں کی طرف کیوں چلا گیا۔

دروازے پر کسی نے دستک دی۔ اب کیا تھا کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ تنہا زندگی اب سوہان روح معلوم ہونے لگی۔ مجھے معلوم ہوتا کہ تنہا زندگی میں ایسے حادثات کا بھی امکان ہے۔ تو کبھی اکیلا رہنے کی مصیبت کو گوارا نہ کرتی۔

مگر اب! کیا یہ ان بھیانک جانوروں کی نقلیں اتارنے والا کوئی انسان ہے۔ بھائی فسطان شہر غرناطہ سے آئے ہیں۔ یا الیماس میری محبت کے جوش میں آدھی رات کو دیوانہ وار۔ یا دیہہ پیا ہی گھر کے مجھے اکیلا پا کر اپنی غم بھری داستان میرے گوش گذار کرنا چاہتا ہے۔ کچھ سمجھ نہ سکی۔ خیالات کے سمندر میں غرق تھی۔ خدا سے دعا مانگتی تھی۔ کہ جلد از جلد تا کہ رات کے ان اندھیرے اور گھناؤنے سپنوں سے مجھے نجات ہو۔ لیکن کیا یہ سپنے تھے۔ نہیں! میں ہوش میں تھی میں احساسات کی دنیا میں تھی۔ میں جانوروں کی لگاتار آوازیں سن رہی تھی۔ مرغیوں کا شور حقیقی تھا۔ دروازے پر دستک سچ مچ دی جا رہی تھی۔ البتہ انسان کا بھونکنا ہڈیاں چبانا۔ فسطان کا آنا۔ اور الیماس کا خیال۔ یہ میرے دل کے شبہات تھے۔

دستک کا آواز اب زیادہ زور سے آنا شروع ہوا پائیں باغ سے مرغیوں کا شور۔ کتوں کے ہڈیاں چبانے کی صدا میرے کانوں میں ایسی گونج رہی تھی۔ کہ الامان والحفیظ! میں چپکے سے اٹھی۔ اپنے کمرے کے کواڑ آہستہ آہستہ

کھوے۔ اور صحن میں داخل ہوئی۔ صحن کے ایک طرف باورچی خانہ ایک والان اور غسل خانہ تھا۔ غسل خانے کے ساتھ ایک کمرے میں لونڈیاں سوئی تھیں۔ جوں ہی میں اُس کمرے میں داخل ہوئی۔ لونڈیاں غائب تھیں۔ ان کا کوئی نشان نہ تھا۔ میرے رہے سہے ہوش بھی جاتے رہے۔

واپس اپنے کمرے میں لوٹ جاؤں یا دوسرے کمروں میں ان کی تلاش کروں۔ پریشانیوں کی حد ہو چکی تھی۔ کہاں جاؤں اور کیا کروں کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ واپس اپنے کمرے کی طرف لوٹنے ہی کو تھی۔ کہ ایک سفید چیز صحن میں پڑی ہوئی دکھائی دی۔ اس اندھیرے میں ایسی سفید چیز۔ یہی معلوم ہوا۔ کہ آنکھیں دھوکا دے رہی ہیں

مرتی کیا نہ کرتی۔ میں اُس سفید چیز کی طرف جھکی۔ جوں ہی میں نے اس پر ہاتھ ڈالا وہ سرک کر میرے ہاتھ سے نکل گئی۔ خوف کے مارے میں گرنے ہی کو تھی۔ کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک بلی تھی۔ مشکل دھڑکتا ہوا دل تھما۔ اور میں سنبھلی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر کیا۔

اپنے کمرے کو لوٹی اور ابھی دروازے کو ہاتھ بھی نہ ڈالا تھا۔ کہ چھت پر زور سے ایک دھماکا ہوا۔ جیسے کسی شخص نے زور سے چھلانگ دی۔ میرا جسم کانپ اُٹھا اور خوف کے مارے میں بے ہوش ہو گئی۔

باقی آئندہ

ایڈیٹر

اسسٹنٹ افسر تعلیم بالغان صوبہ کشمیر کی چٹھی رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت افسر صاحب بہادر کے نام

صاحب من!

اپنے ایک تازہ دورہ میں بصوب ضلع مظفرآباد بہ سلسلہ تعلیم بالغان کی ایک مہم کے اُن کے اتحاد کے لئے مجھے پنچائیتوں سے دوچار ہونا پڑا۔

مشکر یہ کا مقام ہے۔ کہ دو با اثر پنچائیتوں کے سرپنچان پنچایت نامہ اور تر کا کمن اور سرور یہ موضع نامہ اپنے مخصوص حلقوں میں نہائیت پر خلوص جذبہ سے اس مہم کی کامیابی کیلئے کوشاں ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک خاص قدم اُٹھانے کیلئے جلسے منعقد کئے گئے۔ اور تعلیم بالغان کے مراکز کی ایک تعداد

لکھوائی گئی۔

ایسے مرکزوں کی ایک فہرست آپ کی اطلاع کے لئے شامل ہذا کی جاتی ہے۔ اور یہ التماس کی جاتی ہے کہ متعلقہ پنچایتوں کو ان مرکزوں میں مفت روشنی مہیا کرنے اور سیکھنے کا سامان بہم پہنچانے کے لئے حسب استطاعت فنڈ خرچ کرنے کی اجازت دی جاوے۔

بعض معتبر ذرائع سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ اشخاص کو جو اپنی خدمات ایسے مرکزوں میں تعلیم کے لئے پیش کرتے ہیں۔ دو مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ یہی وہ مشکلات ہیں۔ جو ان کے حوصلہ کو پست کرنے اور مرکزوں کی ناکامی کا باعث بن جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلی مشکل تو ناواقف لوگوں کے اجتماع کا۔ نوشت وخواند اور حساب کتاب سے گریز کرنا ہے۔

اور دوسری مشکل لکھنے کے سامان اور روشنی کے انتظام کا نہ ہونا ہے۔ پہلی مشکل کے متعلق تو میں نے افسران محکمہ مال کو توجہ دلائی ہے۔ جو اس حیثیت میں ہیں کہ زمینداروں میں اپنا اثر ورسوخ کام میں لاسکیں۔ اور اس مسئلہ کو حل کرسکیں۔ اور یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ میری اس عرضداشت کو خالی نہ جانے دیں گے۔

دوسری مشکل اپنی بعض نہایت ضروری آسائشوں کے مہیا کرنے کے متعلق میں آپ سے مالی امداد کے لئے گذارش کرونگا۔ متعلقہ پنچایتوں کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ خود اس قابل ہیں۔ کہ اس غرض کے لئے فنڈ مہیا کرسکیں۔ لیکن وہ افسر مجاز کی ہدایت کے محتاج ہیں۔

آخیر میں میں جناب کے ان احساسات سے جو پسماندہ لوگوں کی بہبودی کے لئے جناب رکھتے ہیں امید واثق رکھتا ہوں۔ کہ تعلیم جو آپ کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے اہم ترین چیز ہے۔ ہر کہیں جناب کو توجہ سے اپنا حق حاصل کرے گی۔

فضل رحمان ہو تو کیا ڈر ہے
حق نگہبان ہو تو کیا ڈر ہے
جب سر پہ سایہ خدا ہو جسکا
لاکھ طوفان ہوں تو کیا ڈر ہے

ہدیۂ تبریک

شری یوراج بہادر کرن سنگھ جی ولیعہد جموں و کشمیر کی سگائی

ریاست جموں و کشمیر کا بچہ بچہ ولیعہد کی اس تقریب سعید پر شادیانے بجا رہا تھا۔ چاروں طرف چہل پہل ہو رہی تھی۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ خوانِ نعمت بچھائے جا چکے تھے۔ پارٹیاں دی جا رہی تھیں۔ باغوں میں فوارے چھوٹ رہے تھے۔ رنگا رنگ اور سبزہ زاریں اپنی اپنی بہار دکھانے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف جنگ نظر آ رہے تھے۔ سڑکوں بازاروں میں گوں ناگوں رنگین دروازوں پر "یوراج بہادر زندہ باد" اور "یہ تقریب سعید سگائی یوراج بہادر مبارکباد" وغیرہ لکھ کر عوام اپنے دلی جذبات اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کر کے شاہی خاندان سے اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہے تھے۔ سرینگر کی ہر چیز خوشی اور مسرت میں سرشار نظر آتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ کو اس مبارک تقریب نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔

ولیعہد کی سگائی ہندوستان کے اعلےٰ راجپوت خاندان میں ہوئی ہے۔ اس ریاست کا نام رتلام ہے۔ جو ریاست ہائے جے پور و جودھپور سے نزدیک کا تعلق رکھتی ہے۔ خطۂ کشمیر کے لئے فخر کا مقام ہے۔ کہ والیٔ ریاست جموں و کشمیر کے لخت جگر ولیعہد کی یہ مبارک تقریب خاص پایہ تخت سرینگر میں منائی گئی اہالیان کشمیر اس موقع پر جس قدر خوشی کا اظہار کرتے کم تھا۔ فضائے کشمیر میں جسقدر روشنی اور نور نظر آ رہا تھا۔ یہ سب ولیعہد کے حسنِ کمال کا ایک پرتو تھا۔

ہم حضور سری سرکار والامدار کی خدمت اقدس میں اس تقریب سعید کے سلسلے میں نہایت مودبانہ دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سے قدوس مہاراجہ بہادر سر ہری سنگھ جی کے جگر پارے۔ یوراج کرن سنگھ جی ولیعہد جواں سال رتن سے نہ صرف شاہی خاندان ہی کی امیدیں وابستہ ہیں۔ بلکہ جن پر رعایا کے ہر چھوٹے بڑے کی نظر لگی ہوئی ہیں کو عمر جاوِدانی عطا فرما دے۔ آمین۔

ایڈیٹر

پنچائیت افسر صاحب کا دورہ

ہم نے عیش مقام کی پنچائیت کا اور شالی کے کام کا ملاحظہ کیا۔ پانچ پنچائیتوں عیش مقام۔ سالیہ۔ لاگی پورہ حسن نور اور آئین برار نے ممبران اور بارسوخ زمیندار جمع تھے۔ ان جملہ پنچائیتوں کا کام ملاحظہ کیا گیا۔ نتیجہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام پنچائیت	دائر شدہ مقدمات	فیصلہ شدہ	تصفیہ طلب	رقم موجودہ
۱	عیش مقام	۲۰۲	۱۷۱	۳۱	۷/۰
۲	سالیہ	۴۳	۷	۳۶	۳/۸
۳	لاگیپورہ	۲۸۸	۱۸۷	۱۰۱	۴۰/۰
۴	حسن نور	۲۸۰	۱۶۷	۱۱۳	۴۱/۳/۲
۵	آئین برار	۵۲	۱۲	۴۰	۸/۰

ممبران پنچائیت بالا کو ہدایت کی گئی کہ وہ تصفیہ طلب مقدمات کا فی الفور فیصلہ سنائیں۔ پنچان اور دیگر بارسوخ اشخاص کو اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ وہ ضرورت مند زمینداران کی ضرورتوں کے پیش نظر غلہ مہیا کرنے کا انتظام کریں۔ ان کوشالی کی دکانیں کھولنے کی ہدایت کی گئی۔ ان سب نے ضروری انتظامات کر دینے کا وعدہ کیا۔

مندرجہ ذیل مقدار شالی و مکی وغیرہ ان پنچائیتوں نے مطابق سرکاری مقررشدہ نرخوں کے فروخت کرنے کیلئے فراہم کر رکھی تھی۔

	نام پنچائیت	شالی	مکی	چاول
۱	عیش مقام	۲۵ خروار	-	-
۲	لاگی پورہ	۱۲ "	.	.
۳	سالیہ	۶ "	۸ ترک	۱ خروار ۳ ترک
۴	حسن نور	۲۳ خروار ۱۳ ترک	.	-
۵	آئین برار	۶ خروار	۶ خروار	-

مزید ذخیرے فراہم ہو رہے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ آئیندہ ان دیہات میں شالی کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

ان پنچائیتوں کا کام بہر حال تسلی بخش ہے۔

شام سندر لعل

رائے بہادر

پنچائیت افسر ہز ہائینس گورنمنٹ

نوٹوں کے متعلق ضروری اطلاع

ہر طرف سے شکایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ایک روپیہ والے لوٹ کئی خزانوں اور امپیریل بنک آف انڈیا کی شاخوں میں لوجہ ان کے مختلف ہونے کے نہیں لئے جاتے ہیں۔ یہ اختلافات برائے رہنمائی پوری طرح مندرجہ ذیل لکھے جاتے ہیں۔

کسی صورت میں بھی آپ کو ایک روپیہ والے نوٹوں کے لینے سے انکار نہ کرنا چاہئے۔ تاوقتیکہ آپ کو تسلی نہ ہو کہ یہ جعلی ہیں۔ پہلا سلسلہ تو حروف اے۔ بی۔ سی۔ ڈی سے شروع ہوتا ہے۔ اور جیسے سامنے سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بائیں طرف شہنشاہ جارج پنجم کی تصویر جو کہ ریلیف واٹر مارک میں ہے۔ وائیں طرف کو منہ کرتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔

دوسرے سلسلے میں نمبر شماری ریزرو بنک آف انڈیا کے نوٹوں کی طرح کی ہوئی ہے لیکن پہلے سلسلے میں تین معمولی مختلف قسموں کی نمبر شماری کی ہوئی ہے۔ اس میں تمام کے تمام نمبر بہ نسبت پہلے سلسلے کے چھوٹے سائز کے ہیں۔ دوسرے سلسلے کے کچھ نوٹ کتابوں کی صورت میں ہیں۔ سبزی مائل جلد سے مجلد ہیں۔ جلد پر شاہی نشان G.R.I جس کے اوپر شاہی تاج ہے سیاہی میں ہے۔ ایسی کتابوں سے جو نوٹ کاٹے جاتے ہیں۔ اُن کا بائیں کنارا چھیدا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

دونوں سلسلوں کے نوٹوں کا سائز ۳⅝" × ۲⅛" ہے اور اس کے دونوں طرفوں پر روپے کے سکے کا نشان ہوتا ہے۔ اور اس پر مسٹر J.W. Kelly جو ۱۹۳۵ء میں کرنسی کا کنٹرولر تھا۔ کے دستخط ثبت ہیں۔

مندرجہ ذیل اختلافات معمولی متعلق چھپائی نوٹ کئے جائیں۔

(۱) جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے۔ دوسرے سلسلے کے نمبر تو حرف E اور اس کے اگلے حروف سے شروع ہوتے ہیں۔ پہلے سلسلے کے نوٹوں کے نمبروں سے قدرے بڑے ہوتے ہیں۔ پہلے سلسلے کے نوٹوں کی نمبر شماری حرف شماری سے پہلے ہوتی ہے۔ اور دونوں حرف شماری اور نمبر شماری ایک ہی سیدھی سطر میں ہوتی ہے۔ برعکس اس کے دوسرے سلسلے کے نوٹوں کی نمبر شماری حرف شماری کے نیچے ہوتی ہیں۔

(۲) D سلسلے کے نوٹوں پر نمبر شماری کی بڑی رقم میں ننیہرے ہندسے کے بعد (و) کا نشان پایا جاتا ہے۔

(ترجمہ) ایڈیٹر

روحانیت

عرصہ قریباً بیس سال کا گذرا ہوگا۔ ایک رات سپنے میں دیکھا کہ چارپائی پر پڑا ہوں۔ اندھیرا گھپ ہے ابر اور طوفان کے گھٹا ٹوپ چھایا ہوا ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا۔

ہوا کا سناٹا اور بھی ڈرا رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ بالین پر کھڑے پکار رہے ہیں۔ کہ میاں اٹھو۔ کچھ دیکھ لو۔ اس اندھیرے میں کیا دیکھتا۔ آواز بارعب تھی۔

چار و ناچار اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس بزرگ انسان کے پیچھے آہستہ آہستہ ہولیا مجھے ایک کھلے میدان میں لے آئے۔ اور نہایت تحکمانہ مگر الفت بھرے لہجہ میں فرمانے لگے۔

وہ دیکھو۔

آسمان سے ایک بجلی سی آنکھوں کے آگے کوند گئی اور میں نے اس اُجالے میں اس بزرگ کی صورت کو پالیا آپ سبز رنگ کا عمامہ اور سبز ہی رنگ کا خرقہ پہنے ہوئے تھے۔ نورانی چہرہ اور سفید ریش تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی مگر ان سے جلال ٹپک رہا تھا۔

بجلی ماند پڑ گئی۔ آپ نے صرف یہ فرمایا۔ دیکھ لیا۔ اور غائب ہوگئے۔

میں نے دیر کے بعد کہا۔ ہاں جناب دیکھ لیا مگر وہاں کوئی نہ تھا۔

اس اندھیرے میں بے خوف خطر میں اپنے گھر آیا اور پھر سو رہا۔ لیکن متواتر تین دن تک اس نشے میں رہا کہ میں نے جو کچھ پانا تھا پالیا۔

آج بیس سال کے عرصہ کے بعد میں نے جس بزرگ کو سپنے میں دیکھا تھا۔ اپنی آنکھوں انہیں با قید حیات دیکھ لیا۔ آپ موہڑہ شریف میں قیام فرماتے ہیں۔ اور اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال ہے۔ آپ مجھے اسی لباس میں نظر آئے جیسے میں نے انہیں سپنے میں زیب تن کئے دیکھا تھا۔ موہڑہ شریف کوہ مری کی پہاڑی پر کولڈانہ سے ساڑھے تین میل نیچے اترائی میں ہے۔

ایڈیٹر

معلومات

دنیا میں سب سے بڑا شہر لندن ہے جو انگلستان کا دارالخلافہ ہے۔ اس شہر کی موجودہ آبادی نوّے لاکھ انسانوں کی ہے۔

دنیا میں سب سے بڑھ کر امیر السان امریکہ کا ایک کروڑ پتی ہے جس کو راک فیلر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ لمبا دریا مس سسی پسی ہے جو ملک امریکہ میں بہتا ہے۔

دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ کوہ ہمالیہ ہے جو ہماری سرزمین کشمیر کی حفاظت کرتا ہے۔

دنیا میں سب سے خوبصورت عمارت روضہ تاج محل ہے۔ جو آگرہ میں شاہ جہان بادشاہ نے تعمیر کی

دنیا میں سب سے بڑی دیوار ملک چین کے گرد کھینچی گئی ہے۔ جو پندرہ سو میل لمبی ہے۔

دنیا میں سب سے لمبی ریل کی سڑک ملک روس میں ہے۔ جو بندرگاہ ولیڈی واسٹک سے سینٹ پیٹرزبرگ تک بنائی گئی ہے۔ اس کی لمبائی چھ ہزار آٹھ سو میل ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ بارشں چرا پونجی میں ہوتی ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا ریگستان افریقہ میں واقع ہو۔ جسے صحرائے اعظم کہتے ہیں۔

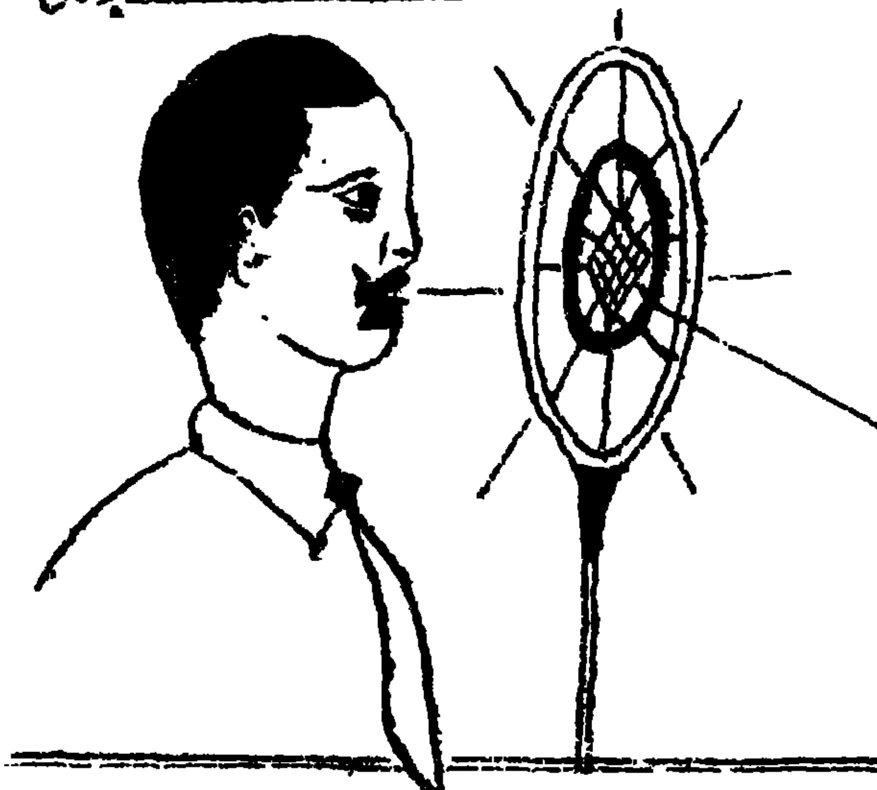
دنیا میں سب سے بڑی رود بار۔ رود بار انگلستان کہلاتی ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ اُون ملک آسٹریلیا میں پیدا ہوتی ہے۔

دنیا میں سب سے خوبصورت اور بڑی گاف کھیلنے کی گراؤنڈ گلمرگ میں ہے۔ جو کشمیر کی سرزمین میں واقع ہے۔

دنیا میں سب سے بڑی اور خوبصورت وادی وادیٔ کشمیر ہے جس کے فرمانروا سری ہری سنگھ جی بہادر مہاراج ہیں۔

ایڈیٹر



آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن سے

یہ خبریں آپ محکمہ اصلاح دیہات و پنچایت ہا ہز ہائنیس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے صدر دفتر سرینگر سے سن رہے ہیں۔ یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔ مگر نہیں آپ اپنے دوستوں کو سنا سکتے ہیں اور اخباروں میں چھاپ سکتے ہیں۔

ہز ہائنیس گورنمنٹ نے مصیبت زدگان دیہات چیندراکوٹ۔ کو مضر سوائی اور بلا وت کی آسائش کے لئے ۴۰۰ روپے کی رقم ایسے لینچز ریلیف فنڈ دمٹی برف یا ریخ تو دے ایں منظور کی ہے۔ مزید براں کیل اور چیل کے ۲۰ درخت ان کے لئے منظور فرمائے ہیں تاکہ وہ اپنا گھر بنا سکیں۔

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ پیشتر حکومت ہند نے مختلف اقسام کے لوہے کی درآمد کے متعلق قواعد مرتب کئے تھے جس میں اضلاع متحدہ بھی شامل تھے اور اسی غرض کے لئے ایک سٹیل کنٹرولر فار انڈیا کی اسامی بھی مقرر کی گئی تھی جو کہ اضلاع متحدہ اور دیگر ممالک کی درآمد سے متعلق تھا۔

اسی شتہ سلسلہ کے تحت جو درخواستیں آتی ہوئی ہیں ان کا فیصلہ جنرل امپورٹ ٹریڈ کنٹرولر ہی کریں گے بغیر خاص رعائتوں کے اس قسم کی تجارت کے لئے لائسنس لازم ہیں۔ اسلئے حکومت برطانیہ نے حکومت ہند کو مطلع کیا ہے۔ کہ جنگ کی اہم ضرورت کے لئے سوائے اضلاع متحدہ کے کسی اور حکومت سے لوہا لینا ناممکن ہو چکا ہے اس قسم کے احکام جو کہ وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے ہیں۔ اسلئے بغیر سٹیل کنٹرولر فار انڈیا کی اجازت کے ایسی تجارت نہ کی جائے۔

سٹیل کنٹرولر سے لائسنس بھی مہیا کر لینا چاہئے تاکہ درآمد کرنے والوں کو ہندوستانی بندرگاہ پر بیان کرنے میں دقت نہ ہو۔ اس قسم کی اشیا بذریعہ برٹش پرچیزنگ کمشن جو کہ امریکہ میں مقرر ہے۔ خریدنے کی اجازت نہیں بھی

گورنمنٹ نے دے دی ہے۔ اس طرح سٹیل کنٹرولر بھی
پیچیدہ تنگ آرگنائزیشن سے مطلع رہے گا۔

در تعمیر کے لئے امریکی سامان لانے والے کے
پاس سٹول امپورٹ سرٹیفکیٹ اور امپورٹ لائسنس بھی
ہوگا۔ وہی امپورٹیشن سرٹیفکیٹ سامان لانے والے کو
اس قابل کر دیگا کہ امریکہ میں قسم ان سے برآمد کا لائسنس
حاصل کر سکے اور امپورٹ لائسنس سے سامان لانے
والا اس قابل ہو سکے گا کہ ہندوستان کی بندرگاہ پر تفصیل
اشیا بتا سکے۔ گورنمنٹ کے تاجروں کے علاوہ جو تاجر
ہیں۔ وہ اگر چاہیں۔ تو سٹیل کنٹرولر کے ذریعے تجارت
کر سکتے ہیں۔ اور اگر چاہیں۔ تو وہ غیر سرکاری طور پر کر سکتے ہیں۔

اختیارات جو کہ کے نوٹس کے ذریعے زیر دفعہ ۱۶
جموں و کشمیر سٹیٹ کیمیکل لا امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۷۱ دیئے
گئے تھے۔ ان سے ہز ہائینس گورنمنٹ نے کسی ایسی جماعت
کو جو خاکساروں کے نام سے موسوم ہو خلاف قانون قرار
دیا ہے۔

کشمیر وار فنڈ کمیٹی نے ایک اور رقم مبلغ ۵۰۰۰۰
روپیہ کی وائسرائے کے وار فنڈ میں پیش کئے ہیں۔ اس میں
سے ۱۰۰۰۰ روپیہ برطانوی سلطنت متحدہ کے ہوائی حملہ
کے بچاؤ کے لئے صرف ہوں گے۔ اور ۴۰۰۰۰ روپیہ
کرنے والی افواج کے آرام اور ان کی ضروریات
بہم پہنچانے کے لئے رکھے جائیں گے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے کشمیر میں سیاحوں کی سہولتوں
میں مزید اضافہ کیا ہے۔ سیاحوں کی تعداد دن بدن بڑھ
رہی ہے۔ اس سال ۳۱ مئی تک سیاحوں کی کل تعداد
۶۸۸۰ تھی۔ جن میں سے ۳۱۶۱ یورپین اور ۳۷۱۹ ہندوستانی
تھے۔ گذشتہ سال اسی تاریخ کو سیاحوں کی کل تعداد ۵۶۳۶
تھی جن میں ۲۷۱۹ یورپین اور ۲۹۱۷ ہندوستانی تھے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے ملازم رکھنے والے افسران
کو خاص ہدایات دی ہیں کہ وہ ملازم رکھتے وقت ہریجن تعلیم
یافتہ اور حق دار درخواست دہندگان کا خاص طور پر خیال
رکھیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ بہادر کشمیر اور کشمیر وار فنڈ کمیٹی نے
مبلغ پانچصد پونڈ کا چندہ بحری بیڑہ کے لئے بذریعہ بحری
تار ارسال کیا ہے۔ تاکہ ہز میجسٹی سروس کشمیر کے پسماندگان
اور جو جنگی خدمت میں اپنی جانیں دے چکے ہیں۔ ان کے
کنبوں کو آسائش پہنچانے میں صرف کئے جائیں۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے مبلغ ۲۳۰۰۰ روپے جموں و
کشمیر کے مختلف دیہاتوں کے اصلاحات کے کاموں کے
لئے منظور فرمائے ہیں۔ یہ کام جموں میں تحصیلات جموں

سانبہ۔ ادھم پور اور کٹھوعہ میں اور کشمیر میں تحصیلات سرینگر اوڑی۔ پلوامہ۔ مظفرآباد اور ہندواڑہ میں شروع ہوں گے۔

مختلف کاموں کی منظور شدہ رقوم میزانیہ رقم میں ۳۵۵ روپے سے لیکر ۲۰۵۵ روپے تک ہیں۔ کل منظور شدہ رقم میں سے ۲۰۳۸ روپے متعلقہ دیہاتی دیں گے۔ اور باقی ماندہ ۲۱۷۶۷ روپے محکمہ دیہات سدھار کی سالانہ گرانٹ میں محسوب کئے جائیں گے۔ اصلاحات میں مندرجہ ذیل تعمیری کام نمایاں ہیں۔ گھاٹ کی چنوائی۔ ہموار موسمی سڑک گاؤں کی سڑکیں۔ چنوائی دار کوئیں۔ ٹٹیاں۔ کوٹھیں۔ چبوترے غسل خانے۔ نلکہ جات لگانے۔ باغات اور مرمتیں یا چشموں کی اصلاحات وغیرہ۔

سرکار والا مدار نے مزید اصلاحات کی منظوری فرمائی ہے۔ یہ مندرجہ ذیل تحصیلات میں ہوں گی۔

تحصیل خاص، بڈگام۔ مظفرآباد۔ ہندواڑہ۔ بارہمولہ۔ اننت ناگ۔ اوڑی۔ جموں۔ سانبہ۔ بھمبر۔ ادھم پور میرپور اور اکھنور۔ اور تمام تعمیرات کے لئے ۴۵۷۲۰ روپے منظور ہوئے ہیں۔ رقمیں جو مختلف تعمیری کاموں کے لئے منظور ہوئی ہیں۔ ۱۲۲۰۰ روپے سے ۹۳۱۶ روپے تک ہیں۔ کل منظور شدہ رقم میں سے متعلقہ زمیندار ۲۴۲۷ روپے دیں گے اور باقی ماندہ ۴۳۲۹۳ روپے محکمہ دیہات سدھار کی سالانہ گرانٹ میں محسوب کئے جائیں گے۔

گذشتہ دو سال سے محکمہ دیہات سدھار ہز ہائینس گورنمنٹ نے اپنی خاص توجہ جموں کنڈی کے علاقوں میں جہاں پینے کو پانی کی بہت دقت ہے۔ صاف پانی پہنچانے کی طرف مبذول کی ہے۔ محکمہ نے مختلف علاقوں سے اس غرض کے لئے بہت گہرے کوئیں کھدوائے ہیں اس عرصہ میں ۸۵۰۰۰ روپے سے زیادہ رقم ایسے علاقوں میں تالاب بنوانے ہائیڈریم مشین لگوانے اور دیگر ذرائع پر خرچ کی جاچکی ہیں۔

معمولی بورنگ مشین کو ایک دو جگہ آزمایا گیا لیکن ناکام رہی۔ اسی وجہ سے محکمہ ہذا نے برٹش انڈین فرم جو کہ پہاڑی اور چٹان دار کنڈی علاقوں میں پانی نکالنے کے بہترین ماہر ہیں۔ باری تحصیل سانبہ میں تجربہ کرنے کے لئے بلوایا گیا ہے۔ یہ تجربہ جسے ٹیوب ول سسٹم کہا جاتا ہے۔ ایک خاص طریقہ سے پانی نکالنے کی مشین ہوتی ہے۔ فرم ہذا نے ایک ۲۰۰۰ من کی راک بورنگ مشین سٹیٹ میں درآمد کی ہے۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ یہ طریقہ کامیاب رہتا ہے۔ اور پانی ۲۳۴ فٹ کی گہرائی پر کافی نکل آیا ہے۔ یہ تجربہ کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ تاکہ ایسا ریتلا خطہ زمین مل جائے جہاں فی گھنٹہ ۱۰۰۰ گیلن سے زیادہ پانی دستیاب آئے۔ یہ کام جب مکمل ہوگیا تو امید ہے۔ کہ بیک وقت چھ گاؤں میں صاف پانی بہم پہنچائے گا۔

نوٹ۔ گذشتہ اشاعت میں اس مشین کی مختلف تصویریں بھی شایع کی جاچکی ہیں۔

ممبران پنچائیت سے

میں بحیثیت ایک ادنیٰ باشندہ حلقہ ہٰذا۔ ذیل کی چند اہم ضرورتوں پر آپ کی توجہ مبذول کراتے ہوئے اپنے آپ کو ایک بڑی ذمہ داری سے سبکدوش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ان گذارشات پر خاص توجہ سے غور فرما کر باشندگان حلقہ ہٰذا کی فلاح و بہبود میں زیادہ سے زیادہ سعی فرمائیں گے۔

حلقہ ہٰذا کی آبادی تازہ مردم شماری کی رو سے [illegible] نفوس پر مشتمل ہے۔ اور اتنی کثیر آبادی میں خواندہ اشخاص کی تعداد صرف ۲۰۰۳ ہے۔ جو بہت ہی مایوس کن ہے۔ عورتوں کی تعداد ۱۸۹۰ ہے۔ اور خواندہ عورتوں کی تعداد صرف ایک ہے۔ باوجودیکہ حلقہ ہٰذا میں سرکار کی طرف سے ایک مڈل سکول اور ایک زنانہ مدرسہ قائم ہے۔ اور ان دو درسگاہوں پر سالانہ معتدبہ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر باشندگان حلقہ ہٰذا کو حصول تعلیم کی ترغیب نہ ہو تو حلقہ ہٰذا کا خدا حافظ ہے۔ موجودہ زمانے میں قوم اور ملک کی سب سے بڑی خدمت تعلیم اور ہنر کی اشاعت مانی جاتی ہے۔ لہٰذا پنچائیت اور دیہات سدھار کا اولین فرض اس کمی کی تلافی کی کوشش کرنا ہے۔ ورنہ ہم ترقی اور تہذیب سے کوسوں دور ہیں۔

موجودہ زمانہ اقتصادی بدحالی کا زمانہ ہے۔ کاروبار اور محنت مزدوری کرنے والے لوگ بھی نالاں ہیں۔ مقام حسرت ہے کہ حلقہ ہٰذا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو نہ خود محنت کے عادی ہیں۔ اور نہ اپنے بچوں کو کوئی ہنر سکھاتے ہیں۔ اگر اس جماعت کی اصلاح نہ ہوئی تو بے کاروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان بے کار لوگوں ہی سے بسا اوقات ایسی حرکات ہوتی ہیں۔ جو قوم کے لئے باعث ننگ ہوتی ہیں۔ لہٰذا لوگوں کو بے کاری اور گداگری کے برے اثرات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

تہذیب اور صحت و صفائی کے پیش نظر ہر ایک گھر میں بیت الخلاء (ٹٹی) کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ حلقہ ہٰذا میں ایسے بہت کم گھر ہیں جن میں اس قسم کا ضروری انتظام موجود ہو اس کے برعکس صرف مردوں کے لئے آبادی کے عین درمیان پبلک ٹٹیاں قائم ہیں جو اکثر راہ عامہ پر واقع ہیں جن کی صفائی کا کوئی بھی بندوبست نہیں۔ محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے حلقہ ہٰذا میں چند ٹٹیوں کا انتظام ہوا ہے۔ ان کی صفائی کیلئے

آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں ۔

ان تنازعات کے پیش نظر جو نکاح اور شادیوں کے متعلق آئے دن روز افزوں ترقی پر ہیں ۔ میری ناچیز صلاح ہے کہ اگر پنچایت میں تمام نکاح بافیس درج رہیں ۔ تو ان تنازعات کی کمی کی توقع ہے ۔ اور شادی صغر سنی کی روک تھام بھی ہو سکتی ہے

شادی و غمی کے مواقع پر جو فضول خرچی ہوتی ہے اس کی طرف پنچایت دیہات سدھار پہلے سے ہی متوجہ ہے ۔ مگر اس سے زیادہ موثر اقدام کی ضرورت ہے ۔

چونکہ حکومت چاہتی ہے ۔ کہ رشوت کے خلاف لوگوں کو فہمائش کی جائے ۔ اسلئے پنچایت دیہات سدھار حلقہ ہذا کا فرض ہے ۔ کہ رشوت دینے اور لینے کے خلاف لوگوں کو مذہبی و اخلاقی و قانونی احکام کی وضاحت کرے ۔

باشندگان قصبہ ترال بالا کی ایک دیرینہ شکایت ہے ۔ کہ دھوبیوں کی ایک بڑی جماعت نہر دینی ناگ میں غلیظ کپڑے دھوتی ہے ۔ اس طرح سے نہر مذکور کا پانی مضر صحت ہو جاتا ہے ۔ لہذا اس بات کی روک تھام ضروری ہے ۔ اور دیگر باشندگان حلقہ کو بھی آگاہ کیا جائے کہ پینے کے پانی میں غلیظ اور گندہ کپڑے نہ دھوئیں ۔

میں نے پیشتر بھی عرض کی تھی کہ پنچایت کے باہر ایک صندوقچی ہونی چاہیئے ۔ اور درخواست دہندگان اسی میں اپنی درخواستیں ڈالتے ۔ اور اجلاس کے آخر پر ان درخواستوں کو نکال کر درج کیا جاتا اور فیس بھی اسی وقت وصول کی جاتی ۔ اور انفرادی طور پر درخواست دہندوں کا ممبران سے ملنا موقوف ہونا چاہیئے ۔

قدیم سے دستار بندی کو عزت اور سرداری کی علامت مانا گیا ہے ۔ اتفاقاً حلقہ ہذا کے ہر شخص نمبردار کشمیری ٹوپی پہننے کے عادی ہیں ۔ میں نے یہ بات ریونیو اسسٹنٹ صاحب کے نوٹس میں بھی لائی تھی ۔ چنانچہ انہوں نے ان تمام نمبرداروں کو دستار باندھنے کی تلقین فرمائی تھی ۔ چنانچہ چند روز یہ دستار باندھتے بھی تھے ۔ چند روز کے بعد پھر وہی اپنی عادت اختیار کر بیٹھے ۔ چونکہ نمبردار کی اسامی دیہات میں رئیس کی اسامی مانی جاتی ہے ۔ اسلئے نمبردار کا ٹوپی پوش ہونا ۔ باشندگان کے لئے ایک غلط نمونہ ہے ۔ برائے مہربانی ان نمبرداران کو دستار باندھنے پر آمادہ کیا جائے ۔ تاکہ اور لوگ بھی عزت کی طرف مائل ہو جائیں

چونکہ ۴۷ء میں علاقہ ہذا کے بعض دیہات بوجہ قلت آب پانی مار کا شکار ہوئے ہیں ۔ اس لئے پنچایت کو قبل از وقت ہی غریب باشندگان کے بہم رسانی خوراک کا خیال رکھنا چاہیئے ۔

محمد یحییٰ سکرٹری دیہات سدھار
حلقہ ترال

بذریعہ

علی محمد ۔ سرویر

پنچائیت ٹکن

کی ڈیڑھ سالہ کارگذاری

پنچائیت ٹکن بٹہ پورہ تحصیل پلوامہ نے مورخہ ۲۰ پھگن ۱۹۹۶ء کو کام شروع کیا۔ اس پنچائیت میں آٹھ گاؤں شامل ہیں۔ مورخہ ۲۹ بیساکھ ۱۹۹۸ء تک کل مقدمات ۱۷۰ دائر ہوئے۔ جن میں سے اب صرف ۱۴ مقدمات زیر فیصلہ باقی ہیں۔ فیصلہ شدہ مقدمات عموماً بروئے تصفیہ باہمی مصالحت طے کئے گئے۔ فیصلہ شدہ مقدمات کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ کسی مدعی نے درخواست اجرائی دائر کی کیونکہ پنچائیت نے رقوم ڈگری شدہ بر سر اجلاس وصول کیں۔

پنچائیت نے اس عرصہ میں ۶۰ اجلاس منعقد کئے ہیں۔

دیہائیت سدھار کے سلسلے میں ممبران پنچائیت عام طور پر حلقہ پنچائیت میں ہفتہ وار دورہ کرتے ہیں۔ گاؤں کی صفائی میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ پنچائیت کی ابتدائی کاروائی میں یہاں پنچائیت نے مسافرخانہ پر غور کیا۔ پنچائیت نے دیہات کے عام راستوں پر لمپ لگوائے۔

پنچائیت ہر اتوار کو اپنا اجلاس مقرر کرتی ہے اور حاضرین کو "حالات جنگ" "عام معلومات" "پریس نوٹ" وغیرہ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ حالات جنگ کے بیان کرتے ہوئے دعا کی جاتی ہے کہ ہم پر ہمیشہ امن پسند برٹش گورنمنٹ کا سایہ قائم رہے۔ اس سلسلہ میں پنچائیت نے اظہار ہمدردی کی ایک چھٹی ریذیڈنسی کشمیر کے نام روانہ کی تھی۔ جسکے عوض میں پنچائیت کے نام اظہار تشکرانہ کی چھٹی موصول ہوئی تھی۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

"از محکمہ کشمیر ریذیڈنسی سرینگر مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء

بخدمت سرپنچ پنچائیت ٹکن تحصیل پلوامہ کشمیر

صاحب من! آپ کی چھٹی نمبر ۱۱۳ مورخہ ۲ چیت ۱۹۹۷ء جو کہ آپ نے اس پرچہ کے متعلق لکھی ہے جو کہ ریذیڈنسی ہذا سے جاری ہوتا ہے۔ اور جس میں حالات جنگ کا خلاصہ ہے شکریہ میں نے آپکی اس چھٹی کو دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور آپکے پنچائیت کے وفادارانہ خیالات کی قدر کرتا ہوں

دستخط انگریزی۔ اسسٹنٹ ریذیڈنٹ کشمیر"

پنچائیت سیلا ضلع ریاسی

ذیل کی چند سطور ان ریمارکس کا اردو ترجمہ ہے جو میجر پریتم سنگھ صاحب وزیر وزارت ریاسی نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۵ رچیت ۲۰۰۹ کو قلمبند فرمائے۔

ایڈیٹر

میں پنچائیت کی احسن کارکردگی سے نہائیت متاثر ہوا ہوں۔ اور بطور اظہار خوشنودی مجھے لکھنے میں نہائیت مسرت ہو رہی ہے۔ کہ اس پنچائیت نے ایک سالہ زندگی کے قلیل عرصہ میں ہر پہلو سے نمایاں ترقی حاصل کی ہے۔ یہ محض اس کے ممبران کی سرگرمی الوالعزمی اور تنظیمی اہلیت ہے کہ نہ صرف گھریلو معاملات کی اصلاح کو بلکہ نہائیت مفید سالانہ تقاریب جو کہ عموماً پنچائیت اور دیہات سدھار کے کام میں عوام میں دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔ بلند درجہ پر پہنچایا ہے۔

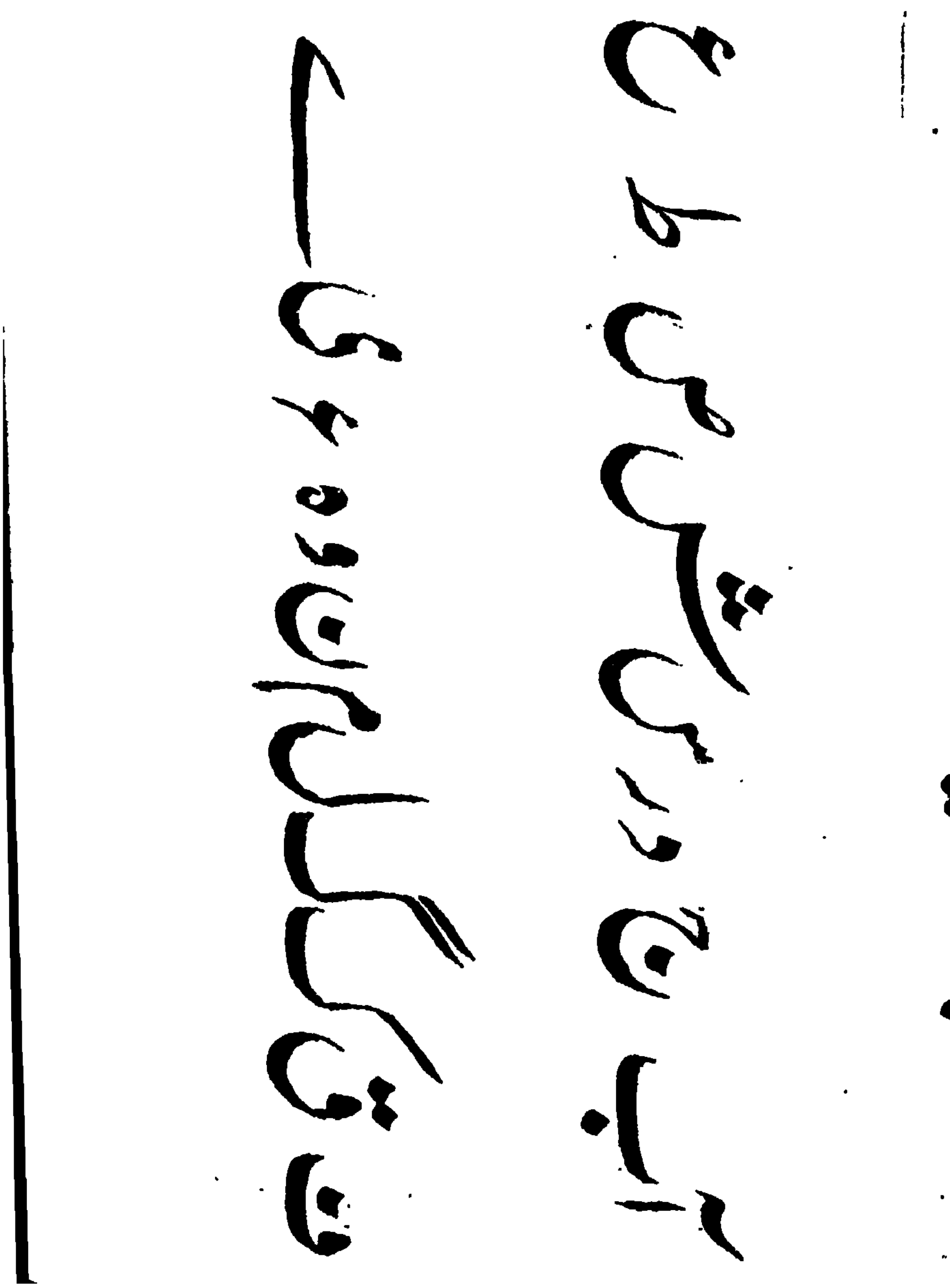
امسال سالانہ جلسہ پر اجتماع چار اور پانچ ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ اس موقعہ پر پنچائیت کی سالانہ رپورٹ موقعہ کے لحاظ سے مختصر اور منتخب تعداد پر مشتمل اجتماع کے سامنے کرنا نہائیت بہترین پراپیگنڈا تھا۔ لیکن یہ بغیر لاؤڈ سپیکر جو پنچائیت کے پاس نہ تھا۔ ہونا ناممکن تھا۔ اسلئے میں پرزور سفارش کرتا ہوں۔ کہ ایک لاؤڈ سپیکر محکمہ دیہات سدھار سے پنچائیت کی استدعا پر اس کے سالانہ جلسہ کیلئے ملنا چاہئے۔

اس پنچائیت کے پاس اپنا کوئی پنچائیت گھر نہیں ہے۔ پنڈت منگا سینشر ناتھ جو پنچائیت کے ممبر نہیں ہیں لیکن اس کو کامیاب بنانے کے لئے ایک مخلص اور الوالعزم کارکن ہیں جنہوں نے نہائیت فیاضی سے دو ایکڑ اراضی پنچائیت کو پنچائیت گھر کیلئے عطا کی ہے۔ اب یہ کام محکمہ کا ہے کہ پنچائیت گھر کے لئے رقم مہیا کرنے کیلئے میدان عمل میں آئے یہی اس کی صحیح ضرورت ہے۔

یہ پنچائیت موجودہ وقت میں درجہ دوئم کی جماعت بندی میں ہے۔ مجھے علم نہیں کہ محکمہ نے پنچائیت کو درجہ دوئم سے درجہ اول کی جماعت بندی میں لانے کیلئے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے لیکن اعلٰے کارکردگی اور کامیاب نتائج کے پیش نظر محکمہ کو اس درجہ دوئم کی پنچائیت کو درجہ اول کی

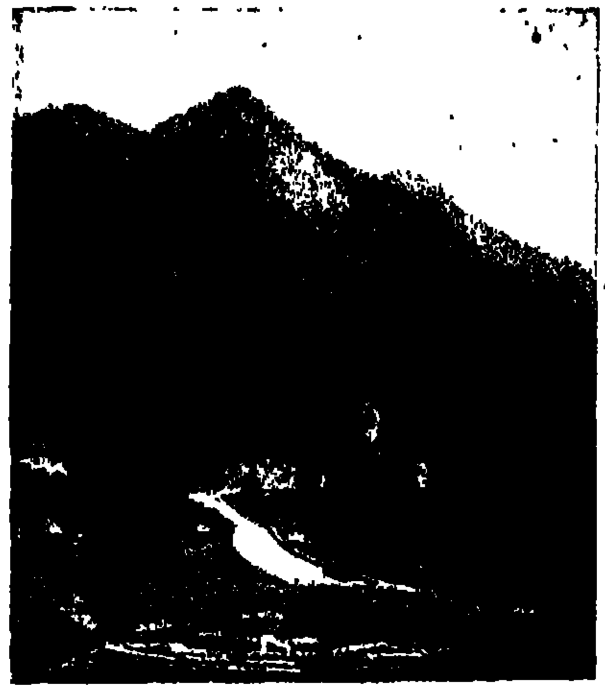
صف میں لانے کے لئے غور کرنا چاہیئے۔

سالانہ میلہ پر لوگوں کا جم غفیر ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں محکمہ دیہات سدھار کیلئے یہ نادر موقعہ ہے کہ اپنے خیالات کو معصوم زمینداران تک پہنچانے اور ٹھوس کام کی تشکیل کیلئے جو اس طریقہ پر انجام دینا آسان ہے وسعت دے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ مرکز سے کوئی عالم بالا دست اس تقریب کے موقعہ پر خود حصہ لے اور پراپگنڈا کیلئے کوئی بہتر پروگرام مرتب کرے۔





تحصیل جسبیر گڑھ کٹھوعہ میں زیر نگرانی محکمہ دیہات سُدھار ملیریا کیخلاف جہاد



حلقہ پنچایت بٹ کوٹ صوبہ کشمیر



تعلیم بالغاں کے سلسلے میں انجمن تعلیم یافتہ بیکاران کی سعی جمیلہ



پنچایت کے انتخاب کے وقت لوگوں کا ہجوم

فشارالدم یعنی بلڈپریشر

از خامۂ جناب افسرالاطبا حکیم شہزادہ غلام محمد صاحب مالک دواخانہ "الکوثر" سرینگر

مضمون کا تعلق فشارالدم سے ہے جسے انگریزی میں بلڈپریشر کہتے ہیں۔ یہ ابتدائی جملہ مذاقیہ بھی ہیں۔ اور یہ از مطالب متعلقہ مضمون بھی ہیں قابل غور

فرشتوں کے متعلق عام طور پر ہمارا تخیل یہ ہے۔ کہ وہ خدا کی ایک معصوم مخلوق ہے۔ ہماری طرح سے کبھی خطا و گناہ نہیں کرتی۔ اور دن رات تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتی ہے۔

یہ تو ہمارا تخیل ہے۔ لیکن عملی دنیا میں جن دو ایک فرشتوں سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ وہ تو بے حد ظریف الطبع معلوم ہوتے ہیں۔ ہمیں یا تو عزازیل صاحب سے لئے دن کام پڑتا رہتا ہے۔ جو حکم الہیٰ کے مطابق اشرف المخلوقات انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوئے تھے اور آج تک وہ اور ان کے تمام ذریات شب و روز بس اسی کام میں منہمک رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو بہکائیں، اور اسی سے مختلف قسم کے گناہ سرزد کرائیں۔ ان کی ستم ظریفی کی تو کوئی حد نہیں ہے۔ اور حق یہی ہے کہ وہ جو کچھ بھی کریں۔ می زیبد۔ وہ روز ازل کے جلے ہوئے ہیں۔ اور جلے ہوؤں سے پتھروں کے سوا اور آپ کس چیز کی توقع کر سکتے ہیں؟

لیکن حیرت تو جناب میکائیل پر ہے کہ جن کے سپرد دنیا والوں کو رزق پہنچانا ہے۔ انہیں جب مذاق سوجھتا ہے۔ تو کسی بندے کو تو اتنا زیادہ رزق بخشدیتے ہیں کہ اس کے گھر میں اسے رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ اور وہ یا تو اسے بے دریغ لٹاتا ہے۔ اور پھینکتا رہتا ہے۔ اور یا پھر اسے اسی زمین میں دفن کر دیتا ہے۔ جہاں سے وہ نکالا گیا تھا۔ اور کسی کیا معنی زیادہ تر بندوں کو اس قدر ترسایا کرتے ہیں کہ غریب دو دو وقت فاقہ سے گذارتے ہیں۔ اور روٹی کہیں دیکھنے کو بھی نہیں ملتی۔ اور جب اس طرح بھوک سے مجبور ہو کر وہ چوریاں کرتے ہیں۔ اور سزا پاتے ہیں۔ تو حضرت میکائیل صاحب ہنستے ہیں اور قہقہے لگاتے ہیں۔

فرشتوں میں تیسرے بزرگ جن سے ہر جاندار کو

سے الغرض پتا لگا ہے۔ عزرائیل صاحب ہیں۔ جو ہماری روحیں قبض کرنے پر مامور ہیں۔ یہ حضرت بھی انتہا سے زیادہ ظریف الطبع واقع ہوئے ہیں۔ اور آئے دن جرمنی کے سائنس دانوں کی طرح نت نئی ترکیبیں لوگوں کی جان لینے کی ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ہیضے کے جراثیم پھیلا دیئے اور بیری کے بیروں کی طرح ہزاروں لاکھوں روحیں بٹور کر لے گئے کبھی طاعون کے کیڑے چوہوں کی معرفت انسانی گھروں میں پہنچا دیئے۔ اور ایک ایک دن میں ہزار ہزار روحیں قبض کر لیں۔ انسان ضعیف البنیان انسان آفت کا مارا ادھر ادھر گھبرایا پھرتا ہے۔ اور جب اپنے علم اور اپنے عقل کی مدد سے یہ دشواری تمام وہ ہیضہ طاعون چیچک انفلوئنزا وغیرہ کا تدارک کر لیتا ہے۔ اور ان وباؤں سے کسی حد تک اس کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔ تو عزرائیل صاحب چپکے سے ایک شوشہ اور چھوڑ دیتے ہیں۔ اور چلتے چلتے قلب انسانی کا یکدم سے ساقط ہو جانا اس قدر عام ہو جاتا ہے کہ لوگ اس قسم کی موت کو فیشن میں داخل کر لیتے ہیں۔ اب جسے دیکھو وہی اچھا خاصا ہٹا کٹا بیٹھے بیٹھے یا کام کرتے کرتے دل کی حرکت بند کر کے لیٹ جاتا ہے۔ اور پھر کسی طرح نہیں اٹھتا۔ اور اس طرح حضرت عزرائیل صاحب کا جتنی روحیں روزانہ قبض کرنے کا ٹھیکہ ہے وہ تعداد پوری ہو جاتی ہے اور کچھ دنوں سے عزرائیل صاحب نے اپنے کام کی شکل اور نکالی ہے۔ جسے مشار الام قوی (High Blood Pressuve) کہا جاتا ہے۔ طب قدیم اور طب جدید دونوں میں یہ اصطلاح نئی ہے۔ اور عام طور پر لوگ ابھی ملک الموت صاحب کے اس نئے لغت سے نامانوس ہیں۔ جب کسی کے متعلق یہ سننے میں آتا ہے۔ کہ اس کے خون کا دباؤ بڑھ جانے کی وجہ سے اس کی موت لاحق ہوئی۔ تو سننے والے حیرت سے منہ پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ کہ موت کا اب یہ نیا آلہ کونسا ایجاد ہوا ہے۔

یہ آلہ نو ایجاد نہیں ہے لیکن ابھی تک لوگوں کی نگاہوں سے چھپا ہوا تھا جس طرح ملک الموت صاحب اس بات پہ تلے ہوئے ہیں۔ کہ نئی نئی اور عجیب و غریب ترکیبوں سے لوگوں کی روحیں قبض کریں۔ اسی طرح ارباب فن بھی ملک الموت کی ایجادات اور اختراعات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ کہ ان کے ایک ایک چھپے ہوئے آلے کا پتہ لگا کر چھوڑیں گے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "جنگ و سہ فرار د" اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ارباب فن کی جیت ہو گی یا ملک الموت صاحب کی؟ لیکن جیت خواہ کسی کی بھی ہو۔ ایک دفعہ ملک الموت صاحب کو بھی یہ معلوم ضرور ہو جائیگا۔ کہ کسی سے واسطہ پڑا تھا خون کے دباؤ کا بڑھ جانا فرشتہ موت کا ایک بہت ہی خفیہ ہتھیار تھا لیکن اہل علم و فن سے یہ بھی پوشیدہ نہ رہ سکا۔ اور اب انہوں نے اس کے متعلق تمام راز معلوم کر لئے ہیں

جہاں تک اصول علاج کا تعلق ہے۔ خیال کیا گیا ہے۔ کہ مشار الام قوی کی حالت میں ایسی دواؤں سے کام لیا جاوے۔ جو عروق شعریہ کو پھیلا کر عروق شعریائی دوران خون بڑھا دیں تاکہ خون کا دباؤ گھٹ جاوے۔

عملی طور پر خصوصاً ابتدائی درجات میں مریض کو مکمل نفسانی اور بدنی آرام دیا جاوے۔ اور سکون کے ساتھ لٹائے رکھا جاوے۔ اصل سبب پر غور کرنا چاہیئے اور اسی کا علاج ہونا چاہیئے۔ عام طور پر حفظ صحت اور صفائی کا خاص خیال رکھا جاوے۔ اور اگر کہیں بھی کوئی مرکز تعفن موجود ہو۔ تو فوراً اس کا مناسب علاج کیا جاوے۔ دواؤں میں فشار الدم قوی کو گھٹانے کے لئے چھوٹا چندن کو خاص شہرت حاصل ہے۔ چنانچہ دورے کے وقت چھوٹا چندن ۳ ماشہ فلفل سیاہ ڈیڑھ ماشہ سفوف بنا کر شربت عناب کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ جب خون کا دباؤ طبعی درجے پر آ جاوے تو اس کا استعمال بند کر دینا چاہیئے چونکہ شرائین میں سوداء اور اجزائے ارضیہ کی وجہ سے سختی کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ جو منجملہ اور اسباب کے فشار الدم قوی کا ایک اہم سبب ہے۔ اسلئے علاج کے سلسلے میں مبرّد اور مرطب دوائیں اور خصوصاً سوداء کی اصلاح کرنیوالی دوائیں استعمال کرنی چاہیں۔ اگر مذکورہ بالا سفوف، افتیمون ولایتی ایک تولہ پوٹلی میں باندھ کر دودھ پاؤ سیر میں جوش دے کر اس کے ساتھ یا ماء الجبن کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ تو بہت مفید ہوگا۔ نیز پینے کے لئے یہ نسخہ دیا جائے۔

لعاب بہدانہ ۳ ماشے، شیرہ تخم کاہو مقشر ۳ ماشے شیرہ تخم کدو شیرین ۳ ماشے۔ شیرہ تخم خرفہ سیاہ ۳ ماشے، شیرہ مغز تخم خیارین ۳ ماشے۔ شیرہ مغز تخم تربوز ۳ ماشے۔ عرق گاؤزبان ۹ تولے اور عرق کیوڑہ ۳ تولہ میں نکال شربت عناب ۲ تولے حل کرکے پلادیں۔

دورے کی حالت میں اگر مندرجہ ذیل پاشویہ دیا جاوے تو بھی مفید ہوگا۔

گل نیلوفر ایک تولہ۔ گل بنفشہ ایک تولہ۔ تخم خطمی ایک تولہ۔ سبوس گندم ایک تولہ۔ نمک طعام ایک تولہ۔ برگ کنار پاؤ سیر۔ پانچ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب تہائی رہ جائے۔ تو صاف کرکے نیم گرم پاشویہ کریں۔

فشار الدم قوی کے مریض کو قبض ہرگز نہ ہونے دیا جاوے۔ ایسے ملین مسہلات استعمال کریں۔ جو پانی جیسے دست لائیں۔ تجربے کی بنا پر جوارش مفرح مسہل کو بھی فشار الدم قوی کے مریضوں میں رفع قبض کے لئے مفید پایا گیا ہے۔ اگر فشار الدم بہت بڑھ جائے اور مریض تنومند اور طاقتور ہو تو فصد باسلیق یا ہفت اندام کے ذریعے سے حسب ضرورت خون نکالا جائے۔ فصد کے بعد تبرید کے لئے یہ نسخہ دیں۔

خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ۔ ورق نقرہ ایک عدد میں لپیٹ کر کھلا دیں۔ اوپر سے عناب ۵ دانے عرق گاؤزبان ۱۲ تولے میں شیرہ نکال کر شربت بنفشہ ۲ تولے شامل کرکے تخم ریحان مسلم ۷ ماشے چھڑک کر پلا دیں۔

فشار الدم قوی کے مریض کو غذا بہت ہی کم دیں۔ اور جو دیں وہ صرف سیال ہونی چاہیئے۔ خاص طور پر خون بنانے والی غذائیں بالکل بند کر دی جائیں۔ پھل اور ترکاریوں کا زیادہ زور دینا چاہیئے۔ چائے اور کوفی اگر قطعی چھوڑ دی جائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ ورنہ اعتدال لازم ہے۔ شراب سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے۔ البتہ ٹھنڈے کی اجازت ہے نیز پانی خوب پیا

جائے۔ اور خصوصاً غذا کھانے سے پہلے نمک بہتر ہے۔ کہ کھانے میں بالکل نہ دیا جاوے۔ اگر مریض بہت ہی موٹا ہو۔ تو شکر۔ گھی اور نشاستے دار غذائیں ترک کرکے اس کا وزن گھٹانے کی کوشش کریں۔ نیم گرم غسل روزانہ دیا جاوے۔

بعض اوقات نوجوانی میں فشار الدم بڑھ جاتا ہے۔ مگر ان میں نہ تو نکلس شریانی ہوتا ہے۔ نہ رگوں میں صلابت اور نہ گردوں میں کیفیت۔ اس قسم کے فشار الدم قومیہ کا علاج جگر کے ست کے ساتھ بہت کامیابی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

علاج فشار الدم ضعیف

اس کا علاج بالکل اسباب کی بنا پر ہونا چاہیئے مثلاً فقر الدم یا ضعف قلب کی حالتوں میں وہی علاج ہونا چاہیئے۔ جو ان کیفیتوں کو دور کرے۔ عام طور پر صحت کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور مناسب ورزش اور ریاضت کے ساتھ ساتھ مناسب آرام دینا بھی ضروری ہے۔ ورزش نہایت غور کے ساتھ مقرر کرنی چاہیئے کیونکہ مریض بہت جلد تھک جایا کرتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی سے غسل اور مالش بہت فائدہ مند ہیں۔ دواؤں کے طور پر مقویات مثلاً فولاد۔ سنکھیا۔ کچلے اور مروارید کے مرکبات دیئے جا سکتے ہیں۔

صرف۔ ساگ خرفہ و کاہو پکا کر کھانا از بس مفید ثابت ہوگا۔ برگ کیکر ۵ تولہ کو ۲۰ تولہ پانی میں بھگو کر رات کو شبنم میں رکھیں۔ صبح صرف پانی چھان لیویں اور مصری سے شیریں کرکے بارہ یوم متواتر پینے سے فشار الدم ہر قسم جاتا رہتا ہے۔

برگ گل نیلوفر ۶ ماشہ ایک گلی پیالہ میں رات کو بھگوئیں پانی ایک پاؤ ہو۔ صبح مل کر چھان لیویں۔ اور مصری سے شیریں کرکے نہار منہ پی لیا کریں۔

غذا۔ کدو۔ توری۔ ٹینڈا۔ پالک کا ساگ۔ خرفہ کا ساگ کھاویں۔ اور تیز مصالحہ دار مثلاً لال مرچ۔ بیگن۔ دال مسور وغیرہ گرم اشیاء سے پرہیز کریں۔ آشاش جوین عرق بید مشک ملا کر پینا بھی فوری اثر دکھاتا ہے۔ جان دم بوٹی جو اسی نام سے مشہور ہے۔ ایک تولہ گھونٹ چھان کر کاسہ نبات سے شیریں کرکے پینا بہترین علاج ہے۔ اور یہ بوٹی اسی نام سے عام مشہور ہے۔ تازہ ایک تولہ اور اگر خشک ہو تو ۹ ماشہ وزن میں ہونی چاہیئے۔

دیہاتی دنیا
زمینداروں کی بہبودی کا ایک بہترین
ہمدرد رسالہ ہے

ملاحظہ

آج بتقریب دورہ پنچایت کنگن کے کام کا ملاحظہ کیا گیا۔ غلام محمد سرپنچ عزیز میاں سیکرٹری۔ غلام رسول راتھر۔ مقبول شاہ ممبران ہیں۔ مفصلات ہیں ۷۔ امقدمات زیر تجویز رکھے گئے ہیں۔ جہاں تک پنچایت کا کام دیکھا گیا ہے پنچایت کا کام ناتسلی بخش پایا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ باوجود کافی ہدایت کے پنچایت نے شالی کی فراہمی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ اور بالکل دلچسپی سے خالی ہے۔ چنانچہ آج ہی ہمارے روبرو چند زمینداروں اور سرکاری اہلکار محمد شفیع صاحب نے شالی کے نہ ملنے کی نسبت عام شکایت کی بلکہ پنچایت کے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ شالی کی فراہمی کے لئے ہدایات سنائی گئیں مگر سرپنچ اور ممبران پھر بھی فراہمی شالی میں دلچسپی لینے کیلئے تیار نہیں۔ رجسٹر کیش بھی اچھی حالت میں نہیں پایا گیا۔ نہ میزان ماہوار کیا جاتا ہے۔ اور نہ کیش کو سیونگ بنک میں رکھا گیا ہے۔

مقدمات زائد از چھ ماہ زیر تجویز پڑے ہیں۔ سرپنچ متمرد اور لاپرواہ ہے۔ پنچایت کی طرف سے آمد و خرچ کا نقشہ نہیں دیا جاتا۔ محصولات جمع پائے گئے ہیں اندراجات کی ترتیب درست نہیں رکھی گئی ہے۔ مقدمات میں راضی نامے کم کرائے جاتے ہیں۔ حالانکہ پنچایت کو راضی نامے زیادہ کرانے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ پنچایت کی حدود میں کنگن ہردیچن کیمیارہ۔ چیرون۔ میر گنڈ اور ۔ کھال کے مواضعات سپرد ہیں تو بہت بڑا علاقہ ہے۔ آج پنچایت مائی گام۔ چھتر گل اور وانگت قائم کی گئی ہے۔ جن کے ممبران پنچایت زمینداران نے احسن طریق پر انتخاب کئے ہیں۔ چونکہ پنچایت کا کام بالکل ناتسلی بخش ہے۔ اور سرپنچ بھی دلچسپی نہیں لیتا۔ اس لئے اس پنچایت کے مواضعات ہم دیگر پنچایتوں کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دینے پر تیار تھے مگر پنچایت کو پھر ایک موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور کام کو عمدگی سے انجام دے۔ شالی کا کافی انتظام رکھیں جس سے وہاں شالی کی عدم موجودگی کی کوئی شکایت نہ ہو۔ سردست پنچایت کا حلقہ اثر صرف موضع کنگن پر محدود کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صرف کنگن حلقہ کا کام کریں۔ اگر ان کا کام اچھا پایا گیا تو پھر غور کیا جائیگا۔

تحریر ۱۷ / جیٹھ ۱۹۹۸ء

شام سندر لعل (رائے بہادر)
رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت افسر

کامیاب پنچائتیں

میں خود ایک دیہاتی ہوں۔ اور دیہاتی حالات سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہوں۔ حضور پُرنور سری سرکار راجا الا دہاراجہ سمہر سری سنگھ جی بہادر کے دل میں رعایائے ریاست کو بام عروج پر پہنچانا مقصد ہے جس کے لئے حضور پُرنور نے رعایا ریاست کو وقتاً فوقتاً مفید اصلاحات دے دیئے۔

دیہاتیوں کی بہتری کا حل دیہات سدھار اور پنچایتوں سے پورا ہوگا۔ حضور پُرنور نے دیہاتیوں کو یہ بھی عطا کیا۔ اور اس محکمہ کے روح رواں عالی جناب رائے بہادر پنڈت شام سندر لعل جی ورما ہیں۔ جن کے حسن تدبیر سے پنچایتوں کو بیش بہا ہدایات دیہاتی دنیا کے ذریعہ ملتی رہتی ہیں۔ اب ان ہدایات پر عمل کرنا اور کرانا پنچایتوں کا کام ہے۔ کہ وہ دیہاتیوں کو بام عروج پر پہنچائیں۔ وہی پنچایت کامیاب کہی جاسکتی ہے۔ جو اپنے حلقہ پنچایت میں لوگوں کی حالت کو سدھارے اور ان کی اقتصادی۔ معاشرتی۔ اخلاقی جسمانی حالت سدھارے۔ میں اس بارے میں کچھ عرضداشت کرونگا جن پر عمل کرنے سے پنچائتیں زیادہ کامیاب بن سکتی ہیں۔ ہر ہفتہ اجلاس کو لیکچر کے ذریعہ سمجھایا کریں۔ کہ آپ لوگوں کی بہتری ان باتوں سے ہے۔ اور ان کو مفید ہدایات بتلا کر ان پر عمل کرائیں۔ ہر ممبر پنچایت ہفتہ میں ایک نہ ایک روز اپنے حلقہ کے کسی گاؤں میں جاکر صفائی کا وعظ سنایا کرے عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر ایک گاؤں میں سیوکوں کی ٹولی موجود ہے۔ انہیں صرف تربیت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ لیکچر کے ذریعہ گاؤں کے لوگوں کی توجہ حسب ذیل امورات کی طرف دلایا کریں۔

صحت اور صفائی کا خیال رکھنا۔ اپنی آمدنی سے زائد خرچ نہ کرنا۔ گاؤں میں اتفاق سے رہنا۔ اپنے دقیانوسی رسم و رواج کو خیرباد کہنا۔ بیہودہ رسموں کے لئے قرضہ برداشت نہ کرنا۔ باتونی نہ بننا۔ عمل کرنا۔ زمینوں میں باغ بنانا۔ اپنے مال مویشیوں کی پرداخت اچھی طرح سے کرنا وہم کی بیماری کو دور کرنا۔ ہر مفید تحریک کو شک کی نظر سے نہ دیکھنا۔ ہر کسی کا بزرگ نہ بننا۔ خود اپنے ہاتھوں سے کام کرنا۔ جھوٹے وقار کو چھوڑ دینا۔ ملازمان سرکار کا خوش دلی سے استقبال کرنا۔ ان کے کام میں مدد دینا۔ اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا۔ سمجھداری سے کام کرنا۔ ایک دوسرے

کو دکھ نہ پہنچانا۔ مقدمہ بازی سے پرہیز کرنا۔ ان تمام باتوں پر شجاعت کے ساتھ تشریح کرنا۔ ہر ممبر پنچایت اپنے فرائض منصبی میں داخل کرے۔ اگر ان باتوں پر عمل شروع کیا گیا تو دیہاتیوں کی کایا پلٹ جائیگی۔ اور دیہاتی بھی مہذب ہو نگے اس وقت پنچایتیں ہر اتوار کو اجلاس کرتی ہیں۔ وہاں پر سوائے مقدمات کے اور کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ مقدمات کے متعلق بھی پنچایتیں ان لوگوں کو سمجھایا کریں۔ کہ وہ اسی قدر جلد بازی سے کام نہ لیا کریں۔ آخیر میں مقدمہ بازی برا فعل ہے۔ اگر میری اس عرضداشت کو پنچایتیں قبول کریں اور وہ اپنے طرز عمل سے حقیقی رہنما بن کر کام کریں تو وہ راعی اور رعایا کے درمیان ایک خوشگوار باب کا اضافہ کرینگی اور ایک کامیاب پنچایت کہلائیں گی۔

سری کنٹ سادھو

موضع ہوترہ تحصیل اننت ناگ

جموں و کشمیر ٹورنگ ڈیپوٹیشن کا دورہ

ڈیپوٹیشن نے گذشتہ دنوں میں حلقہ جات پنچایت کاکاپورہ و ٹکن بٹہ پورہ تحصیل پلوامہ کا دورہ کیا۔ ہر جگہ صحن ہا و مکانات و دوکانات و کوچہا وغیرہ کی صفائی کرائی گئی۔ اور لوگوں کو قرب و جوار کی گلیوں کو صاف رکھنے کی تاکید کی گئی۔ حفظان صحت کا پرچار کیا گیا۔ ڈیپوٹیشن کے ڈاکٹر صاحب نے موقع پر مریضوں کا ملاحظہ اور علاج کیا۔ لوگوں کو تعلیم بالغان کی طرف رجوع کیا گیا۔ اور اس کے فوائد ذہن نشین کرائے گئے۔

پہلی جون سنیچر کے دن کاکاپورہ میں ایک بھاری جلسہ منعقد کیا گیا۔ اپنی عقیدت اور جوش کا اظہار کرنے کے لئے لوگوں نے جلسہ گاہ کو Wel come وغیرہ سے مزین کیا تھا۔ ذیلدار و سرپنچ مجسٹریٹ و پنچایت ممبران و نمبرداران چوکیداران و عہدہ داران دیہی وغیرہ سب نے جلسہ میں حصہ لیا۔ تقریباً پانچ سو اشخاص نے شمولیت کی۔ مقامی ڈل سکول کے سٹاف و طلباء نے بھی جلسہ میں حصہ لیا۔ پہلے سکاوٹ لڑکوں نے کھڑے ہو کر نظمیں گائیں۔ پھر ریڈیو کا گانا اور خبریں سنائی گئیں۔ اس کے بعد ڈیپوٹیشن کے معزز ممبران نے صحت و صفائی و موجودہ جنگ کے حالات اور ہمارا فرض۔ مہاراجہ گارڈز۔ اطاعت قانون۔ باہمی رواداری و خدمت انسانی بلا امتیاز ملت۔ تعصب فرقہ داری کی لعنت۔ اگریکلچر کھاد بنانے کے طریقے۔ فوائد پنچایت وغیرہ پر لکچر دے کر سامعین کو بے حد مستفید کیا۔ لوگوں پر اس

کاروائی کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مزید براں لیڈر صاحب ڈیپوٹیشن نے جناب پرائم منسٹر صاحب کی بیدار مغزی و حسن انتظام کی تشریح کرتے ہوئے لوگوں کو افواہ پذیر لیڈروں کے زہریلے اثر سے دور رہنے کی تاقین کی۔ جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ ذیلدار و سرپنچ و دیگر اصحاب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مندرجہ ذیل ریگولیشن باتفاق رائے پاس ہوا۔

تجویز:۔ قرار پایا کہ پنچایت کا کالپورہ کی پبلک کا یہ اجتماع جناب پرائم منسٹر صاحب و ریونیو منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے ٹورنگ ڈیپوٹیشن کے ذریعے ہمیں اس قدر مستفید ہونے کا موقعہ دیا ہے۔ نیز پبلک جناب پنچایت افسر کی بھی بہت ممنون ہے۔ جن کے انتظام پنچایت سے ہمیں بہت سہولتیں میسر ہو رہی ہیں۔ یہ ٹورنگ ڈیپوٹیشن پبلک کے لئے مثل آب حیات ثابت ہو رہا ہے

تجویز نمبر ۲:۔ قرار پایا کہ مقامی آب پاشی کی خاطر گورنمنٹ سے مودبانہ التماس کیا جائے۔ کہ کچھ معقول انتظام ہونا چاہیے۔ جس کے لئے پبلک بھی مدد دینے کو تیار ہے۔

تجویز نمبر ۳:۔ قرار پایا کہ پنچایت کا کالپورہ کا نیا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

پبلسٹی سکریٹری
جموں و کشمیر ٹورنگ ڈیپوٹیشن

"دیش سیوک" جموں کی اطلاع کیلئے

اخبار دیش سیوک نے اپنے ایک مقالہ میں "تحصیل کوٹلی کی غریب زمیندار رعایا کے ساتھ سوتیلا سلوک" کے عنوان سے ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ تحصیلات بھمبر اور میرپور کے لئے ہزار ہا روپیہ کے اسٹیمیٹ مرتب ہو کر برائے منظوری ارسال کئے گئے ہیں۔ لیکن تحصیل کوٹلی کے لئے صرف ایک ہی اسٹیمیٹ تیار ہوا ہے۔

ہم "دیش سیوک" کی اطلاع کے لئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب نے کھوئی رٹہ اور کوٹلی کا دورہ کیا۔ اور جس قدر درخواستہا موقع پر اُن کے پاس پیش کی گئیں۔ اُن کا ملاحظہ کرنے کے بعد حسب ضرورت کوٹلی تحصیل کے لئے اسٹیمیٹ تیار کئے گئے ہیں۔ جو منظوری کے لئے محکمہ ہذا میں پہنچ چکی ہیں۔ دو تعمیری تجاویز منظور بھی ہو چکی ہیں جن میں سے مواضعات سی ہور اور سپیری میں پانی کی بہم رسانی اور ایک باولی کے کنوئیں میں تبدیل کرنے کے متعلق ہیں۔ سال گذشتہ موضع پلاہل کلاں میں ایک منظور شدہ کنوئیں کی تعمیر عمل میں لائی جا رہی ہے۔

ہمارے محترم معاصر "دیش سیوک" یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ تحصیل کوٹلی بھی دیگر تحصیلات کی طرح اپنا حصہ دیہات سدھار کے خزانہ سے وصول کر رہی ہے۔

۔ ایڈیٹر۔

گرام سدھار

گذشتہ سے پیوستہ

— ۱۷۶ —

منظر ۔ مکان ——— وقت ۔ شام

ادھیا پک جی شام کے وقت ان کسانوں کو پڑھاتے ہیں، جو دن بھر کھیتی باڑی اور دوسرے کام کرتے ہیں۔ اور شام کو ودیالیہ میں پڑھنے آتے ہیں۔

— ۱۷۷ —

منظر ۔ راستہ ——— وقت ۔ صبح

(سوشیل اور ایک بوڑھا کسان آپس میں باتیں کرتے جا رہے ہیں)

کسان ۔ تم دودھ پیتے بچے ہو نہیں! سوچو تو سہی! پہلے کیا تھے اور اب کیا ہو!

سوشیل ۔ آپ ہی بتائیں!

کسان ۔ پہلے دھن وان پتا کا سکھی بیٹا اور اب درآچاری عورت کا دکھی پتی!

سوشیل ۔ یوں کیوں نہیں کہتے ۔ پہلے اینائے کے دھن سے پلا ہوا درآچاری اور اب سنتوش اور شانتی کا پتلا!

کسان ۔ جھوٹ! پاپ میں سکھ اور شانتی کہاں؟

سوشیل ۔ لیکن جسے آپ پاپ کہہ رہے ہیں، وہ میرے وچار میں پاپ نہیں۔

کسان ۔ تمہارے وچار میں نہ ہو لیکن سنسار کی نظروں میں تو ہے!

سوشیل ۔ آپ سنسار کسے کہتے ہیں؟

کسان ۔ دھن ۔ مان ۔ بل اور ادھیکار والوں کو!

سوشیل ۔ ایسے لوگ کتنے ہیں بھلا! اپنے ہی گاؤں میں دیکھو!

کسان ۔ (چپ)

سوشیل ۔ بتائیے ۔ دو تین سے زیادہ تو نہیں تین سو گھروں میں!

کسان ۔ ہاں تو۔

سوشیل ۔ تو کیا ان انگلی پہ گنے جانے والوں ہی سے سنسار بن سکتا ہے؟

کسان ۔ نہیں تو۔

سوشیل ۔ پھر آپ ہی سوچیں، کہ سنسار کے وچار کیا ہو سکتے ہیں؟

— ۱۷۸ —

منظر۔ صحن ———— وقت ۔ دن

(ضلعے دار اپنے صحن میں چوکی پر بیٹھا چند کسانوں سے باتیں کر رہا ہے)

ضلعے دار۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ پانی پہلے میرے کھیتوں میں آئے گا۔ اور پھر دوسروں کے!

ایک۔ لیکن پانی کے راستے میں تو پہلے میرے کھیت ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

ضلعے دار۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہوں تو۔

دوسرا۔ ہم بھی تو آپ ہی کی پرجا ہیں ضلعے دار جی!

تیسرا۔ ہم غریبوں پر دیا کریں مہاراج!

ضلعے دار۔ میری یہی آگیا ہے۔ کہ پہلے میرے کھیتوں کو پانی ملے گا، اور پھر تمہارے!

پہلا۔ یہ تو انیائے ہے پھر!

ضلعے دار۔ یہی سہی۔ لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں وہی ہو کر رہے گا۔

(اسی وقت سوشیل مکان کے پیچھے سے آکر کہتا ہے)

سوشیل۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ پانی کھیتوں کو اپنی اپنی باری پر ملے گا۔

ضلعے دار۔ کون، سوشیل؟

سوشیل۔ ہاں میں یہ انیائے نہیں ہونے دونگا۔ چاہے آپ یا زمیندار بھلے ہی سر پیٹیں۔

— ۱۷۹ —

منظر۔ مکان ———— وقت۔ صبح

(زمیندار صاحب اپنے دوست کے ساتھ بیٹھے ہیں)

زمیندار۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے۔ کہ وہ کشور کو پکڑ لائیں

دوست۔ پھر؟

زمیندار۔ جب وہ ہمارے بس میں آئے گا۔ تو تنگ آکر آپ ہی سیدھے راستے پر آئیگا۔

دوست۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ کشور کو قید کرنے کے بعد لوگ چپ چاپ بیٹھیں گے۔

زمیندار۔ نہیں تو اور کیا کریں گے؟

دوست۔ آسمان سر پہ اٹھائیں گے۔ آپ کو کسی طرح چین نہ دیں گے۔ یہاں تک کہ بات بڑھ کر سرکار کے کانوں تک پہنچ جائے گی۔

زمیندار۔ نہیں۔ مجھے وشواس ہے۔ کہ ان کا جوش ذرا سی دھمکی سے ٹھنڈا پڑ جائے گا،

دوست۔ ہرگز نہیں۔

— ۱۸۰ —

منظر۔ مکان ———— وقت۔ دن

(رمبا اپنے مکان میں بیٹھی لڑکیوں کو پڑھا رہی ہے)

رمبا۔ (ایک لڑکی سے) تم گھر پہ سبق یاد نہیں کرتی؟

لڑکی۔ جی۔ وہاں تو کوئی پڑھانے والا ہے ہی نہیں۔

رمبا۔ کیوں تمہارے تو ہیں۔

لڑکی۔ وہ چھوٹے ہیں کیا؟

دوسری لڑکی۔ کیوں۔ میرے پتا بھی تو بڑے ہیں وہ نہیں پڑھتے کیا؟

رمبا۔ اب تو بوڑھے بھی پڑھنے لگے ہیں۔ کشور جی کی دیا سے!

تیسری۔ میرے چچا اب خوب پڑھ لکھ سکتے ہیں بھائی جان کی چھٹی آتی ہے۔ تو آپ ہی پڑھ کر جواب لکھتے ہیں۔

رمبا۔ اب تو تمہاری بڑی بہنوں اور ماتاؤں کو بھی پڑھنا ہوگا۔

پہلی۔ اہا۔ گھر میں روٹی کون پکائے گا پھر؟

رمبا۔ گھر کا کام کاج کرنے کے بعد۔

— ۱۸۱ —

منظر۔ کھیت ——————— وقت۔ دن

کھیتوں میں کشور۔ سوشیل۔ سیوکوں کی ٹولی اور بہت کسان ضلعے دار کے کھیت میں پانی کا منہ بند کرتے ہیں اور اسے دوسرے کسانوں کے کھیتوں کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جن کی پہلے پانی لینے کی باری تھی۔ اتنے میں ضلعے دار چند لٹھ بند کسانوں کے ساتھ آتا ہے۔ اور دونوں ٹولیوں میں ہاتھا پائی ہوتی ہے۔ ضلعے دار اپنے ساتھیوں کی مدد سے کشور کو پکڑ لیتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ سویم سیوک ضلعے دار کی ٹولی پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کشور انہیں روکتا ہے۔

— ۱۸۲ —

منظر۔ مکان ——————— وقت۔ دن

(زمیندار صاحب اپنے مکان میں بیٹھا اپنی بیوی سے باتیں کر رہا ہے)

زمیندار۔ تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔ لیلا کو شہر میں بیاہنا چاہتی ہو۔ تو کئی اچھے بر ملیں گے۔

زمیندارنی۔ شہر میں؟

زمیندار۔ ہاں شہر میں۔ چاہو تو آج ہی پربندھ کر دوں۔

زمیندارنی۔ یہی سہی۔ لیکن... لیلا.....

زمیندار۔ لیلا کیا؟ اس سے پوچھو گی؟

زمیندارنی۔ نہیں لیکن پوچھ بھی لوں تو ہرج ہی کیا ہے؟

زمیندار۔ ضرورت بھی کیا ہے؟ (باہر سے شور سنائی دیتا ہے۔ زمیندار کھڑکی سے جھانک کر نیچے چلا جاتا ہے)

— ۱۸۳ —

منظر۔ صحن ——————— وقت۔ دن

(زمیندار کے صحن میں ضلعے دار اور چند کسان کشور کو باندھے کھڑے ہیں۔ زمیندار صاحب باہر آتے ہیں۔ مکان کے اندر سے چیخ سی سنائی دیتی ہے۔ کشور کی آنکھیں اوپر اٹھتی ہیں)

زمیندار۔ لے آؤ اسے۔ اس طرف۔ اندر

(ضلعے دار اور کسان اسے مکان کے اندر لے جاتے ہیں۔ باہر سے لوگ خوب شور مچاتے ہیں)

— ۱۸۴ —

منظر۔ میدان ——— وقت۔ شام

گاؤں سے باہر میدان میں بہت لوگ جمع ہیں کشور کے قید ہونے پر طرح طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ سیوکوں کی ٹولی دُکھ اور کرودھ ظاہر کر رہی ہے۔ اتنے میں سوشیل لوگوں سے اونچی آواز میں کہتا ہے۔

سوشیل۔ آپ کشور جی کے قید ہونے پر دُکھ نہ کریں۔ اور آپے سے باہر نہ ہو جائیں۔ مانا کہ آپ سب کے دلوں میں اُن کا پریم ہے۔ آپ اس پریم کو اس طرح ظاہر کریں کہ اُن کے بتائے ہوئے کام کو چلائیں یہی اُن کا سندیش ہے۔ اور اسی سے اُنہیں بند رہ کر بھی شانتی ہو گی۔

(سب لوگ 'ہاں ہاں' اور 'ضرور ضرور' کہہ کر چلے جاتے ہیں)

— ۱۸۵ —

منظر۔ مکان ——— وقت۔ دن

(لیلا رات کے وقت اُس کمرے کی چھوٹی سی کھڑکی کے پاس جاتی ہے۔ جس میں کشور بند ہے۔ وہ دھیرے دھیرے کشور کو پکارتی ہے۔ کشور کھڑکی کے پاس آ کر اُن سے باتیں کرتا ہے۔)

کشور۔ کون لیلا؟ یہ تم کیا کر رہی ہو! چلی جاؤ۔ تمہارے پتا سُن پائیں۔ تو تمہیں بہت دُکھ دیں گے۔

لیلا۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دُکھ ہو سکتا ہے؟

کشور۔ تم چلی جاؤ یہاں سے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم بھی میرے ساتھ دھر لی جاؤ۔

لیلا۔ آپ باہر نہیں آئیں گے کیا؟

کشور۔ باہر؟ کیوں؟ کس طرح؟

لیلا۔ میں تالا کھولوں گی۔ آپ ابھی بھاگ جائیں یہاں سے!

کشور۔ بھاگ جاؤں۔ نہیں لیلا۔ شاید مر کر بھی مجھ سے یہ کام نہ ہو سکے۔ میں کائر نہیں۔

لیلا۔ پتہ نہیں۔ پتا جی کتنے دن آپ کو یہاں رکھیں؟

کشور۔ چاہیں عمر بھر رکھیں۔ مجھے اس کا دُکھ نہیں۔ لیکن تم اپنے آپ پر آنچ نہ آنے دو۔

لیلا۔ مجھے اپنی پرواہ نہیں۔ آپ چلے جائیں یہاں سے!

کشور۔ نہیں لیلا۔ ایسا نہ کہو۔ جاؤ۔ چلی جاؤ!

— ۱۸۶ —

منظر۔ سڑک ——— وقت۔ دن

گاؤں کی سڑک پختہ بنائی جا رہی ہے۔ اس پر کنکر بچھائے جا رہے ہیں۔ کسان شوق سے کام کرتے نظر آتے ہیں۔ چند سیوک اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

— ۱۸۷ —

منظر۔ پن گھٹ ——— وقت۔ صبح

(ندی کنارے چند عورتیں پانی بھرتی ہوئی آپس میں باتیں کرتی ہیں)

ایک۔ کتنا کٹھور ہے۔ بے چارے کو اندھیری کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے۔

دوسری۔ بھگوان جانے۔ کھانے کو بھی کچھ دیتا ہو گا کہ نہیں۔

تیسری ۔ میں نہیں سمجھتی۔ اُس نے کیا کیا؟

پہلی ۔ یہی نا۔ ہماری بھلائی کے لئے پانی گھر بنوایا سڑک تیار کی۔ کنواں کھدوا۔ آگ بجھانے کا انجن لایا۔

چوتھی ۔ پن گھٹ بنوایا۔ بچوں کو پڑھا کر اُن کی آنکھوں میں اُجالا پیدا کیا۔ اور مدرسہ کھولا۔ لڑکیوں کو سینا پرونا سکھانے کا پربندھ کیا۔

دوسری ۔ اور بھی۔ گاؤں کا گاؤں اب کتنا صاف ہے۔ بچے کتنے پھرتیلے اور نِروگ ہیں۔ بیماروں کو کتنا سُکھ ہے۔ اور غریبوں کو کتنا آسرا!۔

پہلی ۔ وہ دوا اور سیٹھ ہمارا خون ہی تو چوستے تھے۔ اُن کی اب کہیں دال نہیں گلتی۔ کھیتی باڑی کے نئے اور اچھے طریقے سکھائے مویشیوں کو پالنے کے کیا کیا نئے گُر بتائے۔

تیسری ۔ ایک بات بھول ہی گئی۔ تمہارے پتی جیسے بوڑھوں کو پڑھانا شروع کیا۔

دوسری ۔ ہاں ہاں۔ جب شام کو کتاب لے کر پڑھتے ہیں "ایک تھی چڑیا ایک چروٹا" تو مجھے خوب ہنسی آتی ہے۔

پہلی ۔ سُنا نہیں۔ اب ہم جیسی عورتوں کو بھی پڑھائیں گے۔

تیسری ۔ ایک اور بات — وہ رسباکی —

چوتھی ۔ بہن! اس میں بُرا کیا ہے؟ گھر گھر پھر کر کھانے سے ایک ہی گھر سے مل جائے۔ تو اچھا ہے!

— ۱۸ —

منظر۔ مکان ———— وقت۔ صبح

(زمیندار صاحب کشور کے پاس آکر اُس سے باتیں کر رہے ہیں)

کشور ۔ مجھے بند کرنے کے بعد آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرے وچاروں کو بھی آپ نے روک لیا ہے۔

زمیندار ۔ تمہارے وچار کس کام کے؟ جب تم کچھ کر ہی نہیں سکتے!

کشور ۔ میرے وچار میں وہ شکتی ہے۔ کہ میرے یہاں رہتے ہوئے بھی باہر میرا اُدویش پورا ہوتا رہے گا۔ بلکہ پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ!

زمیندار ۔ تم شاید نہیں سمجھتے۔ کہ میرے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

کشور ۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ کسان اب وہ کسان نہیں۔ کہ آپ کے چکمے میں آکر اپنی آزادی کھو بیٹھیں۔

زمیندار ۔ کشور! میں اب بھی تمہیں سمجھاتا ہوں۔ کہ تم اپنی کرتوت سے باز آؤ!

کشور ۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ چاہے آپ مجھے جان سے بھی مار ڈالیں۔ میں نے کسانوں کو دُکھوں سے نکالنے کا پرن کر لیا ہے۔ یہ پورا ہو کر ہی رہے گا۔

زمیندار ۔ اور جب تم ہی نہ رہے تو —

کشور ۔ میرا شروع کیا ہوا کام تو جیوں کا توں چلتا رہیگا اِس کا مجھے پورا وشواش ہے!

— ۱۸۹ —

منظر۔ میدان —————— وقت۔ دن

(میدان میں ضلعے دار نے گاؤں کے سب کسانوں کو بُلایا ہے۔ اور اُن سے بات چیت ہو رہی ہے)

ضلعے دار۔ تم جانتے ہو۔ کہ میں نے اپنے بیٹے کو کشور کا ساتھ دینے کے لئے گھر سے نکال دیا۔ اس لئے اپنا بھلا چاہتے ہو۔ تو اس افراتفری کو بند کر دو۔

ایک۔ آپ چاہیں تو ہم سب کو بند کر لیں۔ پھر بھی وسواش رکھیں کہ یہ آگ اب بجھنے والی نہیں۔

دوسرا۔ یہ جب ہی بجھیگی۔ جب آپ کے اپنائے کو بھسم کر ڈالے گی۔

ضلعے دار۔ اگر آج میں تم سے زمین چھین لوں۔ تو بتاؤ۔ تم کیا کرو گے؟

تیسرا۔ زمین چھیننا آپ کے بس کا کام ہے نہ زمیندار صاحب کے۔ اس پر ہمارا ادھیکار ہے۔

چوتھا۔ آپ ذرا اپنی ضلعے داری کے چھن جانے کی فکر کیوں نہیں کرتے؟

ضلعے دار۔ دیکھا جائے گا۔ جب تمہاری کھال اُتریگی تو شاید بدھی ٹھکانے آئیگی۔

پانچواں۔ جی بھر کر اپنائے کر لو۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر ہمارے دلوتا کا بال بھی بیکار ہوا۔ تو آپ کی خیر نہیں۔

چھٹا۔ اگر آپ ہمارے دلوتا کو آزاد نہ کریں گے تو ہم سب مل کر اُسے چھڑا لائیں گے۔

ضلعے دار۔ تم سب چھڑا لاؤ گے؟

سب۔ ہاں۔ ہاں۔ ہم۔ ہم سب!

— ۱۹۰ —

منظر۔ مکان —————— وقت۔ شام

زمیندار کے مکان کا وہ کمرہ نظر آتا ہے۔ جس میں کشور بند کیا گیا ہے۔ کشور کسی گہری سوچ میں پڑا دکھائی دیتا ہے۔ اتنے میں لیلا کھڑکی کے پاس آتی ہے۔ کچھ میوے اندر پھینکتی ہے۔ اور دبے پاؤں پھر اوپر چلی جاتی ہے۔

— ۱۹۱ —

منظر۔ مکان —————— وقت۔ صبح

(زمیندار صاحب اپنے دوست کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔)

دوست۔ جو کچھ میں باہر دیکھ رہا ہوں۔ اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر آپ کشور کو چھوڑ نہ دیں۔ تو بہت بُرا ہو گا۔

زمیندار۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں اُسے اپنی من مانی کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دوں۔

دوست۔ اسے بند کر کے آپ کو کوئی لابھ نہیں ہو گا۔ بلکہ آگ زیادہ تیزی کے ساتھ بھڑک اُٹھے گی۔

زمیندار۔ اُسے چھوڑ دوں۔ تو لوگ کیا کہیں گے؟

دوست۔ آپ اُسے چھوڑ دیں۔ تو لوگ سمجھیں گے کہ آپ بڑے وشال ہیں۔

(ضلعے دار اندر آتا ہے)

ضلعے دار۔ نستے!

زمیندار۔ نستے۔ کہئے۔ کچھ سمجھ گئے وہ؟

ضلعے دار۔ کچھ بھی نہیں۔ بات بہت بگڑ چکی ہے مجھے ڈر ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھیں۔ جس سے ہم کہیں کے نہ رہیں۔

زمیندار۔ تو پھر کیا کیا جائے؟

دوست۔ کشور کو ابھی چھوڑ دیں

ضلعے دار۔ میرا بھی یہی وچار ہے!

زمیندار۔ تو چھوڑ دو اُسے!

— ۱۹۲ —

منظر۔ صحن ———— وقت۔ شام

(ایک کسان صحن میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا ہے۔ اتنے میں دوسرا کسان آتا ہے)

دوسرا۔ ذرا یہ چٹھی پڑھ لو۔ ہم بھی تو دیکھیں۔ کیا کچھ سیکھا ہے تم نے؟

پہلا۔ ہوں چٹھی پڑھوانے آئے ہو یا پرکھنے؟

دوسرا۔ اوہو! دو چار ٹیڑھی سیدھی لکیریں پڑھ کر بڑا سمجھتے ہو اپنے آپ کو؟

پہلا۔ بڑا نہ ہوتا۔ تو تم میرے پاس کیوں آتے؟

دوسرا۔ بھائی تم بڑے ہی سہی۔ اب چٹھی تو پڑھ لو۔

پہلا۔ مگر یہ تو کہو۔ جب میں نے اس عمر میں پڑھنا لکھنا سیکھا تو تم کیوں شرماتے ہو؟

دوسرا۔ اس لئے کہ کہیں زمیندار صاحب خفا نہ ہو جائیں۔

پہلا۔ کتنے مورکھ ہو۔ اب جن کسانوں نے پڑھنا لکھنا شروع کیا۔ ان کا کیا بگاڑا زمیندار صاحب نے؟

دوسرا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ زمیندار صاحب ایسی باتوں کو کیوں نہیں چاہتے!

پہلا۔ وہ ایسا کیوں چاہیں۔ ہم ان پڑھ اور مورکھ رہیں تو اسی میں ان کا لابھ ہے۔ وہ بات بات پر ہمیں اُلو بنا سکتے ہیں

— ۱۹۳ —

منظر۔ مکان ———— وقت۔ دن

(کشور، سوشیل اور دوسرے سیوکوں کے ساتھ باتیں کر رہا ہے)

کشور۔ سڑک بالکل تیار ہو گئی نا؟

سوشیل۔ جی ہاں۔ ان دنوں ہم رات دن وہیں کام کرواتے رہے!

کشور۔ اور کنواں؟

سوشیل۔ وہ بھی ہفتہ بھر میں تیار ہو جائے گا۔

کشور۔ اس کے تیار ہو جانے پر وہاں پر ایک جلسہ منایا جائیگا۔

سوشیل۔ نرسری کا کام بھی اب ٹھیک ہو گیا ہے۔ لوگ دور دور سے آکر بوٹے مانگ رہے ہیں!

— ۱۹۴ —

منظر۔ اوشدھالیہ ———— وقت۔ دن

اوشدھالیہ کا بڑا کمرہ دکھائی دیتا ہے۔ ویدجی بیماروں کو دیکھ رہے ہیں۔ کمرے میں دیواروں کے ساتھ الماریاں

گئی ہیں۔ جن میں قسم قسم کی دوائیں دھری ہیں۔ دو نوجوان
بیماروں کو دوا دے رہے ہیں)

— ۱۹۵ —

منظر۔ صحن ———— وقت۔ صبح

(مکھیا جی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اور سامنے
بہت سے کسان ہیں۔ مالیہ جمع ہو رہا ہے)

مکھیا۔ (ایک سے) سوا پانچ روپے دو۔

ایک کسان۔ لیکن پرچی میں تو ساڑھے چار
ہی لکھے ہیں۔

مکھیا۔ سب برسوں سوا پانچ روپے دیتے رہے
تو آج ایسے کیوں بہکے جاتے ہو؟

پہلا کسان۔ پہلے میں پڑھا لکھا نہ تھا۔ اب تو آپ
دیکھ سکتا ہوں۔ کہ کتنا دینا ہے؟

مکھیا۔ میں یہ کچھ نہیں مانتا۔ پورے روپے لاؤ۔ جلد۔

دوسرا کسان۔ زیادہ کیوں دے گا یہ مکھیا جی!
ہم تو سب وہی دیں گے۔ جو پرچیوں میں لکھا ہے

مکھیا۔ وہ تو زمیندار صاحب کا حصہ ہے۔ ہم
کہاں سے کھائیں۔

تیسرا۔ اسی میں سے تو آپ کو بھی حصہ ملتا ہے۔
ہم کیوں دیں؟

چوتھا۔ آپ اناج بھی مانگتے ہیں۔ اور روپیہ بھی۔
ہم اتنا نہیں دے سکتے!

مکھیا۔ سب کچھ دو گے۔ باتوں سے نہیں۔ لاتوں سے!

— ۱۹۶ —

منظر۔ مندر ———— وقت۔ شام

(مندر کے احاطے کی ایک طرف کشور اور لیلا باتیں
کر رہے ہیں)

لیلا۔ وہ انہیں بہت سمجھاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی
پتا جی کی آنکھیں نہیں کھلتی۔

کشور۔ میرے وچار میں وہ ان کا بہت بھلا چاہتے
ہیں۔ وہ ہمیشہ جائداد چھوڑنے کے لئے نہ کہتے۔ تو لوگ آپ ہی
آپ ان کی آنکھیں کھول لیتے!

لیلا۔ لوگوں کے جواب نے ان کے کان کھڑے
کر دیئے تھے۔

کشور۔ ہاں لیکن میں نہیں سمجھتا۔ کہ وہ سیدھے
رستے پر کیوں نہیں آتے؟

لیلا۔ آئیں گے لیکن اپنا سب کچھ کھو کر۔

کشور۔ مجھے آپ کے پتا جی سے کوئی ویر نہیں۔
میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ لوگوں کے ساتھ نیائے کریں اور
ان کے دکھ دور کریں۔

لیلا۔ وہ تو مجھ سے نیائے کرنے کے لئے تیار
نہیں۔ لوگوں کے ساتھ کیا نیائے کریں گے۔

کشور۔ تمہارے ساتھ؟ وہ کیا انیائے کر رہے
ہیں تمہارے ساتھ؟

لیلا۔ جانے دیں ان باتوں کو۔ میں جاتی ہوں۔

(چلی جاتی ہے)

— ۱۹۷ —

منظر۔ مکان ——— وقت۔ صبح

(ضلعے دار اور مکھیا بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

ضلعے دار۔ کشور نے انہیں پڑھا کر بھی کہیں کا نہ رکھا زمیندار صاحب کو کیا دیں اور آپ کیا کھائیں۔

مکھیا۔ ہاں۔ پہلے جو کچھ ہم کہتے۔ وہ دیدیتے۔ اب پرچی پڑھکر ایک کوڑی بھی زیادہ نہیں دیتے ہیں۔

ضلعے دار۔ ہم بھی کیا کریں بُرا بھلا کہنے اور مار پیٹ سے تو اب کام چلے گا نہیں۔

مکھیا۔ جی ہاں۔ اب تو دونوں ہاتھوں سے اپنی پگڑی تھامنا پڑتی ہے۔ ایسی کچھ ہوا چلی ہے لوگوں میں۔

ضلعے دار۔ میں دوسروں کو کیا کہوں۔ میرا اپنا لال مجھ سے بگڑ گیا۔ اس کی یاد آتی ہے۔ تو کلیجے میں تیر سے چبھتے ہیں۔

مکھیا۔ تو بلاتے کیوں نہیں اُسے؟ آخر آپ کی آنکھوں کا تارا ہے وہ!

ضلعے دار۔ اُس کی ماں نے تو کہا، اپنا ٹکٹ چھوڑ دیا ہے۔ سوچ رہا ہوں کس طرح بلاؤں!

مکھیا۔ زمیندار صاحب سے بھی تو پہلے پوچھنا پڑیگا

ضلعے دار۔ ہاں، کیا معلوم وہ کیا کہیں؟

— ۱۹۸ —

منظر۔ میدان ——— وقت۔ دن

گاؤں سے باہر میدان میں گاؤں بھر کے کسان جمع ہیں۔ کشور انہیں کچھ سنا رہا ہے)

کشور۔ یہ کنواں بنانے کے لئے دھن کہاں سے آیا؟ نہ میں نے دیا۔ نہ زمیندار صاحب نے۔ یہ دھن سب آپ نے دیا۔ سیوکوں نے بڑے دلوں اور تھوڑا تھوڑا یہ آپ سے مانگ کر جمع کیا۔ اس سے یہ کنواں تیار ہوا۔ اس کنوئیں سے آپ کے بڑے دُکھ دور ہوں گے۔ ہمیں ان سیوکوں کے کام کو سراہنا چاہیئے!

ایک سیوک۔ نہیں۔ لوگوں کو آپ کے کام کو سراہنا چاہیئے جنہوں نے ہمیں دیش بھگت بنایا۔ لوبو نند کشور مہاراج کی . . . .

سب لوگ۔ جے۔

کشور۔ گاؤں کی بڑی سڑک بھی اب پکی ہوگئی۔ گھاٹ بھی بڑا سُندر بن گیا ہے۔ سیر کرنے کے لئے میدان بھی جھاڑیوں سے صاف ہوگیا۔ پانی گھر سے بھی آپ کا بڑا لابھ ہوا۔

سب لوگ۔ یہ سب آپ کی کرپا ہے۔

کشور۔ ابھی بہت کام باقی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں، کہ جتنا کام یہاں ہو چکا ہے۔ وہ اب دوسرے گاؤں میں بھی شروع کیا جائے۔ اور پھر آہستہ آہستہ جاگیر کے سارے لوگوں کا سدھار ہو۔

— ۱۹۹ —

منظر۔ صحن ——— وقت۔ صبح

(مکھیا اور ایک کسان باتیں کر رہے ہیں)

مکھیا۔ میں کیا کروں۔ زمیندار صاحب مالیہ کے لئے تنگ کر رہے ہیں۔

کسان۔ سچ کہتا ہوں مکھیا جی! میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں۔ گھر میں تین دن سے چولہا سرد ہے۔ بچے بھالے بھوک کے مارے تڑپ رہے ہیں۔

مکھیا۔ بھائی۔ دل تو چاہتا ہے کہ تم سے کچھ نہ لوں لیکن یہ میرے بس کی بات نہیں۔

کسان۔ زمیندار صاحب بھی جانتے ہیں۔ میرے ہرے بھرے کھیت پر بجلی گری۔ اور ایک دانہ بھی ہاتھ نہ آیا میں بھوک سے مر رہا ہوں۔ مالیہ کہاں سے دوں؟

مکھیا۔ کہیں سے قرض کر لو۔ ورنہ زمیندار صاحب تمہیں جیتا نہ چھوڑیں گے۔

کسان۔ یہ بھی ان کی کرپا ہو گی۔ میں جینے سے پہلے ہی تنگ آ چکا ہوں۔ گھر میں چھوٹے بچے بلک رہے ہیں کیا اس سے مرنا اچھا نہیں۔؟

—۲۰۰—

منظر۔ مکان ——— وقت۔ شام

آگ بجھانے کا انجن لے کر آتے ہیں۔ اور اسے پاس کے کنویں پر رکھ کر آگ بجھانے لگتے ہیں۔ کشور آپ بھی آتا ہے۔ اور آگ بجھانے میں سیوکوں کی مدد کرتا ہے اچانک مکھیا آگ میں گرتا ہے۔ سیوک دوڑ کر اسے آگ کی لپیٹ سے نکالتے ہیں۔ اور چارپائی پہ اٹھا کر اوشدھالیہ کی طرف لے جاتے ہیں۔

—۲۰۱—

منظر۔ مکان ——— وقت۔ دن

(زمیندار صاحب اور ضلعے دار باتیں کر رہے ہیں)

زمیندار۔ جاگیر کے سب گاؤں میں کام شروع ہو گیا چھوٹا منہ بڑی بات!

ضلعے دار۔ مجھے وشواس ہے۔ کہ وہ جو کہے گا۔ کر دکھائے گا۔

زمیندار۔ اس لئے کہ آپ کسانوں کو اس کا ساتھ دینے سے نہیں روک سکتے!

ضلعے دار۔ ہم کیا کریں۔ وہ اپنا لابھ ڈھونڈتے ہیں۔ ہم اپنا!

زمیندار۔ انہیں کیا لابھ ہے؟

ضلعے دار۔ یہ میں کیا جانوں زمیندار صاحب! مکھیا تو ابھی پورا مالیہ بھی جمع نہیں کر سکا۔

زمیندار۔ یہ کیوں؟

ضلعے دار۔ کئی کسانوں کے کھیتوں میں بجلی گرنے سے اناج ہی نہ اگا۔ وہ کہاں سے دیں؟

زمیندار۔ نہ اگا۔ تو ہم کیا جانیں؟ ہمیں مالیہ ملنا چاہئے!

—۲۰۲—

منظر۔ صحن ——— وقت۔ شام

(کشور اور کسان ایک جھونپڑی کے سامنے صحن

بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

کشور۔ آپ ذرا سوچ لیں۔ کہ اتنی چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے کیا لابھ ہے؟

کسان۔ اب تک تو سدا ہی ایسا ہوتا رہا ہے۔ اس میں دوش بھی کیا ہے؟

کشور۔ دوش ــــ؟ بہت! اور پھر اُس شادی سے لابھ بھی کیا۔ جسے لڑکی یا لڑکا سمجھ ہی نہ سکیں؟۔

دوسرا کسان۔ لیکن شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ لڑکی کی شادی سات برس کی عمر میں ہونی چاہیے۔

کشور۔ جھوٹ۔ شاستروں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے ہمارے رشی مُنی اتنے مُورکھ نہ تھے۔ کہ وہ کبھی ایسے نیم بناتے یہ سب سماج کا اپنایا ہے۔

تیسرا۔ ہم نے تو کبھی ایسا نہیں سُنا؟

کشور۔ لیکن یہ تو سُنا ہے۔ کہ رشیوں کی سنتان ۴۸ برس تک برہمچاری رہتے تھے۔

پہلا کسان۔ ہاں۔ یہ سچ ہے!

کشور۔ پھر چھوٹی عمر میں شادی سے کیا لابھ؟

ــ ۲۰۳ ــ

منظر۔ اوشدھالیہ ــــــ وقت۔ صبح

(مکھیا جی زخمی اور بیمار اوشدھالیہ میں چارپائی پر لیٹ رہا ہے۔ اور سرہانے ضلعے دار بیٹھا ہے۔)

مکھیا۔ آج میری آنکھیں کھلیں۔ کشور سچ مچ دیوتا ہے دیوتا۔ میں نے اُس کے پتا کی جان لی۔ لیکن اُس نے میری جان بچائی۔ کتنا وشال ہے اُس کا ہردے؟

ضلعے دار۔ نقصان بھی کچھ زیادہ نہیں ہوا۔

مکھیا۔ سیوک وقت پر آگ بجھانے کا انجن لے کر نہ آتے تو وہاں کچھ بھی نہ رہتا۔ آپ کا سوشیل کتنا اچھا ہے آگ میں کُودنے سے بھی نہ جھجکا۔ اور یہاں میری کتنی سیوا کرتا ہے؟

ضلعے دار۔ سوشیل۔ ہاں۔

مکھیا۔ ضلعے دار صاحب۔ اُسے گھر بلائیے۔ وہ رتن ہے۔ اور رمبا اُس کی چمک۔ وہ پھول ہے اور رمبا اُس کی سگندھ۔

ضلعے دار۔ لیکن زمیندار صاحب۔ . . .

مکھیا۔ زمیندار صاحب کے لئے کوئی اپنی آنکھیں تو نہیں نکال سکتا۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کو پھینک تو نہیں سکتا۔

ضلعے دار۔ میں اُسے بلاؤں گا۔ ضرور بلاؤنگا۔

ــ ۲۰۴ ــ

منظر۔ کھیت ــــــ وقت۔ دن

کھیتوں کے پاس طرح طرح کے پھل والے بوٹوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ کشور بہت کسانوں کے درمیان کھڑے ہیں سیوک کسانوں میں بوٹے بانٹ رہے ہیں کشور اُنہیں ان کے لگانے اور پالنے کا گُر سکھا رہے ہیں۔

ــ ۲۰۵ ــ

منظر۔ مکان ــــــ وقت۔ شام

(رمبا کے مکان پر ضلعے دار سوشیل کو لیتے آتے ہیں)

ضلعے دار - میں نے تمہیں بڑا دُکھ دیا۔ سوشیل۔ اسے بھول جاؤ!

سوشیل - مجھے ذرا بھی دُکھ نہیں پتا جی! آپ کے چرنوں میں رہنا تو میرے لئے سوبھاگیہ کی بات ہے۔ لیکن آپ اپنا انشچے پکا کریں۔

ضلعے دار - یہ انشچے اٹل ہے۔ میں زمیندار صاحب کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔

سوشیل - اور نند کشور جی - ؟

ضلعے دار - میرے ہردے میں اس کے لئے پریم ہے، شردھا ہے!

سوشیل - اور - وہ . . . .

ضلعے دار - وہ میری آنکھوں کی پتلی ہے اور گھر کی شوبھا!!

باقی آئندہ

شاہد

کھاد

زمین خواہ کتنی ہی زرخیز کیوں نہ ہو۔ بار بار فصل بونے سے کمزور ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں کھاد نہ ڈالا جائے۔ تو رفتہ رفتہ اس کی پیداوار بھی کم ہوتی جائے گی۔ اسلئے زمینداران کیلئے اشد ضروری ہے۔ کہ اس چیز کو ضایع نہ کریں۔ اور مطابق ہدایت ذیل استعمال میں لاویں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ زمیندار کھاد کو لاپرواہی سے برباد کر دیتے ہیں۔ اور اپنی قسمت کے نام کو روتے ہیں۔ کھاد دو قسم کی ہوتی ہے (۱) مصنوعی کھاد (۲) عام کھاد۔

مصنوعی کھاد ہمارے ملک میں استعمال نہیں کی جاتی یہ کھاد امریکہ و یورپ کے بڑے بڑے کارخانوں میں تیار ہوتی ہے۔ اور وہاں کے زمیندار ہی اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

عام کھاد - گوبر و کوڑا کرکٹ کی کھاد - پتوں کا کھاد - بھیڑ بکری و اونٹوں کی مینگنوں کی کھاد - اور ہڈی کی کھاد وغیرہ ہے۔

گوبر و کوڑا کرکٹ کی کھاد۔

اس کھاد میں نائٹروجن اور پوٹاش وغیرہ کے جز پائے جاتے ہیں۔ اور یہ ہر فصل کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر ہمارے ملک میں کسان لوگ اسی کھاد کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بنانے کا آسان طریقہ

یہ ہے کہ شام کو مویشیوں کے نیچے کا بچا ہوا چارہ اور تھوڑی سی راکھ ان کے نیچے بچھا دی جاوے۔ رات بھر میں مویشیوں کے پیشاب سے یہ سب چیزیں تر ہو جاویں۔ پھر صبح کو اکٹھا کر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا جاوے۔ اور جب گڑھا بھر جاوے تو گندہ پانی اور پیشاب وغیرہ ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا جاوے۔

پتی کا کھاد۔

موسم سرما میں گرے ہوئے پتوں کو اکٹھا کر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا جاوے اور اس کے اوپر مویشیوں کا پیشاب و گوبر وغیرہ ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا جاوے۔ تقریباً ایک سال کے بعد عمدہ کھاد تیار ہو جاتی ہے۔

ہڈی کی کھاد۔

جانوروں کی ہڈیوں کو توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گڑھے میں اکٹھا کر کے ڈال دیویں اور ان پر چونا، گوبر، پیشاب و گندہ پانی ڈال کر مٹی سے گڑھے کو ڈھانپ دیں۔ چند ماہ کے بعد ایک عمدہ کھاد تیار ہو جاتی ہے۔

طریقہ استعمال۔ پہلے زمین میں ہل چلایا جائے پھر کھاد ڈالنے کے بعد دوبارہ ہل چلایا جاوے۔ اس طریقے استعمال سے کھاد ہوا سے خشک و ضائع نہیں ہوتا اور کھیت کی پیداوار میں دوگنا اضافہ ہوتا ہے۔

(ممبر پنچایت فوجی پورہ)

شری یوراج کرن سنگھ جی کی سگائی

یہ بات نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی گئی ہے۔ کہ راجکمار شری یوراج کرن سنگھ جی بہادر کی مبارک رسم سگائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اسلئے پنچایت میدان چوگل کا یہ کھلا اجلاس اپنے پیارے اور محبوب ہز ہائینس مہاراجہ سر ہری سنگھ جی بہادر والیٔ جموں و کشمیر کی خدمت اقدس میں ہدیہ مبارک باد گذارش کرتا ہے۔ اور خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دست بدعا ہے۔ کہ ہمارے واسطے ایک ور راجکمار کرن سنگھ جی کو درازیٔ عمر عطا ہو۔ اور ہمارے سروں پر ہمیشہ ان کا سایہ قائم رہے

سرپنچ پنچایت میدان چوگل
تحصیل ہندواڑہ

ہوا

آدمی کی زندگی کے لئے ہوا سب سے ضروری چیز ہے۔ روٹی ایک دو دن نہ ملے تو آدمی زندہ رہ سکتا ہے پانی چند گھنٹے نہ ملے۔ تو بھی آدمی جی سکتا ہے لیکن ہوا دم بھر نہ ملے۔ تو دم ہوا ہو جائے۔

ہماری ضروریاتِ زندگی کی چیزیں ہمیں قسمت سے ملتی ہیں لیکن ہوا جو زندگی کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ بالکل مفت اور ہر وقت بے تکلف ملتی ہے۔

ہوا دنیا میں ہر جگہ ہے لیکن ایک ایسی شے ہے کہ ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ مگر جب درخت کے پتے ہلتے ہوں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہوا چلتی ہے۔

زمین کے اوپر چاروں طرف سے ہوا۔ ہم کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ہم ہوا میں بالکل اس طرح رہتے ہیں۔ جیسے مچھلی پانی میں۔ ہم کو سانس لینے میں ہوا کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو ہوا سانس سے ہمارے جسم میں جاتی ہے اور جو تھوڑی دیر کے بعد سانس سے باہر آتی ہے۔ ان دونوں ہواؤں میں بڑا فرق ہوتا ہے

جو ہوا ہمارے سانس میں جاتی ہے۔ اس سے ہمارا خون صاف ہوتا ہے۔ اور وہ ہوا خون کو صاف کر کے خود گندی ہو جاتی ہے پھر جب ہم باہر کو سانس لیتے ہیں تو یہ ہوا گندی باہر نکل آتی ہے۔

اگر ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کی صفائی میں فرق آ جائے تو ہماری صحت میں بھی فرق آ جاتا ہے۔ اس طرح اگر ہوا خراب ہو جائے تو ہماری زندگی اور ہماری صحت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

ہم اور چیزوں کی صفائی پر تو زور دیتے ہیں۔ اور اپنی سب سے بڑی ضروری خوراک یعنی ہوا کو صاف رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

کمرے کی ہوا تین طرح خراب ہو جاتی ہے۔

(۱) آدمیوں اور جانوروں کے سانس لینے سے

(۲) کسی چیز کے سڑنے یا کسی قسم کی بدبو پھیلنے سے۔

(۳) آگ تمباکو یا چراغ کے دھوئیں سے۔

لیکن تازہ ہوا کے جھونکے آ جاتے ہیں اور گندی ہوا کو اڑا لے جاتے ہیں۔

بعض لوگ رات کو بند کمروں میں سوتے ہیں جب کسی کمرے میں زیادہ آدمی سانس لیں۔ آگ یا چراغ جلیں اور باہر سے تازہ ہوا آنے کا کوئی راستہ موجود نہ ہو۔ تو

ظاہر ہے کہ ہوا خراب ہو جائیگی۔ اور اس میں سونے والے بیمار ہو جائیں گے۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم جس کمرے میں رہیں۔ اس کی ہوا صاف رکھیں۔ اور کمرے میں جابجا روشندان اور کھڑکیاں بنوائیں۔ تاکہ تازہ ہوا برابر آتی جاتی رہے

اپنے مکان کے آس پاس کسی قسم کی بدبو نہ پھیلنے دیں کوڑا کرکٹ جمع نہ ہونے دیں۔ اور گھر کے اندر باہر ہر جگہ تازہ ہوا میں رہنے کی کوشش کریں۔

بالکرشن اند اسٹور

دیہات میں پنچائتوں کے اجلاس

پنچائیت لورہ گام تحصیل پلوامہ۔

کا افتتاحی اجلاس ۱۰ ر جیٹھ ۱۹۹۸ء زیر صدارت خواجہ گلہ شاہ صاحب سرپنچ منعقد ہوا۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب نے زمینداران انسداد بد رسوم اور تعلیم پر تقریر کی دیگر شعبہ جات کے متعلق مختلف اصحاب نے اپنی اپنی بساط کے مطابق تقریریں کیں۔ بہم رسانی غلہ کے متعلق بھی مناسب ہدایات دی گئیں۔ عوام کی تعداد پانصد کے قریب تھی۔

پنچائیت سوپٹ سنگھ پورہ تحصیل کولگام۔

مورخہ ۱۹ ر جیٹھ کو زیر صدارت سرپنچ ایک جلسہ عام منایا گیا۔ میاں عبدالمجید راتھر وائس پریذیڈنٹ دیہات سدھار کمیٹی نے حاضرین کو جن کی خاصی تعداد تھی پنچایت کے فوائد سے آگاہ کیا۔ گرام سدھار کے طریقوں پر بھی کافی روشنی ڈالی۔

پنچائیت بھامہ (جاگیر کھٹائی) مظفر آباد

زیر صدارت خان عبدالعزیز خان صاحب سرپنچ پنچایت واسسٹنٹ کمانڈنگ افسر وہار لیہ گارڈ ایک جلسہ عام منعقد ہوا ستره دیہات کے لوگ اس جلسہ میں شریک ہوئے۔

ضیاء الدین انچارج سکریٹری پنچائیت نے لوگوں کو پنچائتوں کی غرض و غایت اور بنیادی تعلیمی فوائد سے آشنا کیا۔ آخر پر صاحب صدر نے سری سرکار والا مدار کی حکومت کا شکریہ کیا۔ اور وار فنڈ (جنگ کی امداد کیلئے) اپیل کی۔

پنچائیت کھن یٹ تحصیل بارہمولہ

نے ایک جلسہ عام زیر صدارت سردار گوپال سنگھ منعقد کیا جس میں علاقہ کے زیادہ سے زیادہ آدمی شریک ہوئے سرپنچ نے غلہ کی فراہمی کے متعلق زبردست تقریر کی سیکرٹری پنچایت نے تعلیم بالغان اور دیگر ضروری امور پر بڑی طویل تقریر کی۔ جلسہ مہاراجہ بہادر زندہ باد شری یوراج بہادر زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے بخیر و خوبی ختم ہوا۔

نامہ نگار

کارگزاری پروپاگنڈا وین

یکم بیساکھ ۱۹۹۸ء بمقام ریاسی کیٹل شو میں پروپاگنڈا وین کے ذریعہ ترقی نسل مال مویشیان دیہات سدھار آڈلٹ ایجوکیشن ایگریکلچر کے مفید مضامین پر مختلف اصحاب نے لیکچر دیئے اور نمائش کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا موسیقی پارٹی نے بھی زمینداروں کو محظوظ کیا۔ غرضیکہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دیہاتی ڈیپارٹمنٹ کی انسٹرکشن کے تحت پروپاگنڈا وین کی خدمات پبلک میں مقبول رہیں۔

۱۹ بیساکھ ۹۸ء عبد موو کے سلسلہ میں وین جموں سے سرینگر پہنچی۔

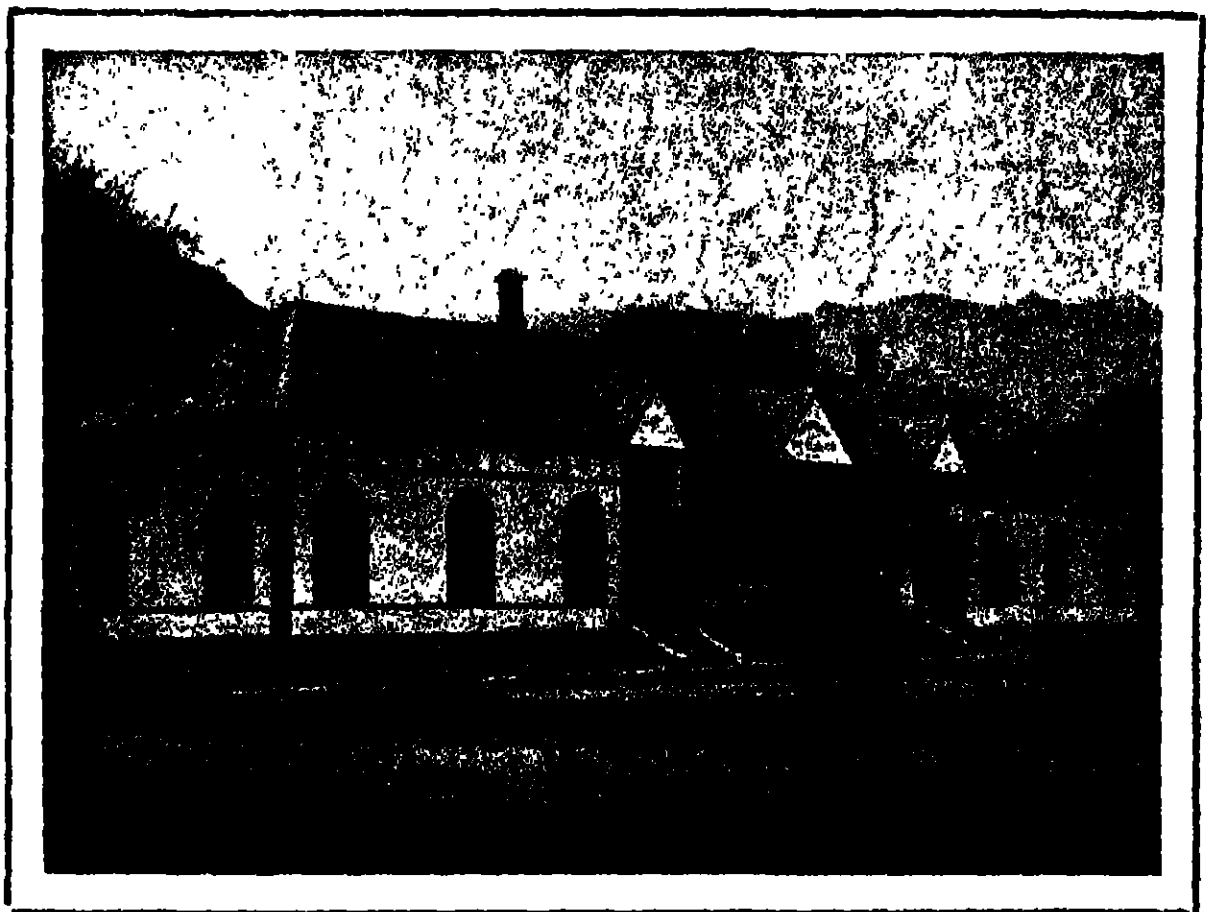
۲۳ بیساکھ سے ۳۱ بیساکھ ۹۸ء تک پروپاگنڈا وین کے ذریعہ مقامات باغات کنی پورہ سیلر۔ پہلگام۔ بیج بیاڑہ۔ اننت ناگ۔ راولپورہ۔ ترال۔ بڈگام لسجن۔ سنبد وارٹہ۔ شادی پور پر فراہمی شالی کا کام انجام ہوا۔ اور اس سلسلہ میں جدید پنچائتیں بھی قائم کی گئی۔ کل میں ۲۳ بیساکھ سے سفر کئے گئے ۳۲۵ میل کا سفر طے کیا گیا۔ ۱۸۰۰ اشخاص کو محکمہ کے فوائد سے آگاہ کیا گیا۔

یکم جیٹھ سے ۳۰ جیٹھ ۹۸ء تک پروپاگنڈا وین کے ذریعہ نارنل بنگرامہ بشیر۔ ویری ناگ۔ اننت ناگ۔ ہم ہامہ۔ اوم پورہ۔ بڈگام۔ پانپور۔ لسجن۔ پٹن۔ ٹمن۔ پلوامہ۔ اچھبل۔ ابیال۔ مظفر آباد۔ مقامات پر فراہمی شالی دیہات سدھار اور پنچائت ایگریکلچر۔ وار بلفلٹ آڈلٹ ایجوکیشن کے مضامین پر لیکچر دیئے گئے۔ اور اس موقعہ پر جدید پنچائتوں کا قیام بھی ہوا۔ خاص مقامات پر موسیقی پارٹی نے بھی کام کیا۔ وین نے ۴۴۰ میل سفر کیا۔ اور ۵۰۷۵ اشخاص کو ضروری ہدایات اور معلومات سے روشناس کیا گیا۔

تحریر یکم ہاڑ ۱۹۹۸ء

انسپکٹر انچارج وین


دیہاتی نمبر
۱۹۶۱



امر سنگھ کلب سرینگر میں امرا وزرا کی تفریح گاہ ہے



سرینگر کی پبلک کے پانی پینے کا چشمہ۔ ہارون



گاؤں کی بہتری کیلئے ممبران پنچائیت غور کر رہے ہیں

دیہاتی دُنیا

V
فتح کا
نشان

چندہ سالانہ تین روپے

جلد دوئم ——— نمبر ۱۱

ستمبر ۱۹۴۱ء

فہرست ——— مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوانڈ پریس جموں چھپ کر دفتر

رسالہ دیہاتی دنیا سے
شایع ہوا

حالاتِ جنگ

جنگی خبروں کا پندرہ روزہ خلاصہ ۱۰ اگست تک

روس۔ گزشتہ پندرہ دنوں میں روس کے بڑے جنگی محاذ پر کوئی خاص حقیقی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ یہ امر بذاتِ خود واضح ہے۔ کہ ہٹلر کے ارادوں کا توڑ وقت ہے۔ اور روس میں ایک دن پیش قدمی کا نہ کرنا۔ جرمنی کے لیے وہی دن شکست کا موجب ہو رہا ہے۔ جرمنی کا ہر وہ دن جو بغیر مستقل کامیابی کے گزر رہا ہے اور روسیوں کا ہر وہ دن جس میں ان کی فوجیں ہوشیار رہتی ہیں۔ اور ان کے گوریلا یعنی چھاپہ مار لڑائی کے وقت ہوشیاری سے دشمن کے پس دستوں کے پیچھے رہتے ہیں۔ گویا ہٹلر کو موت کی دعوت دے رہا ہے۔ علامتیں بتا رہی ہیں۔ کہ جرمنوں کا ارادہ روس میں فوری اور نظر فریب فتوحات حاصل کرنے کا تھا۔ اور ساتھ ہی دوسری قوموں کو جو اس کے دنیا پر تسلط کرنے کے راستے میں روڑا اٹکانے کا باعث ہیں۔ ہٹلر اپنی "بدنام کن" نذر صلح پیش کر رہا تھا۔

روسیوں کے دعوے کی سچائی کی تائید میں شہادتوں پر شہادتیں پہنچی ہیں۔ کہ نمبر ۲ جرمن حملہ آور سخت ناکام ہوئے ہیں۔

جنگ کے وسطی محاذ میں بھی جہاں نازیوں کا ڈر نہایت خطرناک حد تک پہنچ چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ پندرہ دنوں میں اگر انھوں نے کوئی پیش قدمی کی تو نہایت معمولی ہے۔ باوجود جرمنوں کے دعوے کے کہ انھوں نے ۱۶ جولائی کو سمولینسک (SMOLENSK) پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ شہر ابھی تک روسیوں کے ہاتھ میں ہے۔ روسیوں کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے جرمن فوجوں کو ساری محاذ پر روک رکھا ہے۔ اور کہ انھوں نے بہت سے جرمن ڈویژن تباہ کر دیے ہیں۔

نازیوں نے کئی بار ماسکو پر ہوائی حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن بہت کم جہاز مورچوں میں گھس سکے۔ وہ بمب گرا سکے۔ روسیوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انھوں نے نازیوں کے روزانہ ایک بڑی تعداد کے ہوائی جہاز تباہ کیے۔ یعنی ۲۶ جولائی ہفتہ کے دن ۱۴۰ جرمن جہاز بمقابلہ ۱۲ روسیوں کے اور روانہ کو پر ایک ہی حملے میں نیچے گرا دیے گئے۔ لیکن مزید کبھی نازیوں کو ہوائی حملوں کا نشانہ بنا رہا۔

تازہ ترین خبر ہے۔ کہ جرمن فوجیں کیو (KIEW) کی جانب

بڑھنے کے لیے جان توڑ حملے کر رہی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ روسیوں کو سیاہ سمندر کی بندرگاہ اوڈیسا (ODESSA) سے علیحدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ روسی سرکاری اطلاع کا بیان ہے۔ کہ یوکرین UKRAINE کے حصوں میں خوفناک جنگ جاری ہے لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جرمنوں نے کوئی اہم پیشقدمی کی ہو۔

سوویٹ بحری سرکاری اخبار مورخہ ۹ر اگست ۱۹۴۱ء نے اُن نقصانات کی تفصیل شائع کی ہے۔ جو "سرخ بیڑہ" نے جب سے روسی جرمن جنگ شروع ہوا ہے۔ جرمنوں کو پہنچائے ہیں۔ یہ نقصانات حسب ذیل ہیں

۱۵ تباہ کن جہاز۔ ۱۲ آبدوز کشتیاں یُو بوٹ U. BOATS ۔ ۳۰ مال لے جانے والے جہاز۔ اور ایک بڑی تعداد ہوا مار توپوں کی برباد کی گئی۔

ماہ جولائی کے اخیر میں ایک شاندار کام جس کا جنگ کے بعد یورپ کی تنظیم کے لیے نیک شگون ہونا پایا جاتا ہے۔ ایک صلح نامہ ہے۔ جو روس اور پولینڈ کے مابین ہوا ہے۔ اور جس پر دونوں نے دستخط کر دیئے ہیں۔

اس عہدنامہ کی رُو سے پولش فوجی دستے جو ۱۹۳۹ء سے روس میں نظربند کیے گئے تھے۔ ایک نئی پولش فوج میں مرتب کیے جا رہے ہیں۔ جو پولش کمانداروں کے ماتحت روسی سرزمین میں دشمن کے خلاف جنگ کریں گے،

مشرق بعید۔

وشی گورنمنٹ VICHY GOVT: نے آخر کار سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ کہ جاپان کے ساتھ ایک صلح نامہ پر دستخط کر دیئے گئے ہیں جس کی رُو سے جاپانی افواج فرانسیسی ہند چینی میں ۲ بحری اور ۶ ہوائی اڈوں پر قبضہ رکھیں گی۔ اور یہ قبضہ جس کی ابتداء ۲۸ر جولائی کو ہوئی تھی، ۵ر اگست کو مکمل کر دیا گیا تھا۔ نتیجہ کے طور پر دولت برطانوی اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومتوں نے احکام جاری کر دیئے کہ جاپان کی تمام رقوم "ضبط" کر لی جائیں۔ اور شہنشاہی حکومتوں نے بھی اسی طرح عملدرآمد کیا۔ جاپان کے ساتھ برطانوی تجارتی معاہدے کھلم کھلا ختم کر دیئے گئے جاپان نہایت تیزی کے ساتھ اقتصادی ضروریات کی کڑیوں میں لپیٹ لیا گیا ہے۔ ماسوائے جنوبی امریکہ کے جہاں سے وہ بمشکل تیل حاصل کر سکتا ہے۔ باقی تمام تیل کے ذخیروں سے اُس کو قطع کر دیا گیا ہے۔ ہند چینی اور تھائی لینڈ جہاں سے کہ وہ ربڑ زبردستی نچوڑ سکتے ہیں۔ باقی تمام علاقوں کے ربڑ سے جاپان کو محروم کر دیا گیا ہے۔

جاپان نے اہم ضرورت کی چیز شیشہ گری کی دھات اور دیگر ہندوستان کی پیداواریں کھو دیں اُسے نہ سچا کچا اور نہ ہی کچا لوہا مل سکتا ہے۔

اب دُنیا اگلے قدم کی منتظر ہے۔ جاپان جانتا ہے کہ اُس کی جنوبی مہم نے برطانیہ اور اس کے دوست یعنی امریکہ۔ نیدرلینڈ ہند مشرقی اور آسٹریلیا کو غضبناک اور بالکل تیار پایا۔ اس امید پر کہ وہ اپنی افواج کو بغیر کسی رکاوٹ کے آگے دھکیل سکے گا۔ جاپان کوئی فی الفور ایسی اقتصادی

کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے باعث اُس کے
آگے دشوار تر مسایل آئیں گے۔ اگر اُس نے اس مہم کو جاری
رکھا۔ اس کا مقابلہ جنگی کارروائی سے کیا جائے گا۔

ہندوستان کے مشرقی پھاٹک اور ہندوستان کے
ڈیفنس کی چابی کی گہرائی سنگاپور کے اڈے پر ۔۔۔۔۔ ۲۰
(تین کروڑ) پونڈ ہے۔ جو متحدہ بیڑے کو ضبط میں رکھ سکتا
ہے۔ ہندوستانی، آسٹریلیا اور برطانوی سپاہی۔
جہاز ران اور ہوا باز چوکس کھڑے ہیں۔ امریکہ کی ہوا مار
توپیں اس کی خوفناک طاقت کو مضبوط بنانے کیلئے پہنچ گئی ہیں
سنگاپور سوائے اُن کے جو اس پر حملہ کرنے کی
جرات کریں۔ اور کسی کو نہیں ڈراتا۔ اسی اثنا میں ۵ اگست
کو سنگاپور میں آخری کمک ملایا کے لیے بندرگاہ پر اتری ہے

ہوائی جنگ

امریکہ کے "اڑنے والے" "ہوائی قلعے" جہاز شاہی
ہوائی بیڑے (R.A.F.) نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۱ء کو پہلی
بار استعمال کیے جب ایک بڑی تعداد نے جرمن کی
مقبوضہ بندرگاہوں۔ چیربرگ۔ برلسیٹ۔ اور لاپلائیز
پر حملے کیے۔ ان حملوں کے دوران میں دھماکے سے
پھٹنے والے بمب پورے زور کے ساتھ جنگی لڑاکے جہاز
شارن ہوسٹ اور گنیسنو پر بارش کی طرح برسائے
گئے۔ اول الذکر جہاز کو برلسیٹ سے لاپلائیز کی بندرگاہ
یعنی برلسیٹ سے ۲۵۰ میل جنوب کی جانب دھکیل دیا گیا۔
شاہی ہوائی بیڑے کے بموں نے ۵ اگست کو
ایک دو ہزار ٹن کے جرمن سامان لے جانے والے جہاز
کو رودبار انگلستان میں غرق کر دیا۔ اور ڈچ ساحل کے
پرے تین نگرانی کرنے والے جہازوں پر بم پھینکے اور غالباً
انہیں غرق کر دیا۔ بحیرہ روم میں سسلی کے جزیرے آگستا
پر فلیٹ ایر آرم نے ایک کامیاب ہوائی حملہ اطالوی
آبدوز کشتیوں پر کیا۔ اسی وقت جنوبی افریقہ کی بندرگاہ بو
ڈرنا اور بن غازی پر شاہی ہوائی بیڑے کے بم ماروں
نے خوب ضربیں لگائیں۔

۷ اگست کو بحیرہ روم میں R.A.F. شاہی ہوائی
فوج نے ایک اطالوی دیکھ بھال کرنے والے جہاز کو
سسلی اور طرابلس کی رودبار کے درمیان روکا۔ اور تین
سامان لے جانے والے جہازوں کو غرق کر دیا جن میں سب
سے زیادہ وزن والا جہاز ۸۰۰۰ آٹھ ہزار ٹن کا تھا۔
اُسی رات کو ہمارے بم مار کمانداروں کے ایک بڑے
دستے نے ایسن پر جو روہر کے قبضہ کی تجارتی کنجی سمجھی
جاتی ہے۔ اور کرپ کے مشہور اسلحے تیار کرنے کے کارخانہ
پر برطانوی بھاری قسم کے بم برسائے۔ ساتھ ہی روسی
بم ماروں نے برلن پر پہلی دفعہ ہوائی حملہ کیا۔ اور دعوے
کیا کہ انہوں نے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

برطانیہ کے دن رات لڑنے والے جہاز "بیو فائیٹر"
کی تفصیل شایع کی گئی ہے۔ دعوے کیا گیا ہے کہ یہ دنیا
میں سب سے زیادہ بھاری قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہے
اس میں چار فوری گولہ پھینکنے والی اور چھ مشین گنیں (توپیں)

مہیا کی گئی ہیں۔ یہ چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر ۳۴۰ میل فی گھنٹہ کی تیز رفتاری سے پرواز کر سکتی ہے۔ اور پندرہ سو میل کے محاذ میں کام کر سکتی ہے۔ دستی میں اسی قسم کے جہازوں نے اطالوی ہوائی توپوں کو تازہ ہوائی حملے میں نقصان پہنچایا۔

بحری طاقت

دفتر امیر البحر نے اعلان کیا ہے کہ ایک برطانوی آبدوز کشتی نے بحیرہ روم میں اطالوی جنگی جہاز پر ۳ اگست کو ایک چھ انچ والی توپ سے کامیابی سے تارپیڈو مارا۔ دوسری آبدوز کشتیوں نے بھی تارپیڈو لگائے اور دو اطالوی سمندری جہازوں کو جن کا وزن چھ ہزار اور سولہ سو ٹن تھا۔ ترتیب وار غرق کر دیا۔

مجموعی

۸ اگست ۱۹۴۱ء کو روم کے ریڈیو نے اعلان کیا کہ برونو مسولینی ڈکٹیٹر کا سب سے چھوٹا بیٹا اٹلی میں ہوائی حادثے سے مارا گیا۔

یہ خبر ایسینا (حبشہ) کے باشندوں کے لیے ایک بڑی حد تک اطمینان بخش ہوگی، کیونکہ اطالوی حبشہ جنگ کے دوران میں برونو مسولینی نے ایک دفعہ اخبار میں بیان دیا تھا۔ کہ اس کی زندگی کی انتہائی خواہش تھی کہ وہ حبشہ کے باشندوں پر بہت نزدیک اڑان میں بم برسائے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ حبشہ کے لوگوں کے پاس ہوائی حملہ سے بچنے کے لیے کوئی ہوا مار توپ نہ تھی،

ریڈیڈلنسی آفس سرنگیہ

مترجمہ۔ ایڈیٹر

تبصرہ:-

ہمارے پاس میسرز لائن بوٹ پالش مینوفیکچرنگ کمپنی جموں نے اپنے بوٹ پالش کی دو عدد ڈبیہ سیاہ اور براؤن لغرض تبصرہ ارسال کی ہیں۔ یہ پالش دیگر اقسام کے مقابلہ میں جلد۔ زیادہ دیرپا چمک پیدا کرتا ہے۔ چمڑے کو حد درجہ ملائم کرتا ہے۔ اور بوٹ کی عمدگی اور مضبوطی کو برقرار رکھتا ہے۔ یہ بوٹ پالش گورنمنٹ ٹیسٹ ہاؤس کلکتہ کا ٹیسٹ شدہ ہے۔ ہر ایک دوکاندار اور ریاست کے امپوریم (نمائش گاہ) میں ہر وقت مل سکتا ہے۔ اس کی قیمت ولایتی پالشوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اور ہم پبلک سے امید کرتے ہیں۔ کہ یہ نئی انڈسٹری ان کی سرپرستی میں مقبول عام ہوگی،

ایڈیٹر

دیہاتی دُنیا

ستمبر ۱۹۴۱ء

پنچائتیں اور ہز ہائینس گورنمنٹ کشمیر

ریاست کشمیر نے پنچایتوں کے لیے کیا کیا ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کو عوام تو کیا خود وہ لوگ اس وقت تک نہیں سمجھ سکے جن کے لیے ان پنچایتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

پنچایتوں کا مقصد یہ نہیں کہ:-

(۱) ہفتہ میں دو دفعہ یا ماہ میں چار دفعہ پنچایت کے اجلاس کیے جائیں۔ (۲) ایک آدھ بار جلسۂ عام میں مختلف مضامین پر تقریریں کر کے "دیہاتی دنیا" کو برائے اشاعت ارسال کر دی جائیں۔ (۳) چند مقدمات کا تصفیہ بذریعہ مفاہمت یا قانون فیصلہ کیا جاسکے۔ (۴) تعمیرات کے لیے محکمہ کو درخواستیں دی جائیں۔ اور ان کی بادوہانی کے لیے پنچایت فنڈ سے ٹکٹوں کا خرچ بڑھایا جاوے۔ بلکہ:-

پنچایتوں کے قیام کا سب سے پہلا اور سب سے اہم مقصد زمینداران کے مابین یک جہتی۔ اتحاد۔ محبت اور یگانگت کی مقناطیسی لہر کا پیدا کرنا ہے۔ اس کے بعد تعلیم کا شوق دلانا۔ اخلاق۔ روحانیت۔ صحت۔ صفائی۔ معاشرتی زندگی اور مالی حالت کا سدھارنا اور ان سب کو عملی جامہ پہنانا ہے۔

اسی قسم کی زمینداروں کی بیسیوں اور ایسی ضروریات زندگی ہیں۔ جن پر غور کرنا ممبران پنچایت کا اہم ترین فرض ہے۔

حکومت نے زمینداران کی اِن ہی ضروریات زندگی کے پیش نظر حفظان صحت۔ صنعتی۔ حرفتی۔ دستکاری۔ زرعی۔ حکمتی۔ امداد باہمی اور ویٹرنری (سالوتری) کے سے مفید شعبے جاری کیے۔ تعلیم بالغان نابالغان اور تعلیم نسوان کے ادارے جگہ جگہ قائم کیے۔ معلم رکھے۔ بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے وظائف کی رقوم خزانۂ عامرہ سے مقرر کیں۔ اور بے شمار ایسی ہی سہولتیں مہیا کیں۔ محکمہ پنچایت اور رورل اپلفٹ قائم کیا۔ تاکہ زمینداران اپنے اندرونی نظام کو خود سنبھالنے کے قابل

ہوں۔ تعمیرات کے لیے روپیہ مخصوص کیا۔ غرضیکہ زمینداران کی زندگی کی ہر اُس ضرورت کو مدِ نظر رکھا گیا جس سے وہ فلاح اور بہبودی کے آخری زینے تک بہ آسانی پہنچ سکے۔

ہم جملہ ممبران پنچایت سے یہ عرض کریں گے کہ انہیں اپنا قیمتی وقت زمینداران کی بہبودی اور خدمت کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ وقت کی قربانی ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے وہ ملک اور قوم کا کچھ نہ کچھ بنا سکیں گے،

بعض فہیم دوست کہتے ہیں کہ ہم اپنا قیمتی وقت کیوں ضایع کریں۔ اور خواہ مخواہ کیوں کسی الجھن میں مبتلا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ حضرات دلچسپی لیں تو یقیناً ملک کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہم ایسے ہی دوستوں سے عرض کریں گے کہ انہیں چاہیے کہ وہ حکومت کی اُن مراعات کا فائدہ اپنے بھائیوں کو پہنچانے میں وقت کا خیال نہ کریں۔ ورنہ اُن کی ذہانت اور قابلیت محض اُن کی ذات تک محدود رہیگی جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اگر وہ زمینداروں کے سچے خیرخواہ ہیں۔ اگر اُن کے دل میں سچی تڑپ ہے۔ اگر انہیں اپنا ذاتی فائدہ ملحوظ خاطر نہیں۔ اگر وہ نام کے خواہشمند نہیں۔ تو آئیں۔ میدان میں آئیں اپنے بھائیوں کی بہتری کے لیے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاکہ ہم اور وہ مل کر زمینداروں کی سچی خدمت کر سکیں اُن کی تکالیف کا حل سوچیں۔ اور حکومت کی عطا کردہ مراعات کا صحیح فائدہ اٹھائیں۔ اُن منہ کالی بھیڑوں کو باہر نکالیں جو ہمیں اور آپ کو صحیح کام نہیں کرنے دیتیں۔ یا جو کھڑے کیے کام میں ٹانگ پھنسا کر اُسے برہم کر دیتی ہیں۔

دیگر محکمہ جات جن کی تفصیل اوپر دی جا چکی ہے اسی طرح زمینداران کی امداد کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور حتی الوسع زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

امداد باہمی کی غرض و غائیت اور اُن کے اصول زمینداران کی خاطر "دیہاتی دنیا" کے اوراق میں آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں۔ دیہاتی بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اُن سے بہرہ ور ہوتے رہا کریں۔

ایڈیٹر

بینک
زمینداروں کا ہمدرد و غمگسار ہے

بے خبر دہقان سے

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقان ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، راہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا؟
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

دیکھ آ کر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو

وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا؟ کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

بے خبر! تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے
کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے
سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیامِ ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے
ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس یہ ساماں بھی ہے
تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے
پھونک ڈالا ہے مری آتش نوائی نے مجھے
اور میری زندگانی کا یہی ساماں بھی ہے
رازِ اس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

اقبالؒ

دیہاتی پنچایتی سفرنامہ

دیہاتوں میں بھی آبادی ہے واں بھی لوگ بستے ہیں — انھیں بھی دیکھ لے شہروں کی رونق دیکھنے والے

یہاں پنچایتوں کے فیصلوں کا خرچ "چار آنے" — وہاں نذر عدالت امال و زر جو پاس تھا تیرے

(از ابوظفر کاشمیری)

۴ ہار ساون میدان چوگل۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر محکمہ دیہات سدھار ۱۴ ہار ساون مطابق ۲۹ ر جولائی کو تحصیل ہندواڑہ کے موضع میدان چوگل میں جو لب سڑک واقع ہے تشریف لائے یہاں کی پنچایت خصوصیت سے اس لیے قابل ذکر ہے۔ کہ سرپنچ اور سکریٹری کے علاوہ تمام ممبران بھی خواندہ ہیں۔ شام کے بعد چوگل کے وسیع میدان میں جو نالہ پرو کو ساحل کے ساتھ ساتھ دور تک چلا جاتا ہے۔ ایک جلسہ ہوا۔ اور ہر چند کہ کچھ بارش ہو چکی تھی۔ اور ابھی اس کے کھل کر برسنے کے مزید آثار بھی موجود تھے۔ تاہم تین صد کے قریب زمیندار جمع ہو گئے جن میں پنڈت اور سکھ بھی تھے۔ انسپکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق پنڈت شنکر جو سکریٹری ہیں سردار پورن سنگھ۔ محمد بٹ نمبردار کنگام اور پنڈت مہیشر ناتھ بی۔ اے سرویر نے پنچایتوں کے فوائد اور ان کے مقاصد در سروے کے اغراض کی کشمیری زبان میں توضیح کی۔

ان کے علاوہ خواجہ غلام قادر مصالحہ سرپنچ نے اپنی تقریر میں پنچایتوں اور محکمہ دیہات سدھار کے قیام و اجراء اور سرکار والا کی دیگر رعایا پرور عنایات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ بعد ازاں منشی محمد الدین فوق نے جو ہندواڑہ جا رہے تھے۔ غلام قادر مصالحہ کی استدعا پر یہیں قیام کیا اور جن کو جلسہ میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ آج ہماری ریاست اور بعض دوسرے حصص ملک میں "ذمہ دار نظام حکومت" پر بڑا زور دیا جاتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی پنچایت سسٹم ایک چھوٹے سے پیمانہ پر "ذمہ دار نظام حکومت" ہی کا بنیادی پتھر ہے۔ اگر ممبران و عہدہ داران نیک نیتی کے ساتھ اپنے گھر کی اس حکومت کو فروغ دیتے رہے اور اپنی ذمہ داری محسوس کرتے رہے تو پنچایتیں ہی حقیقی سوراج ثابت ہونگی۔

تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ دوسری نعمت

جو نعمت غیر مترقبہ کے طور پر سرکار والا نے ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ دیہات سدھار کی سکیم ہے۔ یہ سکیم ہمیں اپنے گاؤں اور گاؤں کے گلی کوچوں اور اپنے گھروں کی صحت و صفائی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور ہماری تندرستی کو برقرار رکھنے کے لیے غسل خانوں اور ٹٹیوں کا انتظام کرکے کوڑا کرکٹ اور غلاظت کے تعفن سے گاؤں کو بچاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سکیم دیہاتیوں کے لئے چھوٹے سے پیمانہ پر حفظان صحت کا ایک محکمہ ہے۔

دیہاتوں میں جہاں چھوٹے چھوٹے ندی نالوں پر پل نہیں ہیں اور جہاں عوام کو عبور و مرور میں تکلیف رہتی ہے۔ اور ناہموار رستے اور سڑکیں جہاں آمد و رفت اور بار برداری کے لئے باعث زحمت و تکلیف ہیں۔ وہاں اسی سکیم کے ذریعہ پل بنائے جاتے، سڑکیں اور شاہراہ عام صاف اور ہموار کرائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیہات سدھار کا محکمہ ہم غریب دیہاتیوں کے لیے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ ہے۔ دیہات کی اخلاقی و اقتصادی حالت سروے کے ذریعہ بتائی جاتی ہے۔ سروے دراصل دیہ باش لوگوں کی تمدنی و معاشرتی حالت کا ایک روشن اور بے داغ آئینہ ہے جس میں وہ اپنے سود و بہبود اور اپنے مستقبل کے نیک و بد ہونے کی کچھ جھلک دیکھ سکتے اور اپنی اصلاح و فلاح کی تدابیر سوچ سکتے ہیں۔ یہ سروے ہی ہے جو دیہاتیوں اور بالخصوص زمینداروں کو ان کی آمدنی اور ان کے اخراجات کی جا بجا تفصیل بتا کر مقدمہ بازیوں سے اور فضول مراسم سے بچانے کے لئے مشعل راہ ہے۔ اس لحاظ سے یہ سکیم ان کو ایک سوشل ریفارمر کا کام دے سکتی ہے۔ اس لیے زمینداروں کو سرکار والا کی ان دونوں نعمتوں کی دل سے قدر کرنی چاہیے۔ جو انہی کی خستہ حالی کو دور کرنے اور انہی کے فوائد اور انہی کی مرفہ الحالی کے لیے شہریار کشمیر نے ان کو عطا کر رکھی ہیں۔

اس تقریر کا مفہوم کشمیری زبان میں خواجہ غلام قادر مصالحہ سرپنچ پنچایت ہٰذا نے حاضرین جلسہ کو سنایا۔ آخر میں منشی محمد دین پروپگنڈا اسسٹنٹ محکمہ پنچایت و دیہات سدھار نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں زمینداروں کو پنچایت اور دیہات سدھار کے فوائد سنائے اور ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر کی خسروانہ عنایات کو بہت تفصیل سے بیان کیا۔ اور چونکہ مسلمانوں کو اس لئے کہ جلسہ میں آبادی کے لحاظ وہی سب سے زیادہ تھے مذہبی رنگ میں کوئی بات بتائی جائے تو وہ بہت جلد مقبولیت حاصل کرتی ہے۔ اسی بنا پر آپ نے پنچایتوں کی خوبیاں مذہبی رنگ میں بیان کیں۔ جن کا حاضرین جلسہ پر بہت اثر پڑا۔ ان تقریروں کے بعد مہاراجہ بہادر زندہ باد۔ مہاراجکمار زندہ باد اور پنچایت افسر زندہ باد کے فلک بوس نعروں کے ساتھ جلسہ برخاست کیا گیا

---

۱۵ ساون۔ دوسرے دن انسپکٹر صاحب نے چوگل ہی میں مقامی پنچایت کے علاوہ دو اور پنچایتوں کے کاغذات اور ان کی آمدنی اور اخراجات کے رجسٹروں کی پڑتال کی۔ چونکہ یہ پنچایتیں ابھی نئی نئی قائم ہوئی تھیں اور رجسٹر اور

کاغذات بلکہ ریگولیشن کی کاپیاں بھی کسی پنچایت کے پاس موجود نہ تھیں۔ اسلئے انسپکٹر صاحب نے ان سب پنچایتوں کو کام کرنے کے طریقے بتائے اور انسپکٹر صاحب کے ایما کے مطابق سرویہ صاحب نے رجسٹروں کے خانے کشید کرنے اور پر کرنے کے نمونے بنا کر دیئے۔

بعد ازاں چوگل پنچایت میں ایک مقدمہ مقامی زیارت کے لیئے پیش ہوا۔ زمینداروں کو شکایت تھی کہ زیارت کا موجودہ متولی زیارت کی حفاظت و نگہداشت اچھی طرح نہیں کرتے۔ بلکہ جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ اپنے ذاتی مصرف میں لاتے ہیں۔ گاؤں کی اکثریت متولیوں کی موقوفی کی خواہاں تھی۔ فریقین کے بیانات ہوتے رہے آخر کار کارکنان پنچایت نے اس دانشمندی سے فیصلہ کیا کہ دونوں فریق راضی ہو گئے۔ اور شور و شر جس کی وجہ سے گاؤں میں بے لطفی سی رہتی تھی۔ ختم ہو گیا۔ سائلوں کو اس مقدمہ پر صرف چار آنے وہ بھی درخواست پیش کرنے کی فیس کے طور پر خرچ کرنے پڑے اور پھر دوسری ہی پیشی میں فیصلہ ہو گیا۔ نہ گواہی کا خرچ۔ نہ رشوت کا چرچا۔ وکیلوں کی فیس نہ عدالتوں کی سرگردانی۔ سچ کہا مصنف ہمدرد زمینداران نے ؎

ایک دو پیشی میں ہو جاتا ہے سارا فیصلہ
آج سر پر تیغ ہے کوئی نہ کوئی تیغ زن
اب نہ رشوت ہی کہیں ہے اور نہ نذرانہ کہیں
"چار آنہ" نے مٹا ڈالی یہ سب رسم کہن

۱۵؍ساون۔ میدان چوگل سے ہندواڑہ تین میل ہے۔ وہاں اسی تاریخ کی سہ پہر کو ملک برکت علی صاحب تحصیلدار سے ملاقات ہوئی۔ تحصیلدار صاحب خود بھی زمیندار ہیں۔ اور پنچایتوں کے بیش بہا فوائد سے بطور خود بھی زمینداروں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

۱۶؍ساون۔ ہندواڑہ میں انسپکٹر صاحب نے اس تاریخ کو مقامی پنچایت کے علاوہ ایک اور پنچایت کے کاغذات کی پڑتال کی۔ چونکہ یہ سب پنچایتیں قریباً نئی ہیں اور تھوڑے ہی عرصے سے قایم ہوئی ہیں۔ اس لیے کارکن اور ممبر عموماً کارکردگی سے ناواقف تھے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ہر پنچایت کو مطبوعہ فارموں اور رجسٹروں کے نہ ملنے کی شکایت تھی۔ یہاں بھی انسپکٹر صاحب کے ایما سے سرویہ مذکور نے دستی رجسٹر بنا کر ان کو خانہ پری کے طریق سے آگاہ کیا۔ اور انسپکٹر صاحب نے امور متعلقہ کے متعلق ہدایات دیں۔ پڑتال کے بعد ایک مختصر سے جلسہ میں خواجہ غلام قادر مصالحہ اور پنڈت بھگوانداس ایک دو اور اصحاب نے تقریریں کیں۔ اور حاضرین جلسہ کو یہ ذہن نشین کیا کہ جو والیٔ ملک ہمارے سود و بہبود کے لیے پنچایتوں کے ذریعہ ہمارے گھر کی حکومت ہمیں عطا کرتا ہے۔ اس کی درازیٔ عمر اور سلامتی جان کے لیے ہمیں ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہیئے چنانچہ حاضرین نے مہاراجہ بہادر زندہ باد کے فلک بوش نعرے لگا کر ان کے احسانات

کا اعتراف کیا۔

اسی تاریخ کو انسپکٹر صاحب نت نوسر پہنچے، یہاں بھی نئی پنچایت اور نئے آدمیوں کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے انسپکٹر صاحب نے ان کو کاغذات کی درستی کا طریقہ بتایا۔ یہاں اس ناتجربہ کاری کے علاوہ بازی کی وجہ سے بھی پنچایت کے کام میں خلل آرہا تھا۔ اس لیے انسپکٹر صاحب کی تحریک سے کشمیری زبان میں خواجہ محمد مقبول ونانی نے اتفاق و اتحاد پر ایک پرجوش تقریر کی۔ اور کہا اگر آپ نے اپنی ذاتی اغراض اور اپنے باہمی جھگڑوں کی وجہ سے پنچایت کے اغراض و مقاصد کی قدر نہ کی تو یاد رکھو ؎

وہی تم وہی پھر کچہری کی خاک
وہی تم وہی حال پھر وہ خاک

اسی تاریخ یعنی ۱۶ ساون کو پانچ بجے کے قریب درگمولہ پہنچے، یہاں ڈاک بنگلہ کے پاس ایک وسیع میدان ہے۔ جہاں اطلاع کے بموجب زمیندار کثیر تعداد میں موجود تھے۔ خواجہ عبدالغنی شاہ سرپنچ پنچایت درگمولہ کے زیر اہتمام یہاں بھی ایک جلسہ ہوا جس میں بارہ چودہ اصحاب نے مختلف موضوع پر تقریریں کیں۔ کسی نے پنچایت کے فوائد بیان کئے۔ کسی نے دیہات سدھار کی سکیم کو نعمت عظمیٰ ثابت کیا۔ کسی نے تعلیم بالغان کی سکیم کو قابل تعریف بیان کیا۔ کسی نے بیسک سکولوں میں جو دستکاری سکھائی جاتی ہے۔ اس کو پبلک کی اقتصادی ترقی کا سبب بیان کرتے ہوئے حکومت کی اس صنعت پروری کا شکریہ ادا کیا۔ یہاں سلطان راتھر نام ایک سیدھے سادھے اَن پڑھ زمیندار نے اپنی کشمیری تقریر میں زمینداروں کو کھیتی باڑی کو ترقی دینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔ کہ جن زمینداروں کو خدا نے توفیق دی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ زراعت اور کاشت کاری میں نئے ذرایع اور نئے وسایل سے کام لے کر دوسرے زمینداروں کے لیے ایک نمونہ بنیں۔ اور ایسی اجناس کی کاشت کریں جو زیادہ منفعت بخش ہوں،

---

۱۷ ساون۔ درگمولہ میں انسپکٹر صاحب نے قریباً چھ سات پنچایتوں کے کاغذات کی پڑتال کی۔ اور بمشکل یہاں سے ایک بجے لبعد دوپہر کپواڑہ پہنچے۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا اس لیے گرد و نواح کے زمیندار بھی کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے، اور مقامی ہندو [illegible] کی تعداد میں موجود تھے۔ آخر جمعہ کے بعد قریباً چار [illegible] کے مجمع میں چند ایک ہندو مسلمانوں نے تقریریں کیں۔ جن میں پنچایت اور دیہات سدھار سکیم کے فوایئد اور ان کی برکات اور تعلیم بالغان کی ضرورت سے زمینداروں کو آگاہ کیا گیا،

سید محمد یوسف شاہ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا۔ اگر آپ لوگوں کو کسی محکمہ کے آدنیٰ ملازم سے کوئی شکایت ہے۔ تو وہ شکایت آپ اپنی پنچایت کی وساطت سے دور کرا سکتے ہیں، اس لئے آپ کو پنچایتوں کے ساتھ جو آپ ہی کی بہتری کے لیے سرکار نے قایم کرا رکھی ہیں۔ تعاون کرنا چاہیئے۔ آپ کی پنچایت مناسب ذرایع سے آپ کی تکالیف

متعلقہ محکمہ کے افسروں تک پہنچایا کرے گی۔

منشی محمد دین فوق نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ ہم اس وقت تک ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر اور ان کی حکومت کی عنایات سے مستفید و مستفیض نہیں ہو سکتے جب تک ہم میں اتفاق باہمی، اتحاد باہمی اور اعتماد باہمی اور اخلاص اور ہمدردی عامہ کے جذبات پیدا نہ ہوں گے۔ اس لیے ہمیں سرکار کی عنایات خسروانہ سے مستفیض ہونے اور ان تحریکات کو کامیاب بنانے کے لیے اتفاق پیدا کرنے اور پارٹی بازیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ پنچایت ہو یا دیہات سدھار کمیٹی ان کے ممبروں میں باہمی اتحاد ہونے کے ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں میں باہمی حسن سلوک، رواداری اور اعتماد و اعتبار کی ضرورت ہے۔ اتفاق ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے۔ اور اتفاق ہی ہمارے مستقبل کو روشن اور درخشندہ بنا سکتا ہے ۔

یہی منزل یہی کارواں
یہی ہے جرس اور یہی سارباں

آخر میں انسپکٹر صاحب نے مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ اور کارکنان پنچایت اور عام زمینداروں کو ان تقریروں کے ماحصل پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت اور تاکید کی اور کہا اگر عمل نہیں ہے۔ تو یہ تقریریں یہ لیکچر اور جھگڑے اور یہ جلسے سب بیکار ہیں۔ اور اس شعر پر اپنی تقریر کو آپ نے ختم کیا ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ ناری ہے نہ نوری ہے

مہاراجہ بہادر زندہ باد۔ افسر پنچایت زندہ باد۔ پنچایت کھواڑہ زندہ باد کے نعروں کے ساتھ جلسہ برخاست کر دیا گیا۔ اس کے بعد جن پنچایتوں کے کارکن یہاں آئے ہوئے تھے، انسپکٹر صاحب نے ان کے کاغذات کی پڑتال کی،

ایک گاؤں میں

(گزشتہ سے پیوستہ)

جولین۔ (وکاک سے۔ چائے پیتے ہوئے) بات یہ ہے کہ میں رات بھر بے چین رہی۔ ہاں! تم رات کے وقت کہاں تھی، دوسری نوکرانی بھی اس کمرے میں نہ تھی، اور باہر کا دروازہ اندر سے بند تھا،

وکاک۔ بی بی، ہم دونوں سر شام جب الیماس او بنچے ٹیلوں کی طرف روانہ ہو گیا تھا، اس کے تعاقب

میں چلی گئی تھیں،

جولین۔ اُس کا کچھ پتہ چلا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا

کیا وہ مجھ سے ناراض تھا،

وکاک۔ کچھ دیر وہ ہمیں دھندلا نظر آتا رہا۔ لیکن جب اندھیرا چھا گیا۔ ہم کچھ نہ دیکھ سکیں۔ ایک جھاڑی کے پیچھے اس کا انتظار کرتی رہیں، آخر نا امید ہو کر لوٹ آئیں۔ نصف رات گزری ہم مکان پہنچیں تو دروازہ بند پایا دستک دیتی رہیں۔ آپ سو رہی تھیں، ہم دروازہ پر اونگھتی رہیں۔

پو پھٹنے کے قریب تھی، کہ ہوش آیا میں کھڑکی کے روشندان پر چڑھ کر چبوترے سے چھت پر کودی اور صحن میں آئی۔ آپ کو دہلیز میں بیہوش پایا۔ بے سروسامانی میں آپ کو اُٹھا کر بستر پر لیٹایا۔ اور ہوش دلاتی رہی۔

جولین۔ اُف۔ میں نے کیا کیا۔ اچھا تو وہ آوازیں باہر سے کیسی آ رہی تھیں، جیسے انسان جانوروں کی بولیاں بول رہے تھے،

وکاک۔ بی بی، آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ ہم ہی تو چیختی چلاتی تھیں، البتہ کبھی کبھی پاس کے کھیتوں سے گیدڑ ڈل کے چلانے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، انسان بھلا جانوروں کی بولیاں کیوں بولیں،

جولین، توبہ! مگر الیاس کا کچھ پتہ نہ چلا کیسا بے وفا انسان نکلا۔ مجھے اُس سے ایسی توقع نہ تھی،

جولین ابھی بات ختم نہ کرنے پائی تھی۔ کہ ایک چھوٹا سا دیہاتی لڑکا ایک خط لیے ہوئے اندر آیا۔ خط دیکر واپس لوٹنا ہی چاہتا تھا۔ کہ جولین نے اُس سے پوچھا۔ تم کو یہ خط کس نے دیا،

لڑکا۔ میں ایک اونچے ٹیلے پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک نوجوان جس کے بدن پر ایک پھٹا کرتہ اور کمر میں پٹکا بندھا تھا۔ سر سے ننگا۔ اور پاؤں خون آلود۔ یہ خط لے کر میری طرف آیا۔ اور مجھے آپ کے مکان کا نشان دیکر یہ خط پہنچانے کو کہا۔ میں نے ہزار انکار کیا۔ مگر وہ خوش رُو جوان رو دیا۔ میرے پاؤں پڑا اور یہاں تک منت سماجت پر اُتر آیا۔ کہ ناچار مجھے اُس کی درخواست ماننے ہی بن پڑی اور میں یہاں تک پہنچ گیا۔

جولین محو حیرت تھی۔ اُس نے جلدی سے لفافہ کھولا۔ اور چھٹی کو پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں وہ پڑھتی گئی اُس کے چہرے کا رنگ بدلتا گیا۔ حتیٰ کہ چھٹی ختم کرنے سے پہلے وہ زرد پڑ گئی اور غش کھا کر گر پڑی

لڑکا یہ دیکھتے ہی خوف کے مارے بھاگ نکلا اور گھر پہنچ کر دم لیا۔ نوکرانیوں نے اپنی ملکہ کو سنبھالا۔ اور جب جولین کو ہوش آیا۔ تو بولی۔

وکاک وہ چھٹی کہاں ہے۔؟۔

یہ ہے بی بی، وکاک نے کہا۔ جولین نے پھر اُس خط کو پڑھنا شروع کیا۔ اب اس کی وہ پہلی سی کیفیت نہ تھی۔ اب اسے اطمینان سا محسوس ہونے لگا۔ گویا وہ جس چیز کی متلاشی تھی، اس نے پا لی۔ اب اُس

کے چہرے پر بشاشت نظر آ رہی تھی، خوشی سے پکاری وکاک میں شکی تھی وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے نہیں کبھی نہیں ۔

دیہاتی لڑکا یہ سوچ کر کہ جولین مر چکی ہوگی، اور شاید اس کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو چکا ہو ۔ الیماس کی تلاش میں ہو لیا ۔ تاکہ وہ الیماس سے پوچھے کہ اُس نے خط میں کیا لکھا تھا جس کا اثر ایسا ہولناک ہوا ۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا، کہ اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرے ۔ بڑی تلاش کے بعد اس نے ایک کھوہ میں پیپل کے نیچے کسی شخص کے کراہنے کی آواز سنی ۔ لڑکا پہلے تو خوف زدہ ہو کر سنتا رہا ۔ لیکن جب دھیمی آواز میں اُس نے جولین کا نام سنا ۔ تو اُس کا حوصلہ بڑھا ۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ الیماس کے بغیر اور کوئی نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ کھوہ کے اندر داخل ہوا ۔ اور اس نے الیماس کو عجیب حالت میں پایا ۔

"الیماس" ۔ لڑکے نے پکارا ۔ مگر وہ خاموش فرشِ خاک پر پڑا ۔ اندھیرے میں کروٹیں لیتا رہا ۔ لڑکے نے سوچا شاید اس کی بھی وہی حالت ہو جو جولین کی ہوئی لیکن الیماس تنہا تھا، اس کو وہ ایسی حالت میں چھوڑ کر نہ جانا چاہتا تھا ۔ اس نے بار بار پکارا لیکن الیماس نے نے کچھ جواب نہ دیا ۔ آخر لڑکے نے کہا ۔

الیماس، مجھے اتنا تو بتا دو ۔ تم نے جولین کو خط میں کیا لکھا تھا، تم نے اس کا خون کیوں کیا، تم نے مجھے ناحق مصیبت میں کیوں مبتلا کر دیا "

یہ الفاظ لکھتے ہوئے بمشکل نکلے آنسو "خون ۔ جولین کا خون، کیا کہا" ... نہ سمجھ سکا کہ اس نے کیا کہہ دیا تھا ۔

الیماس نے کہا ... میں جاتا ہوں، اب جاتا ہوں" یہ کہتے ہوئے اس کھوہ میں سے بھاگ نکلا ۔ اور نوح گاؤں کا رُخ کیا ۔ لڑکا کچھ دور تک اُس کے پیچھے آیا ۔ لیکن تعاقب نہ کر سکا ۔ اور حیرت زدہ اپنے گھر کو لوٹ گیا ۔

نوح کے چند معززین الیماس کی تلاش میں تھے ۔ گاؤں کے باہر انھوں نے الیماس کو عجیب ہیئت کذائی میں دیکھا اُسے سمجھایا بجھایا اور اُسے اُس کے گھر چھوڑ آئے ۔ لیکن عشق کے ماروں کو نیند کہاں، فوراً رات کے سناٹے میں وہ جولین کے مکان پر پہنچا ۔

آہستہ آہستہ دستک دی، وکاک باہر آئی،

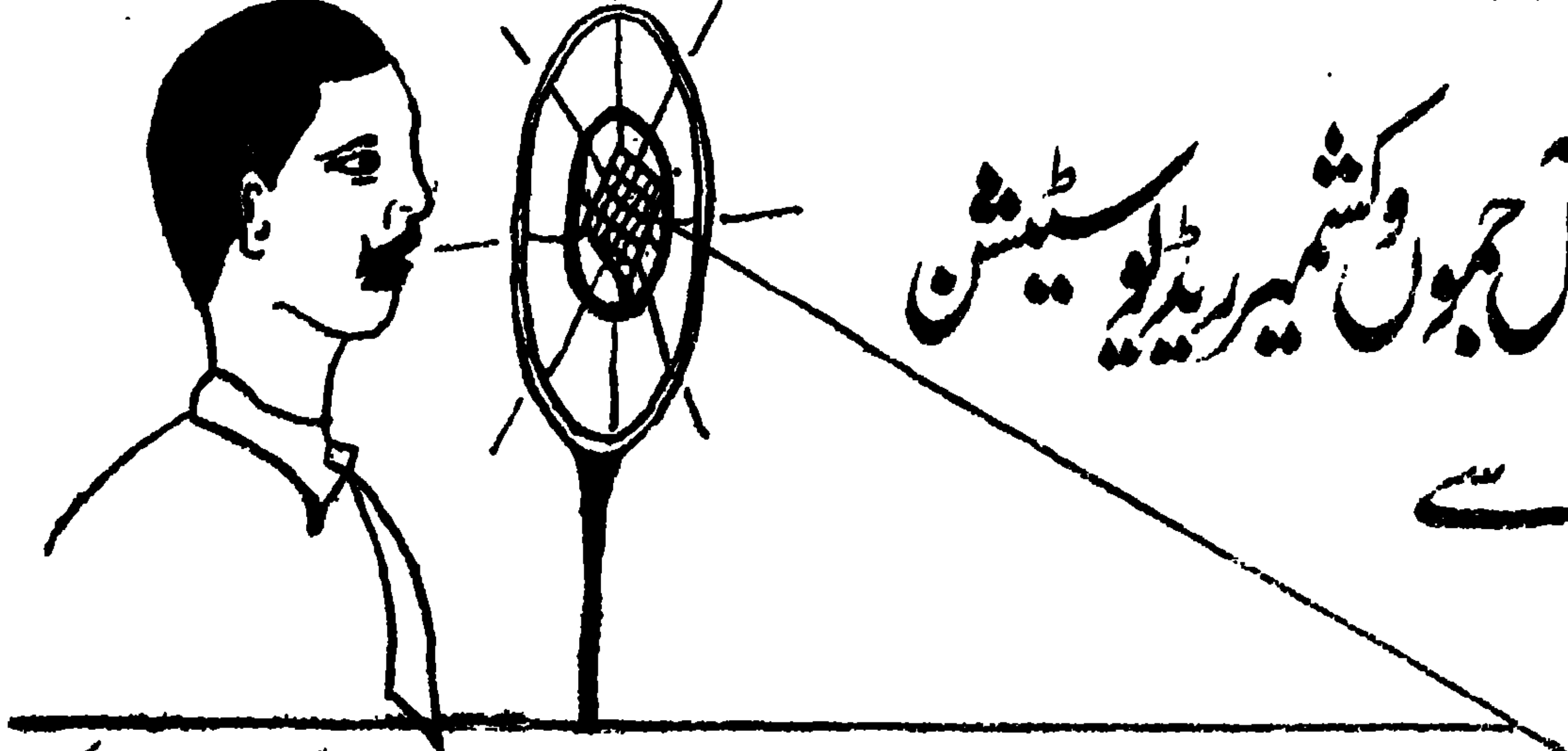
جولین کہاں ہے" الیماس نے کہا ۔

اپنے کمرے میں ہونگی" وکاک نے جواب دیا ۔

میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں" الیماس گھبرایا ہوا بولا ۔

(باقی آئندہ)

ایڈیٹر



آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن سے

یہ خبریں آپ محکمہ اصلاحِ دیہات و پنچایت ہائنس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے صدر دفتر سرینگر سے سن رہے ہیں۔ یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں مگر انھیں آپ اپنے دوستوں کو سنا سکتے ہیں۔ اور اخباروں میں چھاپ سکتے ہیں۔

حضور شہنشاہِ معظم نے خوشنودیٔ مزاج سے ہز ہائینس مہاراجہ بہادر کشمیر کو افواجِ ہندی میں لفٹیننٹ جنرل کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

دورانِ جنگ میں آج تک ریاست جموں و کشمیر کے جنگی دستوں میں سے جو ریاست کی حدود سے باہر جنگی خدمات انجام دے رہے تھے، لڑائی میں پانچ سپاہی مارے گئے۔ جن میں چار نمبر ۱ جموں و کشمیر ماؤنٹن بیٹری کے سپاہی تھے۔ اور ایک نمبر ۴ جموں و کشمیر انفنٹری کا سپاہی تھا۔ زخموں سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ دو اموات امراض سے ہوئیں۔ ایک نمبر ۱ جموں و کشمیر ماؤنٹن بیٹری کی اور دوسری نمبر ۲ جموں و کشمیر رائفلز کی۔

دس سپاہی زخمی ہوئے۔ ۷ نمبر ۱ جموں و کشمیر ماؤنٹن بیٹری کے جوان، دو نمبر ۴ جموں و کشمیر انفنٹری کے اور ایک نمبر ۲ جموں و کشمیر رائفل کا۔ بعد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ تمام زخمی اچھے ہو رہے ہیں، تمام مقتولین کے خاندان کو اطلاع دی جا چکی ہے،

کشمیر کی جنگی امدادی کمیٹی کے فنڈ کی رقم بابت ماہ جولائی مبلغ ۱۷۶۵۹ روپے تھی، جنگی دستوں کے لیے بہت سا سامان خرید کیا گیا ہے۔ اس فنڈ کی کل رقم آمد و خرچ ماہ جولائی کے آخیر تک، آمدن، دو لاکھ اکسٹھ ہزار چار سو پچیس روپے، خرچ، ایک لاکھ چھیالیس ہزار چھ سو بیالیس روپے آٹھ آنے تھی،

حکومت پنجاب سے اطلاع پہنچی ہے۔ کہ اس امر

کے پیشِ نظر کہ جاتریوں کی ایک بہت بڑی تعداد
تھانیسر میں ماہ ستمبر میں سورج گرہن کے تیوہار پر پہنچنے
والی ہے۔ ان کے ہیضہ سے بچنے کے لیے حکومت نے کافی
حفاظتی قدم اٹھائے ہیں، چنانچہ اپنے صوبہ میں ہر ہسپتال
اور شفاخانے میں آسائیش مہیا کی گئی ہیں، اور ہر جاتری
سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ میلے میں جانے سے قبل ٹیکا کروائے

ہز ہائینس گورنمنٹ کشمیر نے مشتہر کیا ہے کہ پیٹرول
کی تقسیم کا تقرر سردست ریاست میں نہیں کیا جائے گا۔
اس امر کے تیقن کے لیے انتظامات کیے گئے ہیں کہ کشمیر
میں فی الحال پیٹرول باقاعدہ موجود ہے۔ حکومت توقع
رکھتی ہے کہ پیٹرول کے خرچ کرنے والے عوام کے مفاد
کے پیش نظر پیٹرول کے خرچ کو حتی المقدار کم سے کم کرنے
کی کوشش کریں گے، سیر کنندگان جو کشمیر سے اپنی
موٹروں میں روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ
وہ اپنے ہمراہ کافی پیٹرول، سیالکوٹ، راولپنڈی یا ایبٹ آباد
تک پہنچنے کے لیے لے جائیں۔ جہاں سے ضلع کے پیٹرول
تقسیم کرنے والے حکام ان کو خاص پروانے منزلِ مقصود
پر پہنچنے کے لیے دیں گے،

کشمیر میں سیر کنندگان کی تعداد ۳۱ جولائی ۱۹۴۲ء
تک ۱۶۱۷۳ تھی، جن میں ۵۷۵۰ انگریز اور ۱۰۴۲۳
ہندوستانی تھے۔ گذشتہ سال اسی تاریخ میں ۱۵۲۹۰
سیاح کشمیر میں آئے تھے جن میں ۳۹۷۵ انگریز اور ۱۱۳۱۵
دیسی آدمی تھے،

ہز ہائینس گورنمنٹ نے مظفرآباد، بھمبر اور بھیمبر گڑھ کی
تحصیلات میں مختلف تعمیری کاموں کی غرض کے لیے مبلغ
۱۳۹۶۵ روپے کا تخمینہ خرچ منظور فرمایا ہے۔ کل خرچ میں
سے مبلغ ۱۶۲۲ روپے زمینداروں نے بذریعہ چندہ دینا منظور
کیا ہے۔ اس رقم میں سے مبلغ ۵۳۲۶ روپے کنڈی کی گرانٹ میں
محسوب کیے جائیں گے، اور بقیہ ۶۹۷۲ روپے رورل اپلفٹ
کی گرانٹ سے خرچ کیے جائیں گے، اس رقم میں سے ایک
ذخیرۂ آب، تقسیم آب بذریعہ نل (پائپ) ایک پنچایت گھر
ایک کنواں، ایک غسلخانہ اور ایک کول مدہ غسلخانہ تعمیر کیے
جائیں گے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے مہنگ سالی کے لیے ایک
روپیہ ماہوار کا عارضی الاؤنس آئندہ سال سے تمام محکمہ سول
کے ملازمان کے لیے جن کا ہیڈکوارٹر سرینگر یا جموں شہر میں ہوگا
اور جن کی تنخواہیں الاؤنس شامل کر کے ۱۶ روپے ماہوار سے
زائد نہ ہوں، منظور فرمایا ہے۔

صوبہ جموں کی مختلف تحصیلات میں ملیریا کے خلاف مہم
جاری کرنے کے لیے ہز ہائینس گورنمنٹ نے امسال مبلغ
۲۴۴۵۰ روپے کی رقم منظور فرمائی ہے۔ یہ مہم محکمہ رورل ڈیولپمنٹ

تیس پنچایتوں کے ذریعے انجام دے گا۔ اس رقم میں سے دو ہزار روپیہ کونین۔ [illegible] کے لیے منظور کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل صاحبان [illegible] پنچایت [illegible] نے استعفے حضور پرائم منسٹر صاحب بہادر کی خدمت میں ۱۵ اگست ۱۹۴۱ء کو بھیجے،

(۱) غلام نبی وکیل

(۲) ملک غلام حسین

(۳) غلام حسین خان

(۴) سید محمد شاہ جلالی

(۵) خواجہ اکبر ڈار

(۶) خواجہ احمد اللہ شاد

(۷) سیف الدین شاہ

قواعد کے تحت یہ تمام استعفے صحیح پائے گئے، دستور اساسی کے ایکٹ کی دفعہ ۲۷ کے تحت سیٹیں (نشستیں) خالی ہو گئی ہیں،

گورنمنٹ پریس کمیونک نمبر [illegible] مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۱ میں شائع شدہ وجوہات کے مطابق [illegible] مہاراجہ بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان خالی نشستوں [illegible] نئے انتخاب کے لیے کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ کے محکمہ [illegible] نے اس

سال صوبہ کشمیر میں کھنہ بل، ہندواڑہ اور مظفرآباد میں ۴ ستمبر سے ۸ ستمبر، ۱۸ سے ۲۱ ستمبر اور ۲ اکتوبر سے ۵ اکتوبر تک نمائشیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ نمائشیں اچھی قسم کے مویشیوں کی نسل کو ترقی دینے کی غرض سے منعقد کی جا رہی ہیں۔ اعلیٰ نسل کے مویشیوں کے مالکان کو ان کی فروخت میں انعامات دیئے جائیں گے۔ ان نمائشوں میں ہر قسم کے جانوروں کی خرید فروخت کی عام اجازت ہوگی۔ برطانوی ہند کے جانوران کو بھی شمولیت کی اجازت ہوگی۔ دیگر موزوں کھیلیں اور تفریحیں بھی نمائش میں مہیا کی جائیں گی،

پبلسٹی آفیسر

باجلاس خواجہ عبد القادر صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی سب جج اودھم پور

واقعہ ۲۴ بھادوں

درگا داس، دینا ناتھ، پرمانند، بھگوان داس بالغان، جے کشن نابالغ پسران بال مکند شاہ اقوام کھتری سکنہ اودھم پور نابالغ بولایت [illegible] برادر حقیقی خود مدعیان۔ بنام عطر دین ولد علاؤ الدین [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل رام نگر مدعا علیہ

اشتہار: مقدمہ مندرجہ میں مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے [illegible] ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۳۱ اسوج ۱۹۹۸ بوقت ۱۰ بجے حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا تو اس کے برخلاف کارروائی ضابطہ کا حکم دیا جاوے گا۔ تحریر الصدر

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

ڈونگہ

افسردگیٔ دل نے ایک دن ایسا بے حال کیا۔ کہ دونوں زانوؤں میں سر دیئے صبح سے شام تک تنہائی میں گزر گیا کسی پہلو چین نہ پڑا۔ بے کھائے پیئے تنہا کمرے میں لیٹ رہے جب بے تابی نے بے خوابی کی مدت کو دراز کر دیا۔ اور شب بھر نیند نہ آئی۔ تو خیال آیا۔ کہ ؎

عمر اپنی جو اسی شکل میں گزری غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

صبح کے وقت طبیعت میں بے حد کوفت تھی، جیسے رات بھر پولیس والے کسی چور کو منوانے کی کال کوٹھری میں اس کے انکار جرم کی بنا پر تمام قسم کی سزاؤں کے بعد بیداری کی سزا دیکر اُسے بدحال کر دیتے ہیں۔ اور وہ بے چارہ اقبال جرم کے ساتھ ہی مال مسروقہ بھی بتا دیا ہو۔ بعینہٖ ہم بھی حال اپنا کہنے کو تھے، کہ دل نے کہا، بہتر یہی ہے، کہ تبدیلِ مقام و ہوا کی جائے شاید نیند آجائے، اس نیت سے اب تبدیلِ مقام و ہوا کے متعلق طرح طرح کے خیالات آنے شروع ہوئے۔ موٹر کا سفر موزوں ہوگا، یا لاری کا۔ تانگے میں جایا جائے یا پیدل ایڈیٹروں کی سرمایہ داری سے تو آپ واقف ہیں ہی جیب میں ایک فونٹین پن۔ کچھ سفید کاغذ کے ٹکڑے سٹیفن یا کسی کی ایک بوتل۔ اور ناک پر عینک یہ ہے کل کائنات ایک مشاق اور تجربہ کار ایڈیٹر کی۔ اسی سے آپ ہمارا اندازہ بھی کر لیجیے ہم ابھی نو آموز ہوئے، ہماری سرمایہ داری میں عینک بھی نہ تھی، کیونکہ ہمیں عینک کا ابھی محتاج نہیں ہونا پڑا۔ غرضیکہ اب ہم اس پر غور کر رہے تھے، کہ سواری کا کونسا ذریعہ اختیار کیا جائے، بڑا فلسفہ اور بڑی منطق چھانٹنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ سفر بذریعہ "ڈونگہ" کشتی کیا جائے۔

اس سے تبدیلیٔ مقام و آب و ہوا بھی ہوگی، اور ڈاکٹر صاحبان بھی شاید یہی چاہتے ہوں خیر تو ایک ڈونگہ مختصر سے کرایہ پر لیا گیا۔ اور ہم سرِ شام ہی اس میں سوار ہو گئے۔ فرشِ خاک پر سونے کی ہمیں عادت نہ تھی اور ڈونگے میں نیچے سونا بھی ویسا ہی تھا، اس لیے ہم چارپائی ساتھ لے گئے۔ رات کے وقت جب ہم چارپائی پر دراز ہوئے۔ اور ڈونگہ باقاعدہ چل پڑا۔ تو ایسا محسوس ہونے لگا، کہ چارپائی دریا میں لڑھک گئی۔ اور ہم شاید چارپائی سمیت اگر راستے میں رکاوٹ نہ ہوئی تو سکھر تک جہاں پانچوں دریا ملتے ہیں، بے کم و کاست تشریف لے جائیں گے،

جموں تو خیر یہ دل رُبا خطہ راستے میں پڑتا نہیں البتہ پنجاب کی سرزمین کو ہم ضرور شرف بخشیں گے۔ پہلے تو نیند کسی اور سبب سے نہ آتی تھی، اب "یوں" مفقود ہوگئی۔

فراہم شالی وغیرہ بذریعہ پنچایت از یکم جولائی لغایت ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء

نمبر شمار	پنچایت	مقدار شالی	مقدار چاول	مقدار مکی	مقدار ارد	مقدار گیہوں
۱	قاضی گنڈ	۳۰۰	×	۱	×	×
۲	ٹکن بٹ پورہ	۲۸	۳۵	،	،،	،،
۳	زچلڈارہ	۲۵	×	۲۸	،،	،
۴	ہرتھقہ نگمپورہ	×	×	۰—۱۰—۲۱۵	،	،،
۵	گوبگام	۰—۰—۱۳۵	،	×	،	،
۶	نادہل	۲۲	،،	۵۳	۵	،،
۷	کلروسو	۰—۱۲—۸	،	×	×	،،
۸	ہم ہامہ	۰	۱۱	۰—۸—۰	،	۰—۸—۰

نقل سرٹیفکیٹ

باجلاس صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کشمیر

مسمی حاجی غلام محمد سرپنچ گنگن نے بموقعہ وقوعہ آتشزدگی واقعہ ۱۵/۱۴ ساون ۱۹۹۷ء بمقام کیجیارہ (گنگن) اطفاء آتش میں محنت و ہوشیاری سے کام انجام دیا ہے۔ لہذا بصلہ حسن کارکردگی کے مبلغ دس روپیہ انعام و سرٹیفکیٹ ہذا عطا کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس نے آگ پر قبضہ پاکر مصیبت زدہ گاؤں کی جانیں اور جائداد بچائی ہے۔ تحریر ۱۸ اگست

دستخط: سپرنٹنڈنٹ پولیس کشمیر

باجلاس پنڈت ہنسراج پربھاکر بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ منصف درجہ اول راجوری

کالورام ولد بھٹاکر داس قوم برہمن ساکنہ سوہانہ مدعی بنام بہاری لعل ولد سنت رام قوم دت برہمن سکنہ سوہانہ۔

دعویٰ عہ بروئے بہی

اشتہار مقدمہ صدر میں مدعی کی استدعا ہے۔ کہ مدعا علیہ دانستہ طور پر حاضری عدالت اور تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اور اسکی تعمیل معمولی طریق سے ہونی مشکل ہے۔ حاضری مدعا علیہ کیلئے اشتہار جاری فرمایا جائے۔ لہذا حسب استدعا مدعی بغرض حاضری مدعا علیہ اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ اور مدعا علیہ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۴ اسوج ۱۹۹۸ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی و جوابدہی مقدمہ مذکورہ کرے۔ ورنہ عدم حاضری مدعا علیہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ تحریر ۱۲ بھادوں ۹۸ء

(دستخط و مہر عدالت)



کشمیر میں بھیڑوں کی اُون اُتارنے کا طریقہ

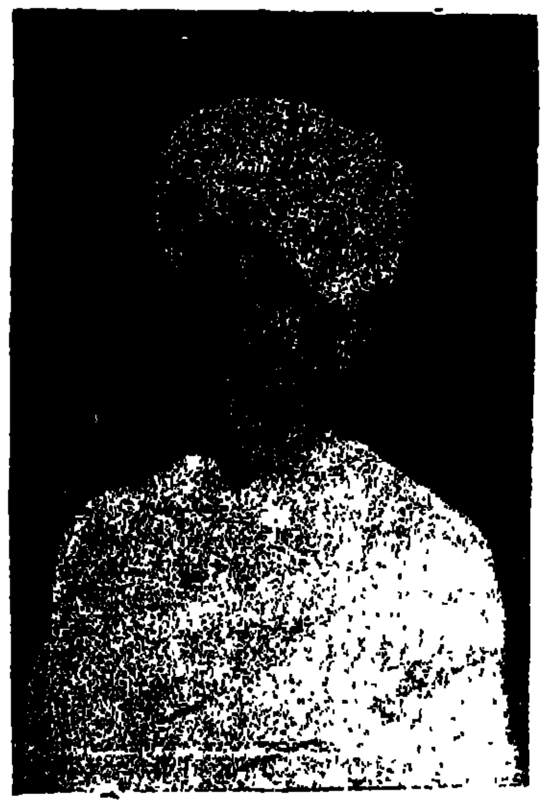


مشیر مال صاحب پنچایت کا معائنہ فرما رہے ہیں



طلباء کالج زمینداران کو گاؤں کی صفائی سکھلا رہے ہیں

PT. DINA NATH WARKU
Shahid



Writer of the Drama
"THE GRAM SUDHAR"
Appeared the Dehati Dunya.

مزاحیہ

دیہاتی کار

ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اسی کار پر سوار ہو کر خوامخواہ سیر کو نکل پڑے۔ اسی کار سے میری مراد ہے وہ کار جس کے متعلق کسی من چلے حضرت نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ اگر اس کی طبیعت کہیں ذرا سی ناساز ہوئی تو پھر ؎

نام لیتی نہیں ہے چلنے کا   جب دھکیلیں نہ آدمی دو چار

اور سڑک پکار پکار کر کہتی ہے کہ ؎

ڈمنو نہیں۔ نہ بیٹری۔ پانی نہیں نہ تیل ہے
بگڑی ہوں لاری روڈ پر غیر مجھے چلائے کیوں

یہاں "غیر" کی تو ایک سخن گسترانہ بات ہے۔ ہم سے قسم لے لو جو وہ بگڑنے والی ایسے وقت میں اپنے خاص الخاص ڈرائیور کی بات بھی مانے۔

تو خیر ہم خوامخواہ بقول شخصے "سویرے جو کل آنکھ میری کھلی" بغیر چھڑی لیے ٹہلتے ٹہلتے، کار پر جا بیٹھے ہمارا کار پر قدم رکھنا تھا۔ کہ بچوں کا ایک جم غفیر کار کے گرداگرد جمع ہو گیا۔ جیسے کوئی راشٹرپتی سبھا کے سنگھاسن پر قدم رکھے اور اکھاڑہ بھرپور۔ اگر آپ کی سمجھ میں یہ فلسفہ نہ آئے کہ بچے ہمارے کار میں سوار ہوتے ہی کیوں جمع ہو گئے تو سنیئے! بچے باوجود بچے ہونے کے جانتے تھے کہ کار

نام لیتی نہیں ہے چلنے کا   جب دھکیلیں نہ بچے ایک ہزار

بچوں نے فوراً کار کو اس طرح دھکیلنا شروع کر دیا۔ جیسے زمانہ قدیم میں مصر کے میناروں کے لیے تیار کیے پتھر کھینچ کھینچ کر لائے جاتے تھے۔ بچوں نے صبح نو بجے سے کار کو دھکیلنا شروع کیا اور شام کے چار بجنے لگے۔ مگر کار زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ ؎

کاوکاو سخت جانی ہائے دھکوں کی نہ پوچھ
یوں چلانا کار کا لانا ہے جوئے شیر کا

خدا خدا کر کے شام کے چار بجے کار سٹارٹ ہوئی۔ اور پھر کچھ اس تیزی سے بھاگی کہ بچوں کا شکریہ کرنا تو درکنار ہم لوکرسے پیڑوں والا بٹوہ بھی نہ لے سکے کیونکہ صبح جب کار پہ قدم رکھا تھا تو خیال تھا کہ کھانا واپس آکر کھائیں گے مگر جب "تین بجنے کو آئے" تو نوکر سے کہا کہ ہمارا بٹوہ گھر سے لیتے آؤ۔ خود اس ڈر کے مارے کار سے باہر قدم نہ رکھتے تھے کہ کہیں ہماری غیر حاضری میں سٹارٹ

ہو کر بھاگ ہی نہ جائے۔ یا سٹارٹ ہو کر ہمارے انتظار میں چپر بجتہ جائے۔ اور پھر وہی بات ہو جائے کہ ؎

دفینہائے دل تو سونپو اس ذات کو
وہ بیٹھے گی لے دن تیری شامت آئیگی

اور ہماری شامت ضرور آنا تھی کیونکہ خدانخواستہ اگر ایسا ہو جاتا تو تمام ساتھیوں کے لیے ہم ضرب المثل بن جاتے اور سب نے ہماری شان میں ایک ایک "حرجی غزل" فی البدیہہ کہنی تھی۔ سیر ہوتا یا نہ ہوتا مگر ایک گرما گرم مشاعرہ ضرور ہو جاتا۔ بہرحال ہوا وہی جو ہم نے سوچا تھا۔ یعنی کار جب چلی تو پھر ایسی چلی کہ توبہ ہی بھلی۔ آخر چلتی کیوں نہ اسی کار کو تو "ریل کا بچہ" کہا گیا ہے۔ چلتے وقت کار نے اس قدر گرد اڑایا کہ بچیں تو ؎

متاعِ کارواں اندر غبارِ کارواں گم شد

والا معاملہ ہو گیا۔

ہم نے ابھی عرض کیا تھا کہ ہم خوامخواہ سیر کو چل نکلے اور سرِ شام ایک خوامخواہ منزل پر بصد حیلہ و منت کار کو روکا اور ایک دوکاندار کے سپرد کر کے کسی واقف کار کی تلاش میں نکلے تاکہ رات بسر ہو جائے اور کسی پر "احسان" بھی چڑھ جائے۔ ہمیں کچھ دور ایک ایسے آدمی کا پتہ چلا جس کے باپ دادا ہمارے باپ دادا کے واقف کاروں کا دم بھرتے تھے۔ ہم نے سلسلۂ ذات کاٹنی تھی۔ اس لیے وہاں پہنچے اور ایک لمبی چوڑی تمہید کے بعد اُن لوگوں کو ذہن نشین کرایا کہ ہمارے سابقہ تعلقات ہمیں کشاں کشاں یہاں لے آئے۔ وہ لوگ ہمارے بڑے "مشکور" ہوئے اور ہم نے رات مزے سے بسر کی۔

ہماری شامت اعمال سمجھئے یا قدرت کی ستم ظریفی کہ جس ذاتِ شریف کے سپرد ہم نے کار کی، شاید گھر پہ اُس کی سوئی کھو گئی۔ ہوا کی تیزی سے وہاں چراغ جلنا مشکل تھا۔ اسی لیے اُن حضرت نے کار کی لائیٹ میں سوئی ڈھونڈنے کی ٹھانی ہو گی۔ جبھی تو اس نے کار کی سوچ لگا دی اور بیٹری کو چند گھنٹوں میں ختم کر دیا۔ صبح ہم جب وہاں پہنچے تو کار کی بیٹری بالکل جواب دے چکی تھی۔ ہم نے ہینڈل کو اتنا گھمایا جتنا ذوق مرحوم نے کبھی غزل پر بھی زور نہ مارا ہو گا۔ مگر وہاں وہی عالم تھا کہ ؎

"سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی"

اس اثنا میں بچے بہت جمع ہو گئے۔ ہم نے بچوں کو دیکھ کر فوراً کار پر تشریف رکھ لی مگر یہ بچے کچھ اس قدر کم ذوق اور غیر فلاسفر واقع ہوئے کہ کوئی بھی ہمارے نزدیک نہ آیا۔ ہم پہروں بیٹھے انتظار کرتے رہے، پھر نیچے اترے اور خود بچے بن کر کار کو دھکیلنا شروع کیا۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ دو آدمی مخالف سمت سے سڑک پر آتے دکھائی دیئے، ہمارا دل اس غیبی امداد پر بلیوں اچھلنے لگا۔ اور ہم نے فوراً خیال کیا کہ بچوں کی "اس غیر شاعرانہ" حرکت کا ازالہ قدرت نے خود بخود کر دیا۔ جب وہ آدمی ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے نہایت شریفانہ طور پر عرض کیا۔ کہ بھیا تھوڑی دور تو ہماری کار کو دھکیلئے جب یہ چل پڑے گی

تو آپ واپس ہو جائیں؟" یہ سن کر وہ کچھ عجیب انداز سے ہماری حالت پر مسکرائے، اور پھر یہ کہتے ہوئے چل دیئے" ہم راستہ پر چل رہے ہیں۔ اگر تمہاری کار خراب ہے۔ تو کیا ہم اسے سر پر اٹھالیں" یہ بات بجلی کی طرح ہمارے خرمن صبر پر گری اور اسے جلا کر خاک کر دیا۔ ہمارا پارہ بہت بلند ہو گیا۔ بس اب کیا تھا۔ ہم سب کے سب اُن مسافروں پر پل پڑے۔ اور انہیں بغیر کسی زیر و فہ کے گرفتار کر لیا۔ اور انھیں کہا کہ "تم بدمعاش ہو، آوارہ گرد ہو، کیونکہ سرکاری سڑک پر پیدل چل رہے ہو" اب اُن لوگوں کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اور لگے ہماری منتیں کرنے کہ ہمارا جرم معاف کر دو، جب ہم نے بمدہ عفو کیا تو وہ بیچارے لگے اطمینان قلب سے" ہمیں دھکے دینے" میرا مطلب ہے۔ کہ ہماری کار کو دھکیلنے لگے۔ میل بھر جانے کے بعد ہمارا پارہ اعتدال پر آگیا اور ہم نے اُن کو چھوڑ دیا۔

چند جریب چلے تھے، کہ چند مسافر اور ملے اِن سے بھی "گزارشِ احوال واقعی" کی۔ مگر انھوں نے بھی ٹکا سا جواب دیا۔ وہ تعداد میں بہت تھے، اور ہم تھے کہ بھوک و پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے، آخر "چل چل رے نوجوان . . . . . . رکنا تیرا کام نہیں۔ چلنا تیری شان" گاتے ہوئے لگے پھر کار کو دھکیلنے۔ ہم دھکیلتے گئے۔ دھکیلتے گئے اور پھر دھکیلتے گئے۔ ایک میل۔ دو میل۔ چار میل اور پھر پورے پانچ میل چلے گئے۔ بہت تھک چکے تھے، آخر "واقنا ربنا عذاب النار" کہہ کر کار کو سڑک کے گولے پر چھوڑ کر ایک طرف بیٹھ گئے۔

راستہ تنگ تھا، منٹوں میں وہاں بہت سی لاریاں آکر رُک گئیں، ہم یہ دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوئے کہ "بارے اپنی بیکسی کی کچھ تو پائی داد یاں" اب لاریوں سے سواریوں نے دھڑا دھڑ آوازے کسنے شروع کئے۔

ایک آواز:۔ ارے دریا کی جانب دھکا دو خود بخود چلیگی

دوسری:۔ بیل کیوں نہیں جوتتے اِس میں۔

تیسری:۔ کسی کباڑی کو دی ہوتی

چوتھی:۔ مجھ سے ابھی ساڑھے بائیس روپے لو اور اسے . . . . .

پانچویں آواز:۔ یہاں میٹی نہیں کیا؟

چھٹی:۔ بیت المال تو ہوگا۔

ساتویں:۔ کہیں نیازیں آئی ہوگی پیر جی کو

آٹھویں:۔ کسی عجائب گھر میں رکھی ہوتی

نویں:۔ طوفانِ نوح کی یادگار جو ہوئی

یہ اور اسی طرح کی درجنوں آوازیں آتی رہیں۔ ہم ہر ایک فقرہ پر اس طرح ہنس دیتے کہ گویا کہنے والے کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ یا اُس کے مذاق کے ساتھ بھی پورا پورا اتفاق ہے۔ کار کا مالک اس تمام عرصہ میں اپنی نگاہیں دریا پر جمائے سگریٹ کے کش اسی طرح لگاتا رہا گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ دیکھنے والے کو خیال ہوتا تھا، کہ وہ دریا کی لہروں کا شمار کر رہا ہے۔ اور مغالطہ کے ڈر سے ہر بات سُنی اَن سُنی کر دیتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک سفید ریش حضرت لاری

سے اتر کر کار کے پاس آئے ۔ اور کار کو بغور دیکھ کر اپنے ساتھی کو جو لاری پہ بیٹھا تھا ۔ مخاطب کر کے بولے " قبلہ ایں کار بہ بیکار ان است " یہ سنتے ہی کار کا مالک چونک پڑا ۔ گویا کسی سوتے ہوئے کو کسی نے تازیانہ لگا دیا ۔ یہ فقرہ سن کر ہمارا جام صبر بھی لبریز ہو گیا ۔ جی چاہتا تھا کہ ان حضرات کے گلے کو اس طرح دبوچیں کہ آن واحد میں موت ہم سب کو نجات بخشے پھر خیال ہوتا کہ اگر ان حضرات کا ہم کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو " شہید کن خود را " پر تو عمل کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ ۔

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں ۔
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

خدا بھلا کرے ایک ڈرائیور کا جس نے ہمیں مشورہ دیا کہ پاس والی جھاڑیوں سے کوئی جنگلی بیل حاصل کی جائے ۔ اور اس بیل سے کار کو اس کی لاری کے پیچھے ٹانک دیا جائے ۔ تو وہ ہمیں منزل پر لے جائے گا یہ سنتے ہی ہمارے دماغ سے غالب کے شعر کی وقعت مفقود ہونے لگی ۔ کیونکہ اب ہمارے پاس بغیر موت کے غم سے نجات پانے کا زندہ ثبوت موجود تھا ۔

بہر حال ہم ایک دوسرے کار سوار کے ہمراہ چاقو اور ہتھوڑا لے کر بیل کاٹنے چلے ۔ اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا ۔ گویا فرہاد کندھے پر تیشہ اٹھائے ہوئے شیر لانے جا رہا ہے ۔ نہ جانے کیوں یہ مصرعہ ۔ ع ۔

ہم کو منظور نکو نامیٔ فرہاد نہیں

بار بار زبان پہ آ رہا تھا ۔ جب ہم بیل کاٹنے درخت کی چوٹی پر چڑھ گئے ۔ تو ہم قافلہ ہمیں دیکھ کر مسکرانے لگا ۔ ہمیں خیال تھا کہ شاید ہماری محنت کوشی پر ان لوگوں کو ایک گونہ مسرت ہو رہی ہے ۔ مگر وہ لوگ غالباً مسئلہ ارتقاء کی صداقت پہ غور کر کے ہنس رہے تھے ۔ کیونکہ ہم بندروں کی سی تیزی سے درخت کی چوٹی پر چڑھ گئے ۔

جب یہ مہم سر ہو گئی تو ڈرائیور نے کہا کہ " ذرا کار کو آگے دھکیل کر راستہ بنایا جائے ۔ تاکہ میں اپنی لاری کو کار کے " آگے جوت دوں " ۔ ہم نے کار کو خوشی خوشی سے دھکیل کر ایک طرف کیا ۔ لاریوں نے یکے بعد دیگرے گذرنا شروع کیا ۔ جب " ہماری " لاری کے گذرنے کی باری آئی تو ہم دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے ۔ کہ اب لاری کو کار کے " آگے جوتا جائیگا " ۔ ایسے وقت میں ہمیں ان لوگوں کی حالت پر رحم آ رہا تھا ، جو کار کے آگے بجائے لاری کے بیل یا گھوڑے جوتتے ہیں ۔ جب لاری کار کے پاس سے گزرنے لگی تو ڈرائیور نے زور کا ہارن دیا ۔ اور تمام سواریوں نے بیک زبان اونچی آواز سے نعرہ لگایا " چھکڑا کار زندہ باد " اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لاری ہماری امیدوں پر پانی پھیرتی ہوئی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ،

ایسے میں ہماری جو حالت ہوئی ہو گی اس کا کوئی تجربہ کار ہی اندازہ لگا سکتا ہے ۔ غصہ کے مارے ہم سوچ نہ سکتے تھے ۔ کہ اس الّو کے پٹھے ڈرائیور کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے جس نے محض رستہ حاصل کرنے کے لیے ہمیں بندروں کی طرح درخت کی چوٹی پر چڑھایا ۔

کچھ دیر تو ہم سب ہکے بکے ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہے اور پھر بقول شخصے "وہی گھر یہ وہی زاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے" کار کو دھکیلنا شروع کیا۔ تھوڑی دور چل کر اترائی آگئی۔ ہم سب کار پر سوار ہو گئے کہ اب شاید خود بخود چلے گی۔ مگر وائے قسمت کہ یہ بھی نہ ہوا۔ شاید کار کی بریکیں جام تھیں، چند ساتھی پھر اترے اور کار کو دھکیلنے لگے۔ چند منٹوں بعد ہمیں لب سڑک دو شریف آدمی دکھائی دیئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی لاری کا انتظار کر رہے ہیں۔

جب ہم قریب پہنچے تو دیکھا کہ سر راہ گزر بیٹھے ہوئے ستم کش انتظار والوں میں سے ایک شفیق احمد تھا جس کے ثانوی بیب فاضل کا نتیجہ نکل چکا تھا۔ مگر ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ پاس ہے یا فیل اور دوسرا تھا۔ احمد شفیق جو گرما کی چھٹیاں گزار کر کالج سے گھر جا رہا تھا۔ اور شفیق احمد سے ملنے ٹھہر گیا تھا۔ مجھے ہر دو سے بہت کچھ دریافت کرنا تھا مگر کرتا کیا بات وہی تھی، کہ "ٹھہرم مشکل وگرنہ ٹھہرم مشکل" میں نے انھیں دیکھ دور سے ہی سلام کیا، وہ مصافحہ کرنے آگے بڑھے، مگر ہمیں کہاں فرصت تھی۔ فوراً عرض کیا۔

شفیق صاحب اگر ہاتھ ملانے کی نیت سے آگے بڑھے ہیں تو یہ تکلیف محض ہے کیونکہ ہماری کار کا رکنا دشوار تر ہے۔ ہاں اگر ناگوار نہ گزرے تو کار کو ایک دو دھکے دیدیجیے آپ کا احسان ہوگا،

شفیق صاحب یہ سن کر کچھ کھسیانے سے ہو گئے ان کے قدم رک گئے اور ہم اسی طرح ہنس ہنس کر اپنی ذلت کو ٹالتے ہوئے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

بارے منزل پہ پہنچ جاتا ہے۔ جو ہو قسمت کا مارا اس پہ سوار

سید غلام حسین۔ سرویر

تبصرہ

ڈرامہ گرام سدھار "دیہاتی دنیا" میں ماہ دسمبر ۱۹۴۸ء سے باقاعدہ شایع ہوتا رہا ہے۔ آج کے پرچے میں اس کی آخری قسط دی گئی ہے۔ مصنف دینا ناتھ واریکو شاہد ہیں۔ جن کی تصویر علیحدہ شایع کی گئی ہے۔ ڈرامہ کے متعلق مختصر الفاظ میں ہماری رائے ہے۔ کہ زبان کے لحاظ سے یہ بالکل سادہ اور اپنے پلاٹ کے لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے۔ دیہات سدھار کے جن شعبہ جات کا ذکر چھیڑا گیا ہے۔ انھیں نہایت عمدگی سے ادا کیا گیا ہے اگر اس ڈرامہ کو عملی صورت دی جائے تو ہمارے خیال میں یہ کئی ڈراموں سے جو آج تک دیہات کے نام سے سٹیج پر لائے جا چکے ہیں، بہت بلند پایہ اور پاکیزہ ہے۔

ایڈیٹر دیہاتی دنیا

جھیل ڈل سرینگر

از تراوشِ فکر حکیم عماد الدین صاحب سوز انسپکٹر محکمہ ویٹرنری جموں

مِہر کی کشتی جو ڈوبی جا کے بحرِ شام میں
مے شفق کے رنگ نے ڈالی فلک کے جام میں

شام رنگین آگئی ہے آسماں کی گود میں
لگ رہی ہے آگ سی تاروں کے تار و پود میں

ماہ کی کشتی رواں جو ابر کے دریا میں ہے
عکس اس کا غرقِ میرے دیدۂ بینا میں ہے

کون دیکھے چشمِ صد ارماں سے منظرِ شام کا
آتشیں نظارہ یاد آیا کسی کے بام کا

چشمِ گردوں دیکھتی ہے شوکتِ حسنِ زمیں
غیرتِ شمس و قمر ہیں حسن میں لاکھوں حسیں

تیری خاموشی کو اے ڈل فوق ہے افلاک پر
ہے مجسم آسماں کا عکس شاید خاک پر

تو مجسم نور ہے یا نقرۂ سیال ہے
آنکھ کے آئینے میں آئینہ تیرا حال ہے

تیرتا ہے عکس تجھ پہ چرخِ نیلی فام کا
تیری جنبش میں اثر ہوتا ہے دورِ جام کا

چاند تارے شب اتر آتے ہیں تیری گود میں
گردشوں سے یوں سکوں پاتے ہیں تیری گود میں

تیرے دامن سے ملا ہے دامنِ باغِ نشاط
تیرا پانی ہے جبینِ روشن باغِ نشاط

عقل اس نظارۂ رنگیں سے حیرت دیدہ ہے
رازِ ہستی چشمِ انساں سے ابھی پوشیدہ ہے

ہانجیوں کے چپوؤں سے لغزشیں کھاتی ہیں کیا
کشتیاں پانی میں ڈل کے جھومتی جاتی ہیں کیا

سن رہے ہیں نغمہ ہائے ہانسزا اہلِ وطن
کس قدر مستِ فضا ہیں خوش نوا اہلِ وطن

جس کے دل کو ہو الم کی گرد سے آلودگی
زندگی اس کی نہیں آئینۂ آسودگی

تیرتے پھرتے جو ہر سو ہیں، کنول کے پھول ہیں
ہیں الگ پانی سے اور پانی میں ڈل کے پھول ہیں

قید و آزادی کی اک زندہ کہانی ہیں یہ پھول
درس آموزِ مذاقِ زندگانی ہیں یہ پھول

تیرے ساحل پر جو شنکر کا پہاڑ استادہ ہے
آسماں سے ہمسری کرنے کو وہ آمادہ ہے

یاد ہیں اس کو فسانے شوکتِ اقوام کے
اور پھر اس پر زمانے گردشِ ایام کے

ملاحظہ

ہم نے ۲۵ جولائی ۱۹۴۱ء کو گانہ رل کا ملاحظہ کیا۔ اور پنچایت کے سالانہ اجلاس کی کارروائی کا معائینہ کیا۔ یہ بہت بڑی پنچایت ہے جس کا حلقہ ۴۲ گاؤں کا ہے۔

یہ پنچایت ساون سمت ۱۹۹۳ کو قایم ہوئی۔ لیکن ایک سال تک یہ اپنا حقیقی کام نہیں کر سکی، ساون سمت ۱۹۹۴ سے اس نے اپنا کام شروع کیا ہے۔ اس عرصہ میں کل ۶۸۹ مقدمات دائر ہوئے جن میں سے ۶۷۱ کا فیصلہ دیا جا چکا ہے۔

ہم یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ کہ ۶۷۶ مقدمات میں سے ۵۹۵ باہمی مصالحت سے طے کئے گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ پنچایت کے مقدمات کا باہمی فیصلہ سے طے کرنا مقدمات کی انجام دہی کا بہترین طریقہ ہے۔

پنچایت کی کل آمدن ۳۱۴/۱۰/۰ اور خرچ ۱۷۱/۱۳/۳ ہوا ہے۔ پنچایت کے پاس ۱۱۶/۸/۹ موجود پائے گئے۔

چار پلیاں۔ دو غسل خانے۔ دو مٹیاں ایک عمدہ سڑک اور ایک ذخیرۂ آب پنچایت نے تیار کئے ہیں۔ جس کے لیے زمینداروں نے ۱۰۰/۰/۰ چندہ نقد علاوہ مزدوری کے دیا۔ دیہات سدھار کا یہ قابل قدر کام ہے۔ اپنے حلقے کے اندر انھوں نے ضرورت مندوں کو شالی مہیا کرنے کا بہت اچھا انتظام کیا۔ انھوں نے زمینداروں سے جن کے پاس زاید تھی، تقریباً ۹۰ کھروار شالی فراہم کی۔ اور خرید کردہ نرخ پر ہی یعنی ۵/۰ فی کھروار کے حساب سے فروخت کیا۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ آیندہ سال بھی اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے،

پنچایت نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں انھوں نے شادی غمی کے موقعوں پر اخراجات کو کم کرنے کی تجویز کی ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا کہ اس ریزولیوشن کے فیصلے کی تعمیل زمینداران کر رہے ہیں۔ یہ بہت ہی اچھی بات ہوگی اگر ان کو اس پر عمل کرنے کے لیے ہمیشہ ترغیب ہوتی رہی تاکہ وہ فضول اخراجات اور تباہی سے بچیں۔ ہم اس پنچایت کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ سرپنچ اور دیگر پنچاں تمام کی تمام بڑے سرگرم کارکن نظر آتے ہیں۔ اور وہ دیہات سدھار کیلیے مطابق اپنی استطاعت کے سب کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں۔

ممبرانِ پنچایت سے

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

"سید القوم خادمہم" (قوم کی صحیح خدمت کرنے والا قوم کا سردار بننے کا حقدار ہے) آپ اپنے حلقے کے پنچ۔ رہنما اور خادم ہیں۔ یہ تمام خدمات آپ بلا معاوضہ انجام دیتے ہیں انہی خدمات کا دوسرا اور مختصر نام خدمتِ خلق اللہ ہے۔ ایک محبِ وطن ان خدمات کو لیے انہاک سے انجام دیتا ہے کہ گویا خدمتِ خلق اللہ سے بڑھ کر نیکی کا اور کوئی کام نہیں۔ شکر کا مقام ہے کہ ہمارا ملک ایسے محبِ وطن اور کارکن افراد سے خالی نہیں، چنانچہ اکثر پنچایتوں کی رپورٹوں اور کاروائیوں سے یہ بشارت آمیز اور امید افزا جھلک پائی جاتی ہے۔ کہ محکمہ دیہات سدھار اپنے اصلاحی اور تعمیری پروگرام میں سرعت کے ساتھ کامیاب ہو رہا ہے۔

پس ایسے تمام کارکن اور محبانِ وطن ممبرانِ کی خدمت میں التجا ہے کہ دیہاتی لوگوں کی صحیح خدمت اور حقیقی رہنمائی یہ ہے۔ کہ انھیں حصولِ تعلیم کی طرف ہر ممکن کوشش سے مائل کیا جائے۔ کیونکہ تمام مفاسد کی جڑھ صرف جہالت اور بے علمی ہے۔ اب کوئی بھی حلقہ پنچایت ایسا نہ ہوگا جہاں سرکار کی طرف سے مدرسہ نہیں۔ اور ہر مدرسہ کے ساتھ "تعلیم بالغاں" کا انتظام بھی موجود ہے لیکن افسوس ہے۔ کہ ہمارے دیہاتی بھائی بہت ہی کم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ کسی دیہاتی مدرسہ کو دیکھیں۔ زیرِ تعلیم لڑکوں کی حسرتناک کمی افسوسناک نظر آئے گی، ساتھ ہی جس وقت آپ کے گاؤں میں کوئی ریچھ والا آجائے۔ اس وقت بھی دیکھیں کہ قابل تعلیم بچوں کا جمِ غفیر ریچھ کا تماشا دیکھنے کو کس طرح جمع ہوگا،

کسی ملک کی ترقی کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ ملک کے بچوں کو صحیح تربیت دی جائے اور انھیں زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ میں ایک دیہاتی مدرس ہونے کی حیثیت سے عرض کرونگا۔ کہ دیہاتی مدرسیں آپ کے تعاون کے محتاج ہیں۔ اور وہ بھی آپ کے سرگرم اور واقف کار معاون اور مددگار رہیں محکمہ تعلیم اور محکمہ دیہات سدھار ایک سرچشمہ کی دو شفاف نہریں ہیں۔ آؤ مل کر وطن کی خدمت کریں

ع۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا

محمد یحییٰ ترالی

گرام سُدھار

گزشتہ سے پیوستہ

ـ ۲۲۶ ـ

(دو عورتیں صحن میں بیٹھی باتیں کر رہی ہیں)

ایک۔ بہن سُنا ہے کشور جی نے گاؤں کہاں سے کہاں کر دیا ہے! کہاں وہ کسان جنھیں کھانے کو نہ ملتا تھا۔ اور کہاں اب یہ حال کہ ہر ایک کو دو وقت کھانے کو ملتا ہے۔

دوسری۔ ہاں۔ کنوئیں کے پاس جو کبڑا رہتا ہے، وہ بھی اب بڑا سکھی ہے۔

پہلی۔ کیوں نہ ہو۔ گاؤں کا گاؤں کشور جی کے اس کام کو سراہتا ہے۔

دوسری۔ کیا ملتا ہے تمھیں وہاں سے؟

پہلی۔ جو جتنا کام کرے۔ پچھلے مہینے میں نے بارہ روپے لیے۔

دوسری۔ کتنے لوگ کام کرتے ہیں؟

پہلی۔ انیس (۱۹) مرد۔ گیارہ عورتیں اور سات بچے!

دوسری۔ سچ پوچھو تو کشور جی نے شلپ گھر بنا کر لوگوں کا بڑا بھلا کیا۔

پہلی۔ ہاں، اب تو میرے دیکھنے میں یہاں کوئی غریب ہی نہ رہے گا۔

ـ ۲۲۷ ـ

(زمیندار صاحب اپنے دو نوکروں سے باتیں کر رہے ہیں)

زمیندار۔ کیوں آ گئے وہ؟

ایک نوکر۔ جی نہیں۔

زمیندار۔ کوئی نہیں آیا؟

دوسرا۔ دو چار کسان!

زمیندار۔ صرف دو چار، کیوں؟ کیا کہا انھوں نے؟

پہلا۔ وہ کہتے ہیں ہمیں زمیندار صاحب سے کیا کام؟ کشور جی بلائیں تو جائیں گے۔

زمیندار۔ مکھیا اور ضلعے والے؟

دوسرا۔ وہ بھی نہیں آسکے۔

زمیندار۔ (سوچ کر) اچھا ـــ!

ـ ۲۲۸ ـ

منظر۔ ودیالیہ ـ وقت۔ دن

ودیالیہ کے صحن میں لڑکوں کو انعام دینے کا جلسہ منایا جا رہا ہے۔ صحن اور ودیالیہ سجایا گیا ہے۔ لڑکوں کی ایک

ہوئی ور روشنی ہو رہی ہو۔ ایک گا رہی ہو، ایک کھیل کھیل رہی ہے۔
اس گرد گاؤں بھر کے لوگ بیٹھے ہیں۔ سب لوگ چاروں طرف
لگائے ہیں۔ بیچ میں کشور اور پنچایت والے بیٹھے ہیں۔ تب
اودھیا پک جی کچھ کہہ رہے ہیں۔

— ۲۳۹ —

منظر۔ مکان . وقت۔ شام

(زمیندار اور اس کی بیوی میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں
لیلا بھی پاس ہی سر جھکائے بیٹھی ہے۔)

زمیندارنی۔ میں ایسا کبھی نہ ہونے دوں گی
اس سے اچھا ہے۔ کہ لیلا کنواری ہی رہے۔

زمیندار۔ تم یہی چاہتی ہو کہ اس کی شادی کشور
سے ہو جائے۔

زمیندارنی۔ ہاں۔!

زمیندار۔ کبھی نہیں۔ ایسا تو شاید میرے مرنے
کے بعد بھی نہ ہوگا۔

زمیندارنی۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ ایسا ہونا چاہیے
اور آپ کو کرنا ہی ہوگا۔

زمیندار۔ کیا۔؟ کرنا ہی ہوگا؟

زمیندارنی۔ ہاں ہاں۔ کُل کی لاج اور اپنا مان
رکھنے کے لیے۔

زمیندار۔ کُل کی لاج۔ اپنا مان۔ یہ تم کیا کہہ رہی
ہو؟ میں نہیں سمجھتا۔

زمیندارنی۔ تو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

زمیندار۔ (گہری سوچ میں پڑتا ہے۔ بار بار دل ہی
دل میں کہتا ہے۔ کُل کی لاج! اپنا مان۔!)

— ۲۴۰ —

منظر۔ باغ . وقت۔ شام

(گاؤں سے باہر باغ میں چند کسان بیٹھے باتیں کر
رہے ہیں)

ایک۔ بیماری کا کارن بھی یہی ہے۔ سوچتا ہوگا۔
کہ وہ کیا سے کیا ہوگیا۔

دوسرا۔ جی۔ کہاں وہ دن کہ لوگ اس کے اشاروں
پر سر کٹواتے تھے، اور کہاں یہ دن کہ کوئی پاس بھی نہیں ٹھٹکتا۔

تیسرا۔ انیائے کا پھل اسی جنم میں مل گیا۔

پہلا۔ مکھیا جی اور ضلعے دار صاحب بھی اس کے
نہ رہے۔

چوتھا۔ برے کا ساتھ سدا کون دیتا ہے؟

تیسرا۔ ہاں بھگوان کرے ہمارے کشور جی جاگیردار
بن جائیں۔

پانچواں۔ پھر تو سکھ ہی سکھ ہے۔ اور آنند ہی آنند۔

دوسرا۔ مگر یہ ہو کیسے سکتا ہے؟

چوتھا۔ بھگوان کی اچھیا ہو۔ تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔

— ۲۴۱ —

منظر۔ مکان . وقت۔ صبح

(زمیندار صاحب بستر پہ بیمار پڑا ہے۔ وہ بہت ویاکل
ہے۔ اور اپنے آپ سے کہتا ہے)

زمیندار۔ کل کی۔ لاج . . . . اور اپنا مان ــــ بچنے کی کوشش کیجیے ــــ کوئی نہیں آیا؟ کشور جی بلائیں تو ــــ جائیں گے ــــ میرے بھگوان! ــــ آپ اس رُت کو اب نہیں روک سکتے۔ ؟ یہی جو کشور نے کیا ــــ ہے پربھو! (اس کا دوست اندر آتا ہے)

دوست۔ (زمیندار کے سرہانے بیٹھ کر) کہیے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ ؟۔

زمیندار۔ اپنے کیے کرائے کی باتیں اپنی آتما سے!

دوست۔ آج آپ بہت نربل ہیں، بہت دیاکل

زمیندار۔ من اشانت ہے۔ چاروں طرف اندھیاری ہی اندھیاری نظر آتی ہے۔ ہر چیز کاٹنے کو دوڑتی ہے۔

دوست۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ من کو سمجھائیں۔

زمیندار۔ میں وہ سنتا ہوں جو میرے کانوں نے کبھی نہ سنا۔ میں وہ دیکھتا ہوں، جو میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا۔

دوست۔ بھگوان کی مایا ہی ایسی ہے۔ جہاں دھوپ وہاں چھاؤں۔ جہاں چھاؤں وہاں دھوپ!!

— ۲۴۲ —

منظر۔ باغ . وقت۔ شام

(گاؤں سے باہر باغ میں بہت کسان جمع ہیں کشور انہیں کچھ کہہ رہا ہے)

کشور۔ میرا اودیش گرام سدھار تھا۔ وہ بہت حد تک پورا ہو چکا۔ میں نے سدھار کا بوٹا لگایا۔ اُسے سینچنا اور پالنا آپ کا کام ہے۔ اس کی رکھشا کر و گے تو اس کے میٹھے اور رسیلے پھل کھا کر سکھ اور آنند بھوگو گے۔ پنچایت کا فرض ہے۔ کہ وہ اس بوٹے کی دیکھ بھال کرے اور آپ کا کام یہ ہے۔ کہ اُن کا ہاتھ بٹا کر اس بوٹے کو پھولتا پھلتا دیکھیں میرے اودیش کا ایک بڑا حصہ ابھی باقی ہے۔ ابھی آپ کو قرض کے دُکھ سے سیٹھوں کے اپنائے سے اور وڈ داروں کے ظلم سے چھڑانا ہے۔ یہ جبھی ہو سکتا ہے جب پنچایت گاؤں میں ایک بنک کھولے جو زمیندارہ بنک کہلائے گا۔ اس کے لیے دھن کی ضرورت ہے۔ بہت دھن کی۔ بھگوان کی کرپا اور آپ کی مدد میرے ساتھ ہو۔ اس بنک کو بنا کر ہی دم لوں گا،

سیوک۔ بولو نند کشور جی مہاراج کی ــــ

لوگ۔ جے، جے، جے

— ۲۴۳ —

منظر۔ صحن . وقت۔ دن

(ایک صحن میں دو کسان اور ایک عورت گھاس کے ڈھیر لگا رہے ہیں۔ اور آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں)

ایک۔ اب تو لوگوں کو مزدوری کرنے کے لیے شہر جانے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

عورت۔ کیوں ـــ؟

پہلا۔ جب گھر بیٹھے کام مل جائے تو آدمی باہر کیوں جائے۔ کشور جی کے شلپ گھر میں کام کرے اور پالو پسار کر کھائے،

دوسرا۔ کہتے ہیں اب وہاں بڑی اچھی اچھی چیزیں بنتی ہیں۔ اور طرح طرح کی۔

پہلا۔ ہاں۔ لوئیاں، کمبل، پٹو، سوتی کپڑا، ٹوکریاں پٹارے، مٹی کے برتن، اور بھی کئی چیزیں۔

عورت۔ یہ چیزیں کہاں بیچتے ہیں وہ؟

دوسرا۔ شہر کی منڈی میں بڑے اچھے داموں پر

پہلا۔ اب تو پنچایت نے شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں کے پالنے کا بھی انتظام کر دیا ہے۔

عورت۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

دوسرا۔ گاؤں میں شہد اور ریشم تیار ہوگا شہر بھیجے جائیں گے، اور کافی روپیہ آئے گا۔

عورت۔ یہ روپیہ پنچایت والوں کو ملے گا،

پہلا۔ نہیں۔ ان لوگوں کو جو یہ کام کریں گے ہاں کچھ حصہ پنچایت اپنے پاس سدھار کے کام کے لیے رکھے گی۔

دوسرا۔ جن لوگوں کے پاس کمبل، گھی، اون، روئی، پھل ایسی چیزیں خرچ سے زیادہ ہیں۔ وہ بھی پنچایت کو قیمت پر دیتے ہیں۔ اور پھر پنچایت انہیں شہر کی منڈی بیچتی ہے۔

— ۲۴۴ —

منظر۔ مکان ۔ وقت۔ صبح

(زمیندار صاحب بستر پر بیمار پڑے ہیں۔ اُن کے سرہانے ایک طرف اُس کی بیوی ہے۔ اور دوسری طرف اس کا دوست لیلا اُن کے پاؤں دبا رہی ہے۔ سامنے چند کسان بیٹھے ہیں)

زمیندار۔ وہ دیکھو۔ کشور کے پتا کی روح۔ مجھے بلا رہی ہے۔ اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ چھوڑ دو مجھے نکال دو اسے۔

دوست۔ زمیندار صاحب۔ ذرا سو جانے کی کوشش کیجیے۔

زمیندار۔ آنکھیں بند کرتا ہوں۔ تو ڈر سا معلوم ہوتا ہے۔ وہ دروازے کی آڑ میں کون کھڑا ہے۔

بیوی۔ کوئی بھی نہیں۔ آپ یونہی گھبراتے ہیں۔

زمیندار۔ دنیا میں سکھ کہاں رہتا ہے شانتی کہاں بستی ہے؟

دوست۔ بھگوان کے چرنوں میں۔ بھگوان کی یاد میں!

زمیندار۔ ہاں ہاں۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ وہ دیکھو! پھر آیا۔ پوچھو اس سے کیا مانگتا ہے۔ کشور کو بلاؤ۔ لیلا کہاں ہے؟

— ۲۴۵ —

منظر۔ مکان ۔ وقت۔ دن

ایک بند کمرے میں ریشم کے کیڑے پالے جا رہے ہیں۔ فرش پر توت کی ٹہنیاں بچھی ہیں۔ چند کسان ان کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ بہت سے کویے بن چکے ہیں۔ باقی تیار ہو رہے ہیں۔

— ۲۴۶ —

منظر۔ مکان ۔ وقت۔ دن

(کشور اور زمیندار کا دوست بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

کشور۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ نے سدا ہی میری

مدد کی۔ اور زمیندار صاحب کو سمجھاتے رہیے۔

زمیندار کا دوست۔ جی ہاں۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ آپ سچ مچ کسانوں کا بھلا چاہتے ہیں میں انھیں بہت سمجھاتا رہا لیکن ان کی آنکھوں پر خود غرضی کی پٹی بندھی تھی۔

کشور۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ اب انھوں نے میرے اودیش کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔

زمیندار کا دوست۔ بالکل اچھی طرح۔ اور اسی لیے انھوں نے (نوٹوں کا ایک بنڈل دیتے ہوئے) یہ پانچ ہزار روپے بھیجے ہیں۔

کشور۔ روپے! یہ کیوں؟

زمیندار کا دوست۔ انھوں نے سنا ہے کہ آپ کو زمیندارہ بنک کھولنے کے لیے دھن کی ضرورت ہے

کشور۔ زمیندارہ بنک کے لیے۔ اتنے سدھر گئے ہیں وہ۔؟

زمیندار کا دوست۔ لیکن اب جبکہ وہ اس دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔

کشور۔ کیوں؟ اتنے بیمار ہیں وہ۔؟

زمیندار کا دوست۔ ہاں۔ وہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ آپ ان کے پاس آئیں۔

کشور۔ انہیں مجھے دیکھ کر دکھ تو نہیں ہوگا؟

زمیندار کا دوست۔ نہیں۔ اس سے آپ کا بھلا ہوگا۔ اور ان کا بھی۔

— ۲۴۷ —

منظر۔ مکان ۔ وقت۔ صبح

(پنچایت والے ایک کمرے میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے ہیں)

سوشیل۔ زمیندار صاحب کے پانچ ہزار۔ پتا جی کے ایک ہزار۔ مکھیا جی کے پانسو اور نند کشور جی کا ڈیڑھ ہزار یہ کل آٹھ ہزار روپے ہوتے ہیں۔ میرے وچار میں اس سے اچھا خاصہ بنک جاری ہو سکے گا۔

پنڈت جی۔ ابھی تو اور بہت روپیہ ملنے کی آشا ہے۔ دھن کی آپ کوئی چنتا نہ کریں۔

وید جی۔ نیم بھی سب بن چکے ہیں۔

سوشیل۔ یہ نیم سب لوگوں کو بتائے جائیں۔ تاکہ وہ اس کے سب گنوں کو سمجھ لیں۔

ہاں۔ انہیں بتانا چاہیے۔ کہ کس کس کام کے لیے انھیں بنک سے قرضہ دیا جائیگا۔ اور وہ کس طرح اسے ادا کریں گے۔؟

مکھیا کا بھائی۔ انھیں یہ بھی بتایا جائے۔ کہ فضول باتوں کے لیے روپیہ نہیں ملا کریگا۔

پنڈت جی۔ کیا مطلب۔؟

مکھیا کا بھائی۔ کوئی لڑکی یا لڑکے کی شادی کے وقت قرض لے کر اپنی طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کیے۔ یا یونہی روپیہ لے فضول خرچی کرے۔ رنگ رلیاں منائے۔ پنچایت یہ کرنے کی اجازت نہ دیگی۔

سوشیل۔ یا نہ، تو پھر سمجھنا چاہیے جب کسی کو
لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا ہو۔ یا قرض چکایا ہو۔ زمین خریدی ہو۔
مکان بنایا ہو۔ یا کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے اس کی حیثیت
بڑھ جاتی ہو۔

— ۲۴۸ —

منظر۔ کھیت ۔ وقت۔ شام

(چند کسان کھیت کے کنارے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

پہلا۔ یہ سننے سے تو ہم ایک بڑے دکھ
سے چھوٹ گئے۔

دوسرا۔ ہاں، بیچارہ مر ہی گیا، ورنہ ڈنڈا ہمارا خون
تک چوس لیتا۔ کتنا ہی چیختے تھے

تیسرا۔ ... لوگ پیچھے ہوں گے۔ اپنے
کام کو لگ رہے۔

پہلا۔ زمیندار صاحب تھے اب بیچارے راستے پر
... روپے دیئے

چوتھا۔ سنا ہے نہیں، لیلا نے ایک ہزار اور زمیندارنی
نے دس ہزار روپئے لئے

دوسرا۔ ... تو ہزاروں ... کافی روپیہ
جمع ہوا ہوگا۔

چوتھا۔ ہاں! پندرہ ہزار لے لگے ہونگے۔

تیسرا۔ پنچایت کو دیکھو، ابھی تھوڑے ہی دنوں
میں کتنا کام ہوا۔ اور کتنے مقدمے فیصلہ ہو گئے۔

پہلا۔ ... کام ... طرح ہوتا ہے کہ سب
خوش ہیں۔

چوتھا۔ کہتے ہیں، زمیندار صاحب نے کشور کو اپنے
پاس بلایا ہے۔

دوسرا۔ ہاں، بھگوان جانے کس لیے۔

— ۲۴۹ —

منظر۔ مکان ۔ وقت۔ دن

(زمیندار صاحب بستر پر پڑے دم توڑ رہے ہیں۔
کشور۔ سوشیل، ضلعے دار، مکھیا، ویدجی، پنڈت جی وغیرہ
ارد گرد بیٹھے ہیں)

زمیندار۔ (کشور سے) تم تم مجھے م م معاف
کریں۔ میں نے ب ب ب بہت اپنائے کیا۔ آ آ آج
سے ت ت ت تم جاگیردار ہو۔ مے مے میری سب
جاجا جائیداد کے مال ل ک۔ لی لی لیلا ا ادھر آؤ۔
(لیلا سامنے آتی ہے) ک ک کشور۔ ہا ہا ہاتھ لاؤ۔ (کشور
ہاتھ بڑھاتا ہے) لیلا س س س سے م م ملاؤ۔ (کشور
اور لیلا ہاتھ ملاتے ہیں) جی جی تے ر ر رہو۔ سکھی۔ بے ب
ب پر بھو...... (ہچکی سی بندھ جاتی ہے)

کشور۔ ویدجی۔ ! (ویدجی نبض دیکھتا ہے)

وید۔ چرنامرت لاؤ۔ جلد۔ (لیلا چرنامرت
منہ میں ڈالتی ہے)

لیلا۔ پتا جی ۔۔۔!

وید۔ (زمیندار کا ہاتھ چھوڑ کر) چل بسے!

زمیندارنی۔ ہائے ہائے۔ میرا سہاگ لٹ

پہلا۔ میری بستی اُجڑ گئی۔ (خوب روتی ہے)

لیلا۔ پتا جی!

-۲۵۰-

منظر۔ مندر - وقت۔ شام

(مندر کے چبوترے پر چند کسان بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

ایک۔ اب کشوری زمیندار صاحب ہو گئے!

دوسرا۔ اور اُن کی شادی بھی ہو گی لیلا کے ساتھ۔

تیسرا۔ ہاں۔ مُراد پوری ہوئی دونوں کی۔

دوسرا۔ زمیندار صاحب کے پاس جتنا روپیہ تھا کشوری نے سب پنچایت والوں کے حوالے کر دیا۔

چوتھا۔ اُن کو اتنے روپے کی کیا ضرورت ہے؟

تیسرا۔ ودیالیہ۔ اوشدھالیہ۔ اور شلپ گھر کے لیے نئے بڑے مکان بنیں گے۔ بنک اور پنچایت کے دفتر بنیں گے۔ کنویں اور تالاب کھودے جائیں گے۔ سڑکوں کی مرمت ہو گی۔

پہلا۔ اتنا ہی نہیں۔ ایک چھوٹی نہر بھی بنے گی۔ گاؤں کی صفائی کا انتظام ہو گا۔ اور کھیتی باڑی کے نئے طریقے جاری ہوں گے۔

پانچواں۔ سدھار کا کام جاگیر کے سارے گاؤں میں شروع کر دیا جائے گا۔ اور ہر گاؤں میں ودیالیہ اور اوشدھالیہ کھلیں گے۔ پانی گھر اور کنویں بنیں گے۔

چوتھا۔ یوں کہو جو کچھ [illegible] دوسرے سب جاگیر [illegible]

-۲۵۱-

منظر۔ باغ - وقت۔ صبح

گاؤں سے باہر باغ میں گاؤں کے مرد عورتیں جمع ہیں۔ ایک بڑی چوکی پر [illegible] ضلعے دار اور پنچایت والے [illegible] وردیاں پہنے کھڑے ہیں۔ خوب چہل پہل ہے۔ کشوری کو پھولوں کے ہار پہنائے جا رہے ہیں۔ لوگ تالیاں بجا رہے ہیں۔ [illegible] زمیندار صاحب کی جے، جاگیردار صاحب کی جے [illegible] کی جے، کے نعرے سنائی دیتے ہیں۔

ختم شد

شاہد کاشمیری

سردار عطر سنگھ صاحب ریڈیو کمشنر

خان صاحب شیخ عبدالرشید اپنی تیس سالہ ملازمت کے بعد یکم بھادوں ۱۹۹۰ کو [illegible] پنشن پر [illegible] ہو گئے ہیں اور سردار عطر سنگھ صاحب نے یکم بھادوں ۱۹۹۰ کو ریڈیو کمشنری کا چارج لے لیا ہے۔

ادارہ دیہاتی دنیا انہیں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ایڈیٹر

لطیفے

ایک کارخانہ دار۔ (اپنے موقوف شدہ نوکر سے) تم کیا چاہتے ہو۔ میری ملازمت سے نکلے تمھیں دو ہفتے ہو چکے ہیں۔

ملازم۔ حضور میں صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ کیا آپ کا کاروبار ابھی چل رہا ہے۔

صوبیدار۔ (ایک سپاہی سے) یہ مرجھائے ہوئے پھول میز پر رکھنے کے لیے تمھیں کس نے کہا؟

سپاہی۔ حضور کمان افسر صاحب نے

صوبیدار۔ کیسے خوبصورت پھول ہیں۔

گڈریا۔ (اپنے ساتھی سے) میں تمام رات بے کار بھیڑیں گنتا رہا۔ نیند نہ آسکی۔

ساتھی۔ میں نے کہا تھا۔ ایک ہزار سے کم گنتی کرنا فضول ہے۔

گڈریا۔ میں نے تو دس ہزار گنی۔ اُن کی اُون تراشی اُسے صاف کیا۔ کپڑا بنا۔ اس کے سوٹ بنائے بازار میں جاکر فروخت کیا۔ ڈیڑھ سو روپیہ گھاٹا پڑا۔ مگر میری آنکھ لمحہ بھر بھی نہ لگ سکی۔

اُستاد۔ (شاگرد سے) راشی غیر جانبدار کیا ہوتا ہے؟

راشی۔ غیر جانبدار اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ ہٹلر کو کون مارتا ہے۔

باپ۔ بیٹا مدرسے کی یہ اطلاع بڑی بُری ہے۔ کہ پچیس لڑکوں میں تمھارا نام سب سے نیچے ہے؟

بیٹا۔ ابا جان آپ خوش ہوں۔ آخر پچھلے سال کی نسبت جبکہ میں چھتیس لڑکوں سے نیچے تھا! اب تو لایق ہوں

باپ۔ بیٹا خالد تمھارے مدرسے کی اطلاع بڑی افسوسناک ہے حساب میں کمزور۔ تاریخ میں نالایق۔ اردو فارسی میں کورے اور چلن میں شریر۔

خالد۔ ہاں ابا جان لیکن میری صحت کیسی اعلےٰ ہے۔

موسمی بخار ــــــ یا ــــــ تپ ملیریا

اس مضمون پر بہت کچھ تحریر کرنا تھا۔ اور اس کے تمام اقسام کی وضاحت بھی کرنی تھی مگر مضمون کے طول پکڑ جانے کی وجہ سے معذور ہوں۔ تاہم۔ ایسے جمہوری نسخوں پر جو کہ ہر قسم کے ملیریا یا بخاروں کے لیے مجرب ہیں اکتفا کرتا ہوں۔ تاکہ بندگانِ خدا اس موذی مرض سے نجات حاصل کریں۔ ہر ایک پڑھے لکھے انسان کا فرض ہے۔ کہ مندرجہ ذیل نسخہ جات تیار کر کے اپنے گاؤں میں ملیریا کے گرفتار شدہ اشخاص کو دیکر ثواب دارین حاصل کرے۔

ملیریا۔ باری (نوبت) سے آتا ہو خواہ اس کی باری (نوبت) تیسرے روز ہو یا چوتھے روز ہو۔ اس کے لیے یہ نسخہ ہے۔ چرائتہ دس تولہ کو قدرے کوٹ کر ایک سیر پانی میں بھگو دیویں۔ صبح اس قدر جوش دیں۔ کہ پانی ایک پاؤ رہ جائے۔ آگ سے اتار کر چھان لیویں۔ اور اس پانی کو پھر آگ پر چڑھاویں۔ تاکہ پانی خشک ہو کر قوام کی صورت اختیار کر لے اس میں دو تولہ مغز تخم کرنجوا باریک کوٹ کر چھان کر ملاویں۔ اور تین ماشہ گیرو (گیری) باریک شدہ اضافہ کریں۔ سب کو ملا کر ۲ دو ۲ دو رتی کی گولیاں بنا دیں ایک گولی صبح و ایک شام کے وقت تازہ پانی سے کھلاویں جس روز باری (نوبت) ہو۔ بخار کے ایک گھنٹہ کے بعد ایک گولی کھلاویں۔ دو رتی وزنی گولی چنے کے برابر ہوگی۔ بعض اوقات ملیریا کے بخاروں میں خارش اور چھپاکی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ گولیاں ان کے لیے بھی اکسیر کا کام دیتی ہیں۔

نسخہ ۲۔ چونے کا پانی ایک تولہ۔ لیموں ۱ عدد کا رس۔ نوشادر باریک شدہ دو رتی باہم ملا کر بمقدار نصف رتی پھٹکڑی شگفتہ کھا کر اوپر سے پی لیویں۔ بخار کی حالت میں دینے سے بخار اتر جائیگا۔ اس کے بعد بھی دو یوم متواتر صبح و شام ۶ بجے پلاویں۔ ملیریا سے نجات ملیگی۔

(نوٹ) چونے کا پانی حاصل کرنے کی ترکیب۔ نصف پاؤ چونا دو سیر پانی میں بھگو دیویں۔ دن میں دو چار دفعہ اس پانی و چونہ کو لکڑی سے ہلاویں۔ رات کو رہنے دیویں۔ صبح اس کا مقطر پانی حاصل کریں۔ اور بدستور تحریر بالا استعمال کریں۔

نسخہ ۳۔ کالی مرچ کوٹی ہوئی نصف چھٹانک کے برابر ہو۔ دھانورا سبز کا رس ۱ تولہ لے کر دونوں کو کھرل کرتے جاویں۔ اور تین ماشہ نوشادر باریک شدہ کا اضافہ

کریں۔ اور کھرل کریں۔ جب گولی بنانے کے قابل ہو جاوے تو گولیاں بمقدار کالی مرچ بناویں۔ اور سایہ میں خشک کر لیویں۔ تین مرتبہ دن میں صبح۔ دو بجے اور شام ایک ایک گولی پانی سے نگلوائیں۔ یا چھ ماشے شیرہ سونف نکال کر اس کے ساتھ دیتے جاویں۔ دو تین یوم کے استعمال سے ملیریا بخار نہیں ہوگا۔

نسخہ ۱۲۔ اکسیر ملیریا۔ برگ بھنگ ۱ تولہ۔ کافور چھ ماشے۔ گیرو تین ماشے۔ نوشادر چار ماشے اور دیر کوٹ چھان کر سفوف بناویں۔ ڈیڑھ رتی دوائی ایک ایک گھنٹہ کے بعد تازہ پانی سے کھلاویں۔ بخار نزدیک نہیں آویگا۔

نسخہ ۱۳۔ تمام انجمنہا کی آگاہی کے لیے تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ امرو سیاہ ملیریا کا تریاق ہے۔ مصدقہ انجمنوں کو یہ دوائی صرف خرچ ڈاک و پیکنگ ارسال کرنے پر بلا قیمت دی جائیگی۔ اور پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔

خادم ملک۔ شہزادہ غلام محمد
دواخانہ الکوثر۔ امیرا کدل سرینگر کشمیر

باجلاس منشی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی منصف درجہ اول میرپور

امر ناتھ ولد کالو لی قوم مہاجن سکنہ و تحصیل میرپور مدعی
بنام کرم داد ولد لہنہ قوم کشمیری سکنہ و تحصیل میرپور
مدعا علیہ

دعوے ما عہ ۱۲ر بروئے بہی

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی سمبر اگاہی مقدمہ صدر میں مدعا علیہ مذکور کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ ملاقہ انگریزی ہے۔ اس لئے ان کو بذریعہ اشتہار ہذا باخبر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر ۱۲ اسوج ۱۹۹۸ حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ اس کے خلاف کاروائی یک طرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

تحریر ۱۳ بھادوں سمہ ۱۹۹۸
دستخط
(حاکم عدالت)

باجلاس پنڈت تتبہ لال صاحب رینہ بی۔ اے۔ ایل ایل بی سب جج کوٹلی

لالہ بھگت رام ولد چوہدری موتی رام قوم مہاجن سکنہ کوٹلی مدعی

بنام

سیدا خان ولد کالا خان و حبیب اللہ خان ولد کالا خان اقوام ساو سکنائے ڈونگی سگیام تحصیل کوٹلی مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ۱۰۰ر بروئے پرونوٹ

اشتہار

بمقدمہ صدر قبل ازیں حکم نامجات جاری ہوئے ہیں۔ الامدعا علیہ نمبر ۲ مسمی حبیب اللہ خان کی تعمیل بطریق معمولی عمل میں نہیں آسکی۔ لہذا حسب درخواست مدعی بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور برائے جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً بعدالت ہذا بتقرر ۲۵ اسوج سمہ ۱۹۹۸ حاضر نہ آیا تو کاروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔

تحریر ۱۷ بھادوں سمہ ۱۹۹۸
دستخط
(حاکم عدالت)

دُنیا میں سب سے زیادہ آبادی ملک چین کی ہے۔ جو گزشتہ پانچ سال سے جاپان کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ امیر ملک امریکہ ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ گیہوں روس میں پیدا ہوتا ہے۔

دُنیا میں سب سے زیادہ خوفناک درندے براعظم افریقہ میں ہوتے ہیں۔

عرب کے گھوڑے دُنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت اور تیز رفتار ہوتے ہیں۔

وجہ تخلیق۔

پہاڑ۔ (گلہری سے) تم کیسی خوش نصیب ہو۔ کہ میرے جسم پر جہاں چاہو پھدکتی پھرتی ہو۔ میں بے چارہ حرکت سے بھی مجبور ہوں۔

گلہری۔ مگر تم کو کسی حرکت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دریا۔ درخت۔ سونا۔ چاندی سب تمہارے اندر موجود ہے۔ میں تلاشِ روزگار میں ماری ماری پھرتی ہوں۔

پہاڑ۔ یہ سب سچ ہے۔ مگر کیا تمہاری طرح میرا جی چلنے پھرنے کو نہیں چاہتا۔

گلہری۔ تمھیں چلنے پھرنے کے لیے نہیں بنایا گیا۔ صرف ایک جگہ کھڑا رہنے کو بنایا ہے۔ تمھاری حرکت سے دنیا تہ وبالا ہو جائے گی، کیا تم نے نہیں سنا ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

ایڈیٹر

ایک تصحیح۔

گزشتہ ماہ اگست کے پرچہ میں ایک تصویر کے نیچے "تیار کردہ محکمہ دیہات سدھار" سہواً لکھا گیا ہے دراصل یہ تصویر نشاط کے ایک منظر کی ہے۔ جو سرینگر خاص سے ۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ایڈیٹر

کسان

کس قدر کرے مشقت اور محنت اے کسان
رزق کرتا ہے تو پیدا اور کھاتا ہے جہان

سارے دن کی دھوپ میں تیری وہ محنت بے پناہ
کام کی سختی سے ہوتا ہے تیرا حال تباہ

اس قدر محنت کشی پر تیری غربت کا یہ حال
مبتلا فاقہ کشی میں آج ہے تیرا عیال

آج یہ ہستی ہے تیری ہر مصیبت کا شکار
تیری ہر تکلیف پر ہنستے ہیں سارے مالدار

تجھ سے نفرت ہے انھیں تجھ کو سمجھتے ہیں حقیر
جائے عبرت ہے کہ ان داتا ہو ذلت کا اسیر

تیری حالت پر امیروں کو نہیں آتا ترس
رحم و ہمدردی نہیں کچھ جانتے یہ بوالہوس

کون آئے تیری بگڑی کو بنانے کے لیے
ہر ستم سے ہر مصیبت سے چھڑانے کے لیے

تیرا حامی کون ہے دنیا میں بجز ذاتِ خدا
اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر ذرا

چھوڑ دے تو کاہلی سستی ذرا بیدار ہو
خوابِ غفلت کا نہیں موقع یہ اٹھ ہوشیار ہو

حیدری سمجھائے کب تک تجھ کو اے مفلس کسان
آج تک اسرارِ دنیا سے نہیں تو راز دان

تو بدل دے حال اپنا اپنی پھر تقدیر دیکھ
روشن ہوگی اپنے مستقبل کی پھر تصویر دیکھ

تجھ سے آگے سب زمانہ بڑھ گیا تو رہ گیا
یوں سمجھ سیلابِ ذلت میں تو زندہ بہہ گیا

(حاجی) **غلام محی الدین حیدری**
سرپنچ پنچایت چکار

گنے کی کامیاب کاشت

۱۔ زمین میں جبکہ وہ نہ زیادہ تر ہو نہ زیادہ خشک ایسی موزوں حالت میں کھرال چلاؤ، نہایت عمدہ نتائج حاصل کرنے کے لیے ہل چلانے اور ڈھیلے پیسنے، بیج کی نالیاں تیار کرنے اور بیج ڈالنے کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا وقفہ چھوڑا جائے،

۲۔ اپنی فصل کو تازہ کھاد دو، نئی زرعی زمینوں میں ڈھینچے کا استعمال کرو۔ خریف جوار، باجری یا ایسے ہوئے مانو بید کے سے فصلوں میں نہیں ڈالنا چاہئیں،

۳۔ بیج کی نالیاں ایک دوسرے سے کم از کم چار فٹ کے فاصلے پر بنائی جانی چاہئیں۔ دس ہزار فی ایکڑ سے زائد گانٹھیں نہ لگائی جائیں۔ اعلیٰ قسم کے گنے تجویز کردہ محکمہ زراعت بوئے جائیں۔ فروری کے مہینے سے قبل ان کی بوائی ختم کی جائے،

۴۔ کھاد کی تہ میں ۱۰۰ پونڈ سے زائد نائٹروجن یعنی شورین نہ ڈالی جائے۔ ایک اور دو کے تناسب سے سلفیٹ آف امونیا (گندھک کے تیزاب کا نمک) اور کھلی کی ٹکیا کا استعمال کیا جائے۔ اگر سلفیٹ نائٹروجن مہنگا ملے تو کھلی کی ٹکیا استعمال کی جائے۔ کسی صورت میں رگڑ نمک کے نمک سے نائٹروجن کی خوراک کھلی کی ٹکیا کی کھاد کی نسبت زیادہ نہ دی جائے۔

۵۔ زمین کو سیراب نہ کرو۔ اگنے کے دوران میں اور جب فصل جوان ہو جائے۔ کم پانی دو۔ برسات کی صورت میں جب فصل پکنا شروع ہو جائے اور پھول نکلنے لگیں، تو خوراک کی مقدار کم کر دو۔

۶۔ موسم گرما میں ہر آبپاشی کے درمیان کاشت کی جاوے

۷۔ جب فصل اچھی طرح پک جائے۔ تو کٹائی کی جاوے گنے کے پکنے کا اندازہ شکر سنج (سچارومیٹر) کے ذریعہ لگایا جائے یہ آلہ ثقل نوعی کی بنا پر کسی محلول میں شکر کی مقدار دریافت کر سکتا ہے، یہ آلہ جس کی قیمت صرف چار یا پانچ روپیہ ہے۔ ایک ہوشیار گنے کا کاشتکار آسانی سے استعمال کر سکتا ہے۔

۸۔ مشین یا پن چکی استعمال کیجاوے تاکہ رس اچھی مقدار میں نچوڑا جائے

۹۔ آتش دان یا انگیٹھی پر رس کو جوش دیا جاوے بشرطیکہ آتش دان میں راکھ کا گڑھا اور چمنی بھی ہو۔ ایسی صورت میں مساوی گرمی اور لکڑی کی بچت ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ کٹائی کے بعد گنے کی پتیوں کو کھیتوں میں نہ جلاؤ۔ ان کو جمع کرو اور کھاد میں تبدیل کرو۔ جب کبھی کوئی مشکل نظر آئے تو محکمہ زراعت کے افسران سے مشورہ کرنے میں ہرگز نہ ہچکچاؤ۔ افسران محکمہ زراعت خود تمہیں ہدایت دینے کے خواہشمند ہیں اور گنے کی کاشت کے سلسلے میں تمہیں ہر ممکن مدد دینے کے لیے تیار ہیں۔

ماخوذ — ترجمہ ایڈیٹر

از دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ جموں وکشمیر۔ سرینگر

اشتہار

ہر خاص و عام کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ محکمہ ہذا کے فارم ہائے کیٹل بریڈنگ و اصطبلات وغیرہ ہر دو قلمرو واقعہ ہیکل باغ متصل ستواری جموں۔ میرپور ومنا ور د قلمرو جموں و شالہ ٹینگ سرینگر۔ اننت ناگ وگھوڑی (مظفرآباد) وز قلمرو کشمیر کے لیے بہ تفصیل ذیل اجناس وچارہ کے سپلائی ابتدائے یکم کاتک لغایت آخیر ماہ چیت ۱۹۹۵ء کے لیے ٹینڈر مطلوب ہیں جس کسی شخص کو ٹینڈر دینا مطلوب ہو۔ وہ اپنا ٹینڈر سربمہر چار آنہ کے اسٹامپ پر راقم کے نام پر ۳۰ بھادوں ۱۹۹۵ء تک دفتر ہذا میں پیش کرے۔ لبعد گزرنے تاریخ مقررہ اگر کوئی ٹینڈر موصول ہوا۔ اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی نامکمل ٹینڈر قابل غور ہوگا۔

ٹینڈر دہندگان صوبجات جموں وکشمیر کے لیے علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اور ہر ٹینڈر دہندہ کو حق حاصل ہوگا، کہ وہ چاہے، اجناس اور چارہ کیلیے اکٹھے اپنا ٹینڈر دے۔ یا دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ ٹینڈر لیئے جا سکتے ہیں۔ مختلف مقامات کے واسطے علیحدہ علیحدہ ٹینڈر مقرر ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ نرخ ہا اس صورت میں سستے ہوں۔ ہیکل فارم و جموں اصطبل د قلمرو جموں۔ اور شالہ ٹینگ فارم و سرینگر اصطبل معہ سرینگر لیبارٹری د قلمرو کشمیر ایک ایک سٹیشن سمجھے جائیں گے،

ٹینڈر دہندگان کے لیے لازمی ہوگا۔ کہ ہر ایک سٹیشن یعنی جموں اصطبل و ہیکل فارم کے لیے مبلغ یکصد پچاس روپیہ۔ شالہ ٹینگ فارم و اصطبل سرینگر معہ لیبارٹری کے لئے مبلغ یکصد پچاس روپیہ۔ باقی اصطبلات کے لیئے مبلغ ۳۰ روپیہ فی اصطبل بطور زر ضمانت محکمہ ہذا کے نام داخل خزانہ کر کے رسید خزانہ اپنے اپنے ٹینڈر کے ہمراہ ارسال کریں۔ کامیاب ٹینڈر دہندگان کی رقم ضمانت محکمہ ہذا میں جمع رہیگی۔ اور ناکامیاب ٹینڈر دہندگان کی رقم واپس کی جاوے گی،

منظور شدہ ٹینڈر دہندگان کو ٹھیکہ کی منظوری پر محکمہ ہذا کے ساتھ باضابطہ اقرار نامہ تحریر کرنا ہوگا۔ اور محکمہ ہذا کے جملہ شرائط (جو اس ضمن میں محکمہ ہذا کی طرف سے مقرر کئے جائینگے) کا پابند رہنا ہوگا۔ اجناس اور چارہ کی بہم رسانی حسب ضرورت و لپسند اصطبل یا فارم متعلقہ میں کرنی ہوگی،

صوبہ جموں

تفصیل اجناس۔ چوکھر۔ دالہ نخود۔ دالہ جو۔ نمک سادہ۔ کھل کولھو۔

تفصیل چارہ۔ گھاس خشک۔ گھاس سبز۔ کھبل خشک۔ کھبل سبز۔ بھوسہ سفید۔ بچالی۔

صوبہ کشمیر

تفصیل اجناس۔ دال جو۔ دال نخود۔ دال مکی۔ چوکر۔ گنجارہ السی۔ مونٹھ۔ بجی۔ نمک سادہ

تفصیل چارہ۔ گھاس شالی خشک۔ گھاس سبز۔ کھبل خشک۔ کھبل سبز۔ بچھالی۔ گھاس مکی سبز۔ گھاس مکی خشک۔ کاہ کشمیر

نوٹ:۔ اجناس مندرجہ بالا کے علاوہ اگر مزید کسی چیز کی ضرورت ہو تو منظور شدہ ٹھیکیدار کو نرخ بازار پر مہیا کرنی ہوگی۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری

کارگزاری پراپاگنڈا وین

یکم بیساکھ ۱۹۹۵ء سے ۲۰ جیٹھ ۱۹۹۸ء تک پراپاگنڈا وین کی کارگزاری قبل ازیں رسالہ دیہاتی دُنیا ماہ اگست ۱۹۴۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد یکم ہاڑ ۱۹۹۸ء سے ۱۲ ساون ۱۹۹۸ء تک پروپاگنڈا وین کے ذریعہ۔ وارپورہ۔ ہنگہ ہامہ۔ پلوامہ۔ کولگام۔ شالہ مار۔ خواجہ گنڈ قاسم۔ آکھرن۔ آنچار۔ ویری ناگ۔ قاضی گنڈ۔ عیش مقام۔ پہلگام۔ بج بہاڑہ۔ کھنہ بل۔ سدرکوٹ۔ ونڈہامہ۔ عشم۔ بڈگام۔ ٹنگلن۔ ہاروں۔ ناگام۔ گاندربل۔ سالورہ۔ اچھہ بل۔ بیروا۔ ماگام۔ ٹنگن۔ وارپورہ مقامات پر فراہمی شالی۔ دیہات سدھار۔ پنچایت۔ اگریکلچر۔ کوآپریٹو۔ وار پمفلٹ۔ اڈلٹ ایجوکیشن۔ ہزہائینس گورنمنٹ کی مراعات شاہانہ کے مضامین پر لیکچر دیئے گئے۔ اور بعض مقامات پر جدید پنچائتوں کا قیام بھی ہوا۔

ان میں آٹھ مقامات پر موسیقی پارٹی نے بھی دیہاتی نظموں سے زمینداروں کو مسرور کیا۔ وین نے ۹۰۷ میل سفر کیا۔ قریباً دس ہزار اشخاص کو ضروری ہدایات اور معلومات سے روشناس کیا گیا۔

اس سفر پر تقریباً ۵۳ گیلن پٹرول خرچ ہوا۔

تحریر یکم بھادون ۱۹۹۸ء

محمد الدین

انسپکٹر انچارج وین

باجلاس لالہ امرناتھ صاحب سہگال بی اے تحصیلدار رامپور راجوری

محمد عالم ولد میر قوم جبث ساکن لوہر کوٹ تحصیل راجوری ۔ سائل

بنام فقیر محمد ولد سیف علیخان جرال ورنچو ولی و ہدایت اللہ جرال دو کس اسم نامعلوم پسران برہان علی اقوام جرال ساکن موضع پوہٹھ علاقہ پونچھ محمد حسین ولد شیفو جرال ساکن لوہر کوٹ ۔ ظہیر حسین نابالغ سربراہی محمد حسین ولد شیفو قوم جرال ساکن لوہر کوٹ نیک عالم ولد کالا قوم جرال ساکن لوہر کوٹ دفتی و غلام حسین نابالغان سربراہی نیک عالم پسران کالا اقوام جرال ساکن لوہر کوٹ تحصیل رامپور مسئولان ۔

درخواست زیر دفعہ ۶ ریگولیشن مزارعان

سعیادی ایکماولیغرض آگاہی ہر خاص و عام الخرض مالکان ۱ تا ۱۰

اشتہار ۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں محمد عالم سائل نے درخواست بغرض حصول اجازت انتقال رقبہ دی ہے ۔ اور مالکان ۱ تا ۱۰ کو چند بار طلب کیا گیا جو حاضر نہیں ہوئے اسلیے بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے ۔ بلکہ مالکان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتقرر ۲۷ بھادوں ۱۹۹۶ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا کریں ۔ کہ ان کو انتقال رقبہ میں کیا عذر ہے ۔ بصورت عدم حاضری مالکان مثل مذکورہ میں مناسب حکم دیا جاویگا ۔ اور بعد میں کسی مالک کا کوئی عذر سماعت نہ ہوگا ۔ تحریر ۲ ساون ۱۹۹۶ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

ازعدالت منصف صاحب درجہ اول کھمبر

سندر داس ولد گوپی چند قوم کھتری سکنہ کھمبر ۔ مدعی

بنام ۔ رام داس ۔ لچھمن داس پسران گنگو مل اقوام کھتری ساکنان کھمبر ۔

دعوےٰ استقرار حق نسبت مکان مصروقہ

اشتہار ۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعی نے عدالت میں بیان حلفی داخل کیا ہے ۔ کہ مدعا علیہ ۲ دیدہ و دانستہ تعمیل سے گریز کر رہا ہے ۔ اس لیے اس کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے ۔ لہذا مدعا علیہ ۲ کو بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ بتاریخ ۲۱ اسوج سمت ۱۹۹۸ حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے ۔ ورنہ بصورت دیگر اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی آج بتاریخ ۲۸ ساون ۱۹۹۸ء ثبت مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا

(دستخط و مہر عدالت)

ازاجلاس پنڈت منالعل صاحب بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی سب جج جموں

شام سروپ ولد سنت رام مہاجن سکنہ جموں مالک دوکان گنگا رام شام سروپ مقیم جموں گندم منڈی ۔ مدعی

بنام ہیرا لال ولد اسمعیل سارواں سکنہ کھڑگ تحصیل میرپور مدعا علیہ

دعوےٰ والاپانے مبلغ ۱۸۲ روپیہ بروئے روزنامچہ

اشتہار عام ۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ کے نام کئی بار سمنات عدالت ہذا سے جاری ہوئے ہیں ۔ اور مدعا علیہ تعمیل سے گریز کر رہا ہے ۔ اس واسطے مدعی نے درخواست و بیان حلفی سے تائید کی ہے ۔ لہذا مدعا علیہ کو بذریعہ اشتہار عام ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ بتقرر ۷ ار اسوج ۱۹۹۸ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے ورنہ بعدم حاضری میں حکم مناسب دیا جاویگا ۔ تحریر ۴ بھادوں ۱۹۹۸ء

دستخط و مہر عدالت


ایڈیٹر
شیخ غلام قاد



دریائے جہلم طغیانی پر



سابقہ سیلاب کشمیر میں موٹر کا ایک حادثہ



چوکوٹھی ضلع مظفرآباد میں ایک چشمہ کی حفاظت



کشمیر میں شالی (دھان) کوٹنے کا طریقہ

دیہاتی دُنیا

V
فتح کا نشان

چندہ سالانہ — تین روپے

جلد دوئم — نمبر ۱۳

نومبر ۱۹۴۱ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوانہ پریس جموں چھپ کر دفتر رسالہ

دیہاتی دنیا

سے شایع ہوا

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

حالاتِ جنگ

ایران :-

ایرانی قوم نے جو عرصہ سولہ سال سے ایک وقت کے ہر دلعزیز اور غازی رضا شاہ پہلوی کی استبدادی خود مختارانہ حکومت کو خاموشی کے ساتھ برداشت کر رہی تھی ۔ اپنے ملک میں اتحادیوں کی پیش قدمی سے فائدہ اٹھایا ۔ اپنی حکومت میں بنیادی تبدیلیوں کا مطالبہ سختی سے کیا ۔ اور اقتصادی نظام کو جس نے گذشتہ چار سال سے عرصہ حیات کو بہت بری طرح تنگ کر رکھا تھا ۔ بدلنا چاہا ۔

روز افزوں مخالفت کے مقابلے میں شاہ نے اینگلو ساویٹ امداد کی توقع کی لیکن اتحادی حکومتوں نے واضح کر دیا کہ وہ ایک خود مختار فرمانروا کی جو اپنی قوم کے آئینی اصلاحات کے عام مطالبہ پر ہمدردانہ غور نہ کرے ۔ امداد نہیں کر سکتیں ۔ اس کے مطابق سوموار کے دن مورخہ ۱۵ ستمبر کو مقتدر اعلیٰ نے جو اپنی رعایا کی محبت کھو چکا تھا ۔ تخت سے علیحدگی کی دستاویز پر دستخط کر دیئے ۔ اس کے ۲۱ سال کے لڑکے شاہپور محمد رضا نے ایرانی پارلیمنٹ کے سامنے بحیثیت اس کے جانشین کے عہد کیا ۔ کہ وہ دستور اساسی کے قواعد کو بحال رکھے گا ۔ اور ایران کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے گا ۔

اب یہ راز نہیں رہا ۔ کہ سابق شاہِ ایران کسی نہ کسی صورت میں جرمنوں کو برطانوی اور روسی حکام کے حوالہ کرنے میں تاخیر کر رہا تھا ۔ برطانویوں اور روسیوں کا جرمنوں کو قابو کرنے کا مصمم ارادہ اس قضیہ کو چکا دینے کے لیے اس کی دست برداری پر ختم ہوا ۔

برطانوی اور روسی فوجیں اس وقت طہران میں ہیں ۔ اور جرمنوں کے ففتھ کالمنٹ کا خدشہ اب نہیں رہا ۔ دار الخلافہ بالکل امن میں ہے ۔

روس :-

لینن گراڈ کے اردگرد جنگ بڑے زوروں سے جاری ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ پچیس لاکھ آدمی اس گھمسان کی جنگ میں گتھے ہوئے ہیں ۔ سویڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ لینن گراڈ کی جنگ میں نازیوں کا کمانڈر نامی مارشل وان لیب اپنے

آدمیوں اور بارود کو خطرناک طور پر استعمال کر رہا ہے تاکہ ہٹلر کے حکم کی تعمیل میں جاڑے سے پہلے پہلے لینن گراڈ کو اپنے قبضہ میں کرے۔ وسطی محاذ جنگ میں مارشل تموشنکو پیش قدمی کر رہے تھے۔ ان کی افواج نے ۷ ستمبر ۱۹۴۱ء کو متواتر آٹھ یوم گھمسان کی جنگ کے بعد سمولینک کے نزدیک ایک گاؤں پر جہاں جرمنوں کے دس ہزار سپاہی لڑائی میں کھیت رہے قبضہ کر لیا۔

۲۲ ستمبر کی ایک روسی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۱ء کو اُن کی فوجوں نے کیو کو خالی کر دیا۔ آخر تین مہینوں کی جنگ کے بعد ہٹلر کی فوجوں نے ایک محدود منزل حاصل کی جس کو وہ تین ہفتوں کی مدت میں اپنے قبضہ میں لانے کی امید باندھ رہے تھے۔ بہر حال کیو کی فتح خالی خولی ہے۔ جیسا کہ اُن کی اپنی بے تار برقی نے ۲۱ ستمبر کو اعلان کیا۔ کہ شہر مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ اور کسی قسم کی فوجی ضروریات مہیا نہیں ہو سکتی تھیں۔

مشرقی محاذ پر لفٹ وافے (جرمنی ہوائی بیڑہ) کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ ۲۰ ستمبر کو ہفتہ کے دن روسیوں نے جرمنوں کے ایک سو ہوائی جہاز تباہ کیے جن میں ۷۳ ہوا میں اور ۲۷ زمین پر برباد کیے گئے۔ روسیوں کا اپنا نقصان صرف ۲۵ جہازوں کا ہوا۔ دوسرے دن ہی روسیوں نے دعوے کیا کہ جرمنوں کے ۵۰ جہاز تباہ کیے۔ اور اُن کا اپنا نقصان صرف ۱۷ جہازوں کا تھا۔

ہوائی جنگ کے سلسلے میں روسی جنگی سرکاری اخبار نے ایک دلچسپ بیان ۱۵ ستمبر کو شائع کیا۔ اس بیان میں تحریر کنندہ نے ظاہر کیا کہ جنگ کی ابتدا میں جرمن اس قابل تھے کہ تمام محاذ کے ضروری مقامات پر اپنے بے شمار ہوائی طیاروں کو کام میں لے آتے۔ حال ہی میں جب کہ وہ ایک خاص حصہ میں کوشاں تھے۔ وہ ہوائی نقل و حرکت میں کامیاب نہ ہو سکے اور اُن کو اتنا بھاری نقصان اُٹھانا پڑا کہ وہ صرف ایک مقام پر اور صرف ایک لڑائی میں اکھٹے ہو سکے۔

ماہ ستمبر کے وسط میں (ہوائی شاہی بیڑہ) آر۔ اے۔ ایف کا ایک مکمل حصہ اڑان کرتا ہوا روس پہنچا۔ اور یہ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ برطانوی ہواباز برطانوی لڑاکے جہازوں پر مشرقی محاذ میں لڑ رہے ہیں۔ ۱۴ ستمبر کو انھیں پہلی کامیابی ہوئی اس نے سات جہاز بمقابلہ اپنے ایک کے تباہ کر دیئے

بلغاریہ :-

۲۰ ستمبر ۱۹۴۱ء کو بلغاریہ نے ایک ناگہانی ضرورت کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ ہٹلر کی ملاقات کے لیے چلا گیا ہے۔ اغلب ہے۔ کہ بلغاریہ کا روس کے خلاف جنگ کے اعلان کر دینے کا جرمن دباؤ کسی نازک مرحلہ پر پہنچ رہا ہے۔

ہوائی جنگ :-

۱۶ ستمبر ۱۹۴۱ء کو ۲۰۰ سے زیادہ آر۔ اے۔ ایف کے بھاری بم مار شمالی مغربی جرمنی پر حملہ آور ہوئے۔ اسی دن روز روشن میں رود بار انگلستان اور شمالی سمندر پر جرمنی ۶ لڑاکے جہاز گرا لیے گئے اور ناروے سے پرے ایک سمندری جہاز پر بم گرا کر اُسے غرق کر دیا گیا۔ ۱۸ ستمبر کو آر۔ اے۔ ایف کی نقل و حرکت رود بار انگلستان شمالی سمندر اور شمالی فرانس میں بڑے پیمانے پر ہوئی۔ اس اثنا میں دشمن کے ۱۸ ہوائی جہاز تباہ کیے گئے۔

۲۰ ستمبر کو پھر ہمارے بم مار جہازوں نے جرمنی پر گشت لگایا۔ اور شمالی جرمنی میں نشانوں پر ہوائی حملہ کیا۔ دن کے وقت ۲۱ ستمبر کو ہمارے امدادی لڑاکے جہازوں نے جرمن کے ۲۴ ہوائی جہاز نیچے گرائے اور اپنے صرف ۱۳ جہاز کام آئے ہمارے تمام بم مار خیریت سے لوٹ آئے۔

۲۴ ستمبر کو آخری ہفتہ میں ہوائی لڑائیوں میں سیرینیکا اور لیبیا پہ دشمن کے ۱۴ ہوائی جہاز مار کر نیچے گرائے گئے۔

بحری جنگ:-

مزید کامیابیاں رائل نیدرلینڈ نیوی کے ہیڈ کوارٹر سے بیان کی گئی ہیں۔ جو ڈچ ڈبکنی کشتیوں نے حاصل کی ہیں۔ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں ڈچ کی ایک ڈبکنی کشتی نے اٹلی کے سامان لانے والے جہاز جس پر چھ ہزار ٹن کا مال لدا تھا تارپیڈو لگایا اور اس کو بحیرہ روم میں غرق کر دیا۔ دوسری ڈبکنی کشتی نے اسی علاقہ میں ایک بارہ سو ٹن کے سکھلائی کرنے والے جہاز کو توپ مار کر تباہ کر دیا۔ سامان لے جانے والے جہاز کے مالک اور ۲۱ ملاحوں کو بچا لیا گیا اور ڈبکنی کشتی نے گرفتار کر لیا۔ برطانوی ڈبکنی کشتیوں نے جو بحیرہ روم میں لڑ رہی تھیں۔ بندرگاہ کو واپسی پر ۱۸ ستمبر کی ایک بڑی کامیابی کی اطلاع دی۔ انھوں نے ایک تیز اور بڑے محفوظ اطالوی تجارتی بیڑہ کو طرابلس پہنچنے سے پہلے روک لیا۔ ان پر تارپیڈو لگایا اور تین میں سے دو کو جن کا وزن بیڑے میں بیس ہزار ٹن تھا غرق کر دیا۔ تیسرے کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

متحدہ ریاستیں بخلاف جرمنی:-

متحدہ ریاستوں کے بحری سکرٹری نے ۱۵ ستمبر کو اعلان کیا کہ امریکی کمان افسران جنگی جہاز ان کو احکام پہنچ چکے ہیں۔ کہ محوری طاقتوں کے جنگی جہازوں کو جنھیں وہ سمندر کے اُس حصے میں پائیں جو متحدہ ریاستوں کی بندرگاہوں اور آئس لینڈ سے متعلق ہوں تباہ کر دیئے جائیں یا اپنے قبضہ میں کر لیے جائیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ تمام تجارتی جہاز یعنی ہر دو متحدہ ریاستوں اور اتحادیوں کے سامان لے جانے والے جہاز جو برطانیہ عظمیٰ کو جائیں۔ اُن کی حفاظت متحدہ ریاستوں کے اٹلانٹک فلیٹ اس تمام گزرگاہوں تک کریں گے جو متحدہ ریاستوں سے آئس لینڈ کی بندرگاہوں تک ہیں۔ کرنل ناکس نے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۱ء کو تصدیق کی کہ محفوظ طریقوں میں سے جو اب سمندری راستوں کے لیے جاری کیے گئے ہیں۔ ایک "کنوائے" سسٹم یعنی

مسلح بدرقہ کے ساتھ ہونے کا مسلہ ہے

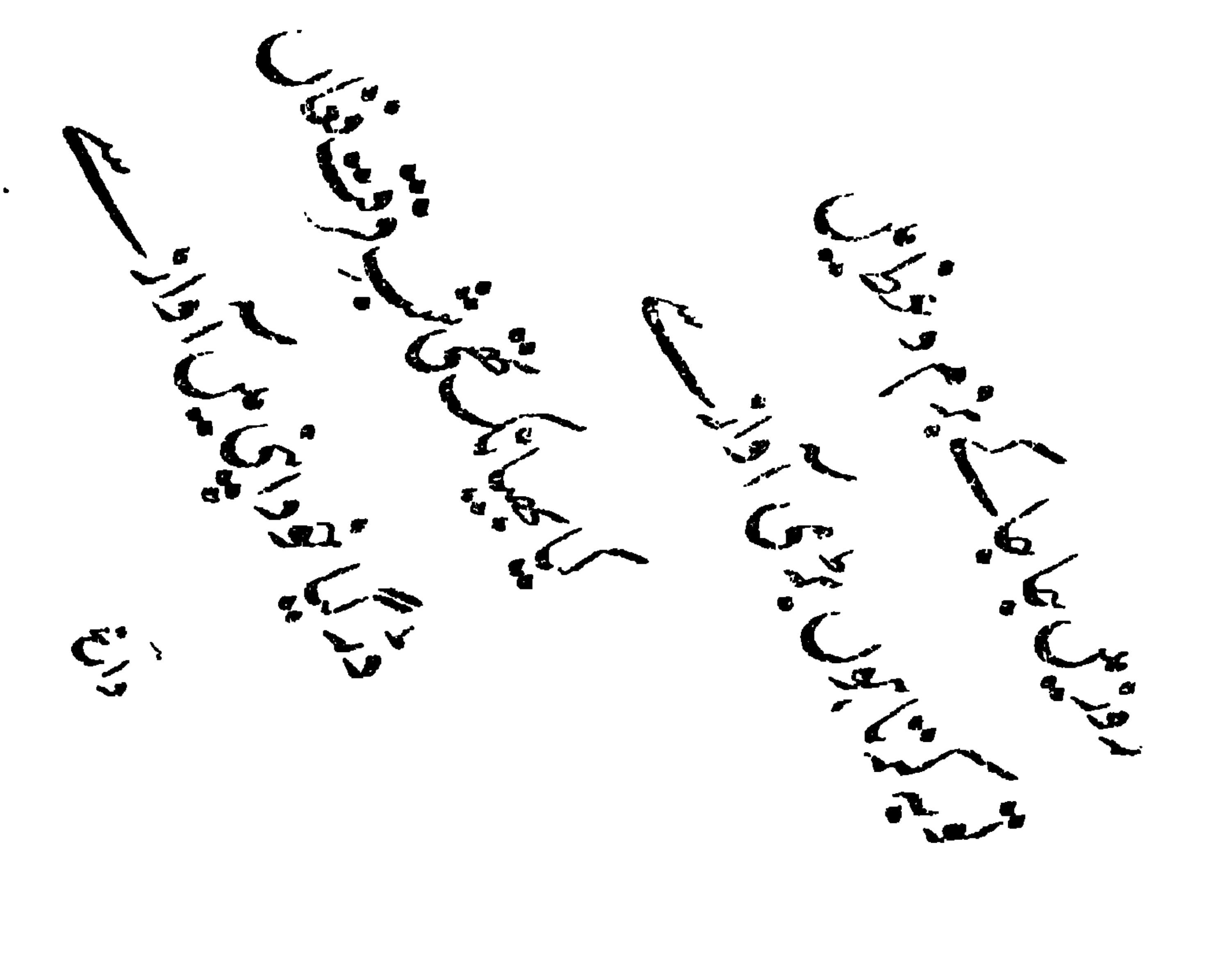
ایک اور تجارتی جہاز جس پر S. U کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ۲۲ر ستمبر کو آئس لینڈ کے نزدیک تارپیڈو کیا گیا۔ یہ جہاز بہ نشان PINK STAR - S.S تھا۔

یورپ میں بغاوت

جرمنوں کے خلاف فرانسیسیوں کے حملے فرانس میں زور پکڑ رہے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر گزشتہ ہفتہ میں جرمنوں نے پیرس میں ۳۵ فرانسیسی یرغمالوں کو گولی کا نشانہ بنایا۔ ان بدنصیب کشتگان کا حملہ آوروں کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا جس کی بنا پر انھیں قتل کیا گیا۔ چونکہ بغاوت کی روح یورپ کے مغلوب شدہ لوگوں کے دلوں میں پھیل چکی ہے۔ اسلئے نازیوں کے دباؤ کا طریقہ اور بھی انسانیت سوز ہو رہا ہے۔ مزید تین یرغمالوں کو اتوار کے دن بیلجیم میں گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ۲۵ کو تورنائی میں جو بلجیم کا ایک قصبہ ہے۔ گرفتار کیا گیا۔ بلجیم میں نازی کمشنر نے اعلان کیا۔ کہ ان تمام یرغمالوں کو گولی کا نشانہ بنایا جائے گا۔ اگر ان اشخاص کا سراغ دس دن تک نہ ملا جنھوں نے ضلع تورنائی میں گزشتہ ہفتہ دو جرمن سپاہیوں کو مار دیا تھا۔

(ترجمہ۔ ایڈیٹر)

کشمیر ریذیڈنسی آفس سرینگر



دیہاتی دُنیا

نومبر ۱۹۴۱ء

دیہاتی دُنیا

محکمہ دیہات سدھار کی اہمیت کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں اپنے ملک کی ترقی اور دیہاتیوں کی بھلائی مقصود ہو۔

نازیوں کا روس میں یورش کرنا اور اس ملک کو اپنے قابو میں لانا اگرچہ اس کی ہوسِ عام کا ایک عارضی کرشمہ ہے۔ لیکن جہاں اس نے اس قدر قتلِ عام و غارت گری کی۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ اس نے روسیوں کے زخموں پر مرہم لگانے کے لیے دیہات سدھار کا کام بھی شروع کر دیا۔ ہمیں نازیوں کی نیت اور ان کی مراد سے غرض نہیں۔ البتہ یہ دیکھنا ہے کہ ملک کی بہتری کے لیے سب سے اہم طریقہ جو کوئی ملک اختیار کر سکتا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے ظاہر ہوا کہ دیہات سدھار ہی ایک واحد ذریعہ ہے۔ جو دیہاتی بھائیوں کی بہبودی ترقی اور فارغ البالی کا سبب ہو سکتا ہے۔

البتہ اس میں کلام نہیں کہ ہر ملک کا طریق کار ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یورپ میں دیہات سدھار کا طریق ایسا ہے کہ ہر گاؤں ایک نقشہ کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ گھروں کی تعمیر چھوٹی چھوٹی پاکیں ان میں خوبصورت روشیں۔ مویشیوں کے لیے علیحدہ جگہیں اور ان کے گوبر وغیرہ کا گڑھوں میں رکھنا ایک خاص نظام کے تحت پایۂ تکمیل کو پہنچایا گیا ہے۔ ان کے دیہاتی ہمارے ملک کے دیہاتیوں سے امیر نہیں ہیں۔ صرف ایک طریق کار ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے گاؤں اپنی سادگی میں بھی امارت کی شان ظاہر کرتا ہے۔

قدرت کی گوناگوں نیرنگیاں ایک دہقان کو اپنے وطن کے خوبصورت بنانے میں بے حد امداد دیتی ہیں بشرطیکہ وہ ان سے فائدہ اُٹھانے کی ہمت کرے۔ تازہ ہوا۔ صاف و شفاف پانی اُس کی صحت کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جسے شہر کے لوگ بے شمار دولت خرچ کرکے بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ دہقان خود پیدا کردہ سبزی۔ اناج پھل۔ دودھ۔ مکھن اور دیگر ضروریات زندگی سے جس طرح بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ دنیا کا کوئی نفس اتنا فائدہ

نہیں اٹھا سکتا۔ ان خداداد چیزوں سے فائدہ نہ اٹھا سکنا دہقان کی بدنصیبی نہیں تو کیا ہے۔ یہ وہ انعام ہیں جو صرف تعلیم یافتہ لوگ ہی اپنی تعلیم کی بدولت نہیں جان سکتے بلکہ ایک جاہل مطلق انسان جس کو الف اور ب کا نام تک نہ آتا ہو۔ ان اشیا کے استعمال اور ان کے فائدوں سے آگاہ ہے۔ تعلیم انسان کو دیگر ضروریات زندگی کے سمجھنے میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ مثلاً اقتصادیات۔ معاشرت مجلسی قوانین ذرائع آمدن وغیرہ۔ تعلیم سے انسان کو انسان بننا آتا ہے لیکن خدائے تعالےٰ کی عطا کردہ ایسی نعمتوں کو جاننے کے لیے تعلیم کی بہت کم ضرورت ہے۔

جو لوگ تعلیم یافتہ نہیں لیکن ان انعامات کو سمجھ چکے ہیں۔ وہ تعلیم یافتہ انسانوں سے زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سے خدانخواستہ یہ مراد نہیں کہ تعلیم کو پس انداز کیا جائے۔ تعلیم بجائے خود ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے حاصل کیے بغیر انسان انسانی جامے میں نہیں آسکتا۔

ہماری مراد تو صرف یہ ہے کہ دیہات کے لوگ خدا تعالےٰ کے انعامات سے فائدہ اٹھا کر محکمہ کے اصولوں سے آگاہ ہوں۔ محکمہ دیہات سدھار انھیں ہر قسم کے شعبہ جات سے وابستہ کرنا چاہتا ہے۔ اور انھیں توجہ دلاتا ہے کہ وہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور سرکار والا مدار کی مراعات سے بہرہ اندوز ہوں۔ اب جبکہ محکمہ دیہات سدھار قائم ہو چکا ہے۔ اور دن رات ان کی بہتری اور بہبودی کے لیے کوشاں ہے۔ زمیندار کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے ہماری سرکار دل و جان سے چاہتی ہے کہ زمیندار اپنے پاؤں پر کھڑا ہو خدا کرے کہ زمیندار بھی اس راز سے آگاہ ہو۔

ایڈیٹر

اللہ کی کیا شان ہے کیا ہی کرے داغ

جو اس سے طلب کیجیے وہ اس سے سوا دے

دودھ

واحد: ابّا جان۔ امی جان نے تو ناک میں دم کر دیا ہے۔ صبح اُٹھتے دوُدھ۔ دوپہر کو سوتے دودھ۔ رات کو بستر پہ دودھ۔ آخر یہ کونسی مصیبت ہے۔ کہ صبح شام دودھ پیو۔ کیا یہ بھی خدا کی عبادت کا کوئی حصہ ہے۔ جو امّی جان اس میں ثواب تلاش کرتی ہیں۔ مجھے تو اب دودھ کے نام سے تلی ہوتی ہے۔

باپ: بیٹا یہ کیا کہا۔ خدا کی نعمت اور تم کفرانِ نعمت کرو۔ ایسا نہ کہو۔ یہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔

واحد: ابّا جان۔ خدا کی نعمتوں کا کوئی شمار ہے۔ ہوا۔ پانی اور روشنی کیا خدا تعالےٰ کی کم نعمتیں ہیں۔ پانی اور ہوا ایک لمحہ کے لیے بند ہو جائیں تو چشم زدن میں ساری دُنیا اور دنیا کا ہر نفس ہلاک ہو جائے۔ روشنی نہ ہونے سے تو آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ دُنیا کی کیا حالت ہو۔ دودھ کے بغیر تو ایسا اندھیر ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

باپ: بیٹا یہ تم نے ٹھیک کہا۔ اب یوں سمجھو کہ جس طرح دنیا کا نظام ان تین چیزوں پہ منحصر ہے۔ اسی طرح تمھاری اور ہماری صحت کو قائم رکھنے کے لیے دوُدھ کی شدضرورت ہے۔ تمھیں اس سوجھ کے قابل کس نے بنایا دوُدھ نے۔ تم نے پیدا ہوتے ہی کس چیز سے نشو و نما حاصل کی دودھ سے۔ تمھارے لیے پانی ضروری تھا یا دودھ۔ دوُدھ کے فایدوں سے اگر تم آگاہ ہوتے تو ایسی باتیں کبھی نہ کرتے۔

واحد: اچھا ابا جان آپ دوُدھ کے فایدے تو بتائیں۔

باپ: سنو بیٹا۔ سب سے پہلے انسان یا حیوان پیدا ہوتے ہی ماں کا دوُدھ پیتا ہے۔ اور یہ دوُدھ اُس کو اس قابل بناتا ہے۔ کہ وہ چلنا۔ بولنا۔ اور ڈھونڈ چلنا سیکھے یہ ایک مکمل خوراک ہے۔ اس میں کسی مصالحے۔ گھی یا مرکبات کی ضرورت نہیں۔ انسان کے پھلنے پھولنے کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ تمھاری پیدائش سے ظاہر ہے۔

دوُدھ ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ اس سے سیکڑوں مفید کارآمد اور صحت بخش چیزیں بنتی ہیں۔ مثلاً لسی۔ مکھن گھی۔ کھوا۔ دہی۔ پنیر اور ہزاروں قسم کی مٹھائیاں۔

جو چیزیں دوُدھ سے یا دوسری نعمتوں سے بنتی ہیں۔ ان کا ہضم کرنا مشکل ہے۔ لیکن دودُھ پیتے ہی ہضم ہو جاتا ہے۔ یہ اس کی بڑی خوبی ہے۔

دودھ نمک یا میٹھا ملائے بغیر اس قدر خوش ذائقہ ہے۔ کہ ہر فردِ بشر اس کو چٹخارے لے لے کر پیتا ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا۔ کہ ڈاکٹر اور حکیم مریضوں کو عام طور

ہم دودھ پینے کو کہتے ہیں۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسانی طاقت کو بحال رکھتا ہے۔ اور کمزور نہیں ہونے دیتا۔ دوسرا یہ زود ہضم ہے۔ اور تیسرا اس کا فضلہ زیادہ خارج نہیں ہوتا جس کے باعث مریض آرام سے رہتا ہے۔

واحد: ابا جان اب سمجھا کہ دودھ واقعی خدا تعالےٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اب میں ضرور پیا کرونگا۔ امی جان شاید اسی لیے بہت اصرار کیا کرتی ہیں۔

باپ: بیٹا خدا تعالےٰ نے دودھ کی بے حد تعریف فرمائی ہے۔ ہر مذہب میں اس کا احترام کیا جاتا ہے بلکہ دودھ دینے والے جانوروں کی تو پرستش کی جاتی ہے دیکھو گائے کے احترام کے لیے شاستروں میں کتنی تاکید ہے۔

عزیز: لیکن چچا جان خالص دودھ کی بڑی شکایت ہے اسی لیے بعض لوگ بالکل پینا پسند نہیں کرتے

چچا: ہاں بیٹا۔ یہ شکایت ضروری ہے۔ اور اس کا اثر ہماری نسلوں پر بڑا برا پڑ رہا ہے۔ آج کل کے نوجوان مہابھارت کے پچھلے جوانوں کے مقابلے میں ایسے ہی ہیں جیسے ہاتھی کے مقابلے میں چیونٹی۔ یہ سب دودھ ہی کی برکات کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان میں دودھ عام اور خالص ملتا تھا۔ اس کے پینے والے شیروں کا مقابلہ کرتے تھے اور آج اول تو کوئی دودھ پیتا نہیں اور جو پی رہا ہے وہ بھی گیدڑ سے ڈرتا ہے۔

اول تو مویشی کمزور ہیں۔ اچھی نسل کے جانور پالے نہیں جاتے۔ کیونکہ ان پر زیادہ لاگت آتی ہے۔ اور اگر دیہا کہیں پلے جائیں۔ تو لوگ ان کی ٹھیک طرح سے نگہداشت نہیں کرتا ہماری گائیں کشمیر میں اول تو دو تین سیر سے زیادہ دودھ ہی نہیں دیتیں اور جو دیتیں ہیں ان کا دودھ پتلا ہوتا ہے۔ اس طرح جموں میں اگرچہ گائے کا بے حد احترام کیا جاتا ہے لیکن ان کی کیفیت جو شہر میں ہے۔ بازاروں اور سبزی منڈیوں میں ملاحظہ کرنے کے قابل ہے۔ گاؤں میں بھی یہ کمزور ہی نظر آتی ہیں۔ کچھ بھی ہو دودھ کا پینا اچھا ہی ہے۔

عزیز: چچا جان۔ ظلم تو یہ ہے۔ کہ ایک تو دودھ خالص نہیں ہوتا اور دوسرے بڑے داموں پر بکتا ہے۔

چچا: ہاں بیٹا عزیز۔ یہ وقت ہر جگہ محسوس ہو رہی ہے۔ خالص دودھ کا ملنا گویا مصداق ۔ ع

لانا ہے جوئے شیر کا

ہو گیا ہے۔ گاؤں میں دودھ خالص مل جاتا ہے۔ وہاں لوگ دیانت داری سے کام لیتے ہیں۔ البتہ شہروں اور قصبوں میں بڑی دقت ہے یہاں کے دودھ فروش نصف دودھ میں نصف پانی ملا کر بھی لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یہ لوگ پیشہ ور ہیں۔ پانی ملا کر بھی ۲ سیر دودھ بیچتے ہیں۔ عوام اس کی اہمیت سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر خریدتے چلے جاتے ہیں۔

واحد: ابا جان پھر تو ہم بڑے خوش قسمت ہیں۔ جو ہمارے گاؤں میں دودھ خالص مل جاتا ہے اور دام بھی سستا ہے۔ ہر گھر میں گائے اور بھینسیں ہیں اور ہمارے گاؤں والے خالص دودھ بیچتے ہیں۔ امی جان تو بڑی احتیاط سے کام لیتی ہیں۔

باپ: بیٹا اسی لیے تو امی جان تم کو دودھ پینے پر مجبور کرتی ہیں۔

تقدیر

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوّت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی
شاید کوئی منطق ہو نہاں اُس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی
ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ اُمم جس کو نہیں ہم سے چھپاتی
ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اُس کی
بُرّاں صفتِ تیغِ دوپیکر نظر اُس کی

اقبالؔ

ابتدائی زندگی

دنیا جب پہلے پہلے عالم نمو میں آئی. تو زمین پر اشیائے خوردنی میں سے سوائے بے جان چیزوں ہوا. پانی. اور نمک کے کچھ نہ تھا. ان چیزوں پر صرف ایک ہی مخلوق زندہ رہ سکتی تھی. اور وہ پودے تھے. پس ہمیں اچھی طرح سے جان لینا چاہئے کہ پہلی زندہ مخلوق پودے تھی نہ کہ حیوانات.

سینکڑوں برسوں کے مختلف اقسام کے درخت اور اُن میں بعض کے تنے اتنے چوڑے کہ اُن پر چار گھوڑے بہ یک وقت شانہ بہ شانہ دوڑائے جا سکتے تھے، وہ صدیوں اپنی خوراک سمندروں سے اسی طرح حاصل کرتے رہے جس طرح بعض درخت آج کل بھی اپنی خوراک حاصل کر رہے ہیں.

اب ہم پودوں کی زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں. اور دیکھتے ہیں کہ پودے کس طرح بے شمار اقسام کے پیدا ہوئے. اور کس حیرت انگیز طریقے سے انھوں نے نشوونما پائی.

اگر ہم زمین کو گہرا کھودتے چلے جائیں. تو ہم ایک تہ سے دوسری تہ پر پہنچ جائیں گے. اور اسی طرح بتدریج کئی تہیں آتی چلی جائیں گی. اسی طرح ہم جانتے ہیں. کہ زمین کی وہ سطح جس پر ہم چلتے پھرتے ہیں. یہ بھی ایک تہ تھی جو مٹی یا پتھروں سے ڈھانپی گئی ہے. جوں جوں ہم نیچے کو زمین کھودتے جائیں گے. ہمیں مختلف جانوروں کے ڈھانچے اور پودے ملیں گے. اس سے ہم زمین پر کی زندگی کی کہانی کا کچھ نہ کچھ حصہ بتا سکتے ہیں.

آپ شاید اندازہ کر سکیں. کہ پہلے پودے کس قسم کے ہوں گے. پہلے درخت اور پھول نہ تھے، بلکہ پودے کائی کی مانند تھے. اور بالکل سادہ قسم کے معمولی پودے آج کل کے پودوں سے ملتے جلتے مثلاً فطر اور سانپ کی چھتری کی مانند پیدا ہوئے تھے. وہ اصحاب جو ان کے متعلق زیادہ جانتے ہیں انھیں یقین ہے کہ ابتدائے آفرینش میں ایسے پودے پائے جاتے تھے. جنھیں ہم جرثومہ کے نام سے پکارتے ہیں. ان میں سے بعض کے اب بھی ہمارے جسموں میں داخل ہونے کا احتمال ہے. اور یہ ہم کو بیمار بنا دیتے ہیں.

اس سے آگے. بعد کی تواریخ میں. یعنی ہمارے زمانے کے قریب. ہمیں شہادت ملتی ہے کہ پودے ترقی پذیر ہوئے

یہ فرن کے پودوں کا زمانہ ہے۔ ان کی نشوونما ٹھیک طریقہ سے ہوئی۔ اور عرصۂ دراز تک یہ پودے پھلے پھولے۔ یہ پودے دراز قد تھے۔ جو آج کل دیکھنے میں نہیں آتے۔ ان کی باقیات سے آج کل کوئلے بنتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں نہایت کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔

اس عرصے میں بڑے درختوں کا کوئی نشان نہیں پایا گیا۔ پھول یا دوسرے لفظوں میں پھولوں کے پودے تو تھے ہی نہیں۔ لیکن اس دوران میں پھولوں کے پودے کہیں کہیں دکھائی دکھانے لگے اور انھوں نے اپنے لیے جگہ بنالی۔ بہت سے پودے جن کے مرنے میں کافی وقت معلوم دیتا تھا جلدی مرگئے یا مرجھاگئے۔ لیکن پھول کے پودے نسبتاً ہوشیار ثابت ہوئے۔ اور وہ اپنے گرد و نواح کے پودوں سے زیادہ دیر تک زندہ رہنے میں کامیاب ہوگئے۔ جس طرح ریڑھ کی ہڈی والے جانور اپنی بادشاہت کے مالک تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح پھول دینے والے پودے سبزی کی بادشاہت کے مالک مانے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کی پرانی اقسام کلیتہً تباہ نہ بھی ہوئی ہوں۔

اب بھی ہمیں اسی قسم کے پودے اُن پودوں سے ملتے جلتے یقیناً مل سکتے ہیں جو گہری نچی زمین میں اُس وقت پائے جاتے تھے۔ جب پھولدار پودوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔

آکسیجن جس کی ہر زندہ چیز کو دنیا میں ضرورت ہے

ہمارا مقصد ایک پودے کے سانس لینے سے ہے۔ اگر ہم پودے کے سانس لینے کو جان لیں۔ تو گویا ہم آپ کے اور اپنے سانس لینے کو بھی جان لیں گے۔ جب ہم سانس کا ذکر کرتے ہیں تو بالعموم اس سے چھاتی کی نیچے اوپر کی حرکت مراد ہوتی ہے۔ یعنی ہم ہوا کو اپنے پھیپھڑوں کے اندر کھینچتے ہیں۔ اور پھر باہر نکال دیتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ایک پودے کی نہ تو چھاتی ہے اور نہ پھیپھڑا۔ اور بعض حیوانات کا بھی یہی حال ہے۔ نہ چھاتی رکھتے ہیں نہ پھیپھڑا۔ البتہ سانس ضرور لیتے ہیں۔

جہاں کہیں بھی زندہ چیزیں نظر آتی ہیں خواہ پانی کے اندر یا باہر ایک خاص قسم کے مادہ کی جسے آکسیجن کہتے ہیں ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک چیز ہے کہ جسے ہم نے کبھی دیکھا یا سنا نہ ہو اور تاہم جب کبھی ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں۔ آکسیجن ہی سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک حصہ ہے اور نہایت ضروری حصہ ہے ہوا کا۔ آکسیجن ہوا میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ پانی میں بھی پائی جاتی ہے اگر کوئی زندہ چیز ہوا میں رہتی ہے تو یہ آکسیجن ہوا سے حاصل کرتی ہے۔ اگر یہ پانی میں رہتی ہے تو آکسیجن پانی سے حاصل کرتی ہے۔

پہلے پودوں نے اپنی خوراک پانی سے کس طرح حاصل کی

پہلے پودے پانی سے آکسیجن حاصل کرتے رہے کیونکہ وہ پانی میں رہتے تھے جس طرح آج کل کئی پودے آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔ سرطان یعنی کیکڑے۔ مچھلی اور دوسرے حیوانات کی مانند۔ لیکن بعد کے پودے پھولدار پودوں کی طرح پانی سے باہر زمین پر پھیل گئے جس طرح جانوروں نے کیا اور اس طرح انھوں نے آکسیجن ہوا سے حاصل کرنی شروع کی۔ یعنی جس طرح بلیاں۔ گھوڑے۔ پرندے اور آدمی ہوا سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔

سانس لینا ایک ایسا عمل ہے جس کے دو حصے ہیں۔ ان دو حصوں کا سب سے پہلا حصہ آکسیجن کا پینا ہے۔ ہر جاندار چیز ایسا کرتی ہے۔ اگر وہ ایسا کرنا بند کر دے تو ضروری ہے کہ مر جائے۔

اب دوسرا حصہ کونسا ہے۔ جو آکسیجن ہم پیتے ہیں وہ ضرور کہیں جاتی ہے۔ اس کا ضرور کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ دوسرے حصے کا اس آکسیجن کے ہوا یا پانی میں واپس کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر سارا قصہ یہی ہو تو اس سے کچھ مطلب اخذ نہیں ہوتا اور نہ ایسا کرنے کا کوئی فائدہ ہے۔ نقطہ یہ ہے۔ کہ جب خالص آکسیجن خود بخود اندر داخل ہوتی ہے۔ یہ "کسی چیز" کے ساتھ مل کر باہر نکلتی ہے۔ اسی میں سارا فرق ہے "یہ کوئی چیز" آپ شاید تسلیم نہ کریں۔ وہی مادہ ہے جو کوئلہ، الماس، پنسلوں کا لکھنے والا سکہ بناتا ہے۔ اور اس کا نام کاربن (کیمیا) ہے۔

کوئی زندہ چیز بغیر سانس لینے کے زندہ نہیں رہ سکتی

جب کاربن حیوانی جسم یا پودے میں آکسیجن کے ساتھ مل جاتی ہے۔ تو یہ ایک نئی قسم کے مادے میں تبدیل ہو جاتی ہے اس مادے کی مانند جو نالیوں کے ذریعے گھروں میں داخل ہوتا ہے۔ اور حد مقدور تک جل جاتا ہے۔ ایک قسم کی گیس جس کا نام کاربن ڈائیکسائیڈ (آکسیجن اور دھات سے مل کر جو کیمیا بنے) ہے ہر جاندار اپنی زندگی کے پہلے لمحے سے لے کر موت کے آخری جھٹکے تک آکسیجن پیتا اور اور اس مادہ کو خارج کرتا ہے۔ جو کیمیا کا اور آکسیجن کا بنا ہوتا ہے۔ اور اسی کو کاربن ڈائیکسائیڈ carbon Dioxide کہتے ہیں۔

پودوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بھی جاندار ہیں۔ اور کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ سانس نہ لے۔ لیکن ایک پودہ سانس لینے میں ماہر نہیں ہے۔ البتہ پودہ صرف اسی قدر سانس لے سکتا ہے جس سے وہ زندہ رہے یہ ثابت کرنا آسان ہے۔ کہ ایک پودہ کس حد تک سانس لے سکتا ہے۔ کیونکہ آپ ایک پودے کا اسی طرح سانس بند کر سکتے

جس طرح ایک حیوان کا۔ اگر آپ ایک حیوان سے تمام آکسیجن دُور کر دیں۔ تو آپ اس کا دم بند کر دیں گے۔ اور وہ مر جائے گا۔ اور یہی حقیقت ایک پودے کی ہے۔

البتہ ہم یقین جانتے ہیں۔ کہ ہر جاندار چیز اگر اُسے تمام وقت دن رات کافی آکسیجن نہ دی جائے تو وہ موت کے گھاٹ اُتر جائے گا۔ لیکن ایک پودے کو بمقابلہ ایک حیوان کے بہت کم آکسیجن کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بہت آہستہ سانس لیتا ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے یعنی بہت سے پودے سانس لینے کے مقابلے میں ایک اچھی بات کرتے ہیں۔ جو عام حیوان نہیں کر سکتے۔ اور جس کے لیے حیوانات پودوں کے محتاج ہیں کہ وہ اُن کے لیے کریں۔ یہ سبز پودے ہیں۔ اگر سبز نہیں تو بھورے رنگ کے جرثومہ کی مانند ہیں۔ رنگ کے اختلاف کا کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ جو مادہ جرثومہ کو بھورا کرتا ہے وہی گھاس کو ہرا بھی رکھتا ہے۔ یہ مادہ اس قدر ضروری ہے کہ ہمیں دنیا میں پودوں کو دو قسموں میں تقسیم کرنے کا خیال ہوتا ہے۔ ایک وہ جن کا رنگ سبز یا بھورا ہو اور دوسرے وہ جن کا ہر دو میں سے کوئی رنگ نہ ہو۔ تقریباً تمام پودے سبز رنگ کے ہوتے ہیں لیکن ہم نے ایک یا دو کا پہلے ہی ذکر کیا ہے۔ جو ایسے نہیں ہیں۔ مثلاً فطر

تمام سبز پودے قریباً ایک جیسے رنگ کے ہوتے ہیں۔ خواہ بھورے بھی ہو جائیں جیسا کہ جرثومہ اس کا لمبا نام پودوں کے سبز حصوں کا رنگین مادہ" بھی ہے لیکن ہم اس کو بھی سبز ہی کہیں گے۔ یہ سبزہ بھی نہایت ضروری ہے۔ اب ہم ابتدا سے شروع کرتے ہیں۔ اور یہ ابتدا سبزہ سے نہیں ہوگی۔ بلکہ سورج۔ بڑے چمکیلے سورج سے سبزہ از خود کچھ نہیں۔ سبزہ۔ پودے کے کام کی چیز نہیں بلکہ پودے کے لیے یہ ایک بوجھ ہے۔ اگر پودوں کو سورج کی روشنی سے ہٹا یا جائے تو وہ یقیناً فی الفور مر جائیں گے۔ یا اپنا سبزہ قطعی طور پر چھوڑ دیں گے۔ یہ سورج ہی ہے۔ جو پودے میں سبزہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہ سبزہ پودے کو سورج ہی کی امداد سے فائدہ بخشتا ہے۔ یہ امر حقیقی ہے کہ اگر ہم سورج کے کارہائے نمایاں کو سمجھے بوجھے بغیر سبزے کا ذکر کرتے چلے گئے تو ہم ایک بڑی بھاری غلطی کا شکار ہوں گے۔ سورج کے بغیر صفحۂ دنیا پر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ بقول کیہ۔

"نہ روشنی نہ زندگی"

سبزہ اگرچہ پودے کی زندگی کے لیے لابدی ہے۔ لیکن یہ ایک آلہ کار ہے جس کو روشنی پودے کی زندگی برقرار رکھنے کے کام میں لاتی ہے۔ اگر سورج بجھ جائے تو دنیا کا تمام سبزہ ہمیں کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ تمام پودے اور حیوانات فی الفور مردہ ہو جائیں۔ اب جبکہ ہم سورج کی اہمیت کو جان چکے ہیں۔ ہم سبز پودوں کے سبزہ کو دلچسپی سے دیکھیں گے جو ایک ذریعہ ہے جس سے روشنی زندگی پیدا کرتی ہے۔

علاوہ پتوں کے دوسرے حصوں میں بھی یہ سبزہ پایا جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ گلاب کے پھول کی پنکھڑی سبز ہوتی ہے۔ لیکن بہت سے پودوں کا سبزہ ان کے پتوں میں پایا جاتا ہے اور محض سبزے کی بدولت پتے زندہ رہتے ہیں پتے پودوں کے سبزے کے آلۂ کار ہیں، ایک پتے کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی خاص طریقے سے بنائے گئے ہیں۔ یہ ایک چپٹی پتلی چیز ہے۔ پتے چپٹے اور ایسی پتلی چیزیں ہیں۔ کہ ہم ایسی دوسری چیزوں کو پتے کے نام سے پکارتے ہیں۔ اگرچہ یہ پتے پودے کا حصہ نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر آپ اسی کتاب کے ورق کو لے لیجیے۔ پہلی کتب حقیقی پتوں کی بنا کرتی تھیں۔

پتوں کے چپٹے اور پتلے ہونے کے کیسے کیسے وجوہات ہیں۔ پتوں کی ہستی اسی لیے ہے کہ جس قدر روشنی ممکن ہو سکے اس میں سے گزر کر پودے پر گرے۔ اگر پتہ گنبد کی مانند ٹھوس ہوتا۔ تو صرف اس کے ارد گرد کا سبزہ جو سورج کی جانب ہوتا روشنی حاصل کر سکتا اور پودہ بذاتہٖ روشنی اور گرمی سے محروم رہتا یعنی پودہ اندھیرے میں رہتا تو گویا ایسا ہونا بیکار ہوتا ایسی صورت میں پتے کا چپٹا اور پتلا ہونا ہی مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔

سورج کی روشنی سبزے سے کیا سلوک کرتی ہے

آپ نے شاید پہلے کبھی یہ سوال نہ کیا ہوگا۔ کہ پتہ کیوں پتے کی صورت میں ہے لیکن یہ سوال پوچھنے کے قابل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی کوئی اور شکل اس سے مفید اور کارآمد خیال میں نہ آسکتی تھی، ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ سبزہ روشنی کے ذریعہ ضرور کچھ کام کرتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ سورج کی روشنی اس سبزے کے ذریعہ ضرور کوئی اہم کام کرتی ہے۔ وہ کیا ہے؟

اگر ہم ذرا پیچھے جائیں اور غور کریں کہ پودوں کے سانس لینے کے متعلق ہم نے کیا کہا ہے۔ تو فوراً یاد آجائے گا کہ پودہ ہوا سے گھرا ہوا ہے اور اس ہوا میں آکسیجن ملی ہوئی ہے جو ایک گیس ہے۔ لیکن اس میں اور بھی بہت سی گیس ملی جلی ہیں۔ کیونکہ جو ہوا ہم کھاتے ہیں۔ ان میں سوائے گیسوں کی ملاوٹ کے اور کچھ بھی نہیں۔ اب پودے اور حیوان ہوا پیتے ہیں۔ تمام سبز پودے وہ کرتے ہیں جو عام حیوانات نہیں کرتے۔ وہ ہوا کھاتے ہیں۔ وہ گیس جو پودے ہوا سے کھاتے ہیں یا جس پر وہ زندہ ہیں۔ اس گیس کے مقابلے میں کافی ہوتی ہے۔ جو وہ خارج کرتے ہیں۔ اور کاربن ڈائیکسائیڈ CARBON DIOXIDE پیتے ہیں۔

حیوانات اور پودوں کے درمیان سب سے بڑا اختلاف

پودے کے لیے کیمیائی مرکبات سے خوراک حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو اُن دو حصوں میں جن سے یہ بنا ہے تقسیم کر دے۔ یعنی کاربن اور آکسیجن۔ جو اچھی خوراک ہے۔ آکسیجن کو واپس کر دے۔ ہوا سے یہ بہت زیادہ کاربن پیتا ہے۔ بمقابلہ اس کے جو کہ یہ ہوا کو واپس کر دیتا ہے۔ اور اس کاربن کو اپنے جسم میں جذب کر لیتا ہے۔ بہرکیف یہ ہوا سے بہ نسبت واپس کرنے کے بہت زیادہ کاربن پیتے ہیں۔ اور اس کاربن سے اپنے جسم کو بناتے ہیں۔ سب سے بڑا اختلاف حیوانات اور پودوں کے درمیان ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کے لینے اس کو کاربن اور آکسیجن میں تقسیم کرنے آکسیجن کو واپس ہوا میں دینے اور اپنے جسم میں کاربن سے تعمیر کرنے میں ہے۔

تمام حیوانات جملہ پودوں کی طرح کاربن کے محتاج ہیں۔ اگر ہم محض ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ پینے پر چھوڑ دیئے جائیں۔ اور کوئلے کی کان سے اپنا کاربن حاصل کریں۔ ٹنوں کاربن۔ ٹنوں مینیوں کا سکہ اور لاکھوں پونڈ وزنی الماس ہمارے اردگرد رکھ دیئے جائیں ہم ایک یا دو ہی دن میں دم گھٹ کر مر جائیں گے۔

ایڈیٹر

تصاویر کے متعلق

چنتواڑی کا پل۔

اِس تازہ اشاعت میں متذکرۃ الصدر پل کی تین مختلف تصویریں درج کی گئی ہیں۔ مکمل تصویر تو سابقہ پل کی ہے۔ جو اس خیال سے ابھی گرایا نہیں گیا کہ لوگوں کی آمد و رفت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ یہ تصویر اس لیے درج کی گئی ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں آمد و رفت میں تو تکلیف رہ گزروں کو ہو رہی ہیں اُن کا ایک نقشہ قارئین "دیہاتی دُنیا" کی نگاہ میں رہے۔

دوسری تصویریں اُن نئی کوٹھیوں کی ہیں۔ جو نئے پل کی خاطر تعمیر کی جا رہی ہیں۔ ایک تصویر میں رُورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب اس کوٹھی کا معائنہ کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر ایک مکمل کوٹھی کی ہے۔ رہگزر نئے پل پر سے بہ آسانی پار اُتر سکیں گے اور بھاری قسم کا بوجھ بھی ہمراہ لے جا سکیں گے

کشمیر میں سیلاب۔

گزشتہ اشاعت میں سیلاب کے متعلق حضور سری سرکار والا مدار نے جو خاص گزٹ شائع فرمایا تھا۔ اس کا ترجمہ قارئین کرام کی نظر سے گزر چکا ہو گا۔ اس اشاعت میں دو تصویریں کے ذریعے سیلاب کا ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ سیلاب اس

قدر زوروں پر تھا۔ کہ سڑکوں کے کنارے بھی پانی کی نظر ہو چکے تھے، چنانچہ ایک جگہ سڑک پر موٹر کا حادثہ پیش آیا جو تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی جان ضایع نہیں ہوئی۔ دوسری تصویر میں دریا کی طغیانی دکھائی گئی ہے۔ جو بجائے خود اپنی کیفیت ظاہر کر رہی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان دریا کس غصہ سے پیچ و بل کھاتا ہوا نکل رہا ہے۔

اچھبل۔
یہ تصویر مغلیہ خاندان کی ایک اچھوتی یادگار ہے۔ دیہات کے سر بہ فلک پہاڑوں کے دامن میں یہ باغ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ فواروں کی قطار اور پانی کی بہار اچھبل کو بہشت بریں کا ایک مختصر سا نمونہ بنا رہی ہے۔ چشمہ میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں تیرتی ہوئی عجیب منظر پیش کر رہی ہیں۔ ہماری سرکار نے اس باغ کے بیرونی پہلو میں ٹراوٹ مچھلیوں کے درجہ وار خانے بنا رکھے ہیں۔ پانی ان میں سے گذر کر باہر نکل جاتا ہے یہ مچھلیاں ہر خاص و عام قیمتاً خرید سکتا ہے۔

ایڈیٹر

چار کہانیاں

ذیل میں چار سبق آموز کہانیاں سید شبیر ہندی کی تصنیف از پاگل برائے تفریح و طبع قارئین کرام پیش کی جاتی ہیں ــــــــ ایڈیٹر۔

لومڑی

ایک لومڑی نے صبح کے وقت اپنے سائے پہ نظر ڈالی اور کہا
"مجھے آج ناشتے کے لیے ایک اونٹ ملنا چاہیئے"
وہ تمام صبح اونٹ کی تلاش میں سرگرداں رہی
لیکن جب دوپہر کو اس نے دوبارہ اپنا سایہ دیکھا
تو کہا،
"میرے لئے ایک چوہا ہی کافی ہوگا"

بلند ارادے

تین آدمی ایک قہوہ خانے کی میز پہ ملے، ان میں سے ایک جلاہا دوسرا بڑھئی اور تیسرا ایک مزدور تھا۔
جلاہے نے کہا۔ میں نے آج ایک نفیس لٹھے کا کفن

دو اشرفیوں میں بچا ہے. آؤ ہم سب دل کھول کر شراب پئیں.

بڑھئی نے کہا. میں نے آج ایک بڑا اعلےٰ تابوت بیچا ہے. اس لئے ہم شراب کے ساتھ سامی کباب بھی کھائیں گے،

مزدور نے کہا. میں نے آج صرف ایک ہی قبر کھودی ہے. لیکن میرے گاہک نے مجھے دگنے پیسے دیئے ہیں. آؤ ہم تھوڑے سے رس گلے بھی منگوائیں،

رات قہوہ خانے میں دیر تک رونق رہی اور تینوں شخص شراب، کباب اور مٹھائی اڑاتے رہے کیونکہ وہ تینوں مسرور تھے

دوکان کا مالک خوش ہو ہو کر اپنی بیوی کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کے مہمان بے دریغ صرف کر رہے تھے،

جب وہ قہوہ خانے سے نکلے تو چاند طلوع ہو چکا تھا اور وہ سڑک پر گاتے چلاتے اور زور زور سے باتیں کرتے چلے جا رہے تھے، کلال اور اس کی بیوی قہوہ خانے کے دروازے پر کھڑے انھیں دیکھ رہے تھے.

عورت نے کہا. یہ لوگ کتنے آزاد اور خوش باش ہیں اگر یہ روز اسی طرح آئیں تو ہمارے بیٹے کو شراب کی دوکان پر سر کھپانے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی اور ہم اپنی آمدنی سے اُسے تعلیم دلا سکتے ہیں. اور وہ ایک پادری بن سکتا ہے .

لگیں.

پہلی چیونٹی نے کہا میں نے ان پہاڑوں اور وادیوں سے زیادہ بنجر جگہ اور کوئی نہیں دیکھی. میں نے یہاں سارا دن دانوں کی تلاش کی ہے لیکن مجھے ایک دانہ بھی نہیں ملا.

دوسری چیونٹی نے کہا. مجھے بھی کچھ نہیں ملا. گو میں نے تمام گوشے اور کونے دیکھ ڈالے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ وہی نرم اور متحرک خطہ ہے جس کے متعلق ہماری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کچھ نہیں پیدا ہوتا.

اس کے بعد تیسری چیونٹی نے اپنا سر اٹھایا اور کہا.

میری سہیلیو، ہم اس وقت اس عظیم الجثہ چیونٹے کی ناک پر بیٹھی ہیں جس کا جسم اتنا بڑا ہے. کہ ہم اسے دیکھ نہیں سکتیں، اس کا سایہ اتنا وسیع ہے. کہ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں. اس کی آواز اتنی بلند ہے کہ ہمارے کان اُسے برداشت نہیں کر سکتے اور وہ ہر جگہ موجود ہے.

جب تیسری چیونٹی نے یہ بات کہی تو دوسری چیونٹیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور زور سے ہنسیں. عین اسوقت آدمی نے حرکت کی. اس نے سوتے میں اپنے ہاتھ سے ناک کو کھجلایا. اور تینوں چیونٹیاں پس کر رہ گئیں.

تین چیونٹیاں

ایک آدمی دھوپ میں پڑا سو رہا تھا کہ تین چیونٹیاں اس کی ناک پر اکٹھی ہوئیں اور اپنے اپنے قبیلہ کے دستور کے مطابق سلام کرنے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنے

دو سادھو

ایک پہاڑ پر دو سادھو رہتے تھے. ان کا کام خدا کی عبادت اور آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہنے کے سوا اور کچھ نہ تھا. ان کے پاس مٹی کا ایک پیالہ تھا. اور یہی ان

دونوں کی کائنات تھی۔

ایک دن بڑے سادھو کے دل میں بدی کی روح داخل ہوئی۔ وہ چھوٹے سادھو کے پاس آیا اور اس نے کہا۔ ہم دونو کو اکٹھے رہتے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اب جدا ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ اس لیے آؤ ہم اپنی جائداد تقسیم کر لیں

چھوٹے سادھو نے مغموم ہو کر کہا۔ بھائی تمہاری جدائی کا خیال میرے دل پر شاق گزر رہا ہے لیکن تم جانا ہی چاہتے ہو تو خیر یونہی سہی۔ یہ کہہ کر اس نے وہ پیالہ بڑے سادھو کے سامنے لا کر رکھ دیا اور کہا۔ ہم اسے آپس میں بانٹ نہیں سکتے اس لئے یہ پیالہ آپ ہی لے لیں۔

بڑے سادھو نے کہا۔ نہیں میں خیرات نہیں مانگنا چاہتا میں اپنے حصے کے سوا اور کچھ نہ لوں گا۔ ہمیں یہ پیالہ آپس میں تقسیم کرنا پڑے گا۔

چھوٹے سادھو نے کہا۔ اگر یہ پیالہ ٹوٹ گیا تو یہ ہمارے کس کام آئے گا۔ اگر تم پسند کرو۔ تو آؤ ہم قرعہ ڈال کر اس کا فیصلہ کر لیں۔

لیکن بڑے سادھو نے دوبارہ کہا۔ میں صرف وہی چیز لوں گا جسے انصاف میری ملکیت قرار دے۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ انصاف کو قسمت پر چھوڑ دیا جائے۔ ہمیں یہ پیالہ ضرور تقسیم کرنا پڑے گا۔

اس پر چھوٹے سادھو سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور اس نے کہا۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو لاؤ اسے توڑ ڈالیں۔

یہ سن کر بڑے سادھو کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا اور وہ چلا کر بولا۔ او بزدل انسان کیا تو اس پیالے کے لیے میرے ساتھ لڑے گا بھی نہیں؟

ماخوذ

سینسس کمشنر ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

تمسلہ ایڈیٹران اخبارات کی ایک میٹنگ سینسس کمشنر صاحب بہادر نے سرینگر مورخہ ۱۸ / اکتوبر ۱۹۴۱ء کو اپنے دفتر کے کمرہ میں بلائی۔ چنانچہ ایڈیٹر دیہاتی دنیا بھی اس زمرہ میں حاضر ہوا۔

کمشنر صاحب بہادر کا مقصد اس اجتماعِ ایڈیٹران سے یہ تھا کہ انہیں ذہن نشین کرایا جائے کہ ترتیب جدول کا کام ترقی پذیر ہے لیکن ان نقشوں کے نتائج ابھی تک مرتب نہیں ہو سکے۔ بہر حال ان کا خیال تھا کہ ہماری میٹنگ تک وہ بحث و تمحیث کے لیے ایک نوٹ تیار کر رکھیں گے۔ اس میٹنگ میں صاحب بہادر نے مختلف یادداشتیں جو مردم شماری کی جدول سے تعلق رکھتی تھیں۔ سمجھائیں۔

کمشنر صاحب بہادر نے مزید اطمینان دلایا کہ اس دفعہ مردم شماری کا طریقہ نسبتاً نہایت تسلی بخش تھا۔ پہلے جو اعداد و شمار دیگر ذرائع سے حاصل کیے گئے تھے۔ ان کے دیگر ذرائع سے تصدیق کی جا رہی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ مردم شماری کی رپورٹ گزشتہ رپورٹوں سے جلد شائع ہو

سکے گی۔ البتہ اس امر پر کمشنر صاحب بہادر نے روشنی ڈالی کہ اس دفعہ رپورٹ انگریزی میں کیوں شایع کی جائے گی۔ اُن کا خیال ہے کہ اعداد و شمار میں غلطی کا کوئی احتمال نہ رہے گا۔ اور پھر یہ رپورٹ اختصار سے شایع کی جائے گی۔ نہایت ضروری اور متعلقہ چیزیں اس میں دکھلائی جائیں گی۔ میٹنگ تقریباً ایک گھنٹہ رہی اور صاحب بہادر نے ہر پہلو سے حاضرین کی تشفی فرمائی۔

ایڈیٹر

دستکاری کے متعلق چند معلومات

غریب سے غریب انسان گھر میں مٹی کے برتن پیالے اور پرچیں رکھنے کے قابل ہو سکتا ہو۔ گھروں میں بعض اشیا چینی کے برتنوں سے سستی ہیں لیکن اُن کے بنانے کا طریقہ اور اُن کی سرگزشت حیرت انگیز ہے۔

جن پلیٹوں اور پرچوں کو ہم استعمال میں لاتے ہیں اُن میں پہاڑوں اور پرانے مرے ہوئے حیوانوں کی ہڈیاں پس کر ملی ہوتی ہیں۔ ہزاروں برس گزر چکے کہ انگلستان میں پہاڑوں سے تعمیری پتھر نکلے اور ہزاروں برس کے موسمی تغیرات کے اثر نے ان کو فرسودہ کر دیا حتےٰ کہ وہ پس کر پوڈر بن گیا۔ یہی پوڈر سطح زمین پر آگیا۔ اور لندن میں دنیا کی بہترین چینی مٹی بن گیا۔ اور کارن وال کی مشہور مٹی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

چینی مٹی کو تعمیری پتھروں کی چٹانوں سے چلتے ہوئے پانی سے دھویا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں اچھی طرح سے پسا ہوا چقماق پتھر ملایا جاتا ہے۔ یہ بہتے ہوئے مادے کی صورت میں مقناطیسی نہروں سے گزارا جاتا ہے تاکہ لوہے کے ذرات کو مقناطیس اُٹھا لے۔ کیونکہ لوہے کے ذرے برتنوں کی بناوٹ میں بدنمائی اور کھاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔

برتنوں کے لیے مٹی کو مشینوں کے ذریعے سکھایا اور لپیٹا جاتا ہے کیونکہ چینی ہاتھوں سے سکھائی اور گوندھی جاتی ہے۔ پھر اس کو کمہار کے پاس بھاری گوندھے ہوئے انبار کی شکل میں بھیجا جاتا ہے۔ وہ چکہ چلانے کا بہادر سمجھا جاتا ہے۔ کمہاروں کے کام میں بہت کم انقلاب ہوا ہو۔ کیونکہ ان کا جو طرز انجیل مقدس کے لکھے جانے سے پیشتر تھا۔ تقریباً وہی آج بھی ہے۔

چلنے والا چکہ طاس میں ترچھا گھومتا ہے۔ یہ ایک قسم کی قرص (ڈسک) ہے جس رفتار سے یہ گھومتا ہے اس پر صرف کمہار ہی اپنی پاؤں کی بریک سے قابو پا سکتا ہے۔ حالانکہ چلانے والی طاقت دوسری طرف ایک فٹ ... دانے

وار پہیے کے قابو میں ہوتی ہے۔ یہ ڈنڈا نے وار پہیہ مشین یا ہاتھ سے چلایا جا سکتا ہے۔

چونکہ گھومنے والا پہیہ مٹی کے گرد گھومتا ہے۔ کمہار مٹی پھینکتا جاتا ہے۔ یہ چکر کاٹنے والے پہیے کے ساتھ چمٹ جاتی ہے اور اس کے سامنے ساتھ ہی کاتی رہتی ہے۔ پھر کمہار کا ہنر کام کرتا ہے وہ ہنرمند ہاتھوں سے اس مٹی کو اپنی منشا کے مطابق ڈھالتا چلا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ بے نقش مٹی ایک پیالے، چلمچی یا گلدان کی صورت جو کارآمد یا خوبصورت ہو اختیار کر لیتی ہے۔ وہ پائے سے کام شروع کرتا ہے۔ دیواریں پوری اونچی اور رکھی گئی موٹائی کے مطابق بنا جاتا ہے پھر وہ برتن کو اتنا کہ سوکھنے کے لیے رکھ دیتا ہے تاکہ اس کو خراد یا چاک پہ موڑ کے صاف کرنے کے لیے رکھ دے اس کے بغیر چیزیں نہیں بنائی جا سکتیں۔ ملائی کا ایک جگ تین مختلف ٹکڑوں میں بنایا جا سکتا ہے کیونکہ رکابیوں کے بنانے کے لیے وہ چکر کے ساتھ ایک ڈھانچہ لگا دیتا ہے۔ یہ ڈھانچہ جب مٹی سے بھر جاتا ہے۔ اس کو پہیے کے اردگرد پھرایا جاتا ہے۔ پھر ایک بازو سے اس پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تاکہ اس مٹی کو کھینچ کر ڈھانچہ کے مطابق ڈھال لیا جاوے۔ اور پھر اس کو مناسب موٹائی کے مطابق چھیلا جاتا ہے۔

بیضوی برتن بھٹی میں کس طرح پکائے جاتے ہیں

جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے تو زیادہ اصولی کام پیچھے رہ جاتا ہے۔ سب سے پہلے برتن دوسرے برتنوں کے ہمراہ معتدل گرمی پہنچانے والے چولھے یا تنور میں رکھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انھیں گول گول مٹی کے آتش دانوں میں جن کو مٹی کے برتن پکانے کا سانچہ کہتے ہیں۔ بند کیا جاتا ہے۔ تنور کو روشن کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام سانچوں کو گرمی پہنچائی جاتی ہے۔ جو تنور میں اڑتالیس ۴۸ گھنٹوں سے زائد رہتے ہیں۔ پھر آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے پھر یہ سانچے کھولنے پر بادامی رنگ کی چینی ظاہر کرتے ہیں۔ اعلیٰ نمونوں کو تبدیل کیا جاتا ہے یعنی رنگ دیا جاتا ہے۔ اور ان اشیاء کو شیشے دار بہتے ہوئے مادے میں غوطہ دیا جاتا ہے۔ ان کو پھر سانچوں میں ڈال دیا جاتا ہے پھر چمکدار یا شیشہ دار بھٹی میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں ان کو بڑے پیمانے پہ قریباً ۲۴ گھنٹوں تک گرمی پہنچائی جاتی ہے۔ ٹھنڈا ہو جانے کے بعد ان سانچوں کو باہر نکالا جاتا ہے۔ اور ہم پھر اپنے پیالے پرچیں اور رکابیاں دیکھتے ہیں۔

ایڈیٹر

آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن

سے

آپ یہ خبریں محکمہ اصلاح دیہات و پنچایت باہر ہائنس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے صدر دفتر جموں سے سن رہے ہیں یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔ لیکن آپ انہیں اپنے دوستوں کو سنا سکتے ہیں اور اخباروں میں چھپوا سکتے ہیں۔

جملہ دفاتر ۸ ماہ کتک سمت ۱۹۹۸ کو سرینگر میں بند ہو کر جموں ۲۲ کتک ۱۹۹۸ کو کھل جائیں گے،

---

۵ ستمبر ۱۹۴۱ء تک سیاحان کی تعداد کشمیر میں اسی تاریخ کو گزشتہ سال بمقابلہ ۲۶۹۲۸ کے ۲۷۳۷۲ تھی

گورنمنٹ ہند نے مندرجہ ذیل سرکاری اطلاع تجارتی گماشتوں کے متعلق شایع کی ہے۔

انڈیا ڈیفنس رول کے ماتحت ۳۰۰۰ سے زاید اشخاص اور دکانیں "دشمن" ظاہر کئے جا چکے ہیں۔ ایسے اشخاص اور دکانوں کے نام ایک فہرست کی شکل میں گورنمنٹ ہند کی گزٹ میں شایع ہو چکی ہیں۔ اور تجارتی رسالے میں درج ہو چکے ہیں۔ ان دشمنوں کے ساتھ کسی قسم کا لین دین تجارتی، مالی یا کسی اور قسم کا تعلق بغیر سرکاری اجازت کے مستوجب سزا ہے۔

ان حالات کے تحت تاجروں کو ان مختلف تجارتی نئے ناموں کی ڈائرکٹریوں (دستور العمل) پر انحصار نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور ان کو گورنمنٹ ہند کی گزٹ، تجارتی رسالہ یا معمولی تجارتی ذرائع سے اطمینان حاصل کر لینا چاہیئے کہ کوئی دکان جن کے ساتھ وہ اتفاق پیدا کرنا چاہیں کوئی عدوانہ دلچسپی یا تعلق نہ رکھتی ہو۔

۲۔ یہ فہرست شہری کا ایک ضروری حصہ ہے تاکہ جرمنی اور اٹلی کو برطانیہ اور دیگر غیر جانبدار ملکوں سے اقتصادی اور مالی امداد حاصل کرنے میں روک ہو۔ اس کا زیادہ تر انحصار (الف) ان دکانوں سے ہے جو براہ راست یا بالوساطت دشمن کی عملداری میں ہو۔ (اس میں وہ علاقہ شامل ہے جس پر دشمن قابض ہو چکا ہو یا دیگر ایسے مقامات جن کا اعلان گورنمنٹ ہند نے وقتاً فوقتاً کیا ہو اور (ب) ان افراد کی دکانیں جنہوں نے ہماری ممنوع تجارت کو یا دشمن کی برآمد کے کنٹرول کو ٹالنے پر اصرار کیا ہو۔ یا ٹالنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

۳۔ وہ اشخاص جن پر دشمن کی عملداری ہو۔ انڈیا ڈیفنس

رول کے ماتحت وہ دشمن کی اصطلاح میں آچکے ہیں. خواہ وہ دشمنوں کی فہرست میں دکھائے گئے ہوں یا نہ دکھائے گئے ہوں

۴۔ دشمن رعایا جو دشمن کی عملداری میں نہ ہوں ۔
ضروری نہیں کہ وہ دشمن کے ساتھ تجارت کرنے کی غرض سے انڈیا ڈیفنس رول کے ماتحت دشمن ہوں۔ اور یہ بھی نہیں کہ انھیں محض اس لیے کہ وہ دشمن رعایا ہیں۔ انہیں دشمن ظاہر کیا جائے۔ بہت سی جرمن اور اطالوی رعیت غیر جانبدار ملکوں میں بغیر اٹلی اور جرمنی کو مدد کئے بغیر کاروبار چلا رہی ہے۔ اور بعض صورتوں میں سلطنت کی تجارت میں ترقی کا سبب بھی ہے۔ تاہم جنگ کی ناگہانی صورت میں دشمن رعایا جہاں کہیں بھی کاروبار کر رہی ہو۔ شبہ سے دیکھی جانی چاہیئے۔ برطانوی اور ہندی تاجروں کو جو غیر جانبدار ملکوں میں دشمن کے آدمیوں کو گماشتوں کے طور پر ملازم رکھتے ہیں۔ ان کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ انھیں اس سلطنت کے گماشتوں کو قومی یا مقامی آدمیوں سے بدل دیں۔

جن تاجروں کو بدل گماشتوں کے مہیا کرنے میں مشکلات معلوم ہوتی ہوں۔ وہ کنٹرولر آف اینیمی ٹریڈنگ ان بمبئی یا انڈیا یا کمرشل کونسلرز یا سکرٹریز ٹو ہیز میجسٹیز مشنیز بیرون ہند سے مشورہ کریں۔

پبلسٹی آفیسر

ایک رباعی تین اشعار

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تو باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ

اقبالؒ

اُن مریضوں میں مرے عیسےٰ نے رکھا ہے مجھے
جن کے حق میں درد اچھا ہے دوا اچھی نہیں

مجھ سے لاکھوں خاک کے پتلے بنا سکتا ہے تُو
میں کہاں سے ایک تیرا سا خدا پیدا کروں

بھا گئے دیا پانی کا اِک گلاس مجھے
سمجھ لیا ہے میرے ساقی نے بدحواس مجھے



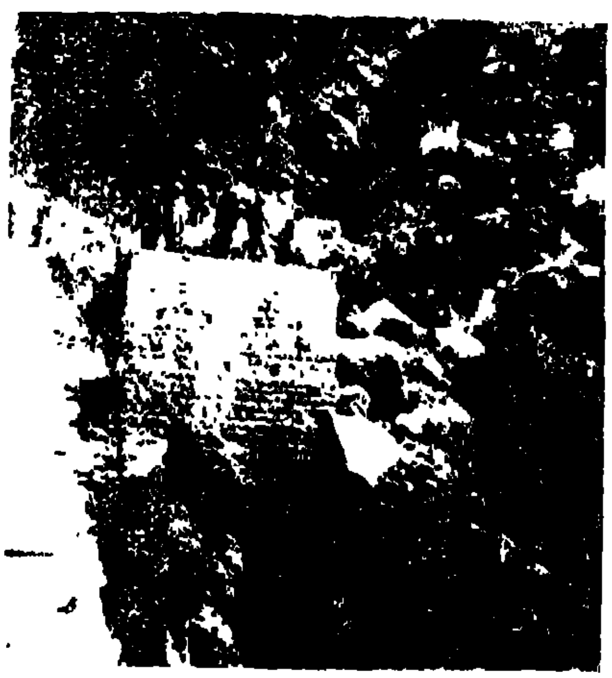
مغلیہ خاندان کی ایک اچھوتی یادگار، اچھہ بل کا باغ



موضع چنواڑی کشمیر کا سابقہ پل



چنواڑی میں نئے پل کی کوٹھی زیر تعمیر



رورل ڈیولپمنٹ آفیسر چنواڑی پل کی تعمیر شدہ کوٹھی کا ملاحظہ فرما رہے ہیں

افسانہ

سہیلی

از جناب ایم ایم اسلم

"آخر آگ لگی کیسے؟" رضیہ نے اپنے شوہر سے پوچھا۔

"یہی تو آج تک معلوم نہیں ہو سکا" نسیم نے جواب دیا "بس اللہ کی رضا سمجھو"

رضیہ بولی "میں جب اپنی منیرہ کو دیکھتی ہوں تو زہرہ کی بھولی بھالی صورت آنکھوں میں آ جاتی ہے۔ ہائے توبہ! کیا گزری ہو گی بیچاری پر —"

"وہ گھٹ گھٹ کر مر گئی غریب" نسیم نے آہ بھر کر کہا "بھائی قدرت اللہ خدا انھیں جنت نصیب کرے بس اسی بچی کے دم سے جیتے تھے"

کچھ دیر دونوں میاں بیوی خاموش رہے پھر نسیم نے پوچھا

"تو پھر صلاح کیا ہے مرحوم کی وصیت کا احترام کرنا ہی پڑے گا"

"اور اگر مکان کرایہ پر دے دیا جائے تو؟" رضیہ نے پوچھا

"لیکن بھائی کی وصیت تو یہ ہے کہ ہم اس مکان میں اٹھ چلیں" نسیم نے جواب دیا۔

"جانے" رضیہ نے ذرا مسکرا کر کہا "شہر کی زندگی ہمیں راس آئے یا نہ آئے"

"تم یہ کہو" نسیم نے اپنی بچی منیرہ کی طرف جو ایک دو ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ دیکھتے ہوئے کہا "کہ منیرہ کو اپنی سہیلیوں سے جدا ہونا شاق ہو گا"

"یہ بھی تو ہے" رضیہ نے جواب دیا "منیرہ کی خوشی تو ہمیں سب چیزوں پر مقدم ہے"

"بہر کیف" نسیم بولا "جانا ہی ہو گا"

"اور یہاں کا انتظام" رضیہ نے پوچھا۔

"وہ بھی ہو جائے گا" نسیم نے جواب دیا "اب تم چلنے کی تیاری کرو"

"بھرا گھر چھوڑنا اتنا آسان نہیں" رضیہ بولی "بچوں کا کھیل نہیں کہ گٹھریاں بغل میں دبائیں اور چل کھڑے ہوئے"

"اسباب تو سب ساتھ ہی جائے گا" نسیم نے کہا "ڈھور ڈنگر ہیں سو لوگ جا کر یہاں بھی تو ہوں گے وہ دیکھ بھال کر لیں گے پندرہویں بیسویں میں بھی پھیرا ڈال جایا کروں گا آخر شہر والی جائیداد کا بھی تو انتظام کرنا ہے"

"جیسے آپ کی مرضی" کہہ کر رضیہ گھر کے کام کاج میں لگ گئی۔

نسیم اللہ اور قدرت اللہ ایک باپ کے دو ماؤں کے بیٹے تھے۔ قدرت اللہ بڑا تھا اور نسیم اللہ چھوٹا۔ ان کا باپ ایک متمول آدمی تھا لیکن مرتے وقت اس نے جو وصیت کی اس میں نسیم سے بہت بے انصافی کی گئی۔ شہر کی تمام جائیداد قدرت کو ملی اور گاؤں میں جو تھوڑی سی اراضی تھی وہ نسیم کے حصے میں آئی لیکن نسیم کو قدرت نے بہت فیاض اور سیر چشم بنایا تھا اسے جو کچھ ملا وہ اسی پر شاکر تھا ترکہ تقسیم ہو جانے کے بعد اس نے گاؤں ہی میں بود و باش اختیار کر لی۔

دو بھائیوں کے تعلقات گو کچھ ایسے اچھے تو نہ تھے تاہم ناخوشگوار بھی نہ تھے، قدرت اللہ کی طبیعت میں رعونت کچھ زیادہ تھی

اس پر باپ کا ترکہ مل جانے سے مزاج کچھ اور بھی بگڑ گیا تھا۔ یعنی اسے کچھ امارت کا زعم تھا۔ مگر ان تو نسیم کی بھی بہت اچھی ہو رہی تھی لیکن اس کی طبیعت میں انکساری زیادہ تھی قدرت اللہ چونکہ بڑا تھا۔ اس لیے نسیم ہمیشہ اس کی عزت اور احترام کو مد نظر رکھتا

وہ صاحب اولاد تھے۔ قدرت اللہ کی بھی ایک ہی بیٹی تھی اور نسیم کو بھی اللہ میاں کے ہاں سے ایک لڑکی ہی عطا ہوئی تھی قدرت کا عجیب تماشا تھا کہ قدرت اللہ کی بچی زہرہ اور نسیم کی بچی منیرہ شکل و صورت میں ایک دوسری سے ملتی جلتی تھیں۔ یعنی ایک کو چھپا دو اور دوسری کو نکالو۔ دو لڑکیوں میں پیار محبت بھی بہت تھی لیکن ملنے ملانے کا موقع بہت کم ملتا۔ قدرت جب نسیم کو دوسرے تیسرے مہینے شہر بلواتا تو منیرہ بھی ساتھ چلی جاتی۔ کبھی سال میں ایک آدھ بار قدرت بھی دو چار دن کے لیے نسیم کے یہاں آکر مہمان ہوتا۔ اگرچہ عورتوں میں کچھ کھٹ پٹ سی رہتی تھی،

گرمیوں کا موسم تھا۔ نسیم بڑے بھائی کی دعوت پر چند روز سے اس کے پاس شہر میں مقیم تھا۔ قدرت اللہ کا ارادہ تھا کہ گرمیوں کا موسم کسی پہاڑ پر گزارا جائے۔ اور محض رکھ رکھاؤ کی خاطر وہ نسیم اور اس کے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ اس مشورے کے لیے اس نے نسیم کو گاؤں سے بلوا رکھا تھا۔

ایک روز شام کے وقت دونوں بھائی مکان سے باہر کرسیاں ڈالے بیٹھے ہوئے تھے نوکر پاس کھڑا پنکھا جھل رہا تھا کہ اچانک مکان کے دائیں جانب سے دھوئیں کا ایک غبار سا اٹھا ساتھ ہی آگ آگ کی آواز آئی۔ اوپر جانے کو جس طرف سیڑھیاں تھیں ادھر ہی سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ آگ بجھانے کا انجن آتے آتے آگ پھیل چکی تھی۔ قدرت کی دس سال کی بچی زہرہ کہیں اوپر ہی تھی۔ قدرت نیچے کھڑا زور زور سے آوازیں دے رہا تھا اور نسیم آگ بجھانے والوں کا ہاتھ بٹا رہا تھا۔ مکان کے جس حصے میں آگ لگی تھی اچانک اس کی ایک کھڑکی میں سے زہرہ نے سر نکال کر باہر دیکھا۔ آگ بجھانے والوں نے جلدی سے سیڑھیاں اوپر لگا دیں اور فوراً اوپر چڑھ گئے۔ کمرہ خالی پڑا تھا لیکن قدرت کو تو اپنی اکلوتی بچی کی جان کے لالے پڑے تھے۔ وہ خود اوپر چڑھا اور کھڑکی سے کود کر اندر چلا گیا۔ چاروں طرف آگ پھیلی ہوئی تھی لیکن زہرہ کا کہیں پتہ تھا نہ نشان ــــ وہ مایوس ہو کر جب واپس لوٹا تو اس کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔ سیڑھی سے نیچے اترتے اترتے بجائے سیڑھی پر جگہ آیا یا پاؤں پھسلا اچانک دھم سے نیچے آ پڑا۔ کئی ایک جگہ چوٹ آنے کے علاوہ کمر کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ اس اثنا میں آگ پر قابو پا لیا تھا اور زہرہ کی لاش بھی نیچے اتار لائے تھے۔ دم گھٹ جانے سے بچی کی موت واقع ہوئی تھی۔ لیکن یہ عقدہ وا نہ ہو سکا کہ آگ لگی کیسے۔ قدرت چوٹ لگنے کے باعث پہلے ہی نیم جان ہو رہا تھا۔ جان سے پیاری بچی کی موت نے اسے زندہ درگور کر دیا۔ اس حادثے سے دو تین مہینے بعد اس نے بھی عدم کی راہ لی۔ مرنے سے دو ایک روز پہلے اس نے شہر کے چند ایک شرفا کی موجودگی میں وصیت کی اور نسیم کو اپنا وارث مقرر کیا۔ اس شرط پر کہ وہ گاؤں کی رہائش چھوڑ کر آبائی مکان میں بود و باش اختیار کرے۔

اب نسیم اللہ گاؤں چھوڑ کر قدرت اللہ کے مکان میں چلا آیا

تھا۔ گاؤں میں تو اراضیات کی دیکھ بھال میں وقت گزرتا تھا۔ یہاں شہر میں اس نے شغل بیکاری کے طور پر ایجنسی کا کام شروع کر رکھا تھا۔ وہ بیکار رہنے کو ایک لعنت سمجھتا تھا۔ پھر اس کام کے باعث اسے بسا اوقات مختلف مقامات پر جانے کا موقع بھی مل جاتا تھا۔ یہ بھی ہو جاتی اور مالی نفع بھی ہو جاتا۔

مکان کا جو حصہ مل گیا تھا وہ قدرت اللہ نے اپنی زندگی کے مختصر ایام میں ہی از سر نو تعمیر کروا دیا تھا لیکن نسیم نے اس نو تعمیر حصے کو بالکل مقفل کر رکھا تھا۔ اس کی بود و باش دوسرے حصے میں تھی۔ اس کی بیوی رضیہ نے کئی بار اس سے کہا بھی کہ مکان کا باقیماندہ حصہ بھی استعمال میں لانا چاہیئے لیکن نسیم اس پر رضامند نہ ہوتا اور نہ ہی کبھی اسے یوں چھوڑ رکھنے کی وجہ بتاتا۔ رضیہ کو تو شاید علم نہ ہو لیکن محلے والوں میں اس مکان کے اس حصے کے متعلق گاہے ماہے کچھ کانا پھوسی ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں کو خیال تھا یا آپ اسے وہم کہہ لیجیئے کہ مکان کے اس حصہ میں انھوں نے اس کمرہ کی کھڑکی کئی بار کھلی دیکھی ہے۔ جہاں زہرہ کی لاش ملی تھی۔ اس کمرہ میں زہرہ نے اپنی گڑیاں اور کھلونے رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ عموماً یہیں کھیلا کرتی تھی۔ اور ان میں سے ایک دو تو قسمیہ یہ کہنے کے لیے تیار تھے کہ انھوں نے کئی بار اس کمرے کی کھڑکیوں میں سے زہرہ کو جھانکتے بھی دیکھا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ زہرہ اور نسیم کی اکلوتی بچی منیرہ شکل و صورت میں اس قدر مشابہت رکھتی تھیں کہ دیکھنے والے انھیں توام نہیں سمجھتے تھے، لیکن مکان کے اس حصہ کی چابیاں تو نسیم کے پاس ہوا کرتی تھیں۔ اس لیے یہ قیاس کر لینا کہ شاید منیرہ کسی وقت ادھر آ نکلتی ہو کچھ قرین قیاس نہ تھا۔

کسی گھر میں اگر کوئی خلاف معمول بات ہو تو وہ زیادہ عرصہ تک چھپی نہیں رہ سکتی۔ مکان کے جس حصے میں نسیم اور رضیہ رہتے تھے اس کی کھڑکیاں مکان کے اس حصہ کے بالمقابل جو استعمال میں نہیں لایا جاتا تھا کھلتی تھیں۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی بائیں جانب کو نسیم کی بود و باش تھی۔ ایک کمرہ کھانے کا اور دو کمرے دونوں کے سونے کے۔ ایک غسلخانہ۔ ایک کمرہ جو ڈرائنگ روم کا کام دیتا تھا مکان کے دونوں حصوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا تھا۔

اس کمرے سے ملحق ہی منیرہ کے کھیلنے کا چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ایک روز رضیہ ڈرائنگ روم میں کھڑکی کے پاس کرسی پر بیٹھی کچھ سی رہی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ سامنے والے حصہ پر پڑی۔ زہرہ کے کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ رضیہ تعجب سے اس کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی اس کے دیکھتے دیکھتے کھڑکی بند ہو گئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر منیرہ کے کمرے میں آئی لیکن منیرہ فرش پر بیٹھی اپنی گڑیوں سے کھیل رہی تھی۔ ہاں گڑیوں کے ایک جوڑے کی بجائے چھوٹی سی پلنگڑی پر دو جوڑے پڑے تھے۔

"منیرہ!" رضیہ نے پوچھا یہ نئی گڑیاں کہاں سے لائیں تم۔؟

"میری تو ہیں امی!" منیرہ نے معصوم نگاہوں سے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم یہاں اکیلی کیوں کھیل رہی ہو؟" رضیہ نے کہا "میرے پاس چل کر کھیلو۔"

"نہیں امی" منیرہ اپنی گڑیوں کو سنوارتے ہوئے بولی "میں یہیں کھیلونگی۔ میں چلی گئی تو میری گڑیاں اداس ہو جائیں گی"

رضیہ مسکراتی ہوئی پھر ڈرائنگ روم میں آ بیٹھی۔ لیکن اس کے

واں میں کچھ الجھن سی تھی۔ یہ کھڑکی کھولی کس نے پھر بند کس نے کی؟ کمرہ تو کئی روز سے کسی نے کھولا ہی نہیں۔ ممکن ہے منیرہ کے ابا کسی کو صاف کرنے کو کہہ گئے ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے خادمہ کو بلوا کر پوچھا۔ "یہ ساتھ والے کمرے آج کوئی صاف تو نہیں کر رہا تھا؟"

"نہیں بی بی" خادمہ نے تعجب سے رضیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کسی کو جھاڑو واڑو دیئے کتنے روز ہوئے" رضیہ نے پوچھا

"پچھلے بدھ کو میاں نے صاف کروائے تھے" ماما نے جواب دیا

"کس نے صاف کئے تھے" رضیہ نے پوچھا۔

"مہتر نے بی بی" خادمہ نے جواب دیا۔

"اس کمبخت سے کہنا کہ کھڑکیاں دیکھ بھال کر بند کیا کرے" رضیہ نے کہا اور کام میں لگ گئی۔

خادمہ کچھ دیر خاموش کھڑی رہی پھر بولی "کوئی کھڑکی کھلی رہ گئی تھی بی بی؟"

"ہاں!" رضیہ نے جواب دیا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا" خادمہ نے پوچھا

"میں نے دیکھی تھی" رضیہ نے جواب دیا

"کب بی بی؟" خادمہ نے پوچھا۔

"ابھی ابھی" رضیہ بولی "تم کیوں پوچھتی ہو؟"

"ایسے ہی بی بی" خادمہ نے جواب دیا۔

رضیہ کام میں لگ گئی اور خادمہ باہر چلی گئی۔

خادمہ نے رضیہ سے جو کچھ سنا تھا باہر مردانے میں دوسرے نوکروں سے بھی ذکر کر دیا۔ ایک کہنے لگا۔ "ہم تو کئی روز سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔"

"کیا؟" خادمہ نے پوچھا۔

"یہی" وہ بولا "کبھی کھڑکی کھلی ہوتی ہے اور کبھی بند۔"

"اس میں تعجب کی بات ہی کیا ہے" خادمہ نے کہا "ہوا چلنے سے ایسا ہوتا ہوگا"

"واہ بی عاقلہ!" اس نے ہنس کر کہا "ابھی عقل پہ ہم سے بات بات پر جھگڑا کرتی ہو۔"

"کچھ غلط کہا میں نے؟" خادمہ نے ذرا اکڑ کر پوچھا۔

"اجی تم اور غلط کہو" نوکر نے ہنس کر کہا۔

"تو پھر اعتراض کس بات پہ کیا تم نے؟" خادمہ اور بھی بگڑ کر بولی

پاس سے ایک دوسرا بولا "ہاں جی! بیشک ہوا چلنے سے کواڑ کھلتے بھی ہیں اور بند بھی ہو جاتے ہیں لیکن ہوا کنڈیاں اور چٹکنیاں نہیں کھولا کرتی۔"

"ہاں" خادمہ نے اس ہاں کو ذرا لمبا کھینچ کے کہا "یہ تم نے ٹھیک بات کہی"

وہی ہنس کر کہنے لگا "ٹھیک بات کہیں گے تو رات نیند بھی نہیں آئے گی تمھیں۔"

"کیا ہے بھیا" خادمہ نے ذرا لجاجت سے کہا "کیا بات ہے ہم سے نہ کہو گے"

"کہہ دینگے کسی وقت" اس نے جواب دیا "ذرا صبر کرو تھوڑا سا"

"اوئی!" خادمہ پاس بیٹھ کر بولی "میرے تو ابھی سے رونگٹے کھڑے ہونے لگے"

"لے بی" اب پہلے نے ہنس کر کہا "ابھی سے ڈرنے لگیں کیا؟"

"تو کیا اس گھر میں بھوت رہتے ہیں؟" خادمہ نے پوچھا

اس وقت اچانک پھر مکان کے اس حصے کی ایک کھڑکی کھلنے کی آواز آئی تینوں نے یکبارگی اوپر کی طرف دیکھا ایک پیاری بچی کھڑکی میں سے جھانک رہی تھی۔

پہلا بولا۔ "دیکھا — ؟"

"کیا — ؟" خادمہ نے پوچھا۔

"اندھی ہو گیا ؟" دوسرے نے کہا۔

"منیرہ بی بی ہی تو ہے" خادمہ نے جواب دیا۔

"منیرہ یا زہرہ ؟" پہلے نے پوچھا۔

ان تینوں کے دیکھتے دیکھتے کھڑکی بند ہو گئی۔

"کیوں ؟" پہلے نے پوچھا۔ "کیا خیال ہے تمھارا ؟"

"بی بی منیرہ تھیں" خادمہ نے جواب دیا۔

"چابی تو میاں کے پاس ہوتی ہے" دوسرے نے کہا۔

یہ سن کر خادمہ نے ذرا خوفزدہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔ دونوں ہنسنے لگے اور خادمہ ہوسے ہوئے قدم اٹھاتی پھر اوپر چلی گئی۔

رضیہ ابھی تک بیٹھی سلائی کا کام کر رہی تھی۔ خادمہ چپکے سے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"کیا ہے ؟" رضیہ نے پوچھا۔

"منیرہ بی بی کہاں ہیں ؟" خادمہ نے پوچھا۔

"وہ ساتھ کے کمرے میں قینچی لینے گئی ہے" رضیہ نے کہا "کیوں ؟"

"آپ کے پاس ہی کھیل رہی تھیں" خادمہ نے پوچھا۔ "کب سے ؟"

رضیہ نے خادمہ کی طرف دیکھا اور پوچھا "کیا بات ہے ؟"

"بی بی !" خادمہ بولی "کھڑکی پھر کھلی تھی۔"

رضیہ سوئی ہاتھ سے چھوڑ کر خادمہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"بی بی منیرہ کھڑکی میں کھڑی نیچے باورچیخانے کی طرف جھانک رہی تھیں" خادمہ نے کہا "آپ سے چابی لے گئیں تھیں ؟"

"منیرہ ؟" رضیہ نے تعجب سے کہا "لیکن وہ تو یہاں میرے پاس بیٹھی اپنی گڑیا کا جمپر سی رہی تھی"

"نہیں بی بی جی" خادمہ نے کچھ خوفزدہ آواز سے کہا "میں نے بھی دیکھا اور باورچی نے بھی اور خادم نے بھی —"

اتنے میں منیرہ بھی قینچی ہاتھ میں پکڑے آ گئی۔

"منیرہ" اس کی ماں نے پوچھا "تم اوپر گئی تھیں — ؟"

"کہاں امی ؟" منیرہ نے بھولے سے پوچھا۔

لیکن رضیہ نے اس خیال سے کہ بچی کہیں ڈر نہ جائے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا لیکن منیرہ نے پوچھا "کہاں امی — ؟"

"تم قینچی لینے گئی تھیں نا منیرہ ؟" رضیہ نے مسکرا کر اس سے سوال کیا۔

"آپ ہی نے تو مجھے کہا تھا امی !" منیرہ نے قینچی ماں کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ رہی قینچی۔" رضیہ ہنسنے لگی۔

دو چار دن گزر گئے مگر رضیہ کے دل میں کچھ کرید سی لگی رہی۔ اس نے ایک دو بار منیرہ کے باپ سے بھی اس واقعہ کا ذکر کرنا چاہا لیکن وہ اس قسم کے توہمات پسند نہ کرتے تھے، کچھ نہ کہہ سکی۔ منیرہ کے کمرے میں علاوہ اس کی گڑیں اور کھلونوں کے ایک خوبصورت پنگوڑا بھی تھا۔ اس میں مخملی گدیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ پنگوڑا چھت سے لٹکا رہتا تھا منیرہ اپنے کمرے میں کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر سو رہتی تھی۔ رضیہ کا معمول تھا کہ بچی کو دو ایک بار

جا کر دیکھ آتی۔ ایک روز جو رضیہ اس کے کمرے میں گئی تو منیرہ میٹھی نیند سو رہی تھی لیکن نگوڑا اس طرح جھول رہا تھا گویا ابھی ابھی کوئی اوپر سے اترا ہے۔ رضیہ نے سمجھا کہ شاید منیرہ ہی بیٹھی جھول رہی ہوگی، اور اس کی آہٹ پا کر شرارت سے جھوٹ موٹ سو گئی ہے۔ رضیہ پلنگ کے پاس جھک کر منیرہ کے گدگدیاں کرنے لگی لیکن منیرہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ رضیہ کچھ دیر تک بچی کی طرف دیکھتی رہی پھر واپس چلی آئی لیکن آج وہ بھی وہم کا شکار ہو چکی تھی،

رات جب کھانے کا وقت آیا تو نسیم اپنی بچی کو گود میں لیے کھانے والے کمرہ میں آیا۔ منیرہ نے اس کی خوبصورت ٹائی دونوں ہاتھوں سے پکڑی ہوئی تھی۔ نسیم کہہ رہا تھا — "دیکھو بھائی! میری ٹائی خراب ہو جائے گی"

"یہ ہمیں دیدو آبا!" منیرہ نے ٹائی کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا

"تم کیا کرو گی؟" نسیم نے پوچھا۔

"ہم اپنے گڈے کی پگڑی بنائیں گے" منیرہ نے بھولے پن سے کہا "کل اس کی شادی کا دن جو ہے۔ اسے دولھا بنائیں گے"

"تم گڈے کی شادی کرو گی" نسیم نے مسکرا کر پوچھا "برات کہاں جائے گی؟"

"ہماری سہیلی کے گھر" منیرہ نے جواب دیا "کل ہی ہم نے فیصلہ کر لیا تھا"

"کون ہے سہیلی تمھاری؟" نسیم نے پوچھا۔

"بس سہیلی ہے ہماری" منیرہ نے جواب دیا — ماما اور خادمہ کے کسی بات پر جھگڑتے ہوئے آنے سے باپ بیٹی کی گفتگو رک گئی۔

کھانا ختم ہو چکنے کے بعد منیرہ حسب دستور سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ خادمہ پاس بیٹھ کر اسے چھوٹی چھوٹی کہانیاں سنانے لگیں۔ جب منیرہ سو گئی تو وہ اٹھ کر سونے کے لیے چلی گئی۔ خادمہ کے جانے کے کچھ دیر بعد دونوں میاں بیوی منیرہ کو دیکھنے آئے منیرہ ایک ہاتھ گال کے نیچے رکھے مزے سے سو رہی تھی

"کیا بےفکری کی نیند ہے" نسیم نے بچی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ خادمہ کہاں چلی گئی پاس سے" رضیہ بولی "نگوڑی سے ہزار بار کہہ چکی ہوں کہ میری بچی کے پاس ہی رہا کرے"

"کھانا کھانے گئی ہوگی" نسیم نے کہا "بچی سو رہی ہے وہ پاس بیٹھی کیا کرتی؟"

"آپ نے ساتھ والے کمرے کب صاف کروائے تھے؟" رضیہ نے اچانک پوچھا۔

"کیوں؟" نسیم نے تعجب سے پوچھا۔

"کوئی کھڑکی کھلی بھی رہ گئی تھی کیا؟" رضیہ نے پوچھا

"کھڑکی؟" نسیم نے بیوی کی طرف تعجب سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!" رضیہ بولی "کھڑکی ہی کا تو پوچھ رہی ہوں"

"نہیں تو" نسیم نے کہا۔

"چابی کس کے پاس ہوتی ہے؟" رضیہ نے پوچھا۔

"میرے پاس!" نسیم نے جواب دیا پھر ہنس کر بولا "کہیں کوئی نیا وہم تو نہیں پیدا ہونے لگا"

"آج خادمہ نے مجھے انوکھی بات سنائی!" رضیہ کہنے لگی

"کیا؟" نسیم نے پوچھا۔

"یہ ساتھ والے کمرے جو بند پڑے رہتے ہیں نا!" رضیہ بولی "اس کی ایک کھڑکی کھلی تھی۔"

"پھر بند بھی ہو گئی۔" نسیم نے ہنس کر کہا۔

"دوسرے نوکروں نے بھی دیکھا تھا۔" رضیہ بولی۔

"ممکن ہے۔" نسیم نے جواب دیا۔ "کوئی کھلی ہی رہ گئی ہو۔"

"میں نے بھی دیکھا تھا!" رضیہ نے کہا۔

"کہہ تو رہا ہوں۔" نسیم بولا۔ "کوئی کھلی رہ گئی ہوگی۔ آؤ نا چل کر دیکھیں۔"

جب دونوں دروازے کھول کر اس کمرے میں جس کی کھڑکی رضیہ اور دوسروں نے کھلتے اور بند ہوتے دیکھی تھی پہنچے تو سب کھڑکیاں بدستور بند تھیں۔ کنڈیاں لگی ہوئی اور چٹخنیاں چڑھی ہوئی تھیں۔ نسیم نے مسکرا کر بیوی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اسے کہتے ہیں وہم۔"

"وہم کیسے؟" رضیہ بولی۔ "میں نے اپنی آنکھوں سے ایک کھڑکی کھلتے اور بند ہوتے دیکھی۔ خادمہ تو کچھ اور بھی کہہ رہی تھی۔"

"کوئی بھوت دیکھا تھا اس نے؟" نسیم نے ہنس کر پوچھا۔

"بھوت سا!" رضیہ بولی "ممکن ہے۔"

"پگلی ہوئی ہو تم تو۔" نسیم بولا۔ "آؤ چلیں۔"

رضیہ نے اس وقت کچھ اور کہنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن اس نے خادمہ کو سخت تاکید کر دی کہ منیرہ کو کسی وقت کہیں نہ چھوڑا کرے۔

سب سے عجیب بات یہ تھی کہ منیرہ کو اپنے کمرہ میں اکیلے کھیلنا بہت پسند تھا۔ اسے جب موقع ملتا ماں کے پاس سے کھسک کر اپنے کمرے میں چلی جاتی۔ رضیہ بھی اس کے پیچھے پیچھے کئی ایک پھیرے ڈالتی۔ اسے یا تو یہ وہم تھا یا کچھ یقین ہو چلا تھا کہ منیرہ کمرے میں اکیلی نہیں ہوتی۔ آسیب یا بھوت کے خیال سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ ایک روز منیرہ اپنے کمرے میں بیٹھی کھیل رہی تھی اور رضیہ اپنے کمرے میں پلنگ پر لیٹی کوئی کتاب دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک اُسے منیرہ کے کمرے کی جانب سے زور زور سے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے پلنگ پر سے اٹھی اور دبے پاؤں بیٹی کے کمرے کے پاس پہنچ کر پردے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر جھانکنے لگی لیکن جو کچھ اس نے دیکھا اس کے دیکھتے اس کی چیخ نکل گئی۔ خادمہ اور ماما دونوں بھاگتی ہوئی آئیں رضیہ خوف سے آنکھیں بند کئے دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ اس کے پاس ہی منیرہ کھڑی اُسے "امی! امی جان!" کہہ کر بلا رہی تھی۔

"کیا ہوا بی بی؟" ماما نے پوچھا۔

"کیا ہے بی بی؟" خادمہ نے پاس بیٹھ کر پوچھا۔

ان دونوں کے آنے سے رضیہ نے آنکھیں کھولیں۔ اور بچی کو سینے سے لگا لیا اور اسی وقت اس کمرے میں قفل ڈلوا کر اُسے بند کر دیا۔ اور منیرہ کو ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آگئی۔

ماما اور خادمہ دونوں پاس بیٹھی تھیں۔ اور رضیہ بھینچ بھینچ کر اپنے لخت جگر کو سینے سے لگا رہی تھی۔

"ہوا کیا بی بی؟" خادمہ نے پوچھا "آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟"

"آگ لگے اس گھر کو۔" رضیہ بولی "میں تو اب اس گھر میں کبھی نہ

دہونگی۔ اس کے ابّا آجائیں، بس کل ہی چلی جاؤں گی۔"

"گاؤں چلی جاؤ گی امّی؟" منیرہ نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "ابّا بھی جائیں گے؟"

"ان کی مرضی۔" رضیہ بولی۔ "لیکن ہم تو جائیں گے۔"

"ابّا یہاں رہیں گے تو ہم بھی اِن کے پاس ہی رہیں گے۔" منیرہ نے بھولے پن سے کہا۔

"میرے ساتھ نہیں چلو گی؟" رضیہ نے پوچھا۔

"ہم اپنے ابّا پاس رہیں گے۔" منیرہ نے کہا۔ "تم بھی مت جاؤ امّی۔"

"وہاں گاؤں میں تمہاری سہیلیاں بھی تو ہیں۔" رضیہ نے کہا۔ "کیا بھول گئیں انھیں؟"

"یہاں بھی تو ہے۔" منیرہ نے کہا۔

"کون؟" رضیہ نے تعجب سے پوچھا۔

"سہیلی۔" منیرہ نے جواب دیا۔

"کون ہے وُہ؟" ماں نے پھر پوچھا۔

"بس سہیلی ہے ہماری۔" منیرہ نے جواب دیا۔

ماما اور خادمہ ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگیں۔

"تمہارے ساتھ کھیلا کرتی ہے؟" رضیہ نے پوچھا۔

"ہاں!" منیرہ نے جواب دیا۔ "امّی! جب تم سوتی ہو تو ہم کمرے میں بیٹھ کر کھیلا کرتی ہیں۔"

"کہاں رہتی ہے وُہ؟" رضیہ نے پوچھا۔

"یہیں۔" منیرہ نے جواب دیا۔

بچی کی باتیں سُن کر رضیہ کا ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔ اتنے میں منیرہ کے ابّا بھی آگئے۔ ماما اور خادمہ پاس سے اُٹھ کر چلی گئیں۔ منیرہ بھی چپکے سے پاس سے کھسک گئی۔

نسیم نے بیوی کو کچھ پریشان سا دیکھ کر پوچھا: "خیر تو ہے آج کچھ پریشان سی نظر آرہی ہو؟"

"میں اِس گھر میں نہیں رہونگی۔" رضیہ بولی۔ "بس آج ہی ہمارے چلنے کا انتظام کر دیجئے۔"

"یا وحشت!" نسیم نے مسکرا کر کہا۔ "آخر ہوا کیا؟"

"آگ لگے اِس گھر کو۔ یہاں تو بھوت رہتے ہیں۔" رضیہ بولی "میری بچی کو آج خدا نے رکھ لیا۔"

"آخر ہوا کیا؟" نسیم نے پھر پوچھا۔ "کہاں ہے میری منیرہ؟"

بیوی بولی: "آپ کو کسی بات کا اعتبار ہو تو کوئی کچھ کہے بھی۔" رضیہ نے جواب دیا۔ "آپ تو ہر بات کو مذاق سمجھتے ہیں۔"

"اجی جناب!" نسیم بیوی کی ٹھوڑی ہلا کر بولا۔ "تم رات کو دن کہو تو ہم تو وہ بھی ماننے کو تیار ہیں۔"

رضیہ بولی: "میں کئی روز سے یہاں عجیب عجیب باتیں دیکھ رہی ہوں۔ اور صرف ایک میں ہی نہیں بلکہ یہ لو کہہ چکا کبھی یقین نہ ہو تو انہی سے پوچھ لیجئے۔"

"خوب!" نسیم نے کہا۔ "گویا اِن کی بات تم سے زیادہ پکّی ہے۔ واہ صاحب! خوب قدر کی آپ نے ہماری محبت کی۔"

"محبت جائے بھاڑ میں۔" رضیہ نے ذرا بگڑ کر کہا۔ "میں کہہ چکی ہوں کہ میں یہاں نہ رہوں گی۔" ــ "بھئی!" نسیم بولا۔ "رہنا نہ رہنا تمہاری مرضی پر ہے لیکن آخر ہوا کیا؟"

(باقی صفحہ ۴۷ پر)

خیالی ڈرامہ

دماغِ انسانی اسرارِ قدرت کا ایک نادر طلسم ہے جس کے تمام کارکن ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر یہ خیال تو کمال درجہ کا سبک رفتار اور غضب کا چلبلا ہے۔ ابھی آسمان پر ابھی زمین پر۔ ابھی عالمِ خیال اور ابھی عالمِ مثال میں بے بال و پر جا پہنچتا ہے۔ اور آن کی آن میں واپس آ جاتا ہے۔ پچھلے دنوں میں طویل بیماری کے پنجے سے ذرا چھوٹا تھا۔ جسم سے طاقت رخصت ہو چکی تھی، ساتھ ہی بٹوہ بھی خالی ہونے لگا۔ ڈر تھا کہ کہیں مرض کے پنجے سے چھوٹ کر قرض کے جال میں نہ جا پھنسوں۔ اسی فکر میں تھا کہ جناب نے ستانا شروع کیا۔ کبھی جوانی کی طاقت کے متعلق کچھ کہہ دیتے، کبھی بڑھاپے کی طاقت کے بارہ میں کچھ فرما دیتے۔ کبھی دوائیوں کی تاثیر کا تذکرہ ہوتا۔ کبھی حکیم کی تاخیر کی شکایت شروع کر دیتے۔ حکیم صاحب نے آج مجھے خواب آور دوائی دی ہوئی تھی۔ جمائیاں آ رہی تھیں۔ بدن آرام کا محتاج تھا۔ مگر جناب کا سلسلہ حکایت ختم نہ ہوتا تھا۔ میں نے ذرا ترش روئی سے کہا۔ خدا کے لئے مجھے گھنٹہ دو گھنٹہ سونے دو۔ پھر جو چاہے سناتے جانا۔ جناب نے فرمایا۔ بہت بہتر۔ آج تہذیب نگر میں قرض اور مرض کا مناظرہ ہے۔ ہم تو وہاں چلے جاتے ہیں آپ شوق سے آرام کریں۔ میں نے کہا۔ اگر وہاں جانا ہے، تو مصورہ کے سینٹوگرافا اور حافظہ کے ریکارڈ کو ساتھ لے جانا۔ یاد رہے کہ واپسی پر آپ نے سکرین پر اس مباحثہ کی ٹاکی فلم دکھانی ہو گی۔ وہ تو بہت خوب۔ بسر و چشم کہتے ہوئے یہ جا وہ جا، رفو چکر ہو گئے اور میں نے تکیہ پر سر رکھ دیا اور لیٹ گیا۔ اور خوابِ راحت نے اپنی آغوشِ شفقت میں لے لیا۔ دو گھنٹے کے آرام سے طبیعت میں پر شگفتگی ہو گئی تھی، کہ جناب بھی حاضر ہو گئے اور سکرین پر ٹاکی فلم چلنے لگی۔ کہانی بہت دلچسپ تھی۔ بہت لطف اٹھایا۔ اکیلے مزا اڑانا کبھی بخل میں داخل ہے۔ بیماری کی وجہ سے چار پانچ ماہ دیہاتی دنیا کے دربار سے غیر حاضر رہا ہوں۔ عذر تقصیر کے طور پر اس ڈرامہ کا خلاصہ ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لیے ہدیۃً پیش کرتا ہوں

برگِ سبز است تحفۂ درویش ——— گر قبول افتد زہے عز و شرف

پہلا پارٹ۔ پنڈال کا نظارہ

پنڈال شمشان اور قبرستان کے درمیان ایک وسیع میدان میں بنایا گیا تھا۔ مشرق کی طرف ایک تودۂ خاک پر مرض کا اڈہ ہے۔ کھٹملوں کی فوج۔ پسوؤں کا رسالہ۔ چوہوں کا توپخانہ۔ مچھروں کی ایر فورس۔ بدبو و تعفن کے گیس پلانٹ۔ جہالت کے جہاد عیاشی

آرام طلبی، بے اعتدالی، بدکاری، نشہ بازی کے ٹینک لیے تیار بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں بائیں پیچھے علاج معالجہ کی فوج۔ ڈاکٹر حکیم۔ وید۔ سنیاسی۔ سکاؤٹ۔ ماسٹر۔ خدائی خدمت گار۔ پنچایت کے اہلکار جرنیلوں کے ماتحت۔ معجون۔ عرق سفوف۔ مرہم کا گولہ بارود۔ آہنی۔ دستور۔ سرنج نشتر زنبور۔ ایکس رے کے آلات سے لیس سگنل کے منتظر بیٹھے تھے،

اس کے سامنے دوسری طرف ایک بہت عالیشان شامیانہ کے نیچے جس پر قرض کا جھنڈا لگا ہوا تھا۔ ایک کرسی پر نہایت حسین، خندہ جبین نوجوان بیٹھا ہوا تھا کمر تک تو انسان، لیکن ٹانگوں کی جگہ سانپ کی دم کے سے پتلے پتلے مضبوط تسمے آویزاں۔ کرسی کے دائیں بائیں اس کے رفقاء کار بڑی بڑی توند والے سیٹھ۔ خوش وضع مہاجن۔ اپ ٹوڈیٹ سرمایہ دار۔ شیریں دہن بیگمہ بانکے سرمایہ دار۔ سفید پوش وڈوار۔ پرانے دستہ کار۔ مندروں کے پروہت، خانقاہوں کے مجاوریہی کھاتہ کا میگزین، وثائق کے کارتوس۔ قلم دوات کی دور مار توپیں لیے بیٹھے تھے۔ کرسی کے سامنے دلال۔ نیم۔ وثائق نویس وکیل ایڈوائزر اپنی سکیموں کے پلندے لیے حاضر تھے۔ کرسی کے پیچھے ہوشیار مختار۔ شیریں زبان دلال۔ عدالت کے اہلکار۔ کورٹ کے چپراسی تحصیل کے مذکوری کاغذی مورچل لیے مگس رانی کر رہے تھے، سامنے قالین پر نامی گرامی ٹھاکر بڑے بڑے جاگیردار۔ امرا نامدار۔ خوش پوش شرفا۔ نامی گرامی گرانڈیل سردار۔ اچھے اچھے ذیلدار۔ لمبے لمبے شملہ والے خان۔ دیہاتی شہری نوجوان، عیاشی فضول خرچی ولیس اظہار شان۔ پابندی رسومات قبیحہ۔ تکلف۔ مقدمہ بازی کے میڈل لگائے اسیران جنگ کی حیثیت سے بیٹھے تھے۔ مقدس صورت گواہ، شادی بیاہ کے درمیان دار۔ دعوتوں کے منتظم۔ رسم ورواج کے استاد۔ اہل نشاط۔ مقدمات کے پیروکار۔ خوشامدی طفلی غفلت وناعاقبت اندیشی کی مے ناب ان کی خاطر تواضع کے لیے صراحیاں ہاتھوں میں لیے اشارہ کے منتظر تھے، شامیانہ کے پیچھے رکشا گاڑیوں کی ایک لمبی قطار تھی، جن کے سامنے ان کے کھینچنے والے جو زیادہ تر خشک سالی کے جلے سیلاب کے بہائے۔ حادثات ارضی وسماوی کے ستائے۔ کشت کار ٹیار۔ کارخانوں کے مزدور۔ شاگرد پیشہ رفوگر۔ بیکار کاریگر . . . . طبقہ کے لوگ دکھائی دیتے تھے، عادت بد، محتاجی کے عہدہ داروں کی زیر نگرانی لائین باندھے بیٹھے تھے

فریقین کے درمیان کمرے کے سینگ کا بگل ہاتھ میں لیے ایک بڑے پتھر پر ایک ناخن دراز پریشان مو، میلا کچیلا منحوس صورت، دبلا پتلا مریل سا ایک شیطان سا بیٹھا تھا۔ جو پھٹے پھٹے دیدوں سے ان کی طرف ایک نظر بھی مار لیتا تھا۔ اچانک اس نے بگل منہ سے لگایا۔ ایک مہیب دلخراش آواز آئی۔ فریقین تیار ہو گئے۔ دائیں ہاتھ اس نے مرض کے اژدہا کی طرف اشارہ کیا معلوم ہوا کہ یہ میر مجلس ہے نحوست اس کا نام ہے۔

پارٹ نمبر ۱

مرض کا اژدھا پھنکارتا ہوا آگے بڑھا۔ شعلہ بار آنکھوں سے ہر طرف دیکھا۔ حاضرین لرزہ براندام تھے۔ چہرے زرد۔ رنگ فق۔ یہ حالت دیکھ کر وہ ایک فاتحانہ انداز سے جھوم جھوم کر گنگنانے لگا۔

مرض کہتے ہیں مجھے روگ بھی بیماری بھی   دکھ بھی ہے نام مرا درد بھی آزاری بھی
ہیبت قائم ہے جہاں حکم ہے جاری میرا   رعب بے حد ہے مرا خوف ہے طاری میرا
جسم حیوان میں اکثر میں بسیرا کرتا ہوں   دل میں معدے میں کبھی شش میں رہا کرتا ہوں
خاص کر سینۂ حیواں ہے نشیمن میرا   سر میں گردہ میں جگر میں کبھی مسکن میرا
انتڑیوں سے کبھی باہر بھی چلا جاتا ہوں   ناک سے منہ سے مساموں سے نکل جاتا ہوں
میں نے رکھے ہیں وفادار بہت نوکر بھی   مکھیاں پسو ہیں وہ چوہے بھی ہیں مچھر بھی
مہمانوں کو مرے سیر کرا لاتے ہیں   جسم حیوان میں بھی جا کے چھپا آتے ہیں
بھاگ جاتے ہیں ہوا پاتے ہی حیوان مری   قدر کرتے ہیں دلے حضرت انسان میری
کارکن میرے تو ملیریا بھی بن جاتے ہیں   کوچۂ عام پہ پاخانے بھی بن جاتے ہیں
کشتیاں بھر کے نجاست وہ منگا لیتے ہیں   شاہراہوں پہ بھی انبار لگا دیتے ہیں
اور گوبر بھی بہت کام مرا کرتے ہیں   ایکڑوں رقبہ پہ گوبر وہ بچھا دیتے ہیں
ہو مت پیشاب کو دریا میں بہا دیتے ہیں   آب حیواں کو بھی اک زہر بنا دیتے ہیں
کتا بلی بھی کثافت جو کہیں کرتے ہیں   خاک سے اس کو اسی وقت چھپا دیتے ہیں
اشرف خلق مگر اس کو کھلا رکھتے ہیں   دیدہ دانستہ خراب آب و ہوا کرتے ہیں
خوب قانون کو قدرت کے بھلا دیتے ہیں   دل میں جو آئے وہی کر کے دکھا دیتے ہیں
ان کو بدبو میں تعفن میں مزا آتا ہے   تھوک بلغم کا بلیسٹر بھی بہت بھاتا ہے
ان کو نفرت ہے صفائی سے ہوا داری سے   شاہ انجم کی درخشان ضیا باری سے
صبح خیزی سے مشقت سے انھیں کام نہیں   سیر و گردش کا ریاست کا کہیں نام نہیں
پیار ہے ان کو تکلف سے نشہ بازی سے   خوب کھانے سے بہت سونے سے عیاشی سے
ان کو مسواک سے منجن سے بہت نفرت ہے   سلفہ نسوار سے چانڈو سے بہت الفت ہے
میری دعوت کا جو سامان بنا لیتے ہیں   گرچہ پاتال میں ہوں دل سے بلا لیتے ہیں

پھر تو میں گھر میں مقام اپنا بنا لیتا ہوں — خواب رحمت کو تو پہلے ہی بھگا دیتا ہوں
جس کو ہلکا سا بھی اک زخم لگا دیتا ہوں — اس کو اک بار تو بستر پہ لٹا دیتا ہوں
جس کو جبڑے میں ذرا خوب دبا لیتا ہوں — بستر مرگ پہ اس کو تو سلا دیتا ہوں
زہر اپنا جو ذرا سا بھی اگل دیتا ہوں — محفل عیش کو ماتم میں بدل دیتا ہوں
گرچہ دشمن ہیں مرے وید بھی پنساری بھی — ڈاکٹر اور طبیب، حکمت و بیطاری بھی
میرے چنگل میں جو اک بار وہ آ جاتے ہیں — ہار جاتے ہیں۔ بری مار وہ کھا جاتے ہیں
موسمی تپ کو اگر حکم سنا دیتا ہوں — شور دنیا میں قیامت کا مچا دیتا ہوں
کالرا کو جو فرمانِ عمل دیتا ہوں — حال دنیا کا میں گھنٹوں میں بدل دیتا ہوں
سانپ دق کا جو کہیں بل سے نکل جاتا ہے — نوجوانوں کو ہی چپ چاپ نگل جاتا ہے
وہ تو جس گھر میں گیا سب سے لپٹ جاتا ہے — یار احباب و اقارب کو چمٹ جاتا ہے
وہ قبیلوں کے قبیلوں کو اڑا دیتا ہے — دہر سے نام و نشان اُن کا مٹا دیتا ہے
بے شبہ قہر الٰہی کی نشانی ہوں میں — صرصر گلشن طفلی و جوانی ہوں میں
شیر ہاتھی سے توانا بھی پچھڑ جاتے ہیں — سامنے میرے اگر آ کے اکڑ جاتے ہیں
شاہبازوں کو فلک سے میں گرا لیتا ہوں — میں نہنگوں کو سمندر میں دبا لیتا ہوں
سبز فصلوں کو بھی اک بار جلا دیتا ہوں — ایک پھنکار سے باغوں کو سکھا دیتا ہوں
مجھ سے بچنے کے لیے ٹونے کیے جاتے ہیں — نفل لاتے ہیں بجا ختم پڑھے جاتے ہیں
تازیانہ ہوں میں قدرت کا سزا دینے کو — نا قدر دانیٔ صحت کی سزا دینے کو
خرچ تیمار سے نادار بنا دیتا ہوں — آدمی کو تیرا بازار دکھا دیتا ہوں
تو طفیلی ہے مرا خادم بے زر میرا — پیچ ہو پار ترا دست نگر ہے میرا
جب سے قائم ہے جہاں تب سے حکومت مری — کل کا بچہ ہے بھلا کیا ہے حقیقت تیری

ماجرا میری تباہی کا بہت باقی ہے
تیرے سمجھانے کو بس اتنا بیان کافی ہے

• • • • • •

پارٹ نمبر ۲

مرض کا اژدہا اپنی خود سرائی سے فارغ ہوا تو قرض کا دودل پا ایک رکشا میں بیٹھ کر میر مجلس کے سامنے پہنچا۔ اور مرض کے اژدھا کی طرف مخاطب ہو کر گانے لگا۔

میں سمجھتا ہوں ہتک بات بھی کرنا تجھے — شرم آتی ہے مجھے بحث بھی کرنا تجھ سے
لیک مجبور ہوں حکم بجا لاتا ہوں — برتری اپنی تجھے آ کے سنا جاتا ہوں
تو جنم لیتا ہے سنڈاس میں پاخانوں میں — اور پلتا ہے بڑا ہوتا ہے تہ خانوں میں
عمر بھر میل غلاظت میں پڑا رہتا ہے — اور دن رات نجاست میں گھرا رہتا ہے
کام تیرا ہے فقط جرم فشانی کرنا — جسم حیوان میں پھر ریشہ دوانی کرنا
مکھیاں تیرا قبیلہ ہیں تو مچھر داماد — پسو ماموں ہیں تیرے اور ہیں چوہے اجداد
عالم حیوان بھی سب تجھے ملا گرا دیتے ہیں — تیری اولاد پہ تلوار چلا دیتے ہیں
ایک بلی ہے کہ چوہوں کو فنا کرتی ہے — مکھیوں کو تیری مکڑی بھی فنا کرتی ہے
مرغیاں تیرے ٹھکانوں کو گرا دیتی ہیں — بطخیں تیرے عزیزوں کو اڑا دیتی ہیں
چیل کوے بھی تجھے نوچ کے کھا جاتے ہیں — گدھ بھی کتے بھی تجھے پھاڑ کے کھا جاتے ہیں
تیری سرکوبی کو دنیا میں شفا خانے ہیں — اور شدھالیہ ہیں مطب اور دواخانے ہیں
تیری گردن جو حکیم آ کے پکڑ لیتے ہیں — تجھ کو پرہیز کے رسّوں میں جکڑ لیتے ہیں
معجون سے تیرے سینے کو جلا دیتے ہیں — مسہلوں سے تیری طاقت کو گھٹا دیتے ہیں
ڈاکٹر آ کے تیرے سر کو کچل دیتے ہیں — تیرے ناپاک مسوڑوں کو مسل دیتے ہیں
کرتے بجلی سے تیرے سر پہ شرر باری ہیں — پھونک دیتے وہ جگر میں تیرے پچکاری ہیں
اک اینیما سے تیرا جوش بٹھا دیتے ہیں — ایک دستور سے سب ہوش بھلا دیتے ہیں
شدت مرض سے بیمار جو گھبراتا ہے — کرب و آفت میں اسے یاد خدا آتا ہے
توبہ کرتا ہے وہ مصروف دعا ہوتا ہے — اس کا ہر لفظ صداقت سے بھرا ہوتا ہے
رحمت حق سے قبول اس کی دعا ہوتی ہے — تجھ کو ملتی ہے شکست اس کو شفا ہوتی ہے

سختیاں سہنے سے عادت بھی بدل جاتی ہے
اس کی بگڑی ہوئی حالت بھی سنبھل جاتی ہے

مرض مہلک ہو تو پھر موت سے انکار نہیں
ہوتی کچھ اس سے تباہی کوئی ادبار نہیں

میں سمجھا تھا پہ اناہے سمجھدار ہے تو
پر حقیقت میں تو اک موذی خونخوار ہے تو

تو کہ احمق ہے نجاست کی گراں باری سے
کام کیا تجھ کو نفاست سے سمجھداری سے

سن ذرا تجھ کو بتاؤں کہ تباہی کیا ہے
قصر ادبار ہے کیا حالتِ واہلم کیسا ہے

تو درندہ ہے غذا تیری تو حیوان ہی ہے
میرا تو صید فقط حضرت انسان ہی ہے

کچھ اگر شرفِ بشر خلقتِ آفاق میں ہے
وہ فقط صدق و صفا خوبیٔ اخلاق میں ہے

دینداری سے دیانت سے شرافت اسکی
راست بازی سے صفائی سے وجاہت اسکی

شان اقبال سے اخلاق کا اچھا ہونا
نفس پر ضبط قوی عہد کا سچا ہونا

گرچہ دولت بھی چلی جائے تو پروا کیا ہے
نیک خصلت ہو اگر مرض کا کھٹکا کیا ہے

اس کے اخلاق میں گر نقص ذرا آتا ہے
ایک دم قعرِ مزلّت میں وہ جا پڑتا ہے

دیکھ کس طرح سے بے عقل ذلیل ہوتا ہے
دیکھ کس وجہ وہ خوار اور ذلیل ہوتا ہے

خشک سالی سے جو دہقاں بھی گر جاتا ہے
فقر و فاقہ کی مصیبت میں وہ گھر جاتا ہے

دوست میرا ہے کوئی اس کی سفارش کرتا
وہ بھی آتا ہے میرے در پہ گزارش کرتا

تیرے مجروح تہی دست جو ہو جاتے ہیں
تنگ دستی کی دوا مجھ سے وہ لے جاتے ہیں

آج کل ذور پہ فیشن ہے وضعداری بھی
شوق کلچر کا بھی ہے ذوقِ ملنساری بھی

پارٹی پر کہیں احباب بلا لیتے ہیں
ایک دو ہاتھ فلش کے بھی کھلا لیتے ہیں

ایک دو لوٹ جو پاکٹ سے نکل جاتے ہیں
پھر تو حضرت کے ذرا ہوش سنبھل جاتے ہیں

دیکھتے جیب میں حالت ہیں وہ ناداری کی
پڑتی حاجت ہے انہیں میری مددگاری کی

بٹیا بیٹی ہو تو لدیا ہو ماتم داری
بیاہ شادی ہو عقیقہ کی ہو مہمانداری

درمیان دار بڑی شان سے آجاتے ہیں
نام داری کی رسومات سنا جاتے ہیں

منتظم فیسٹ کے دعوت کے بھی آجاتے ہیں
مشورہ شان و نمائش کے بتا جاتے ہیں

الغرض ترغیب سے گمراہ وہ ہو جاتے ہیں
چار و ناچار وہ میرے در پہ چلے آتے ہیں

بھائی بھائی بھی کسی بات پہ لڑ پڑتے ہیں
ترکۂ میراث پہ باہم وہ جھگڑ پڑتے ہیں

فتنہ انداز و دغا باز بھی آ جاتے ہیں
مشورہ کورٹ میں جانے کا بتا دیتے ہیں

جیب خالی جو وہ لے دے کے کرا لیتے ہیں
پھر انھیں راہ مرے گھر کی دکھا دیتے ہیں

ایسے شرفا بھی رؤسا بھی بہت ہوتے ہیں
جن کے نوکر بھی مصاحب بھی بہت ہوتے ہیں

لاڈلے ان کے بہت عیش پرست ہوتے ہیں
اور بزرگوں کی کمائی پہ الست ہوتے ہیں

ان کو نوکر ہی نئی راہ دکھاتے ہیں
اور مصاحب انھیں گمراہ بنا دیتے ہیں

ناچ نغمہ کی طرف ان کو لگا دیتے ہیں
مے رنگین کا مزا ان کو چکھا دیتے ہیں

صحبتِ بد ہے کہ دیمک سی لگی رہتی ہے
عیش و عشرت کی انھیں چاٹ لگی رہتی ہے

میرے دربار میں ناگاہ وہ آ جاتے ہیں
باپ دادا کے مکاں رہن کرا جاتے ہیں

خود ہی در پر وہ مرے دست دراز آتے ہیں
منتیں کرتے بصد عجز و نیاز آتے ہیں

صبح دم جب کہ بھلے لوگ دعا کرتے ہیں
ڈیوڑھی پہ وہ مہاجن کی صدا کرتے ہیں

حسن صورت جو مری جلوہ نما ہوتی ہے
شان و شوکت پہ مری خلق فدا ہوتی ہے

ان کو مرغوب مری ناز و ادا ہوتی ہے
ان کو محبوب مری جور و جفا ہوتی ہے

روئے زیبا جو ذرا ان کو دکھا دیتا ہوں
دین و دل عقل و خرد ان کی اڑا لیتا ہوں

زر نقد اں ہاتھ ذرا ان سے ملا لیتا ہوں
ان کو بے دام غلام اپنا بنا لیتا ہوں

میں ذرا دست تعاون جو بڑھا دیتا ہوں
بام افلاک پہ پھر ان کو چڑھا دیتا ہوں

دستخط ان سے تمسک پہ کرا لیتا ہوں
قصر اخلاق کی دیوار گرا دیتا ہوں

بے مشقت جو انھیں کیش بھی مل جاتا ہے
غنچۂ عیش اسی وقت ہی کھل جاتا ہے

عادت بد سے وہ مخمور ہوئے جاتے ہیں
یا ضرورت سے وہ مجبور ہوئے جاتے ہیں

مال ہاتھوں سے تو فوراً ہی نکل جاتا ہے
جیسے پانی ہے کہ چھلنی سے نکل جاتا ہے

اب کسی اور مہاجن کے چلے جاتے ہیں
اس سے کچھ لے کے ذرا مجھ کو بھی دے جاتے ہیں

مجھ سے کچھ کہتے اسے اور کہانی کہتے
وقت کرتے ہیں بسر ڈاک رسانی کرتے

اک ہی قسط کی تاریخ جو ٹل جاتی ہے
ان کی نیت تو اسی روز بدل جاتی ہے

جھوٹ بکتے ہیں مدد لیتے ہیں طرحداری سے ... کام لیتے ہیں دغا مکر سے عیاری سے
راست بازی کو وہ اک بار بھلا دیتے ہیں ... اعتبار اپنا وقار اپنا گنوا دیتے ہیں
آہنی پنجہ میں پھر ان کو پکڑ لیتا ہوں ... سود کے ان کو شکنجہ میں جکڑ دیتا ہوں
سود در سود کے پنجہ میں وہ پھنس جاتے ہیں ... خود ہی ادبار کی دلدل میں وہ دھنس جاتے ہیں
خوار ہوتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں مکاری سے ... پیش ہوتے ہیں عدالت میں بڑی خواری سے
ڈگریاں ہوتی ہیں جائداد چلی جاتی ہے ... مدتوں تک یہی روداد چلی جاتی ہے
ہوتی نیلام زمین قرق مکان ہوتے ہیں ... ساکھ اٹھ جاتی ہے بدنام جہاں ہوتے ہیں
ننگ و ناموس و شرافت کو وہ کھو دیتے ہیں ... ہاتھ عزت سے دیانت سے وہ دھو لیتے ہیں
دل سیہ حال تباہ شکل بگڑ جاتی ہے ... خبث باطن سے تو پھر عقل بگڑ جاتی ہے
عار ہوتا ہے عزیزوں کو بھی ان سے ملنا ... چھوٹ جاتا ہے اقارب سے بھی ملنا جلنا
زیست سے اپنی بھی بیزار وہ ہو جاتے ہیں ... دربدر خاک بسر خوار وہ ہو جاتے ہیں
وہ تو مردودِ جہاں مر بھی اگر جاتے ہیں ... لاگ اولاد کو اپنی لگا جاتے ہیں
ڈھونڈتا پھرتا ہے تو جان کے کمزوروں کو ... میں دبا لیتا ہوں اک آن میں شہزوروں کو
شیر مردوں کو میں روباہ بنا دیتا ہوں ... راست بازوں کو میں گمراہ بنا دیتا ہوں
اس سے بڑھ کر تو تباہ اور تباہی کیا ہے ... اور ادبار ہے کیا حالت واہی کیا ہے
تیرا مجروح تو اک بار ہی مر جاتا ہے ... پشت در پشت مرا زخم چلا جاتا ہے
شربتِ تلخ اذیت تو پلا دیتا ہے ... بخدا نیند سے غفلت کی جگا دیتا ہے
شورشِ نامعِ مشفق ہے کہ آجاتا ہے ... ایک وحشی کو بھی انسان بنا جاتا ہے
درس عبرت کا ہدایت کا پڑھا جاتا ہے ... قدرِ صحت کا اسے راز بتا جاتا ہے
زحمتِ قرض تو دولت بھی ہٹا سکتی ہے ... عادتِ بد کو فقط موت مٹا سکتی ہے
تیرا دعوے ہے غلط فخر ہے بیجا تیرا ... تیری تعبیر غلط وہم ہے جھوٹا تیرا

. . . .

مرض کا اژدھا یہ سنکر لاجواب ہوگیا۔ اور کہنے لگا بے شک میں ہارا اور تو جیتا۔ میر مجلس نے قرض کے

وہ دل پاکی تعریف میں یہ قصیدہ پڑھا۔

باغ دنیا کے لیے بادِ خزانی تو ہے — بے شبہ غضب الٰہی کی نشانی تو ہے
تیری حجت ہے قوی ساکت برہان تو ہو — رہزنِ عقل و خرد سارقِ ایمان تو ہو
خاص نفرین کا ملامت کا سزاوار ہے تو — مستحقِ لعنت ابدی کا زیاں کار ہے تو
معصیت تجھ سے مذلت ہو اور ادبار ہو تو — دشمنِ اہلِ جہاں قابلِ پھٹکار ہے تو

محمد رمضان پال مدرس

پنچایت اچھبل

آج بتقریب دورہ بمقام خواجہ باغ پنچایت اچھبل کا معاینہ کیا گیا۔ یہ پنچایت ماہ جیٹھ سمت [illegible] میں عالم وجود آئی۔ پنچایت ہذا کا سرپنچ خواجہ خالق لون ایک شریف آدمی معلوم ہوتا ہے۔ سکریٹری پیر قمر الدین [illegible] رجسٹر کارگذاری کا ملاحظہ ہوا۔ آج تک ۱۳ اجلاس منعقد کیے گئے ہیں۔ اجلاسوں کی کاروائی مدلل لکھی گئی ہے۔ سرپنچ کو ہدایت کی گئی کہ اجلاس کی کاروائی کے اختتام پر خانہ نمبر ۳ میں ممبران کے دستخط ثبت ہونے چاہئیں۔ اس بارہ میں صفحہ [illegible] تحت قواعد ریگولیشن کی طرف توجہ دلائی۔ رجسٹر کیش کا سرسری ملاحظہ ہوا۔ پنچایت کی کل آمدنی ۳۲ روپیہ ہے اور خرچہ ۷ روپیہ ۷ آنے ۹ پائی ہے۔ رقم درست بعد وضع اخراجات ۳۔۸۔۲۴ روپیہ ہے۔ سرپنچ کو چاہیے کہ مبلغ دس روپیہ سے زائد نزدیک ترین ڈاکخانہ یا بنک میں جمع رکھیں۔ کوئی اشیا مثلاً میز کرسی۔ چٹائی یا صندوق بغیر اجازت پنچایت آفیسر ضلع پنچایت کے فنڈ سے نہ خریدنی چاہیے۔ رجسٹر مقدمات کا ملاحظہ کیا گیا۔ کل تعداد مقدمات متدائرہ ۱۲۵ ہیں۔ اور جن میں سے ۳۲ فیصلہ شدہ مقدمات ہیں۔ مقدمات عموماً بروئے تصفیہ فیصلہ پاچکے ہیں۔ یہ امر قابل تعریف ہے۔ مقدمات کی کاروائی رجسٹر مقدمات پر درج نہیں کی گئی اور یہ امر قابل اعتراض ہے۔ سرپنچ اظہار کرتا ہے کہ ابھی تک رجسٹر مقدمات ہیڈ آفس سے حاصل

ہوئے۔ کیونکہ ہیڈ آفس میں رجسٹر مقدمات کے فارم ہا ختم ہو چکے ہیں۔

اسلات کا سرسری ملاحظہ ہوا۔ اسلات کی ترتیب مکمل پائی گئی۔ دیہات سدھار کی طرف کافی توجہ دی گئی ہر پنچایت کے ممبران کو ہدایت دی گئی۔ کہ ایک تعلیم بالغان کا مرکز پنچایت میں فوراً کھولا جائے۔ پنچایت کا کام تسلی بخش ہے۔

ڈسٹرکٹ انسپکٹر بارہمولہ

پنچائیت کلس شریف

آج بمقام کلس شریف لوگام تحصیل بارہمولہ مورخہ ۱۵ اسوج ۹۵ء جلسہ انسداد رسومات قبیحہ بشمولیت عام زمینداران علاقہ منعقد ہوا۔

جناب سرپنچ صاحب و سکرٹری نے کھڑے ہو کر یکے بعد دیگرے جمیع نقائص رسومات قبیحہ جو زمانہ موجودہ میں مروج ہیں۔ عوام الناس کو تشریح کر کے ذہن نشین کرائیں۔ عوام الناس نے تسلیم کر لیا کہ واقعی ہم اپنی تباہی اپنے ہاتھ سے خود کر رہے ہیں۔ حاضرین نے باتفاق رائے قرار ذیل رسومات قبیحہ ترک کرنے پر رزولیوشن پاس کیا۔

(۱) روز شادی پسر یا دختر حسب حیثیت اخراجات شادی انجام لاویں گے قرار ذیل تعداد سے زاید خرچ کرنا خلاف ورزی تصور ہوگا۔

(الف) روز شادی امیر کو اندازاً ۵۰ نفری مہمان سے زاید شریک دعوت نہ کریں عورتیں ۲۰ نفری تک۔ غریب کو اس سے ۲۲ نفری تک اجازت ہے۔

(ب) امیر کو اجازت گوشت صرف دو قسم سرخ و سفید علاوہ سبزی۔ غریب کے لیے گوشت صرف یک قسم سرخ علاوہ سبزی

(۲) بھگت (بانڈ) لانا ڈھول بجانا نغمہ تمکنداری باجا وغیرہ کلہم رواج شیطانی موقوف۔

(۳) مقدمہ بازی جھوٹی شہادت چوری وغیرہ ترک۔

(۴) جس قسم کے تنازعات برادری یا ہمسائیگی میں ہوں بغیر مقدمات قابل دست اندازی پولیس بشمولیت پنچ ثالثان

بذریعہ پنچایت فیصلہ ہونا چاہئیے۔

(۵) بیوپاری کے ساتھ حساب فہمی رقم کثیر بصورت ناخواندہ و سادہ لوح کم کرنا چاہئیے۔

(۶) ہر ایک شادی میں امیر درجہ اول کی طرف سے امداد پنچایت خوشی برضا نہ ایزاد ایک روپیہ درجہ دوئم سے زائد از غریب سے ۴ رسے ۸ رتک ادا کیا جاویگا۔ نیز قرار پایا کہ دوسرے جلسہ پر ہر ایک صاحب تحریری مضمون دربارہ فوائد رواج زمانہ پیش کر سکتا ہے جس پر رائے زنی کر کے پاس یا مسترد ہوگا۔

(۷) مطابق حکم خدا و رسول ہم حاضرین جلسہ باہمی اتفاق و اتحاد مذہب سے امیر و غریب کریں گے۔

بعد میں پیر صاحب نے بکمال عاجزی دعا بارگاہ کبریا ترقی حیات و اقبال و صحت سلامتی مہاراجہ صاحب بہادر کی گئی۔ و افیسر صاحبان پنچایت کا شکریہ ادا کر کے بارگاہ کبریا بکمال عجز و نیاز دعا ترقی عمر و اقبال کی گئی۔ انھی افیسر صاحبان پنچایت نے جموں و کشمیر میں اپنے فیض و برکات سے زمینداران کو سرفراز فرما کر مشکور کیا ہے۔ بعد میں نعرۂ تکبیر اس زور و شور سے بلند ہوا کہ کلس شریف کے پہاڑ بھی گونج رہے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر مہاراجہ بہادر زندہ باد افیسر صاحبان پنچایت زندہ باد تھا۔

نامہ نگار

آج مورخہ ۱۴ اسوج ۹۵ء بمقام بارہمولہ پنچایت کلس شریف کے کاغذات کا سرسری ملاحظہ کیا گیا۔ سرپنچ و سکریٹری بوقت ملاحظہ حاضر تھے۔ رجسٹر کارگزاری کی پڑتال کی گئی۔ آج تک ۱۶ اجلاس کیے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے سابقہ انسپکشن نوٹ کے ہدایات پر عمل کیا گیا ہے۔ یہ مسرت کا مقام ہے کہ تعلیم بالغان و دیہات سدھار کی طرف کافی توجہ دی گئی ہے۔ اور یہ امر قابل تعریف ہے۔ ممبران پنچایت کے اجلاس میں باقاعدہ حاضر رہتے ہیں۔ اجلاسوں کی کاروائی بھی مفصل لکھی گئی ہے۔ رجسٹر مقدمات کا سرسری ملاحظہ ہوا آج تک ۹۸ مقدمات پنچایت میں دائر ہوئے ہیں مقدمات عموماً بذریعے تصفیہ فیصلہ ہوئے ہیں۔ سرپنچ کو ہدایت دی گئی کہ مقدمات زیدالمیعاد و ناقابل سماعت پنچایت ہو کر سماعت نہ کریں۔ جیسا کہ سابقہ انسپکشن نوٹ میں بھی ہدایت دی گئی ہے۔ مزید ہدایات زبانی دی گئیں۔ امثلات کا ملاحظہ دوسری دفعہ بتقریب دورہ موقعہ پر کیا جائیگا۔ رجسٹر کیش کا ملاحظہ کیا گیا۔ اندراج صحیح ہیں۔ آج تک پنچایت کی آمدنی ۔ - ۸ - ۲۴ اور خرچ ۳ - ۶ - ۷ یعنی رقم در دست ۱ - ۱ - ۷ اسرپنچ کے پاس موجود ہے۔ سرپنچ کو چاہئیے کہ دس روپے سے زائد کسی نزدیک ترین بنک یا ڈاکخانہ میں جمع رکھیں مزید ہدایات بھی سیکریٹری کو دی گئیں۔ سرپنچ ایک قابل بارسوخ آدمی ہے۔ پنچایت کے کام میں بہت دلچسپی لیتا ہے۔ سوشل ریفارم اور دیہات سدھار کے کام میں بہت دلچسپی لیتا ہے۔ پنچایت کا کام تسلی بخش ہے۔

ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچایت ہا بارہمولہ

دیہاتی جلسہ

پنچایت راجپورہ نے زیر اہتمام بخشی برکت رائے بی۔ اے انسپکٹر صاحب محکمہ پنچایت و دیہات سدھار شری مہاراجہ بہادر کی سالگرہ کا یوم سعید نہایت تزک و احتشام سے منایا۔ جلسہ میں حاضری زائد از نو صد نفوس پر مشتمل تھی،

مواضعات ... چک لالہ۔ چک بھگتا۔ سجھانہ۔ پنچگرائیں۔ سدوال اور دیگر ملحقہ جات سے بھی معززین مدعو کیے گئے تھے۔ مرد و زن بچے بوڑھوں نے بھی بشوق حصہ لیا۔ انتظام اچھا تھا۔ جلسہ گاہ جگن مالا سے سجائی گئی تھی، جس کے لیے سرپنچ صاحب سیکرٹری صاحب و ممبر سکھرام ہری جن پنچایت راجپورہ اور سر ویر راشم خان نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ طلباء سکول چک لالہ زیر سرگردگی پنڈت بہاری لال صاحب اوّل مدرّس نے بھجنوں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

پروگرام دلچسپ تھا جو لفاریہ دعائے درازیٔ عمر شری سرکار والا شان یوراج بہادر اور بھجنوں پر مشتمل تھا۔ کارروائی شروع ہونے سے پہلے صاحب صدر نے حاضرین کو آج کے یوم مبارک کی فضیلت بتائی اور سری حضور مہاراجہ بہادر کے عہد بابرکات کے واقعات بالوضاحت بتائے۔ اور رعایا کے فرائض اور وفاداری کے موضوع پر زور دیا۔ اس کے بعد بھجن اور گوسائیں بدری ناتھ کی تقریر باموقع ہوئی۔ اور دعائے درازیٔ عمر شری سرکار والا اور یوراج بہادر مانگی گئی۔ اور جے کارے لگوائے گئے۔ سرپنچ پنڈت لوآ دتا مل صاحب نمبردار چک لالہ و پنچگرائیں نے آج کی اس میٹنگ کے مقصد اور رام راجیہ کی برکتوں کے متعلق مدلل تقریر کی اور لوگوں کو ایسے آقائے نامدار پر تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دینے کی تلقین کی۔ سر ویر راشم خان و ماسٹر بہاری لال اور سیکرٹری رام داس پنچایت راجپورہ نے بھی موزوں الفاظ میں مختصر سی مہاراجہ بہادر کی عنایات کا تعلیم بالغان کا اور "ہمارے فرائض" پر خیالات کا اظہار کیا۔ چند ایک بھجنوں کے بعد صاحب صدر نے ایک لمبی تقریر میں زمینداروں کی بہتری کے قوانین دیگر محکمہ پنچایت کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ حاضرین کو اتفاق سے رہنے اور پنچایتوں کے فوائد تعلیم بالغان۔ بچگان اور نسوان کے متعلق فرمایا۔

سرپنچ صاحب نے سرکار کی عنایات خسروانہ کے لیے صدق دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور حضور پرائم منسٹر صاحب بہادر ریونیو منسٹر صاحب بہادر۔ ریونیو کمشنر اور پنچایت آفیسر صاحبان اور ان کے ماتحت افسران کا موزوں الفاظ میں ان کی قابل قدر توجہات کا تذکرہ کیا۔ بعد تقسیم شیرینی مہاراجہ بہادر کی جے کے فلک شگاف نعروں میں جلسہ برخاست ہوا اور رات کے وقت دیہہ ہذا کی مستورات نے سالگرہ کی خوشی میں بھجن گائے۔ اور ان کو بھی شیرینی تقسیم کی گئی۔ یکم اسوج سمت ۹۸

نامہ نگار

پنچایت کھلانہ خورد

پنچایت کھلانہ خورد از ان گورنمنٹ عالیہ جموں وکشمیر کی مہربانی سے دو سال سے قایم ہوئی ہے۔ اس پنچایت کے سات ممبر ہیں۔ ان ممبروں میں سے ساتواں ممبر شیر علی خان صاحب سرپنچ ہے سید حسام الدین صاحب گیلانی سکریٹری ہیں۔ جب سے یہ پنچایت بنی ہم لوگوں کو آرام کی زندگی بسر کرنی نصیب ہوئی ہے۔ سرپنچ صاحب نہایت نیک اور خیر خواہ سرکار دولت مدار ہیں۔ انھوں نے گورنمنٹ برطانیہ عظمیٰ کو اس سال ۲۵ سے زیادہ رنگروٹ بھرتی کے لیے پیش کیے اور وہ سب کے سب بھرتی ہو کر اس وقت گورنمنٹ عظمیٰ کی ڈیوٹی سمندر پار اور انڈیا میں سرانجام لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وار فنڈ بھی کافی دیا ہے۔ قحط سالی میں لوگوں کو عام غلہ مہیا کر کے دیا گیا۔ امسال بوجہ قحط سالی کسی شخص کو تکلیف نہیں پہنچی۔

پنچایت ایک ماہ میں دو بار جنرل اجلاس اور کئی بار اجلاس کر کے لوگوں کی بہبودی اور سدھار کا پرچار کرتی ہے۔ سب کے سب ممبر تن دہی سے کام کرتے ہیں۔ ان کا انسپکشن نوٹ افسران نے ملاحظہ کے وقت نہایت اچھا لکھا ہے۔

یہاں گورنمنٹ عالیہ کی مہربانی اور پنچایت کی کوشش سے دو کول۔ چار باولی۔ ایک سڑک پانچ میل لمبی۔ ایک چشمہ پر باجری چھت تیار ہوئے ہیں۔ اور پل و چشمہ کے واسطے منظوری لے رہے ہیں۔

زمینداران کھلانہ پنچایت

پنچائیت لڈورہ

آج دیہہ ہذا میں سید شبیر الدین صاحب سپروائزر و کالج طلباء تشریف لائے۔ یہاں پر لڈورہ وچکلو باذی بل زمینداران کا اجتماع زاید از ۲۰۰ ہو کر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں سپروائزر صاحب اور کالج طلباء نے صفائی کے متعلق مفید ہدایات بیان کیں۔ اس کے بعد دیہات سدھار اور پنچائیت کے مفید مقاصد بیان کیے گیے۔ عوام کھانا لون۔ دوائی وغیرہ تقسیم

کرنے کے علاوہ مکانات اور سڑکوں کی صفائی کرائی گئی۔ بچگان کے کپڑے وغیرہ دھوئے گئے۔

سنٹر ہذا کے تمام زمینداران نے واویلا کیا کہ موضع لڈورہ جو کہ پنچایت کا سنٹر ہے میں ایک پرائمری سکول کے لیے ڈائریکٹر صاحب ایجوکیشن سے استدعا کی جاوے کہ موضع لڈورہ میں ایک پرائمری سکول کی منظوری صادر فرمائی اگر اس وقت گرانٹ نہ ہو تو اچھہ بل دو آبگاہ جو کہ ایک ہی گاؤں شمار ہوتا ہے۔ اور جہاں دو پرائمری سکول ہیں ان میں سے ایک موضع لڈورہ میں تبدیل فرمایا جاوے۔

موضع لڈوڑہ میں جو رقبہ آبی تھا اس میں بوجہ کمی آب شالی خراب ہوگئی ہے۔ اس وقت اس گاؤں میں ۱۷۵ خروار شالی مجوزہ مقرر ہوا ہے۔ یہاں شالی کی کوئی امید نہیں ہے۔ ایک ریزولیشن بخدمت جناب گورنر صاحب بہادر کشمیر گذارش ہو کر التماس کی جاوے۔ کہ دیہہ ہذا کا موقعہ ملاحظہ فرما کر مجوزہ معاف فرمانے کے لیے حکم فرمایا جاوے

سرپنچ

باجلاس لالہ اننت رام صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی
سب جج بھدرواہ

کوتوال بیلی رام بشنکر داس قوم ٹھکہ ساکنہ گوٹری تحصیل بھدرواہ ڈگریدار بنام کلو ولد اعد قوم ٹھکہ ساکنہ خیبر کدل سرینگر کشمیر مدیون ایمال مالغے ۱۲/

اشتہار بغرض آگاہی مدیون

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدیون کلو کے نام متعدد بار نوٹس جاری ہوئے اور تعمیل نہیں ہوئی۔ مدیون مذکور تعمیل نوٹس و حاضری عدالت سے دیدہ و دانستہ گریز کر رہا ہے۔ بطریق معمولی مدیون پر تعمیل نوٹس کا ہونا مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدیون مذکور کو با خبر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز بتقرر ۷ ر ماہ مگھر سمت ۱۹۹۸ بحاضری عدالت ہذا نسبت درخواست اجراء ڈگری عذرات خود داخل کیے بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

تحریر ۲۱ ر کاتک ۹۸ ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

بقیہ صفحہ ۳۲

رضیہ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب خاوند سے کہہ دیا۔ نسیم بولا "ہاں ٹھیک ہے۔ یہاں آئے بھی تو تمہیں بہت روز ہو گئے کچھ روز گاؤں میں کاٹ آؤ۔ آب و ہوا بھی تبدیل ہو جائے گی۔"

"یہ آٹھواں مہینہ جا رہا ہے یہاں آئے۔" رضیہ بولی "کوئی کب تک یہاں بیٹھا رہے۔"

"ہاں!" نسیم نے کہا "اتوار کو ایک سال پورا ہو جائے گا۔ اتوار کے روز ہی مکان میں آگ لگی تھی۔ شام کا وقت تھا، یکبارگی آگ آگ کا شور بلند ہوا۔ آگ بجھانے والا انجن آتے آتے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے وہ سامنے والے کمرہ کی کھڑکی میں زہرہ نظر آئی تھی لیکن غریب کی لاش دوسرے کمرے میں ملی۔ کھانے والی میز کے نیچے مری پڑی تھی۔"

رضیہ جو تعجب سے خاوند کی طرف دیکھ رہی تھی بولی: "آپ سوتے بھی اکثر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔" "کیا سچ؟" نسیم نے تعجب سے پوچھا "لیکن تم نے مجھ سے کبھی کہا تو نہیں!"

"اکثر ایسا ہوتا ہے۔" رضیہ نے جواب دیا "بعض اوقات کسی حادثہ کا اثر دماغ پر مدت تک رہتا ہے۔" "لیکن یہ واقعی تعجب کی بات ہے" نسیم بولا

"کیا؟" رضیہ نے پوچھا۔ــــ "میں نے مکان کا وہ حصہ اسی وجہ سے مقفل نہیں کر رکھا تھا" نسیم نے کہا۔ـــ "تو آپ نے بھی کبھی زہرہ کو دیکھا؟" رضیہ نے اشتیاق سے پوچھا۔ "آج جمعہ کا دن ہے نا؟" نسیم نے پوچھا

"ہاں!" رضیہ بولی "ہے تو جمعہ ہی لیکن آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا!"

"تو بس۔" نسیم کہنے لگا "اتوار کی صبح کو یہاں سے چل پڑو۔"

"جب آپ کو معلوم تھا۔" رضیہ بولی "تو پھر آپ نے یہاں رہنا پسند کیوں کیا۔ اگر میری منیرہ کو کچھ ہو جاتا تو کون ذمہ دار تھا؟"

دونوں میاں بیوی آمنے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک مکان کے سامنے والے حصے میں وہ کھڑکی پھر کھلی۔ دونوں دیکھنے لگے۔ پہلے ایک کواڑ کھلا پھر دوسرا۔ پھر ان کے دیکھتے دیکھتے ایک خوبصورت لڑکی نے سر باہر نکال کر جھانکا۔

"اوئی میرے اللہ!" رضیہ نے خوفزدہ آواز میں کہا "زہرہ!"

"نہیں!" نسیم نے بھی کچھ گھبرائی ہوئی آواز میں کہا "منیرہ ـ!"

کھڑکی پھر بند ہو گئی۔ دونوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ابھی تک ادھر ہی کو دیکھ رہے تھے۔ آخر نسیم بولا۔ "منیرہ کہاں ہے؟"

"کہیں نیچے ہو گی۔" رضیہ نے جواب دیا۔ "اس کے کمرے میں تو میں نے تالا ڈال دیا۔"

"آؤ تو دیکھیں۔ کہاں ہے۔" نسیم اٹھتے ہوئے بولا۔

رضیہ بھی اٹھی۔ ڈرائنگ روم بھی خالی تھا۔ کھانے والا کمرہ بھی۔ نسیم نے کھڑکی میں سے منیرہ کہہ کر آواز دی تو منیرہ نوکر گھر کی طرف سے بھاگتی ہوئی آئی اور کھڑکی کے نیچے کھڑے ہو کر بولی

"کیا ہے ابا؟"

"کہاں تھیں تم؟" نسیم نے پوچھا "یہ تمہیں سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟"

منیرہ بولی "امی نے کمرے میں تالا ڈال دیا تھا ہم وہ شہتوت کے نیچے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔"

"خادمہ کے ساتھ؟" نسیم نے پوچھا۔

"نہیں" منیرہ بولی "اپنی سہیلی کے ساتھ۔"

رضیہ یہ سن کر بھاگتی ہوئی نیچے آئی اور بچی کو گود میں اٹھا کر اوپر لے گئی۔

رخت سفر تیار ہو چکا تھا۔ ہفتہ کا دن رضیہ نے ملنے جلنے والیوں کی میل ملاقات میں گزارا صبح دس بجے کی گاڑی سے روانہ ہونے کا ارادہ تھا۔ آج منیرہ کچھ خاموش اور اداس سی نظر آتی تھی۔ رضیہ نے ایک پل کے لیے بھی اسے آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ جب صبح کہیں جانے کا ارادہ ہو تو رات کو نیند کم ہی آتی ہے ادھر مرغ سحر نے پیغام بیداری دیا ادھر رضیہ اٹھ بیٹھی۔ منیرہ اور نسیم دونوں ابھی سوتے تھے۔ نوکر چاکر بھی سب سو رہے تھے۔ رضیہ نے نیچے جا کر ماما اور خادمہ کو جگایا پھر خاوند کو اٹھایا۔ "کیا بجا ہے؟" نسیم نے پوچھا۔

"پانچ بجنے کو ہیں" رضیہ نے جواب دیا۔ "یا وحشت" نسیم ایک جمائی لے کر بولا "گاڑی تو کہیں دس بجے چھوٹے گی۔ اور تم نے آدھی کو ہی جگا دیا۔" "اسباب بھی تو اسٹیشن پر پہنچانا ہے" رضیہ بولی۔

"اٹھئے اب!" - "اٹھتے ہیں" کہہ کر نسیم کو پھر اونگھ آ گئی۔

قصہ مختصر آٹھ بجتے بجتے سب چائے پی کر فارغ ہو گئے نوکروں نے اسباب اتار کر نیچے رکھ دیا لیکن مصیبت یہ آ پڑی کہ شہر میں آج تانگہ والوں کی ہڑتال تھی۔ بہت دوڑ دھوپ کی گئی لیکن کوئی تانگہ نہ ملا۔ آخر لاری منگوائی گئی لیکن اس اثنا میں دس بج گئے اور گاڑی کے چلنے کا وقت گزر گیا۔ آج رضیہ بہت تیز تیز ہوئی۔ نوکروں کے سامنے شوہر کو بھی جلی کٹی سنا دیں۔ نوکر اسباب اوپر اٹھا لائے۔ آج کا دن بہت ہی بے لطفی سے کٹا۔ پانچ بجے کے قریب تینوں نے چائے پی اور نسیم کسی کام کو باہر چلا گیا۔

شام ہونے کو تھی رضیہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اور منیرہ کھانے والے کمرے میں کھیل رہی تھی خادمہ رضیہ کے پاؤں داب رہی تھی۔

"اس وقت تک گاؤں پہنچ گئے ہوتے" خادمہ نے کہا۔

"خیر" رضیہ نے کہا "آج نہ سہی تو کل سہی لیکن آج تو یہ گھر مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے"۔ "پھر کب آئیں گے بی بی؟" خادمہ نے پوچھا۔

"وہ جب چاہیں آئیں" رضیہ نے جواب دیا "میں تو اب نہ آؤں گی"۔

اچانک نیچے سے آگ آگ کا شور بلند ہوا۔ رضیہ پلنگ پر سے اچھل پڑی۔ خادمہ اٹھ کر نیچے بھاگ گئی۔ نوکر نیچے شور کر رہے تھے "بھاگو نیچے جلدی بھاگو" رضیہ یہ خیال کر کے کہ خادمہ منیرہ کو نیچے لے گئی ہوگی جلدی سے نیچے آ گئی۔ ڈرائنگ روم سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ رضیہ نوکر کے گھر میں چلی گئی۔ لیکن وہاں نہ تو خادمہ ہی تھی نہ منیرہ تھی۔ ہوا بہت تیز تھی اور چشم زدن میں چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ دھوئیں کے بادل آسمان کی طرف جا رہے تھے۔ اور ان میں سے شعلے اٹھ رہے تھے۔ رضیہ چلا چلا کر نوکروں سے منیرہ کی تلاش کرنے کو کہہ رہی تھی کہ اتنے میں نسیم بھی پہنچ گیا۔ وہ یہ سن کر کہ بچی کا کہیں پتہ نہیں چلتا ہوش و حواس باختہ جلتے ہوئے مکان پر چڑھ گیا۔ اس اثنا میں آگ بجھانے والا انجن بھی آ پہنچا اور یہ لوگ نالیاں بچھا کر آگ بجھانے لگے اچانک منیرہ کے کمرے کی کھڑکی کھلی اور دو لڑکیاں کھڑکی میں کھڑی ہوئی نظر آئیں کسی کے منہ سے منیرہ نکلا اور کسی کے منہ سے زہرہ! کچھ دیر بعد نسیم منیرہ کی لاش گود میں اٹھائے ایک کھڑکی میں آیا۔ آگ بجھانے والے فوراً سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ گئے۔ اور دونوں کو نیچے اتار لائے نسیم کے کپڑوں میں آگ لگ گئی تھی سر کے بال جل چکے تھے۔ لوگوں نے کپڑوں کو ہاتھوں سے مل مل کر آگ بجھا دی نسیم کا بدن گو کئی ایک جگہ سے جل گیا تھا لیکن اس نے اپنی منیرہ کو جو اب موت کے آغوش میں تھی۔ گود میں اٹھا لیا اور نوکر گھر میں لا کر بیوی کی گود میں ڈال دیا۔ آگ بجھانے والوں نے گھر کی آگ بجھا

NATIONAL MUSLIM

دیہاتی دنیا

فتح کا نشان

چندہ سالانہ — تین روپے

جلد دوئم ——— نمبر ۱۴

دسمبر [illegible]

فہرست ——— مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوائز پریس جموں چھپکر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شایع ہوا

دیہاتی دُنیا
دسمبر ۱۹۴۱ء

دیہاتی اور دیہاتی دُنیا

کس قدر مسرت کا مقام ہے۔ کہ "دیہاتی دنیا" اپنی دو سال کی مدت کو آج بڑی شان سے ختم کر رہا ہے ان دو سال میں دیہاتی دُنیا نے دیہاتی بھائیوں کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ ان اوراق سے ظاہر ہیں۔ جو اُن کی صحیح ترجمانی کرنے میں شایع ہوئے۔ دیہاتی دُنیا اپنی استطاعت کے مطابق ہر اُس مضمون کو شایع کرنے میں اپنی سعیٔ جمیلہ کو بروئے کار لایا۔ جو حتےٰ الوسیع زمیندار کی بہتری کے لیے مفید تر ہو سکتا تھا۔ اور آیندہ بھی انشاءاللہ اس کا یہی لائحہ عمل رہے گا۔

اس خصوص میں ہم محکمہ ایگریکلچر۔ ویٹرنری اور کواپریٹو کے شکر گزار ہیں۔ کہ وہ بھی وقتاً فوقتاً ہمیں اُن مضامین سے جو زمینداروں کے مفاد کے لئے بہترین متصور ہو سکتے تھے شایع کرنے کی غرض سے ارسال فرماتے رہے۔ البتہ ہمیں ان سے یہ شکوہ ضرور ہے۔ کہ وہ مسلسل طور پر کبھی اپنے مضامین ارسال کرنے میں کسی قدر بخل سے کام لیتے رہے ہیں۔

محکمہ تعلیم نے اگرچہ گزشتہ دو سال میں قابل قدر امداد محکمہ جات کی طرح دیہاتی دُنیا کی خریداری میں ہمارا ہاتھ بٹانے میں خاصہ حصہ لیا۔ لیکن مضامین کے ارسال فرمانے میں زیادہ تر کم توجہی کا اظہار کیا۔

بہت کم پنچایتیں اپنی کارگزاریوں کی اطلاعیں بھیجتی رہی ہیں۔ حالانکہ انھیں اس سے بہتر ذریعہ اپنی کارکردگی کے اظہار کا اور کوئی میسر نہ آسکتا تھا۔

افسران محکمہ رورل ڈیولپمنٹ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ آیندہ اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دے کر اپنے تجربات اور مشاہدات سے دیہاتی دُنیا کو آگاہ کرتے رہیں گے۔ بعض اصحاب مختلف مفید مطلب مضامین ارسال فرماتے رہے ہیں۔ ادارہ ان کا شکر گزار ہے۔

حضور رشیرال صاحب بہادر و جناب پنچایت افسر صاحب کے معائنے اور دورے نہ صرف پنچایتوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ افسران محکمہ کے لئے ایک لائحہ عمل اور دیہاتی دُنیا کی روح رواں ہیں۔

حالات جنگ جو ہر ورق شایع ہو رہے ہیں۔ ریڈیلنسی

کشمیر کے مصدقہ ہوتے ہیں۔ ادارۂ دیہاتی دنیا کے

عام ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ صحیح اور مصدقہ خبریں دیہاتی دنیا

رسال کرتی رہتی ہے تاکہ زمینداران کو اصلی واقعات کا

علم ہوتا رہے۔ اور وہ محض جھوٹی اور بے بنیاد خبروں

کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں۔

ہم اپنے دیہاتی بھائیوں سے توقع رکھتے ہیں کہ جس

طرح ادارۂ دیہاتی دنیا اُن کی خاطر بہترین مضامین سے

رسالے میں پنا خواہ پیش کر رہا ہے۔ اسی طرح اُنہیں اس

کو پھیلانے میں انتہائی کوشش کرنا چاہئے۔

زمیندار بھائیوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ محکمہ اُن کی

بہتری کے لئے کس طرح کوشاں ہے

مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زمینداروں کو چاہئے کہ وہ

محکمہ کے ساتھ تعاون کر کے اپنے حسن تدبر اور صحیح

جذبے کا پورا پورا ثبوت دیں۔

ہمیں یہ بیان کرتے ہیں بھی کسی قدر خوشی محسوس ہوتی ہے

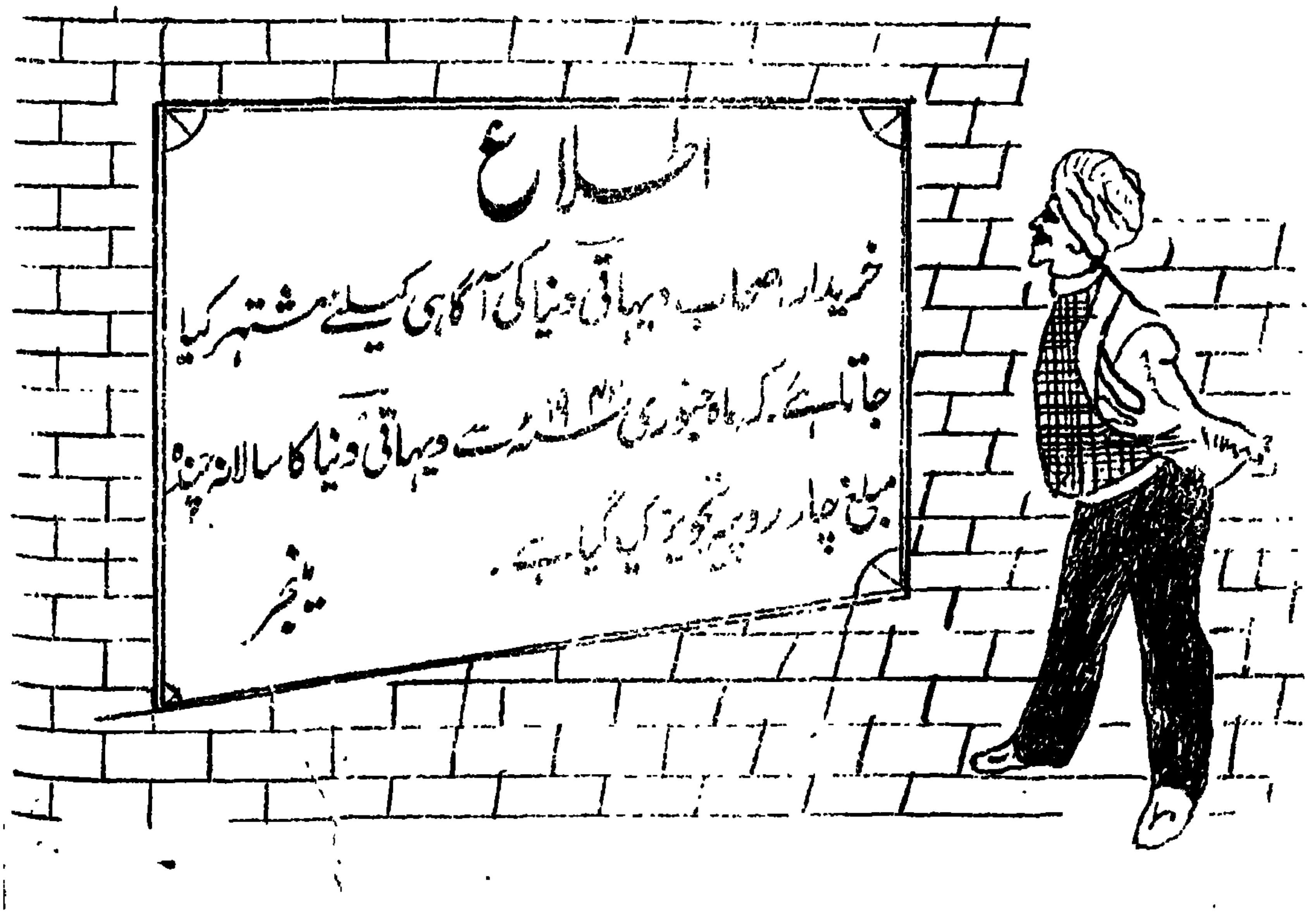
کہ گزشتہ سالوں کی نسبت زمیندار کی زبوں حالی مرفع

الحال میں بدل چکی ہے۔ اور اب ایک ہی ریلا اُن کی رہی سہی

مصیبت کو دور کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔ بشرطیکہ زمیندار

اپنی کمر ہمت کو اس ریلے کے لئے تیار کرے۔

ایڈیٹر





حالات جنگ



۱۰ نومبر ۱۹۴۱ء تک کے گزشتہ پندرہ روزہ حالات

روس: ماسکو کے گرد لڑائی گزشتہ پندرہ روز میں بڑی بڑی تبدیلیوں کے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی ہے. جرمن آدمیوں اور ٹینکوں کی بہت بڑی تعداد اس توقع پر کہ برفباری اور سخت سردی شروع ہو جانے سے پیشتر جلد کسی نتیجہ پر پہنچیں لڑائی میں جھونک رہے ہیں. ماسکو کے مغرب میں نازیوں نے بڑی قربانی کر کے تھوڑا سا علاقہ آگے بڑھایا ہے. جنوب میں حالت تشویشناک ہے. روسیوں نے خارکوو (Kharkov) کو شہر کی تمام بڑی بڑی صنعتی کلیں برباد کر دینے کے بعد خالی کر دیا ہے. کیونکہ کاریگر ان کلوں کو مشرق کی جانب نہیں لے جا سکتے تھے.

کریمیا میں گزشتہ پندرہ دنوں سے جنگ بڑے زور شور سے ہو رہی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ جرمن اور رومانوی فوجوں کے بے شمار آدمی مارے گئے ہیں. جرمنوں کے ساتھ جنگ کے سولہویں ہفتہ کے اختتام پر روسیوں کا اندازہ ہے کہ حملہ آوروں کے چالیس لاکھ آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے. جرمنوں کا بیان ہے کہ کریمیا میں ان کی فوجیں تازہ قلعہ بندیوں کے پاس پہنچ گئی ہیں جو سباسٹاپول کے بیرونی مورچے بتائی جاتی ہیں.

روسی ہوائی بیڑہ جرمن ٹینکوں. توپوں. لاریوں اور فوجوں پر زبردست حملے کر رہا ہے. جرمن ہوائی جہازوں پر بھی جو جنگ کے محاذ کے پیچھے ہوا میں آگے بڑھتے ہیں کاری ضرب لگا رہا ہے. گزشتہ پندرہ دنوں کے ہوائی جہازوں کے نقصانات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تاریخ	جرمن ہوائی نقصان	روسی ہوائی نقصان
۲۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء	۱۸	۲
۲۷ " "	۸	،
۲۹ و ۳۰ اکتوبر	۴۷	۲۷
۵ و ۶ نومبر	۳۴	-
۷ نومبر	۵۵	۱۲

فنیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ مونرمانسک کے قریب روسی سرحد کے پار کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس دعوے کے ساتھ ہی ریاست ہائے متحدہ کی حکومت کا ایک سرکاری پیغام ان کے ہلسنکی وزیر کے ذریعہ دیا گیا جس میں فن لینڈ کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ اگر فن لینڈ نے روس کے خلاف جنگی دباؤ میں حصہ لے لیا تو اس کا ریاستہائے متحدہ اور فنی تعلقات پر اب اور آئندہ بہت برا اثر پڑیگا۔

آر۔ اے۔ ایف (شاہی ہوائی بیڑہ):- مغربی محاذ پر اور بحیرۂ روم میں گذشتہ پندرہ دن شاہی ہوائی بیڑہ نے اپنے حملے جاری رکھے۔ ۲۵ اکتوبر کو متواتر گزشتہ چار راتوں سے نیپلز پر بم باری کی گئی۔ اور بریسٹ پر تین رات متواتر حملے ہوتے رہے ۲۶ اکتوبر کو ہمبرگ کا معائنہ کیا گیا۔ اور چیربرگ ... بندرگاہ پر ہوائی حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں صرف اپنے دو جہاز کام آئے۔ دوسرے ہی دن جرمنوں کے چار لڑاکے جہاز دو بم مار اور دو سمندری ہوائی جہاز اوسٹنڈ کی بندرگاہ پر تباہ کئے گئے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

۲۷ اکتوبر۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے مصر سے اٹلی کے جنوب ... اسٹیلی اور بن غازی کی بندرگاہ پر بہت بھاری حملے کئے۔

۲۹ اکتوبر۔ بدھ کی رات کو اوسٹنڈ کی نارویجن بندرگاہ پر شاہی ہوائی بیڑہ نے دشمنوں کے کچھ جہازوں کی تعداد کا پتہ لگایا۔ جہاں سے جرمن مورمانسک کے علاقہ میں رسد اور کمک بھیجتے ہیں۔ ان میں سے چار جہازوں پر بم مارے گئے۔ اور ان کو غرق کر دیا گیا تین اور جہازوں کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔

۲ نومبر۔ اعلان کیا گیا کہ اکتوبر کے گزشتہ ہفتہ میں رود بار انگلستان اور شمالی سمندر میں دشمن کے ۳۰ ہوائی جہاز غرق کئے گئے۔

یکم نومبر کی رات کو برطانیہ پر دشمن کے چھ ہوائی جہاز گرا لئے گئے۔ گزشتہ رات کو نیپلز پر دوبارہ ہوائی حملہ کیا گیا۔ اور یہ حملہ چھ گھنٹوں تک جاری رہا۔ ۳ نومبر کی رات کو شاہی ہوائی بیڑہ رود بار انگلستان پر دیکھ بھال کے لئے اڑا۔ دشمن کے تین بم مار جہازوں کو نشانہ بنایا۔ اور نیچے گرا لیا۔ جو ہمارے جہازوں کے قافلے پر حملہ کرنا چاہتے تھے،

بحری جنگ:- لائٹ نیول کرافٹ نے رود بار انگلستان میں ۳ نومبر کو ایک جرمن تیل ٹینکر پر جو بڑی حفاظت سے لے جایا جا رہا تھا۔ بڑی کامیابی سے حملہ کیا۔ اور اس پر دو تارپیڈو لگائے گئے۔ عین اسی وقت برطانوی بحری حکومت نے اعلان کیا کہ ایک ہزار دو سو جرمن اور اطالوی ملاحوں کو جو دشمن کی غرق شدہ آبدوز کشتیوں سے بچا لئے گئے تھے۔ انگلستان کے جنگی کیمپوں میں قید لوں میں شامل کر لئے گئے ہیں۔

برطانوی بحری طاقت نے ۴ نومبر کو ... اعلان کیا کہ جنوبی افریقہ کے قریب ڈربن سے ... کے فاصلہ پر ... پانچ وشی تجارتی جہاز ... کو جو مسلح جہازوں کی حفاظت میں جا رہے تھے۔ روک لئے گئے۔ یہ جہاز انڈو چائنا سے فرانس سامان رسد لے جا رہے تھے۔ جہاں سے ... بین الاقوامی قواعد کے تحت برطانوی بحری بیڑہ کے کمانڈر نے جہازوں کے اس قافلہ کو جنوبی افریقی بندرگاہ پر ... معائنہ کے لئے لے جانے کا حکم دیا۔ اس حکم کے پہنچنے پر پانچ میں سے تین جہازوں

نے حکم عدولی کا ارادہ کیا لیکن برطانوی بحری بیڑہ کی ہمت سے ان کی یہ کوشش ناکام رہی۔

بعد کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ تجارتی سامان کے ان جہازوں میں فرانسیسیوں کی ایک بہت بڑی تعداد شرق بعید سے لیجائی جا رہی تھی۔ جو فرانس میں ڈی گال کی تحریک کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ ان جہازوں میں ۳۶ جرمنوں کا ایک دستہ بھی تھا۔ جو انڈوچائنا میں پہلے فرانس کی فارن لیجن میں سپاہی رہ چکے تھے۔ اور جنھیں اس غرض سے رہا کیا گیا تھا۔ کہ وہ جرمنی میں واپس جاکر جرمن فوج میں اپنا نام درج کروائیں۔

۱۰ نومبر کو برطانوی بحری بیڑہ نے وسط روم میں ایک بہت بڑی کامیابی کا اعلان کیا۔ ۸ نومبر کو دوپہر کے تھوڑی دیر بعد ہمارے دیکھ بھال کرنے والے ہوائی بیڑہ نے ایک بڑے اطالوی بحری جہازوں کے قافلے کا نشان پایا جس کے ہمراہ دو دس ہزار ٹن کے حفاظتی جنگی جہاز اور بہت سے تباہ کن جہاز طرابلس کو جا رہے تھے۔ اس ہوائی اطلاع کے پاتے ہی امیرالبحر کننگھم نے فوراً چار بحری جہازوں کو جن میں دو جنگی جہاز اور دو تباہ کن تھے۔ اس قافلے کو روکنے کی ہدایت کی۔

ہمارے جہاز کامیابی کے ساتھ اُن سے جا ملے اور باوجود دشمن کے جنگی جہازوں کی موجودگی کے ہمارے جہازوں نے قافلہ کے دس کے دس جہاز غرق کردیئے جن میں ایک بڑا بارود کا جہاز اور ایک دس ہزار ٹن کا تیل لے جانے والا جہاز بھی شامل تھا۔ دو اطالوی تباہ کن جہاز غرق کئے گئے اور ایک کو بری طرح سے نقصان پہنچایا گیا۔ اس بہت بڑی کامیابی کے کام میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ریاست ہائے متحدہ۔

۷ نومبر ۱۹۴۱ء ۳۸ کے مقابلے میں ۴۹ آراء سے U.S. Senate نے صرف غیر جانبداری کے قانون کی ترمیم ہی کی بلکہ U.S.A. کے تجارتی جہازوں کو جنگی بنا دینے کی اجازت دیدی۔ مزید برآں تجارتی جہازوں کو محارب ممالک میں داخل ہونے کی اجازت میں بھی ترمیم کردی ہے۔

۶ نومبر ۱۹۴۱ء کو پریذیڈنٹ روزویلٹ نے اعلان کیا کہ U.S. گورنمنٹ نے روس کو ایک کروڑ ڈالر کا قرضہ بلاسود دینا منظور کیا ہے۔ گزشتہ پندرہ دنوں میں گرین لینڈ کے قریب ایک امریکی جہاز اور ایک بحری تیل لے جانے والے ٹینکر کو تارپیڈو لگایا گیا اگرچہ بہت بری طرح سے نقصان پہنچایا گیا۔ لیکن ٹینکر بندرگاہ تک خیریت سے پہنچ گیا۔ اپنی بحری یادگار کی تقریر میں پریذیڈنٹ روزویلٹ نے ظاہر کیا کہ جرمن سرکاری کاغذ (تحریر) جن میں جنوبی اور وسطی امریکہ کو پانچ جرمن "مقبوضات" میں تقسیم کرنا دکھایا گیا ہے۔ اُس کے قبضہ میں ہے پریذیڈنٹ نے بتایا کہ یہ کاغذ اس امر کا ثبوت ہے۔ (بشرطیکہ اس کی ضرورت پڑے) کہ اگر جرمن پرانی دُنیا کو فتح کرنے کے ارادوں میں کامیاب ہوں۔ تو یہ کامیابی نئی دُنیا پر حملہ کرنے کی پیش دستی ہوگی۔

ریاست ہائے متحدہ کے بحری محکمہ نے ۸ نومبر کو اعلان کیا کہ آئس لینڈ میں ایک بحری اڈہ قائم کیا جائیگا۔

ترکی ۔ ترکی اسمبلی کے اجلاس میں تقریر کے دوران میں جس کو تمام ڈپٹیوں نے بلند آہنگی سے سراہا پریذیڈنٹ نے ایک بار پھر اس امر کی تصدیق کی کہ ترکی اپنی آزادی کے لیے کسی قسم کے دباؤ سے خوف کا ہو کسی جانب سے کیوں نہ ہو مقابلہ کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے۔ ——— ریڈیو پبلسٹی آفس سرینگر ———



ہوائی چھتری سے اُترنے والا سپاہی اپنے ساتھ کیا کیا سامان رکھتا ہے

نظم

بتقریب کواپریٹو ڈے بصدارت لالہ جیولی رام صاحب ایم اے

بعد مدت کے طبیعت میں روانی آئی   اور خیالات میں پروازِ معانی آئی
ناتواں دل میں مرے پھر سے توانائی آئی   بھول کر آج بڑھاپے میں جوانی آئی

کیوں نہ محفل میں ذرا رنگ جما کر اُٹھوں
کچھ تو اندازِ سخن اپنا دکھا کر اُٹھوں

شرکتِ مجلسِ امروز سے مشکور ہیں ہم   حسنِ تقریر سے آپ کی مسرور ہیں ہم
اور تجاویز سے تائید سے مخمور ہیں ہم   شکریہ کیوں نہ کریں واقفِ دستور ہیں ہم

لطف و احسان کی ممنون ہے صورت اپنی
سر جھکاتے ہیں کہ تسلیم ہے عادت اپنی

اُفقِ دہر پہ چھائی ہے سراسر سُرخی   ہر صبح آتا ہے خورشید بھی مل کر سُرخی
چاند تارے بھی نکلتے ہیں لگا کر سُرخی   فرشِ خاکی پہ نظر آئے نہ کیونکر سُرخی

قہرِ حق چھا گیا مغرب پہ اندھیرا ہو کر
خونِ انسان نہ بہا یوں کبھی دریا ہو کر

خرمنِ امن و امانِ دہر کا یکسر پھونکا   شرق اور غرب کی دُنیا کو سراسر پھونکا
کیا زمیں۔ عالمِ بالا کو بھی اُڑ کر پھونکا   نہ فقط دشت کو ہی بلکہ سمندر پھونکا

آسماں کو بھی عجب شوقِ ستم رانی ہے
کبھی بن جاتا ہے جرمن کبھی جاپانی ہے

حالتِ حاضرہ سے ہم تو پریشان نہیں   عارضی بڑھنے سے دشمن کے بھی حیران نہیں
ساتھ امریکہ ہے ہم بے سر و سامان نہیں   جو نہ مانے اسے اس کا کوئی ایمان نہیں

رات دن ہم کو یہ لندن سے خبر آتی ہے
آخری جیت ہماری ہی نظر آتی ہے

دونوں جانب سے الٰہی تو بچا کر رکھنا
توپ کے مُنہ کو ذرا ہم سے ہٹا کر رکھنا
کچھ بھی ہو ہم کو وفادار بنا کر رکھنا
ہند و مسلم کے ہی پھندے میں پھنسا کر رکھنا
اپنے جھگڑوں سے نہ ہم کو کبھی فرصت دینا
نہ یہ ادراک نہ احساس نہ مہلت دینا

پڑھ کے کالج سے جو نکلے تو ہوئے ہم بیکار
نوکری ملتی نہیں اور نہ کہیں پر بیگار
تھا یہ بہتر کہ شفاخانوں میں رہتے بیمار
کچھ نہ کچھ کھانے کو دیتی ہے وہاں پہ سرکار
نہ رہے گھاٹ کے ہی اور نہ رہے ہم گھر کے
نہ تو اِس در کے رہے اور نہ رہے اُس در کے

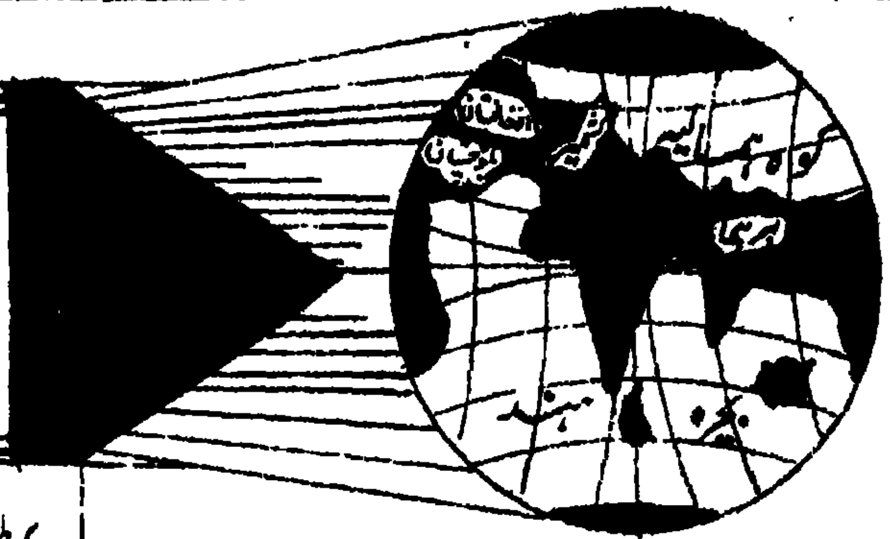
مُلک میں صنعت و حرفت کا کہیں نام نہیں
جس سے پوچھو یہی کہتا ہے کوئی کام نہیں
دن کو بیکاری ہے اور رات کو آرام نہیں
مطمئن کیا ہو کوئی جیب میں جب دام نہیں
زندگی کیا ہے فقط سانس کا آنا جانا
ٹھہریئے اور ذرا پڑھ کے جنازہ جانا

کب تلک غیر کی امداد سے جینا ہو گا
تا بہ کے خونِ جگر بیٹھ کے پینا ہو گا
کب تلک دامنِ صد چاک کا سینا ہو گا
تا بہ کے دل جو ہے یہ غم کا دفینہ ہو گا
کر کے امداد خود اپنی سرِ منزل پوچھو
اپنی ہمت سے بڑھو اور لبِ ساحل پوچھو

ظفریاب علیخان

انسپکٹر کواپریٹو جموں۔ مورخہ یکم نومبر ۱۹۴۱ء

ہم کہاں ہیں؟



اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ ہمارے سامنے کوئی تصویر نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا نقشہ ہے۔ جو دُنیا بھر کے ممالک کے نشان پیش کر سکے۔ لیکن آج کل کے زمانہ میں جب کہ ساری دُنیا جنگ کی خوفناک لپیٹ میں آ رہی ہے ہر شخص کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور جنگ کن مقامات پر ہو رہی ہے۔

اب ایک دہقان کس طرح جان سکتا ہے۔ کہ جنگ کہاں ہو رہا ہے۔ اور وُہ خود کہاں ہے۔ ہندوستان کے رہنے والے کسی بھی کونے میں ہوں۔ اُن کو اپنی چار طرفوں کا حساب ضرور آتا ہوگا۔ یعنی شمال (اُتر) جنوب (دکن) مشرق (پورب) اور مغرب (پچھم)۔ ہندوستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ پہاڑ ہے۔ وہاں سے جنگ کا نہ تو ہندوستان کو خطرہ ہے۔ اور نہ وہاں کوئی دشمن لڑ رہا ہے۔ ہندوستان کے مشرق میں برہما اور شمال مشرق میں چین ہے۔ کچھ حصہ روس کا بھی ملتا ہے۔ برہما سے پرے جاپان کچھ چھیڑ چھاڑ کرنا چاہتا ہے۔ مگر برطانوی سیاسی ماہرین کی بدولت اُدھر سے ابھی کوئی خطرہ نہیں۔ اب رہا جنوب اور مغرب۔ جنوبی ہندوستان تین طرف سے بحیرۂ ہند کے عمیق پانی سے گھرا ہوا ہے۔ اور

برطانوی سمندری بیڑے کی موجودگی میں دشمن کو جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ اِس طرف نظر غیر ڈال سکے۔ البتہ شمالی مغربی ہندوستان جو افغانستان اور بلوچستان کی سرحدوں سے ملتا ہے کسی حد تک خطرہ میں تھا لیکن جب سے برطانیہ عظمےٰ نے ایران۔ اعراق اور شام میں اپنی فوجیں بھیجدی ہیں۔ ہندوستان اس طرف سے بھی حفاظت میں ہو گیا ہے۔

اس حدود اربعہ کے بیان کرنے سے اتنا تو پتہ چل گیا کہ ہم کہاں ہیں۔ اب جنگ کا خلاصہ سنیئے! خشکی کے حساب سے جنگ روس کی سرزمین میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ہندوستان محض افغانستان۔ ایران۔ اعراق اور شام کی وجہ سے اس جنگ کی لپیٹ سے دُور ہے۔ سارے کا سارا رُوس محاذِ جنگ بنا ہُوا ہے۔ بحیرہ رُوم میں سمندری۔ افریقہ کے شمال اور شمال مشرق میں ہوائی اور خشکی کی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ وسطِ شرق میں اب بالکل امن ہے۔

فرانس اور اُن تمام ممالک پر جن کو ہٹلر نے ہتھیا لیا ہے برطانوی شاہی ہوائی بیڑہ باقاعدہ ہوائی حملے کر کے اُن کو کمزور کر رہا ہے۔ انگلستان کو چاروں طرف سے برطانیہ عظمےٰ نے مستحکم ہوائی اور سمندری طاقت سے محفوظ کر لیا ہے۔

ایڈیٹر

بہتر طریق زندگی

یہ مضمون جیون کے مشہور ادیب اور شاعر جناب حضرت حبیب کیفوی کے قلم معجز نما کا نتیجہ ہے۔ آپ نے جس قدر سادگی الفاظ اور شستگی مضمون سے کام لیا ہو وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ادارۂ دیہاتی دنیا اس مضمون کو شکریہ کے ساتھ درج رسالہ کرتا ہے۔

ایڈیٹر

ساری دنیا ہم کو غریب اور جاہل کہتی ہے۔ سچ ہے جس کے پاس دولت نہ ہو، پہننے کو لباس نہ ہو۔ اچھا کھانا نصیب نہ ہو۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں۔ گھر کی چار دیواری ضروری سامان سے بے نیاز ہو۔ ارادے بلند نہ ہوں تعلیم سے کوئی لگاؤ نہ ہو۔ ہمت اور اخلاق پست ہوں۔ وہ غریب اور جاہل نہیں تو اور کیا ہے؟۔ اس کا وجود زمین پر ایک بوجھ اور اپنے لئے ایک مصیبت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

پیدا کرنے والے نے سب انسانوں کو ایک سا پیدا کرکے اچھائی اور برائی پرکھنے کا ہنر دیا ہے۔ جسے عقل اور دانش کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم عقل کی روشنی میں اپنے لئے بہتر راستہ تلاش کریں۔ اور افلاس سے چھٹکارے کی ترکیب سوچیں۔ نہ کہ جس گہرے گڑھے میں پڑے ہیں۔ اس سے بھی گہرے گڑھے کی تلاش کریں۔ ہمیں چاہئے کہ اچھی باتیں جہاں سے بھی ملیں اختیار کریں۔ اور بری باتیں یا عادتیں جس سے ہم روز گھاٹے میں رہتے ہیں چھوڑ دیں اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ صرف ہمت اور پکے ارادے کی ضرورت ہے۔

دوسرے ملکوں کی ترقی کا راز

ہم دیکھتے ہیں سمندر پار کے ملک خوشحال ہیں۔ ان کے پاس دولت کے ڈھیر ہیں۔ اچھا لباس پہنتے ہیں۔ اچھا کھاتے ہیں اچھا پیتے ہیں۔ تندرست ہیں۔ علم حاصل کرتے ہیں۔ اور دنیا کی تمام خوشیاں ان کے قبضہ میں ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ ملک شروع سے ہی ایسے خوشحال چلے آتے ہیں۔ نہیں! بلکہ تاریخ کے ورق الٹنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ہمارے لئے ایک نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ پہلے بالکل جاہل تھے۔ اور ہم سے بھی بدتر زندگی بسر کرتے تھے۔

لیکن وہ کونسی بات تھی جس نے آج ان ملکوں میں بسنے والوں کی حالت کو بدل دیا ہے؟۔ لو ہم بتائیں وہ چیز ہے علم کی دولت۔ ان ملکوں کے سمجھدار لوگوں نے یہ سوچا کہ جب تک

ملک میں جہالت ہے اس وقت تک لوگ خوشحال نہیں ہو سکیں گے۔ اور نہ ملک کسی لحاظ سے ترقی کر سکے گا۔ چنانچہ پوری کوششوں سے لوگوں کو لکھایا، پڑھایا گیا۔ علم سے لوگوں میں اچھائی برائی اور فرض شناسی کی تمیز پیدا ہوئی۔ محنت کا شوق ہوا۔ وقت جو سب سے بڑی دولت ہے اس کی قدر کی گئی۔ نئی نئی چیزیں بنائیں محنت اور وقت کو بچانے کے لئے مشینیں ایجاد کی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا بھر کی دولت اکٹھی کر لی۔ ہم یہ سب کچھ دیکھتے ہیں پھر بھی ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے۔ دیکھتے ہیں کہ ملک کا بہت بڑا حصہ جاہل ہے۔ اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ کہ شاید خود بخود ملک پڑھ لکھ جائے اور خود بخود حالت بدل جائے۔ حالانکہ ہمارے یہ پست ارادے قدرت کی منشاء کے خلاف ہیں۔

تعلیم۔

اگر ہم جیسے انسان اپنی حالت دیکھتے دیکھتے بدل سکتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنی حالت بہتر نہ بنا سکیں۔ ہمارے پاس وقت جیسی دولت موجود ہے۔ اور یہ ایسی دولت ہے جو نہ کبھی گھٹتی ہے اور نہ بڑھتی ہے۔ ہمارے بہت سے پڑھے لکھے نوجوان اگر آج اپنے جاہل اور ان پڑھ بھائیوں کو اپنے بیکار وقت میں پڑھانے اور لکھانے کا فیصلہ کر لیں۔ تو ہمیں یقین ہے کہ جہالت کی لعنت ملک سے دو چار سال ہی میں دور ہو سکتی ہے لیکن یہ کام ملک سے ہمدردی رکھنے اور سچی تڑپ سے ہو سکتا ہے۔ شہری تو کسی حد تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ ملازمتوں کے حصول ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔ بہرحال تعلیم پھیل رہی ہے۔ لیکن دیہاتی ابھی تک اس پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں جس پر ان کے باپ دادا چلتے آئے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے لئے پڑھنا لکھنا کوئی ضروری چیز نہیں سمجھتے۔ ہمارے پڑھے لکھوں کو جاہل لوگوں کے دلوں سے یہ وہم دور کرنا چاہئے۔ اور تکلیف اٹھا کر بھی ان کو پڑھانا چاہئے۔ خواہ وہ کسی عمر کے ہوں۔ اگر ہم نے دیانتداری سے یہ کام انجام دے لیا۔ تو ہمارے ملک کی ترقی تھوڑے دنوں کی بات ہو جائے گی۔ ہماری سیاسی زندگی میں ایک انقلاب آ جائیگا اور ہماری پست حالی خوشحالی سے بدل جائے گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فصل اچھا پیدا کرنے کے لئے زمین پر زیادہ سے زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دہقان اس وقت تک بیج نہیں بوتا جب تک زمین تیار نہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر عوام تعلیم سے بہرہ ور ہوں گے تو جو چیز ہم ان کی بہتری اور خوشحالی کے لئے کہیں گے ان کے دماغوں میں بیٹھ جائے گی جن پر عمل کرنے سے وہ اپنے مقصد کو حاصل کر لیں گے۔

افلاس کس طرح دور ہو۔

تعلیم کے بعد دوسری چیز ہمارے سامنے افلاس کو دور کرنے کا سوال ہے۔ شہر ہو یا دیہات دونوں جگہ لوگ غریب ہیں اور غریبی ملک میں اس وقت تک رہے گی جب تک کہ ہم اسے دھکے دیکر باہر نہ نکال دیں۔

ہمارے ملک میں خام اشیاء کی کمی نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے پاس لاکھوں روپے موجود ہیں اور وہ بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے سامنے زمیندارہ بنک ہے لیکن ہم صحیح فائدہ اٹھانا نہیں جانتے۔ ہمارے لئے صنعتی بنک موجود ہیں لیکن ناسمجھی کی وجہ دہ ہمارے کسی کام کے نہیں۔ ہم لوگوں میں اتفاق نہیں

ہے۔ ہم ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے تعلیم کی کمی کی وجہ ہم نہ زیادہ سوچ سکتے ہیں اور نہ ہمارے اخلاق ہی اچھے ہیں کہ ہم زندگی کو خوشگوار کرلیں۔ زمیندارہ بنک کیوں جاری ہوا تھا؟ صرف اس لئے کہ ملک غریب ہے اور اس کو ضروری امداد دے کر ترقی کی منزل کو نزدیک کر دیا جائے۔ اگر ہم ایک گاؤں یا محلے کے رہنے والے ہندو ہوں یا مسلمان، عیسائی ہوں یا اچھوت ایک لڑی میں پروئے جاکر اپنی بہتری کی صورت پیدا کریں۔ آپس میں اتحاد اور اتفاق سے رہیں۔ ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو سب مل کر زمیندارہ بنک سے کم شرح سود پر قرض حاصل کر کے اپنی ضرورتیں پوری کریں۔ ساہوکاروں کے فولادی چنگل سے رہائی حاصل کریں۔ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں۔ اپنی آمدنی سے کچھ بچا کر رکھنے کی عادت سیکھیں۔ بری رسمیں جن پر سینکڑوں روپے بلا وجہ خرچ ہو جاتے ہیں۔ بند کر دیں۔ اور مقدمہ بازی کو موقوف کر دیں۔ تو آج ہماری تمام مشکلوں کا حل ہو جاتا ہے۔

غرض زمیندارہ بنک کے چلانے والے ہمیں بڑی اچھی باتیں بتاتے ہیں جن میں ہمارا بھلا ہی بھلا ہے۔

اگر کوئی شخص ہمارے سامنے چلتا چلتا منہ کے بل گر پڑے اور بری طرح زخمی ہو جائے تو سخت سے سخت دل کا آدمی بھی فوراً اس گرے ہوئے شخص کی مدد کو پہنچے گا اور یہی اخلاق کا تقاضا بھی ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص ہمارے دیکھتے دیکھتے امیر سے غریب ہو جائے تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم مل کر اس کی امداد کریں۔ اور اسے اس قابل بنا دیں۔ کہ وہ پھر سے اپنی حالت کو سنوار لے

سرمایہ دار۔

وہ لوگ جن کے پاس روپیہ ہے اور بیکار پڑا ہے۔ وہ ملک پر بہت ظلم کر رہے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے روپیہ سے شہروں اور دیہاتوں میں کارخانے بنائیں۔ تاکہ دستکار اور مزدور محنت کر کے روپیہ کمائیں۔ اور ملک کو خوشحال بنائیں۔ کپاس ہمارے ملک میں ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اور کپڑے کی ضرورت بھی ہر موسم میں رہتی ہے۔ اس لئے جس قدر کپڑا تیار ہوگا وہ سب کا سب ملک ہی میں کھپ سکے گا۔ ہمیں باہر سے آئے ہوئے کپڑے کی ضرورت نہیں۔ تن ڈھانکنے کے لئے قیمتی اور زرق برق ملبوس کی ضرورت نہیں۔ گاڑھا بھی یہ خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اور ویسے بھی گاڑھے کے علاوہ ملک میں اچھے سے اچھا کپڑا تیار ہو رہا ہے۔ ملکی صنعتوں کی ترقی کے یہ معنی ہیں کہ ملک کا روپیہ ملک ہی میں رہ کر سب کو خوشحال بنا سکتا ہے۔

اگر ہم کارخانوں اور دوسری چیزوں کے بنانے میں پوری محنت اور تن دہی سے لگ گئے تو ہمارے پاس فالتو وقت نہیں ہوگا۔ جو فضول باتوں میں کٹے۔ کارخانوں میں جہاں چار پانچ مزدور اور کاریگر ہوں گے۔ ہمارے لئے یہ آسانیاں بھی ہوں گی کہ ہم مزدوروں اور ان کے بچوں کو آسانی سے تعلیم دے سکیں۔ اگر سرمایہ دار کارخانے بنانے پر تیار نہ ہوں۔ تو زمیندارہ بنک کے ماتحت انجمنیں بنا کر روپیہ حاصل کر کے کارخانے چلائے جا سکتے ہیں ایک شخص کی نسبت بہت سے لوگوں کی مشترکہ ذمہ داری پر بنک کو زیادہ اعتماد ہوگا۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ مدد کر سکے گا شہری دنیوں میں مختلف صنعتی کارخانے کھول کر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے دیہاتوں میں شکر اور کھانڈ بنانے کے کارخانوں یا مرغیاں پالنے

مکھن اور انڈوں کی تجارت کے لئے انجمنوں کو امداد مل سکتی ہے کام صرف سوچنے سے ہی مکمل نہیں ہو جایا کرتے۔ جب تک کہ عمل نہ کیا جائے۔ اسلئے جو چیز ہمیں ہماری ترقی کے لئے بہتر نظر آئے ہم کو اس پر فوراً عمل کر دینا چاہئیے اور اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئیے۔ جب کہ ہر قسم کی امداد مل سکتی ہے۔

کاشتکاری۔

شہروں کی حالت تو بہت کچھ بدل رہی ہے اور بدلتی جا رہی ہے لیکن دیہات کی دنیا ابھی کوئی تبدیلی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ کاشتکاری میں ابھی وہی پرانے طریقے برتے جا رہے ہیں۔ جو آج سے ہزاروں سال پہلے رواج میں تھے۔ عقلمندی اسی کا نام ہے کہ تھوڑی زمین سے بہت زیادہ حاصل کیا جائے تجربات گواہ ہیں کہ یہ بات ناممکن نہیں۔ ضرورت ہے زیادہ محنت کی اور نئے طریقوں کو استعمال میں لانے کی۔ اور یہی چیزیں سکھانے کے لئے سرکار نے محکمے کھول رکھے ہیں جس سے زمینداروں کو پورا فائدہ اٹھانا چاہئیے۔ اچھے بیج محکمے سے ہر فصل کے لئے مل سکتے ہیں اور نئے قسم کے آلات کشاورزی بازاروں میں موجود ہیں۔

دہقان پر ایک مصیبت نہیں ہے۔ پرانے یا نئے جس طریق سے بھی وہ کاشتکاری کرے اس کی محنت اور جفاکشی کوڑیوں کے مول بکتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس فائدہ سے محروم رہ جاتا ہے جس کا وہ حقدار ہے لیکن یہ نتیجہ ہے۔ اس کی لاعلمی اور جہالت کا۔ زمیندارہ بنک نے صرف یہی نہیں کہ قرضہ دینے والی انجمنیں بنائی ہیں بلکہ زمینداروں کے لیے ان کی ضرورت کی چیزوں کو خریدنے اور فروخت کرنے کی انجمنیں بھی بنائی ہیں۔ اَن پڑھ جاہل ہو یا لکھا پڑھا یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔ کہ اکٹھی چیز خریدی جائے سستی ملتی ہے اور تھوڑی مقدار میں مہنگی۔ اب اگر زمیندار اپنے ہاں ایسی انجمنیں بنائیں جو ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بازار سے سستے داموں چیزیں خرید کر ان کو دیں اور ان کی جنس کو منڈیوں میں اچھی طرح دیکھ بھال کر مناسب نرخوں پر فروخت کریں تو زمینداروں کی حالت تھوڑے ہی دنوں میں بدل جائے گی۔ اور وہ مقابلہ کر کے دیکھیں گے کہ پہلے کی نسبت وہ بہت فائدہ میں رہتے ہیں شہروں میں سبزی اور ترکاری کی بہت ضرورت رہتی ہے۔ اگر کاشتکار اس طرف زیادہ توجہ دیں۔ تو فائدہ یقینی ہے۔ اس کے علاوہ قیمتی جنسوں اور پھلوں پھولوں کی کاشت بھی زمینداروں کو بہت مدد دے سکتی ہے۔ یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں ہیں۔ اگر ان پر پوری طرح عمل کر کے دیکھا جائے۔ تو سچ جھوٹ کی پرکھ ہو سکتی ہے۔

گھریلو صنعتیں اور فالتو آمدنی۔

کاشتکاری کو اچھے طریق سے کرنے اپنی ضرورتوں اور جنس کو بہتر طریق سے خریدنے اور فروخت کرنے کے انتظام کے بعد سب سے ضروری چیز یہ رہ جاتی ہے۔ کہ کاشتکاروں کا فالتو وقت کس طرح مفید کاموں پر صرف ہو۔

چونکہ کاشتکاری اپنے مقررہ وقتوں پر ہوتی ہے۔ اس لئے سال کا بہت سا حصہ بیکار ہوتا ہے۔ اگر اس بیکار وقت کو کام میں لایا جائے تو لوگوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو کر ملک سے مفلسی بھاگ سکتی ہے۔ دیہاتیوں اور ان کی عورتوں کو پہلی فرصت میں تو یہ کام ہونا چاہئیے کہ وہ علم حاصل کریں۔ کیونکہ فرصت کے وقت اگر یہ نہ ہو سکا تو ان کی کوئی گھریلو صنعت کامیاب نہیں ہو

سکتی۔ اس ضروری اور مقدس کام کے لئے دیہات کے مدرس ملا۔ پنڈت۔ پٹواری یا کسی مقامی لکھے پڑھے آدمی یا شہر کے تعلیم یافتہ رضاکاروں کی دیانتدارانہ قربانیوں کی ضرورت ہے جو بغیر کسی طمع کے ایک قومی خدمت سمجھتے ہوئے اس مہم کو سر کریں اس کے بعد دیہاتیوں کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کون سا کام اچھی طرح کرکے کاشتکاری کے علاوہ اپنی آمدنی بڑھا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کاتتے ہوئے سوت کا کام زیادہ فائدہ مند اور آسان ہے۔ ہر عورت اور مرد دو تین آنہ روزانہ کما سکتا ہے۔ جو ان کی دیہاتی ضرورتوں کے لئے بہت کافی ہے۔ شہد کی مکھیاں پالی جا سکتی ہیں۔ ریشم کے کیڑوں کی پرورش کی جا سکتی ہے مرغیوں انڈوں اور مکھن کی تجارت بھی دہقان کی فرصت کے وقتوں کے لئے اسے بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

اور ان سب کاموں میں کافی گنجائش ہو سکتی ہے۔ جوں جوں ہمارے دیہاتی بھائیوں کو ان چھوٹی چھوٹی تجارتوں سے فائدہ پہنچے گا۔ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کریگا۔ اور اپنے لئے نئے سے نئے مشغلے ڈھونڈیگا۔ اور یہی ترقی کا دور ہوگا۔ ہمیں یہ کسی وقت بھی بھولنا نہیں چاہئے۔ کہ یہ سب کچھ نتیجہ ہوگا عام تعلیم کا۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر کاشتکار بیک وقت مکھن، مرغی اور انڈوں کی تجارت شروع کرے اور ساتھ ہی ساتھ ریشم کے کیڑے اور شہد کی مکھیوں کی پرورش بھی کرتا رہے نہیں۔ بلکہ ہر کاشتکار اپنی پسند کے مطابق ان میں سے کوئی ایک کام چن لے جسے وہ آسانی سے کر سکتا ہو۔ مراد تو یہ ہے کہ اسے کچھ نہ کچھ فالتو آمدنی ہوتی رہے۔ جو اس روزانہ ضروریات کو پورا کرے اور دن بدن اس کی حالت بہتر ہوتی جائے۔

ہم میں سے اکثر واقف ہوں گے کہ ڈنمارک یورپ میں ایک چھوٹا سا ملک ہے جسے تھوڑے دن ہوئے جرمنی نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہم اس ملک کے حالات پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ ایک چھوٹے سے ملک میں صرف مکھن بنانے اور دودھ فروخت کرنے کی ہزاروں انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ جو سب امداد باہمی کے اصول پر کاربند ہو کر ترقی کر رہی ہیں۔ اور لاکھوں روپے کما کر اپنے ممبروں کو خوشحال بنا رہی ہیں۔ ان انجمنوں نے اپنے ممبروں کے لئے بہت سی سہولتیں بہم پہنچائی ہوئی تھیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک دودھ فراہم کرنے والی انجمن ہے۔ تو نزدیک اور دور رہنے والے ممبروں کو مرکز میں دودھ پہنچانے کا کوئی کرایہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ انجمن خود کرایہ ادا کرنے اور دودھ بھیجنے کی ذمہ وار ہے۔ ہر ہفتہ ممبروں کو ان کے مہیا کردہ دودھ کی قیمت ادا کرائی جاتی ہے۔ اور پھر سال کے بعد جب سالانہ حسابات ہوتے ہیں اور انجمن کو جو منافع ہوتا ہے۔ اس میں بھی حصہ دار تمام ممبران شریک کئے جاتے ہیں۔ اس طرح ممبران کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ گھر بیٹھے قیمت وصول ہو جاتی ہے۔ اور پھر سال کے بعد فالتو منافع کی رقم بھی ہاتھ آ جاتی ہے۔ اور یہ سب برکتیں ہیں اتحاد باہمی کی۔ اگر ہمارے ملک میں بھی ایسی انجمنیں بنائی جائیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم وہی فائدے نہ اٹھائیں۔ جو دوسرے ملکوں کے رہنے والے دانائی اور اتفاق کی بدولت حاصل کر رہے ہیں۔

مویشی پالنا۔

گھریلو دستکاریوں اور چھوٹی چھوٹی تجارتوں کے علاوہ

ہمارے مشغلوں میں بھیڑ بکری اور گائے بیل کی عمدہ نسل کشی بھی شامل ہے جس قدر طاقت ور اور تندرست مویشی ہوں گے اسی قدر کاشتکاری میں مدد ملے گی. کھاد بھی حاصل ہوگی اور بھیڑ بکریوں کی بڑھتی ہوئی نسل غذا اور اون بھی ہمیں مہیا کرسکے گی. گھوڑوں بیلوں اور اونٹوں کی پرورش ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان لے جانے میں سہولتیں دیتی ہے. اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جہاں ہم اتنا فائدہ حاصل کرتے ہیں. ان کے چارہ کا زیادہ سے زیادہ بندوبست کریں. تاکہ وہ ہمارے کام خوش اسلوبی سے انجام دے سکیں. ہمیں جانوروں کی صحت و عافیت کی بھی اسی طرح نگہداشت رکھنی چاہئے جس طرح انسانی جانوں کی قدر کی جاتی ہے. وباؤں یا دوسری بیماریوں سے جانوروں کا نقصان ہوجانا کاشتکار کی موت کے برابر ہے. اس لیے جب کہیں جانوروں میں وبا کے آثار نظر آئیں. فوراً حیوانات کے معالجوں کو اطلاع دینی چاہئے تاکہ وہ وقت پر روک تھام کرسکیں. حکومتوں نے جہاں انسانوں کے علاج کے لئے ہسپتال کھول رکھے ہیں. حیوانات کے شفاخانے بھی کھولے ہوئے ہیں. تاکہ جانوروں کا علاج وغیرہ کرکے انھیں صحتیاب کیا جائے. اور کاشتکاروں کو نقصان سے بچایا جائے کیونکہ کاشتکاری کا انحصار اچھے اور تندرست جانوروں پر ہے.

تندرستی کی قدر۔

ان تمام مشغلوں سے فارغ ہوکر جن سے رزق اور زندگی کا سامان پیدا ہوتا ہے. دیہاتی بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے دیہاتوں اور اپنے گھروں کی صفائی کی طرف توجہ دیں. ہمارے دیہات گندے اور بیماریوں کا گھر ہوتے ہیں. ہمارے دیہاتی گھر دوزخ کا نمونہ ہیں. زندگی کو سکھ پہنچانا عقلمندوں کا کام ہے جب ہم نے تعلیم حاصل کرلی ہے. ہم نے اچھے طریق سے کاشتکاری سیکھ لی ہے. اپنی ضرورت کی چیزوں کو شہر کے بازاروں سے سستے نرخوں خرید لیا ہے اپنی جنسوں کو مناسب قیمت پر فروخت کرنے کا ڈھنگ آگیا ہے. اپنے فرصت کے وقت گھریلو دستکاریوں اور چھوٹی چھوٹی تجارتوں میں مشغول ہوکر اپنی آمدنی کو بڑھا لیا ہے. تو ہمیں اپنے پرانے دیہاتوں کو نئی زندگی بخشنا چاہئے. اتحاد باہمی نے ہمیں جو اتفاق کا سبق پڑھایا ہے اس کے ذریعہ ہمیں اپنے دیہات کو گندگی اور غلاظت سے پاک صاف کرنا چاہئے. گوبر کے ڈھیروں کو دیہات سے اٹھا کر باہر کھیتوں میں گڑھے کھود کر دبانا چاہئے. تاکہ اس کی بو ہوا میں پھیل کر ناک میں دم نہ کردے. موسمی بخار اور دوسری بیماریوں کے پھیلانے کا ذریعہ ہی گوبر کے بے ترتیب ڈھیر ہوتے ہیں. یہیں مچھر اور مکھیوں کی پرورش ہوکر طرح طرح کی بیماریاں اور وبائیں پھیلتی ہیں اور ویسے بھی آنے جانے کے راستوں میں گندگی کے ڈھیر آنکھوں کو اچھے معلوم نہیں ہوتے. چاہئے تو یہ کہ ہمارے رہنے کی جگہ اور گزرنے کے راستے اتنے صاف اور دلکش ہوں کہ جب ہم اپنے کھیتوں سے تھکے ہارے واپس لوٹیں تو آس پاس کا نظارہ ایسا دل لبھانے والا ہو کہ گھر پہنچتے پہنچتے آدھی تھکاوٹ دور ہوجائے. اور جب ہم گھر کے آنگن میں پاؤں رکھیں تو بالکل تازہ دم ہوجائیں. مکان کے صحن کا ایک حصہ رنگا رنگ پھولوں سے اٹا ہوا ہو. پھولوں کی خوشبوئن سے تمام مکان مہک رہا ہو. بچے اُجلے کپڑے پہنے ادھر اُدھر پھر رہے ہوں.

ہماری عورتیں سادہ اور صاف لباسوں میں ہنستے ہوئے چہرے سے ہمارا استقبال کر رہی ہوں۔ اس وقت ہم سمجھیں گے کہ ہماری دنیا بہشت سے کم نہیں۔ ہم کوشش سے اپنی خوشگوار زندگی بنا سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ارادے اور تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہے۔

ہمارے گھر۔

ہمارے دیہاتی گھر موجودہ وقت میں حوالات کی تاریک کوٹھڑیوں سے کسی طرح بہتر صورت میں نہیں ہیں۔ ہمیں نئے سرے سے ان کو تعمیر کرنا چاہئے جس میں ضرورت زمانہ کا پورا پورا لحاظ ہو۔ مکان ہوادار صاف ستھرے بنائے جائیں۔ نقش و نگار کی ضرورت نہیں۔ صرف سادہ اور روشن ہونا ضروری ہے۔ مویشیوں کی آسائش و آرام کے لئے علیحدہ حصہ ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ انسان اور حیوان ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ بستے ہوئے گھروں میں مہمانوں کی آمد و رفت بھی لازمی ہوتی ہے۔ اس لئے مکان کی تعمیر کے وقت ایک آدھ کمرہ ایسا بھی ہونا چاہئے جہاں مہمان ٹھہر سکے۔

اس کے علاوہ دیہات کے راستوں کو صاف کرکے باقاعدہ سڑکیں بنانی چاہئیں۔ تاکہ آمد و رفت میں سہولت ہو۔ اس سے دیہات کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔

ہمارا لباس۔

ہمارا لباس بے حد ناقص اور بھدا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے فوراً تبدیل کرکے ایک ایسا لباس استعمال کیا جائے جو ایک انسان کے شایان شان ہو۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک چھوٹے سے دیہات میں ہمارے بھائیوں کا لباس ایک سا نہیں ہوتا۔ ایک مختصر سی بستی میں رنگا رنگ لباس دیکھنے والے کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے ملکوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا لباس یکساں صاف اور ستھرا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر اچھی بات کی نقل کر لینی چاہئے۔ خواہ وہ بات دشمن ہی سے کیوں نہ ملے۔ اسلئے ہمیں ہر وقت صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں۔ صحت کے لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے اور ویسے بھی اچھا لباس پہن کر صحیح انسان انسان نظر آنے لگتا ہے۔

ہماری آئندہ نسل۔

ہمیں اپنے بچوں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے انہیں پر آئندہ نسلوں کی بہتری کا انحصار ہے۔ انھیں ہمیشہ صاف اور ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان کو تعلیم کا شوق دلانا چاہئے۔ ان کی غذا سے کبھی غفلت نہیں برتنی چاہئے ان کے کھیلنے اور کودنے کے لئے علیحدہ میدان ہونا چاہئے ان سے کبھی بداخلاقی سے پیش نہیں آنا چاہئے۔ اور بچپن ہی میں انھیں محنت کا عادی بنا دینا چاہئے۔ تاکہ بڑے ہوکر یہ عادت ان کی زندگی کو خوشگوار بنا دے۔ کیونکہ انھیں بچوں کو ایک دن ہم لوگوں کی جگہ سنبھالنی ہے۔ اس لئے ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے ہم اپنے سے بہترین جانشین چھوڑ جائیں۔

بدرسمیں۔

ہم میں بہت سی بدرسمیں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ ہم بلا وجہ خرچ کرنے کے عادی ہیں۔ ماتم ہو یا شادی۔ بچہ کا مونڈن ہو یا ختنہ ایسی تقریبوں پر گھر پھونک کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں

اور صرف لوگوں کی وقتی شاباش اور واہ واہ سننے کے لئے عمر بھر کے لئے بدحالی پسند کر لیتے ہیں۔ ان حماقتوں سے نہ صرف ہم خود مصیبت میں پھنستے ہیں۔ بلکہ اپنی اولاد کی راہ میں بھی کانٹے بو جاتے ہیں۔ یہ کہاں کی دانائی ہے کہ ہنگامی تفریح کے بدلے زندگی کے سامان کو آگ لگا دی جائے۔ مہذب لوگ ہمیشہ ان باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسلئے ہم لوگوں کو اچھے آدمیوں کی باتوں کو نمونہ بنانا چاہئے۔

قرض اٹھا کر روپیہ کو آتشبازیوں، تیز تکلف دعوتوں اور ناچ رنگ پر خرچ کرنے سے دریغ کرنا چاہئے۔

مقدمہ بازی اور پنچایت۔

ہمارے دیہاتی بھائیوں کو ذرا ذرا سی بات پر عدالتوں میں مارے مارے پھرنے اور ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ چلانے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ مقدمہ بازی میں کون نہیں جانتا کہ وقت اور روپیہ کا خون ہوتا ہے۔ مانا کہ مقدمات کسی بے انصافی کو دور کرنے کے لئے دائر کئے جاتے ہیں۔ لیکن مقدمات کے بغیر بھی بے انصافیوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ انسان میں ضبط اور تحمل کا مادہ ہو۔ اگر ہم عقلمند ہیں تو ہمیں چاہئے کہ وقت اور روپیہ دونوں چیزوں کی قدر کریں کہ ان کو بچائیں۔ وہی روپیہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر صرف کریں۔ اپنی بہتری اور گاؤں کی بہبودی پر خرچ کریں۔ اگر کوئی کسی ہمسایہ کے خلاف شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ تو دیہات کی پنچایت کے ذریعہ سب کچھ فیصلہ ہو سکتا ہے۔ پنچایت میں ... اپنے گاؤں کے بڑے بوڑھے ہوں گے۔ وہ وہی فیصلہ کریں گے جو انصاف کا تقاضا ہوگا وہ تمام حالات سے پورے واقف ہوں گے۔ یقینی ہے کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہوگی۔ ہمیں ان بزرگوں کا حکم مان کر مقدمہ بازی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔

شہری ترقی۔

شہر دیہاتوں کی نسبت بہت کچھ ترقی کر چکے ہیں۔ بلند و بالا شاندار عمارات کا سلسلہ آئینہ کی طرح صاف سڑکیں سرمایہ داروں کے کارخانوں کی مشینوں کا شور اور چمنیوں کا دھواں۔ رہگیروں پر گرد و غبار چھوڑ کر نکل جانے والی رنگا رنگ موٹروں کی دوڑ۔ خوش پوش لوگوں کا ہجوم۔ نسوانی حسن کی بیباکانہ نمائش۔ امارت اور سامانِ زندگی کی فراوانی۔ تعلیم کا چرچا۔ یورپ کی تہذیب کی بے تحاشا نقالی جلسوں اور جلوسوں کی بھر مار۔ یہ سب انتہا ترقی کے سامان ہیں لیکن حقیقت میں یہ کوئی ترقی نہیں ہے۔ ایک ہی ... کو ... جبکہ لاکھوں انسان فاقہ ... ترقی نہیں کہلا سکتا۔ زمانہ جس تیزی سے دوڑ رہا ہے ہمارا سست چال اس کی گرد تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہم نے کتابوں میں پڑھا اور بڑے بوڑھوں سے بھی سنتے آئے ہیں کہ قطرہ قطرہ مل کر دریا کیسا سمندر بن جاتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ مل کر صحرا ہو جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی ہم اکٹھے مل کر کام کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔ پندرہ بیس ہم پیشہ دستکار مل کر ایک کامیاب کارخانہ چلا سکتے ہیں۔ اس طرح علیحدہ علیحدہ دستکاروں کی روزانہ کارگزاری سے مشترکہ کارگزاری بہر حال بہت زیادہ ہوگی۔ اگر کارخانہ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوگی تو پنچایت ...

بیس آدمیوں کی مشترکہ ضمانت پر بنک آسانی سے روپیہ بھی دے سکیگا۔ اور دوسری جگہوں کی نسبت سود بھی کم لے گا۔ یہ امداد صرف امداد باہمی کی بدولت مل سکتی ہے۔ آپس میں اتحاد اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی شکل نظر نہیں آتا۔ یورپ بھی امداد باہمی پہ عمل کر کے ترقی کی انتہائی منزلوں پر پہنچ گیا۔

قلوں میں ہم امداد باہمی کی مدد سے غلہ اور دوسری ضروریات کے ذخیرے کھول کر وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو موجودہ صورت میں ہمیں نصیب نہیں ہو سکتا۔ اچھا اور سستا سودا کون نہیں پسند کرتا۔ ہمارے امداد باہمی کے سٹور ان خوبیوں کے مالک ہوں گے۔ اور ان کی کامیابی ضروری ہے۔ اسی طرح کالجوں اور مدرسوں میں بھی لڑکوں کی ضروریات کی چیزیں سٹیشنری اور کتابوں کے سٹور امداد باہمی کے تحت سرسبز ہو سکتے ہیں۔ ان سٹوروں سے ہمیں سستی اور عمدہ چیزیں ہی نہیں ملیں گی۔ بلکہ ہم اتحاد باہمی سے کفایت شعاری اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا سیکھیں گے۔ چونکہ ہمارا سب کا فائدہ یکساں ہوگا۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کی بہتری چاہیں گے اور یہی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ہمارے بچے سکولوں اور کالجوں سے اتحادِ باہمی کے سٹوروں سے اپنا انتظام خود کرنے کا عملی سبق بھی لے کر نکلیں گے۔ جو انھیں زندگی کے ہر حصہ میں کام دے گا۔

شہر دیہاتوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ شہر کے لوگوں کا اخلاقی اور مادی اثر دیہاتوں پر بغیر کسی روک کے پڑتا رہتا ہے۔ شہریوں کو تو دیہاتوں میں جانے کا کم اتفاق ہوتا ہے۔ دیہاتی عام طور پر اپنی ضروریات کی چیزیں خریدنے۔ اپنی گھریلو دستکاریوں اور غلہ فروخت کرنے یا شہر کے میلوں، جلوسوں اور میلوں میں آئے دن آتے رہتے ہیں۔ اسلئے ان کے دماغوں پر شہر کی اچھی زندگی کا اثر پڑنا چاہیئے۔ وہ اپنے دماغوں میں عمدہ خیالات لے کر جائیں۔ ہماری مصروف زندگی انھیں ترغیب دے کہ وہ اپنے کام میں پہلے سے زیادہ تکلیف اٹھا کر اپنی حالت کو بدلیں۔ شہر کے بچے اگر صاف ستھرے لباس میں ہوں گے تو دیہاتی انھیں دیکھ کر اپنے بچوں کو بتائیں گے۔ کہ دیکھو کس طرح شہر کے بچے صاف ستھرے رہتے ہیں۔ اور کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

مختصر یہ کہ حالات کیسے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔ ہمیں کسی حال میں بھی مایوس ہو کر ہمت نہیں ہارنا چاہیئے۔ اگر ہم متواتر محنت اور کوشش کرتے رہے تو ہم بہت جلد تعلیم یافتہ مہذب اور خوشحال ہو کر رہیں گے۔ کیا سنا نہیں ؎

گھاٹیوں سے جو گزرا چوٹیوں پہ وہ پہنچا
پھر کہاں وہ گرتا ہے گر کے جو سنبھلتا ہے

حبیب کیفوی

آنکھوں کے متعلق

از قلم جناب حکیم شہزادہ غلام محمد صاحب

آنکھ جسم انسان میں مظہر الہیٰ کا ایک خاص آلہ ہے جس کی بدولت تمام حظوظ سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ اور یہی آنکھ کی دید کا اثر دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہوئے دینی و دنیاوی امور میں بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ غلط راستہ پر عمل کرتے ہوئے کام لے تو جہنم میں بھی چلا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں۔ ان کی حالت زار آپ کے روبرو عیاں ہے۔ کہ وہ لوگ کس ذلت اور محتاجی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ چونکہ بصارت کے مضمون کو جس قدر دور دراز لے جایا جائے کم ہے۔ لہذا میں اپنے مقصد کو پایہ تکمیل پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ اور اس نعمت کے کے پائیدار رکھنے اور حفاظت کرنے کے لیے چند مجرب نسخوں پر اکتفا کرتا ہوں جس سے خلق خدا کو عمل پیرا ہوتے ہوئے فائدہ عظیم ہو۔ اور وہ اس نعمت بصارت کو قائم رکھتے ہوئے دید کی دولت سے محروم نہ ہو جاویں۔

ضعف بصارت:۔

یہ لحاظ سن و سال بھی تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال جس باعث سے ہو۔ آئندہ حفظ ماتقدم ضروری ہے۔ خوراک میں اصلاح کریں۔ قبض نہ ہونے دیویں۔ زیادہ دماغی اور آنکھوں کی محنت سے بچاویں۔ آنکھوں کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی تقویت پہنچاویں۔ آنکھوں کو روزانہ صبح و شام ترپھلہ کے پانی یا سرد پانی سے دھوویں۔ اور چھینٹے مار مار کر دھویا کریں۔ کھلی ہوا اور سبزہ کی صبح سیر کرنا ضعف بصارت کا خاص علاج ہے۔

سرمہ سفید ضعف بصارت اور ہمیشہ استعمال کرنے والا کبھی آنکھ کی کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوتا۔

امیرانہ نسخہ۔

سرمہ سیاہ ۲ تولہ۔ سنگ بصری ایک تولہ۔ مروارید ناسفتہ ۶ ماشہ۔ مامیراں ۳ ماشہ۔ مرجان سوا تولہ۔ ورق طلا دو ماشہ۔ سب ادویہ کو خوب باریک مثل غبار کر کے چار روز تک آب ہلیلہ میں کھرل کریں۔ اور چار روز تک عرق گلاب میں کھرل کر کے خشک کریں۔ سلائی کے ہمراہ رات کو سوتے وقت آنکھوں میں ڈالیں۔

غریبانہ نسخہ۔

سرمہ اصفہانی ۴ ماشہ۔ نمک ششتہ ۸ ماشہ۔ زعفران اصلی ایک ماشہ۔ کافور نصف ماشہ۔ پوست ہلیلہ کابلی ۲ تولہ۔ تمر ہندی چار ماشہ۔ ہلیلہ اور تمر ہندی کو رات کے وقت پانی نصف

سیر میں بھگو دیویں۔ صبح جوش دیویں جب پانی نصف پاؤ رہ جاوے۔ ادویہ مذکورہ کو باریک کر کے اس پانی میں کھرل کرتے جاویں۔ جب خشک ہو جاوے سلائی کے ہمراہ آنکھوں میں لگایا کریں۔

نمبر ۳۔

یہ سرمہ ضعف بصارت کے علاوہ تاریکیٔ چشم وغیرہ۔ ٹپہ بال۔ خارش۔ سرخی۔ آشوب چشم کے لئے بھی مفید ہے۔

نسخہ۔ سہاگہ پھول کیا ہوا۔ نوشادر۔ سمندر جھاگ سنگ بصری۔ شورہ قلمی۔ پھٹکڑی پہلہ۔ مغز بلاس۔ مغز تخم سرس۔ نخود خام ہر ایک ۶ ماشہ سرمہ سیاہ دس تولہ ادویہ کو باریک کوٹ چھان کر ۸ تولہ لیموں کے پانی میں کھرل کریں۔ جب پانی خشک ہو کر اچھی طرح سے خشک ہو جاوے۔ غبار کی مانند سرمہ بناویں اور صرف ایک دفعہ دن میں سلائی سے آنکھوں میں ڈالا کریں۔

نمبر ۴۔

میرے عزیز فقیر محمد چشتی مرحوم شفاء الملک کا مایہ ناز نسخہ ضعف بصارت اور تمام امراض چشم اور ابتدائی موتیا بند کے لئے مفید۔ بارہا دفعہ کا آزمودہ نسخہ ہے۔ یہ نسخہ خاص راز تھا جس کو میں اپنے ملک اور منظم جماعت اہالیان پنچایت کے پیش کرتا ہوں تاکہ وہ خود اور اپنے زیر اثر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاویں۔

نسخہ۔ سرمہ سیاہ۔ سرمہ سفید ہر ایک ایک تولہ دونوں کو یک جا چربی گردہ میں لپٹیں کہ غلولہ سا بن جائے۔ ڈھاک کے کوئلوں میں اس غلولہ کو رکھ کر جلاویں۔ جب جلتے جلتے دھواں موقوف ہو جاوے۔ عرق گلاب ۳ آتشہ میں ۹ مرتبہ بجھا دیں۔ اس کے بعد مامیراں چینی۔ زعفران اصلی ہر ایک دو ماشہ مشک خالص کستوری نصف ماشہ۔ ان ادویہ اور سرموں کو سونف تازہ کے پانی میں پانچ یوم تک کھرل کرتے جاویں۔ اس کے بعد غبار کی طرح ہو جاویگا۔ رات کو سوتے وقت اور صبح سلائی کے ہمراہ آنکھوں میں ڈالا کریں۔ یہ سرمہ اب بھی مرحوم کے بعد مشرقی دواخانہ لاہور سے پانچ روپیہ ماشہ ملتا ہے۔

نمبر ۵۔

ٹپہ بال مشہور نام ہے۔

نسخہ۔ موچنے سے بال اکھیڑ کر زعفران اصلی باریک اس کی جگہ میں تین چار بار لگانے سے دوبارہ بال نہیں نکلینگے۔ یا نوشادر کو بکرے کے پتے کے پانی میں حل کر کے لگاویں۔

نمبر ۶۔

آشوب چشم اکثر گرمیوں میں اور موسم کی تبدیلی میں آنکھوں کا درد سرخی وغیرہ کا ہونا بچوں اور بوڑھوں کی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں

نسخہ۔ رسونت صاف شدہ ۴ تولہ ۹ ماشہ۔ پھٹکڑی سفید [illegible] (بھولا شدہ) دو تولہ ۲ ماشہ۔ افیون ایک تولہ دو ماشہ برگ نیم ۵ عدد۔ زعفران ۵ رتی۔ ادویہ کو عرق گلاب ۸ تولہ میں خوب کھرل کریں۔ جب گولی یا بتی بنانے کے قابل ہو جاوے۔ خواہ گولیاں اور خواہ ٹکیاں بنا دیں۔ بروقت ضرورت قدرے پانی میں گھس کر پپوٹوں پر لگا دیں۔

نمبر ۷۔

شب کوری۔ جسے رات کو نظر نہ آتا ہو۔ گدھے کا خون سلائی سے تر کر کے آنکھوں میں چند یوم متواتر ڈالنے سے

شب کوری دُور ہو جاتی ہے۔

نمبر ۸۔

اِبتدائی موتیا بند کے لئے نہایت تجربہ شدہ علاج یہ ہے۔

نسخہ۔ سیماب (پارہ) ایک ماشہ۔ کباب چینی ۳ ماشہ۔ سرمہ صفاہانی ایک تولہ۔ تخم وسمہ ایک تولہ۔ سب ادویہ کو کھرل کر کے باریک کرلیں۔ صبح و شام سلائی کے ہمراہ آنکھوں میں ڈالا کریں۔

اور اطریفل صغیر گشنیزی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ سے کھاویں۔ دو ماہ متواتر استعمال دوا سے موتیا بند جاتا رہے گا۔

علاوہ ان آنکھوں کے متعلق اگر کسی پنچایت کے ممبر صاحب کو کچھ دریافت کرنا ہو۔ تو چونکہ اب میں سری نگر سے لاہور آگیا ہوں پتہ ذیل پر بذریعہ خط و کتابت دریافت کرسکتے ہیں۔

لاہور کشمیری دروازہ۔ کوٹھی دل کشا۔ حکیم شہزادہ غلام محمد

اخبار دیش

مورخہ ۱۶ ؍ اگست ۱۹۴۱ء

اخبار دیش اپنے ایک مقالہ میں بہ عنوان "پنچایت افسر صاحب دھیان دیں"۔ سرپنچ پنچایت نرال کی طرف سے کالج کے ایک گروپ کی آمد ناتی کے لئے گزارش شایع کر کے زمینداروں کی اصلاح کے فرض سے اپنے آپ کو سبکدوش کرتا ہے۔

سرپنچ پنچایت نرال (کمیٹی) سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ مضمون سراسر بناوٹی ہے۔ نہ تو سرپنچ نے کوئی ایسا مضمون شایع کرنے کے لئے اخبار دیش کے عملہ میں سے کسی کو دیا۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی کو اس قسم کی گزارش شایع کرنے کے لئے زبانی کہا۔ بلکہ سرپنچ یہاں تک بیان کرتا ہے۔ کہ پنچایت کمیٹی کے کسی ممبر نے ایسا کرنے کی ذمہ داری اپنے سر نہیں لی۔ یہ مضمون خواہ مخواہ سرپنچ کی طرف سے شایع کیا گیا ہے

ہم اپنی طرف سے اس پر کچھ نہ لکھنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

ایڈیٹر۔

* بہی خواہان زمینداران کو چاہیئے کہ وہ دیہاتی دنیا میں اپنے مفید مطلب مضامین شایع کرا کے زمینداروں کو بہتری کا راستہ بتائیں۔

دو بہنیں

رات کے سناٹے میں جب سرزندہ انسان دن کی کوفت اور معاش کی فکر سے آزاد ہوکر راحت کی نیند سو رہا تھا۔ میں شہر کی آبادی سے بہت دور دنیا کی بے ثباتی اور دنیا والوں کی بے اعتنائی کے غم میں محو سر جھکائے جا رہا تھا۔ کہ اس اندھیرے میں مجھے دو لڑکیاں پاس سے کشاں کشاں جاتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ چونکہ وہ آپس میں مصروف گفتگو تھیں اور اندھیرا تھا۔ میری موجودگی کو محسوس نہ کر سکیں

آدھی رات۔ جنگل کا موقع۔ ہو کا عالم اور دو لڑکیاں تن تنہا۔ خدا جانے کیوں اس طرح بے تحاشا۔ بے خوف اور بے تکان چلی جا رہی تھیں۔ ان میں ایک سرو قد جوان لڑکی نظر آتی تھی۔ اور دوسری چھوٹی قریباً ۹ یا دس برس کی۔ گفتگو سے دونو بہنیں معلوم دیتی تھیں۔

میرا یہ اندازہ اس آواز سے تھا۔ جو میں نے اپنے کانوں سنی۔ وہ یوں ہمکلام تھیں۔

بڑی لڑکی: آج آٹھ دس دن ہوئے کہ اس شخص نے ایک پائی بھی تو خرچ نہ کی۔ آخر ہم کب تک اس کا گلا دبائے رکھتیں۔

چھوٹی: بہن۔ میں نے بھی اپنی طرف سے کمی نہ کی۔ یہ شخص تو کوڑی خرچ کرنا نہیں جانتا۔ بڑا ہی تو بخیل معلوم ہوتا ہے۔

بڑی: میں ساتھ کے گاؤں میں جا کر ابھی تم کو تماشا دکھلاتی ہوں۔ وہاں کا نمبردار بڑا مالدار ہے۔ زیادہ نہیں تو ہماری قسمت کا پلاؤ گوشت تو ملتا رہیگا۔ پچھلی کمی پوری ہو جائے گی۔

چھوٹی: اگر یہ بات تھی تو بہن پہلے ہی تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔

بڑی: میں اس شخص کی توند اور وضع قطع سے اس کو امیر جان کر دھوکا کھا گئی۔

چھوٹی: خیر اب جلدی جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ نمبردار بھی کہیں نکل جائے۔

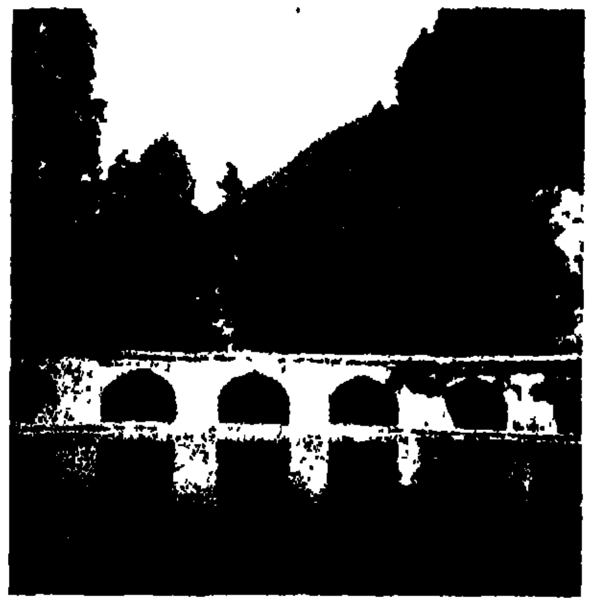
بڑی: وہ سامنے کے گاؤں میں اونچی چھت والا سفید مکان نمبردار کا ہے۔ چپکے سے کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو جانا۔ میں اس کا سر دبا رکھوں گی۔ تم اپنا کام شروع کر دینا۔

اگرچہ خوف مجھ پر طاری ہو چکا تھا لیکن یہ جاننے کے لئے یہ کون ہیں۔ میں بھی چپکے چپکے ان کے پیچھے ہو لیا۔ جب نمبردار کے گھر کے قریب پہنچے تو وہ دونوں لڑکیاں میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں۔ شاید اندھیرا غالب تھا۔ یا نیند کا غلبہ۔ میں مبہوت باہر کھڑا رہ گیا۔ ایک دھیمی سی آواز میں بڑی

MUSLIM UN
کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
دہلی
DELHI.



کشمیر میں کاغذ کی صنعت. کاغذ کو تیار کر کے صاف کیا جا رہا ہے



چشمۂ ویری ناگ کشمیر دریائے جہلم کا منبع



دیہات میں پانی کے نل کی بہار

لڑکی نے پکارا۔ خراش کہاں ہو۔

چھوٹی نہایت ادب سے بولی۔ جی آ رہی ہوں۔

میں فوراً سمجھ گیا۔ کہ بڑی بہن کا نام کھانسی ہوگا۔ کیونکہ گلا دبانے کا کام یہ دو ہی بہنیں کر سکتی ہیں۔ پہلے خراش پھر کھانسی گلے کا ہار ہو جاتی ہے۔

کھانسی پر قابو پا لینے سے پہلے خراش کا بندوبست ضروری ہے خراش کا قلع قمع دیسی طریقہ سے ملٹھی یا ملٹھی کرتی ہے۔ اور انگریزی علاج پوٹاس سوز کلینر کی گولیاں سے ہوتا ہے۔

ایڈیٹر

ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

چیف سکرٹری جنرل ڈیپارٹمنٹ

مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۱ء

مندرجہ ذیل پیغام بحکم حضور سری سرکار والا مدار ان اشخاص تک پہنچایا جا رہا ہے۔ جنھوں نے حضور تقدس مآب کے وسط شہر سے واپس تشریف فرما ہونے کے موقعہ پر آنحضور کے استقبال میں حصہ لیا۔ اور جنھوں نے آنحضور کے استقبال کو کامیاب بنانے میں امداد دی۔

پیغام

حضور اس جانب عوام الناس کے وسیع اجتماع سے جو بالارادہ ہوائی اڈہ سے محلات تک مہابدولت کی سواری کے ساتھ ساتھ اظہار خوشی کے لئے جمع تھا۔ ان کے خیر مقدمانہ کلمات کے اظہار اور متعدد محراب ہائے فتح سے بہت متاثر ہوئے یہ حقیقی پُر جوش استقبال تھا حضور اس۔ اب ہر شخص کو جتلا دینا چاہتے ہیں کہ مہابدولت اپنی وفادار رعایا کے اس جذبہ خیر مقدم بلاتحریک غیرے کے جو اُن کے دلوں کی عزت افزائی کا موجب ہے۔ قدر کرتے ہیں۔

دستخط

ہری سنگھ مہاراجہ

پنچایت ہوٹمرہ

آج ۱۰؍ کاتک اور یکم نومبر ۹۸ء کی درمیانی رات کے تقریباً نو بجے ناگہانی طور پر ہوٹمرہ تحصیل اننت ناگ کے گاؤں میں ایک محلہ میں سے آگ نمودار ہوئی جس نے آناً فاناً بڑھتے بڑھتے چار پانچ مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ آگ کے بلند شعلوں سے ان بدقسمت گھروں نے جمع کئے ہوئے گھاس۔ لکڑی اور دیگر ضروری سامان جو سردیوں کے لیے فراہم کیا گیا تھا۔ تباہ اور برباد کر دیا مکان جل کر خاکستر ہو گئے۔ کچھ چاول اور شالی جو گھروں میں تھی تباہ ہوئی۔ لیکن اس وقت جب کہ آگ نے اپنی تباہ کاری مچانی شروع کی تھی۔ ممبران پنچایت نے فوراً جمع ہو کر تمام لوگوں کو گھروں سے باہر نکال کر اس آگ پر قابو پانے کی کوشش شروع کی۔ اور انتہائی کوششوں سے ان بدنصیبوں کے شالی کے کوٹھاروں کو بچایا۔ اور مویشیوں اور دیگر سامان ضروری کو گھروں سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ اور آس پاس کے دوسرے مکانوں کے گھاس کے چھتوں کو جن پر آگ پھیلنے کا فوری خطرہ تھا نیچے اتار گیا۔ اگر اس وقت پر انتہائی کوشش اور قدرت کی طرف سے رحم نہ ہوتا۔ تو تمام محلہ جس میں تقریباً چالیس پچاس گھر آباد تھے۔ جل کر خاکستر ہو جاتے۔

اس ذیل میں ممبران پنچایت نے بے حد سرگرمی فرمائی جس کے ہم زمینداران۔ محکمہ پنچایت اور خصوصیت سے حضور سری سرکار والا مدار کے شکرگزار ہیں۔ جن کی ذرہ نوازی سے ہمیں بے شمار آسائشیں میسر آئیں۔

نامہ نگار

پروپاگنڈا وین

نومبر ۱۹۹۷ء سے اسوج ۱۹۹۸ء تک پروپاگنڈا وین نے تقریباً چار ہزار تین صد چھتیس میل (۴۳۳۶) سفر طے کیا۔ اور اس سفر میں ۴۳۲ گیلن پیٹرول خرید ہوا۔ وین کے ذریعہ تقریباً یک صد گاؤں میں ۰۰۰۰۰ ہزار اشخاص کو پنچایت دیہات سدھار آڈلٹ ایجوکیشن۔ کواپریٹو۔ ایگری کلچر۔ وار پمفلٹ۔ کیٹل شو۔ اتفاق۔ گھریلو زندگی۔ دستکاری۔ تابعداری۔ احکام ہز ہائینس گورنمنٹ کے فوائد اور ان مضامین پر لیکچر سنائے گئے۔ اور تقریباً تیس مقامات پر سنگر پارٹی کے ذریعہ پنچایت اور دیہات سدھار کی خوبیاں سنائی گئیں۔ رسالہ دیہاتی دنیا اور وار پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔

کتب مفاد عامہ پنچایتوں میں تقسیم ہوئیں۔ دیہاتی صفائی اور پنچایت کے فوائد پر جلسے کیے گئے۔ شالی کے انتظام کے سلسلہ میں مفید پروپاگنڈا کیا گیا۔ سیلاب زدگان کی امدادی کمیٹی کے ہمراہ رہ کر پروپاگنڈا ورک انجام دیا۔

تحریر ۱۶؍ نومبر ۱۹۹۸ء

انسپکٹر انچارج وین



آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن سے

یہ خبریں آپ نے محکمہ اصلاح دیہات و پنچایت ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے صدر دفتر جموں سے سن رہے ہیں۔ یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔ مگر انہیں آپ اپنے دوستوں کو سنا سکتے ہیں۔ اور اخباروں میں چھاپ سکتے ہیں۔

امسال ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۴۱ء تک کشمیر کے کل سیاحان کی تعداد ۲۹۱۰۲ بمقابلہ ۲۸۰۳۵ کے تھی۔ جو ان ہی ایام میں گزشتہ سال وارد ہوئے تھے۔ ان میں ۷۰۹۷ یورپین بمقابلہ گزشتہ ۷۰۹۷ کے اور ۲۱۱۳۲ ہندوستانی بمقابلہ ۲۰۷۸۰ کے تھے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے دوبارہ باہر کے مال کی درآمد کے قواعد کی اصلاح کے متعلق احکام جاری فرما دیئے ہیں۔ اس جنگ کے تحت لیے مال کی برطانوی ہند سے دوبارہ درآمد جو پہلی صورت اور حالت میں وصول کی جاتی تھی۔ ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ماسوائے اس کے کہ جب تک انسپکٹر صاحب کسٹم و ایکسائز پہلے پرمٹ جاری نہ کریں۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے بحکم پھاگن سمت ۱۹۹۸ سے اس سلسلے میں احکام جاری فرماتے ہیں۔ کہ صوبہ جموں میں کاہچرائی کے انرخ ان لیلوں اور بکری کے بچوں کے لیے نصف مقرر کئے گئے ہیں۔ جو چرواہے صوبہ کشمیر میں کاہچرائی کے لیے لے جائیں۔ اور جن کی عمر کاہچرائی کے اختتام سال کے دو ماہ کے اندر لگان کے قابل ہو۔

حضور کمانڈر انچیف۔ شاہی افواج وسطِ شرق نے خوشنودی

مزاح سے (۱) لیفٹنٹ مدن لال (وید) فسٹ جموں اینڈ کشمیر ماؤنٹین بیٹری کو ملٹری کراس عطا فرمایا ہے۔

(۲) سپاہی قابل سنگھ اور سپاہی دلوی دیال آف فسٹ جموں اینڈ کشمیر ماؤنٹین بیٹری کو انڈین ڈسٹنگوشڈ سروس میڈل عطا کیا گیا ہے۔ انھوں نے میدان جنگ میں اپنے فرض کو جانفشانی اور بہادری سے انجام دیا۔

اول الذکر افسر ایک برٹش بٹالین کی کمان کے ماتحت تھا۔ اُس کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ شام میں دمشق کے قریب ایک بڑی پہاڑی کو حاصل کرے۔ پو پھوٹنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس بٹالین کو مشین گنوں کی ایک بھاری بوچھاڑ اور خوفناک گولہ باری نے روک دیا۔ لفٹنٹ مدن لال وید کو بحیثیت فارورڈ آبزرویشن افسر کے آگے بھیجا گیا۔ وہ ایک کھلی وادی کے پار ہو گیا۔ جس میں مشین گنوں سے گولیاں برس رہی تھیں اور جہاں صبح کے دھندلے سے قبل کسی قسم کی نقل و حرکت نہیں کی گئی تھی۔ وہ پیادہ فوج کی کمپنی میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنے توپخانے کے ساتھ الحاق پیدا کر لیا۔ اور نہایت موثر طور پر عملی قدم اٹھاتے ہوئے ایک مشین گن اور ایک مورچہ کو تباہ کر دیا۔ اگرچہ وہ مقام تین طرفوں سے دشمن نے گھیرا ہوا تھا۔ وہ مطمئن اور بغیر گھبراہٹ کے مستعد رہا۔ اور یہ اُس کے توپخانے ہی کے جلد اور موثر انداز میں گولہ باری کرنے کا باعث تھا۔ کہ دشمن کے جوابی حملے بے کار کر دیئے گئے۔

سپاہی دلوی دیال نے ۱۱ جولائی کو جبال ‍ ‍ ‍ ‍ کے حملہ میں دمشق کے خطہ میں کار نمایاں کر کے تمغہ حاصل کیا تھا۔ جبکہ توپخانہ اور دیگر الائیڈ مورچوں پر نازیوں کی گولہ باری ہو رہی تھی اور یہ اندیشہ

ہو رہا تھا کہ خچریں جو کہ مل چکی تھیں۔ اپنی اصلی جگہ چھوڑ کر بھاگ اٹھیں گی ڈرائیوروں کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ انھیں پکڑ رکھیں اور کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ ایسا کرتے ہوئے دلوی دیال سپاہی کے ایک گولہ لگا جس نے اس کے دایاں بازوں کو علیحدہ کر دیا۔ باوجود اس بری طرح زخمی ہونے کے اس نے اپنی خچر کو قابو میں رکھا۔ اور ایک خندق میں لے گیا۔ اس نے ڈیوٹی سے علیحدگی کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اور اس امر پر زور دیا کہ وہ ابھی ڈیوٹی دینے کے قابل تھا۔

ماہ نومبر ۱۹۴۱ء کے دوران میں کشمیر وار ایڈ کمیٹی فنڈ (جنگی امدادی فنڈ) کی آمدن مبلغ دس ہزار روپیہ تھی۔ مبلغ ۵۱۰۸۱۶ روپیہ کے اخراجات سے اس ماہ میں مبلغ پچاس ہزار کی رقم وسط شرق کی ہندی افواج کی آسائش کے لیے خرچ کی گئی۔ کرسمس پر آزاد فرانسیسی افواج کو نوارک کے پیکٹ مہیا کرنے کے لئے مبلغ پانصد۔ اور اشیاء کے لئے جو اُن کارکن جماعتوں کے لئے خرچ کئے گئے جو افواج کو آرام اور آسائشیں مہیا کرتی رہیں۔ مبلغ ۱۰۳۰٪۔ مزید برآں ہزہائینس مہاراجہ بہادر نے اپنی جیب خاص سے کئی رقوم جن کا مجموعہ مبلغ ۲۷۵۰۰ روپیہ ہوتا ہے۔ مختلف مقاصد کے لئے جن کا تعلق جنگ سے تھا۔ عطا کیں۔ اس میں برقی پنکھے جو کائیرو میں ہندوستانی کلب کے سپاہیوں کیلئے خریدے گئے شامل تھے۔ اور وسط شرق میں ہندوستانی افواج کو آرام و آسائش مہیا کی گئیں۔

ہز ایکسلینسی کمانڈر ان چیف انڈیا نے نائیک نرنجن سنگھ نمبر ۲ جموں و کشمیر انفنٹری کو انڈین ڈسٹنگوشڈ سروس میڈل کا تمغہ بہ صلہ نمایاں بہادری و سرفروشی عطا فرمایا۔ یہ نن کمیشن افسر وزیرستان میں اسکاؤٹ کے ایک ہلکی مشین گن کے حصے کا انچارج تھا۔ ایک سپاہی ایک پہاڑی پر قبضہ کرنے کے بعد بندوق چلاتے وقت بُری طرح سے زخمی ہوا۔ نرنجن سنگھ فوراً اس کی امداد کو پہنچا لیکن وہ خود بہت بُری طرح زخمی ہوا۔ اپنے زخم کی پروا نہ کرتے ہوئے وہ زخمی سپاہی کو بچا کر لے گیا اور اپنے سیکشن کا کام بھی جاری رکھا۔ تین گھنٹوں کے بعد اس کے کمپنی کمانڈر نے اس کو واپسی کا حکم دیا۔ اس نے اپنے فرائض کی جانفشانہ انجام دہی گولیوں کی بوچھاڑ میں پایۂ تکمیل کو پہنچائی۔

پبلسٹی افسر

(بقیہ صفحہ ۳۲) تجربات گاجر

تاکہ کسی قدر نرم ہو جائیں۔ پھر اُن کو پھیلا کر ہوا میں رکھ دیں تاکہ اوپر کی رطوبت خشک ہو جائے۔ نمک و سرخ مرچ اور دیگر مصالحہ جات ضرورت کے مطابق ڈال کر ان ٹکڑوں پر چھڑک کر برتن میں ڈالیں اور دھوپ میں رکھ دیں۔ اور دن میں چند بار ہلاتے رہیں۔ جب گاجروں سے رطوبت نکل کر خشک ہو جائے۔ تو اُن میں سرکہ اس قدر ڈالیں کہ گاجروں سے اوپر رہے پھر اُسے رکھ دیں چند دنوں میں عمدہ اچار تیار ہوگا۔

فوائد۔ یہ اچار مقوی معدہ اور ہاضم ہے حسب برداشت کھائیں

حلوائے گاجر

گاجر سرخ رنگ شیریں صاف کر کے ایک سیر لیں چھوہارہ موٹا گٹھلی نکال کر نصف سیر۔ دونوں شیر گاؤ میں اس قدر پکائیں کہ خوب گل جائیں پھر نکال کر لکڑی کے ڈنڈے سے اچھی طرح کوٹ لیں۔ اور روغن زرد میں بریاں کریں۔ بھنے ہوئے چنے کا آٹا۔ میدہ گندم ہر ایک ۵ تولہ علیحدہ روغن زرد میں بریاں شدہ شامل کریں۔ مصری ایک سیر شہد خالص نصف سیر قوام دے کر یہ چیزیں ملائیں۔ اور دو تین جوش دے کر مغز فندق، مغز بادام شیریں، مغز پستہ، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ ہر ایک تین تولہ، ثعلب مصری، گوکھرو پروردہ، دارچینی، زنجبیل، خولنجاں ہر ایک ۱۰ ماشہ۔ زعفران، مشک خالص ہر ایک ۳ ماشہ اضافہ کریں۔ اور ہر روز علی الصبح بقدر ۳ تولہ ہمراہ شیر گاؤ تازہ کھاتے رہیں۔ فوائد: مقوی باہ۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ درد کمر و ضعف گردہ کیلئے مجرب ہے۔

نمبر ۲۔ مغز تخم تربوز، مغز تخم خربوزہ، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم خیارین، دارچینی، مغز بادام، مغز پستہ، چھوہارہ ہر ایک چار تولہ، ثعلب مصری نیم پاؤ بھر، گاجر دو سیر، روغن گاؤ پاؤ بھر، شکر سفید ڈیڑھ سیر، گلاب بقدر ضرورت۔

پہلے گاجروں کو صاف کر کے پانی میں جوش دیں۔ جب گل جائیں ہاتھوں سے مل کر کپڑے سے چھان لیں۔ پھر ان کو روغن زرد میں یہاں تک بریاں کریں کہ سرخ ہو جائیں۔ اور اُن میں پانی کی رطوبت نہ رہے پھر شکر ڈال کر قوام دیں۔ اور مغزیات پیس کر شامل کریں۔ اگر چاہیں تو مشک اور زعفران کا بھی اضافہ کریں۔ فوائد۔ مقوی باہ و گردہ۔

ماخوذ از رہنمائے زندگی

کام کی باتیں

امراض اور اُن کے علاج

اورنگ زیبی پھوڑا۔

جس عالمگیری پھنسی۔ لاہور سورا اور دلی سور بھی کہتے ہیں۔ اور جو عموماً ہڈی کے مقام پر یا جوڑ پر پیدا ہوتا ہے۔ اس پر ابتدائی حالت میں کسی قدر مٹیالے رنگ کا کھرنڈ جما رہتا ہے۔ اُس کے چاروں طرف سرخی اور کسی قدر ورم ہوتا ہے۔ کناروں پر میٹھی میٹھی خارش ہوتی ہے۔ اور اکثر پانی کا رساؤ رہتا ہے۔ شدید حالات میں سرخ رنگ کا گول گہرا اور کنگورے دار زخم ہوتا ہے۔ زخم وغیرہ اُس کے گول کناروں پر سُرخ سُرخ گول دانے سے ہوتے ہیں پیپ اور خون بکثرت نکلتا رہتا ہے۔ بہت کم مرہم ایسے ملتے ہیں جو اس کے لئے شافی ہوں۔ ڈاکٹروں کی قابلیتیں اس کے لیے رکھی ہی رہ جاتی ہیں۔ اور وہ اپنے اصولی علاج ڈریسنگ واسنگ وغیرہ کے زعم میں اس پھوڑے کو دوسرے شدید مہلک قسم کے زخموں میں تبدیل کر کے مریض کی جان کو وبال میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کے مریض کو مندرجہ ذیل مرہم بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے

نسخہ: چونے کے پانی میں رسوت اس قدر حل کیجئے کہ وہ کسی قدر غلیظ ہو جائے بس صبح شام زخم کو نیم کے تازہ پتوں سے کہ جوشاندہ سے اچھی طرح دھو کر صاف اور خشک کر کے لگا دیجئے پٹی وغیرہ باندھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ گرد و غبار سے محفوظ رکھنے کے لئے اس پر باریک کپڑا باندھ سکتے ہیں۔ ہفتہ عشرہ میں آرام ہو جائیگا

داد۔ چنبل۔ اگزیما۔

لاہور سورا (عالمگیری پھوڑے) کی طرح یہ مرض بھی بہت مشکل سے اچھا ہوتا ہے۔ ہزاروں نسخے کتابوں میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر بھی اپنی ساری اصولی کوششیں صرف کر دیتے ہیں لیکن بہت کم لوگ صحت یاب ہوتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ نہایت ہی موثر اور تیر بہدف پایا گیا ہے۔ میں نے ایک شخص پر جس کے فوطوں پر ۲۰ سال سے داد تھا۔ اور وہ ہر قسم کے اصولی اور بے اصولی علاج کرا چکا تھا۔ اس مرہم کو استعمال کیا۔ کچھ عرصہ کے استعمال سے مریض بالکل تندرست ہو گیا۔

نسخہ: چھپر کا دھواں (دھواں جو اکثر غریبوں کے چھپروں میں لٹکا رہتا ہے جس کو دھوانکی کہتے ہیں اور اکثر مکڑی کے جالے کے چھپر میں بھی جمع ہو کر لٹکا رہتا ہے۔ پانچ تولہ۔ مرچ سیاہ پانچ تولہ۔ سرسوں کا تیل ۱۰ تولہ۔

ترکیب تیاری: تیل کو خوب جوش دیجئے عین جوش کے وقت کالی مرچیں کوٹ کر اس میں ڈال دیجئے۔ جب وہ جل جائیں۔ تو وہ کڑاہی کو چولہے سے اتار کر کسی لوہے کے دستے سے خوب رگڑیے حتیٰ کہ وہ تیل

بن بالکل مل جائیں۔ بعد ازاں وہ دھواں شامل کرکے رگڑ دیجئے یعنی گھونٹئے۔ یہاں تک کہ مرکب مثل مرہم غلیظ اور چکنا ہو جائے۔ بس دوا تیار ہے۔ زخم کو مذکورہ بالا طریقے سے دھو کر اور صاف کرکے مرہم لگا دیجئے ضرورت ہو تو زخم کی حفاظت کے لئے باریک کپڑے کی پٹی باندھ دیجئے۔

خارش تر و خشک۔

اس مرض کے شدید حالات میں اندرونی طور پر جوش خون کو تسکین پہنچانے کی غرض سے۔ نقوع شاہترہ (یعنی شاہترہ ۷ ماشہ چرائتہ ۵ ماشہ۔ سرپھوکہ ۷ ماشہ۔ منڈی ۵ ماشہ۔ عناب ۵ دانے چھوٹی ہڑ کوٹی ہوئی ۳ ماشہ۔ صندل سرخ ۳ ماشہ بنفشہ معزی ۴ ماشہ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو مل کر اور چھان کر شربت عناب ۲ تولہ ملا دیں) کا پینا ضروری ہے۔ بیرونی طور پر بطور مالش یہ نسخہ اکثر حالات میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

گن دھک آملہ سار۔ بابچی۔ مردار سنگ۔ ہلدی۔ کتھ سفید۔
نسخہ: سلکھری (سنگجراحت) ہر ایک دو دو ماشے۔ طوطیا ۲ ماشہ ان سب کو نہایت باریک پیس کر کپڑ چھان کرکے محفوظ رکھیں۔ بوقت ضرورت تقریباً چھ ماشے دوا ۲ تولے سرسوں کے تیل میں ملا کر رات کو بدن پر مالش کریں۔ اور صبح کو مہندی پسی ہوئی اور بیسن برابر وزن ملا کر پانی میں گھول کر سارے بدن پر بطور صابن مل کر گرم پانی سے غسل کریں۔ تین چار روز کے استعمال سے خارش دور ہو جائیگی۔

روز کی واقفیت

نقلی ریشم کے کپڑے دھونے کی ترکیب۔

نقلی ریشم کے کپڑوں کی چمک عموماً دھلائی کی خرابی سے غائب ہو جاتی ہے۔ ایسے کپڑوں میں پھر سے چمک لانے کے لئے انھیں گرم پانی میں ڈال دینا چاہئے جس میں ایک کوارٹ پانی میں دو چمچے کے حساب سے سرکہ پڑا ہو۔ اس طرح کے پانی میں کپڑوں کو ملنا چاہئے۔ اس کے بعد ایک سوکھے کپڑے سے اس کی نمی کھا لینی چاہئے اور جب قریب قریب سوکھ جائیں تب ان پر لوہا (استری) کر دینا چاہئے

میلے ہاتھوں کو صاف کرنے کا طریقہ۔

گھر کے کام کاج سے ہاتھ چاہے جتنے میلے ہو گئے ہوں انھیں صاف اور ملائم بنا دینے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی کھردری شکر لے کر اسے ہاتھوں میں اچھی طرح ملے لیکن پانی ساتھ استعمال نہ کیا جائے۔ ایسا کرنے سے ہاتھ بہت صاف اور ملائم ہو جاتے ہیں

پالش کے دھبے مٹانا۔

بہت اچھے پالش والے فرنیچر پر جب انگلیوں کے دھبے پڑ جائیں اور انھیں چھڑانا ہو۔ تو پیرافن میں ایک کپڑا ڈبو کر اس سے صاف کر دینا چاہئے۔ سوکھ جانے پر اس کو کپڑے سے پالش کر دینا چاہئے

انڈوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ۔

انڈوں کو کھڑی حالت میں رکھنے سے ان کا سواد زیادہ عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ انڈے کا بڑا سرا نیچے کی طرف ہونا چاہئے اس کے لئے ایک درجن یا اس سے کچھ کم و بیش تعداد میں سستے انڈوں والے پیالے کافی ہوں گے۔

بیمار کے کمرے کی ہوا صاف کرنا

کبھی کبھی بیماری کی حالت میں کمرے کی ہوا کو جلدی جلدی

بدن ضروری ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کھڑکیوں اور دروازوں کے زیادہ دیر تک کھلے رہنے سے سردی نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے سہل طریقہ یہ ہے کہ کھڑکیوں کو کھول کر دروازے کو دس بارہ دفعہ زور زور سے پنکھے کی طرح ہلاتے ہوئے جلدی جلدی کھولنا اور بند کرنا چاہئے۔

دودھ کا استعمال

بعض لوگ دودھ کا استعمال محض اس لئے نہیں کرتے کہ دودھ کو طبیعت کے موافق نہیں پاتے یعنی انھیں ہضم نہیں ہو سکتا اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ دودھ کے استعمال کا صحیح طریقہ نہیں جانتے ایسے لوگوں کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات پر کاربند ہونا مفید ہے۔

(۱) علی الصباح تازہ دوہا ہوا دودھ (دھار دشن) پینا مقوی ہوتا ہے۔ جسم کو تازگی بخشتا ہے۔ حرارت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ (۲) دوپہر کو کھانا کھانے کے تین گھنٹہ بعد) دودھ پینا، طاقت اور حرارت ہاضمہ میں اضافہ کرتا ہے۔ اور پرانا بخار اور صفرا کی زیادتی دور کرتا ہے۔ (۳) رات کو دودھ پینا بچوں کی نشوونما کے لئے نہایت مفید ہے۔ بوڑھوں کے سرمایۂ زیست میں اضافہ کرتا ہے۔ آنکھوں کے لئے مفید ہے۔ دن کو دودھ پی کر نہیں سونا چاہئے۔ (۴) رات کے وقت دودھ پینے کے متعلق عام اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی اس کے حق میں ہے کوئی مخالف۔ (۵) چونکہ دودھ ایک غذائی چیز ہے۔ اس لئے مریضانِ احتلام کے لئے رات کو دودھ پینا غیر مفید ہے۔ نیز کھانا کھا کر فوراً دودھ پی کر سو جانا بد ہضمی کا باعث ہے۔

(۶) استری بھوگ کے بعد تو ضرور دودھ پینا چاہئے۔ اس سے زائل شدہ طاقت از سر نو واپس آ جاتی ہے۔ ایسے دودھ میں گرم کرتے وقت چھوہارہ اور ڈیڑھ رتی کیسر خالص کشمیری ملا لیں۔ تو زیادہ مفید ہے۔ (۷) دودھ ایک ایک گھونٹ کر کے پینا چاہئے۔ اس طریقہ سے کمزور معدہ بھی بآسانی دودھ ہضم کرنے کے قابل ہو سکتا ہے اور جسم میں خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ (۸) جن لوگوں کے پیٹ میں دودھ پیتے ہی گڑگڑاہٹ اور بدہضمی ہو انھیں دودھ پینے ایک گھنٹہ پیشتر ایک لیموں کا رس نکال کر اس میں دو تین چمچہ پانی ملا کر پی لینا چاہئے۔ (۹) کمزور آدمیوں کو جتنا دودھ بآسانی ہضم ہو سکے اتنا ہی پینا چاہئے۔ (۱۰) زیادہ جوش کیا ہوا دودھ دیر ہضم اور قابض ہوا کرتا ہے۔ (۱۱) جن کو بیماری یا کمزوری کے باعث دودھ ہضم نہ ہوتا ہو۔ انھیں چھان کر پینا چاہئے۔ (۱۲) جو بظاہر دودھ کو ہضم نہ کر سکیں۔ اور تندرست ہوں۔ وہ ایک پاؤ دودھ میں سہاگہ بریاں (بھونا ہوا) ایک رتی قدرے لائم واٹر (چونہ کا پانی) ملا کر استعمال کریں۔ (۱۳) دودھ کے استعمال کے عین بعد ترشی جیسا دہی وغیرہ ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے خون بگڑ جاتا ہے اور ہاضمہ میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔

مجرباتِ گاجر

آچار گاجر:۔

گاجروں کے پتّے دور کر کے طول میں نصف یا چار حصے کر لیں۔ اور گرم پانی میں تھوڑی دیر ابال لیں۔ (باقی صفحہ ۴۹ پر)

مکالمہ

دیہات سدھار

پہلا منظر

(خزاں کا موسم ہے. زمیندار گاؤں کے باہر ایک طرف کو آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں. اُن کی نقل وحرکت سے معلوم ہوتا ہے. کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آنے والا ہے. پاس ہی دو آدمی کھڑے باتیں کر رہے ہیں. ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کا گنوار اور ایک طالب علم معلوم ہوتا ہے)

گنوار:۔ اسلم! آج یہاں اتنی چہل پہل کیوں ہے. لوگ کس کا انتظار کر رہے ہیں. کیا تحصیلدار صاحب گاؤں کا معائنہ کرنے آ رہے ہیں.؟

اسلم:۔ نہیں بھائی تحصیلدار صاحب تو نہیں البتہ ڈاکٹر صاحب گاؤں میں علاج کے لئے آ رہے ہیں.

گنوار:۔ تب تو بڑا اچھا ہوا. میں گزشتہ تین سال سے بیمار ہوں. کھانسی بڑا تنگ کرتی ہے. اُس کے ساتھ کالے رنگ کا تھوک آتا ہے. میں بھی ڈاکٹر صاحب کے پاس علاج کے لئے جاؤں گا.

اسلم:۔ بھائی اُن سے تو تمہارا علاج نہیں ہو سکے گا. وہ تو ویٹرنری ڈاکٹر ہیں.

گنوار:۔ یہ کیا کہا تم نے؟ بٹرنری! یہ بٹرنری کیا بلا ہوتی ہے؟ بٹرنری ڈاکٹر یہاں کیا لینے آ رہا ہے. اس گاؤں میں تو کوئی بٹرنری نہیں ہوتی.

اسلم:۔ بھائی بٹرنری نہیں ویٹرنری کوئی بلا نہیں ہوتی. ہماری سرکار نے زمینداروں کی بہبودی کے لیے ایک محکمہ کھول رکھا ہے جس کا نام محکمہ ویٹرنری ہے. یہ محکمہ سالانہ دواؤں اور علاج پر زر کثیر خرچ کرتا ہے. اس محکمہ کا کام زمینداروں کے جانوروں کا مفت علاج کرنا اور جانوروں کی نسل بڑھانا ہے. یہ ڈاکٹر صاحب اسی محکمہ کے آدمی ہیں. اور یہاں جانوروں کا علاج کرنے آ رہے ہیں.

گنوار:۔ اب سمجھا. گویا یہ سلوتری ہیں سلوتری. ہمارے گاؤں میں بھی ایک سلوتری ہے. جو کہ چارپایوں کی بیماریوں سے خوب واقف ہیں.

اسلم:۔ یہ ویسا سلوتری نہیں. سرکار نے زر کثیر خرچ کر کے انہیں بیرونی ممالک میں ڈاکٹری سیکھنے کے لیے بھیجا تھا. چار سال ٹریننگ کر کے واپس آئے ہیں. اور اس دوران میں کالج میں جانوروں کی بیماریوں اور علاج کے متعلق کافی تجربہ حاصل کیا ہے. یہ معمولی سلوتری نہیں. یہ ہماری سرکار کی کمال مہربانی ہے. کہ زمیندار تو کیا. زمیندار کے بے زبان جانوروں کے لئے بھی ڈاکٹر مقرر کر رکھے ہیں. دوائی مفت تقسیم ہوتی ہے. جانوروں کی نسل بڑھانے کے لئے دیگر ممالک سے اعلیٰ قسم کے قیمتی سانڈ

مہیا کئے جاتے ہیں۔ جنھیں سرکاری خرچہ پر گاؤں میں زمینداروں کے مفاد کے لئے رکھا گیا ہے۔

گنوار:- واقعی ہمارے مہاراجہ بہادر زمینداروں پر بڑے مہربان ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ اگر کوئی بیمار پڑتا۔ تو اُسے نیم حکیم خطرہ جان کے تجربات کا شکار ہونا پڑتا یا خود بخود مر جاتا اگر کوئی صاحب مقدور ہوتا۔ تو بیمار کو علاج کے لئے شہر لے جاتا۔ آگے اُس کی قسمت۔ اب یہ زمانہ ہے کہ سرکار والا کے سایۂ عاطفت میں انسان تو کیا۔ جانوروں کے علاج کے لئے ڈاکٹر گاؤں گاؤں پھرتے ہیں۔

اسلم:- ہمیں ایسے حکمران پر ناز ہونا چاہئے۔ اور اُن کی سلامتی کے لئے ہمیشہ دعا کرنی چاہئے۔

گنوار:- خدا ہماری مہربان سرکار کو دائم و قائم رکھے۔

اسلم:- جانوروں کی بیماریوں کے علاج اور نسل بڑھانے کے متعلق اگر کچھ معلوم کرنا چاہو۔ یا کسی جانور کا علاج کرانا ہو۔ تو ڈاکٹر صاحب کے پاس چلے جانا۔ بڑے ملنسار۔ لائق اور ہمدرد آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ علاج بھی کریں گے اور جانوروں کے رکھنے اور پالنے کے متعلق تمھیں بہت سی مفید باتیں بتائیں گے سرکار والا جس کام پر زمینداروں کے لئے زر کثیر خرچ کریں۔ زمینداروں کا فرض ہے کہ اس کا ہر ممکن اور جائز فائدہ اٹھائیں۔

گنوار:- مہربانی! تم نے تو مجھے بڑی مفید باتیں بتائیں۔ دو تین بکریاں چند دنوں سے بیمار ہیں۔ میں اُن کو ابھی ڈاکٹر صاحب کے پاس علاج کے لئے لے جاتا ہوں۔ اور اپنا علاج بھی کراؤنگا۔

دوسرا منظر

(گاؤں کے باہر کچھ فاصلے پر چنار کے چند درخت کھڑے ہیں۔ پانی کی ایک چھوٹی سی ندی پتھروں کے ساتھ سر ٹکراتی اور شور مچاتی ہوئی ایک طرف کو نکل جاتی ہے۔ لب جو چھوٹا چھوٹا سبزہ ہے۔ درختوں پہ چڑیوں کے چہچہوں نے شور مچا رکھا ہے۔ سورج دن بھر کا تھکا ہوا مغرب کو جا رہا ہے۔ دھوپ کی کرنیں درختوں کو الوداع کہہ رہی ہیں۔ ایک طرف چالیس پچاس آدمی بیٹھے ہوئے ایک نئی روشنی کے آدمی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب ہیں۔ جو زمینداروں کو جانوروں کے متعلق مفید باتیں بتا رہے ہیں۔ اور نسل کشی حیوانات اور آختہ گری کے فوائد بتا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے انھیں تمام مویشی جمع کرنے کو کہا ہے۔ اور زمیندار لوگ کل کا وعدہ لے کر اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ اتنے میں ایک گنوار چند بکریوں کو لئے ہانپتا ہوا ڈاکٹر صاحب کے قریب پہنچتا ہے۔

گنوار:- ڈاکٹر صاحب! میری بکریاں بیمار ہیں۔ چاروں پاؤں میں نہ معلوم کیا ہوا ہے۔ بالکل لنگڑاتی ہوئی چلتی ہیں۔

ڈاکٹر:- ان کا حال کب سے ایسا ہے۔ کیا منہ کھر کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

گنوار:- تقریباً ایک مہینہ ہوا کہ گاؤں کے تمام جانور منہ کھر کی بیماری میں مبتلا تھے۔ شاید یہ بھی بیمار ہو گئی ہوں۔

ڈاکٹر:- یہی تو تمھاری غلطی ہے۔ دراصل تمھیں معلوم ہی نہیں کہ منہ کھر کی بیماری کے دوران میں جانور پر کیا گزرتی ہے۔

گنوار:- کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔ کہ منہ کھر کی بیماری کس کس

جانور پر اثر کرتی ہے۔ اور اس کی کیا علامات ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر:- سنو! دہنہ کھر کی بیماری ہمارے ملک میں گائے، بیل، بھیڑ بکریوں میں ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کے زہریلے مادے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی چھوت جانوروں میں بڑی تیزی سے پھیلتی ہے۔ اول تو جانور کچھ گم سم سا کھڑا رہتا ہے۔ اس حالت میں اسے بخار ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی منہ میں آبلے پڑ جاتے ہیں جن میں پیلے رنگ کا پانی جیسا ہوتا ہے۔ یہ آبلے بیمار بیل کے منہ میں مسوڑھوں اور زبان پر پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کھریوں کی درمیانی جگہوں پر بھی ہوتے ہیں۔ گائے کے تھنوں پر بھی یہ آبلے پڑ جاتے ہیں۔ اور بھیڑ بکریوں کے تو یہ آبلے عموماً کھریوں پر ہی پڑتے ہیں۔ جب تک یہ آبلے پھٹ نہ جائیں۔ جانور کو بخار رہتا ہے۔ اور جب یہ آبلے پھٹ جاتے ہیں بخار فوراً اتر جاتا ہے۔ آبلہ پھٹ جانے کے بعد نیچے سرخ رنگ کا زخم نمودار ہوتا ہے۔ جو اگر صاف رکھا جائے تو بہت جلد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جانوروں کے پاؤں جو ہر وقت مالک کی لاپرواہی کی وجہ سے گوبر اور غلاظت میں پڑے رہتے ہیں۔ آبلہ پھٹنے کے بعد ان کے کھلے زخم میں مختلف قسم کے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور زخموں میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اکثر زخموں میں مکھیاں انڈے دینا شروع کر دیتی ہیں جن میں سے موٹے موٹے سفید رنگ کے کیڑے نکل آتے ہیں۔ جو جانور کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور زخم کو بڑھاتے اور خراب کرتے ہیں۔ اکثر جانوروں کی کھریاں گر جاتی ہیں کئی جانوروں کی ٹانگیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر کٹوانی پڑتی ہیں۔ ان بکریوں کا بھی یہی حال ہے تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے زخموں میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور زخم بڑھ گئے ہیں۔ اس وقت میں ان کا علاج کئے دیتا ہوں اور گھر میں استعمال کے لیے بھی دوائی دئے دیتا ہوں۔

ہاں! دیکھو اگر آئندہ گاؤں کے جانوروں میں دہنہ کھر کی بیماری یا اور کوئی متعدی بیماری پھیل جائے۔ یا پھوٹ پڑے تو اپنے گاؤں کے نمبردار پٹواری یا ذیلدار کے ذریعے فوراً نزدیک کے ڈاکٹر کو اطلاع دیا کرو۔ تاکہ جانوروں کا وقت پر علاج کیا جائے اور بیماری کے روک تھام کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔

(ڈاکٹر بکریوں کے پیروں کے زخموں کو صاف کرتا ہے۔ گندگی اور کیڑوں کو ایک طرف نکال پھینکتا ہے۔ اور زخموں پر مرہم پٹی کر کے گنوار کو ضروری ہدایات دے کے ہاتھ دھونے لگتا ہے)

گنوار:- ڈاکٹر صاحب کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اگر گاؤں کے جانوروں میں دہنہ کھر کی بیماری پھوٹ پڑے تو ہم جانوروں کا کیا علاج کیا کریں۔

ڈاکٹر:- فوراً کسی معتبر آدمی کے ذریعہ نزدیک کے ڈاکٹر کو اطلاع دینی چاہئے۔ وہ آ کر تمہارے جانوروں کا ضروری علاج کریں گے۔ جن جانوروں کے زخم نمودار ہو گئے ہوں۔ زخموں کو گرم پانی یا نمکین پانی یا پھٹکری کے پانی سے صاف رکھنا چاہئے۔ بیمار جانوروں کو کسی اونچی اور خشک جگہ پر رکھنا چاہئے۔ تاکہ زخم خشک رہ سکیں۔ حتےٰ الامکان تندرست اور بیمار جانوروں کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے۔ اور . . . . . .

گنوار:- اس بیماری سے کس قدر جانور مرتے ہیں۔

ڈاکٹر:- مرتے تو بہت کم ہیں لیکن نقصان کافی پیدا ہوتا ہے

دیہات کی رات

چپکے چپکے گیت خاموشی کے گاتی ہے فضا
دیکھ کر تاروں کی جانب مسکراتی ہے فضا

اوڑھ کر اپنے تنِ نازک پہ چادر چاندنی
بامِ گردوں سے اترتی ہے زمیں پر چاندنی

مسجدوں اب سے شورِ اذان اُٹھتا نہیں
سرد اور خاموش چولھوں سے دھواں اٹھتا نہیں

لیٹ جاتی ہیں گھروں میں بیبیاں آرام سے
آدمی بے فکر ہو جاتے ہیں اپنے کام سے

ساگ لے کر گھروں میں پھرنے والی عورتیں
شوخ اور منہ پھٹ مگر شب رنگ کالی عورتیں

سارا دن چکی پہ محنت کرنے والی لڑکیاں
کم سے کم اُجرت پہ پانی بھرنے والی لڑکیاں

بھاری بھرکم اور ضدی گاؤں کے سادہ رئیس
پہلوانوں۔ مجلسوں۔ کتوں کے دلدادہ رئیس

مسجدوں کی کہنہ دیواروں کے رکھوالے امام
آئے دن پردیسیوں سے بھڑنے والے امام

خانقاہوں کے مجاور اور بھک منگے فقیر
اُدھ موئے۔ گستاخ سر اور پاؤں سے ننگے فقیر

موسمی گیتوں سے واقف خوش گلو میراسنیں
ہر کسی سے لڑنے والی تند خو میراسنیں

ڈوم۔ جن کی مبتذل باتوں پہ سر دھنتے ہیں سب۔
اپنا اپنا من گھڑت شجرہ نسب سنتے ہیں سب

وہ مدرس جن کے دم سے مدرسہ آباد ہے
جن کو سعدیؒ کی گلستان کچھ زبانی یاد ہے

رفتہ رفتہ نیند سے مدہوش ہو جاتے ہیں سب
اور اِس پر کیفیت وادی میں کھو جاتے ہیں سب

آدمی اعمال سے دو چار ہوتے ہیں جہاں
خواب رنگوں کے لئے تیار ہوتے ہیں جہاں

(ماخوذ)

بھمبر ضلع میرپور میں آل انڈیا کوآپریٹو ڈے کا جلسہ

بھمبر ضلع میرپور واقعہ ۱۸ کاتک ۲۰۰۸ آل انڈیا کوآپریٹو ڈے کا جلسہ زیر اہتمام سنٹرل کوآپریٹو بنک بھمبر منعقد ہوا۔ بنک کی طرف سے افسران و دیگر ملازمان مقامی ہندو و مسلم شرفا قصبہ و نمایندگان انجمن ہائے امداد باہمی مدعو کئے گئے تھے۔ عملہ فیلڈ بنک کو بھی اپنے افسران کی جانب سے جلسہ کو کامیاب بنانے کی ہدایات جاری کی گئیں تھیں۔ خاص کر سید محمد حسین شاہ صاحب انسپکٹر بنک زمیندارہ بھمبر نے جلسہ کی کامیابی کے لئے نہ صرف ماتحت ملازمان کے نام تاکیدی احکام جاری فرمائے ہوئے تھے، ذاتی طور پر بھی کوآپریشن کا عملی ثبوت دینے کے لئے ہر ممکن سعی بلیغ فرما رہے تھے۔ چنانچہ ٹھیک ۴ بجے شام احاطہ سنٹرل بنک زیر صدارت تحصیلدار صاحب کاروائی جلسہ شروع ہوئی۔

خلاصہ تقاریر جلسہ

قبل اس کے کہ میں خلاصہ تقاریر جلسہ عرض کروں ناظرین دیہاتی دنیا پر یہ واضح کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ تحریک امداد باہمی کہ جسے جاری ہوئے تقریباً نصف صدی کا عرصہ گزر رہا ہے کا مفہوم عام جو سمجھا گیا وہ کیا ہے۔ اور تحریک کا منشاء۔

سب سے پہلے سنت رام نامی ایک پبلک مین نے نظم پڑھی اس کے بعد مولوی عبداللہ خان فاضل بی اے مدارس نے عالمانہ انداز میں تقریر شروع کی۔ فرمایا کہ تحریک امداد باہمی کے جاری ہونے سے پبلک کو سودی قرضہ کے لین دین میں بڑی آسانی ہوئی ہے۔ حکومت نے مقروض طبقہ پر بڑا ہی احسان کیا کہ شاہوکاران کے بازی سود سے ان کو نجات دلائی وغیرہ۔ ازاں بعد راقم کا وقت تھا۔ نیازمند نے یوم اتحاد کی مختصر الفاظ میں مبارک باد عرض کرتے ہوئے زمینداران کی زبون الحالی پر نظم پڑھی اور اپنی متقابلۃً ناقابلیت کی معذرت کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ منظر کے بعد مولوی محمد بشیر صاحب عربی ٹیچر نے زمینداران اور شاہوکاران کے لین دین پر تبصرہ فرمایا اور ایک پنجابی نظم پڑھ کر شاہوکاران کے مظالم کا نقشہ کھینچا اور تحریک امداد باہمی کو اس ظلم و استبداد کا تریاق ثابت کیا۔

سید محمد حسین شاہ صاحب انسپکٹر بنک کی تقریر اور تقاریر مندرجہ پر تبصرہ

تقاریر مندرجہ بالا کا ماحصل ناظرین دیہاتی دُنیا کے سامنے ہے۔ تحریک امداد باہمی کی گوناگون برکات سے کس قدر ناواقفیت ہے۔ امداد باہمی کا مفہوم طبقہ جہلا میں اگرچہ صحیح نکالا جانا نہیں خیال کیا جا سکتا۔ مگر وہ لوگ بھی جو کہ تعلیم اور تمدن سے فارغ البال ہیں۔ اس قدر تحریک کے سنہری اصولوں سے بیگانہ ہیں۔ کہ انھوں نے بھی تحریک کا حقیقی منشا لین دین قرضہ کے سوا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ چنانچہ سید محمد حسین شاہ صاحب انسپکٹر بنک زمیندارہ جو کہ مبلغین تحریک میں سے پرانے تجربہ کار اور روشن خیال ہیں

نے سٹیج پر آکر ابتدائیوم اتحاد کی تقریب کا منشا واضح کیا اور فرمایا کہ آج کے دن تحریک امداد باہمی کی داغ بیل ڈالی گئی تھی۔ اور یہی وہ بابرکت دن ہے جبکہ ہر زبردست کو زیر دست کا برادر ہونے کی تعلیم دی گئی تھی۔ ہر کمزور سے ہمدردی اور وفاداری سے پیش آنا فضول خرچی توہم پرستی سے اجتناب دلانا، صنعت وحرفت تجارت۔ زراعت کے نئے اصولوں سے روشناس کرنا۔ صحت صفائی کے ضروری امور پر کاربند رہنا تعلیم وتمدن کی پسماندگی کو دور کرنا قرضہ اور مقدمہ بازی کی لعنت سے بچنا مجلس مشاورت قائم کرکے فوائد ملک اور قوم پر غور کرنا ہے۔ اس کے بعد مقررین کے اقتباس تقاریر پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ تحریک امداد باہمی کو ساہوکاری قرضہ کا واحد انسداد خیال کرنا یا ساہوکاران کے مٹانے اور قرضہ اُن کے اٹھانے کے جو حقیقی اسباب تحریک خیال کئے گئے ہیں۔ درحقیقت یہ خیالات تحریک کی عدم واقفیت پر مقتضی ہیں۔ لین دین قرضہ بھی امداد باہمی کا اقتصادی بدحالی کو دور کرنے کے لئے جزو ہے مگر یہ سمجھ لینا کہ امداد باہمی ایک سود خور ساہوکار کی دوکان ہے۔ تحریک سے بالکل بیگانگی پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ایسی پاکیزہ تحریک کہ جس کا نصب العین بلاتمیز مذہب وملت مخلوق خدا کو ہر شعبہ ترقی میں مستفید کرنا ہو اُس تحریک کو ایک ایسے جزوی فوائد سے تشبیہ دینا جو کہ صرف وقتی طور پر زیادہ رکھتا ہو صریحاً ناانصافی ہے۔ سود خواہ کم ہو یا زیادہ دونوں ہی لعنت ہیں۔ تحریک تو ایسے لین دین قرضہ کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ کہ جو سود سے بالکل پاک صاف ہو موجودہ سسٹم لین دین قرضہ کو بھی غور کی نظروں سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ پبلک سٹیج پر ایسے اعتراف کی ضرورت پیش نہ آتی جو تمام مہذب دنیا میں حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہماری سوسائیٹیز قرضہ جو کہ امداد باہمی سے بنائی گئیں کا منشا ساہوکاری کرنا نہیں بلکہ وہ ایک مشترکہ برادری کا نظام ہے۔ کہ کسی ضرورت کے موقعہ پر کسی فرد برادری کو کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے۔ وہ اپنے ہی جمع شدہ سرمایہ سے قرض حسنہ کے طور پر لے اور اپنی غرض پوری کرنے کے بعد معمولی منافہ کے ساتھ اُسی قومی فنڈ میں جمع کردے تاکہ بوقت ضرورت پھر اس کے یا کسی دوسرے فرد کے کام آئے۔ علاوہ اس کے محکمہ امداد باہمی نے بیشمار انجمن ہائے غیر قرضہ ہو سو مہ بہتر طریق زندگی۔ ترقی تعلیم۔ ترقی زراعت۔ صفائی پنچائیت ہا جاری کی ہوئی ہیں۔ جن سے رعایا ریاست مستفید ہو رہی ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ تحریک کے تمام فوائد سے مستفید ہونے کی کوشش کی جائے اور تحریک کو فروغ دینے کے لیے محکمہ سے تعاون کیا جائے۔

ازاں بعد ریزولیوشن پیش ہوا اور متفقہ طور پر پاس ہوا۔ صاحب صدر کی تقریر تحریک کی خوبیوں پر گہری روشنی ڈالتی تھی۔ اختتام تقریر کے بعد مٹھائی تقسیم کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا

نیازکیش:۔ **عین الدین** دہقان بھبر

دیہات سدھار بقیہ صفحہ ۲۵

گنوار ۔۔۔ یہ کیسے ؟ ڈاکٹر ۔۔۔ پھر کبھی یہاں آنا میں بتاؤنگا۔ اب دیر ہوگئی ہے۔ گنوار منتشر خیالات کا مقابلہ کرتا اور بکریوں کو ہانکتا ہوا ایک طرف کو نکل جاتا ہے (باقی آئندہ)

عبد المجید خان صلاح ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ترال

کہانی

شکاری

سورج تمام دن سفر کر کے تھکے ہوئے مسافر کی طرح منزل نزدیک پا کر جلدی جلدی مغرب میں منہ چھپانا چاہتا تھا۔ پرندے بھی اُس کو اپنی آرام گاہ کی طرف جاتے دیکھ کر تلاشِ معاش کی فکر چھوڑ کر اپنے اپنے آشیانوں کو جا رہے تھے۔ رات کو شکار کرنے والے درندے تمام دن کے چھپے ہوئے، اپنی اپنی غاروں سے منہ نکال کر دیکھ رہے تھے کہ نورِ آفتاب کی سواری گزر جائے تو کوئی پیٹ کے دھندے کے لیے تاک جھانک کریں۔ بلند کوہسار بھی ظلمتِ شب کے فاتح کو جاتے دیکھ کر قدرت کے بخشے ہوئے اپنے حسین سے حسین مناظر پیش کر رہا تھا۔

چیل اور دیودار کے درخت جھوم جھوم کر، رنگ برنگ کے خودرو پھول کھلکھلا کر، جا بجا چشموں سے چھوٹی چھوٹی ندیاں نکل کر آبشاروں کی شکلیں بن کر سریلے سروں میں، پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو فضا کوہ کو معطر کرتے ہوئے اُسے الوداع کہہ رہی تھی۔

دامنِ کوہ کی رہنے والی حسین دوشیزہ جو تمام دن اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ بھیڑیں چرا کر اپنے مقام کو جا رہی تھی۔ اُسے قدرت کا یہ منظر دیکھ کر اپنا نوجوان محبوب یاد آیا۔ محبت کا وہ عہدِ رنگین اُس کی نگاہوں کے سامنے پھر گیا، جبکہ وہ اپنے محبوب کے ہمراہ یہیں چشمہ کے کنارے کئی لمحے محبت کی رنگ رلیوں میں گزارا کرتی تھی جاتی دفعہ اُس کے محبوب نے اسی چشمہ کے کنارے اس سے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ بہت جلد شہر سے کچھ روپیہ کما کر واپس آئے گا۔ اور آتے ہی اس کے باپ کو شادی کا پیغام دیگا۔ جو روپیہ اس کے باپ نے شادی کے فضول اخراجات کے لئے طلب کیا تھا۔ اس نے ہزار منت کی تھی کہ میرے پاس اتنا روپیہ نہیں۔ مگر اس کے باپ نے ایک نہ سنی اور صاف کہہ دیا تھا۔ کہ جب تک یہ روپیہ نہ لاؤ گے میری لڑکی کے ساتھ شادی کا نام تک نہ لینا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ آخر غریب نے شہر میں جا کر مزدوری وغیرہ کر کے یہ خراجِ محبت دینے کی ٹھانی۔ اُس کے جانے پر دوشیزہ نے بھی وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اسے ہزار مشکل آنے پر بھی نہ بھولے گی۔ اُس کو گئے ابھی پانچ ماہ ہی گزرے مگر دوشیزہ کے لئے یہ عہدِ وفا کا عرصہ پانچ سال کے برابر تھا۔

دوشیزہ رک گئی اور اس نے اپنے بھائی سے کہا "رحمن تو بھیڑیں لے کر گھر کو جا میں چشمہ پر ہاتھ منہ دھو کر تیرے پیچھے پیچھے ہی آتی ہوں۔ دیکھنا بھیڑیں خیال سے لے جانا کوئی راستہ میں نہ رہ جائے"

رحمن کے لئے یہ بہن کا نیا حکم نہ تھا۔ وہ اکثر بہن کو چشمہ پر ہاتھ منہ دھونے کے لئے اکیلا پیچھے چھوڑ بھیڑیں لے کر گھر کو آ جاتا تھا۔

خوشبو کے میٹھے میٹھے جھونکے۔ چیل اور دیودار کے درختوں کی شاں شاں اور آبشاروں کے ترنم نے اس کو محبوب کے خیال میں بالکل گم کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور اس چشمہ پر جہاں وہ محبوب کے ساتھ بیٹھا کرتی تھی۔ بیٹھ گئی۔ بغل سے پہاڑی قسم کا ساز سا نکالا۔ بلند اور پُرسوز آواز سے اُس نے پہاڑی گیت جو اُس کا محبوب بہت پسند کرتا تھا۔ اور بار بار اس سے سُنا کرتا تھا۔ گانا شروع کیا۔

وہ گا رہی تھی بے خود ہو کر، درخت اور خود رو پھولوں کے پودے اس کے نغمہ سے وجد میں آکر جھوم رہے تھے۔ آبشاروں کی آوازیں اس کی ہم نوا ہو گئی تھیں۔ آفتاب اپنی آخری کرن سے یہ منظر دیکھ کر اپنی سنہری چادر اوڑھ کر الوداع کہہ رہا تھا۔

پہاڑ کے اسی حصہ میں راستہ بھولا ہوا ایک نوجوان شکاری کاندھے پر بندوق لئے ہوئے شکار کا تھیلہ بغل میں لٹکائے رات بسر کرنے کے لئے کسی آبادی کی تلاش میں تھا۔ دور سے اس نے اس کے گیت کی آواز سنی۔ تلاشِ آواز پر وہ یہاں پہنچ گیا۔ دیہاتی لباس میں ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو اس نے اکیلا چشمہ کے کنارے پہاڑی گیت گاتے ہوئے پایا۔ حسینہ اپنے خیالات میں اس قدر غرق تھی۔ کہ اُسے شکاری کے آنے کا بالکل علم نہ ہوا۔ شکاری عرصہ تک اس کے حسن اور گیت کی پُرسوز آواز سے حیرت میں کھڑا رہا۔ پھر یکایک آگے بڑھا اور دوشیزہ کے قریب آکر کچھ رُکے رُکے الفاظ میں اس سے رات بسر کرنے کے لئے کوئی نزدیک کا گاؤں دریافت کیا۔ دوشیزہ پر شکاری کی اس گفتگو نے کوئی اثر نہ کیا۔ وہ اپنے خیالات میں محو تھی۔ شکاری عرصہ تک اس کی اس محویت پر ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہا۔ تاریکیٔ شب آہستہ آہستہ اپنی سیاہ چادر اوڑھ رہی تھی۔ آسمان سے کوئی کوئی ستارہ منہ نکال کر شکاری کی حیرت اور دوشیزہ کی محبت کو رشک سے دیکھ رہا تھا۔

شکاری دوشیزہ کے قریب بیٹھ گیا۔ اور آہستہ سے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا۔ دوشیزہ نے چونک کر دیکھا۔ اپنے پاس ایک نوجوان کو شکاری لباس میں ملبوس پایا۔ دیر تک شکاری کو سر سے پاؤں تک دیکھتی رہی۔ یکایک اس کا چہرہ چمک اٹھا اُسے اپنا محبوب شکاری لباس پہنے نظر آیا۔ بالکل ویسے ہی نقش بلکہ اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ! وہ سمجھی میرا محبوب شہر سے لوٹ آیا ہے۔

تم کلو ہو؟ اچھا آ گئے، باپو جی سے مل آئے؟ تمھیں مجھے ڈھونڈنے میں دقت تو نہیں ہوئی؟ میں یہیں چشمہ کے کنارے بیٹھ گئی تھی۔ پہلے بھی ہم یہیں چشمہ کے کنارے بیٹھا کرتے تھے نا؟

دوشیزہ نے جوشِ مسرت میں سوالوں کی بوچھاڑ شکاری پر کر ڈالی۔ شکاری کچھ نہ سمجھا بھونچکا سا ہو کر اس کا منہ دیکھنے لگا۔ دوشیزہ نے اپنے سوالوں کا جواب نہ پا کر پھر کہا۔

کلو بولتے کیوں نہیں؟ باپو جی سے مل آئے ہو نا؟ تم نے اتنے عرصہ میں میرے نام کوئی خط بھی نہ لکھا۔

شکاری دوشیزہ کی ان باتوں کو نہ سمجھ سکا۔ بولا۔ میرا نام کلیم ہے۔ دن بھر اس پہاڑی جنگل میں شکار کرتا رہا۔ میرے دو ہمراہی خدا جانے کہاں غائب ہو گئے بھوک سے نڈھال ہو رہا ہوں پھر رات بھی بسر کرنی ہے۔ تمہارا گاؤں کدھر ہے؟ گاؤں میں مجھے رات گزارنے کے لئے کوئی جگہ مل جائے گی؟

دوشیزہ شکاری کے شہری لب ولہجہ سے ذرا ٹھٹک گئی پھر خیال آیا شاید کلو شہر میں اتنا عرصہ رہ کر اب مجھ سے شہری گفتگو کر رہا ہے۔ بولی۔ کیا نام بتایا کلیم؟ شہر کی ہوا ہی ایسی ہے۔ کلو نام بگاڑ کر کلیم بنا لیا۔ خدا جانے ابھی تم نے کتنی اور تبدیلیاں کی ہوں گی۔ تم بھوکے ہو یہ لو تھوڑی سی روٹی میرے پاس ہے۔ کہتے ہوئے دوشیزہ نے اپنے جھولے سے باجرہ کی روٹی کا ٹکڑا نکال کر دیا جو صبح گھر سے اپنے کھانے کے لئے لائی تھی۔ آؤ گھر کو چلیں۔ کہہ کر دوشیزہ نے ڈھلوان کا رُخ کیا۔

بھوکے شکاری نے باجرہ کی روٹی کو ہی اس وقت غنیمت جانا۔ کھاتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا۔ راستہ کوئی نہ تھا۔ سورج کب کا غروب ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ چاند کی ہلکی ہلکی روشنی نے لی تھی۔ دوشیزہ چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کو ایک طرف کر کے راستہ بناتی ہوئی جا رہی تھی۔ شکاری باجرہ کی روٹی کی جگالی کرتا ہوا اس کے بنائے ہوئے راستہ سے گزر رہا تھا۔ ابھی زیادہ دُور نہ چلے تھے کہ چلتے چلتے دوشیزہ رُک گئی۔ شکاری نے قریب پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ کیوں راستہ نہیں ملتا؟

نہیں کلو! سامنے سے ریچھ آ رہا ہے۔ آؤ پیچھے بھاگ چلیں

دوشیزہ یہ کہہ کر پیچھے کو پلٹی۔

شکاری نے سامنے چند گز کے فاصلے پر ایک سیاہ چیز کو بڑی تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا بھاگنے کا ارادہ کیا ایک قدم ہی پیچھے پلٹا تھا کہ رُک گیا۔ یہ پہاڑی لڑکی میرے متعلق کیا کہے گی کہ ایک شکاری ہوتے ہوئے ریچھ کے خوف سے بھاگ نکلا۔ سوچ کر اس نے کندھے سے جلدی بندوق اتاری اور اپنی پوری مردانہ طاقت سے ریچھ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔

دوشیزہ نے شکاری کو جب مقابلہ کے لئے پلٹتے پایا تو یہ کہتے ہوئے جھٹ شکاری کی طرف لپکی۔ کلو! اس وقت اگر نشانہ خطا ہو گیا تو ریچھ ہمیں زندہ نہ چھوڑے گا۔ مگر اتنے عرصہ میں شکاری نے بندوق کا گھوڑا دبا دیا تھا۔ گولی ریچھ کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی۔ زخمی ہو کر ریچھ نے شکاری پر خوفناک حملے کا ارادہ کیا۔ شکاری نے دوسرا گھوڑا دبا دیا۔ گولی دماغ میں لگی۔ ریچھ نے چکرا کر گرتے گرتے ایک چیخ ماری سارا دامنِ کوہ کانپ اٹھا۔ اور خود لڑھکتا لڑھکتا ڈھلوان کی طرف بہہ گیا۔ شکاری پر اس چیخ کا کوئی اثر نہ ہوا جس سے تمام جنگل گونج اٹھا تھا۔ بلکہ وہ اپنا تیسرا وار کرنے کے لیے تیار اپنی جگہ کھڑا تھا۔ دشمن کو پسپا ہوتے دیکھ کر اس نے داد طلب نظروں سے دوشیزہ کی طرف دیکھا۔ جو قریب ہی کھڑی اس کی بے موقعہ بہادری سے سہمی جاتی تھی،

کلو جلدی بھاگ چلو اب یہاں سے! ریچھ کی چیخ سن کر تمام جنگل کے ریچھ یہاں آتے ہوں گے۔ پھر بھاگنا مشکل ہو جائیگا

دوشیزہ یہ کہہ کر پھر شکاری کی رہبر بن کر جھاڑیوں کو ہٹاتی ہوئی نیچے دامن میں اترنے لگی۔ شکاری باجرہ کی روٹی کا ٹکڑا جو ابھی کچھ باقی تھا جیب سے نکالا اور کھاتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا چلتے چلتے دوشیزہ پھر رُک گئی اور کہنے لگی۔ لو اب اور ریچھ آگئے سہ سہ آگیا۔

اوہو یہ تو دو تین ہیں اکٹھے۔ شکاری نے کندھے کی طرف بندوق پر ہاتھ لے جاتے ہوئے کہا۔ دوشیزہ پلٹ کر بولی۔ میں نے نہ کہا تھا کہ اس وقت گولی مت چلاؤ۔ یہ ریچھ اس

کی چیخ سن کر اس کی مدد کو آئے ہیں۔ وہ دیکھو ایک ریچھ اس طرف سے بھی آرہا ہے۔ آؤ اِدھر بھاگ چلیں، اب نہ مقابلہ کرنا۔ کلو آؤ اِدھر جلدی!۔

دونو مخالف سمت کو بھاگ کھڑے ہوئے۔ ریچھوں نے بھی اُنھیں دیکھ لیا۔ آگے آگے وہ پیچھے پیچھے ریچھ۔ دوشیزہ اس پہاڑ کے دامن سے خوب واقف تھی۔ شکاری کو ہمراہ لے کر وہ بنگلہ کی جانب لپکی۔ جو انگریز حکام نے اپنی غرض سے بنایا تھا۔ اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ تاکہ جب کوئی ملازم سرکار یہاں آئے آسانی سے آرام کرے۔ اس خطرہ سے بچنے کے لئے دوشیزہ اس سے زیادہ اور کوئی محفوظ جگہ نہ سمجھتی تھی۔ بنگلہ کے دروازہ پر سنگل چڑھی تھی۔ دوشیزہ نے بنگلہ کے قریب پہنچ کر شکاری سے سنگل اتارنے کو کہا۔ ریچھ بہت قریب آگئے تھے۔ شکاری نے جلدی سے سنگل اتار کر دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر داخل ہوکر دروازہ پھر بند کر دیا۔

ریچھوں نے باہر سے بنگلہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس قلعہ کو سر کرنے کی تدبیریں کرکے پہلے دروازہ پر پھر کھڑکی پر زور آزمائی کرنے لگے کھڑکی اور دروازہ لکڑی کا مضبوط بنا ہوا پتھروں کی چنائی میں جکڑا ہوا تھا۔ جب کھڑکی، دروازہ پر کچھ پیش نہ گئی تو اندر داخل ہونے کا کوئی اور راستہ تلاش کرنے لگے۔ چھت اونچا تھا وہاں تک رسائی نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑی جد وجہد کے بعد اُنھیں ایک سوراخ ملا۔ جو شاید بنگلہ کی بدرو تھی۔ تمام ریچھ اس کے گرد جمع ہوگئے اور کرید کرید کر آس پاس کے پتھر نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔

شکاری اور دوشیزہ اندر درزوں سے باہر جھانک کر ... دیکھ رہے تھے ...

اطمینان تھا کہ بنگلہ پختہ ہے۔ یہ کسی طرح اندر داخل نہیں ہوسکتے مگر جب اُنھوں نے بدرو کے راستے نقب لگانی شروع کی تو ان کے حواس جاتے رہے۔ باہر بیسوں کی تعداد میں ریچھ تھے۔ شکاری کی بندوق وہاں کیا کام کرتی۔ اس لئے شکاری نے اس کا خیال ہی چھوڑ دیا۔

ریچھوں نے بدرو سے ایک پتھر اکھاڑ لیا۔ شکاری اور دوشیزہ کو پتہ چل گیا۔ اب دونوں کو جان بچانے کی فکر ہوئی باہر جانے کا راستہ نہیں تمام کالی فوج کھڑی ہے۔ اور ان کے بہت جلد اندر داخل ہونے کا امکان ہے۔ شکاری اِدھر اُدھر دیکھ کر دوشیزہ سے بولا۔ اب ایک ہی جگہ ہمارے بچنے کے لئے ہے۔ چھت کے نیچے ان شہتیروں پر اگر ہم بیٹھ جائیں۔ تو ریچھ وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ چھت یہاں سے بارہ تیرہ فٹ اونچی ہے۔

دوشیزہ نے چھت کا جائزہ لیا اور بولی۔ کلو صلاح تو تم نے ٹھیک دی۔ مگر ہم اتنی اونچی جگہ چڑھیں گے کیسے؟۔ شکاری نے مارے ہوئے شکار کے تھیلے سے ایک مضبوط رسہ نکالا اور کہا۔ دیکھو میں ابھی بتاتا ہوں۔ اور اس نے رسہ کو کھول کر ایک سرا ہاتھ میں رکھ کر دوسرا سرا کچھ اس طرح اوپر پھینکا کہ رسہ شہتیر کے گرد لپٹ کر پھر نیچے آگیا۔

ادھر ریچھوں نے دوسرا پتھر بھی نکال دیا۔ جس سے کافی سوراخ ہوگیا۔ رسہ اچھی طرح شہتیر کے گرد لپٹ گیا تھا۔ شکاری نے دوشیزہ سے کہا لو اب اوپر جلدی سے چڑھو ریچھ اب اندر آنے ہی والے ہیں۔ دوشیزہ نے رسہ پکڑ لیا اور چڑھنا شروع ...

بعد شکاری نے چڑھنا شروع کیا۔

ریچھوں نے تیسرا پتھر بھی نکال لیا۔ اب اچھا خاصا راستہ بن گیا تھا۔ اور انھوں نے ایک ایک کر کے اندر آنا شروع کیا۔ شکاری شہتیر تک پہنچا ہی تھا کہ نیچے تمام کمرہ سیاہ ہو گیا۔ اوپر پہنچتے ہی اس نے رسہ اپنی طرف کھینچ لیا۔

ریچھ پہلے تو ان دونو کو نیچے اترنے کی بے جا دھمکیاں دیتے رہے۔ جب وہ نہ اترے تو ایک ریچھ نے دوسرے سے کچھ کہا۔ دوسرے نے سر ہلایا اور پاس سے تیسرے نے تائید کی۔ اب وہ ایک دوسرے کے سہارے اوپر چڑھنے لگے لیکن ہر بار جب وہ شکاری اور اس کے ساتھی کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتے نیچے گر پڑتے۔

چاند کی روشنی کب کی جا چکی تھی۔ کمرہ میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ریچھ بدستور اپنے کام میں لگے تھے۔ آخر افق سے کچھ روشنی پیدا ہوئی۔ دور نیچے دامن سے کسی گوالے کے گانے کی آواز آئی۔ ریچھ ایک ایک کر کے جانے لگے۔ کمرہ ریچھوں سے بالکل خالی ہو گیا۔ اوپر پہاڑ سے کسی نے فائر کئے۔ یہ شکاری کے ہمراہی اُسے اپنی اطلاع دے رہے تھے۔

مکان سے باہر نکل کر شکاری نے دوشیزہ سے کہا کہ میں اب جاتا ہوں میرے ہمراہی مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ تو دوشیزہ نے کہا۔ کیا کلو تم میرے ساتھ گھر نہ چلو گے۔ مگر شکاری نے اس کی یہ بات نہ سُنی وہ پہاڑ کی بلندی کی طرف بندوق کے فائروں کے ذریعہ ہمراہیوں کو اپنی موجودگی کا پتہ دیتا ہوا چلا گیا۔

عبدالواحد نسیم

باجلاس سردار سید حسن خان صاحب بی۔ اے
تحصیلدار منصف درجہ دوئم مینڈر (پونچھ)

اشیر سنگھ ولد سردار سنگھ قوم کھتری سکنہ دربیال — مدعی

بنام بخشی ستیا رام ولد سنت رام قوم کھتری سکنہ سیڑہ تحصیل مینڈر حال بھیڑہ تحصیل کوٹلی — مدعاعلیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ صلعہ روپیہ بروئے بہی کھاتہ

اشتہار۔ مقدمہ مندرجہ بالا میں ستیا رام مدعاعلیہ کے نام کئی بار سمنات جاری کئے گئے۔ مگر مدعاعلیہ دانستہ تعمیل سمنات و حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعاعلیہ مذکور کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بغرض جوابدہی مقدمہ بالا بتقریر ۱۰ ارلوہ ۱۹۹۸ء حاضر عدالت ہذا ہو جاوے۔ ورنہ اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ آج میرے دستخط و مہر عدالت سے جاری ہوا۔ تحریر ۴ مگھر ۱۹۹۸ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

دیہاتی دنیا

زمینداروں کے مطالعہ کے لیے بہترین رسالہ ہے

از سررشتہ پنچائیت افسر صاحب بہادر باجلاس

سرکلر آرڈر ۲۵

الف: بسلسلہ سرکلر آرڈر ۱۲ جملہ پنچائیت ہا کے سرپنچاں و سکرٹریاں جموں و کشمیر کو بذریعہ سرکلر آرڈر ہدایت کی جاتی ہے کہ نقشہ شمولہ

ب: پنچائیت ہا کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آیندہ فصلی سال ابتدائی ... لغائت چیت متصور ہوگا۔ اس سلسلہ میں پنچائیت کو آیندہ نقشہ صرف چھ ماہ ابتدا

ج: نقشہ مشمولہ سرکلر ہذا کی کاپی بغرض یادداشت اپنے پاس رکھی جاوے ان سرپنچان اور سکرٹریاں کے خلاف مناسب ایکشن لیا جاوے

د: جو پنچائیتیں کاتک ۱۹۹۷ کے بعد قائم ہوئی ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ نقشہ اسی تاریخ سے لے کر آخری اسوج ۱۹۹۸ تک مرتب کر کے ارسال

نمونہ نقشہ تحت سرکلر آرڈر ہذا حسب ذیل ہے

نقشہ کارگزاری پنچائیت ——— تحصیل ———

۱	۲	۳	۴	۵	۶				۷		
تاریخ تشکیل پنچائیت	نام ممبران	نام سرپنچ و سکرٹری	نام و تعداد مواضعات حلقہ پنچائیت	تاریخ جس کو عہدیداران پنچائیت کا الیکشن ہوا معہ نمبر	تعداد مقدمات ... لغائت آخری اسوج ۹۸				تعداد مقدمات دائر شدہ ابتدائی کاتک ۹۷ لغائت آخری ماہ اسوج ۱۹۹۸		
					دیوانی	فوجداری	اجرائے ڈگری	میزان	دیوانی	فوجداری	اجرائے ڈگری

ائے بہادر پنڈت شام سندر لعل صاحب ور بی۔ اے۔ بمقام جموں

ہدایں نہایت صاف صحیح خوشخط پُر کرکے اندر ایک ہفتہ بھیجدیویں۔
سنہ ۹۹۱ لغایت آخری چیت سنہ ۹۹۰ بھیجا ہوگا اس بات کو ذہن نشین کیا جاوے کہ آیندہ شش ماہی نقشہ ۱۵ ربیساکھ سنہ ۱۹۹۹ تک موصول ہونا چاہئے۔
یا ارسال کرنے میں غفلت سے کام لیں گے۔
جو پنچایتیں اسوج سنہ ۹۵ کے بعد قائم ہوئی ہیں ان کو چاہئے کہ مطابق ہدایت مارک "ب" نقشہ مرتب کرکے ارسال کریں۔
دستخط بحروف انگریزی پنچایت آفیسر صاحب بہادر

الخانہ ——— ابتدائی یکم کتک سنہ ۱۹۹۷ لغایت آخری اسوج سنہ ۱۹۹۸

۸			۹				۱۰	۱۱			۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
[مق]دمات فیصلہ شدہ ابتدائی [...] سنہ لغایت آخری اسوج سنہ ۱۹۹۸			تعداد مقدمات زیر تجویز آخری ماہ اسوج سنہ ۹۸				[illegible]	کل رقم وصول شدہ ابتدائی یکم کتک سنہ ۹۷ لغایت آخیر اسوج سنہ ۹۸			[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
فوجداری	[illegible]	میزان	دیوانی	فوجداری	[illegible]	میزان		[illegible]	[illegible]	میزان				

دستخط سرپنچ و سیکرٹری و مُہر پنچایت

دیہاتی جلسہ

مورخہ ۲۹/۹۸ کو موضع سملوٹھ وحیرنی کی درمیانی حد پیپل والہ تالاب پر محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے ایک جلسہ منعقد ہوا. جلسہ کے بانی بالوست پال سرویر تھے.

اِردگرد کے دیہات میں کئی دن پہلے اطلاع دی جا چکی تھی. اس لئے لوگوں کی حاضری غیر معمولی تھی جلسہ کا پروگرام ٹھیک دس بجے شروع ہوا. اس وقت تک حاضری کی تعداد تین صد تک پہنچ چکی تھی.

ماسٹر فضل حسین کیت نے جلسہ کے اغراض ومقاصد اور محکمہ دیہات سدھار کے مقاصد پر بحث کرتے ہوئے حاضرین کو تبلایا کہ ہماری موجودہ دُنیا میں صرف دیہات سدھار ہی ایک ایسا محکمہ ہے جو ریاست بھر کے دیہات میں رہنے والے غریب اور بیکس زمیندار کو صیحح راستہ پر لانے کی سچی کوشش کر رہا ہے لیکن ایسے بہتر کام کرنے کے لئے ہمارے تعاون کی ضرورت ہے.

حاضرین نے شائد پہلی بار محکمہ دیہات سدھار کو اپنے قریب پایا. ایک قدرتی خوشی اُن کے چہروں پر مسکرا رہی تھی. کہ حکومت ان کے مفاد کے لئے کس طرح کوشاں ہے

سردار الشہر سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر مبیک سکول ل. چوہدری لال حسین. چوہدری لدھا و بالوست پال سرویر نے عام فہم زبان میں تقریریں کیں. مجموعی طور پر لیکچروں کے موضوعات حسب ذیل تھے

(۱) مہاراجہ بہادر کے مراعات اور زمیندار کا فرض.

(۲) پنچایتوں کے فوائد

(۳) رسومات بد کی بندش

(۴) نشیلی اشیاء کا ترک کرنا.

(۵) کھاد رکھنے کے طریقے

(۶) تعلیم بالغاں اور بچوں کی تعلیم

(۷) حفظان صحت کے تمام اصول

(۸) مرغیاں پالنے کے طریقے اور فوائد

چونکہ اس علاقہ میں کوئی پنچایت نہیں ہے اس لئے فائدے سمجھنے کے بعد حاضرین جلسہ نے اس کی ضرورت محسوس کی. انھیں پنچایت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا.

اس کے بعد دیہہ ہذا میں صفائی کرائی گئی اور سرویر صاحب نے عملی طور پر گاؤں میں دو گڑھے کھدوا کر ان میں کوڑا کرکٹ و کھاد رکھنے کا طریقہ بتایا گیا. دیہاتیوں پر اس جلسہ کا خاطر خواہ اثر ہوا. جلسہ کا اختتام محکمہ دیہات سدھار کا شکریہ اور مہاراجہ بہادر کی جے کے فلک شگاف نعروں پر ہوا.

زمان علی سکنہ سملوٹھ نامہ نگار

از محکمہ جناب گورنر صاحب بہادر کشمیر

نقل چٹھی نمبر ۱۳۹۲ مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۴۱ء منجانب پریذیڈنٹ صاحب مارکیٹنگ بورڈ و سیکریٹری جانب گورنر صاحب بہادر کشمیر۔

نقل چٹھی نمبر ۱۶۶ آمدہ مورخہ ۶ر ستمبر ۱۹۴۱ء از دفتر ایگریکلچرل مارکیٹنگ ایڈوائیزر ارسال کر کے گزارش کی جاتی ہے کہ یہ حقیقت کاشتکاران کے علم میں لائی جائے اور ان کو آلو کے فصل کے رقبہ جات کو بڑھانے کے لئے مرغوب کیا جائے۔ اس کاروائی سے جو جناب اس سلسلہ میں کریں۔ مجھے آگاہ فرما کر ممنون فرماویں۔

نقل چٹھی بالا منجانب مارکیٹنگ ایڈوائیزر منجانب گورنمنٹ آف انڈیا۔ دہلی بجانب پریذیڈنٹ جموں و کشمیر مارکیٹنگ بورڈ ڈائرکٹر

آلو کے ذخیروں میں کمی۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ ہندوستان میں آلو کے پیداوار کی موجودہ حالت اور اس کی درآمد حسب ذیل ہے۔

(۱) اس سال کے پہلے نصف حصہ میں آلو کی پیداوار بہت سے صوبوں اور ریاستوں میں اوسط درجہ سے کم رہی ہے۔ اور اس امر کا احتمال ہے کہ سال کے دوسرے نصف میں اور بھی کم ہو جائے۔

(۲) شہری آبادی کی ضروریات میں آلو کی کمی کا باعث دیگر ممالک سے بوجہ جنگ اس کا درآمد نہ ہونا ہے۔ اس کی درآمد ۳۹-۱۹۳۸ء میں ...۷۷۰ ہنڈرویٹ سے لے کر ۴۱-۱۹۴۰ء تک ...۱۰۴ ہنڈرویٹ رہ گئی ہے اٹلی سے بیج کے جو ذخیرے استعمال کئے جاتے تھے۔ وہ قطعاً موقوف کر دیئے گئے ہیں۔ برہما اور کینیا سے جو درآمد ہوتی تھی۔ اس میں کافی حد تک کمی ہو گئی ہے۔

(۳) علاوہ دیگر ممالک سے درآمد میں کمی ہونے کے (عنصر مائی سے محروم شدہ آلو کی) مزید کمی افواج اور اٹلی کے جنگی قیدیوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے باعث ہو رہی ہے۔

التماسِ خدمت ہے کہ آپ اپنے صوبہ کے ڈائرکٹر صاحب ایگریکلچر کو فی الفور مندرجہ بالا امور سے آگاہ کریں۔ تاکہ وہ اپنے صوبہ یا ریاست میں آلو کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں امید کی جاتی ہے کہ اس معاملے میں خاص توجہ دی جائیگی۔

اطلاع

گذشتہ دو سال سے تجربہ کیا گیا ہے کہ دیہاتی دنیا کے سالانہ چندہ کی ادائی کا سلسلہ تسلی بخش نہیں بعض پنچائتیں پرچہ وصول کر رہی ہیں مگر چندہ ارسال کرنے کا نام تک نہیں لیتیں اور بعض جب چاہیں ارسال کر دیتی ہیں۔ اس طرح حساب کتاب میں بے ترتیبی کے علاوہ ارسالگی پرچہ میں بھی دقتیں محسوس کی جا رہی ہیں۔ اس لیے نئے سال جنوری ۱۹۴۲ء کا میگزین پنچائتوں اور خریداروں کے نام بذریعہ وی۔ پی۔ بھیجا جائیگا جن کے وی۔ پی۔ واپس پہنچیں گے ان کے نام آئندہ پرچہ جاری نہ ہوگا۔ اور علیحدہ خط و کتابت کے ذریعہ تصفیہ کیا جائے گا لہٰذا جملہ اصحاب سے التماس ہے کہ وہ وی۔ پی۔ کی وصولی سے ادارہ کو ممنون فرماویں۔ اور بے جا خط و کتابت سے نجات دلائیں

مینجر

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوائز پریس جموں چھپکر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شائع ہوا

حالاتِ جنگ

جنوب مغربی بحر الکاہل:-

۱۴ فروری کو ملایا کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ جب کہ ایک ہفتہ خونی جنگ کے بعد فوج کو ہتھیار ڈالدینے پر بوجہ کمی آب تیل، چوب سوختنی و بارود مجبور کردیا گیا۔ ہتھیار ڈالنے سے پیشتر سنگاپور کے بچانے والوں نے بحری اور تیرنے والے اڈوں کو برباد کردیا۔ زمین کو جلا دینے کے طریق کی حکمت روسی ڈینیپر ڈم کی مشہور تباہی سے گذشتہ موسم خزاں کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ سنگاپور کے بحری اڈہ کی تیاری پر ساٹھ لاکھ پونڈ خرچ کیا گیا تھا۔ جس کی آج کچھ قیمت نہیں ہے۔ سنگاپور جزیرہ کا جو بھی استعمال چاہیں جاپانی کرسکتے ہیں۔ لیکن وہ اُسے ایک بحری اڈہ کے طور پر استعمال نہیں کرسکتے۔

سنگاپور پر قبضہ کرلینے کے بعد جاپانیوں نے نیلیم بنگ پر جو کہ سماٹرا کے جزیرہ میں تیل کا بڑا مرکز ہے دھاوا بول دیا۔ قبل اس کے انہیں اس تیل کے میدان سے دھکیل دیا گیا۔ ڈچوں نے اس کو مکمل طور پر تباہ کردیا۔ اور ایسا کرنے سے اس تمام سامان کی قیمت جو ایک صد پونڈ سے زائد تھی جلا دیا۔ یہ میدان سنگاپور کے اڈہ کی طرح جاپانیوں کے لئے کسی قیمت کا نہ رہیگا۔

جب کہ زمین پر اتحادیوں کو تکلیف پہنچائی جا رہی تھی۔ وہ اس قابل تھے کہ جاپانیوں کو سمندر میں دھکیل دیں۔ ۱۸ اور ۱۹ فروری کے درمیان جاپانی دیکھ بھال کرنے والے بڑے جہازوں پر جبکہ وہ اپنے دستوں کو بالی کے جزیرہ پر اتارنے کی کوشش کررہے تھے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور نیدرلینڈ کے ہلکے بحری جہازوں نے جن کے ہم مارہبی تھے زبردست حملہ کیا۔ اس حملے کی پوری تفصیل ابھی معلوم نہیں ہوئی۔ لیکن اس سے کم از کم ۸ جہاز جو فوجی دستوں سے لدے ہوئے تھے۔ ایک کروزر (یعنی جنگی جہاز) دو تباہ کن اور ایک آبدوز کشتی غرق کئے گئے۔ اور ایک درجن سے زائد جنگی جہازوں کو نقصان پہنچنے کی اطلاع ملی ہے۔ اتحادیوں کا ایک تباہ کن اور بارہ ہوائی جہاز تباہ ہوئے۔

جاپانی اب شمالی آسٹریلیا کے نزدیک جزیرہ تیمور میں اترنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور ڈاروِن کی بندرگاہ پر دوبارہ حملہ بھی کرچکے ہیں۔ بحر الکاہل کے محاذ کے دوسرے سرے پر جاپانی فوجیں برما میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئی ہیں

جو قصبہ پگو کی چابی کہلاتی ہے۔ یہ رنگون کی ریلوے لائن اور برما روڈ کی طرف جانے کا مقام ہے یعنی لاشیو

ہندوستان :-

گزشتہ پندرہ روز میں ہندوستان کا اہم واقعہ جنرل چیانگ کائی شیک کا اس ملک میں دورہ کرنا ہے۔ جنرل اور میڈم چیانگ کا جہاں کہیں وہ گئے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا گیا۔ اس نے تمام جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ جلسوں میں شرکت کی۔ ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت اس نے ہندوستان کے نام ایک پیغام میں ہندوستان کی تمام جماعتیں بلا لحاظ کسی ذات پات کے متحد ہو کر جاپان کے خلاف جنگ میں شریک ہوں

روس :-

جرمن لائنوں پر روسی گولہ باری جاری ہے۔ لینن گراڈ کے نزدیک اور لینن گراڈ کے گرد نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں اگلے قصبے سے اب وہ صرف ۴۵ میل رہ گئے ہیں۔ اور ۲۴ فروری کو ... لائمن کے قریب لینن گراڈ کے جنوب میں ۱۶ جرمن آرمی کو اپنے گھیرے میں لے کر تباہ کر چکے ہیں۔ ایک دن کی جنگ کے بعد انہوں نے بارہ ہزار جرمن لاشوں کو میدان جنگ میں پایا۔

لیبیا :-

گزشتہ پندرہ روز ذبح کرنے کا وقت جاری رہا دونوں طرف سے تازہ حملے کی تیاریاں ہوتی رہیں۔ رومیل کی فوجیں غزالہ سے مغرب کی جانب تقریباً پچاس ایک میل ایک مورچے کو سنبھالے ہیں۔ اور اس کا اصل مضبوط نکتہ مشیلی معلوم ہوتا ہے۔ جو ڈیرنا کے جنوب میں ۱۰۰ سو میل ہے۔

گزشتہ ہفتہ برطانوی جنگی کابینہ میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ جن میں سب سے اہم سر سٹیفورڈ کرپس کی تقرری بحیثیت لیڈر آف دی ہاؤس فی الحقیقت ڈپٹی پرائم منسٹر ہے۔ جو پہلے ماسکو میں برطانوی سفیر تھے۔ لندن میں ایک امپیریل وار کیبنٹ اور پیسیفک وار کونسل بھی قائم کی گئی ہیں۔ ہندوستان کو بھی ان ہر دو میں ایک ایک نشست دی گئی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ :-

امریکی جہازوں پر سے بیچنے ہی سمندروں میں گزشتہ ۱۵ روز اکثر حملے ہوتے رہے ہیں۔ ۲۴ فروری کو اس انتہا تک پہنچے کہ تیل صاف کرنے والے جہازہ پر کیلیفورنیا کے ساحل پر غالباً جاپانی آبدوز کشتی نے گولہ باری کی۔ گویا ان حملوں کے جواب میں پریذیڈنٹ روزویلٹ نے قوم کے سامنے ۲۴ فروری کو عالمگیر نشر سند میں بیان کیا کہ ریاست ہائے متحدہ کی یہ پالیسی رہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے دشمن کی تلاش اور اس کو میدان میں مار جائے پریذیڈنٹ نے مزید کہا کہ اپنی ریاست ہائے متحدہ کی فوجوں کو خشکی سمندر اور ہوا میں ملا قوت بنانے کی تجویز امید سے زیادہ ترقی پذیر ہے اور اپنے لفظ ... دلایا کہ وہ وقت بہت دور نہیں جب ریاست ہائے متحدہ کے دشمن ان ... [illegible]

دیہاتی دنیا

زمیندار اور اُنکی عادات

(۲)

ہم گزشتہ افتتاحیہ میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون سپردِ قلم کر چکے ہیں۔ کسان کی سادگی اور سادہ لوحی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی غالب ہے کہ اپنی سادہ لوحی کے باعث وہ کسی مفیدبات کو اپنے ذہن میں جگہ نہیں دیتا۔

اس سلسلہ میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً اگر زمیندار کو یہ سمجھایا گیا کہ صحت کے لئے ایک ایسے ہوادار مکان کا ہونا ضروری ہے جس میں کھڑکیاں اور دروازے ہوں۔ روشندان ہوں۔ صاف و پاکیزہ صحن ہو صاف کپڑے رکھے جائیں۔ روزمرہ نہایا جائے۔ پینے کے پانی کو محفوظ رکھا جائے۔ فضول خرچی سے کنارہ کشی کی جائے۔ قرض سے اجتناب کیا جائے۔ بدرسموں کو قطع کیا جائے۔ مقدمات سے پرہیز کی جائے۔ تو یہ باتیں صرف اُسے عجوبہ معلوم ہوئیں۔ وہ ناراض ہو کر مخالفت پر آمادہ نظر آیا۔

چنانچہ جن اصحاب کو دیہاتی بھائیوں کی خدمت کا یہ کام سپرد کیا گیا۔ انہیں اسی قسم کی بے شمار مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ تجربہ شاہد ہے کہ پہلے پہل جب محکمہ جات کی وساطت سے زمیندار بھائیوں کو سرکار والا نے وہ مراعات عطا فرمائیں جن سے زمینداروں کی بھلائی مقصود تھی۔ تو زمینداروں نے اس کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم نہیں کیا۔ بلکہ اپنی سادگی کے پیشِ نظر ان مراعات کو اشتباہ سے دیکھا۔

تعلیم کے لئے مدرسے کھولے گئے تو تعاون نہ کیا۔ جبریہ تعلیم کو جاری کرنا پڑا۔ بیماریوں کے دنوں میں ٹیکا لگانے کے لئے ڈاکٹر اور کمپونڈر مقرر کئے۔ تو دیہاتیوں نے بھاگنا شروع کیا۔ اور طرح طرح کی مذہبی اور رسمی قیدیں لگا دیں۔

ساہوکارہ تحریک کے خلاف اتحادی بنکوں کا اجرا کیا گیا تو سادہ لوح دیہاتی اس سے بھاگ اٹھے۔ حالانکہ

ساہوکاروں کے سلوک سے وہ مدت سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ غرضیکہ ان کی بہتری کے لئے کیا کچھ نہ کیا گیا لیکن زمیندار آسانی سے ان مراعات کا فایدہ نہ اٹھا سکا۔ محکمہ پنچایت کو اس کے قیام پر زمیندار کیا کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو اور تعلیم یافتہ زمیندار بھی اس محکمہ کو اشتباہ کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ بالآخر اسی محکمہ کی بدولت آج زمیندار سابقہ مراعات کی حقیقت کو بھی سمجھنے کے قابل ہوا۔ ایک طرف اگر زمیندار کی سادہ لوحی قابل تعریف ہے تو دوسری طرف قابل مذمت۔ سادہ لوحی تو اس چیز کا نام ہے کہ زمیندار کسی فریب۔ شرارت اور چالاکی کا مالک نہیں۔ سادہ زندگی گزارنا جانتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا اپنی بھلائی اور برائی سے ناواقف رہنا یہ سادگی مطلوب نہ تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ اب باوصف اپنی جبلی سادگی کے وہ اس قابل ہو چکا ہے۔ کہ اپنے بھلے برے کو جان لے اور خود کو کسی دھوکا کا آسانی سے شکار ہو جانا گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ "دیہاتی دنیا" کے مطالعہ سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ زمیندار اپنی مشکلات کا حل خود پیش کر رہا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ پنچایتوں کے انعقاد کا خواہاں ہے۔ ہم بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ زمیندار کو اپنی مدد آپ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور اپنی جبلی سادگی کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بھلائی کے اسباب سے استفادہ کر سکے۔

یہ فقرہ لکھ دیا ظالم نے میری لوحِ تربت پر
جو ہو فرقت کی بے تابی تو یوں خوابِ گراں کیوں ہو

ایسی بیش بہا چیز کو زمین پر لا بٹھا دیا۔"

شیطان کے مرید نے کہنی مار کر شیطان کو متوجہ کیا۔ "یہ دیکھئے یہ وہی آدمی ہے جس نے اپنی روٹی غائب ہونے کی مطلق پروا نہ کی تھی۔ حالانکہ اس وقت اس کے پاس کچھ کھانے کو اور نہ تھا۔"

(۹)

کسان اپنی بیوی کو برا بھلا کہتا رہا۔ وہ اپنے مہمانوں کو شراب پیش کرتا رہا۔ اسی دوران میں ایک غریب کسان تھکا ماندہ وہاں آ پہنچا۔ وہ بن بلایا تھا۔ لوگوں کو کھاتے پیتے دیکھ کر اس نے انہیں سلام کیا اور ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ دن بھر کی محنت سے وہ تھک گیا تھا۔ اس کا بھی جی چاہا کہ ایک آدھ چلو مل جائے۔ وہ بہت دیر تک آس لگائے بیٹھا رہا۔ بار بار اس کے منہ میں پانی بھر آتا تھا۔ لیکن وہ کسان شراب تو کیا دیتا، الٹا اس پر جھنجھلانے لگا اور اس نے کہا: "یہاں ایرے غیروں کو شراب نہیں پلائی جاتی۔"

شیطان بہت خوش ہوا۔ لیکن اس کے مرید نے فخریہ لہجہ میں کہا: "کچھ دیر ٹھہر جائیے اور دیکھئے کیا کیا تماشا ہوتا ہے۔"

(۱۰)

مہمانوں نے خوب شراب پی۔ میزبان نے پیالے صاف کئے۔ اس کے بعد گپیں اڑنے لگیں۔

شیطان ان لوگوں کی باتیں سنتا اور اپنے مرید کی پیٹھ ٹھونکتا رہا۔ اس نے کہا: "جب یہ لوگ شراب پی کر مکاری پر اتر آئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو دھوکا دے رہے ہیں تو یقیناً یہ لوگ ہمارے قابو میں آجائیں گے۔"

شیطان کے مرید نے کہا گھبرایئے نہیں دیکھتے جایئے۔ ایک ایک پیالہ ان کے حلق سے اترنے دیجئے یہی لوگ جو اس وقت مکار لومڑی کی طرح خوشامد سے دُم ہلا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو دھوکا دے رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں خونخوار بھیڑیئے بن جائیں گے۔

ایک پیالہ اور پینے کی دیر تھی کہ محفل کی رنگت بدل گئی۔ سب بہکنے لگے۔ غل شور ہونے لگا۔ منہ سے گندی باتیں نکالی جانے لگیں۔ لچھے دار باتوں کی جگہ گالی گلوچ نے لے لی۔ کچھ اور دیر کے بعد ہاتھا پائی کی نوبت آگئی۔ بکھاڑی ہونے لگی کیا گھر والے کیا باہر والے سب کی مرمت ہوئی۔

شیطان اور زیادہ خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔

"خوب ہوا۔"

لیکن شیطان کے مرید نے کہا "تھوڑی دیر اور ٹھہریئے۔ سب سے زیادہ مزے کی بات ابھی باقی ہے۔ انہیں ایک پیالہ اور چڑھانے دیجئے۔ پھر دیکھئے ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔

شراب کا ایک اور دور ہوا۔ اب کیا تھا۔ ان میں اور جانوروں میں فرق باقی نہ رہا۔ واہی تباہی بکنے اور چیخنے چلانے لگے۔ کوئی کسی کی نہ سنتا تھا۔ سب اپنی اپنی ہانک رہے تھے۔

(11)

اس کے بعد محفل برخاست ہوئی۔ ایک ایک دو دو گھر سے نکل کر گلی میں پہنچے۔ کسان اپنے مہمانوں کو رخصت کرنے کے لئے باہر تک گیا۔ لیکن موری میں منہ کے بل گر گیا۔ اور سر سے پاؤں تک کیچڑ میں لت پت ہو کر چلانے لگا۔ وہیں پڑا رہا۔

یہ دیکھ کر شیطان اور خوش ہوا۔ کہنے لگا "تمہاری یہ چال بہت اچھی رہی۔ روٹی کے بارے میں تم نے جو غلطی کی تھی گویا اس کی تلافی ہو گئی۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ شراب بنتی کیسے ہے؟ اس میں تم نے لومڑی کا خون ضرور ملایا ہوگا۔ ورنہ یہ لوگ اس کو پی کر لومڑی کی طرح مکار نہ ہو جاتے۔ پھر میرا خیال ہے۔ کہ تم نے اس میں بھیڑیے کا خون بھی ملایا ہو گا جس کی وجہ سے یہ لوگ بھیڑیے کی طرح خونخوار ہو گئے"۔

شیطان کے مرید نے کہا " یہ سب تو میں نے نہیں کیا۔ میں نے صرف اتنا ہی کیا کہ کسان کے پاس ضرورت سے زیادہ غلہ پیدا کر دیا تھا۔ انسان میں جانوروں کا خون پہلے ہی موجود ہے۔ جب تک اس کو پیٹ بھرنے کے لئے غلہ مشکل سے میسر ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی حد سے باہر نہیں ہوتا۔ جب اس کسان کو [illegible] ساخت تھی تو اس نے روٹی کا ٹکڑا ضائع ہو جانے کی پروا نہیں کی۔ لیکن جب اس کے پاس ضرورت سے زیادہ موجود ہو گیا تو [illegible] اڑانے کی سوجھی میں نے اس کو عیش [illegible] کا ایک راستہ شراب نوشی بتا دیا۔ جب اس نے اپنے خدائی بخششوں کا ایسا استعمال کیا تو اس کی رگوں میں لومڑی اور بھیڑیے کا خون دوڑنے لگا۔ اگر شراب نوشی بدستور جاری رہی تو وہ ہمیشہ جانور ہی بنا رہے گا۔" شیطان نے اپنے مرید کی خوب تعریف کی اور اس کی [illegible]۔ اس کی پہلی خطا معاف کر دی۔ اور جدید خدمات کے صلے میں اس کو ایک اعزاز مرحمت کیا۔

(ختم [illegible])

ضروری اطلاع

جملہ پنچایت ہا کو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مطابق سرکلر آرڈر نمبر ۲۵ (پرچہ دیہاتی دنیا ماہ دسمبر ۴۱ء) نقشہ ششماہی ابتدائی کاتک ۹۸ء لغایت آخری چیت ۹۸ء [illegible] بیساکھ ۱۹۹۹ء تک کم از کم دفتر ہذا میں پہنچ جانا چاہیے ڈسٹرکٹ انسپکٹران کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی بموقعہ انسپکشن پنچایتوں کو مطلع کریں تحریر ۲۰ پھاگن ۱۹۹۸

دستخط:۔ پنچایت آفیسر صاحب بہادر

سوالات متعلقہ کنڈی اقتصادی تحقیقاتی کمیٹی

(۱) کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ علاقہ کنڈی میں کھیتی باڑی کو ایک کامیاب ذریعہ معاش بنایا جا سکتا ہے۔

(۲) کیا اس علاقہ میں زراعت کو کامیاب بنانے کے لئے کسی تحقیقات (ریسرچ) کی ضرورت ہے

(۳) کیا کبھی گزشتہ زمانہ میں زراعت اس علاقہ میں کامیاب رہی ہے۔ اگر جواب 'ہاں' ہے تو موجودہ تبدیلی کے کیا اسباب ہیں۔

(۴) کیا اس علاقہ میں کھاد اور دیگر مصنوعی حیلوں کا استعمال پیداوار اراضی کی قسم اور مقدار میں ترقی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ کون کون سے کھاد اور مصنوعی حیل ہیں۔

(۵) کیا کنڈی علاقہ میں زمین کم زرخیز ہو رہی ہے۔ مہربانی اس کی پیداوار بڑھانے کے ذرائع بیان کریں۔

(۶) مندرجہ ذیل کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔

۱۔ موجودہ فصلات کی ترقی۔

۲۔ نئی فصلات کا رائج کرنا۔

۳۔ علاقہ میں فصلوں کی جنگلی جانوروں۔ کیڑوں مکوڑوں اور فصلی بیماریوں سے حفاظت کرنا۔

(۷) (۱) کیا کنڈی کی پتھریلی زمین پر خاص قسم کے زرعی و دیگر اوزاروں کی ضرورت ہے۔ کیا اس موضوع پر کسی ماہرانہ مطالعہ کی ضرورت ہے۔ آپ کون کون سی نئی ایجادات کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں۔

(۱) کنڈی علاقہ میں کون کون سی سبزیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ آپ کون کون سی نئی سبزیاں یہاں لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔

(۸) کیا زمینداران کے اندر موسمی بیکاری موجود ہے دوران بیکاری زمینداران کے کیا کیا مشاغل ہیں۔ کیا وہ ایسے وقتوں میں گھروں سے باہر جاتے ہیں۔ ان مشاغل سے ان کی کیا آمدنی ہے۔

(۹) (۱) کیا زمینداران کی کھیتیاں کھڈوں۔ بنجروں اور نالوں سے ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہیں۔ اور چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہونے کے دیگر کیا اسباب ہیں۔

(۱) کیا خریجات جو استمال اراضی کے لئے درکار ہوں گے وہ اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ کہ یہاں استمال اراضی کی جاوے۔

(۱۰) برطانوی ہندوستان میں ایسے ہی علاقوں میں

زراعت سے متعلقہ تحقیقات سے کنڈی علاقہ کے لوگوں نے کیا خاص فائدہ اٹھایا ہے۔ محکمہ زراعت نے کنڈی علاقہ میں زرعی معلومات بہم پہنچانے کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے ہیں۔

(۱۱) کیا کنڈی علاقہ کی زمین اگان پیدا کر سکتی ہے اگر نہیں تو اس علاقے میں مزارعان کی موجودگی کیسے حق بجانب ہے

۲. مویشیوں کی پرورش

(۱) کیا اس علاقہ میں مویشی پالنا دیگر ملحقہ علاقہ جات کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔ کیا موجودہ حالات میں اس علاقہ میں مویشی پالنا آمدنی کا ذریعہ ہو سکتا ہے

(۲) مندرجہ ذیل کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیجئے۔

۱. ڈیری انڈسٹری (دودھ۔ دہی۔ مکھن پیدا کرنا) کو بہتر بنانا۔
۲. مویشی کو پالنے کے موجودہ طریقوں کو بہتر بنانا۔
۳. دوسرے علاقے کی نسبت چارے کی کمی۔
۴. خشک موسم میں سبز چارے کی پیداوار
۵. زیادہ چارہ پیدا کرنا۔

(۳) کیا آپ کے خیال میں پچھلے سالوں کی نسبت مویشیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں اس تعداد کو کم کرنے کے آپ کیا طریقے تجویز کرتے ہیں۔

(۴) مندرجہ ذیل پر اپنے مشاہدات کا اظہار کریں۔

۱. مویشیوں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دینا۔
۲. چراگاہوں میں مویشیوں کو زیادہ تعداد میں لے جانا۔
۳. بھیڑوں اور بکریوں کا چرنا۔

۳. مالیات

(۱) آپ کی رائے میں

۱. قرض لینے کے سب سے بڑے اسباب کیا ہیں۔
۲. قرضہ لینے کے ذرائع کیا ہیں۔
۳. عدم ادائیگی کی وجوہات کیا ہیں۔

(۲) قرضہ کا بوجھ کیسے ہلکا کیا جا سکتا ہے۔

(۳) کیا واگزاری اراضیات مرہونہ کے لئے حالات موجود ہیں۔

(۴) مندرجہ ذیل پر رائے کا اظہار کیجئے۔

۱. تقاوی
۲. سرکار کی طرف [illegible] قرضہ جات دینا۔
۳. موجودہ وقت [illegible] قرضہ جات جس میں استعمال میں لائے جاتے ہیں اور [illegible] استعمال میں وہ لائے جانے چاہئیں۔
۴. لمبے اور تھوڑے عرصہ کے لئے قرضہ جات

(۵) اس علاقہ میں صنعتی کاموں میں محفوظ اور فائدہ مند طریقہ پر لگائے جانے کے لئے گورنمنٹ کے علاوہ اور کہاں سے اور کیسے سرمایہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ امداد باہمی

(۱) اس علاقہ میں امداد باہمی تحریک کیسے ترقی پذیر ہو سکتی ہے۔
(۲) کیا زمینداروں کی انجمنیں قائم کرنے کی زیادہ ضرورت ہے یا دستکاروں کی۔
(۳) کیا موجودہ امداد باہمی انجمنیں تسلی بخش طریقہ سے کام کر رہی ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو تو انہیں بہتر بنانے کی تجاویز بتائیں
(۴) آپ کے خیال میں کنڈی علاقہ میں امداد باہمی کے متعلق فی الواقع کیا کیا ضروریات ہیں۔
(۵) اس ضمن میں گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے۔
(۶) اس علاقہ میں محکمہ امداد باہمی کی کارکردگی پر رائے زنی کریں۔

۵۔ ذرائع آمدورفت اور منڈیات

(۱) کنڈی علاقہ میں ذرائع آمدورفت کو فروغ دینے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔
(۲) موجودہ سڑکوں کی کیا حالت ہے آپ انہیں بہتر بنانے کیلئے کیا تجاویز پیش کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کی توسیع کی سفارش کرتے ہیں کہاں کہاں مندرجہ ذیل سڑکات علاقہ کی آمد و رفت کی ضروریات کہاں تک پوری کرتی ہیں۔

۱۔ کٹھوعہ۔ جموں سڑک
۲۔ جموں۔ اکھنور سڑک
۳۔ اکھنور بھیرپور سدھر سڑک
۴۔ اکھنور ستوتی سڑک

ان سڑکوں کو اور بھی بہتر کیسے بنایا جا سکتا ہے۔
(۳) اس علاقہ سے کون کون سی اشیاء باہر کی منڈیوں میں بھیجی جا سکتی ہیں۔ کون کون سی اشیاء کی علاقہ کنڈی میں کھپت ہے۔ کیا موجودہ تجارت کے مدنظر پکی یا زیادہ اچھی کچی سڑکیں بڑھانا مناسب ہو گا۔
(۴) کیا علاقہ میں خرید و فروخت کے متعلق کوئی مشکلات ہیں۔ انہیں کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔
(۵) کیا اس علاقہ میں یا اس کے آس پاس کوئی صحت افزا یا خوشگوار مقامات ہیں۔ انہیں سیاحوں میں کیسے ہردلعزیز بنایا جا سکتا ہے۔ تاکہ کنڈی کے لوگوں کو مالی فائدہ پہنچے۔

۶۔ پانی کی بہم رسانی

(۱) اخراجات متعلقہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی رائے میں کنڈی علاقہ میں آبپاشی کی تجاویز رائج کی جا سکتی ہیں۔

(۲) اس علاقہ میں آبپاشی کے راستہ میں کیا مشکلات حائل ہیں۔

(۳) مندرجہ ذیل تین وسائل بہم رسانی آب بغرض آب نوشی و آبپاشی کی کیا اہمیت ہے۔

۱. جوہڑ　　۲. تالاب　　۳. کوئیں۔

(۴) کیا گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات کی آب رسانی کے متعلقہ کوششیں باطریقہ اور نتیجہ خیز ہیں۔ انہیں اور بھی بافایدہ کامیاب بنانے کے لئے آپ کی تجاویز کیا ہیں۔

(۵) اس علاقہ میں بڑے بڑے پانی کے ذخیرے بنانے کیا امکانات ہیں۔ ایسے ذخیرے کن کن جگہوں پر تعمیر ہونے چاہئے۔ اگر کوئی سکیمیں ہوں تو ان کا ذکر کریں۔

۷ جنگلات و باغات

(۱) کن کن علاقہ میں جنگلات کی تباہی کی کیا وجوہات ہیں۔

(۲) یہاں جنگلات کی حفاظت کیوں ضروری ہے۔ اس سوال پر تجارتی موسمی اور طبعی نقطہ نگاہ سے بحث کریں۔

(۳) یہاں جنگلات لگانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئے۔

(۴) جنگلات کی حفاظت پہ روہڑ اراضی اور زیادہ چہ بیدے کے اثرات پر بحث کریں۔

(۵) کیا آپ کی رائے میں کنڈی علاقہ کی زمین زراعت کے ذریعے زیادہ آمدنی دیگی یا اگر اس پر خود رو یا دیگر درختان پیدا ہوں۔

(۶) باغبانی کے لئے یہاں کیا امکانات ہیں۔ آپ اور کون سے پھلدار درختان کی سفارش کرتے ہیں۔

۸ صنعت و دستکاری

(۱) کون سی گھریلو دستکاریاں تباہ ہو رہی ہیں۔ ان کے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ کون سی دستکاریوں کو از سر نو فایدہ مند طور پہ زندہ کیا جا سکتا ہے۔ اور کس طریقہ سے۔

(۲) کیا ایسی جدید دستکاریاں یا صنعتیں ہیں جو اس علاقہ میں قائم کی جا سکتی ہیں۔

(۳) مندرجہ ذیل دستکاریوں کی ترقی کے کیا امکانات ہیں۔

۱. شہد کی مکھیاں پالنا۔

۲. مرغ پالنا

۳. پھل پیدا کرنا۔

۴. لاکھ بنانا۔

۵. رسے بنانا

۶. ٹوکری سازی

۷. کپڑا بننا

۸. بڑھئی اور لوہار کا کام

۹. بھیڑ پالنا

(۴) کیا بجلی کی طاقت سے اس علاقہ میں صنعت کو ترقی دی جا سکتی ہے۔ بمہربانی یہ سکیم پیش کریں۔

۹. متفرق

(۱) کیا اس علاقہ میں ریاست کے دیگر علاقہ جات کی نسبت اَن پڑھوں کی تعداد زیادہ ہے۔

(۲) کیا آپ بمہربانی بتائیں گے کہ موجودہ طریقہ تعلیم کا اس علاقہ کے لوگوں کی زراعتی و صنعتی حالت پر کیا اثر ہے۔

(۳) کیا آپ اس علاقہ کے لیے کوئی بالکل جدید طریقہ تعلیم چاہتے ہیں۔ جو اس علاقہ کی ضروریات اور حالات کے موافق ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں اور ایسا طریقہ تعلیم پیش کریں۔

(۴) بمہربانی مندرجہ ذیل طرز تعلیم پر اپنے اظہارات کریں۔

۱. لازمی ۲. مڈل سکول ۳. پرائمری ۴. تعلیم بالغان ۵. صنعتی

کیا مندرجہ بالا طرز تعلیم کنڈی علاقہ کے لوگوں کی اقتصادی بہبودی کے لئے ضروری ہیں۔

(۵) کیا خواندگی لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے۔

(۶) بلحاظ پیشہ کنڈی کے لوگوں کو کون کون سی جماعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۷) کیا لوگ بعض پیشوں کو ذلیل خیال کرتے ہیں۔ کیا یہ پیشے منافع ور ہیں یا نہیں۔

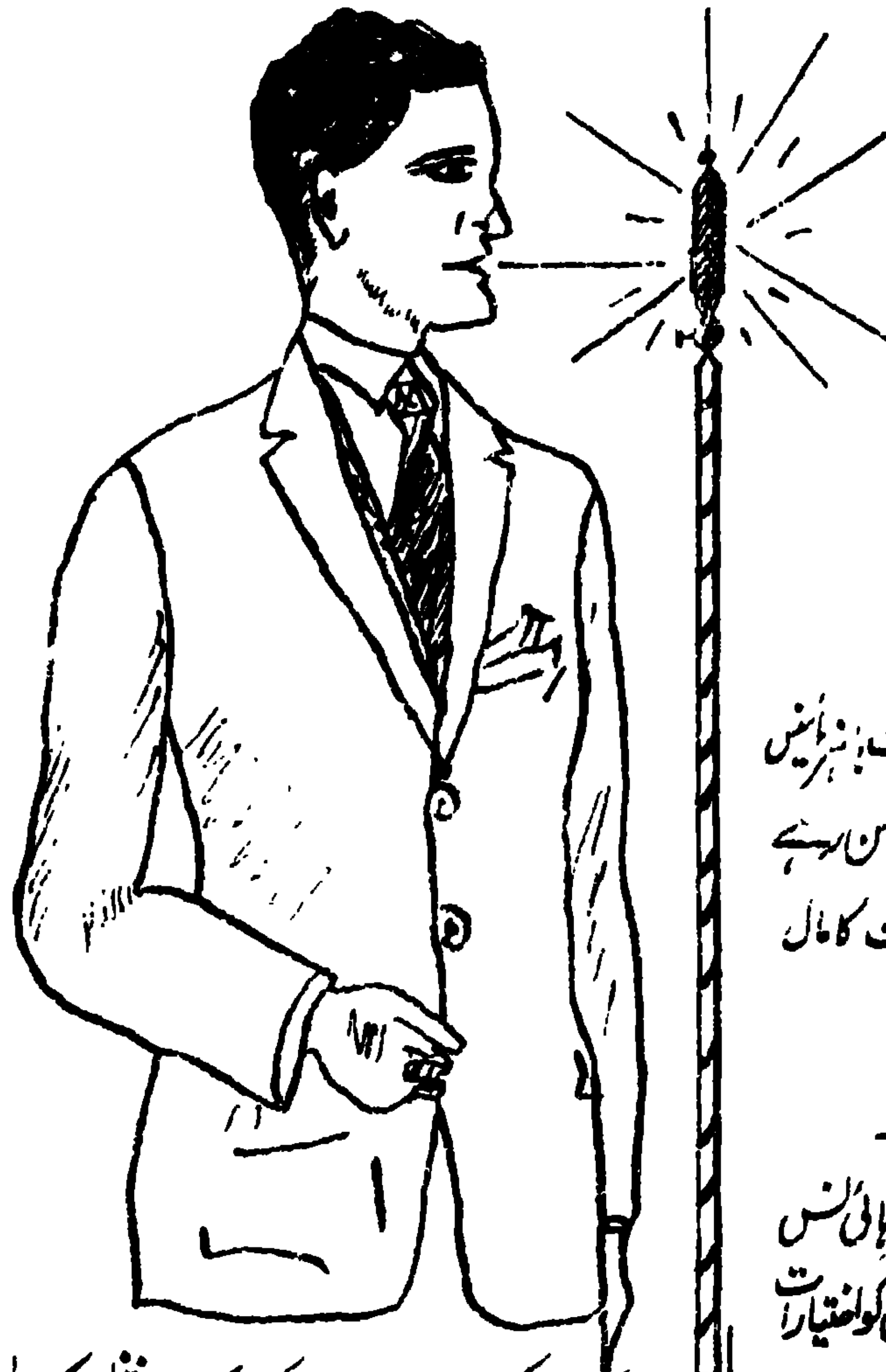
(۸) دیہہ کے کمینوں کی مالی حالت اس وقت کیا ہے۔

(۹) کیا کنڈی علاقہ میں ذات پات کی بڑائی چھوٹائی سے کسی ذات کی مالی حالت پر اثر پڑتا ہے

(۱۰) کیا اس علاقہ کے اچھوتوں کی حالت سدھارنے کے لئے گورنمنٹ کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے

(چند سوالات آئندہ اشاعت میں اشاعت
میں درج کئے جائیں گے۔)

آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن سے



یہ خبریں آپ محکمہ اصلاحِ دیہات و پنچایت ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے صدر دفتر جموں سے سن رہے ہیں۔ یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔

جموں و کشمیر ڈیفنس رولز کے تحت ہز ہائی نس گورنمنٹ نے انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس کو اختیارات دیئے ہیں (۱) کہ وقتاً فوقتاً کرایہ کی ان موٹر۔ لاریوں کو جو کسی ٹرانسپورٹ سروس سے تعلق رکھتی ہوں کے انتہائی میلوں کے مطابق اور (۲) ایسی گاڑیوں کے لئے پٹرول کی انتہائی مقدار جو کہ وہ خرچ کر سکیں ۲۲ فروری ۱۹۴۲ء سے ہر ماہ رواں میں مقرر کریں۔ ہر موٹر ٹرانسپورٹ سروس کے لائیسنسدار کو ایک رجسٹر کھولنا چاہیے جس میں سفر کردہ میل اور ہر گاڑی کے پٹرول کے خرچ کی مقدار کو درج کرے۔ تقسیم کنندگان یا سوداگران پٹرول یا وہ تمام اشخاص جو ریاست کی حدود کے اندر کسی پٹرول پمپ کے مالک۔ منتظم یا کنٹرول کرنے والے ہوں انھیں بھی ایک رجسٹر کھولنا چاہیے۔ جس میں تاریخ وار یہ دکھانا ضروری ہے۔ کہ پٹرول کی کس قدر مقدار کس تاریخ کو وصول ہوئی اور مقدار جو کسی موٹر گاڑی یا شخص کو فروخت کی گئی ہو

موٹر سروس کے لائیسنسداران اور تمام وہ جو اس کے سوداگران ہیں کو چاہیئے کہ ہر ماہ رواں میں ایک تفصیل مہیا کریں کہ جو اگلے ماہ کی ۷ تاریخ سے قبل ارسال کی جائے۔

ڈائرکٹر جنرل صاحب بہادر تار وڈاکخانہ جات نے مشتہر کیا ہے کہ پیغامات جن کا تعلق ذات یا خانگی معاملات سے ہو اب ہندوستان سے وہ لوگ جو جنگی قیدی یا نظر بند شہری نہ ہوں فن لینڈ میں اپنے رشتہ داران کو ریڈ کراس پوسٹل میسج سروس کے ذریعہ سروس کے شرائط کے تحت بھیج سکتے ہیں۔

ہزہائینس گورنمنٹ کو اطلاع ملی ہے کہ رائل انڈین نیوی میں بھرتی کے لئے جہازرانوں مستریوں، مختاروں کی ضرورت ہے۔ جہازرانوں اور مستریوں کے لئے تعلیمی معیار آٹھویں جماعت تک اور عمر کے لحاظ سے ۱۷ برس سے لے کر ۲۲ برس تک قید لگائی گئی ہے۔ دوسرے کے متعلق ایک کم درجہ کا تعلیمی معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اور عمر ۲۴ برس تک توسیع کی گئی ہے۔ ملازمت کی شرائط دس سال تک لگائی گئی ہیں۔ جو دو تسلی بخش ثابت ہوں گے۔ ان کے لئے رائل انڈین نیوی میں مستقل ہونے کا بہت امکان ہے۔ جو دلچسپی لیتے ہیں انہیں رائل انڈین نیوی کے ہیڈکوارٹر سیالکوٹ میں حاضر ہو سکتے ہیں۔

ہزہائینس گورنمنٹ نے عورتوں کی خاطر دو اساتذہ کے ٹریننگ سکول بارہ ہزار روپیہ کے سالانہ خرچ سے کھولنے کی منظوری دیدی ہے۔

ان تفویض کردہ اختیارات کے مطابق جو سال ۱۹۹۸ کے جموں وکشمیر آرمز رولز منظور کئے گئے۔ ہزہائینس گورنمنٹ نے ایسے علاقہ داران۔ جاگیرداران اور سرداروں کو جو دربار لسٹ میں درج ہیں۔ اسلحہ جات اور بارود کو اپنے ہمراہ لیجانے یا اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے جموں آرمز ایکٹ ۱۹۹۷ء کی دفعات ۱۰ و ۱۲ سے دربارہ ممانعت مستثنے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ استثنا جن کا تعلق تعداد اور اسلحہ جات کی حقیقت اور بارود سے متعلق ہوگا۔ ان کے رکھنے والی کی تعداد ان کی اہمیت اور ایسے ہوتیار رکھنے والوں کے مختلف درجات علاقہ داروں۔ جاگیرداروں اور سرداروں سے جو چند پابندیوں کے تحت ہوگا۔

علاقہ داروں۔ جاگیرداروں اور تعظیمی سردار جنہیں یہ رعایت نوٹیفکیشن نمبر ۲ ب سیڈیول انڈین آرمز رولز ۱۹۲۴ کے تحت مل چکی ہوئی ہے۔ اس قسم کا رعایت کا تحت جموں وکشمیر آرمز رولز ۱۹۹۸ بھی استفادہ کریں گے

پنجاب کے ایک اردو اخبار نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ قزاقوں کا کاروان مظفرآباد میں خوراک اور چارے کے ذخیروں کے متعلق بے اطمینانی محسوس کر رہا تھا اور کیمپ سے نکل بھاگنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قزاق اپنے لئے راشن ٹکٹ حاصل کر رہے ہیں اور مویشیوں کو چراگاہی کے لئے حسب معمول باہر لے جاتے تھے۔ کاروان کے رہنما عثمان پاشا اور الیاس خان [illegible]

سے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ عثمان پاشا نے صرف ایک شکایت کی۔ کہ جو قزاق اپنے گھوڑے فروخت کرنا چاہتے تھے۔ انھیں ایسا کرنے نہیں دیا گیا۔ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کشمیر نے بتایا کہ اُن ہی کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر کہ ان کے جانور برسات میں ان کے ساتھ رہیں۔ اور یہ کہ مقامی علاقہ میں ان کے جانوروں کی مانگ بھی زیادہ نہ تھی۔ ایسا کیا گیا تو اس نے مان لیا لیکن یہ درخواست کی کہ خاص حالات میں جانور فروخت کرنے کی اجازت دی جاوے۔ یہ درخواست منظور کر لی گئی۔ الیاس خان نے ان انتظامات کے متعلق بھی جو حفظانِ صحت کے عملہ، راشن اور امداد کے لئے ادویات کے مہیا کرنے کے لئے کئے گئے ہیں اطمینان کا اظہار کیا۔ البتہ مویشیوں کے چارہ کے نہ مل سکنے کو بیان کیا۔ اس نے اپنی ذات کے لئے چند مراعات کے لئے استدعا کی جن میں یہ درخواست بھی شامل تھی کہ اُسے تعمیر یا اپنی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے جانے کی اجازت دی جاوے۔ یہ مراعات منظور کی گئیں۔ دوسرے یہ اطمینان بھی دلایا گیا کہ مویشیوں کے لئے چارہ مہیا کرنے کے معاملہ پر غور کیا جاوے گا۔ دونوں رہنماؤں نے حکام کے ساتھ اپنے لوگوں میں امن قائم رکھنے کے لئے تعاون کا وعدہ کیا اور تمام کیمپ میں اب اطمینان اور سکون ہے۔

ہز ہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر نے ریاست کے علاقہ جنگل گلی اور کالا کوٹ کے علاقوں میں کوئلہ نکالنے کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔

سال رواں کے بقیہ مہینوں میں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پچیس ہزار روپیہ کی رقم بھی منظور کی گئی ہے۔

تحصیلات پلوامہ، میرپور اور بھمبر کے دیہات میں تعمیری کاموں کی تکمیل کے لئے ہز ہائینس گورنمنٹ نے سولہ ہزار انتالیس روپیہ کے خرچ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ کل منظور شدہ رقم میں سے تین ہزار اناسی روپیہ زمیندار بطور چندہ جمع کر دیں گے۔ اور بقیہ مبلغ بارہ ہزار نو سو ساٹھ روپیہ رورل اپلفٹ کی منظور شدہ گرانٹ میں سے خرچ کئے جائیں گے۔ تعمیرات کے کام میں کنوؤں کی تعمیر، کنوؤں کی مرمت کھائیوں کی بھروائی اور گلیوں کو پختہ کرنے شامل ہے۔

---

۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء تک کشمیر میں سیاحان کی تعداد ۲۹۳۲۰ تھی جن میں ۸۱۶۴ یورپین اور ۲۱۱۵۶ ہندوستانی تھے۔ بہ نسبت گزشتہ سال کے جبکہ سیاحان کی تعداد اسی تاریخ پر ۲۸۹۲۷ تھی۔ یعنی جن میں ۸۱۰۶ یوروپین اور ۲۰۸۲۱ ہندوستانی تھے۔

ماہ جنوری ۱۹۴۲ء میں کشمیر وار ایڈ کمیٹی کو مبلغ ۲۵۰۷۱/- روپے کی آمدن ہوئی۔ فوجی دستوں کے آرام اور آسائش کے پیش نظر مزید سامان خرید کیا گیا۔

چند خود غرض اشخاص ٹراوٹ فشنگ کشمیر کے متعلق غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں۔ جو اصحاب ۱۹۴۲ء میں ٹراوٹ فشنگ کے لئے کشمیر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ان کی اطلاع کے لئے حسب ذیل امور بیان کئے جاتے ہیں

(۱) ہفتہ وار یا روزانہ لائسنس فیس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔

(۲) نصف سیزن کا لائسنس تین مہینوں کے لئے ہوگا۔ جس کی تاریخ ابتدا میں کی جاسکے گی۔ اس لائسنس کی فیس ۲۰۰/- روپیہ ہوگی۔ اور لائسنسدار کو مچھلیوں کی ۹ ہفتہ وار اور ۹ روزانہ بیٹ کا حق دیا جائے گا۔ ہفتہ وار اور روزانہ نرخوں کے مطابق مچھلیوں کی قیمت کی شرح لائسنس ۳۴۴/- روپیہ ہے اس لائسنس کا انتظام ان اصحاب کے لئے کیا گیا۔ جو کافی لمبی مدت تک کشمیر میں مچھلی کے شکار کے خواہاں ہوں گے۔

(۳) سیزن کا لائسنس ۴۰۰/- روپیہ پر مہیا ہو سکے گا۔ ۱۹۴۲ء میں ۱۹ ہفتہ وار اور ۱۹ روزانہ ٹراوٹ کے شکار کے لئے پانی کھلے ہیں۔ سیزن کے لائسنسداروں کو حق ہوگا۔ کہ وہ تمام ان پانیوں میں جو مچھلی کے شکار کے لئے کھلے رکھے جائیں۔ سیزن میں ایک دفعہ شکار کھیل سکتے ہیں۔ دوسری دفعہ ایک خاص بیٹ یا بیٹوں کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ پانی مہیا کر سکے۔ اس قاعدے کی رو سے ایک سیزن کا لائسنسدار صرف مبلغ ۴۰۰ روپیہ خرچ کرنے سے ۷۰۰ روپے تک کی مچھلی کا استفادہ کر سکتا ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل نقشہ گذشتہ تین سال کے مختلف قسم کے لائسنسوں کی تفصیل دیتا ہے۔

سمت	سیزن لائسنس	ہفتہ وار اور روزانہ لائسنس	میزان
۱۹۳۹	۲۴	۵۷۸	۶۰۲
۱۹۴۰	۱۱	۸۳۰	۸۴۱
۱۹۴۱	۱۳	۸۳۴	۸۴۷

۱۹۴۱ء میں سیزن لائسنسداروں کی تعداد کل جاری شدہ لائسنسوں میں صرف ۱½ فی صدی تھی۔

سیزن لائسنس کی فیس میں اضافہ۔ ہفتہ وار اور روزانہ بیٹس کی زیادہ تعداد کو مہیا کر سکے گا کیونکہ جب سے یہ پایا گیا ہے کہ سیزن لائسنسدار بعض اوقات لائسنس کی شرح بے جا طور پر کم ہونے کے باعث ہفتہ وار نالوں میں ایک دفعہ شکار کرتے تھے۔ یا بالکل نہیں۔ اور کتابوں میں ان کی بیٹ بغیر استعمال کے درج رہتی تھیں۔ نتیجہ کے طور پر وہ اصحاب جو تھوڑے عرصہ کے لئے مچھلی کے شکار کے لئے آتے تھے۔ اکثر اوقات مایوس رہتے تھے۔ کیونکہ سیزن کے لائسنسداران نے بغیر استعمال بیٹس ریزرو کرالی ہوتی تھیں۔ اب کافی بیٹس کی گنجائش ہوگی کیونکہ اب سیزن کا لائسنس وہی اصحاب حاصل کریں گے جن کا منشا حقیقت میں شکار کرنے کا ہوگا۔

دستخط:

کلٹرک چیف کنزرویٹر

افسانہ

شکست

جھیل ڈل کے شفاف و ساکن پانی پر ننھے ننھے نکلے ہوئے سورج کی کرنیں تیر رہی تھیں کہیں کہیں اکا دکا کنول کا پھول نظر آ جاتا تھا۔ آبی چڑیاں ہوا میں زقندیں بھر رہی تھیں جھیل کے کنارے سفیدے کے درخت بالکل خاموش کھڑے تھے۔ ان کے پیچھے جھاڑیاں اور سرخ سرخ پہاڑ، جس میں سبزے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سب کے سب کسی کے منتظر ہیں۔

ہم لوگ صبح کی سیر سے واپس آ رہے تھے میں شکارے سے جھکی ہوئی اپنا ہاتھ لٹکائے پانی سے کھیل رہی تھی، فضا میں ایک ناگوار سا جمود تھا، بالکل میرے دل کی طرح — ابھی کشمیر آئے بمشکل ایک مہینہ گزرا ہوگا مگر میں اس سکون سے تنگ آ گئی تھی۔ ہر روز وہی باسی پروگرام — صبح سیر، شام کو پھر سیر، دوپہر بوٹ ہوس میں گزارو، رات کو سو جاؤ۔ کیا ہوا جو پانچویں چھٹے دن کار پر پہلگام یا گلمرگ چکر لگا آئے۔ ہمارے ساتھ کے ہاؤس بوٹ میں والد صاحب کے کسی دوست کا کنبہ آیا ہوا تھا جس میں سے کوئی حامد صاحب میرے منگیتر بننے کے امیدوار تھے، اور غالباً اسی امید پر آئے تھے کہ شاید انھیں کامیابی ہو جائے بیچارے کچھ اتنے برے بھی نہ تھے۔ مگر نہ معلوم کیوں مجھے وہ ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے،

میں نے ساکن درختوں کو دیکھا — صرف ملاحوں کے چپوؤں کی آواز تھی۔ جو اس خاموشی کو توڑ رہی تھی۔ ورنہ ہر چیز میں سکون تھا۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے میرے دل کے ساتھ زمین کی گردش بھی ساکن ہو گئی ہو۔

مجھے کسی ایسی چیز — کسی ایسی ہستی کا انتظار تھا جو اس جمود کو توڑ کر زندگی میں ہلچل سی پیدا کر دے۔ جس کے وجود سے اس ٹھہرے ہوئے دل میں نئی نئی امنگیں پیدا ہوں۔ اتنے دنوں سے میں اسی نامعلوم ہستی کی منتظر تھی۔

"اوہ! ساڑھے نو بج گئے ہیں۔ جلدی کرو" ابا بولے — ملاحوں نے شکارے کی رفتار اور تیز کر دی

"ارے! یہ کون؟" ابا پانی میں کھڑے ہوئے ہاؤس بوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"کہاں؟" امی چونک پڑیں۔

"وہ ہاؤس بوٹ کی چھت پر! کہیں اشفاق تو نہیں؟"

"اشفاق؟ ہاں لگتا تو کچھ کچھ ویسا ہی ہے مگر اشفاق یہاں کہاں؟"

"ہاں شاید کوئی اور ہو، مگر مجھے تو یہ اشفاق ہی لگتا ہے۔" ابا بولے۔

میں نے ذرا غور سے دیکھا۔ ایک لمبا سا لڑکا ہاؤس بوٹ کی چھت پہ کھڑا ہاتھ تان کر نہایت خوبصورتی سے چھلانگ لگا رہا

بارش ہو رہی تھی۔ اور چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ بالکل جیسے آج کی رات ہے۔ ایسی رات تھی کہ گھر میں ایک عجیب سی آہٹ سنائی دی۔ کسی نے چپکے سے اٹھ کر روشن اور دیکھا ـــ کہ وہی کھوپڑی فرش پر چل رہی تھی۔"

"چل رہی تھی ـــ سچ مچ!" ننھے نے رضائی میں منہ دبکالیا۔

"جی ہاں! چل رہی تھی ـــ خوب چل رہی تھی کبھی ادھر جاتی تھی کبھی ادھر۔ ایک نے دوسرے کو جگایا، دوسرے نے تیسرے کو اس گھڑی بھر میں گھر کا گھر جاگ اٹھا۔ کوئی بندوق تلاش کر رہا ہے کوئی آیت الکرسی پڑھ رہا ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے پولیس میں اطلاع دے دو مگر ڈر کے مارے سب کے سب کانپ رہے تھے ـــ ذرا خود ہی سوچو! اگر یہاں کوئی کھوپڑی چلتی ہوئی آجائے تو تم نہ ڈرو گے؟"

"ہاں ہاں ڈریں گے"، سب بچے چیخ کر بولے "پھر کیا ہوا ـــ؟"

"اتنے میں وہ لڑکا بھی جاگ اٹھا ـــ اور کہنے کی اس گھبراہٹ پر خوب ہنسا۔ اس نے نہایت اطمینان سے اپنا جوتہ اٹھایا اور اس کھوپڑی پر دے مارا ـــ!"

"جوتا مارا ـــ؟" عفت سہم کر بولی۔

"ہاں فلیکس کا خوبصورت سا جوتا جو اس نے اسی سال نمائش سے خریدا تھا۔ جوتا تک کر مارا ہے تو ـــ؟"

"تو کیا ہوا ـــ؟" نعیمہ چیخ کر بولی۔

"جوتا لگتے ہی کھوپڑی الٹی اور اس میں سے ایک چوہا نکل کر بھاگ گیا۔"

سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ صرف فہیم ہی تھا جو بناوٹی ہنسی ہنسنے لگا ورنہ سب سہمے ہوئے بیٹھے تھے۔

"مگر چوہا اس طرح اندر آگیا؟" فہیم بولا

"دراصل وہ کھوپڑی اوندھی رکھی تھی۔ اتفاق سے اوپر سے ایک چوہا گرا اور کھوپڑی کے سوراخ میں چلا گیا۔ کھوپڑی سیدھی ہوگئی۔ گھبرا کر چوہے نے ادھر ادھر دوڑنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی کھوپڑی بھی چلنے لگی۔"

ـــ کیا تو پریوں کے لطیف قصے ہو رہے تھے اور کیا یہ خطرناک سا واقعہ سنا۔ کمرے میں ایک عجیب ڈراونی سی خاموشی طاری ہوگئی۔

"اچھا اب ایک اور چھوٹی سی کہانی سناتا ہوں جس جگہ لڑکے ڈاکٹری پڑھتے ہیں۔ وہاں کئی کمرے ہوتے ہیں۔ جہاں مردے ہی مردے پڑے ہوتے ہیں۔ انہیں وہ لڑکے خوب چیرتے پھاڑتے ہیں۔"

"چیرتے ہیں ـــ! اوئی" نعیمہ کی رضائی سے آواز آئی۔

"ہاں انہیں چیرتے ہیں اور بوٹی بوٹی کر ڈالتے ہیں ـــ ایک دن ایک لڑکا علیحدہ ایک کمرے میں مردہ چیر رہا تھا ـــ کہ یکایک مردے نے جو تھپڑ دیا ہے لڑکے کے منہ پر ـــ بس مزا ہی آگیا۔ لڑکے کا سر دیوار سے لگا جا کر ـــ!"

"آپا ذرا میرے پاس آجاؤ!" ننھی منہ ڈھک کر بولی۔ میں اس کے پاس جا بیٹھی۔

"تو کیا سچ مچ تھپڑ مار دیا مردے نے؟" فہیم نے دبی



برف میں سکیٹنگ کھیلنا بہترین تفریح ہے۔ گلمرگ کشمیر کا منظر



اسسٹنٹ رورل ڈویلپمنٹ افسر کشمیر کا موضع نئی پورہ تعمیری کام کا معائنہ



کشمیر نمائش میں محکمہ رورل ڈویلپمنٹ کا سٹال

آواز سے پوچھا۔

"ہاں سچ مچ! وہ زنانٹے دار تھپیڑ دیا کہ لڑکے کے ہوش ٹھکانے آگئے، بات دراصل یوں تھی کہ مردے کے دونوں ہاتھ اکڑے ہوئے تھے۔ اور انہیں زور لگا کر سیدھا کیا گیا تھا۔ اور نیچے ایک تختہ رکھ کر ہاتھوں کو میخوں کے ذریعے تختے میں گاڑ دیا تھا۔ وہ لڑکا مردے کی بغل میں کچھ چیر پھاڑ کر رہا تھا۔ جب وہ آگے جھکتا تھا تو تختہ ذرا ہل جاتا تھا اور اس طرح ایک طرف کی میخ ڈھیلی ہوتی جا رہی تھی ــــ اس بیوقوف کو پتہ نہیں تھا۔ آخر ایک مرتبہ جو وہ نشتر لے کر بغل پر جھکا ــــ تختہ پھر ہلا اور میخ تختے سے نکل گئی۔ مردے کا ہاتھ بڑے زور سے گھوما اور پڑا لڑکے کے منہ پر ــــ!"

"تو کیا وہ مر گیا ــ؟" نعیمہ نے چپکے سے پوچھا۔

نہیں، اس میں مرنے کی بات ہی کیا تھی۔ البتہ اس کا مذاق خوب اڑا۔ لڑکے اسے چھیڑا کرتے کہ بھئی یہ وہی صاحب ہیں۔ جو مردے سے پٹ گئے تھے۔"

"اشفاق بھیا!" نعیم کی آواز آئی "آئیے بارش بند ہوگئی ہے" وہ بچوں کو پیار کر کے چلا گیا۔

اب میرے لئے آفت آگئی، سب کے سب بچے سہمے ہوئے میرے گرد بیٹھے ہیں اور کوئی کھوپڑی کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ اور کوئی مردے کے تھپیڑ کے متعلق! ساتھ ہی ڈر بھی رہے ہیں۔ کانپ بھی رہے ہیں۔ ادھر میں بہترا سمجھاتی ہوں کہ یہ جھوٹ بول رہے تھے ــــ مگر کیا مجال جو انہیں ذرا بھی یقین آتا ہو۔ ننھی تو میری گود سے اترتی ہی نہ تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رات کے بارہ بجے تک مجھے جاگنا پڑا۔ جب جا کر کہیں بچے سوئے اور تب بھی رات بھر چونک چونک پڑتے تھے۔ مجھے بھی خواب میں عجیب فضولیات سی دکھائی دیں کہیں کھوپڑیاں رینگ رہی ہیں۔ اور کہیں مردوں سے لڑائی ہو رہی ہے۔

اگلے روز شاہی چشمے کا پروگرام تھا۔ صبح بارش کی وجہ سے نہ جا سکے۔ کوئی چار بجے موسم ایسا ہوگیا کہ ہم کہیں جا سکتے تھے۔ ہمارے پڑوس کا کنبہ بھی ساتھ ہی آگیا۔ اتنے آدمیوں کے لئے کار ناکافی تھی۔ چنانچہ طے ہوا کہ آدھے ایک دفعہ جائیں اور آدھے دوسری دفعہ۔ بزرگ پارٹی نے بعد میں جانا پسند کیا۔ ہم لوگ کار میں لد گئے۔ نعیم سٹیرنگ کرنے بیٹھ گیا۔ حامد اس کے ساتھ۔ میں پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ اشفاق ادھر ادھر پھر رہا تھا ــــ شاید کار بھر گئی تھی اس لئے میں نے جلدی سے ننھی کو اٹھا کر گود میں بٹھا لیا اور اس کے لئے اپنے برابر میں جگہ کر دی۔ اس نے دروازہ کھولا اور دیکھ کر کچھ سکڑ ... بھی سکڑ کر ایک طرف ہوگئی۔ اس نے کھٹ سے دروازہ بند کر دیا اور ہنستے ہوئے بولا "بھئی نعیم چلو تم۔ یہاں پہلے ہی بھیڑ ہے، میں پھر آجاؤں گا"

میں نے دھم سے ننھی کو اپنے برابر پٹخا۔ نہیں جاتا ہے، تو نہ جائے ــــ بدتمیز کہیں کا، جیسے میں چاہتی ہی تو تھی کہ یہ میرے برابر بیٹھ جائے ــــ مجھے اس کی پرواہ ہی کیا ہے ــــ اگر بیٹھ بھی جاتا تو کیا شان میں فرق آجاتا ــــ؟

شاہی چشمے پر خوب سیر کی، ساتھ ہی ایک بڑا سا باغ تھا۔ دو تین چھوٹے چھوٹے گاؤں بھی تھے۔ سامنے پہاڑ پہ

پہاڑی کی سی نظر آ رہا تھا۔ کوئی کہتا تھا یہاں پریاں اترتی ہیں کوئی کہتا تھا کہ یہاں حضرت سلیمان کا تخت اترا تھا۔ مگر جو کچھ بھی تھا۔ عجیب ٹوٹا پھوٹا سا تھا۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ چلو وہاں چلیں ابھی خاصی چڑھائی تھی۔ اور ویسے شام کا جھٹپٹا سا وقت تھا ـــ حامد صاحب نے تو فوراً ہی استعفیٰ پیش کر دیا اور ایک بڑے سے پتھر پر سستانے بیٹھ گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ چڑھائی کا نام سنتے ہی یکلخت تھک گئے [illegible] نے بھی اپنی ضد میں آ کر چڑھنے کی ٹھان لی۔ امی نے بہت سمجھایا کہ تھک جاؤ گی۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ [illegible] کہ تو بھی پہلے وہاں پہنچے گا اسے وہ ڈبہ ایک ثانی [illegible] لگے جیسے وہ [illegible] لاتے تھے۔ باقاعدہ مقابلہ [illegible] ذرا [illegible] دور [illegible] پہنچ کر تین چار تو بیٹھ گئے۔ نعیم [illegible] بھی رہ گئے [illegible] شاق رہ گئے تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے سیٹی بجاتا ہوا چڑھ رہا تھا۔ ادھر میرا بری طرح سے سانس چڑھا ہوا تھا۔ اور ہانپ رہی تھی۔ بھلا میرا اس کا مقابلہ ہی کیا تھا۔ وہ جان بوجھ کر تیز چل رہا تھا۔ کئی دفعہ میرے جی میں آیا کہ اسے آہستہ چلنے کے لئے کہوں مگر اس [illegible] صاف میری ہار تھی۔ میری ٹانگیں جواب دے رہی تھیں۔ پیچھے مڑ کر جو دیکھتی ہوں تو راستے کے ہیر پھیر میں وہ لوگ سب اوجھل ہو چکے تھے، پری محل ابھی خاصی دور تھا ـــ قریب ہی تھا کہ میں گر پڑوں۔ اس نے اپنا بازو سہارے کے لئے میری طرف بڑھایا۔ میں نے پہلے تو انکار کر دیا مگر اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ مجبوراً اس کا بازو تھام لیا۔ اس نے ایک شوخ رنگ کی جرسی پہنی ہوئی تھی۔ جیسے ہاتھ میں آگ سی لگی ہوئی تھی۔ اس کے مضبوط بازو کا سہارا لئے ہوئے میں اپنے آپ کو کس قدر محفوظ محسوس کر رہی تھی ـــ مجھے چڑھائی کا پتہ ہی نہیں چلا مجھ پر ایک غنودگی سی طاری ہو گئی اب اچھی طرح یاد نہیں شاید میرا سر اس کے کندھے سے چھو گیا ہو ـــ میرا جی چاہتا تھا کہ راستہ ختم ہی نہ ہو۔ بہت جلد ہم پری محل پہنچ گئے۔ اور سبزے پر سستانے بیٹھ گئے۔ تیسری یا چوتھی کا چاند سامنے چمک رہا تھا۔ فضا میں خنکی تھی ـــ ہمارے قدموں میں جھیل کا پانی جھلمل جھلمل کر رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے میرے بالوں کی لٹیں لہرا رہی تھیں۔ میرا جی چاہتا تھا۔ وہ مجھ سے میٹھی میٹھی باتیں کرے۔

"اب چلیں!" وہ بولا۔

"ٹھہرئیے ابھی سانس تو ٹھیک ہو جائے۔"

"اچھا تو ذرا جلدی سے سانس ٹھیک کر لیجئے، ورنہ بھیگ جائیں گے۔ سامنے بارش کے آثار ہیں۔" وہ اپنے جوتے کے تسمے کسنے لگا کس قدر بد مذاقی جتا رہا تھا وہ ـــ

میں تمہید باندھنے لگی ـــ

"یہ پہاڑ کتنے شاندار معلوم ہو رہے ہیں! اور ان کی چوٹیاں ـــ آسمان سے باتیں کر رہی ہیں!"

"کیسے بیہودہ گنج منج سے پہاڑ ہیں۔ کوئی ایسے اونچے بھی نہیں ہیں ـــ نہ کوئی درخت نہ پھول، محض گھاس ہی گھاس ہے وہ بھی کہیں کہیں!"

"اور یہ جھیل! اس پر پھیکی پھیکی چاندنی کیسی کھلی ہوئی

ہے ---؟"

"ابھی چاند تو پرسوں ہی نکلا ہوگا۔ اور آج چاندنی بھی کھل گئی --- باقی رہی یہ جھیل، اوپر سے تو خیر جیسی ہے سو ہے ہی مگر اس کے اندر اس قدر جھاڑ پھونس اگا ہوا ہے کہ خدا کی پناہ انسان غوطہ تو مار سکتا ہی نہیں --- ایک روز میرا تو پاؤں ہی الجھ چلا تھا ---" میں کھسیانی سی ہوگئی۔

"اور وہ پیارے پیارے سفیدے کے درخت --- کس انداز سے کھڑے ہیں۔ جیسے --- ؟"

"ہاں جیسے کیا؟ --- جیسے کالے کالے بھوت کھڑے ہوں --- لاحول ولاقوۃ۔ اور پھر سفیدے کا درخت بھی کوئی درخت ہے۔ سرو کے درخت تو پھر بھی کچھ ہوئے۔ مجھے تو آم کا درخت کہیں اچھا لگتا ہے۔ اور کچھ نہیں کم از کم آم تو لگتے ہی ہیں۔ اور جامن کا درخت بھی اچھا خاصا ہوتا ہے۔"

میں جھنجھلا اٹھی --- مگر پھر یہ کسی کی کیا مجال جو میری ہاں میں ہاں نہ ملاسکے۔ اور یہ تھا کہ ہر بات کاٹ رہا تھا۔

"اچھا، چلیے اسی وقت" میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس نے ہاتھ پکڑ کر مجھے بٹھا دیا اور شرارت آمیز مسکراہٹ سے بولا۔ "ارر! ناراض ہوگئیں آپ تو سچ مچ --- اچھا بھئی! یہ پہاڑ کس قدر دہشت ناک، ہیبت ناک اور خوفناک ہیں۔ ان کی چوٹیاں کس قدر عظیم الشان ہیں اور قریب قریب آسمان کو چھو رہی ہیں۔ اور وہ چاند تو بالکل چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ جیسے کسی کا چہرہ ہو۔ جھیل کا پانی ایسے چمک رہا ہے جیسے کسی الف لیلہ کی شہزادی کا آئینہ --- اور وہ سفیدے کے درخت انگلیاں اٹھائے --- کیسے چپ چاپ کھڑے ہیں۔ یہ چاندنی --- یہ [illegible] --- آہاہا --- نہ ہوا یہاں عمر خیام [illegible] کوئی فساد ہو جاتا۔"

اس نے سگریٹ سلگائی --- ایک [illegible] سارا دھواں میرے چہرے پر [illegible] بنایا۔ وہ مسکرانے لگا --- میں [illegible] نیچے اترنے لگے۔ [illegible] نے پھر مجھے سہارا دینے [illegible] پیش کیا۔ اترتے وقت کوئی [illegible] بھی میں نے سہارا نہ لیا۔

اتوار کی صبح کو ہم نشاط باغ جا رہے تھے۔ [illegible] ارادہ تھا کہ ہم حامد وغیرہ کو بھی ساتھ لے چلیں مگر میں نے صاف کہدیا کہ اگر وہ لوگ گئے تو میں نہیں جاؤں گی۔

"آخر کیوں؟" امی حیران ہوکر بولیں۔

"مجھے وہ لوگ زہر لگتے ہیں۔ یونہی خوشامدی سے ہیں"

ایک مختصر سی بحث کے بعد یہی طے ہوا کہ انہیں نہ بلایا جائے۔ مگر امی اس روز متعجب ضرور تھیں۔

تمام بچے شکارے میں روانہ کر دیئے گئے۔ بزرگ پارٹی ایک دوسرے شکارے میں پہلے ہی جا چکی تھی۔ میں نعیم اور اشفاق تینوں چھوٹی کشتی پہ چلے۔ اشفاق حسب معمول کشتی چلا رہا تھا۔

"بھئی جب جائیں ان شکاروں کو پکڑ لو" نعیم بولا۔

شکارے کافی فقد تھے۔

"فرض کیا پکڑ بھی لیں، پھر ---؟"

"ویسے ہی اکٹھے چلیں گے ذرا ۔۔!"

"اور اگر اکٹھے بھی چلے ۔۔ پھر ۔۔؟"

۔۔ مجھے ہنسی آ گئی ۔۔

نعیم جھینپ گیا، بولا "ہوں، کہہ کیوں نہیں دیتے کہ انہیں پکڑنا مشکل ہے ۔۔!"

"اچھا ۔۔ تو یہ لو ۔۔" اس نے پل اوور اور کوٹ اتار دیئے ۔۔ ذرا دور جا کر جرسی بھی اتار دی۔

وہ نہایت تیزی سے کشتی چلا رہا تھا۔ سفید بنیان میں اس کا ترشا ہوا خوبصورت جسم کتنا اچھا لگ رہا تھا ۔۔ بالکل جیسے یونان کے دیوتاؤں کے مجسمے ہوتے ہیں۔ چوڑا سینہ ۔ گول شانے ۔۔ ابھری ہوئی مچھلیاں ۔۔ میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ میرے بازوؤں کو اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں؟ دیکھئے کہیں نظر نہ لگا دیجئے ۔۔ نعیم! میرا کوٹ تو دو ذرا۔"

نعیم ہنس پڑا ۔ میں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"اُفوہ! میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ دیکھنا بالکل ہی بند کر دیں۔ آپ شوق سے دیکھئے۔ مگر بس ذرا یہ خیال رہے کہ کہیں نظر نہ لگ جائے۔ چلئے میں کوٹ بھی نہیں پہنتا۔"

میں نے اپنا منہ بدستور موڑے رکھا۔ ہماری کشتی بڑی تیزی سے جا رہی تھی۔ کتنا مغرور ہے یہ! ۔۔ میں بڑی دیر تک یہی سوچتی رہی ۔۔ کہیں نظر نہ لگا دینا ۔۔ اونہہ! مجھے پرواہ ہی کیا ہے۔ اس کی۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی کے بازوؤں کی طرف دیکھوں۔

ذرا سی دیر میں ہم شکاروں سے جا ملے۔ مجھے اس پر غصہ ضرور آ رہا تھا۔ مگر کبھی کبھی اسے کن انکھیوں سے دیکھ بھی لیتی تھی۔

نشاط پہنچ کر عجب دھما چوکڑی مچی۔ نوکروں نے ایک طرف مختصر سا کچن بنا لیا ۔۔ ساری پارٹی مختلف ٹولیوں میں منقسم ہو گئی کہیں برج ہو رہا ہے۔ کہیں گراموفون بجا رہے تھے بچے پھولوں پہ ٹوٹے پڑتے تھے۔ میں ایک فوارے کے پاس اکیلی بیٹھی تھی۔ اشفاق اور امی دوسرے پلاٹ سے باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے۔

"ارے یہ اکیلی بیٹھی ہیں ۔۔" وہ بولا ۔۔ وہ بھی پاس ہی آ بیٹھے۔

"کیا سوچ رہی ہو تم!" امی نے پوچھا۔

"یہاں چاندنی رات میں کیسا لگتا ہوگا! مخمل جیسا سبزہ ۔۔ پھولوں کے تختے ۔۔ یہ فوارے ۔۔؟"

"خاک لگتا ہوگا! دو دو گز کے سانپ پھرتے ہیں۔ یہاں چاندنی رات میں۔" وہ بولا

"وہ دیکھئے امی جان، ڈل کی چمکیلی سطح پر پھیکی سی دھند پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہلکے ہلکے بادل ادھر ادھر پھر رہے ہیں ۔۔ کتنی اچھی فضا ہے۔"

"بس سمجھ لیجئے! اسی فضا میں تو بے تحاشا مچھر پیدا ہوتے ہیں۔" اس نے امی جان سے کہا۔

"اور امی جان وہ نوکدار چٹان کیسی ابھری ہوئی ہے جیسے کسی پرندے کی چونچ ہو۔ اس جگہ سے کیسا اچھا نظارہ

دکھائی دیتا ہوگا؟

"اور اگر خدانخواستہ اسی خوبصورت چٹان سے پاؤں پھسل جائے تو پتہ بھی نہ چلے کہ کوئی بدقسمت سیاح یہاں آیا بھی تھا یا نہیں؟" وہ بدستور امّی سے مخاطب تھا۔

میں جھنجلا اٹھی۔

"وہ سامنے کنول کے پھولوں کا تختہ کتنا پیارا ہے کیوں امی! گہرے سبز پتوں میں پھول کتنے دلفریب لگ رہے ہیں!"

"شاید آپ کے لئے یہ باعث دلچسپی ہو کہ وہاں محض دلدل ہی دلدل ہے جس میں نہایت پیارے پیارے مگرمچھ پھر رہے ہوں گے۔"

— امّی ہنس پڑیں اور بولیں "بھئی اگر تمہیں لڑنا ہی ہے تو مجھے کیوں درمیان میں رکھتے ہو۔ آمنے سامنے ہو کر اطمینان سے لڑو۔" یہ کہہ کر وہ چلدیں۔

اشفاق کچھ دیر بالکل سنجیدہ بنا رہا۔ پھر سگریٹ سلگائی۔ اور ایک لمبا کش لگا کر سارا دھواں میرے ماتھے پر چھوڑ دیا۔ میں نے بڑا برا منہ بنایا۔

"برا مان گئیں آپ! — یہ لیجئے!" اس نے جیب سے ایک بڑا سا چاکلیٹ نکالا اور اس کا کاغذ علیحدہ کرنے لگا۔

"شکریہ! میرا دل نہیں چاہ رہا۔"

"مگر میرا تو چاہ رہا ہے۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں بھی چاکلیٹ نہ کھاؤں؟"

اس کی بناوٹی ہنسی دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی۔

"آخر میں نے آپ کو منا ہی لیا، چلئے ریکارڈ بجائیں۔"

ہم دونوں چل پڑے، اس نے سہگل کا ریکارڈ "میں کیا جانوں کیا جادو ہے — ان دو متوالے نینوں میں!" بجانا شروع کیا۔ میں نے انکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ٹکٹکی باندھے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید چاہتا تھا کہ میں بھی اس کی طرف دیکھوں۔ مگر اب میری باری تھی۔ میں نے منہ پھیر لیا۔

ریکارڈ بج رہا تھا۔ "جب نین ملے — نینوں نے کہا —"

میں نے جان بوجھ کر نعیم کو آواز دی — "بھئی فرلہ وہ سینڈوچز کی ٹوکری یہاں دے جانا۔ اور وہ نغمہ روس گی۔"

اس نے ساؤنڈ بکس اٹھایا اور ریکارڈ شروع سے لگا دیا —!

پھر وہی الفاظ آئے — "نینوں نے کہا — اب نین بسیں گے نینوں میں"

میں جلدی سے بولی۔ "دیکھو نغمی اگر تم نے یہ چھلانگیں بند نہ کیں تو تم پٹ جاؤ گی۔"

— میں نے دو مرتبہ ریکارڈ کی آواز سنی ان سنی کر دی۔

اس نے پھر ساؤنڈ بکس اٹھا کر شروع میں رکھ دیا۔

"نینوں نے کہا — جب نین ملے —!"

میں اٹھ کھڑی ہوئی اور دوڑ کر نغمی کو گود میں اٹھا لیا میں چاہتی تھی وہ یہ کہے — "آپ یہ ریکارڈ سنتی

کیوں نہیں ؟"

— مگر اس نے بڑے اطمینان سے کمرہ بند کر دیا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سیٹی بجاتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف چلا گیا۔

میں اُسے واپس بلانے ہی لگی تھی۔ مگر آخر مجھ میں بھی تو خودداری کا مادہ ہے۔ اسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔ آخر اس نے یہ ریکارڈ بجایا ہی کیوں تھا عجیب شمر ہے اگر اسے مجھ سے نفرت ہے تو اس قسم کی چھیڑ کی بھلا کیا ضرورت ہے اور اگر اسے میرا کچھ خیال ہوتا تو یہ بے رُخی۔

اس کے بعد شام تک وہ ابا کے ساتھ برج کھیلتا رہا مگر مجھے انتظار ہی رہا کہ وہ کب آتا ہے۔

اگلے روز صبح صبح وہ اور نعیم کشتی لئے سیر کو جا رہے تھے۔ اس نے حامد کو بھی بُلا لیا۔ میں کھڑکی کے پاس بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی۔ یہ بالکل نیچے تھے۔ آسمان پر گھٹا تھی۔

— حامد دھم سے عجیب بدتمیزی سے کشتی میں بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولا۔

" مطلع کچھ کچھ ابر آلود ہے، یہ اندیشہ میرے دل میں ترقی پاتا جاتا ہے کہ تعجب نہیں جوان سرمئی بادلوں سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح بکھر جائیں۔"

" تو پھر کیا ہوا — یہ تو اچھی بات ہے" اشفاق بولا۔

" مگر بادِ مخالف بھی جوبن پر ہے اور اغلب ہے کہ ہمارا سفینہ اس جھیل بلکہ اس یا بالفاظ دیگر آبِ بے پایاں میں اُلٹ نہ جائے اور ہم !"

" اور ہم ڈوب نہ جائیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ ایسے بھی تمہیں تو میں بچا لوں گا۔" اشفاق ہنس کر بولا۔

" اس جھیل کی سرد فضا، اور خنک کہر آمیز بخارات کا اثر جسم انسانی پر نمونیئے کی صورت میں تو نہیں ظاہر ہوا کرتا؟" حامد ڈرتے ڈرتے بولا۔

" جسے نمونیا ہونا ہوتا ہے اُسے کمرے میں انگیٹھی کے پاس بھی ہو جاتا ہے۔" نعیم بولا۔

" تو میرا کوٹ لے لو!" اشفاق نے کوٹ اتار دیا۔

" کیا آپ وثوق سے فرما سکتے ہیں۔ کہ بندہ کے جسم ناتواں کے لئے ایک کوٹ ہی اکتفا کر سکے گا۔"

" تو یہ پُل اوور اور مفلر بھی لے لیجئے۔"

" اور آپ؟" حامد حیرت سے بولا۔

" میرے پاس کافی مسالہ ہے۔" اس نے اپنے پٹھے اکڑاتے ہو کہا۔ " آپ بے فکر رہیں۔"

اس احمق نے جلدی سے سب کچھ پہن لیا اور دبک کر بیٹھ گیا۔

اشفاق نے صرف ایک آسمانی رنگ کی جرسی پہنی ہوئی تھی جس میں سے اس کے سفید سفید مضبوط بازو چمک رہے تھے۔ حامد بالکل مُرغا بنا بیٹھا تھا۔

میں پڑھنا بھول گئی اور انہیں دیکھنے لگی حامد اور اشفاق دونوں ایک ہی کشتی میں بیٹھے تھے۔ کتنا فرق تھا۔ دونوں میں! ایک زندہ دلی کا مجسمہ تھا اور دوسرا بالکل چغد!

اشفاق کشتی چلا رہا تھا — دراز قد — چوڑا چکلا

سینہ۔ دلنشیں جسم، ہنس مکھ ۔۔۔ ہر وقت ایک ہلکا سا تبسم ہونٹوں پر رہتا تھا ۔۔۔ جیسے بھی کپڑے پہن لے وہی سج جاتے ہیں۔ کالے اور نیلے سوٹ تو اتنے سجتے ہیں کہ نظروں میں کھبنے لگتا ہے۔

اُدھر حامد ۔۔۔ بالکل ہی الٹ، ہر وقت بسور رہے ہیں۔ اول نمبر کے ڈرپوک، جسم ۔۔ وہ بھی ڈھیلا اور غیر متناسب۔ چھوٹا سا قد ۔۔ موٹا اور لمبا ناک ۔۔ سانولا رنگ ۔۔ کہیں باہر جانے سے پہلے آدھ آدھ گھنٹے تک میک اپ کریں گے، منہ پر کریمیں مل رہے ہیں۔ ہر وقت یہی کوشش ہے کہ کسی طرح بال گھنگھریلے بن جائیں ۔۔۔ بھلا اگر کسی روز بن بھی گئے۔ تب کون سا فرق پڑ جائے گا۔ پہلے ہی بالکل زنانہ علیہ ہے ۔۔۔ چل رہے ہوں گے تو یہ خیال ہو گا کہ کہیں پاؤں میں موچ نہ آ جائے۔ کھیل کود کے پاس بھی نہیں پھٹکیں گے ۔۔۔ اول درجے کے بددماغ ۔ غلط فہمی کے شکار ۔۔۔ کرکچھ بھی نہیں سکتے اور ڈینگیں اس قدر مارتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ۔۔۔ پتہ نہیں کیوں مجھے شروع ہی سے نفرت تھی۔ اگر کوئی سہیلی مجھے اس کے نام پر چھیڑتی تھی تو مجھے بجائے فخر کے شرم آ جاتی تھی۔ ایسے ایسے ثقیل فقرے بولتے ہیں کہ انہیں سمجھنے کے لئے کم از کم انسان کو منشی فاضل تو ہونا چاہیے۔

اُدھر اشفاق! ۔۔۔ جیسے اب تک مجھے اس کا انتظار تھا۔ بالکل میرے خوابوں کی تعبیر! ویسے میں جانتی تو اُسے کئی برس سے تھی۔ مگر مجھے یہ اتنا اچھا کبھی نہیں لگا تھا ۔ اسے شاید میرا کوئی خیال ہو۔ مگر خیال ہوتا تو ایسی ٹیڑھی ترچھی باتیں کیوں کرتا ۔۔۔ بڑا بے پرواہ ہے۔ بے پروائی کی بھی کوئی حد ہوا کرتی ہے ۔۔۔ میں کافی دیر تک وہیں بیٹھی رہی ۔۔۔ پھر دوسرے کمرے میں قد آدم شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ میرا ناک ۔۔۔ کیسا ستواں ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں جنہیں میری سہیلیاں نشیلی کہا کرتی ہیں ۔۔۔ قد بھی کتنا اچھا ہے۔ اور رنگ؟ ۔۔۔ کافی کھلتا ہوا ہے۔ جس میں گلابی آمیزش بھی ہے۔ کئی لڑکیاں اسے چمپئی بھی کہا کرتی ہیں۔ میرے بال ۔۔۔ جن کی لٹوں کا چرچا ہر وقت کلاس میں رہتا ہے ۔۔۔ آخر کیا نہیں ہے مجھ میں۔ اپنے کالج میں خوبصورت ترین گردانی جاتی ہوں۔ اور یہ احمق حامد تو میری شکل پر نظمیں لکھا کرتا تھا۔ پاگل کہیں کا، اپنی طرف سے شاعری کیا کرتا ہے تعریف کرتے کرتے مجھے عرش تک پہنچا دیتا ہے۔

آخر یہ بال، یہ رنگ، یہ آنکھیں ۔۔۔ یہ سب اشفاق کو کیوں نہیں اچھے لگتے؟ جب ساری دنیا کو اچھے لگتے ہیں تو یہی کون سا نرالا ہے؟ ۔۔۔ میں جھنجلا اٹھی ۔۔۔ ہوں نشیلی آنکھیں ۔۔۔ چمپئی رنگ ۔۔۔ لہراتی ہوئی لٹیں ۔۔۔ سب غلط! اب تک مجھے غلط فہمی رہی ۔۔۔ کون کہتا ہے میں خوبصورت ہوں۔ اگر ہوتی تو اسے نہ لگتی؟ اسے تو میرا ذرا سا بھی خیال نہیں ہے! ۔۔ مگر اتنی لڑکیاں غلط کہتی تھیں کیا؟ ۔۔۔

اِدھر حامد سے منگنی ۔۔۔ والد صاحب نے سب کچھ مجھ پر چھوڑ رکھا تھا۔ میں نے رضامندی آج تک ظاہر نہیں کی تھی۔ یونہی ٹال مٹول کر جاتی تھی ۔۔۔ اگر اشفاق مجھ

میں ذرا سی بھی دلچسپی ظاہر کرتا تو میں نے کبھی کا والد صاحب سے کہلوا دیا ہوتا کہ وہ حامد کو جواب دے دیں —— مگر کیا یہ چاہتا ہے کہ میں خود اس سے دلچسپی ظاہر کروں —— یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا —— یہ ہو ہی کس طرح سکتا ہے۔ میں اس پر موت کو ترجیح دوں گی —— اگر اسے اپنے اوپر غرور ہے تو ہوا کرے، مجھ میں بھی تو غرور ہے، کیا میں اس سے ہار جاؤں گی۔

. . .   .

دوپہر کے کھانے کے بعد اشفاق اور حامد دونوں ہمارے مختصر سے ڈرائنگ روم میں باتیں کر رہے تھے۔ ابا بازار گئے ہوئے تھے۔ امی شاید سو رہی تھیں، میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ ان دونوں کی باتیں سنوں۔ آخر کیا باتیں کرتے ہوں گے۔

میں دبے پاؤں ساتھ کے کمرے میں پہنچی اور ایک کتاب لے کر صوفے پر بیٹھ گئی —— ان دونوں کی آواز صاف آرہی تھی۔

حامد بولا" نہ معلوم مجھے فطرتاً کیوں حساس طبیعت ودیعت ہوئی ہے۔ اور جذبات سے لبریز دل، جس میں لمحہ لمحہ کے بعد طوفان آتے ہیں۔ جو خیالات کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتے ہیں۔ اور دیر تک انتشار سا رہتا ہے"۔

" اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کو ہونا بھی چاہئے حساس ہی ورنہ آدمی اور جانور میں فرق ہی کیا ہوا؟" اشفاق بولا۔

" میری موقع بے موقع سنجیدگی کی یہی وجوہات ہیں جن کی بنا پر مجھے یہ دنیائے فانی محض تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں لگتی۔" حامد نے کہا۔

" آپ کی شکل کچھ کچھ رڈولف ویلنٹینو مرحوم سے ملتی جلتی ہے"!

" اور آپ حیران ہوں گے کہ یہی الفاظ مجھے کئی حضرات کہہ چکے ہیں"۔ حامد بولا۔

" مگر جب آپ ہنستے ہیں۔ تو بالکل رامن نوویرو لگتے ہیں"۔

" جی ہاں! غالباً آپ کا قیاس کسی حد تک صحیح ہے اگرچہ میں گاہے بگاہے ہنسنے کا شوق کیا کرتا ہوں۔ تاہم وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ بعض اوقات مجھے خود بھی یہی محسوس ہوتا ہے"

—— مجھے حسرت ہی رہی کہ کبھی اسے بھی ہنستا دیکھوں

" اور پرسوں جب آپ نوکر پر ناراض ہو رہے تھے تو بالکل جان گلبرٹ مرحوم دکھائی دے رہے تھے"۔ اشفاق بولا

" خیر! ہو سکتا ہے۔ میں نے ایسے غیر ضروری مسائل پر غور کرنا قابل توجہ نہیں گردانا۔ تاہم میرا شبہ یقین میں تبدیل ہوا چاہتا ہے کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہوگا۔ مجھے اوائل عمر سے یہی شوق رہا ہے۔ کہ میں اپنے جذبات کا اظہار ایکٹنگ میں کیا کروں۔ مگر میں معافی کی گزارش پیش خدمت کرکے جسارت کرونگا۔ اور مجھے اندیشہ کامل ہے کہ شاید یہ الفاظ آپ کی طبع نازک کو گراں محسوس ہوں —— وہ یہ کہ مجھے جان گلبرٹ مرحوم کبھی حسین و جاذب نگاہ محسوس نہیں ہوا مگر میں

ایک آرٹ کا شیدائی ہوتے ہوئے ہر ایک آرٹسٹ کی قدر کرنا اپنا فرض اولین تصور کرتا ہوں"۔

"بہت خوب! مجھے بھی ایک عرصہ یہی خبط رہا ہے۔ حسرت ہی رہی۔ برا ہو اس لمبے قد کا کہ میں کچھ بھی نہ کر سکا۔" اشفاق بولا۔

"ہاں میرا ذاتی نظریہ بھی اسی قسم کے حقائق کا شاہد ہے کہ دراز قد انسان عموماً فنون لطیفہ سے بے بہرہ ہوتا ہے، اور اگر خدانخواستہ بصورت دیگر وہ کوشش بھی کرے تب بھی وہ کسی جذبہ بے اختیار کے ماتحت اس مہم میں کامیاب نہیں ہو سکتا"۔

— میں اس فقرے کو بہت دیر کے بعد سمجھ سکی —

"جی ہاں، اور جب کبھی میں کوشش کرتا بھی ہوں کہ فنون لطیفہ میں دلچسپی لوں تو یہ لمبا قد، یہ لمبوترا چہرہ اور یہ غیر رومانی حرکتیں سب چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ بھئی تو صبر ہی کرے تو بہتر رہے گا۔"

"آپ کی اس لطیف گفتگو سے جسے میں قصداً جرأت کرتے ہوئے صرف مزاحیہ کہہ دینے پر اکتفا کرونگا۔ اس میں نہ صرف کسی قدر سچائی کی جھلک ہے۔ بلکہ اگر میں ذرا آگے چلا جاؤں تو اس میں قدرے کسر نفسی کا مادہ بھی پنہاں ہے جسے ہر ذی ہوش انسان انتہائی آسانی کے ساتھ پہچان سکتا ہے۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ غالباً آپ نے اپنی عمر اب تک محبت کے روح پرور اثرات اور دل آویز و دلگداز خیالات سے لامتناہی فاصلے پر رہ کر ضائع کی ہے۔ اور میرے دل میں یہ اندیشہ تخلیق پا گیا ہے کہ شاید آپ اسی قسم کے اثرات کے زیر سایہ رہ کر اپنی عمر کے اس بیش قیمت حصے کو محض ضائع ہی نہ کر دیں گے۔ بلکہ اپنے دل، اپنی روح، اور اپنے دماغ — سب کو اس لطیف غذا سے محروم کر کے ناکارہ کر دیں گے"۔

حامد نے اپنی گلابی نثر ختم کی۔

— مجھ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی —

"لاحول ولاقوۃ! بھلا کہاں محبت اور کہاں میں! اجی قبلہ ہمیں کیا پتہ محبت سے کیا چیز؟ آپ کا نظریہ حرف بحرف صحیح ہے — آپ سچ کہتے ہیں بھلا مجھ جیسے شخص سے کون بدمذاق ہستی محبت کر سکتی ہے"۔

"اس صورت میں جبکہ انسان محبت کا اہل کسی زاویہ نظر سے بھی قرار نہ دیا جا سکے۔ اور تلخی ناکامی سایے کی طرح اس کا تعاقب کر رہی ہو۔ ایسی صورت میں مذکورہ حالات کا اعتراف کر لینا، نہ صرف باعث سکون قلب ہے بلکہ ایک حد تک باعث تحسین و آفرین بھی ہے۔ مگر خدا سے ذات جل جلالہ سے ناامید و مایوس ہونا کفر عظیم ہے۔ اس صورت میں ضمیر انسان کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ ناکامیابی کی تلخیوں پر فاتحانہ انداز سے تبسم ریز ہوتا ہوا امید کے قلعے میں محصور ہو کر کامیابی کے لئے کوشاں رہے"۔

— یکایک مجھے امی کی آواز سنائی دی۔ شاید مجھے بلا رہی تھیں۔ مجھے مجبوراً جانا پڑا — مشکل پانچ منٹ لگے ہونگے وہاں سے چھٹکارا پاتے ہی میں واپس بھاگی اور اسی کمرہ میں جا پہنچی — کان لگا کر سننے لگی۔ حامد بول رہا تھا۔

"غالباً اس وقت آپ کے مایوس و پژمردہ دل میں ولولہ انگیز جذبات کا ایک ہیجان بپا ہوگا۔ خدائے پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ہیچمدان کی مساعی ثمر بار ثابت ہوئیں۔ اور آپ کو سکول

قلب حاصل ہو گیا۔ آئندہ اسی قسم کا تبادلۂ خیالات میرے لئے باعث راحت و مسرت ہو گا۔ کسی ذی جان کو غم و الم اور افکار کے بارِ عظیم سے نجات دلا کر میرے دل کو جو روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے — اس کا اندازہ؟ آہ! کس نافی کی طاقت ہے کہ اس کا صحیح طور پر تخمینہ کر سکے"۔

"میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے سچ مچ میرا ادھا دکھ دور کر دیا۔ آج کل ہندوستان کو آپ جیسے سپوتوں کی ضرورت ہے۔ اور سیر مہاتما گاندھی کی بھی تو یہی پالیسی ہے"!

— میں نے کواڑ کی درز میں سے اُسے دیکھا — اس نے اپنا چہرہ اتنا سنجیدہ بنا رکھا تھا۔ کہ مجھے ہنسی آ گئی۔ کتنا دلچسپ ہے یہ؟ ہر رنگ کا بھروپ بھر لیتا ہے۔ حامد کے ایک ایک فقرے پر میں ہنسی سے دوہری ہوئی جا رہی تھی۔ اور یہ کتنی سنجیدگی سے سن رہا تھا!

اگلے روز کا ذکر ہے آپا فوٹو گرافر سے چند نئے پرنٹ لے آئے تھے میں بیٹھی انہیں البم میں لگا رہی تھی۔ نعیم کیمرہ لئے بیٹھا تھا — اشفاق آ گیا — میرے ہاتھوں سے البم کھینچ لی اور لگا دیکھنے جلدی جلدی دیکھ کر بولا: "کچھ نہیں، یہ بھی کوئی البم ہے اول تو جس نے تصویریں لگائی ہیں۔ اُسے فوٹو گرافی کے متعلق کچھ پتہ ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ تصویریں آدھی تو دھندلی ہیں اور آدھی سیاہ ہیں۔ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کس ملک کی اور کس قسم کے باشندوں کی تصویریں ہیں۔ اگر میرا البم دیکھے تو دنگ رہ جائے"۔

"تو آپ کا البم یہیں ساتھ ہی ہے کیا؟" نعیم للچا کر بولا۔

"ہاں ہے تو ساتھ ہی۔ مگر میں خاص خاص آدمیوں کو دکھایا کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔

میں نے نعیم کو اشارہ کیا — اور آہستہ سے اُسے کہا، "جب جائیں، البم لے ہی آؤ"۔

نعیم بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ جب شام کو واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑے سائز کا خوبصورت سا البم تھا ہم دونوں آدھی رات تک تصویریں دیکھتے رہے، واقعی تصویریں بہت ہی اچھی تھیں۔ آدھا البم تو اس کی اپنی ہی تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی کوئی تصویر تو اتنی اچھی تھی کہ جی میں آتا تھا نکال لوں — البم کو تین چار مرتبہ دیکھ کر نعیم تو سو گیا مگر میں جاگتی رہی۔ اس کی ایک تصویر پر میری نظریں جم گئیں — کچھ بھی ہو اسے تو ضرور ہی نکال لینا چاہئے — مگر وہ اپنے دل میں کیا سوچے گا، بغیر پوچھے تصویر رکھ لی — دوسرے الفاظ میں تصویر چرا لی۔ کافی دیر تک میں اسی کشمکش میں رہی آخر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے وہ تصویر نکال ہی لی۔ دوسرے روز نعیم نے البم واپس کر دیا۔ اس نے کچھ بھی نہ کہا، اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

شاید تیسرے روز کا ذکر ہے، ہم سہ پہر کی چائے پی رہے تھے۔ ابا کسی سے ملنے گئے ہوئے تھے۔ اور نعیم نوکر کے ساتھ بازار گیا تھا۔ اتنے میں اشفاق آ گیا اور چائے میں شریک ہو گیا۔

"آج میں آپ کو ایک دلچسپ واقعہ سنانے لگا ہوں"!

امی پہلے ہی سے مسکرا دیں اور جلدی سے بولیں "ہاں ہاں سناؤ بھئی"!

"آج کی گفتگو کا موضوع ہے چوری — چوری کی بہت سی قسمیں ہیں — روپوں کی چوری — زیورات کی چوری —

امرودوں کی چوری ——— افسانوں کی چوری وغیرہ وغیرہ مگر آپ نے ایک خاص قسم کی چوری بھی سنی ہے؟

"وہ کونسی؟"

"تصویروں کی چوری" ——— وہ مسکرا رہا تھا۔ اور ادھر میرا دم خشک ہوگیا۔

"اور پھر خود ہی سوچیئے ذرا، کتنا برا لگتا ہے کہ کوئی غریب بڑے اہتمام سے بہترین کپڑے پہن کر، بہترین فوٹو گرافر سے ——— بہترین پوز میں تصویر کھنچوائے ——— اور کسی کے دل میں نہ معلوم کس قسم کی گدگدی اٹھے۔ اور وہ تصویر خواہ مخواہ چرا لے"

——— میری تو بس جان ہی نکل گئی۔ کیا یہ سب کچھ امی سے کہدے گا؟ وہ کیا سوچیں گی دل میں؟

"کیا ہوا مذاق مذاق میں تصویریں بھی چرا لیتے ہیں" امی بولیں۔

"یہ مذاق کی بھی ایک ہی رہی، کم از کم مجھے تو اس مذاق میں کوئی جاذبیت دکھائی نہیں دیتی اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ میں اپنی تصویر چوری ہو جانے پر تو اس بات کو ترجیح دونگا کہ کوئی براہ راست مجھے ہی چرا لے۔ دیکھئے نا! یہ میری ایک نہایت ہی اچھی تصویر تھی"

"تو کیا وہ کسی نے چرا لی؟" امی نے پوچھا۔

"جی ہاں، بڑے اطمینان سے چرائی اور رسید تک نہ دی پہلے تو مجھے بڑا افسوس ہوا مگر بعد میں ——— پتہ ہے میں نے کیا کیا؟"

"کیا کیا تم نے؟" امی بدستور مسکرا رہی تھیں۔

"آپ ہی فرمایئے مجھے کیا کرنا چاہئے تھا؟"

"تم بھی اس کا کچھ چرا لیتے"

"جی ہاں! بس میں نے بھی اس کا کچھ چرا لیا ——— میں نے چپکے سے اس کی بہترین تصویر چرا لی ——— ٹھیک کیا نا میں نے؟"

"بڑا اچھا کیا۔ ایسے کو تیسا!" ——— امی نے اس کے ساتھ ایک مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا، اب باتیں بعد میں کریں گے پہلے اس سے نپٹ لو"

میں جلدی سے کوئی بہانہ بنا کر اٹھی اور سیدھی اپنے کمرے کا رخ کیا۔ جو سوٹ کیس کھول کر دیکھتی ہوں۔ تو بس دھک سے رہ گئی۔ میری تصویر غائب تھی ——— پوز میں کیبنٹ سائز کی تصویر ——— خود ابا نے کھینچی تھی۔ اور تھی بھی بس ایک ہی کاپی کئی سہیلیوں کو میں نے محض اس تصویر پر ناراض کیا تھا۔ وہ کہتی تھیں یہ میری بہترین تصویر ہے ——— جہاں مجھے افسوس ہو رہا تھا۔ وہیں دل کے ایک گوشے میں مسرت بھی کروٹیں لے رہی تھی۔

... ...

دوسرے روز صبح کے وقت لوٹنگ پر جاتے ہوئے وہ کہنے لگا "میں پرسوں واپس جا رہا ہوں"

"ہیں۔ واپس جا رہے ہو؟؟" ابا تعجب سے بولے "اتنی جلدی؟"

"جی ہاں، اگر آپ سب نہ ملتے تو کبھی کا چلا گیا ہوتا"

"مگر ابھی تمہاری چھٹیاں تو دو تین ہفتے کی باقی ہیں!"

"میں تو سہی، مگر ابھی دو تین جگہ اور چکر لگانا ہے۔"

"بمبئی نمائش دیکھ کر جانا۔ اگلے ہفتہ ہی تو ہے۔"

"جی نہیں، اگر نمائش دیکھنے ٹھہر گیا، تو شاید چھٹیاں یہاں ہی گزر جائیں۔"

گھر میں سے نثریا صاحب نے ٹھہرنے کو کہا مگر وہ نہ مانا ——— سیلانی طبیعت نے زور مارا ہوگا کہ کہیں اور چل پڑے گے۔ دوپہر کو واپس جاتے وقت بولا: "لاحول ولا قوۃ! میں بھول ہی گیا۔"

"کیا بھول گئے؟" میں نے پوچھا

"ابی جان نے ان کے لئے کچھ بھیجا تھا!"

"کس کے لئے؟"

"جی ہاں، آپ کے لئے۔"

——— کچھ بھیجا تھا ——— میں چونک پڑی۔

"مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ کالج سے سیدھے یہاں آ رہے ہو۔ پھر وہ کچھ کب اس سے لے آئے؟" ——— امی مسکرا رہی تھیں۔

"میں گیا تو تھا وہاں!"

"کہاں؟"

"میرا مطلب ہے، میرا ارادہ تھا کہ وہاں جاؤں ——— دیکھئے نا ——— انہوں نے خود ہی کسی کے ہاتھ بھجوایا پچھلے مہینے بھیا لاہور آئے تھے، وہ ساتھ لے آئے۔"

"بس خواہ مخواہ، ان کی تو ہمیشہ سے یہی عادت ہے بھلا لگاتار تحفے بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی، اور پھر تحفہ بھی تو ان کی ہی لاڈلی ہے۔"

"ذرا داد دیجئے میرے حافظے کی ——— مجھے خیال تو آج آیا ہے۔"

"وہ کیا چیز ہے بھلا؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے خود پتہ نہیں، البتہ کچھ ہے ضرور!"

——— میرا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔

"وہ چیز کتنی بڑی ہے، کیا آپ کوئی اندازہ لگا سکتے ہیں؟"

"یونہی معمولی سی ہے، نہ بہت بڑی اور نہ بالکل چھوٹی۔"

"اس کا رنگ کیسا ہے؟ ——— اور اس کی شکل کیسی ہے؟"

"اس وقت تو مجھے اچھی طرح پتہ نہیں ——— ہاں ہے کچھ خوب صورت سی!"

"ذرا دماغ پر زور ڈالیئے ——— بھلا وہ چیز گول ہے، چوکور ہے یا تکونی ——— وہ پتلی ہے یا موٹی ——— اور ملائم ہے یا سخت؟"

امی ہنس دیں ——— "آخر اس قدر بے صبر ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جو کچھ بھیجا ہوگا۔ شام کو آ جائے گا!"

وہ چلا گیا ——— میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ تحفہ بھیجا ہے؟ ——— مجھے؟ ——— اور پھر اس کے ہاتھ؟ ——— تو دبھی تو بھیج سکتی تھیں ——— ابھی دو مہینے بھی نہیں ہوئے۔ انہوں نے ایک سنہری "نیکلیس" میرے لئے بھیجا تھا ——— اتنی جلدی دوسرا تحفہ ——— واقعی انہیں میں بہت اچھی لگتی ہوں ——— وہ ہمیشہ میری تعریفیں کیا کرتی ہیں۔ میرا دل مسرت سے لبریز ہو گیا ——— غرور سے میرا

سر اونچا ہو گیا۔

شام کو امی اور ابا تو شاپنگ کرنے چلے گئے، نعیم کہیں کشتی لے کر نکل گیا۔ میں اکیلی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کھڑکی سے جھانک جھانک کر میری گردن دکھنے لگی تھی۔

اس نے دور سے کنارے سے اشارہ کیا اور ہمارا نوکر شکارا لے کر اُسے لینے چلا۔

میں اٹھ کر چھوٹے سے برآمدے میں کھڑی ہو گئی۔ وہ آیا مسکراتا ہوا ــــ زردی مائل قمیض، ویسی ہی پتلون، چوڑی دھاریوں کا کھلا ڑیوں والا کوٹ پہنے ہوئے ــــ گلے میں ایک شوخ رنگ کا مفلر تھا ــــ وہ کیسا بھلا معلوم ہو رہا تھا

ــــ آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ادھر آئیے!"

ــــ میں اس کے پاس چلی گئی۔

"یہاں بیٹھ جائیے!"

ــــ میں اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"یہ کچھ بھیجا ہے امی نے" ــــ اس نے ایک چھوٹا ساڈبہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی سنہری گھڑی چمک رہی تھی۔

"اور انہوں نے مجھے یہ تاکید بھی کی تھی کہ میں خود ہی آپ کو پہنا دوں، لائیے اپنی کلائی ــ"

میں نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے ــــ اس نے میرا داہنا ہاتھ اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور گھڑی باندھ دی ــــ میں نے اپنا ہاتھ وہیں رہنے دیا۔

"ارے یہ تو داہنا ہاتھ تھا۔ میں بھی کتنا بدحواس ہوں"

میں ہنس پڑی۔

اس نے بائیں ہاتھ پر گھڑی باندھ دی۔ میرے دونوں ہاتھ اس کی گود میں رکھے تھے۔ میرا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔ اور ایسی سرد شام کو مجھے پسینہ بھی آ گیا۔

"کیسی ہے!"

"بہت پیاری ہے،" میں بولی

"آپ سے بھی زیادہ؟" اس نے آہستہ سے کہا اور سارے جسم کا خون سمٹ کر میرے چہرے پر آ گیا۔

ــــ میں نے گردن جھکا لی۔ اس نے سگریٹ سلگائی اور حسب معمول ایک لمبا سا کش کھینچا اور سارا دھواں میرے منہ پر چھوڑ دیا۔

"مجھے اس کی بو ذرا اچھی نہیں لگتی" میں نے منہ بنا کر کہا۔

"مگر مجھے تو اچھی لگتی ہے، ــــ ارے یہ سب لوگ کہاں گئے؟"

ــــ میں نے بتا دیا ــــ

"کبھی میرا جی تو کشتی چلانے کو چاہتا ہے اُدھر نعیم صاحب کشتی سمیت لاپتہ ہیں۔"

ابھی آ جائیگا، کچھ دیر انتظار کیجئے۔"

توپھر اتنی دیر کیا کیا جائے ــــ اچھا ایک آدھ ریکارڈ ہی سنا دیجئے!"

ــــ میں اٹھی اور سوچنے لگی، کون سا ریکارڈ بجاؤں ــــ نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہی سہگل کا ریکارڈ "میں

کیا جانوں کیا جادو ہے" ـــــ لگا دیا۔ اور اس کے سامنے صوفے پر جا بیٹھی ـــــ ریکارڈ بج رہا تھا ـــــ "من لوچھو، ہائے اب مجھ سے ـــــ نینوں نے کہا ہے کیا تجھ سے" ـــــ میں نے اس کی طرف دیکھا، وہ ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس دفعہ میں نظریں اس کے چہرے سے نہ ہٹا سکی ـــــ "جب نین ملے ـــــ نینوں نے کہا، اب نین بسیں گے ـــــ نینوں میں"

اس کے بعد مجھے پتہ نہیں کہ ہم نے کتنی دفعہ اس ریکارڈ کو بجایا۔ اور کتنی دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے مجھے پتہ نہیں تھا، میں کہاں بیٹھی ہوں ـــــ بس میری نظروں کے سامنے دو آنکھیں تھیں ـــــ جو مجھے دیکھ رہی تھیں۔ میں بالکل مدہوش ہو گئی ـــــ نعیم کی آواز نے مجھے چونکا دیا ـــــ میں جیسے ایک دلفریب خواب سے چونک پڑی۔ شاید وہ کشتی لے کر واپس آ گیا تھا اور اشفاق کو بلا رہا تھا۔

"آیئے، ایک چکر اور لگا آتے ہیں۔" نعیم نے آواز دی

"ابھی آیا" ـــــ اشفاق نے کوٹ اور مفلر وہیں صوفے پر ڈالے۔ اور مجھے دیکھتا ہوا چلا گیا۔ میں کچھ کھوئی ہوئی سی بیٹھی رہی ـــــ پھر اس کا مفلر اٹھا لیا۔ اور اس سے کھیلتی رہی، جب اس سے تھک گئی تو کوٹ اٹھا لیا۔ اور کچھ نہیں سمجھ میں آیا۔ تو جیبیں ہی ٹٹولنی شروع کر دیں۔ اوپر کی جیب میں ایک کاغذ تہ کیا ہوا پڑا تھا۔ میں نے اسے کھولا ـــــ میری نظریں اس پرچے پر جم کر رہ گئیں ـــــ کسی مقامی جوہری کی رسید تھی ـــــ ایک سنہری گھڑی کی فروخت کی ـــــ قیمت بھی لکھی تھی ـــــ اڑتالیس روپے بارہ آنے ـــــ اور تاریخ بھی آج ہی کی تھی ـــــ میں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی ـــــ میری آنکھوں کے سامنے حروف ہلنے لگے ـــــ کیا یہ سچ ہے؟ ـــــ کیا اشفاق جھوٹ بول رہا تھا ـــــ اور امی کا نام بھی لے رہا تھا، جھوٹا کہیں کا ـــــ پرلے درجے کا مکار ـــــ مجھے اس پر اس قدر غصہ آ رہا تھا۔ کہ بس ـــــ اونہہ، امی جان نے بھیجی ہے ـــــ اور خود پہنانے کو تاکید کی تھی ـــــ بھلا انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہر مہینے میرے لئے ایک تحفہ بھیجیں ـــــ غم و غصہ سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے ـــــ آخر اس قدر جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ تحفہ دینا چاہتا تھا۔ مگر اسے اندیشہ تھا کہ شاید میں قبول نہ کروں۔ اس لئے اس نے یہ ڈھونگ رچایا۔ میرے سامنے دو ہی باتیں تھیں یا تو گھڑی واپس دے دوں اور یا اتنے ہی روپے اس کی جیب میں ڈال دوں ـــــ اسے قبول کرنے میں میری شکست پنہاں تھی۔ اگر یہ مجھے اپنی طرف سے پیش کرتا تو شاید میں لے لیتی ـــــ مگر اسے واپس کرنے میں مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں اسے ہمیشہ کے لئے نہ کھو دوں۔ میں نے یہی فیصلہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو۔ مگر شکست ہرگز نہ مانوں گی۔ کیا میں وہی نجمہ نہیں جس کی خودداری کالج بھر میں مشہور ہے اور جس کی ضد کے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہرتا ـــــ جس نے کبھی کسی کا احسان نہیں اٹھایا ـــــ کیا میں بدل گئی ہوں ـــــ کیا میں اس بے پروا اور مغرور سے ہار جاؤنگی! بالکل نہیں ـــــ میں نے مٹھیاں کس لیں! اور مصمم ارادہ کر لیا کہ بجائے کوٹ میں ڈالنے کے گھڑی اسے علیحدہ بلا کر واپس کر دوں ـــــ

ڈیڑھ دو گھنٹے تک وہ واپس آگیا۔ ابا بھی واپس آ گئے تھے۔ وہ بار بار نظریں بچا بچا کر مجھے دیکھ رہا تھا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا۔

کھانے کے بعد جب وہ جانے لگا۔ تو میں پہلے ہی ڈرائنگ روم میں پہنچ گئی۔ وہ جلدی میں تھا۔ اور شاید اس نے مجھے نہیں دیکھا — اور جلدی جلدی کوٹ پہننے لگا۔

"ذرا سنیئے!" میں نے آہستہ سے کہا۔ میری مٹھی میں گھڑی تھی — وہ لپکا ہوا میری طرف آیا۔

"آج آپ چپ کیوں تھیں؟"

"دیکھئے!" میں نے آواز اور سنجیدہ بنا کر کہا "بات دراصل یہ ہے کہ —!"

"بات یہ ہے کہ بات کچھ بھی نہیں —" اس نے بات کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا۔

وہ مسکرا رہا تھا۔ "بتائیے بھی اب بات کیا ہے؟"

میں نے اپنی مٹھی کھول دی!

"ارے یہ گھڑی تم نے اتار دی — مجھے آخر کتنی دفعہ پہنانا ہوگی —؟"

پیشتر اس کے کہ میں کچھ بولتی، اس نے جلدی سے گھڑی باندھ دی۔ اور میرے دونوں ہاتھ دبا کر بولا "کیا کہنا چاہتی تھیں آپ؟" — اس کی آنکھوں میں مسرت ناچ رہی تھی۔

کیا تو میں غصے سے بھری بیٹھی تھی اور کیا اس کا ہنس مکھ چہرا دیکھ کر مجھے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہو۔ سارے شکوے شکایتیں بھول گئی۔ جیسے کوئی بات تھی ہی نہیں۔

"اب بتائیے بھی، وہ کون سی ایسی بات تھی؟"

میں بدستور خاموش کھڑی اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"اپنی طرف سے تو بڑی سنجیدہ بنی ہوئی ہیں — افسوس یہ ہے کہ میرے پاس سگریٹ ختم ہو گئے ہیں۔ ورنہ ضرور آپ کو دھوئیں میں نہلا دیتا"

"بات یہ تھی کہ کل آپ ضرور آئیں گے نا؟"

"بس صرف اتنی ہی؟ میں سمجھا خدا جانے کون سا سنگین معاملہ ہے۔ اچھا آنکھیں بند کیجیے۔"

میں نے آنکھیں بند کر لیں۔

"اور مٹھی کھولیے!"

— میں نے مٹھی کھول دی۔

"جب تک میں چلا نہ جاؤں، دیکھئے مت!"

— اس نے میری ہتھیلی پر کچھ رکھ دیا۔ اور جلدی سے باہر نکل گیا۔

میں نے آنکھیں کھولیں۔ ایک چھوٹا سا پیکٹ تھا۔ جس میں ذرا ذرا سے جمے ہوئے پھل تھے۔

... ...

دوسرا روز اس نے ہمارے ساتھ ہی گزارا۔ اگلی روز علی الصبح اسے جانا تھا۔ اس لئے شام کو رخصت ہونے لگا۔ ابا اور امی سہ پہر سے اس سے باتیں کر رہے تھے کچھ پیغام ابا نے دیئے

ہوں گے. اور کچھ امی نے.

اور وہاں کچھ دیر کے لئے وہ عامت سے بھی ملنے گیا جس سے وہ بڑے تپاک سے باتیں کرتا. میں نے ارادہ کر لیا کہ کل ہی ابا سے کہلوا دوں گی کہ انہیں صاف جواب دے دیں.

کافی رات جا چکی تھی ___ وہ جانے کے لئے بار بار اٹھتا تھا. مگر اسے کچھ دیر کے لئے اور ٹھہرا لیتے تھے. میں چاہتی تھی. اس سے علیحدہ بھی باتیں ہوں. وہاں تو اس نے مجھے صرف اتنا کہا. کہ میں لاہور میں ملتی رہا کروں.

چلتے وقت اس نے بچوں کو پیار کیا. امی نے اس کی پیشانی چوم لی. ابا نے اسے تھپتھپایا ___ جیسے کسی کو شاباش دے رہے ہوں. مجھے ہنسی آگئی ___ وہ شکارے میں بیٹھ گیا.

کچھ دیر سب کے سب باہر کھڑے رہے. پھر اندر چلے آئے. میں اکیلی برآمدے کے ستون سے لگی اسے جاتے دیکھ رہی تھی. میں نے دیکھا کہ کشتی جھیل کے وسط میں پہنچ کر پھر واپس ہو گئی.

میں حیران رہ گئی. کشتی آکر بالکل میرے سامنے رکی.

وہ آہستہ سے بولا" میں ہیٹ لے کر ابھی آیا ___ تم ذرا یہیں ٹھہرو." گویا وہ جان بوجھ کر ہیٹ چھوڑ گیا تھا. چالاک کہیں کا.

میں بھی اس کے ساتھ کمرے میں گئی ___ اس نے ہیٹ اٹھایا. اور بولا" میں نے سوچا آپ سے علیحدہ مل آؤں."

"شکریہ!"

"آپ مجھے لاہور ضرور ملا کریں گی؟"

میں نے اثبات کے طور پر سر ہلا دیا.

"اچھا خدا حافظ!" اس نے میرا ہاتھ دباتے ہوئے کہا. میں چپ تھی.

"اس میں بسورنے کی بات ہی کون سی ہے بھئی منّو تا!"

"خدا حافظ!" میں نے گھٹی گھٹی آواز سے کہا.

"ارے میرا رومال کہاں گیا؟"

___ اس کا رومال تو میرے ہینڈ بیگ میں محفوظ تھا.

"یہ لیجئے!" میں نے اپنا رومال اس کی جیب میں لگا دیا.

"اُفوہ! ایک بات تو میں بھول ہی گیا تھا" ___ اس نے سلگتی ہوئی سگریٹ کا ایک لمبا سا کش لیا. میں نے دونوں ہاتھ منہ پر ڈھانپ لئے.

"نہیں. نہیں!" میں نے منہ چھپاتے ہوئے کہا.

اس نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر زبردستی دھواں میرے چہرے پر چھوڑ دیا ___!

"اچھا." اس نے مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا.

جاتے ہوئے اس نے دروازہ میں کھڑے ہو کر ہیٹ سے مجھے جھک کر سلام کیا. میں بھی مسکرا کر جواب دیا.

___ وہ کشتی سے پار جا رہا تھا. میں ستون سے لگی اسے دیکھ رہی تھی. میرے دل میں امنگیں ناچ رہی تھیں. جھیل کے شفاف پانی پر چاندنی کی کرنیں رقصاں تھیں.

چپ! ___ چپ! ___ چپ!!!

(باقی صفحہ [illegible])

دیہات میں جلسے

آج مورخہ ۱۱/۳ ھ کو تعلیم بالغان کا جلسہ احاطہ سکول میانی بانڈی میں زیر صدارت جناب میر ہدایت اللہ صاحب اسسٹنٹ تعلیم بالغان منعقد ہوا۔

جلسہ مقامی اور گرد و نواح کے دیہات خاص و عام پر مشتمل تھا۔ لوگ جوق در جوق جلسہ میں شامل ہوئے افتتاح جلسہ سکول کے بچوں نے ایک نظم سریلی آواز میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں پیش کی جسے سنکر سامعین بہت خوش ہوئے۔

سید غلام حیدر شاہ نے اہم ضروریات کو پوری توسیع کے ساتھ عوام کے گوش گزار کیا۔ تقریر نہایت ہی موثر تھی۔

سید محمد اکبر شاہ صاحب نے تقریر کی اور ماسٹر غلام احمد نے مہذب اور ترقی یافتہ ممالک کی مثالوں سے تعلیم بالغان کی اہمیت کو بیان کیا اور حاضرین جلسہ کو ذہن نشین کرایا کہ زمینداران کی بہتری اور بہبودی کا انحصار تعلیم پر ہے۔

صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں انسانی اور حیوانی زندگی کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ انسانیت کا مدار تعلیم پر ہے۔ انواع و اقسام کی مثالیں دیکر اور قرآنی اور حدیث نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے عوام کے ذہن نشین کیا کہ انسان کے لئے تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ انسان میں تعلیم کی برکت سے ہی انسانیت کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ سوشل زندگی میں اصلاح پیدا ہو سکتی ہے۔ اخلاقی قوتیں ترقی پذیر ہوتی ہیں۔

ازاں بعد تعلیم جو بالغان نے حاصل کی ہوئی تھی ان کا معائنہ کیا گیا۔ پھر مندرجہ ذیل مراکز تعلیم بالغان کا معہ معلم عمل میں لایا گیا۔ نیز قرار پایا کہ نمبرداران و چوکیداران متعلقہ مرکزی معلمین کے ساتھ تعاون کر کے تحریک تعلیم بالغان کو کامیاب بنائیں۔ پنچایت کمیٹی کا فرض ہوگا کہ مندرجہ ذیل مراکز کی نگرانی کیا کریں۔

نام مرکز	نام معلمین
۱. میانی بانڈی	مولوی محمد علی صاحب
۲. بانڈی ابراہیم حیدر شاہ	سید رسول شاہ "
۳. راجہ کنڈی	جمال الدین "
۴. میرا کلاں	احمد جی "
۵ منگ عمر خان	علی اکبر شاہ "

وغیرہ وغیرہ

کل مراکز کی تعداد ۱۶ ہے

ایڈیٹر کے نام

جناب عالی گزارش آنکہ عموماً زمینداران جموں وکشمیر جملہ افسر صاحبان پنچایت کا بدل جان شکریہ ادا کر رہے ہیں کیونکہ قبل ازیں چند سال مبلغ دس روپیہ کے دعوے پر مدعی کا کم از کم زرمدعویہ کے مقدار روپیہ خرچ ہو کر ڈگری حاصل ہوتی تھی۔ آج کل صرف ہر کورٹ فیس داخل کر کے بلغ عین روپیہ بلا طوالت وصول ہو رہا ہے۔ علاوہ ان کئی اجڑے ہوئے گھر عورتیں اپنے شوہروں سے منحرف ہو چکی تھی۔ وہی گھر محکمہ پنچایت کے فیوض برکات سے آباد ہو رہا ہے۔

مگر کشمیر کے زمینداران ایک مرض مہلک کا شکار ہو کر بوجہ تیرہ بختی خود تا یدمندی بیوپاریاں روز بروز تنگدست ولاچار ومقروض بلکہ سرمایہ فراہم کردہ مدت پشتی سے محروم ہو چکے ہیں بعض خاندان تو نام نہاد زمیندار ہو چکے ہیں حصہ چہارم رقبہ فروخت کر کے باقی ماندہ کی قدر رہن کئی سال کے لئے کر چکے ہیں سینکڑوں کنال کے مالک چند کنال پر گزارہ کر رہے ہیں تاہم مقروض ہی رہتے ہیں۔

چونکہ آج تک کسی صاحب نے مرض مذکور کی شناخت کے لئے توجہ با غور نہیں فرمائی کہ زمیندار قوم کس وجہ روز بروز خستہ حال ہو رہی ہے۔ بخیال خاکسار صرف نافرمانی خداوند عالمین کا نتیجہ ہے جس کا نام فضول اخراجات واسراف و رسومات قبیحہ ہے۔ جس کے دیہہ باش عموماً عادی ہو چکے ہیں۔ بلکہ ترک رواج کو گناہ کبیرہ تصور کرتے ہیں۔ انجام شادی عزیزان پر سینکڑوں روپیہ کلہم قرضہ برداشت کر کے سینکڑوں مہمانوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ دعوت بھی وہ جس میں ۵ سے ۱۰ تک گردش سالن ہوں۔ معمولی دعوت پر ۲۰ - ۲۵ روپیہ کا مصالح ہی خرید کیا جاتا ہے۔

بہگت (بانڈ) غریب کی شادی میں ۲۰ - ۲۵ نفری ہوتے ہیں۔ فی نفری عہ روپیہ اجرت لیتے ہیں۔ نغمہ تمکنا ری کرنے والے گویئے آتش بازی وغیرہ کئی قسم کے رواج قبیحہ چند روز کے لئے قرار دیئے جاتے ہیں۔ کہ ان ایام میں ابلیس بھی استغفار کرتے گریز کر جاتا ہے۔ علاوہ ازیں زمینداران عموماً سینکڑوں عیبوں سے مشکوک ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ بصورت غربت وخستہ حالی رونما ہو رہا ہے۔ ثانیاً نافرمانی خداوند عالمین کا نتیجہ جب کسی زمیندار کو اپنے عزیز کی شادی کرنا مطلوب ہو تو بیوپاری سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ اگر زمیندار صاحب رقبہ وجائیداد والا ہے۔ تو بذریعہ ساہوکار فوراً فہرست جملہ اخراجات شادی مرتب کر کے رقم نقد و جنس از قسم بزازی مصالح وغیرہ استدعا رصاحب شادی سے علاوہ دیگرہ شادیر

رقم وحسب دیا ڈیڑھ تحریر کر لیتا ہے بعد اختتام شادی مطالبہ رقم ہو یا کی شروع ہوتا ہے۔ آخر کار رقبہ حصہ چہارم بیچ ہو کر رضامندی ساہوکار ہوتا ہے یا مال مویشی۔ بقایا رقم ڈیڑھ یا دو چند حسب اقرار مطابق دستاویز ہوتا ہے ملتوی رکھ کر سال بعد دعوے دائر عدالت ہو کر وصول کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی شادی انجام دینے والے باوجود کافی رقبہ و مال مویشی کے اور جائداد ہونے کے ۸ - ۹ سال بعد بے حال دبے پڑے ہو چکے ہیں بلکہ محتاج نان شبینہ ہیں۔ ان کی اولادیں دو روپیہ ماہوار پر نوکری ساہوکاران کرتے ہیں۔ قرضہ سے فراغت کی بشتوں تک ہونا ممکن ہے

خاک ایسی کاروائی کا نام بجائے شادی بیخ کنی آئندہ کر دیا ہے کیونکہ اگر دولت مند شخص جس کے پاس کافی سرمایہ آمدنی نقدی ہے ایسی کاروائی کرے والا اول تو نافرمان خداوند عالم ہے۔ دوئم جس دولت کے حصول کے لئے گرفتار ہیں ان بطمع بکار اور اولاد خود ہوتا۔ وہی دولت رہ شیطان میں صرف ہوتے کے باعث خفگی خداوند کی و تباہی اولاد خود کی ہے

شکست بقیہ صفحہ نمبر ۴۴

تیزی سے کشتی کے چپوؤں کی آواز آرہی تھی۔ بالکل جیسے تاروں کی جھنکار سے اٹھتی ہوئی۔

مجھے جھیل کبھی اس قدر پیاری نہیں لگی تھی —— چاندنی کبھی اتنی حسین نہیں دکھائی دی تھی —— دور کوئی کشمیری ملاح بڑی مست آواز میں گا رہا تھا —— کسی چیز میں بھی سکون نہیں تھا —— پہاڑوں کی اوٹ میں بھورے بھورے بادلوں میں بجلی تڑپ رہی تھی۔ پانی کی لہریں مستانہ وار جھوم رہی تھیں —— سفیدے کے درختوں میں ہوا کی سرسراہٹ صاف سنائی دے رہی تھی —— آسمان پر تارے ایک دوسرے سے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے، ہر ایک چیز میں زندگی تھی، تڑپ تھی —— میرے سامنے کائنات رقص کر رہی تھی،

میں مسکرائی —— بالکل اسی طرح جیسے کوئی جواری اپنا سب کچھ لٹا کر مسکرا دیتا ہو —— میں سب کچھ ہار بیٹھی تھی۔ —— مگر یہ شکست کتنی دلفریب ہے۔

... ...

از سررشتہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت

سرکلر آرڈر ۳۶

جملہ پنچایت ہا کے نام بوجہ ضروری لکھا جاتا ہے کہ نقشہ نمونہ ذیل اندر دو ہفتہ مرتب کرکے فوراً ابد تکمیل و درستی بوساطت جائز محکمہ ہذا میں ارسال کریں

نمونہ نقشہ:- از پنچایت ——— تحصیل ———

۱	۲	۳				۴		
نمبر شمار	نام موضع	نام و سکونت باش معہ ولدیت جو کہ موسم سرما میں بغرض مزدوری وغیرہ اپنے گاؤں یا قصبہ سے باہر پنجاب جاتا ہے				اشخاص جن کا ذکر خانہ ۳ میں کیا گیا ہے کسقدر عرصہ کے لئے باہر رہتے ہیں		
		کاریگران		مزدوراں		کب سے	کب تک	کل مد
		مرد	عورت	مرد	عورت			

سرکلر آرڈر ۳۷

قبل ازیں در بارہ نگرانی و حفاظت تعمیرات امپروومنٹ سکیم و ریڈیو سررشتہ ہذا سے ایک پنچایت ہا کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تعمیری کام کے لئے لاگ بک میں جو پنچایتوں کے تمام ڈسٹرکٹ انسپکٹران اور پراونشل اسسٹنٹ صاحبان اس امر کے خاص طور پر ذمہ دار ہوں گے کہ وہ ہر ایک پنچایت کے

نمبر شمار	نام پنچایت	نام موضع جہاں پر تعمیری کام ہوا	تاریخ جب کام شروع ہو

...نیسز ہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر (بمقام جموں)

مورخہ ۱۳ ربھاگن ۹۸ ...

...ملقہ نے ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے پاس بھیجدیویں۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹران کو چاہیئے کہ نقشہ متذکرہ الصدر کے موصول ہونے پر

...ڈاکخانہ ـــــــ ضلع ـــــــ

۶	۵
کیفیت نوٹ: جو دیہات پنچایت کے ساتھ ملحقہ ہوں پنچایت سے چاہیئے کہ ان ملحقہ دیہات کے لوگوں کی فہرست بھی شامل فہرست ہذا کی جاوے تو اس تعریف میں آتے ہوں معاملہ نہایت ضروری تصور کیا جاوے	...م دو دریا کاریگر جنکی تشریح خانہ ۳ میں کی گئی ہے۔ باہر ...جانے سے اُن کی کل کیا آمدن ہوتی ہے۔

...نمبر ۱۲ مورخہ ۵ ر اسوج ۱۹۹۵ جاری ہوا ہے۔ اکثر عند الپڑتال پایا گیا کہ اس کی تعمیل باضابطہ نہیں کی جاتی۔ لہٰذا جملہ
...موجود ہے اس کے دوسرے جانب مندرجہ ذیل نقشہ کشید کرکے اس میں حسب ضابطہ اندراج کیا جاوے
...دورہ کے موقعہ پر اس نقشہ کا اندراج مکمل طور پر کرائیں۔ نیز انسپکشن نوٹ میں اس کی وضاحت کی جاوے   تحریر ۱۲ ربھاگن ۹۸

تشریح تعمیری کام	رقم کنسٹریکشن	کیفیت

دستخط پنچایت افسر صاحب بہادر

بخدمت ایڈیٹر صاحب

جناب من!

(۱) رسالہ دیہاتی دنیا باقاعدہ موصول ہو رہا ہے۔ اور پنچایت کے اجلاس عام میں پڑھ کر دیہاتی بھائیوں کو سنایا جاتا ہے دیہاتی لوگ اپنے نام کا رسالہ سنکر بہت ہی شاد ہوتے ہیں۔

(۲) سابقہ ایک رسالہ میں آپ نے قیمت رسالہ مبلغ چار روپیہ کا اعلان فرمایا تھا۔ مگر ہماری پنچایت کو صرف تین روپیہ کا ہی وی پی موصول ہوا ہے۔ جو کہ وصول کیا گیا ہے۔ براہ کرم اس کے متعلق وضاحت فرما دیں۔ تاکہ غلطی کا احتمال دور ہو جائے۔ کیونکہ یہ ہمارا اپنا رسالہ ہے۔

(۳) پنچایت ہذا کی طرف سے اُن اصحاب کا شکریہ کیا جاوے جو زمینداروں کے لئے مفید مضامین رسالہ میں دیتے ہیں۔

(۴) ایک اشتہار ارسال خدمت ہے۔ براہ کرم اس اشتہار کو بھی رسالہ میں درج فرمایا جاوے

آپ کا صادق ۔ غلام مصطفےٰ عثمانی سرپنچ پنچایت تاپہ واری لودہ

اطلاع

تمام پنچایتوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس سال ۱۹۴۲ء رسالہ دیہاتی دنیا کا چندہ [illegible] روپیے منظور ہوا ہے۔ اسلئے برائے مہربانی ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر اور بھیج دیں۔ ورنہ ماہ اپریل میں وی پی بھیجا جائیگا۔ جس کا خرچ پنچایت کو برداشت کرنا پڑیگا۔

منیجر
'دیہاتی دنیا'

از عدالت منصف صاحب شوپیان باجلاس محمد مظفر خانصاحب بی۔ اے۔ ایل۔ بی

کوٹھی شیوہ رام لچھمن پنڈت بذریعہ شیوہ رام ولد منسارام کوٹھیدار قصبہ شوپیان مدعیان۔ بنام منور خان۔ ولد متولی خان و سکندر خان ولد پہلوان خان ساکنان اکوہ خانو تحصیل اونتی پورہ مدعاعلیہم۔ دعوے دلایانے مبلغ ؎

اشتہار بمراد آگاہی مدعاعلیہ ملا منور خان

مقدمہ عنوان بالا میں مدعاعلیہ ملا منور خان کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے لہذا مدعاعلیہ عنوان صدر کو بذریعہ اشتہار ہذا باخبر یعنی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بمراد پیروی وجوابدہی مقدمہ عدالت ہذا میں بتاریخ ۲۲ چیت ۱۹۹۸ بوقت ۱۱ بجے روزاصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً حاضر آوے۔ ورنہ بصورت دیگر اس کے خلاف حکم بانضابطہ دیا جائیگا۔ تحریر ۱۰ پھاگن ۹۸

(دستخط حاکم و مہر عدالت سے جاری ہوا)

از پنچایت حلقہ تاپر واری پورہ تحصیل و ضلع بارہ مولہ کشمیر

ولی وانی ولد رحمان وانی سکنہ تاپر واری پورہ تحصیل بارہ مولہ مدعی۔ بنام شعبان صوفی ولد وہاب صوفی سکنہ ونگہ تحصیل بارہمولہ حال نرچل ڈرہ تحصیل سنبد وارہ مدعاعلیہ۔ دعوے دلوانی بابت دلاپانے مبلغ ؎

اشتہار

مقدمہ عنوان صدر میں مدعاعلیہ کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ مدعاعلیہ دیدہ دانستہ تعمیل کرنے سے گریز کرتا ہے۔ لہذا حسب درخواست مدعی بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہ مذکور بمراد جواب دہی مقدمہ حالتاً یا بجلاس پنچایت ہذا بتقرر ۳ چیت ۱۹۹۸ حاضر نہ آیا تو اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائیگی۔

تحریر ۱۲ پھاگن ۱۹۹۸ (دستخط سرپنچ)

از سررشتہ پنچایت افسر صاحب بہادر

سرکلر آرڈر ۳۸

تحقیقات سے دریافت ہوا ہے۔ کہ بعض پنچایتیں مختلف اخباروں میں اشتہار شایع کرواتی ہیں۔ حالانکہ رسالہ "دیہاتی دنیا" زمینداروں کا اپنا اخبار ہے۔ اور اس میں اشتہارات شایع ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے بذریعہ سرکلر ہذا جملہ پنچایت ہا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا اشتہار رسالہ دیہاتی دنیا میں شایع کرنے لئے بھیجا کریں۔ اور دیگر اخبارات میں ماسوائے اجازت دفتر ہذا کوئی اشتہار نہ دیا کریں۔ تحریر ۲۳ پھاگن ۹۸ء

(دستخط بحروف انگریزی پنچایت افسر صاحب)

ازاجلاس منشی غلام محمد صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی منصف درجہ اوّل میرپور

جگن ناتھ ولد بھگت دیویدیال قوم مہاجن سکنہ میرپور مدعی۔ بنام شیر خان ولد بہادر خان سکنہ ننڈر تحصیل بھمبر مدعاعلیہ

دعوے مامے روپیہ بروئے تمسک **اشتہار عام**

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعاعلیہ کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے مدعی کی استدعا ہے کہ بذریعہ اشتہار تعمیل کروائی جائے۔ حسب استدعا مدعی بذریعہ اشتہار ہٰذا مدعاعلیہ کو تبقرریہ ۳۰ ر پھاگن ۱۹۹۵ اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہوکر جوابدہی مقدمہ کرے بصورت دیگر حکم مناسب دیا جاویگا۔ تحریر ۵ ر پھاگن ۹۰

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

از عدالت سینئر سب جج صاحب جموں

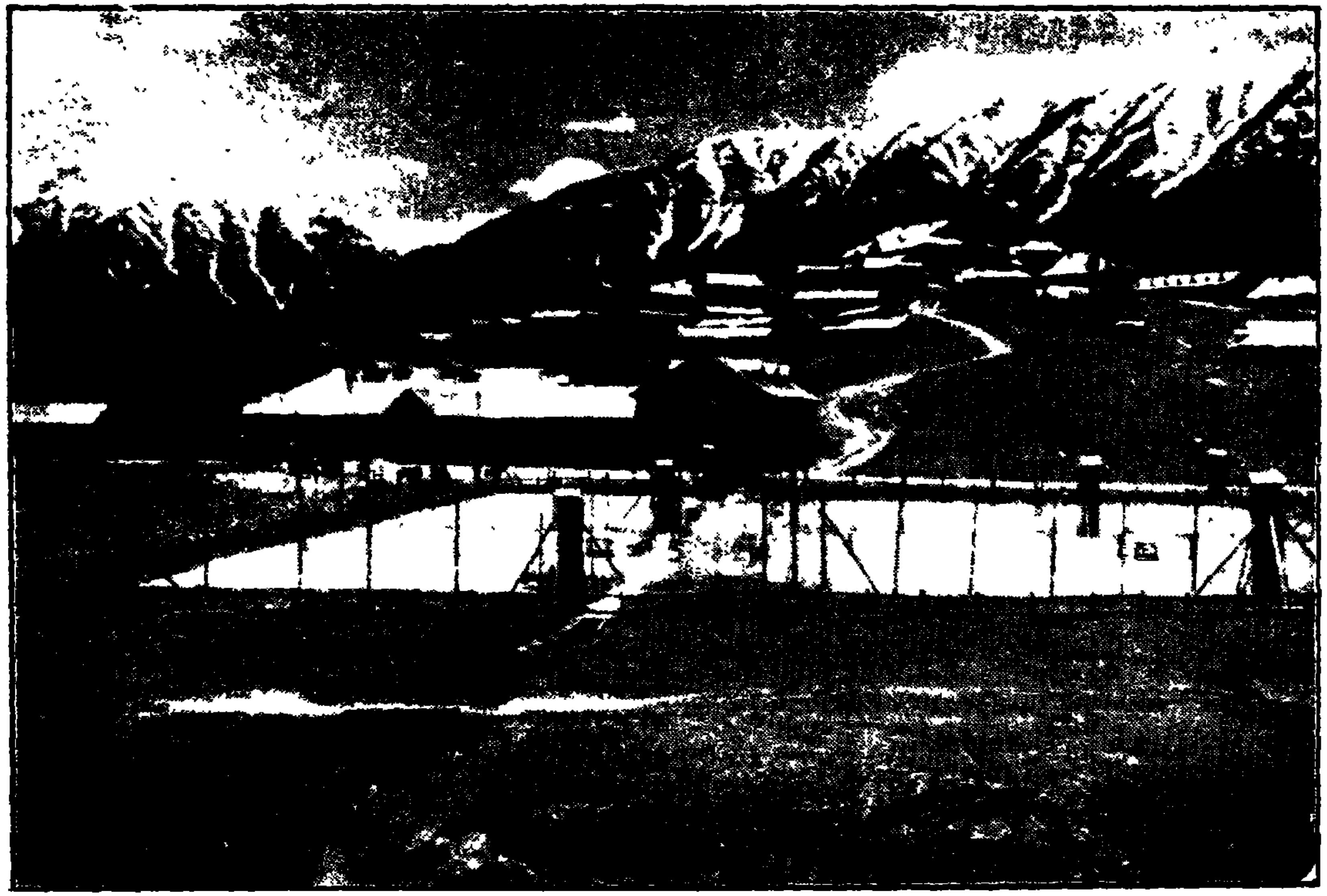
عبدالغنی ولد عزیزالدین قوم لوہار سکنہ اکھنور خاص سایل بنام بنک زمینداراں اکھنور۔ عبدالغفور شاہ ولد سرادعلی شاہ ٹھیکیدار۔ مستری محمد اسحاق ولد اللہ بخش لوہار سکنہ جموں محلہ دلپتیاں۔ مستری عمرالدین ولد حسن دین معمار سکنہ جموں محلہ جولاہکا۔ کرپارام ولد نامعلوم مہاجن۔ دبھگت رام ولد نامعلوم اقوام مہاجن سکنار راجوری خاص مسئولاں۔

درخواست دیوالیہ **اشتہار**

ہرگاہ کہ سائل کی جانب سے درخواست بغرض قرار دیئے جانے دیوالیہ عدالت ہٰذا میں گزری ہے اس لئے بذریعہ اشتہار ہٰذا جملہ قرضخواہان خصوصاً قرضخواہان ۵ و ۶ دہر خاص و عام میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ جس کسی کو نسبت قرار دیئے جانے دیوالیہ سائل اعتراض ہو۔ وہ تبقرریہ ۱۱ ر چیت ۱۹۹۸ عدالت ہٰذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہوکر اپنے عذرات پیش کرے۔ ورنہ بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۹ ر پھاگن ۹۸

(دستخط حاکم و مہر عدالت)





گلمرگ میں برف کی بہار۔ ہوٹل، کلب گھر اور ٹینس گراؤنڈ



(جموں) گاؤں میں مقدس مقامات بھی کوڑا کرکٹ سے نہیں بچ سکے

چندہ سالانہ چار روپیہ

جلد ۳ نمبر ۴

فہرست مضامین بابت اپریل ۱۹۲۶ء

باہتمام شیخ غلام قادر [illegible]

رفتارِ جنگ

جاپان کے خلاف جنگ

جاوا کے کثیر حصہ پر جاپانیوں کے قبضہ کر لینے سے جنوب مغربی بحرالکاہل کی جنگ عارضی طور پر ختم ہو چکی ہے اور اب توجہ کا مرکز آسٹریلیا کا جنوب ... ہا۔ انڈیز کا مغرب بن رہا ہے۔

آسٹریلیا

گزشتہ پندرہ دن میں ... ہارن اور آسٹریلیا کے شمالی ساحل پر جاپانیوں نے متعدد بار ہوائی حملے کئے اگرچہ ان ہوائی جہازوں کی ایک ... تعداد تھی۔ نقصان بہت کم ہوا۔ پورٹ مورسبائی نیوگنی کا دارالخلافہ پر کئی بار حملے کئے گئے۔ اور ان حملوں کے دوران میں بے شمار جاپانی ہوائی جہاز نیچے گرا لئے گئے۔ آسٹریلیوں نے بجائے خود امریکیوں کی ایک معقول تعداد کی امداد سے جاپانیوں کی اس فوج پر ضربیں لگائیں۔ جو نیوگنی کے شمالی نصف میں جمع ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔

آسٹریلوی اور امریکی بمباروں نے جاپانی دستوں کے مرکزوں اور جہازوں پر بہت سے کامیاب ہوائی حملے کئے۔ ان میں سے ایک حملہ رابول کی بندرگاہ جزیرہ نیو برٹن پر کیا گیا۔ ۲۲ جاپانی جنگی اور تجارتی جہاز تباہ کئے گئے یا بری طرح زخمی ہوئے۔ تازہ اور نہایت اہم واقع آسٹریلیا میں جنرل میک آرتھر کا فلپائن سے پہنچنا تھا جس نے اتحادیوں کے تمام علاقوں کی کمان مع فلپائن کے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ جنرل میک آرتھر کی بیوی اور ایک چھوٹا لڑکا اس کے ہمراہ تھے۔ جو کار یدار کے جزیرہ میں جب سے جاپانی حملے طرزان کے جزیرے پر ہوئے ہیں۔ اس کے ہمراہ رہے۔ جنرل میک آرتھر کے آسٹریلیا میں بخیریت پہنچنے کے ساتھ ہی امریکی بڑی فوجوں کے اس براعظم میں پہنچنے کی خبر بھی مشتہر کی گئی۔

برہما

۱۱ مارچ کو رنگون خالی ہونے کے بعد برما کے محاذ پر گزشتہ پندرہ دنوں سے بہت کم نقل و حرکت کی گئی ہے خبروں کا خلاصہ لکھتے وقت چینی دستے جاپانی فوجوں کے ساتھ ایک بڑی لڑائی میں مصروف تھا۔ جو ٹیمور

ستانگ کی فوجوں کے ساتھ سالوین شمال کی جانب دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ برما میں چینی دستے اب جنرل سٹلویل کے زیر کمان ہیں جو اس وقت چیانگ کائی شیک کے عملہ کا ایک امریکی سردار ہے۔

ہندوستان

ہندوستان میں عوام کی آنکھیں مسٹر سٹیفورڈ کرپس کی طرف لگی ہیں جو برطانوی جنگی کابینہ کے ایک ممبر ہیں اور ہندوستان کے سیاسی سمجھوتہ کرنے کے لئے کچھ تجاویز لے کر آئے ہیں۔ مسٹر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان میں تین ہفتہ ٹھہرنے کی توقع رکھتے ہیں جس عرصہ میں وہ ہندوستان کے تمام [illegible] برطانوی کابینہ کی تجاویز پر بحث کریں گے

بحیرہ روم

لیبیا میں جنرل آچنلک اور جنرل رومیل کے دستے ایک دوسرے [illegible] اپنی اپنی جگہ حاصل کر چکے ہیں [illegible] حرکت دونوں طرف دیکھنے میں آئی ہے لیکن [illegible] نہیں ہوئی۔ بحیرہ روم میں برطانوی آبدوز کشتیوں اور [illegible] اور توپ نے محوری جہازوں پر بڑی ضربیں لگائی [illegible] چار برطانوی آبدوز کشتیوں نے [illegible] جہازوں کو گزشتہ میں ۱۲ مارچ کو غرق کیا۔

روس۔

روسی مغربی محاذ پر جرمنوں کو (حملہ کر کے) نیچا دکھا رہے ہیں۔ کوئی فتوحات حاصل نہیں ہوئیں۔ البتہ چھوٹی چھوٹی پیش قدمیاں کی گئی ہیں جس کے باعث سمولینسک [illegible] جرمن فوجوں کو بہت خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہٹلر نے جنرل وان بروشیک کو بحال کر دیا ہے جس کو گزشتہ [illegible] اس لئے برطرف کیا گیا تھا کہ اس نے [illegible] سے قبل ماسکو پر قبضہ نہیں کیا۔

مترجمہ ایڈیٹر

ریذیڈنسی آفس سرینگر

جنگ کے متعلق دلچسپ اعداد و شمار

جنگ کریمیا ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۶ء تک جاری رہا۔ اس جنگ پر ...... ۲۵ پونڈ خرچ ہوا۔ ڈیڑھ لاکھ برطانوی فوج نے جس میں مصر نیا حبشی بھی سے بیس لاکھ سپاہ کھیت رہے تھے۔

۱۸۷۷ء میں روس اور ترکی کے درمیان جو جنگ ہوا۔ اس میں ساڑھے بارہ لاکھ فوج کام آئی۔

۱۸۶۶ء والی آسٹریلیا اور پرشیا کی جنگ میں چالیس ہزار سپاہی مارے گئے یا زخمی ہوئے تھے۔

امریکہ میں ڈاکٹر نکلسن مرے بٹلر صلح کے لئے پراپیگنڈا کرنے والا مشہور عالم ہوا ہے۔ اس کا اندازہ ہے کہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء والی جنگ عظیم کا خرچ ...... پونڈ تھا۔ اس رقم کا پانچواں حصہ فرانس، بلجیم کو چھوڑ ان تمام ایشیا کے جو یورپ دونوں ملک میں تھیں۔ خریدنے کے واسطے کافی تھا۔ ایک کروڑ سے زائد آدمی جنگ میں مارے گئے۔ تقریباً دو کروڑ زخمی ہوئے۔ اور جنگ کے بعد اس کے نتیجے کے طور پر انفلوئنزا جسے اس وقت جنگی بخار کہا جاتا ہے۔ تمام دنیا میں پھیل گیا جس سے ایک کروڑ آدمی لقمہ اجل ہو گئے۔

۱۹۳۲ء میں دنیا بھر میں سامان جنگ کی تیاری ...... ۴۸۵ پونڈ خرچ ہوئے اس تمام سامان کا تیسرا حصہ صرف برطانیہ نے دوسرے ملکوں کے پاس فروخت کیا۔ ۱۹۳۳ء میں سامان جنگ پر تمام دنیا کا خرچ ...... ۴۸ پونڈ تھا

درجہ حرارت

انسانی جسم سے حرارت مسلسل طور پر خارج ہوتی رہتی ہے۔ اگر یہ حرارت خارج نہ ہو تو چوبیس گھنٹوں میں انسان کا درجہ حرارت ۹۸.۴ کی بجائے ۱۸۵ درجہ ہو جائے۔

سطح زمین کا سرد ترین مقام گرین لینڈ کے اندرون میں ہے جہاں درجہ حرارت کا اندازہ صفر سے ۱۲۰ درجہ کم فارن ہیٹ ہے۔ زیادہ سے زیادہ سردی جو سطح زمین پر ریکارڈ کی گئی ہے۔ صفر سے ۹۴ درجہ کم فارن ہیٹ ہے اس قدر سردی روس میں سائبیریا کے علاقہ ورخویانسک میں ریکارڈ ہوئی تھی۔

سطح زمین پر سب سے زیادہ گرمی ۱۳۴ درجہ فارن ہیٹ ۱۹۳۵ء میں کیلیفورنیا میں ڈیتھ ویلی میں ریکارڈ کی گئی تھی۔

[illegible] فٹ نیچے ہے. برطانیہ میں سب سے زیادہ گرمی ۵ اگست ۱۹۱۱ء کو سالسبری میں ۱۰۰ درجہ فارن ہیٹ
[illegible] اگست ۱۹۱۱ء میں گرینوچ میں ہوئی تھی. انگلستان میں کم از کم درجہ حرارت صفر سے
[illegible] فارن ہیٹ ریکارڈ ہوا ہے.

[illegible] میں ایک روسی مہم نے معلوم کیا ہے. کہ وہاں ۸۲۵ فٹ کی گہرائی تک پانی سرد ہوتا ہے
اس کے بعد [illegible] فٹ کی گہرائی تک پانی مقابلتاً گرم ہوتا ہے. اس کے بعد ۸۲۵۰ فٹ اور ۹۸۵۰ کی گہرائی تک پانی
پھر سرد [illegible] ہے. اس کے بعد پانی پھر گرم ہو جاتا ہے.

[illegible] میں سطحی پانی کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت خلیج فارس میں ہوتا ہے. اس خلیج میں سطحی پانی کا درجہ
[illegible] فارن ہیٹ ہوتا ہے. خلیج بنگال میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۸۴ اور ۸۶ کے درمیان ہوتا ہے.
اس وقت [illegible] جب مون سون شروع ہونے والی ہو

[illegible] کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۸۷۰۰ فارن ہیٹ تک پہنچایا جا چکا ہے.
[illegible] کے درجہ حرارت کا اندازہ ۷۰۰،۴۰ فارن ہیٹ ہے.

بیش قیمت دستی تصاویر

[illegible] کی تصویر "Siddons as Tragic Muse" اور گینزبرو کی تصویر "Blue Boy"
[illegible] کے عوض فروخت ہوئی تھیں. لارنس کی تصویر "Pinkie" ۷۷۰۰۰ پونڈ رومنے کی تصویر "Mrs
Devon port" ۶۰۹۰۰ پونڈ لارنس کی تصویر "Lady de la Pole" ۷۳۲۰۰ پونڈ کے عوض گینزبرو
کی تصویر "Harvest Wagon" ۴۳۰۰۰ پونڈ اور ریمبرنٹ کی تصویر "Bath Sheba" ۵۴۰۰۰ پونڈ
اور "Wilton Diptich" ۹۰۰۰۰ پونڈ میں خریدی گئیں.

دلچسپ معلومات

[illegible] کے مطابق سورج کا وزن .... ۲۰۰۰ ٹن ہے. اس کا قطر

......اٹھ فی سکنڈ کے حساب سے کم ہو رہا ہے۔

مادہ کا سب سے چھوٹا جزو الیکٹران (Electron) ہوتا ہے جس کا قطر ۱/۲ ....۰۱ انچ ہوتا ہے۔

سیب کی قسم کے پھل درخت سے اتارے جانے کے بعد بھی سانس لیتے رہتے ہیں۔ ان کو محفوظ رکھنے کے واسطے موزوں ترین جگہ وہ ہوتی ہے جہاں زیادہ سرد ہوا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی بھی بہتات ہو۔ ان پھلوں کے بیج بھی پھل درخت سے اترنے کے بعد اپنی خوراک پھل کے گودہ سے حاصل کرتے رہتے ہیں۔

لنڈن کا باشندہ ایسے روز جب دھند چھائی ہوئی ہو۔ ایک سانس کے ساتھ بیرونی مادہ کے ساڑھے سات لاکھ اجزا اپنے پھیپھڑوں میں کھینچتا ہے۔

امریکہ میں آزادی کا بت دنیا کا سب سے بڑا بت ہے۔ اس کی اونچائی ڈیڑھ صد فٹ اور اس کے پلستے کی اونچائی ۱۵۰ فٹ ہے۔

پرانے زمانہ میں روما کے بادشاہ موت کے بدلے لوگوں کو عموماً تمام عمر سڑکیں بنانے کی سزا دیا کرتے تھے۔ اس سے پیشتر مصر کا نابینا بادشاہ سبنیس مجرموں کو فصیل کا کوئی حصہ تعمیر کرنے کی سزا دیا کرتا تھا۔ فصیل کی لمبائی جو اس نے تعمیر کرنی ہوتی تھی کا انحصار جرم کی نوعیت پر ہوا کرتا تھا۔ اس بادشاہ نے اپنے پچاس سالہ عہد حکومت میں کسی مجرم کو سزائے موت نہ دی تھی۔

عراق میں ایک ایسی نہر کے آثار پائے گئے ہیں۔ جو تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح بنائی گئی تھی۔ یہ نہر بالکل سیدھی ہے۔

اٹھارھویں صدی کے اختتام کے قریب انگلستان میں گھوڑوں سے چلنے والی دو پہیوں والی گاڑی پر ۳ پونڈ ۷ اشلنگ ٹیکس تھا۔ اگر کسی شخص نے گھوڑوں سے چلنے والی چار پہیوں والی گاڑیاں رکھی ہوتی تھیں تو اس کو پہلی گاڑی کے لئے ۸ پونڈ ۱۶ اشلنگ دوسری گاڑی کے لئے ۹ پونڈ ۸ اشلنگ اور تیسری گاڑی پر ۱۱ پونڈ ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔

جزیرہ روڈ میں ایک کینیڈا کے باشندے کے ہاں تین شادیوں سے اکتالیس بچے پیدا ہوئے۔

جرمنی کے شہر لونگہیم میں پندرھویں صدی میں ایک عورت کے ہاں ۵۲ بچے پیدا ہوئے۔

ہسپانیہ کے شہر ویلوڈالڈ میں ۱۹۲۶ء میں ایک عورت کے ہاں ۶۸ سال کی عمر میں انتیسواں بچہ پیدا ہوا۔ یاد رہے کہ جو اعداد و شمار جمع کئے جا چکے ہیں ۲۰۰ عورتوں میں سے صرف ایک عورت پچاس سال سے زیادہ عمر میں بچہ جن سکتی ہے۔

۱۹۲۵ء میں مصر میں ایک عورت کے ہاں ایک تولید میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔

۱۹۳۴ء میں کینیڈا میں ایک عورت مسز ڈیون کے ہاں ایک تولید میں پانچ بچے پیدا ہوئے یہ سب بچے تندرست ہیں

دنیا میں سال بھر میں ایک تولید میں ۲۲۷۰۰۰ عورتوں کے ہاں دو بچے ۲۷۰۰۰ عورتوں کے ہاں تین بچے اور ۶۰۰ عورتوں کے ہاں چار بچے پیدا ہوتے ہیں۔

برطانیہ میں ایک سال میں کم و بیش چار لاکھ شادیاں ہوتی ہیں۔

برطانیہ میں ہر آٹھ شادیوں میں سے ایک کا انجام طلاق ہوتا ہے۔

برطانیہ میں مردوں اور عورتوں کی شادی کی عمر بالترتیب ۲۹ اور ۲۷ سال ہے۔

انسان زیادہ سے زیادہ ۲۸۰ گھنٹے مسلسل جاگ سکتا ہے۔

۱۸۳۵ء میں ایک شخص رابرٹ تھائیم نے ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی حیات میں اس کی ۱۵ بیویاں فوت ہو چکی تھیں۔

انسانی جسم کے مختلف حصوں کی عمر مختلف ہوتی ہے۔ خون کے سرخ ذرہ کی عمر تقریباً دس ہفتہ اور آنکھ کی پلک کی عمر چار ہفتہ ہوتی ہے۔

امریکہ میں سینٹ چارلس کے قریب ایک شخص مسمی ہارلس تیس سال تک مسلسل سویا رہا۔ جب وہ سویا تو اس کا وزن دو من اٹھارہ سیر کے قریب تھا جب اس کی نیند کھلی تو اس کا وزن ایک من دو سیر کے قریب تھا۔

ڈریسڈن کے قریب ایک ریلوے ملازم ایک حادثہ کے بعد اٹھارہ سال تک سویا رہا۔ اور انجام کار ۱۸۹۹ء میں فوت ہو گیا

سوڈان میں لوگ ببر شیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح شیر کی سی جرأت و طاقت حاصل ہو سکتی ہے۔

امریکہ اور فرانس میں لوگ گھڑیال کا گوشت کھاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا ذائقہ ہرن کے گوشت کی طرح ہوتا ہے۔

امریکہ میں خوراک کے لئے مینڈک وسیع پیمانہ پر پالے جاتے ہیں۔

کئی ملکوں میں سانپ کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

کیکڑہ مچھلی ابتدائے زندگی میں مذکر ہوتی ہے پھر مونث ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس میں جنسی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

برطانیہ میں ایک سال میں گھریلو انگیٹھیوں میں ایک ارب گیارہ کروڑ ٹن کے قریب ساڑھے آٹھ کروڑ قیمت کا کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔

امریکہ کے شہر نیویارک کے فرانکس چڑیا گھر میں ایک ایسا سانپ تھا جس کے دو سر تھے۔ ہر سر کے ساتھ چند انچ لمبی گردن تھی۔ سانپ کی لمبائی دو فٹ تھی دونوں سروں کو علیحدہ علیحدہ خوراک دی جاتی تھی۔ تاکہ خوراک کی دونوں نالیوں کے اتصال پہ زیادتی خوراک کی وجہ سے اس قدر دباؤ نہ ہو جائے کہ سانپ کا گلہ گھٹ جائے۔ ایک

بادشاہ سانپ کے ایک سر نے دوسرے سر پر حملہ کر دیا اور اس کو نگل لیا اس طرح اس کی موت واقع ہو گئی۔

کیچوے جن کو پنجابی میں گنڈوے کہا جاتا ہے۔ زمین میں لمبے لمبے سوراخ کرتے جاتے ہیں۔ وہ ایک سرے سے مٹی کھا کر دوسرے سرے سے باہر نکالتے جاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سال میں باغ میں ایک ایکڑ میں یہ وہ ۲۰۰ من مٹی نیچے سے نکال کر زمین کی سطح پر پھینک دیتے

جاپان کے جزیرہ فارموسا میں ہر گاؤں کے سامنے ایک درخت ہوتا ہے جس کو روحوں کا درخت کہا جاتا ہے اس درخت پر ایک خاص تقریب پر شراب چڑھائی جاتی ہے۔

اگر انسان آٹھ گھنٹے سویا رہے تو اس عرصہ میں وہ کم از کم ۳۵ بار اپنی جگہ سے ہلتا ہے۔

انسان کی سب سے تیز حرکت آنکھ جھپکنا ہے۔ ایک بار آنکھ جھپکنے میں ایک سکنڈ کا سولہواں حصہ خرچ ہوتا ہے۔

حال ہی میں ایک ترک زارو آغا ۱۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

اگر ایک زخم ۶۰ سال کی عمر کے انسان کو لگے اور اس کو بھرنے میں ۳۲ دن لگیں تو وہی زخم ۵۰ سال کی عمر میں ۲۵ دن، ۴۰ سال کی عمر میں ۱۸ دن، ۳۰ سال کی عمر میں ۱۳ دن، ۲۰ سال کی عمر میں ۱۰ دن اور ۱۰ سال کی عمر میں ساڑھے چھ دن میں بھر سکتا ہے۔

پیدائش کے بعد اگر بچہ کے مختلف اعضا کی پیمائش کی جاوے اور پھر جوان ہونے پر اس بچہ کے اعضا کی پیمائش کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ جوانی میں بچپن سے سر دگنا چھاتی اور پیٹ کا حصہ تین گنا۔ بازو چار گنا اور ٹانگیں پانچ گنا بڑھ جاتے ہیں۔

راجندر ناتھ چوپڑہ
ڈسٹرکٹ انسپکٹر جموں

آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

فصلوں کا نقصان عام طور پر خاص خاص اقسام کے کیڑوں سے بھی ہوا کرتا ہے۔ ان کی تعداد بہت جلد بڑھ جاتی ہے۔ اور قدرت خود بخود ان کا علاج بھی کرتی رہتی ہے مگر اس میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے کوئی بھی زمیندار اس بات کو گوارہ نہیں کر سکتا۔ کیڑوں کا علاج دوائیوں کے ذریعے سے بھی بہت ہی جلد کیا جا سکتا ہے۔ مگر زمیندار اپنی لاعلمی اور غربت کی وجہ سے اس کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے زمیندار کو ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تاکہ اس کو دوچند فائدہ ہوگا۔ اوّل تو کیڑوں کے پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں رہے گا۔ دوسرے پیداوار عمدہ اور کافی پیدا ہوگی۔

(۱) کھیت کے بنوں کو صاف اور ستھرا رکھنا چاہیے

(۲) کاٹنے پھلوں ٹہنیوں اور پتوں کو جمع کر کے سپرد آگ کرنا چاہیے۔

(۳) کھیت کے اردگرد گھاس پھوس اور جنگلی بوٹیوں کو ضائع کرنا چاہیے۔

(۴) فصل کی کٹائی کے بعد ہی گہری ہل چلائی کرنی چاہیے

(۵) فصلیں ہیر پھیر کر کے کاشت کرنی چاہئیں۔

(۶) وقت کاشت کو تبدیل کرنا چاہیے۔ فصلیں اگیتی پچھیتی بونی چاہئیں۔

(۷) کئی فصلوں مثلاً کپاس وغیرہ کی بیج کو مخلوط کر کے بونا چاہیے۔

(۸) عمدہ اچھے اور تندرست بیج بونے چاہئیں۔

(۹) وہی فصلیں کاشت کرنی چاہیے جنہیں کیڑا کم لگتا ہو۔

(۱۰) فصلوں میں خوب کھاد دیکر پودوں کو سرسبز رکھنا چاہیے۔

(۱۱) ہل موزوں وقت پر چلانا چاہیے۔ تاکہ کیڑے بھی تلف ہو جائیں

(۱۲) آبپاشی سے پہلے کپاس میں رسی پھیرنی چاہیے۔

(۱۳) مرغیوں اور دیگر پرندوں سے کیڑے ضائع کرنے چاہئیں

(۱۴) کچا کھاد استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۵) آبپاشی کے ذریعہ کیڑوں کو تلف کر دینا چاہیے۔

(۱۶) فصل کی عدم موجودگی کے دوران میں کھیتوں میں ہل چلاتے رہنا چاہیے

(۱۷) کیڑے کے انڈوں بچوں کو چن کر تلف کرنا چاہیے۔

(۱۸) موذی فصلوں کو ترک کر دینا چاہیے۔

(۱۹) حفظ ماتقدم کو عمل میں لایا جائے۔

(۲۰) وقت پر افسران محکمہ زراعت کو مطلع کرنا چاہیے۔

ایم۔ اے۔ بٹ
اگریکلچرل اسسٹنٹ ضلع کٹھوعہ

گزشتہ سے پیوستہ

سل

علامات :-

(۱) جسم کا وزن گھٹنے لگتا ہے۔ اور یہ وزن گھٹنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۲) کھانا کھانے کے بعد اور سونے کے بعد کھانسی آتی ہے۔ اگر یہ کھانسی لگاتار تین ہفتے سے زیادہ دیر رہے تو خطرناک سمجھی جاتی ہے۔

(۳) قوت ہاضمہ کا بگڑنا۔ بھوک کا کم ہونا۔ چہرہ کا پیلا ہونا۔ رخساروں پر چمکدار سرخی کا پیدا ہونا۔ بدن کا پوست کی رنگت کا پیلا ہونا۔ طاقت کا کم ہو جانا۔ بیٹھے بیٹھے تکان تھکاوٹ اور سستی محسوس کرنا۔ رات کے وقت بخار کا چڑھنا۔ اور درجہ حرارت کا بڑھ جانا۔ کھانسی کے ذریعہ صاف چمکدار خون کا تھوک کے ساتھ آنا۔ رات کو سونے کے بعد کثرت کے ساتھ پسینہ آنا سل کے علامات ہیں۔

علاج :-

(۱) مذکورہ بالا علامات میں سے جب کسی شخص میں کوئی علامت رونما ہو جائے۔ اسے چاہیئے کہ وہ ٹی بی کے ہسپتال میں جا کر ملاحظہ کرائے۔ کیونکہ ابتدائی مرحلہ میں اس کی روک تھام آسان اور ممکن ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ سل کی بیماری تپ محرقہ۔ نمونیا۔ انفلوئنزا وغیرہ بیماریوں کی طرح یک دم مریض کو بستر نہیں بناتی۔ اس لئے اکثر طویل مدت تک مریض اس کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ جب یہ موذی مرض جڑ پکڑتا ہے۔ تب مریض ڈاکٹر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے لیکن یہ بعد از وقت معاملہ ہے۔

(۲) حوصلہ ارادہ اور عزم کو اس کے علاج میں بڑا دخل ہے۔ اس لئے ٹھیک اور تندرست ہونے کا پکا ارادہ کر لو۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

(۳) نشہ آور اشیاء تیل کھٹائی ترشی مرچ جیسی غذائیں کمزور بنانے والے کام تھکاوٹ اور تکان پیدا کرنے والے حرکات۔ غمگین اور حزین بنانے والے خیالات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۴) جسم اور خون کو طاقت دینے والی غذائیں۔ مکھن۔ خوب ابالا ہوا دودھ انڈے۔ میوے اور سبزیاں کثرت سے استعمال کرتے رہنا چاہیئے۔

(۵) ہوادار مکان میں رہائش کا انتظام کرنا چاہیئے۔ بید زاروں اور دیار اور چیل والے پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنا بہت مفید ہے۔ کھلی ہوا میں روزانہ کئی کئی میل کی سیر کرنا چاہیئے اور واپسی پر پھر کوئی ہلکی اور مقوی چیز کھانی چاہیئے

(۶) ہر روز نیم گرم پانی سے نہانا چاہیئے۔ اور روزانہ

بید کی لاٹھی کا ایترہ استعمال کرنا پھیپھڑوں کو نہ صرف صاف ہی کرتا ہے۔ بلکہ تقویت بھی دیتا ہے۔

(۵) ڈاکٹروں حکیموں اور دواؤں کی بہ نسبت مریض کے صحت یاب ہونے کا دارومدار اس کی اپنی سمجھ پر ہے دل و دماغ اور خیالات کو درست اور مضبوط کرنا مضر صحت اشیا اور حرکات سے اپنے آپ کو باز رکھنا اس کے لئے فرض سے بھی بڑھ کر ہے۔

مریض کے فرائض۔

جب کسی شخص کو پتہ لگ جائے۔ کہ اُسے سل کی بیماری ہے۔ تو اُسے چاہئے کہ وہ باخوف و شرم کے ان تمام لوگوں کو جنہیں اس کے ساتھ واسطہ اور تعلق ہے۔ خندہ پیشانی سے اپنا حال سنائے اور انہیں تاکید کرے۔ کہ وہ اس سے قدرے دور رہا کریں۔ اس کے استعمال چیز استعمال نہ کریں اسے چاہئے۔ کہ وہ ایسی مجالس میں حاضر ہونے کے لئے معذرت پیش کرے۔ جہاں جائے تنگ است مردماں بسیار والا معاملہ ہو۔ اسے چاہئے۔ کہ اگر وہ شادی شدہ ہے تو اپنی عورت کو یا خاوند کو خوشی اخلاقی سے ہم بستر نہ ہونے پر راضی بنالے۔ اور اگر شادی شدہ نہ ہو۔ تو صحت یاب ہونے تک شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

پنچایت کے فرائض

پنچایت کے ممبروں کے لئے لازم ہے کہ وہ سل کے مریضوں کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ کا ثبوت انہیں مالی امداد کرکے پیش کریں۔ کیونکہ یہ بیماری عام طور پر ان غریبوں پر حملہ کرتی ہے۔ جن کے مالی حالات ناگفتہ بہ ہوتے ہیں۔ اور عام لوگوں کو جلسوں اور تقریروں پر اس موذی مرض کے علامات اور حفاظتی تدابیر سمجھا کر اپنے فرض منصبی کو سرانجام دیا کریں۔

پریم ناتھ منٹو

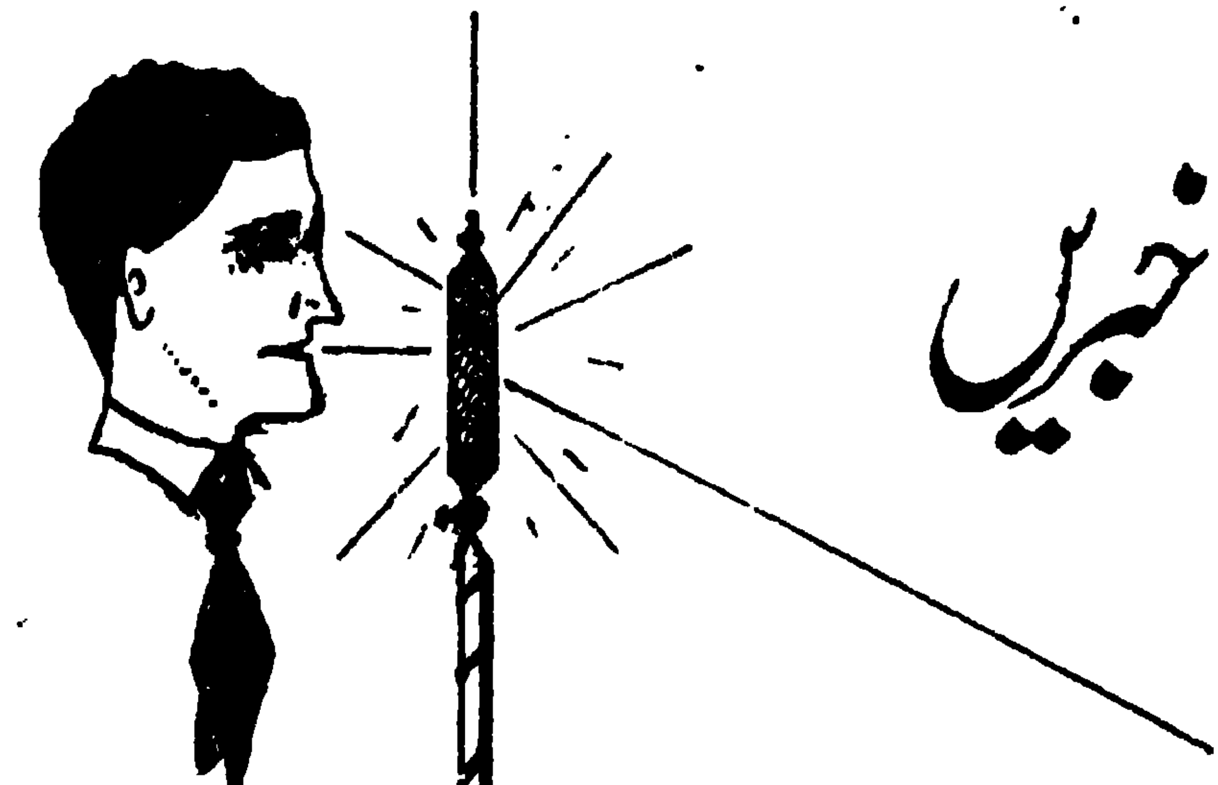
(مسٹر ایل۔ ایس۔ جی۔ ڈی)

ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچایت ہا تحصیل کوہاٹ

یارب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں

[illegible]

خبریں



یہ خبریں آپ محکمہ اصلاح دیہات و پنچایت ہا ہز ہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر کے دفتر جموں سے سُن رہے ہیں۔ یہ خبریں گورنمنٹ کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔

گو ریاست جموں وکشمیر میں مستقبل قریب میں ہوائی حملے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا مگر حفاظتی تدابیر ہر حالت میں ضروری ہیں۔ اس غرض کے لئے ہز ہائینس گورنمنٹ نے ہوائی حملوں کے بچاؤ و دیگر متعلقہ تجاویز کے لئے ایک سپیشل آفیسر کی تقرری عمل میں لائی ہے۔

ہوائی حملوں کے وقت سب سے اہم بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ ہے کہ پبلک میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہونے پائے۔ اور دیگر ضروری کاموں کے لئے تجربہ کار والنٹیر موجود ہوں جو پبلک کی خدمت کر سکیں۔

اس سلسلہ میں جموں شہر کے بچاؤ کے لئے ایک سکیم مرتب کی گئی ہے۔ جس کے مطابق صاحب گورنر جموں کو اے آر پی آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ فی الحال شہر جموں کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پبلک کی آگاہی کے لئے وقتاً فوقتاً بلیٹن شائع ہوتے رہیں گے جس میں یہ بتایا جائے گا۔ کہ ہوائی حملوں کے موقعہ پر ان کے کیا فرائض ہیں۔

شہر کے ہر ایک وارڈ میں ایک ایک ہیڈ وارڈن مقرر کیا جائے گا۔ جو اپنے حلقہ کے اندر تمام انتظامات کی دیکھ بھال کرے گا۔ اور اسسٹنٹ وارڈنوں کے کام کی نگرانی کریگا۔ ہیڈ وارڈنوں کے ماتحت ہر ایک وارڈ میں اسسٹنٹ وارڈن ہوں گے جن کی تعداد ۲ سے ۴ تک حسب ضرورت ہوگی۔ اسسٹنٹ وارڈنوں کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے حلقہ کے اندر تمام مکانوں میں جا کر اے۔ آر۔ پی کے متعلق ہدایات دے۔ پبلک کو آگاہ کیا جائے گا۔ کہ ہوائی حملے کی صورت میں کس قسم کا الارم بجایا جائیگا اور اس الارم کے بعد پبلک کو کیا کرنا چاہئے۔

زخمیوں کا انتظام

زخمیوں کا انتظام صاحب چیف میڈیکل آفیسر کے سپرد

کیا گیا ہے۔ اور اس کام میں صاحب ہیلتھ آفیسران کی امداد کریں گے۔

فسٹ ایڈ موبائیل پارٹیاں۔

ہر ایک وارڈ میں ایک ایک فسٹ ایڈ موبائیل پارٹی ہوگی جس میں چار چار سیکھے ہوئے اشخاص شامل ہوں گے۔ ان پارٹیوں کے ساتھ ایک ایک ڈاکٹر بھی ہوگا۔ ساتھ ہی ریزرو میں بھی کافی تعداد تجربہ کار والنٹیروں کی رکھی جائیگی۔ اس کام کی ٹریننگ صاحب چیف میڈیکل آفیسر دیں گے۔

بچاؤ وغیرہ کی پارٹیاں۔

اسی طرح ہر ایک وارڈ میں ایسا کام سیکھے ہوئے اشخاص ہوں گے جو ان لوگوں کو بچا سکیں۔ جو کہ مکانوں کے نیچے دب گئے ہوں یہ کام صاحب ڈویژنل انجینئر کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور وہ اس کام کی ٹریننگ دیں گے۔

آتشزدگی سے بچاؤ کی سکیم۔

شہر میں آتشزدگی کے بچاؤ کا کام صاحب سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے سپرد کیا گیا ہے۔ فائر بریگیڈ کے لئے ایک اور انجن خریدا گیا ہے۔ مگر اس کام کو زیادہ مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ والنٹیروں کو ٹریننگ دی جائے۔

خبر رسانی

اس وقت تو یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ سکاوٹ ہی خبر رسانی کے لئے تجربہ کار بنائے جائیں۔ ہر ایک وارڈ میں کافی تعداد خبر رسانوں کی ضرورت ہے۔ جو کہ سیکھے ہوئے ہوں۔ اور بہتر ہوگا کہ چھوٹی عمر کے بچوں کی بجائے یہ کام بھی شہر کے نوجوانوں کو سکھلایا جائے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ جس سکیم کا خاکہ اوپر دیا گیا ہے وہ ہر ایک وارڈ کی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فی الحال کافی ہوگی۔ آہستہ آہستہ تجربہ کار والنٹیروں کی تعداد ہر ایک حصہ میں بڑھتی جائیں گی۔ جہاں تک شہر واروں کی جائیداد وغیرہ کی حفاظت کا تعلق ہے۔ اس کا معقول انتظام گورنمنٹ کی طرف سے کیا جائیگا۔

چونکہ ہوائی حملوں سے بچاؤ کی سکیم اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب پبلک پورے طور پر تعاون کرے اسلئے امید کی جاتی ہے۔ کہ جموں کے معزز شہر دار والنٹیروں میں بھرتی ہونے کے لئے اپنے نام پیش کریں گے۔ والنٹیر اگر مندرجہ بالا کاموں میں سے کسی خاص کام میں ٹریننگ حاصل کرنا چاہیں تو انہیں اسی کام کے لئے ٹریننگ دی جائے گی۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ہر ایک وارڈ کے لئے تقریباً ۱۰۰ والنٹیروں کی ضرورت ہوگی۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ریاست جموں وکشمیر فی الحال خطرے کے حلقے سے بہت دور ہے۔ یہ سکیم صرف اس غرض کے لئے مرتب کی گئی ہے۔ کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر خطرہ نزدیک آجائے۔ تو کس قسم کی تدابیر عمل میں لائی جائیں گی۔ اور پبلک سے کس قسم کی توقع کی جائیگی۔

سرینگر شہر کے بچاؤ کے لئے بھی سکیم زیر مرتب ہے۔

جموں وکشمیر ڈیفنس رولز کی دفعہ ۴۵ کے تحت گورنمنٹ نے احکام جاری کر دیئے ہیں کہ اننت ناگ اور بارہمولہ کی

فرنتعل کی حدود کے اندر شمول حدود سرینگر میونسپلٹی کوئی شخص جلانے کی لکڑی کے متعلق کردہ نرخوں سے زیادہ قیمت نہ ہی طلب کر سکتا ہے اور نہ ہی وصول کر سکتا ہے۔ مزید حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص جس کے پاس یا جس کے ماتحت لکڑی کا ذخیرہ ہو زیادہ سے زیادہ مقرر کردہ قیمت پر فروخت کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔

صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں کہ اگر ان کا اطمینان ہو جائے کہ کسی شخص نے اس ضمن میں جاری کردہ نوٹیفکیشن ہا کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ تمام کی تمام لکڑی یا اس کا کوئی حصہ ضبط کر لیں۔ اور اسے ایسی جگہ یا ایسی ایجنسی کی معرفت جسے وہ مناسب سمجھیں فروخت کرا دیں۔ اور قیمت فروختگی (بعد منہائی ان اخراجات کے جو اس لکڑی کی ضبطی۔ فروخت اور بار برداری یا دوسرے اتفاقیہ اخراجات کے) مالک کو ادا کر دی جائے۔

کچھ عرصہ ہوا ایک مقامی اخبار میں یہ شکایت شائع ہوئی تھی۔ کہ "ٹنگ مرگ سینی ٹوریم میں مقیم تپ دق کے مریضوں کے کپڑے فیروز پور کے نالہ میں دھوئے جاتے ہیں جس سے اس نالے کا پانی جراثیم آلودہ بن جاتا ہے۔ اور جو لوگ اسے استعمال کرتے ہیں وہ بھی اس بیماری کا شکار بن جاتے ہیں۔"

اس سلسلہ میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ مریضوں کے کپڑے دھونے کے لئے محکمہ میڈیکل نے ایک تالاب مخصوص کیا ہوا ہے۔ اور صاحب ٹیوبرکلوسس آفیسر کی رپورٹ ہے۔ کہ انھوں نے مریضوں کے خادموں کو یہ ہدایت دے دی ہے۔ کہ وہ تمام کپڑے سینی ٹوریم کے حدود کے اندر ہی دھویا کریں۔

رنبیر سنگھ پورہ کی سالانہ نمائش مال مویشی کا جلسہ تقسیم انعامات زیر صدارت رائے بہادر پھول چند ہوگا۔ آنریبل ریونیو منسٹر ۱۶ مارچ کو منعقد ہوا۔

گزشتہ پانچ سال سے یہ نمائش سالانہ تقریب کے طور پر منائی جاتی ہے۔ اس قصبہ کا محل وقوع نمائش کی اغراض کے لئے بہت موزوں ہے ایک تو یہ تحصیل گنجان آباد اور زرخیز ہے۔ دوسرے اس کی جنوبی حد انگریزی علاقہ سے ملتی ہے

اس نمائش کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آج تک ریاستی علاقہ جات کا مال مویشی صرف نمائشی غرض کے لئے شامل ہوتا تھا۔ اور فروخت کے لئے مال مویشی انگریزی علاقہ سے لائے جاتے تھے۔ مگر اب ریاستی زمیندار اس نمائش کو صرف تفریح طبع کا ہی سامان نہیں سمجھتے بلکہ ایک منڈی تصور کرتے ہیں۔ اس نمائش کے دوران میں ریاستی مال مویشی کی بھی کافی تعداد فروخت ہوئی اور کل فروخت شدہ جانوروں کی تعداد ۱۵ - ۱۶ سو سے زیادہ تھی جن کی کل قیمت ایک لاکھ روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ نے اپنی رپورٹ میں یہ ظاہر کیا کہ مستقبل قریب میں یہ نمائش پنجاب کی سب سے بڑی منڈی اسٹیشنر

کا مقابلہ کر سکے گی۔

اس نمائش میں داخل شدہ جانوروں کی تعداد ۲۷۴۳ تھی جن میں ۲۴۰۵ جانور ریاستی علاقہ سے اور ۱۶۱۸ علاوہ انگریزی علاقے سے لائے گئے تھے۔ انعام کے لئے

نمائش کے احاطہ میں زیر سنگھ پور میں ایک عارضی ویٹرنری ڈسپنسری قائم کی گئی تھی۔ اور زمینداروں کو جانوروں کی پرورش اور بیماریوں کی روک تھام کی ہدایات دی جاتی تھیں۔ محکمہ ایگریکلچر نے بھی نمائش میں شمولیت کی اور زمینداروں کو استعمال آلات زمین کے ذریعہ سے آگاہ کیا۔ محکمہ دیہات سدھار نے بھی اس موقعہ کا فایدہ اٹھاتے ہوئے دیہات سدھار کا پراپگنڈا کیا۔ اہالیان زیر سنگھ پور کی طرف سے رائے بہادر سیول چند مگو آنریبل ریونیو منسٹر کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے علاقہ کی شکایات پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد مسٹر کاک نے انعامات تقسیم کئے۔

آنریبل ریونیو منسٹر کے علاوہ سر سید کلو آنریبل ڈیولپمنٹ منسٹر خان بہادر مرزا جعفر علی خان آنریبل ہوم منسٹر رائے بہادر پنڈت رام چند کاک آنریبل منسٹر ان ویٹنگ نے نمائش میں شرکت کی۔

زمینداروں کی ترقی کا راز

رفتار زمانہ کے دوش بدوش ہر ایک فن کی ترقی ہوتی رہتی ہے اور علم سائنس کی مدد سے ہر ایک کام روز بروز آسان اور ارزاں بنتا جاتا ہے۔ ضروریات زندگی میں عصر حاضرہ کے حالات کے مطابق تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں جو کہ ایک لازمی اور لابدی امر ہے لیکن ہمارے بھائی عصر موجودہ کے سائنس کی نئی اور مفید ترین معلومات۔ دنیا کے محسن اور موجد حضرات کی سالہا سال کی محنت شاقہ اور دماغ سوزی کا فایدہ چنداں نہیں اٹھاتے۔ کیونکہ بچارے لکھنا پڑھنا تو جانتے نہیں۔ اصول اقتصادیات کو سمجھتے نہیں۔ مہذب اور متمدن ممالک سے واسطہ نہیں۔

ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ ملک اور ملک کے افراد کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کا انحصار نہ صرف فلاحت بلکہ تجارت سے بھی وابستہ ہے۔ اسلئے ہم کو زندگی پیداوار کی تجارت شروع کر کے اس کو اور اپنی روزمرہ کی ضروریات آسانی سے مہیا کر کے اپنی ساکھ بڑھائیں۔ زندگی کے دن امن و آسائش سے بسر کریں۔ اور دنیا اور مافیہا سے فایدہ

اٹھائیں۔ ہمارے محبوب سری سرکار والا دولتمدار اور
ان کی عالی قدر گورنمنٹ بھی زمینداروں کی ترقی اور آسائش
کی خواہاں ہے۔ اس کے ذریعے سعی کرتی رہتی ہے۔
اور ان کو [illegible] فائدہ اٹھاتا دیکھنا
چاہتی ہے۔ مگر باوجود [illegible] کے بھی زمیندار اپنی دیرینہ
خواب غفلت سے بیدار نہیں [illegible]

[illegible] دیہات [illegible] زمیندار و
خدارا چھوڑ دو غفلت [illegible] سرکار کے [illegible]

ہماری ریاست [illegible] تجربہ پر گورنمنٹ کی
کاشت ہوتی ہے۔ جو کہ ایک [illegible] فصل ہے۔ اگر
اس کی تجارت شروع کی جائے۔ تو قلیل ترین عرصے میں ہماری
ناداری اور غربت، فارغ البالی اور خوشحالی میں مبدل ہو سکتی ہے۔
مگر ان پڑھ زمیندار اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اپنے سود
و بہبود کو نہیں سوچتا۔ بلکہ اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی بلا
بدل دوسروں کے نذر کر لیتا ہے۔ اس کو ذرا بھی ترس نہیں
آتا کہ اس کے بال بچے غربت کی مصیبت کے شکار رہ کر تعلیم
و تربیت حاصل کرنے سے معذور ہیں۔ یہ اپنے خداداد
دماغ کے عطیہ سے ذرا بھی کام نہیں لیتا۔ اے زمیندار
تم اپنی قسمت کے بگاڑنے اور سنوارنے کے بذات خود ذمہ دار
ہے۔ اپنے ہمسایہ ہم وطن بھائیوں سے سبق سیکھ اور اپنی
حالت بہتر بنا۔ ورنہ اپنی پسماندگی کی حالت میں ڈوبا
رہے گا۔ اور محشر میں اپنی کاہلی۔ جہالت۔ فلاکت اور
پسماندگی کی حالت کا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ اپنی کرتوت کو سمجھ
جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

[illegible] کی ضرورت روز بروز محسوس
نظر آتی ہے [illegible] ضرورت ہے کہ زمیندار ترقی دادہ
بھٹیاں بنا کر اپنی پیداوار [illegible] فصل کا پورا فائدہ اٹھائے۔
آج تک ہمارے ہاں بھٹیوں کے بجائے گڑ بنانے کا پرانا
طریقہ استعمال ہے جس میں عمدہ اور قابل فروخت گڑ کا بنانا ایک
کوشش لاحاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رقبہ زیر کاشت کماد
[illegible] کے [illegible] نہیں بڑھا جتنا ممکن تھا۔ اسلئے زمیندار
کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد گڑ بنانے کی ترقی دادہ بھٹیاں
بنا کر اپنی آمدنی کے ذرائع بڑھائے یہی اس کی ترقی کا راز
ہے۔ خواہشمند زمینداروں کو اپنے ضلع کے ایگریکلچرل اسسٹنٹ
صاحب کی خدمت میں درخواست دینے پر ہر ممکن مدد بلا
معاوضہ دی جا سکتی ہے۔

ایم۔ اے۔ بٹ
ایگریکلچرل اسسٹنٹ کٹھوعہ

دیہاتی دنیا

میں مفید مطلب مضامین جو زمیندار سے تعلق
رکھتے ہوں۔ بھیج کر ادارہ کو شکریہ کا موقع
دیں۔

ریشم کا کیڑا اور اس کی پرورش

کشمیر ویلی اپنی سرسبزی، عمدہ آب و ہوا، درختان توت کی کثرت کے لئے مشہور ہے۔ سنا گیا ہے کہ ہر سال پیداوار غیر ہوا سے ابریشیم کم از کم تیس لاکھ من ہوا کرتی تھی۔ بگذشتہ سال رواں کے اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ یہ پیداوار نصف سے بھی کم ہوئی ہے۔ یہ ایک افسوسناک کمی ہے۔ میں نے اس کے متعلق محکمہ ابریشیم کے ماہرین سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس کمی کے کئی وجوہات ہیں۔ اول جو اعلیٰ قسم کا بیج فرانس، اٹلی سے منگوایا جاتا تھا۔ وہ جنگ کی وجہ سے نہ آسکا۔ دوئم امسال گرمی اور خشک سالی معمول سے زیادہ ہوئی۔ اس کا بھی برا اثر پڑا۔ مگر خاص وجہ کرم کشان کی بے توجہی اور درست اصولوں سے ناواقفی ہے۔

محکمہ ابریشیم نے ہدایات کی ایک کتاب کشمیری زبان میں شائع کی ہوئی ہے اور غالباً ہر ایک زمیندار کو بیج کے ساتھ دی جاتی ہے۔ مجھے بھی ایک کتاب ملی۔ اپنے علاقہ میں میں نے کرم کشان سے اس کے مندرجہ اصولوں کے متعلق کچھ سوالات کئے مگر جوابات سے معلوم ہوا کہ اس کتاب سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ہے۔ اور وہ پرانے طریقوں پر کام کرتے ہیں۔ اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں نے وعدہ کنندہ افران محکمہ سے بھی صحیح اصولوں کے سمجھنے میں کافی مدد لی۔ اس واقفیت کو اپنے زمیندار بھائیوں کی فائدہ رسانی کے لئے عام فہم طریقہ بیان کرتا ہوں۔ ان اصحاب کی خدمت میں جن کے ہاتھ میں یہ رسالہ پہنچے التماس ہے کہ براہ مہربانی ناخواندہ زمینداروں کو ضرور پڑھ کر سنائیں۔ کیونکہ یہی موقعہ کرم کشی کا ہے۔

یہ مضمون ان مناسب سرخیوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ایک ڈبہ بیج کے لئے کم از کم دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

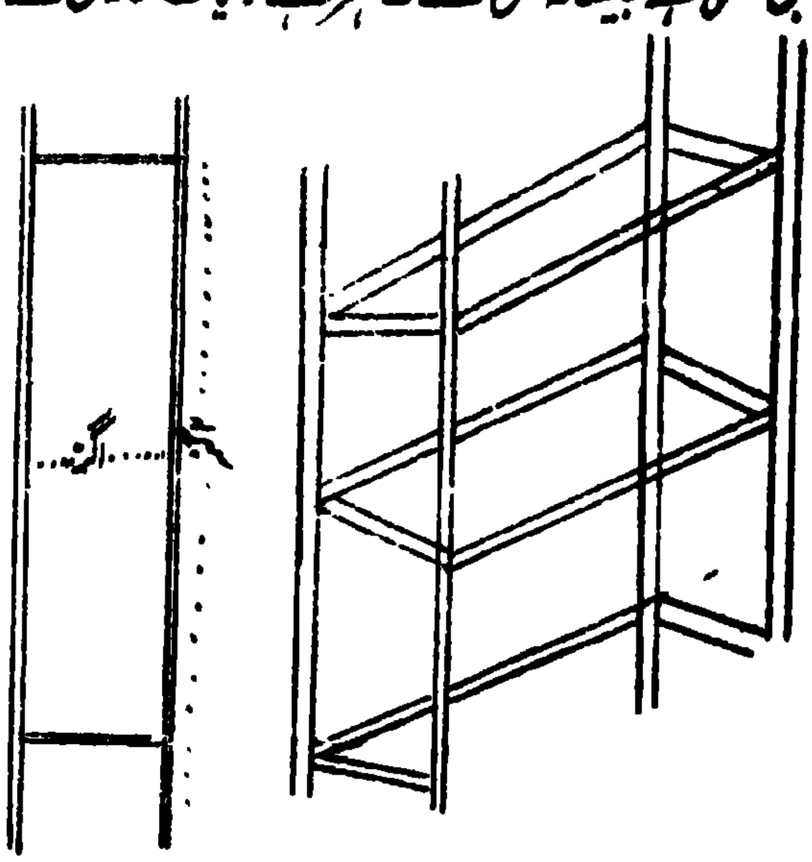
کام کا اندازہ

کام شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہر ایک کرم کش کا فی مکانیت، درختان توت کی نزدیکی، کارکن ممبران کی موجودگی کا اندازہ کرلے۔

مکان

ہر ایک ڈبہ میں ۳۵۰۰۰ ہزار انڈے ہوتے ہیں۔ جن کے کرموں کی مناسب پرورش کے لئے ۷۵ مربع گز کی ضرورت ہے یا یوں سمجھو ایک کمرہ ۱۵ گز لمبا ۵ گز چوڑا یا تین کمرے ۶ گز لمبے اور ۴ گز چوڑے درکار ہیں۔ اتنی کافی جگہ ہر ایک زمیندار کے پاس نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ سہ یا چہار طبقہ الماریوں کا انتظام کر لیا جائے۔ الماریوں کا بنانا کوئی مشکل

نہیں ہر ایک زمیندار کے پاس بید کی لمبی موٹی ٹہنیاں دماد ہوتی ہیں جموں کے علاقہ میں بانس ہوتے ہوتے ہیں۔ دس ٹہنیوں سے عمدہ بند ہونے والی الماری بن سکتی ہے۔ دو لمبے ڈنڈوں پر چٹائی تیجی کی چارپائی سی بنائی جائے۔ اس قسم کی تین یا چار بے پایہ چارپائیاں بنائی جائیں۔ پھر چار ڈنڈوں پہ چارپائی کے پایہ کے مانند چوکور سوراخ (ترمم) کرتے جائیں۔ ان کے جوڑنے سے چار خانہ والی کھلنے اور بند ہونے والی الماری بن سکتی ہے جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔ ایک الماری سے



آٹھ مربع گز جگہ نکل سکتی ہے۔ ان کی جگہ بھی ہلکا ہونے کی وجہ سے باآسانی بدلی جا سکتی ہے۔ اور کئی سال کام دے سکتی ہے۔ اس قسم کی تین یا چار الماریاں مکانیت کی کمی پورا کر سکتی ہیں۔ کمرہ میں گرمی۔ روشنی برابر ہونی چاہیئے۔ اور ہوا کا بھی مناسب انتظام ہو کھڑکیوں میں اگر شیشہ ممکن نہ ہو تو کم از کم ایسا انتظام رہے کہ روشنی بھی آئے اور پرندے بھی کرموں کو تکلیف نہ پہنچا سکیں۔ چوہوں کی آمد و رفت نہ ہو مویشی خانہ (گان) کرم کشی کے لئے مناسب جگہ نہیں۔ کیونکہ وہاں دیوار دل چھت میں چھپکلیاں (مانکن) موجود ہوتے ہیں۔ اور وہ کرموں کے لئے نقصان رساں ہیں۔ کرم کشی سے پہلے چوہوں کا ہلاک کرنا بہت ضروری ہے۔

سامان

حسب ضرورت الماریاں۔ کچھ فالتو چٹائیاں۔ پتے قیمہ بنانے کا چھرا۔ تختہ۔ کچھ سوراخ دار کاغذ۔ انگیٹھی۔ سیڑھی ایک چوکی (پیر) الماری تک پہنچنے کے لئے۔ ایک چھپے دان ایک عمدہ چمٹا۔ کافی رکابیاں۔ پانی کے لئے ایک بڑی کن لی (تگاری)

بیج کا لانا

بیج لاتے وقت بیج کا ڈبہ الگ اور چوہوں کی دوائی کا پوڈر ہمیشہ الگ الگ رکھے۔ ساتھ رکھنے سے زہر کا اثر انڈوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے۔

کرم کی پیدائش

اول انگیٹھیوں سے کمرہ اتنا گرم کیا جائے جسے خوش مزاج آدمی بھی اچھی طرح برداشت کر سکے۔ درمیان میں پانی سے بھرا ہوا ایک کونڈا رکھا جائے۔ تاکہ آب و ہوا مرطوب ہو جائے۔ بیج کو ہموار تختہ پر ایک چادر کاغذ پہ اس طرح پھیلایا جائے کہ دانہ دانہ الگ رہے اس مطلب کے لئے مرغ کا صاف پر اچھا کام دے سکتا ہے۔ میلا ہاتھ لگانا ٹھیک نہیں۔ دن بھر میں تین چار دفعہ ان کو ضرور پھیلانا چاہئے یاد رہے کہ گرمی یکساں رہے۔ تیز آگ کمرہ میں ہرگز نہ ہو مگر

گرمی زیادہ ہو جائے۔ تو آگ پر تھوڑی سی راکھ ڈال دینی چاہیے اگر کم ہو جائے تو فوراً تیز یا آگ پھر جلا لیں۔ مگر خیال رہے کہ وہ سوئی یا اوپلے کوئلے جن سے گندہ ہوا نکلتی ہو ہرگز استعمال نہ کریں۔

پیدائش

عموماً چھٹے دن کرم پیدا ہونے شروع ہوتے ہیں اور چار دن تک پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جونہی کرم پیدا ہونے لگیں تو ان پر سوراخ دار کاغذ رکھیں۔ کاغذ کے اوپر توت کے نازک پتے باریک کوٹ کر رکھیں۔ کیڑے اپنی قدرتی سمجھ سے سوراخوں میں سے خوراک تک پہنچیں گے۔ پہلے دن کی پیدائش الماری کے نیچے والے خانے میں دوسرے دن کی دوسرے خانہ تیسرے دن کی اوپر والے خانہ میں رکھ دی جائے۔ دوسرے اور تیسرے دن کی پیدائش کو بڑوں کی نسبت ایک خوراک زیادہ دینی چاہیے۔ کرم کش کو یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ کرم جتنے دور دور رہیں گے ان کو چلنے پھرنے کی جگہ ملیگی۔ خوراک اچھی طرح کھا سکیں گے۔ اور نشو و نما بھی اچھی ہوگی

خوراک

بچوں کو ہمیشہ نرم خوراک دی جاتی ہے۔ اس لئے چھوٹے کرموں کو ہمیشہ نرم نرم پتے کاٹ کر دیئے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے دنوں میں نونہالوں کے نرم پتے توڑ کر لائیں۔ نونہالوں سے پتے اس طرح توڑے جائیں جس طرح ساگ توڑتے ہیں۔ یعنی ٹہنی نہ ٹوٹے ٹہنی کا چھلکا نہ اترے جائے شبنم پڑے ہوئے۔ تیز دھوپ سے گرم گرد آلودہ یا بارش سے بھیگے ہوئے پتے نہ دیئے جائیں۔ پتے اس قدر لائے جائیں جتنے کہ کافی ہوں۔ مگر یاد رہے کہ خوراک کاٹنے والے صاحب زیادہ تمباکو و نسوار کے عادی نہ ہوں۔ کیونکہ تمباکو اور نسوار کی گرد کیڑوں کی نشو و نما کے لئے بہت مضر ہے۔ زیادہ پتے لاکر خراب نہ کریں۔ ورنہ پتوں کا ذخیرہ کم ہو جائے گا تجربہ کار زمینداروں کا اندازہ ہے۔ کہ دس درخت تک ایک کے کیڑوں کے لیے ۴ سیر پتوں کا قیمہ ایک خوراک میں خرچ ہوتے ہیں۔ بیس دن کی عمر تک روزانہ بارہ سیر قیمہ کوفتہ۔ اٹھائیس دن کی عمر کے بعد روزانہ سالم پتے ۱۴ سیر خرچ ہوتے ہیں پتے گھر میں لاکر صاف چٹائیوں پر پھیلا کر رکھے جائیں۔ تیز ہوا اور گرد سے بچا کر رکھیں۔ کیڑوں کی تندرستی کا دار و مدار خوراک پر ہے یاد رہے کہ جس چھری سے پتے کوٹے جائیں تیز ہو۔ تختہ صاف ہو اور ہر ایک خوراک کاٹنے کے بعد دھو لینا چاہیے۔ ورنہ جو رس ہیں سوکھ جاتا ہے۔ بعد میں زہر بن جاتا ہے۔

نیند

یہ کیڑے چار حالتیں بدلتے ہیں۔ ہم انہیں نیند کے نام سے پکارتے ہیں۔ پہلی نیند پیدائش کے چوتھے روز شروع ہوتی ہے۔ اور دو دن تک رہتی ہے۔ دوسری نیند آٹھویں دن شروع ہو کر دسویں دن ختم ہو جاتی ہے۔ تیسری نیند اس کے آٹھویں دن بعد شروع ہو جاتی ہے۔ اور دو دن رہتی ہے۔ اس کے آٹھ دن بعد چوتھی نیند شروع ہو جاتی ہے۔ وہ بھی دو دن رہتی ہے۔ گویا اٹھائیس دن کی عمر تک کیڑے چوتھی نیند ختم کرتے ہیں اب ان کو زیادہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے دن میں پانچ بلکہ چھ بار

بھی۔ اس میں خیال رہے کہ جس طرح یہ کیڑے آگے پیچھے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی انداز سے نیند بھی آگے پیچھے آتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ زمیندار خیال کرتا ہے۔ کہ یہ کرم نیندیں ہیں۔ اور خوراک بند کر دیتا ہے مگر اس میں بعض نیندیں ہوتے ہیں۔ اور بعض بیدار ہوتے ہیں۔ جب ان کو خوراک نہ ملی تو کمزور ہو کر مر جاتے ہیں۔ اور پیداوار کا بہت نقصان ہو جاتا ہے۔

میں نے اکثر فہمیدہ تجربہ کار کرم کشتوں کے ہاں جا کر دیکھا۔ وہ ہر ایک پیدائش کو الگ الگ رکھتے ہیں بعض کے ہاں میں نے دیکھا کہ کیڑے عمر کے لحاظ سے چھ درجوں میں تقسیم کئے تھے۔ ان کی پیداوار بھی زیادہ ہوئی۔ یہ طریقہ زیادہ اچھا معلوم ہوا۔ اور محکمہ کے دورہ کنندہ افسران نے بھی اس کی بہت تعریف کی۔ اعتراض صرف یہ تھا کہ وہ کیڑے الماریوں کی بجائے زمین پر چٹائیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چونتیس ۳۴ دن کی عمر پانے پر کیڑے کویہ یا غنچہ بنانے شروع کر دیتے ہیں۔ اور انتالیس ۳۹ یا چالیسویں دن تمام غنچے تیار ہو جاتے ہیں غنچہ بنانے کے دنوں میں زمیندار سالم ٹہنیاں جن کو کشمیری میں اچھ کہتے ہیں۔ لگانی شروع کر دیتے ہیں اس میں ایک فائدہ تو ہے کہ ان ٹہنیوں سے خوراک بسہولت۔ وہ لوگ کام نکل جاتے ہیں مگر ایک نقصان بھی ہے کہ بہت سے کرم نیچے دب کر مر جاتے ہیں۔ اور یہ نقصان اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور صفائی کرنے میں بہت دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس فن کے ماہرین کا خیال ہے کہ غنچہ بنانے والے کرموں کیلئے شاخوں کا جنگلا سا بنا کر الماری یا دیوار کے ساتھ ترچھا رکھا جائے یہ جنگلا اپنی جگہ سے صفائی کے وقت بہ آسانی اٹھ سکتا ہے۔ اور گرے ہوئے کیڑے مر جانے سے بچ جاتے ہیں۔

پیداوار

ایک اچھی طرح پالے ہوئے ڈبہ سے وزن کے قریب غنچے پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میری کوشش سے میر زمیندار فائدہ اٹھا کر نفع حاصل کر کے مجھے خوش ہونے کا موقعہ دیں گے

خاکسار:۔ محمد اسماعیل پال۔ سریشیہ سپرنٹنڈنٹ پونچھ

باجلاس پنڈت ستیہ لعل صاحب رینہ بی اے ایل ایل بی سب جج میرپور

بخشی چمنداس ولد بخشی مولراج قوم دت سکنہ کوٹلہ دتاں تحصیل میرپور مدعی ۔ بنام نور محمد نمبردار ولد شہالم قوم آوان سکنہ بر سالی تحصیل میرپور پنڈت وشوامتر ولد پنڈت کمندلال قوم برہمن سکنہ بگووالہ ضلع سیالکوٹ حال CIVIL SECRETARIAT NAGPUR (C.P) ۔

دعوے دلاپانے مبلغ ۶۶ روپیہ بربعے پرونوٹ۔ **اشتہار** بمقدمہ مندرجہ صدر پنڈت وشوامتر ولد پنڈت کمندلال قوم برہمن سکنہ بگووالہ ضلع سیالکوٹ حال CIVIL SECRETARIAT NAGPUR (C.P) مدعا علیہ کی اطلاعیابی نہیں ہوئی ہے مدعی کے وکیل نے بعدالت ہذا اظہار دیا ہے کہ مدعا علیہ کی تعمیل معمولی طور پر نہیں ہو سکتی لہذا مدعا علیہ مذکورہ کو بذریعہ اشتہار ہذا جاری کر کے مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر اس نے بتاریخ ۹ اسوج ۱۹۹۹ بوقت دس بجے دن کے بمقام عدالت ہذا حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ مذکورہ نہ کی تو اس کے برخلاف عدالت ہذا سے کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائیگی بتاریخ ۲۸ ساون

دستخط حاکم و مہر عدالت سے جاری ہوا

پنجابی نظم

پنڈاں والیو بھائیو
رکھو ستھرا گھر بار

گھر جنہاں دے گندے ہوندے حال نے مندے
رہندے ہوندے روندے ہو کے سارے بیمار
پنڈاں والیو بھائیو ....

زندگی چنگی جے کٹنی رُوڑی باہر جا سٹنی
گھر دے نال نہ رکھنی مکھیاں لاسن بھنکار
پنڈاں والیو بھائیو ....

ڈنگر وکھرے بنھاؤ آپ وکھرے ہی سواؤ
روڑی ہور تھاں پکاؤ ایہہ عقلاں دی کار
پنڈاں والیو بھائیو ....

میلا ہووے سریر ہر تھاں ہوندا حقیر
جدوں لگدی چپیر کھرکے پنڈا ہر بار
پنڈاں والیوں بھائیو ....

چیتھڑے وات نہ کرٹے دند اونہاں دے جھڑدے

جدوں گل نے کرنے ہوا آوندی بوُ دار
پنڈاں والیو بھائیو ....

میلے کپڑے جو پاوے کوئی پاس نہ آوے
ہر کوئی پرے دکالے نہ کوئی ادر ستکار
پنڈاں والیو بھائیو ....

جس نے رکھی صفائی عزت اس نے ہی پائی
چاہندے سارے نے بھائی ملدے باہیں پسار
پنڈاں والیو بھائیو ....

جھگڑے رگڑے نہ پاؤ پیسہ ایویں نہ گنواؤ
پنڈاں وچ پنچایت بناؤ کرو عیش بہار
پنڈاں والیو بھائیو ....

رکھو ستھرا وہار نالے شیریں گفتار
میں آکھاں بار بار کڈھو گندگی نوں باہر
پنڈاں والیو بھائیو رکھو ستھرا گھر بار

ہرنام سنگھ۔ سرپنچ۔ بھدواہ

ہماری دعا

مہاراجکمار کرن سنگھ جی بہادر کی جے

ہمارا لاڈلا شہزادہ مہاراجہ کرن سنگھ جی — پریم سے جن کے دل پر جا کے ہیں شاداب و معمور
خدایا یہ ہمارا نور عین دائم رہے پُر نور — سلامت شاد اور آباد و ہمایوں فرخ و مسرور
یہ عدل و جود غربا پروری میں ایسے ہوں مشہور — فراموش ہو جہاں کو دورِ کسریٰ قیصر و فغفور
خدایا دائمی ٹھنڈی رہیں آنکھیں رعایا کی — رہے جاری ہمیشہ ہم پہ ان کے عدل کا منشور
ہمیشہ اُن کے اعدا سرنگوں ہوں اور احباب شاد — بعدل و جود و احسان و تلطف وہ رہیں منصور
دُعا ہے کاشغری کی ذاتِ باری سے تمنا ہے — دُعا اُسکی خدا کی بارگاہ میں جلد ہو منظور

مرزا غلام محمد بیگ کاشغری مدرس دلیہ سرکلکام

باجلاس لالہ اننت رام صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی سب جج بھدرواہ

غلام قادر ولد نامعلوم و غلام احمد ولد غلام محمد کشمیری مسلمان سکنہ موضع بہرشد علاقہ ڈوڈہ تحصیل رام بن مدعیان۔ بنام عبدالسبحان ولد محمد جو سکنہ موضع رلم تحصیل رام بن۔ محمد اسد اللہ راتھر ولد نامعلوم سکنہ حال بمقام پل ڈوڈہ۔ رتنا و دہم سنگھ نصیب سنگھ پسران سوہن سنگھ سکنہ موضع طاردن۔ مدعا علیہم دعوے دخلیابی زمین سفید تعدادی ۵ مرلہ ۱۶۲ مندرجہ بیع نامہ واقع نالی ڈانگری تحصیل بھدرواہ مالیتی مبلغ ما رصد روپیہ برگے شہادت زبانی و دستاویز

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہم عبدالسبحان و محمد اسد اللہ کی تعمیل نہیں ہوئی بذریعہ درخواست دبیان حلفی عدالت کو مدعی نے اطمینان کرایا ہے۔ کہ مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ عمداً دیدہ و دانستہ تعمیل سے گریز کر رہے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور نمبر ۱ و ۲ بتاریخ ۲۲ بیساکھ ۱۹۹۹ سنہ کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جوابدہی دعوے کریں تو بہتر بصورت دیگر ان کے خلاف کاروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی تحریر ۱۹ ماہ چیت ۱۹۹۸ سنہ

(دستخط و مہر عدالت)

دیہات میں جلسہ

حضور سری یووراج بہادر طال عمرہ کے یوم ولادت کا جلسہ

آج مورخہ ۲۹ پھاگن ۱۹۹۸ء کے مبارک دن پر پنچایت لوہ دلیوسر نے باہتمام خواجہ غلام محمد صاحب وگے سرپنچ تمام اہالیان لوہ دلیوسر، دروہ گنڈ وغیرہ کو اجلاس پر مدعو کیا تھا۔ تاکہ سری حضور مہاراجکمار کرن سنگھ جی بہادر کی وفادار رعایا اپنے پیارے ولی عہد سلطنت۔ خدا ان کی عمر و دولت بڑھائے۔ کے یوم ولادت کی خوشی منائیں۔ اس خصوصی اجلاس میں ہم مدرسین مدرسہ لوہ دلیوسر کلگام مدعو ہوئے تھے۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔ سب سے پہلے سرپنچ صاحب ممدوح نے سری سرکار والا مدار کے تمامی احسانات جو وہ اپنی رعایا پر کر رہے ہیں۔ ایک ایک کر کے گنائے۔ قانون تحفظ زمینداران کا نفاذ۔ اتحادی انجمنوں کا قیام۔ تعلیم اطفال و تعلیم بالغان کی نشر و اشاعت۔ کارخانوں کا اجراء۔ وغیرہ پر مفصل تقریر کی۔ اور سرکار والا کی رعایا پروری پر اپنی مبسوط تقریر میں کماحقہ روشنی ڈالی۔ ان کی یہ تقریر بہت پُرجوش اور رقت انگیز ثابت ہوئی۔ اخیر پر سرپنچ صاحب نے زمینداران کو کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دعا مانگنے کے لئے کہا۔ چنانچہ تمام حاضرین ایستادہ ہوئے۔ اور صاحب سرپنچ نے نہایت عجز و الحاح سے نہایت پُر اثر و دلنشین الفاظ میں ولی عہد بہادر کے حق میں درازی عمر کی دعا کی۔ اور حکومت کشمیر و جموں و تاج برطانیہ کے لئے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔

اس افتتاحی تقریر کے بعد مسٹر عبدالعلی شاہ صاحب اول مدرس مدرسہ نے تعلیم اطفال و بالغان پر ایک مؤثر تقریر کی اور سرکار والا مدار کی تعلیمی سرگرمیوں کو واضح کرنے کے بعد سری یوراج بہادر کے حق میں دعا کی۔

بعد ازیں راقم الحروف (مرزا غلام محمد بیگ کاشغری مدرس مدرسہ لوہ دلیوسر) نے سرکار والا کی نوازشات و احسانات پر روشنی ڈالنے کے بعد اپنی مختصر نظم "ہماری دعا" پڑھ کر لوگوں کو سنائی جس کے اختتام پر تمام جلسہ گاہ "مہاراجکمار کرن سنگھ جی بہادر کی جے" کے نعروں سے گونج اٹھا اور صفائی پر ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

پنچایت ہذا نے علاوہ تعمیر و ترمیم غسلخانجات، وصحت خانجات، مرمت شارع عام و پگڈنڈیاں مشترکہ طور پر زمینداروں سے کرا کر اپنے علاقہ کو ایک نہایت ہی مفید عملی سبق اشتراک عمل۔ بھائی چارہ۔ اتحاد و اتفاق کا دیا ہوا ہے۔

سرپنچ صاحب کی ہمہ قسم سرگرمیاں واقعی قابل داد ہیں۔ گاؤں میں رات بھر تین آدمی مل کر روند کر رہے ہیں۔ جس سے زمینداران امن و آسائش سے لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ نان وائی کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ کم نفعی سے کام لے کر روٹیاں مقابلتاً بڑی بنائے۔ اگر پنچایت ہذا نے اپنے مخیر سرپنچ کی زیر سرپرستی اپنے مستعدانہ کام کو جاری رکھا تو یہ علاقہ ایک نمونہ بن جائیگا۔

جلسہ برخاست ہونے سے پہلے سرپنچ صاحب نے حضور مہاراجہ بہادر دام ملکہ اور ان کے وزراء و عمال ریاست بالخصوص محکمہ پنچایت ہا کے محسن و بہی خواہ افسر جناب پنڈت شام سندر لعل دھر کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

مرزا غلام محمد بیگ کاشغری مدرس دیوہ سر کلام کشمیر

از عدالت منصف صاحب درجہ اوّل جموں

ٹھہرو ولد رودرا قوم برہمن سکنہ نروال پائین تحصیل بنام کالو ولد جیون قوم گوجر سکنہ نروال پائین تحصیل جموں

دعویٰ بدیں حصہ

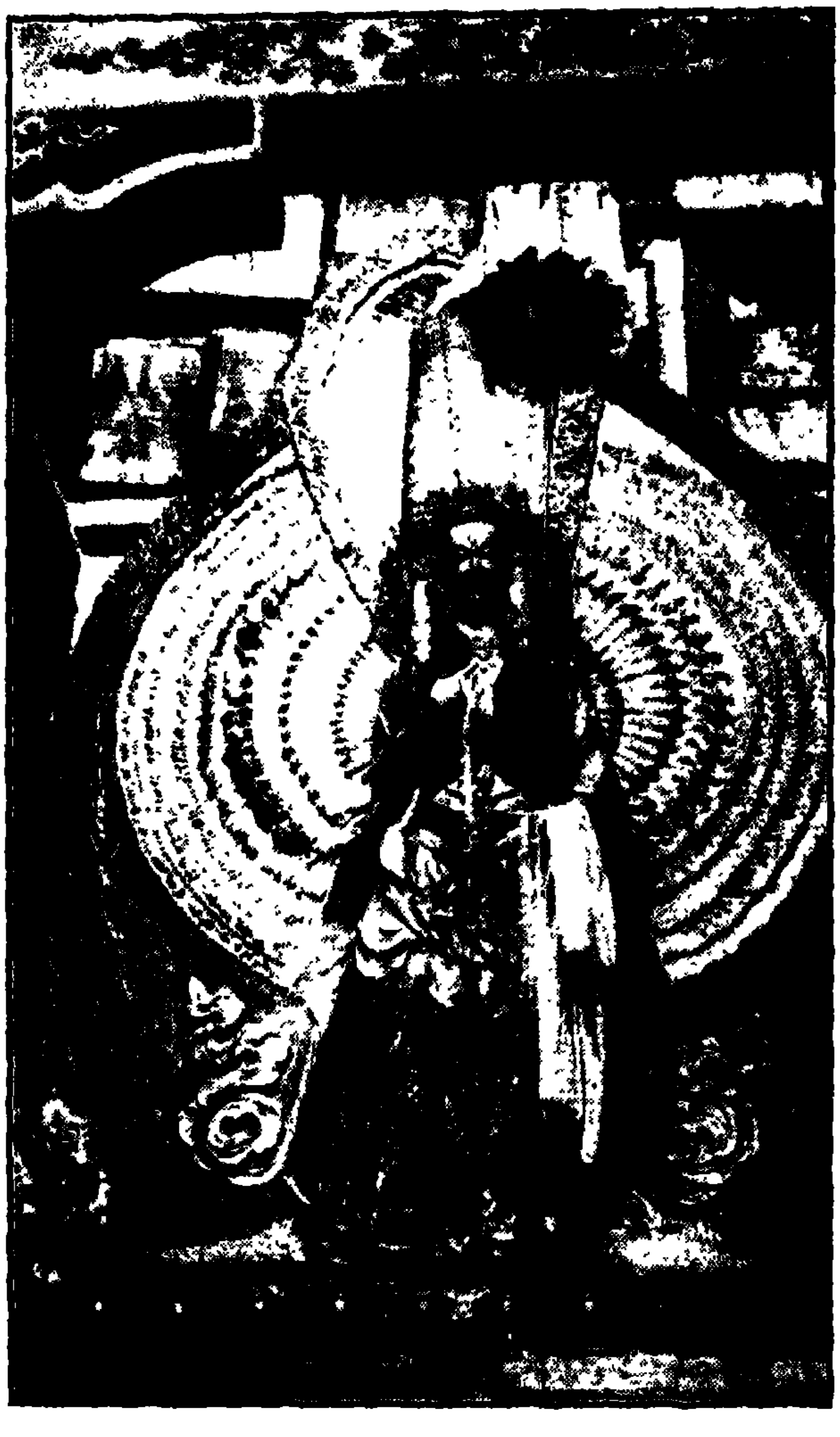
اشتہار بغرض حاضری مدعاعلیہ ۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعاعلیہ پر معمولی طریقہ اجرائے سمن سے تعمیل نہیں ہوئی۔ اسلئے مدعاعلیہ کی حاضری کے لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہ ۲۰ ر بیساکھ ۱۹۹۹ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ تحریر ۱۲ر چیت ۹۹ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

موسم بہار

چمن میں آئی ہے گلشن میں ہر اک گل مسکرایا ہے
کہیں قمری نے بلبل نے کہیں یہ غل مچایا ہے
کہ "زندہ باد اے بادِ صبا، صد بار زندہ باد"
چمن نے یہ تیری مہر و وفا سے رنگ پایا ہے

ایڈیٹر



بدھ مت کا ایک کنشک جس کو مہاتما بدھ کا اوتار سمجھا جاتا ہے
ضلع لدرخ میں ان کا وجود پایا جاتا ہے



کشمیر میں کاغذ کی صنعت۔ صفائی کیلئے چوکٹے میں لگایا جا رہا ہے

ایکٹ پنچائت دیہی جموں وکشمیر

نمبر ۱ مجریہ ۱۹۹۲ بکرمی

معہ ترمیم

بذریعہ ایکٹ نمبر ۱۱ مجریہ ۱۹۹۸ بکرمی

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں دیوانی وفوجداری معدلت گستری میں مدد دینے۔ نیز دیہات کے حفظان صحت اور دیگر امور عامہ کا انتظام کرنے کے لئے پنچائت ہائے قائم کی جائیں

لہٰذا بذریعہ اس کے حسب ذیل حکم ہوتا ہے۔

باب اوّل

مراتب ابتدائی۔

عنوان۔ وسعت اورآغاز ۱۔ (۱) یہ ایکٹ "ایکٹ پنچائت دیہی جموں وکشمیر نمبر ۱ سمت ۱۹۹۲" کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۲) یہ ایکٹ ریاست جموں وکشمیر پر بشمول علاقہ جات پونچھ وچنینی حاوی ہوگا۔

۲۔ یہ ایسی تاریخ سے نافذ العمل ہوگا جس کا کہ ہز ہائینس کی گورنمنٹ کسی تحصیل یا حصہ تحصیل کے بارے میں بذریعہ اعلان ہدایت کرے

تعریفات ۳۔ ایکٹ ہذا میں تا وقتیکہ کوئی امر مضمون یا سیاق عبارت کے نقیض نہ ہو:۔

(۱) "مقدمہ" سے مراد کسی جرم قابل سماعت پنچائت کے بارے میں فوجداری کارروائی ہے۔

(۲) "چوکیدار" سے مراد پولیس کا دیہاتی سپاہی ہے۔ جو کہ قواعد چوکیداری کے تحت مقرر کیا گیا ہو۔

(۳) "حلقہ" سے مراد وہ رقبہ ہے جس کے اندر پنچائت اختیار سماعت کو استعمال میں لائے۔

(۴) "اعلان" سے مراد وہ اعلان ہے جو جموں وکشمیر گورنمنٹ گزٹ میں شایع کرے۔

(۵) "جرم" سے مراد وہ جرم ہے جس کی تعریف ضمن (۲) تحتی دفعہ دفعہ ۱ دفعہ ۴ ضابطہ فوجداری میں کی گئی ہے۔ اس میں کارروائیات تحت دفعہ ۴۸۸ ضابطہ فوجداری شامل ہے۔

(۶) "پنچائت" سے مراد وہ پنچائت ہے جو اس ایکٹ کے تحت قائم کی گئی ہو۔ اور "پنچ" سے مراد ایسی پنچائت کے ایک رکن سے ہے۔

(۷) "مقررشدہ" سے مراد مقررشدہ بموجب قواعد

تحت ایکٹ ہذا ہے۔

(۸) "ملازم سرکار" سے مراد وہ ملازم سرکار ہے جس کی تعریف رنبیر پینل کوڈ کی" دفعہ "۲" میں کی گئی ہے۔

(۹) "نالش" سے مراد نالش دیوانی ہے۔

(۱۰) "دیہہ" سے مراد کوئی مقامی رقبہ ہے جو کہ اس ضلع کے کاغذات مال میں جس میں کہ یہ رقبہ واقعہ ہو بطور دیہہ درج ہو۔ مگر اس میں کوئی ایسا رقبہ نہیں آتا جو مونسپلٹی چھاؤنی یا ٹاؤن ایریا جس کی تعریف جموں وکشمیر ٹاؤن ایریا ریگولیشن میں کی گئی ہے۔ کے حدود میں شامل ہو۔

(۱۱) "پنچایت افسر" سے مراد وہ افسر ہے جسے گورنمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن ایسا افسر مقرر کیا ہو۔

باب دوئم

پنچایتوں کا قیام۔ ہیئت ترکیبی اور اُنکے اجلاس

پنچایتوں کا قیام ۴۔ (۱) کسی تحصیل یا حصہ تحصیل میں جہاں ایکٹ ہذا کا اطلاق کیا گیا ہو۔ پنچایت افسر مطابق قواعد تحت ایکٹ ہذا کسی دیہہ کے اندر اور کسی دیہہ یا ملحقہ دیہات کے مجموعہ کے لئے پنچایت قایم کرنے کا مجاز ہوگا۔

(۲) پنچایت افسر مجاز ہے کہ بذریعہ نوٹیفکیشن جو متعلقہ دیہات یا دیہات ہا میں مشتہر کیا جائے۔ زیر تحتی دفعہ (۱) مرتب شدہ کسی پنچایت کے حلقہ کے اندر کے کسی رقبہ کو جو اس کے بالکل قرب وجوار میں واقع ہو۔ شامل کرے۔ یا ملحقہ پنچایت سے کسی شمولہ رقبہ کو خارج کرے۔

(۳) کسی حلقہ کا کوئی باشندہ کسی حکم جو زیر تحتی دفعہ (۱) یا (۲) دیا گیا ہوے۔ تین ماہ کے اندر کسی اعتراض کو جو اسے ایسے حکم کے خلاف ہو۔ تحریری طور پر پیش کر سکتا ہے۔ اور مزید ہی کہ پنچایت افسر ایسے اعتراض پر غور کرے اور ایسے احکام صادر کرے جو وہ مناسب سمجھے۔

تعداد پنچان ۵۔ لازم ہوگا کہ پنچایت میں پنچاں کی تعداد پانچ سے کم اور گیارہ سے زیادہ نہ ہو۔ جیسا کہ پنچایت افسر وقتاً فوقتاً اور ہر صورت میں مناسب خیال کرے۔

پنچوں کا تقرر ۶۔ (۱) کسی پنچایت کے پنچوں میں سے اس قدر پنچ جو پنچایت افسر مقرر کرے۔ مقررہ طریق کے مطابق منتخب کئے جائیں گے۔ اور باقی پنچایت آفیسر نامزد کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ پنچوں کی اکثریت منتخب کی جائیگی۔

(۲) کوئی پنچ پنچایت افسر کے کسی انتخاب یا نامزدگی جیسی کہ صورت ہو۔ کو تصدیق کرنے کی تاریخ سے تین سال تک یا اس وقت تک جبکہ اس کا جانشین منتخب یا نامزد ہو جائے تاوقتیکہ اُسے زیر دفعہ ۸ نہ ہٹایا جائے اپنے عہدہ پر فائز رہیگا۔

ناقابلیت ۷۔ (۱) کوئی شخص کسی پنچایت کا ممبر چنے جانے یا رہنے کے قابل نہ ہوگا۔

(الف) اگر وہ اس پنچایت کے حلقہ کے اندر سکونت نہیں رکھتا ہو۔

(ب) اگر وہ ریاست کا چوبیس گھنٹہ کا ملازم ہو۔

(ج) اگر وہ اکیس برس سے کم عمر کا ہو۔

(د) اگر وہ [illegible]

(ہ) اگر وہ کسی عدالت مجاز سے دیوالیہ قرار دیا گیا ہو۔

(و) اگر اس کے خلاف کوئی ایسا جرم ثابت ہو چکا ہو۔ یا کسی فیصلہ کی عدالت سے وہ کسی ایسے حکم کا پابند کیا گیا ہو۔ جو پنچایت آفیسر کی رائے میں تابع اپیل مندرجہ تحتی دفعہ (۲) اس کے چال چلن میں کوئی ایسا نقص ظاہر کرتا ہو جس سے وہ پنچ رہنے کے ناقابل ہو۔

(ز) اگر وہ باشندہ ریاست نہ ہو۔

(۲) اگر پنچایت آفیسر تحتی دفعہ (۱) ضمن (د) کے کسی شخص کو نااہل قرار دے تو اس شخص کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ایسے حاکم کے روبرو اپیل دائر کرے۔ ایسا حاکم جس کو گورنمنٹ مقرر کرے

سرپنچ } ۷۔ ہر ایک پنچایت میں پنچایت افسر پنچایت کی صدارت کے لئے ایک پنچ کا تقرر مقرر شدہ طریقہ سے کریگا جو ... س طرح مقرر کیا جائے۔ وہ سرپنچ کہلائیگا اور اسے ایسے اختیارات اور فرائض تفویض کئے جائیں گے جو مقرر کئے جائیں۔

پنچاں کی معطلی اور برطرفی } ۸۔ (۱) پنچایت آفیسر بذریعہ حکم تحریری کسی پنچ یا سرپنچ کو جو اس کی رائے میں بدچلنی۔ نااہلیت یا غفلت بہ تعمیل فرائض کا قصور وار ہو۔ یا جس کا اس کی رائے میں عہدہ پر قائم رہنا پبلک یا پنچایت کے مفاد کے لئے ناپسندیدہ ہو۔

(۲) پنچایت آفیسر بذریعہ تحریری حکم کسی پنچ کو جو دفعہ ۶ (الف) کے تحت کسی پنچایت کا ممبر بننے کا اہل نہ رہے برطرف کرے گا۔

پنچایت میں خالی شدہ اسامیوں کا پُر کرنا } ۹۔ جائز ہے کہ جب کوئی پنچ فوت ہو جائے مستعفی ہو یا برطرف کیا جائے تو اس کی جگہ اگر وہ نامزد تھا۔ تو بذریعہ نامزدگی۔ اور اگر وہ منتخب تھا۔ تو بذریعہ انتخاب مقرر شدہ طریقے کے مطابق ایک نیا پنچ مقرر کیا جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پنچایت کی کوئی کاروائی کسی اسامی کے خالی ہونے کی وجہ سے خلاف ضابطہ نہیں ہو گی جب تک کہ پنچوں کی تعداد تین سے کم نہ ہو۔

پنچایت کا تعطل اور انفساخ } ۱۰۔ گورنمنٹ کسی پنچایت کو بداعمالی یا غفلت بہ تعمیل فرائض کی بناء پر معطل یا برخواست کرنے کی مجاز ہے۔

پنچایت افسر کا حکم قطعی ہوگا } ۱۱۔ جو حکم پنچایت افسر زیر دفعہ ۸ یا دفعہ ۱۰ صادر کرے وہ قطعی ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس پنچ یا سرپنچ کو جو پنچایت سے برطرف کیا جائے۔ ایسا حکم جو گورنمنٹ مقرر کرے کے پاس اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

مقام اجلاس پنچایت } ۱۲۔ پنچایت اپنے حلقہ کے حدود کے اندر ایسے مقام یا مقامات پر اجلاس کرے گی جو کہ اس نے پنچایت افسر کی منظوری سے مقرر کیا ہو۔ یا کئے ہوں۔

کورم } ۱۳۔ پنچایت کی کسی اجلاس میں کوئی کاروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔ تاوقتیکہ ایسے اجلاس میں پنچوں کی کل تعداد کے نصف سے زائد پنچ شریک نہ ہوں۔

سرپنچ صدارت کریگا } ۱۴۔ (۱) سرپنچ پنچایت کے ہر اجلاس کی جس میں کہ وہ حاضر ہو۔ صدارت کریگا۔ اگر وہ غیر حاضر ہو تو پنچان حاضر الوقت اپنے میں سے کسی ایک کو صدارت کے لئے منتخب کر سکے۔

(۲) لازم ہوگا کہ پنچایت کی اجلاس میں کوئی کارروائی تب تک نہ کرے جبتک کوئی ایسا پنچ جو لکھ پڑھ سکتا ہو حاضر نہ ہو اور اس اجلاس کی صدارت نہ کرے۔

ریکارڈ رجسٹرات } ۱۵۔ (۱) لازم ہوگا کہ پنچایت مقررشدہ فارم میں اپنی کارروائیوں کے سرسری ریکارڈ اور رجسٹرات رکھے۔

(۲) لازم ہوگا کہ سرپنچ یا پنچ جو صدارت کرتا ہو ایسے ریکارڈ اور رجسٹرات اپنے ہاتھ سے لکھے یا اس کی براہ راست نگرانی میں کوئی دوسرا پنچ لکھے۔

مگر شرط یہ ہے کہ پنچایت کو اختیار ہے کہ تابع قواعد مرتبہ تحت ریگولیشن ہذا اس کام کی انجام دہی کے لئے ایک کلرک مقرر کرے۔

باب سوئم
پنچایتوں کے عدالتی فرائض۔

نالشات قابل سماعت پنچایت ملے } ۱۶۔ حسب ذیل نالشات قابل سماعت پنچایت ہوں گی یعنی:۔

(الف) نالشات زرنقد جو ایسے معاہدات کی رو سے واجب الادا ہو۔ جو جائیداد غیرمنقولہ میں کسی حق پر اثرانداز نہ ہوں۔

(ب) نالشات برائے دلاپانے جائیداد منقولہ

(ج) نالشات برائے دلاپانے معاوضہ حصول بے جا یا نقصان رسانی جائیداد۔

مگر شرط یہ ہے کہ مقدار یا مالیت دعوے ۲۵ روپے

کوئی نالش پنچایت کے سامنے پیش نہ ہوگی۔

(۱) حساب شراکت کے بقایا پر۔

(۲) بروئے وفات بلا وصیت حصہ یا جزو حصہ کے لئے یا بروئے پشیہ بالوصیت یا جزو ہبہ بالوصیت کے لئے اور بروئے وصیت۔

(۳) منجانب یا برخلاف گورنمنٹ یا عہدہ دار سرکاری۔

(۴) نابالغ یا شخص فاترالعقل کی طرف سے یا ان کے خلاف۔

(۵) بوجہ کسی تنازعہ یا معاملہ کے جس کے بارے میں کوئی نالش یا درخواست کسی عدالت مال میں رجوع یا پیش کی جاسکے۔

جرائم قابل دست اندازی پنچایت ملے } ۱۷۔ مندرجہ ذیل جرائم نیز کسی ایسے جرم کی اعانت اور اقدام ارتکاب قابل دست اندازی پنچایت ہوں گی یعنی:۔

(الف) تحت رنبیر پینل کوڈ

جرم	دفعہ
بالارادہ ضرر پہنچانا	۳۲۳
حملہ یا جبر [illegible] استعمال بجز بصورت اشتعال طبع کے	۳۵۲
سرقہ جہاں مال مسروقہ کی مالیت دس روپیہ سے زائد نہ ہو	۳۷۹
نقصان رسانی جبکہ ہرجہ یا نقصان مالیت میں دس روپیہ سے زائد نہ ہو	۴۲۶
نقض امن پیدا کرنے کی نیت سے بالارادہ توہین	۵۰۴

دست اندازی نہ ہوگا۔ تا وقتیکہ ملزم کو یا تو زیر حراست لیا گیا ہو یا اس کی شناخت ہو کر نامزد کیا گیا ہو۔

(ب) تحت ریگولیشن مداخلت بیجا مویشیان سمت ۱۹۷۷

جرم	دفعہ
ضبطی مویشیان کی مزاحمت بیجا یا ان کو حراست سے چھڑا لے جانا	۲۴

(ج) تحت ریگولیشن جموں وکشمیر حفظان صحت دیہی ۱۹۹۰ خلاف ورزی ہائے قواعد مرتبہ تحت دفعہ ۱۳ — اور قابل سزا زیر دفعہ ۹ —

(د) تحت ضابطہ فوجداری ریگولیشن نمبر ۲۳ سمت ۱۹۸۹ درخواست ہائے برائے نان ونفقہ زیر دفعہ ۴۸۸ بدیں شرط کہ نان نفقہ کا حکم پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ کے لئے نہ ہو۔

بعض فریقین کا اختیار سماعت سے اخراج } ۱۸۔ کوئی پنچایت کسی ایسے جرم کی سماعت کرنے کی مجاز نہیں ہوگی۔ جس میں یا تو مستغیث یا ملزم ملازم سرکار ہو۔

سزائیں بعض اشخاص کی تجویز بذریعہ پنچایت نہیں ہوگی } ۱۹۔ کوئی پنچایت کسی جرم زیر دفعہ ۳۷۹ رنبیر پینل کوڈ کی سماعت نہیں کرے گی جس میں کہ ملزم

(الف) کسی جرم قابل سزا تحت باب ۱۲ یا باب ۱۷ رنبیر پینل کوڈ میں پہلے کسی قسم کی سزا قید جس کی میعاد تین سال یا اس سے زیادہ ہو۔ پا چکا ہو۔ یا

(ب) سابق میں کسی پنچایت کے حکم سے بجرم سرقہ ...

(ج) کارروائیات زیر دفعہ ۱۰۹ یا دفعہ ۱۱۰ ضابطہ فوجداری میں نیک چلن رہنے کے لیے پابند ضمانت کیا گیا ہو۔

پنچایت کا کسی کو مجرم قرار دینا تحت دفعہ ۷۵ رنبیر پینل کوڈ سابقہ سزا یابی متصور نہ ہوگا } ۲۰۔ پنچایت کا تحت ایکٹ ہذا مجرم قرار دینا رنبیر پینل کوڈ کی دفعہ ۷۵ کی اغراض کے لئے سابقہ سزا یابی متصور نہیں ہوگا۔

سزائیں } ۲۱۔(۱) زیادہ سے زیادہ سزائیں جو پنچایت زیر دفعات ایکٹ ہذا عاید کرسکتی ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

(الف) تحت رنبیر پینل کوڈ۔

جرمانہ جس کی مقدار دس روپیہ سے زاید نہ ہو یا جرم یا نقصان کا دوچند جو بھی ان میں سے زیادہ ہو۔

(ب) تحت ریگولیشن مداخلت بیجا مویشیان سمت ۱۹۷۷

جرمانہ جس کی مقدار پانچ روپیہ سے زاید نہ ہو۔

(ج) تحت ریگولیشن جموں وکشمیر حفظان صحت دیہی سمت ۱۹۹۰ جرمانہ جس کی مقدار دو روپیہ سے زاید نہ ہو۔

(۲) کوئی پنچایت کسی قسم کی سزا قید خواہ وہ اصل ہو یا بعدم ادا جرمانہ ہو۔ عاید کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

مستغیثان کو معاوضہ } ۲۲۔ پنچایت مجاز ہے کہ دفعہ ماسبق کے تحت کوئی جرمانہ عاید کرتے ہوئے حکم صادر کرے۔ کہ جرمانہ وصول شدہ کا جزو یا کل بصورت ہائے ذیل استعمال کیا جائے۔

(الف) ان اخراجات کے ادا کرنے میں جو مستغیث نے

(ب) کسی مادی ہرجہ یا نقصان کے معاوضہ میں جو ارتکاب جرم سے سرزد ہوا ہو۔

جھوٹے مقدمہ کیلئے ملزم کو معاوضہ ۲۳۔ اگر کسی پنچایت کو بعد تحقیقات اطمینان ہو جائے کہ جو مقدمہ اس کے روبرو پیش ہوا وہ جھوٹا یا ناحق یا بغرض ایذا رسانی دائر کیا گیا تھا۔ تو ایسی پنچایت مجاز ہے کہ وہ مستغیث کو حکم دے کہ وہ ملزم کو معاوضہ جتنا کہ پنچایت مناسب خیال کرے اور جس کی مقدار پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو ادا کرے۔

خاص پنچایت کیلئے زائد اختیارات ۲۴۔ وہ پنچایتیں جن کو گورنمنٹ نے اس بارہ میں خاص طور پر اختیار دیا ہو۔ مجاز ہونگی کہ مندرجہ ذیل خاص اختیارات استعمال میں لائیں۔

(۱) نالشات نوعیت مصرحہ دفعہ ۱۶ کی سماعت اور ان کا فیصلہ کرنا جبکہ مقدار یا مالیت دعویٰ پچھتر [۷۵] روپیہ سے زائد نہ ہو۔

(۲) جرائم سرقہ زیر دفعہ ۳۷۹ رنبیر پینل کوڈ کی سماعت کرنا جس صورت میں مال مسروقہ کی مالیت تیس [۳۰] روپیہ سے زائد نہ ہو۔

(۳) جرائم نقصان رسانی زیر دفعہ ۴۲۶ رنبیر پینل کوڈ کی سماعت کرنا جس صورت میں کہ ہرجہ مالیت میں تیس [۳۰] روپیہ سے زائد نہ ہو۔

(۴) حسب ذیل درجہ انتہا کی سزائیں عائد کرنا۔

(الف) بحیثیت دفعات رنبیر پینل کوڈ جن کا ذکر ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۷ میں کیا گیا ہے۔ جرمانہ جو بیس روپیہ سے زائد نہ ہو یا ہرجہ یا نقصان کا دو چند جو ان میں سے زیادہ ہو۔

(ب) تحت دفعہ ۴۴ ریگولیشن مداخلت بے جا مویشیان سمت ۱۹۷۰ جرمانہ جس کی مقدار دس روپیہ سے زائد نہ ہو۔

(ج) تحت ریگولیشن جموں و کشمیر حفظان صحت دیہی سمت ۱۹۹۱ جرمانہ جس کی مقدار پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو۔

وہ پنچ جو تعلق ذاتی رکھتا ہو پنچایت میں نہ بیٹھے ۲۵۔ کسی پنچ کے لئے جو کسی نالش یا مقدمہ میں فریق ہو یا جس میں وہ تعلق ذاتی رکھتا ہو۔ جائز نہیں ہوگا۔ کہ اس پنچایت میں بیٹھے جو اس مقدمہ یا نالش کی سماعت کرتی ہو۔

امر تجویز شدہ اور زیر تجویز نالشات اور مقدمات ۲۶۔ (۱) کوئی پنچایت مجاز نہیں ہوگی۔ کہ کسی ایسی نالش یا امر تنقیح طلب دربارہ کسی ایسے معاملے کے سماعت کرے جو انہی فریقین کے مابین یا ان اشخاص کے درمیان جو ان فریقین کے ذریعے دعویدار ہوں کسی سابقہ نالش میں عدالت مجاز فیصلہ کے لئے زیر تجویز ہو۔ یا عدالت مجاز نے نالش کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا ہو۔

(۲) جہاں کارروائیات کسی عدالت میں کسی ملزم کے خلاف دربارہ کسی جرم کے زیر تجویز ہوں۔ یا جہاں کسی ملزم کے متعلق کسی جرم میں تجویز ہو چکی ہو۔ تو کوئی پنچایت مجاز نہ ہوگی کہ ایسے جرم میں یا کسی دوسرے جرم میں جس کا الزام یا ثبوت جرم انہی واقعات کی بنا پر عائد کیا جا چکا ہوگا۔ مقدمہ کی سماعت کرے۔

نالشات میں کل دعوے شامل ہوگا ۲۷۔ (۱) لازم ہوگا کہ ہر نالش میں جو کسی پنچایت کے روبرو رجوع ہو کل دعوے دربارہ معاملہ

مختار عدالت جس کے پیش کرنے کا مدعی حق رکھتا ہو۔ شامل کیا جائے۔ مگر وہ نالش کو پنچایت کے اختیار سماعت میں لانے کے لئے اپنے دعوے کا کوئی جزو ترک کر سکتا ہے۔

(۲) اگر مدعی اپنے دعوے کے کسی جزو کے بارے میں نالش کرنے سے چوک جائے۔ یا کسی جزو کو عمداً ترک کر دے۔ تو وہ بعد میں جزو گذاشتہ یا متروکہ کے بارے میں نالش نہیں کر سکے گا۔

نالشات کیلئے معیاد سماعت ۲۸۔ پنچایت مجاز نہ ہوگی کہ کسی نالش کی اس وقت سے جب کہ نالش کا حق ابتداً پیدا ہوا تین سال منقضی ہو جانے کے بعد سماعت کرے۔ مگر شرط یہ ہے کہ نالشات کے ذریعے جبکہ وہ پنچایت کے روبروئے دائر کی جائیں۔ معیاد سماعت کی جو مدت ضمیمہ میں مختص کی گئی ہے۔ لازمی طور پر وہی مدت ہو جو دسابرہ ایسی نالشات کے ضمیمہ مذکورہ میں مقرر کی گئی ہے۔

پنچایت جس کے روبروئے نالش دائر کی جانی ہو۔ ۲۹۔ ہر نالش مرجوعہ زیر ایکٹ ہذا اس حلقہ کی پنچایت کے روبروئے دائر کی جائے گی جس میں بالحاظ اس مقام کے جہاں بنائے دعوے پیدا ہوئی۔ مدعا علیہ یا جہاں ایک سے زیادہ مدعا علیہ ہوں۔ ان میں سے کوئی ایک مدعا علیہ ارجاع نالش کے وقت سکونت رکھتا ہو۔

پنچایت جس کے روبرو مقدمہ دائر کیا جاتا ہو ۳۰۔ ہر مقدمہ متدائرہ تحت ایکٹ ہذا اس حلقہ کی پنچایت کے روبرو دائر کیا جائیگا جس میں جرم کا ارتکاب ہوا ہو۔

مجسٹریٹ کا پنچایت ایسے میں مقدمات منتقل کرنا ۳۱۔ استغاثہ کے موصول ہونے پر جس میں ان واقعات کا اظہار کیا گیا ہو جس سے کوئی جرم قابل سماعت پنچایت پیدا ہوتا ہو۔ ہر مجسٹریٹ کے لئے تاوقتیکہ اس کے خلاف وجہ ظاہر نہ کی جائے۔ لازم ہوگا۔ کہ مقدمہ کو اس پنچایت کے پاس بغرض سماعت منتقل کر دے۔ جسے اس کی سماعت کا اختیار حاصل ہوگا۔

نالشات میں زائد اختیار سماعت ۳۲۔ کوئی عدالت مجاز نہ ہوگی۔ کہ کسی ایسی نالش کی سماعت کرے جو تحت ایکٹ ہذا پنچایت کے قابل سماعت ہو۔ تاآنکہ یا جب تک کہ پنچایت افسر مقررہ نہ ہو۔ زیر دفعہ ۔ تحریری حکم صادر نہ کیا ہو۔

(الف) باوجود اس امر کے کہ ایکٹ ہذا میں کوئی ایسا حکم موجود ہو۔ پنچایت کسی نالش کی جس کی کل مالیت پانصد روپیہ سے زائد نہ ہو۔ سماعت کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ طرفین مقدمہ باہمی رضامندی سے پنچایت کے پاس یہ تحریر پیش کر دیں۔ کہ وہ نالش ہذا میں پنچایت کے فیصلے کے پابند ہوں گے۔

(ب) پنچایت افسر طرفین مقدمہ میں سے کسی ایک کی درخواست پر یا اپنی تحریک سے کسی مقدمہ کو ایک پنچایت سے دوسری پنچایت میں منتقل کئے جانے کا حکم صادر کر سکتا ہے۔

مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایسا حکم صادر کرنے سے قبل پنچایت افسر طرفین مقدمہ کو نوٹس جاری کرکے انتقال مقدمہ کے متعلق ان کے اعتراضات کو اگر کوئی ہوں۔ سن لے گا۔

باب چہارم

ارجاع نالشات ومقدمات اور پنچایتوں کا ضابطہ کارروائی:۔

نالشات ومقدمات کس طرح دائر کئے جائیں ۲۳۔ جو شخص پنچایت کے روبروے تحت ایکٹ ہذا کوئی نالش یا مقدمہ دائر کرنا چاہیے اس کے لئے لازم ہوگا۔ کہ سرپنچ کے پاس یا اسکے حلقہ سے غیر حاضر ہونے کی صورت میں ایسے دیگر پنچ کے پاس جو وہ اس بارہ میں مقرر کرے زبانی یا تحریری درخواست پیش کرے اور اس کے ساتھ ہی مقررہ فیس ادا کرے۔ جو چار آنہ کی رقم سے زائد نہ ہو۔

درخواست کا خلاصہ رجسٹر میں درج کیا جائے ۲۴۔ درخواست کا خلاصہ بلاتوقف اس رجسٹر میں جو زیر دفعہ ۵ رکھا گیا ہو درج کیا جائیگا۔ اور درخواست کنندہ کا دستخط یا نشان انگوٹھہ اس رجسٹر پر ثبت کرایا جائیگا

مدعی یا مستغیث کی پنچایت کے آئندہ اجلاس میں حاضری ۲۵۔ ہر نالش یا مقدمہ جو مطابق احکام دفعہ ۲۳ دائر کیا گیا ہو پنچایت کے روبروے اس کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔ اور مدعی یا مستغیث کو اس کے درخواست کرنے کے وقت اس مقام اور وقت کی اطلاع دی جائے گی۔ جو ایسے اجلاس کے لئے تعین کیا جائیگا۔ اور اس کو ہدایت کی جائیگی کہ اس مقام اور وقت پر حاضر آسکے۔

سمن بنام مدعاعلیہ یا ملزم ۲۶۔ لازم ہوگا۔ کہ پنچایت درخواست کی سماعت کے بعد مقررہ فارم پر سمن تحریری کے ذریعہ مدعاعلیہ یا ملزم کی تعمیل کرائے جس میں درج ہو کہ ایسے وقت اور مقام پر جس کا سمن میں ذکر کیا جائے حاضر آکر اپنی شہادت پیش کرے اور اس کے ساتھ ہی مدعی یا مستغیث کو بھی ہدایت کرے۔ کہ وہ بھی ایسے وقت یا مقام پر حاضر آکر اپنی شہادت گزارے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پنچایت مجاز ہے کہ درخواست کی سماعت اور مدعی یا مستغیث کا بیان قلمبند کرنے کے بعد سمن جاری کرنے سے انکار کر دے۔ اور نالش یا استغاثہ کو خارج کر دے۔ اور پنچایت کو ایسا کرنے کے وجوہات درج کرنے ہوں گے۔

تعمیل سمن کون کرائیگا ۲۷۔ ایسے سمن کی تعمیل عام طور پر حلقہ کے چوکیداروں میں سے کوئی ایک چوکیدار کرائیگا لیکن پنچایت مجاز ہے۔ کہ حسب اقتضائے رائے خود اس کی تعمیل کسی اور شخص کے ذریعہ کرائے۔

سمن کی اطلاعیابی کا طریقہ ۲۸۔ سمن کے دو پرت ہوں گے اور ان پر صدر پنچ کے دستخط ثبت ہوں گے۔ اور جہاں کہیں ممکن العمل ہو مدعاعلیہ یا ملزم کی اصالتاً تعمیل کرائے جائیگی۔ اور اس کا دستخط یا نشان انگوٹھہ اطلاعیابی کے طور پر ثبت کرایا جائیگا۔ اگر وہ دستیاب نہ ہوسکے اور پنچایت کو اطمینان ہوجائے کہ وہ سمن کی تعمیل سے گریز کر رہا ہے۔ یا اگر وہ سمن لینے سے انکار کرے تو پنچایت یہ حکم صادر کرنے کی مجاز ہے۔ کہ اس کے خاندان کے کسی بالغ ممبر مذکور کی جو اس کے ساتھ سکونت رکھتا ہو۔ اطلاعیابی کرائی جائے۔ یا ایک پرت سمن اس کے مکان کے کسی نمایاں حصہ پر جس میں وہ عموماً سکونت رکھتا ہو چسپان کیا جائے۔

بیرون از حلقہ اطلاعیابی کا طریقہ { ۳۹ ۔ اگر کوئی ملزم بیرون از حلقہ پنچایت سکونت رکھتا ہو۔ یا اگر مدعاعلیہ یا ملزم بوقت اجرائے سمن پنچایت کے حلقہ سے باہر ہو تو پنچایت مجاز ہے کہ سمن اس مقام کے تحصیلدار کے پاس بھیجدے جہاں مدعاعلیہ یا ملزم سکونت رکھتا ہو۔ اور تحصیلدار اس سمن کی تعمیل اس طرح کرائے گا گویا کہ وہ اس کی اپنی عدالت سے جاری ہوا ہے

اجرائے سمن بنام گواہان { ۴۰ ۔ (۱) تابع احکام دفعات ضمنی (۲) (۳) و (۴) و (۵) دفعہ ہذا پنچایت مجاز ہے۔ کہ اگر وہ سمجھے کہ کسی شخص کی شہادت یا کسی شخص کا کوئی دستاویز پیش کرنا کسی نالش یا مقدمہ میں ضروری ہے۔ تو ایسے شخص کی جبراً حاضری یا ایسی دستاویز کے پیش کرنے یا پیش کرائے جانے کے لئے اس کے نام سمن جاری اور ایسا شخص ہدایات مندرجہ سمن کی تعمیل کا پابند ہوگا۔ ایسے سمن کی تعمیل طریقہ مصرحہ دفعات ۳۷-۳۸-۳۹ کے مطابق کرائی جائے گی۔

(۲) کسی نالش میں کسی ایسے شخص کے نام سمن جاری نہیں کیا جائے گا جو عدالت دیوانی میں اصالتاً حاضری سے مستثنیٰ کیا گیا ہو

(۳) لازم ہوگا کہ پنچایت کسی گواہ کو طلب کرنے یا اس کے نام پہلے سے جاری شدہ سمن کی تعمیل کرانے سے انکار کر دے جبکہ اس کی رائے میں ایسے گواہ کو کسی قدر توقف خرچ یا وقت کے بغیر جو ان حالات میں نامناسب ہو۔ حاضر نہیں کرایا جا سکتا۔

(۴) پنچایت مجاز نہ ہوگی کہ کسی شخص کو جو اس کے حلقہ سے باہر رہتا ہو شہادت دینے یا دستاویز پیش کرنے کی غرض سے حاضری کے لئے مجبور کرے۔ تاوقتیکہ اس شخص کو اتنی رقم ادا نہ کی جائے۔ جو پنچایت کو اس کے مناسب اخراجات کی ادائیگی کے لئے کافی معلوم ہو۔

(۵) کوئی عورت اس کی اپنی مرضی کے خلاف کسی پنچایت کے روبرو دے اصالتاً حاضر ہونے کے لئے مجبور نہیں کی جائیگی۔

حاضری اصالتاً یا بذریعہ قائم مقام { ۴۱ ۔ جائز ہے کہ تابع احکام دفعہ ۴۲ کسی نالش یا مقدمہ کا کوئی فریق پنچایت کے روبرو اصالتاً یا بذریعہ کسی ایسے ملازم، ماشتہ، کارندہ، حصہ دار، رشتہ دار یا دوست کے حاضر آئے جسے ایسے فریق کی طرف سے پیش ہونے کا اختیار دیا گیا ہو۔ اور جسے پنچایت ایسے فریق کا مناسب قائم مقام تسلیم کرے۔

قانون پیشہ اصحاب پیش نہیں ہوسکتے { ۴۲ ۔ تحت ایکٹ ہذا کسی نالش یا کسی فریق کی جانب سے کسی قانون پیشہ شخص کو پنچایت کے روبرو پیش ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

پنچایت کا دریافت اصابت کے بعد اس کے مطابق فیصلہ کرنا { ۴۳ ۔ پنچایت کا فرض ہوگا کہ وہ ہر نالش یا مقدمہ کے جو اس کے روبرو پیش ہو۔ واقعات ہر جائز ذریعہ سے جو اس کے حیطہ اختیار میں ہو۔ دریافت کرنے کے بعد ایسی ڈگری یا حکم مع خرچہ یا بلاخرچہ جو اسے فریقین انصاف معلوم ہو۔ صادر کرے اور ایسا کرنے میں پنچایت کسی قانون یا شہادت یا باستثنے ضابطہ کاروائی جو مقرر شدہ بروئے یا تحت ایکٹ ہذا کسی دیگر ضابطہ کاروائی کی پابند نہ ہوگی۔ ڈگری یا حکم معہ وجوہ اس رجسٹر میں جو زیر دفعہ ۱۵ رکھا گیا ہو۔ مختصراً درج کیا جائے گا۔

فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا { ۴۴ ۔ لازم ہوگا کہ پنچایت کی مختلف

کی صورت میں فیصلہ کثرت رائے کے مطابق کیا جائے۔ اور اگر آرا مساوی ہوں تو صدر پنچ کو ایک مزید یا فیصلہ کن رائے کا حق حاصل ہوگا۔

التوا ۴۵۔ پنچایت مجاز ہے کہ وقتاً فوقتاً جب کہ ضروری ہو کسی نالش یا مقدمہ کی سماعت کو ملتوی کر دے لیکن اس کا یہ فرض ہوگا کہ جس قدر جلدی ممکن ہو اس کا تصفیہ کرے۔

نالشات و مقدمات کا تصفیہ بعدم حاضری فریق متعلقہ ۴۶۔ (۱) اگر مدعی یا مستغیث مقررہ وقت پر اور مقام سماعت کی اطلاع پانے کے بعد حاضری سے قاصر رہے تو پنچایت مجاز ہے کہ اس کی عدم حاضری میں نالش یا مقدمہ کا فیصلہ کر دے

(۲) پنچایت مجاز ہے کہ مدعا علیہ یا ملزم پر ایسے طریقہ سے جو دفعہ ۲۷۔ دفعہ ۲۸۔ دفعہ یا دفعہ ۳۱ میں مقرر ہے، سمن کی تعمیل ہو چکی ہوئی ہو۔ یا اسے اس وقت اور مقام کی جو واسطے سماعت مقرر ہو کسی اور طریقہ سے اطلاع دی جا چکی ہو۔ تو اس کی عدم حاضری میں نالش یا مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ کرے مگر شرط یہ ہے کہ پنچایت کسی ملزم کے خلاف حکم صادر نہ کر سکیگی تا وقتیکہ وہ اصالتاً یا بذریعہ قائم مقام پنچایت کے روبرو حاضر نہ ہوا ہو اور اس کا بیان یا اس کے بیان کا خلاصہ رجسٹر مقرر کردہ زیر دفعہ ۱۵ میں درج نہ کیا گیا ہو

(۳) اگر کوئی ملزم بعد تعمیل سمن اصالتاً یا بذریعہ قائم مقام حاضر ہونے سے قاصر رہے۔ تو جائز ہے۔ کہ پنچایت اس حلقہ کے تحصیلدار کے پاس درخواست کرے۔ جو ملزم کو پنچایت کے روبرو اصالتاً حاضر ہونے کے لئے اس طرح مجبور کرے گا۔ گویا کہ وہی مجسٹریٹ سماعت کنندہ مقدمہ ہے۔

(۴) جب کسی ملزم کو زیر دفعہ تحتی ماقبل پنچایت کے روبرو حاضر ہونے کے لئے مجبور کیا گیا ہو۔ تو پنچایت کے لئے لازم ہوگا کہ فوراً ہی اس کا بیان قلمبند کرے۔ اور بعد ازاں مقدمہ کی سماعت کے لئے اس کی حاضری لازمی نہ ہوگی۔

مصالحت ۴۷۔ ایکٹ ہذا یا کسی دیگر قانون نافذ الوقت میں کسی امر کے موجود ہونے کے باوجود پنچایت کے لئے جائز ہوگا کہ اپنے اختیار سماعت کے اندر کسی نالش یا مقدمہ کا کسی تصفیہ باہمی۔ مصالحت یا حلف کے مطابق جس پر فریقین متفق ہوں فیصلہ کر دے۔

فریقین کی وفات ۴۸۔ جب کوئی فریق نالش قبل صادر ہونے ڈگری فوت ہو جائے۔ تو اگر مدعی متوفی کے قائم مقامان قانونی کی درخواست پر ایک ماہ کے اندر نالش بازبرآمد نہ کی جائے تو وہ ساقط ہو جائے گی لیکن اسی بناء دعوے پر جدید نالش دائر ہو سکے گی۔ اور وہ عرصہ جس میں کہ نالش زیر تجویز رہی۔ اس عرصہ میعاد سماعت کے شمار کرنے میں جو کہ زیر دفعہ ۴۸ جدید نالش کے لئے مقرر ہے مجرا دیا جائیگا۔

پنچایت اپنے فیصلہ کی نظر ثانی نہ کر سکے گی۔ اور نہ اسے تبدیل کر سکے گی ۴۹۔ (۱) پنچایت کو بجز اس کے جیسا کہ دفعہ تحتی (۲) میں حکم دیا گیا ہے۔ کوئی اختیار نہ ہوگا۔ کہ وہ کسی ڈگری یا حکم کو جو اس نے صادر کیا ہو منسوخ کرے۔ یا اس کی نظر ثانی کرے یا اسے تبدیل کرے۔

(۲) پنچایت مجاز ہے کہ وہ ایسی درخواست گزرنے پر جو تاریخ حکم یا ڈگری کے ایک ماہ کے اندر پیش کی جائے۔ کسی

ایسی نالش کو جو عدم پیروی میں خارج کی گئی ہو یا جس میں مدعا علیہ کے خلاف یکطرفہ ڈگری صادر کی گئی ہو۔ بعد اندراج وجوہات بحال کرے۔

سود اور اقساط ۵۰۔ پنچایت مجاز ہے کہ نالشات زر نقد میں حسب اقتضائے رائے خود زر ڈگری پر ایسی شرح سے جو چھ فیصدی سے زائد نہ ہو۔ تاریخ ڈگری سے تاریخ بیباقی تک سود دلائے۔

جب کوئی پنچایت کسی نالش میں زر نقد کی ادائیگی کے لئے ڈگری صادر کرے تو وہ ایسی ہدایت کر سکتی ہے کہ رقم مذکور کی ادائیگی بذریعہ اقساط بلا سود کی جائے یا معہ سود جو شرح بالا سے زائد نہ ہو۔

ضروری نالشات اور مقدمات کے متعلق پنچایت کو پنچایت افسر سے استصواب ۵۱۔ جب کسی پنچایت مجاز اختیار سماعت کی یہ رائے ہو کہ کوئی نالش یا مقدمہ جو اس کے روبرو پیش ہے۔ ایسی نوعیت کا ہے یا اس میں ایسی قانونی پیچیدگی ہے۔ یا ایسی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس کی سماعت ایک باقاعدہ عدالت میں ہونی چاہیے۔ تو پنچایت کے لئے لازم ہوگا کہ کاروائی کو ملتوی کر دے۔ اور اس امر کی نسبت پنچایت افسر کے پاس بغرض صدور احکام رپورٹ کرے۔

پنچایت کی ڈگریات اور احکام پر بربنائے اختیار سماعت کوئی اعتراض نہ ہوگا ۵۲۔ بجز اس صورت کے جو دفعہ ۵ میں درج ہے کسی حکم یا ڈگری صادرہ مقدمہ قابل تجویز پنچایت پر کسی عدالت میں اس بنا پر کوئی اعتراض نہ ہو سکے گا۔ کہ یہ حکم یا ڈگری بلا اختیار سماعت صادر کی گئی ہے۔

پنچایت کی ڈگریات اور احکام صادرہ نالشات پر بہر دیگر ناطق ہونگے ۵۳۔ کسی ایسی ڈگری یا حکم کے خلاف جو پنچایت نے ایکٹ ہذا کے تحت کسی نالش میں صادر کیا ہو۔ کوئی اپیل نہ ہو سکے گی۔ اور بجز اس صورت کے جو دفعہ ۴۹ اور دفعہ ۵۰ میں درج ہے کسی عدالت یا حاکم مجاز کو کسی ایسی ڈگری یا حکم کی نظر ثانی کا اختیار نہ ہوگا۔

ضابطہ کاروائی جبکہ کوئی نالش یا مقدمہ پنچایت کو منتقل کیا جائے ۵۴۔ جب کوئی نالش یا مقدمہ زیر دفعات ۲۹ و ۳۰ یا ۳۱ علی الترتیب پنچایت کے پاس موصول ہو۔ تو دعوے یا استغاثہ کا خلاصہ اس رجسٹر میں جو زیر دفعہ ۱۵ رکھا گیا ہو۔ بلا تاخیر درج کیا جائے گا۔ اور اسی وقت ایک نوٹس مدعی یا مستغیث کے نام جاری کیا جائے گا جس میں اسے اس وقت اور مقام سے جو سماعت کے لئے مقرر ہو آگاہ کیا جائیگا۔ اور اس کے بعد پنچایت نالش یا مقدمہ کی کاروائی اس طرح شروع کرے گی گویا کہ یہ نالش یا مقدمہ دفعہ ۲۳ کے احکام کے مطابق دائر کیا گیا ہو۔

باب پنجم

اجرائے۔

ادائیگی یا تصفیہ ڈگری کا اندراج ۵۵۔ اگر بر طبق درخواست ڈگری دار یا مدیون پنچایت کو بعد تحقیقات معلوم ہو کہ ڈگری کا ایفا کلی یا جزوی ہو چکا ہے۔ تو پنچایت کے لئے لازم ہوگا۔ کہ اس امر واقعہ کا اندراج اس رجسٹر میں کرے جو زیر دفعہ ۱۵ رکھا گیا ہو

اجراء بذریعہ تحصیلدار کے

۵۶ - (۱) اگر ڈگری کی تاریخ سے مدت ایک ماہ کے بعد تک بھی ڈگری کا ایفا کُلاً و جزواً باقی ہو۔ تو ڈگریدار ڈگری کی تاریخ سے ایک سال کے اندر پنچایت کے پاس اجراء کے لئے درخواست کر سکتا ہے۔ اور اس پر پنچایت تحصیلدار کے پاس سرٹیفکیٹ ارسال کرے گی۔ کہ ابھی تک ڈگری کا ایفا کُلاً یا جزواً باقی ہے۔

(۲) سرٹیفکیٹ کی رسیدگی پر تحصیلدار کے لئے لازم ہوگا کہ

(الف) اگر ڈگری زر نقد کی ہو۔ تو اس کی وصولی کی کارروائی اس طرح کرے گا گویا کہ یہ مالیہ اراضی کا بقایا ہے۔

(ب) اگر ڈگری کسی مختص جائیداد منقولہ کے لئے ہو تو اس ڈگری کے اجراء کی کارروائی اس طرح کرے گویا کہ یہ عدالت دیوانی کی ڈگری ہے۔ اور جائز ہے۔ کہ ایسی کارروائی کرنے میں جملہ اختیارات عدالت دیوانی استعمال کرے۔

ڈگری بذریعہ اقساط کی اجرائے بذریعہ تحصیلدار

۵۷ - اگر اس تاریخ سے جو بغرض ادائیگی قسط ڈگری صادر کردہ پنچایت مقرر ہو۔ مدت ایک ماہ کے بعد تک بھی سالم قسط یا اس کا کوئی جزو غیر موذی رہے۔ تو ڈگری دار قسط کے واجب الادا ہونے کی تاریخ سے ایک سال کے اندر اجراء کے لئے پنچایت کے پاس درخواست کر سکتا ہے۔ اور لازم ہوگا۔ کہ پنچایت تحصیلدار کے پاس سرٹیفکیٹ ارسال کرے۔ کہ سالم قسط یا اس کا کوئی جزو ابھی تک غیر موذی ہے۔ سرٹیفکیٹ کی رسیدگی پر تحصیلدار غیر موذی قسط کی وصولی کے لئے کارروائی اسی طرح کرے گویا کہ یہ مالیہ اراضی کا بقایا ہے۔

تحصیلدار کو سرٹیفکیٹ ارسال کرنے کے بعد ایفاء ڈگری یا قسط

۵۸ - اگر ڈگری یا قسط کا کامل ایفا ہو جائے اور زیر دفعہ ۵۶ یا دفعہ ۵۷ تحصیلدار کو سرٹیفکیٹ بھیجنے کے بعد مگر بذریعہ تحصیلدار ڈگری کا اجرا ہو جانے سے پیشتر ایفاء ڈگری کا اندراج زیر دفعہ ۵۵ ہو جائے تو لازم ہوگا۔ کہ پنچایت فی الفور اس کے مطابق تحصیلدار کو سرٹیفکیٹ بھیج دے۔ جو اس پر کارروائی اجراء بند کر دے گا۔ اور تمام رقوم زر نقد جو اجراء ڈگری کے بعد بذریعہ اجراء تحصیلدار کی معرفت وصول ہوں۔ مدیون کو واپس کر دی جائیں گی۔

جرمانہ اور معاوضہ کب واجب الادا ہوگا

۵۹ - تحت ایکٹ ہذا جرمانہ جو پنچایت عاید کرے۔ یا معاوضہ جو منظور کرے۔ تاریخ حکم سے دس دن کے اندر واجب الادا ہوگا۔

جرمانہ یا معاوضہ کی ادائیگی کا رجسٹر میں اندراج کیا جائے

۶۰ - لازم ہوگا۔ کہ جونہی کوئی ایسا جرمانہ یا معاوضہ پنچایت کو براہ راست یا زیر دفعہ ۶۲ بذریعہ تحصیلدار ادا کیا جائے۔ تو رقم ادا شدہ اس رجسٹر میں درج کی جائے۔ جو زیر دفعہ ۱۵ رکھا گیا ہو۔ اور پنچایت اس رقم کو دیہاتی فنڈ میں جمع کرے۔

زر جرمانہ میں سے معاوضہ کی ادائیگی

۶۱ - لازم ہوگا۔ کہ ہر وہ رقم جس کے بطور جرمانہ یا معاوضہ ادا کئے جانے کا پنچایت نے زیر دفعہ ۲۲ یا دفعہ ۲۳ حکم دیا ہو۔ اس رقم میں سے ادا کی جائے جو پنچایت نے اس طرح وصول کی ہو۔ اور جو ادائیگی اس طرح کی جائے وہ دیہاتی فنڈ میں مجرا دی جائے۔

وصولی جرمانہ بذریعہ تحصیلدار

۶۲ - اگر کوئی جرمانہ، معاوضہ یا

نان ونفقہ کی رقم اس حکم کی تاریخ سے جو پنچایت نے اس کی ادائیگی کے لئے صادر کیا ہو۔ یا جس تاریخ پر وہ واجب الادا ہو۔ دس دن تک غیر موودی رہے۔ تو لازم ہوگا۔ کہ پنچایت تحصیلدار کے پاس رقم مطلوبہ کا سرٹیفکیٹ ارسال کرے۔ جو اس طرح اس کی وصولی کے لئے کارروائی کرے گا۔ گویا کہ یہ مالیہ اراضی کا بقایا ہے۔ اور اس طرح وصول شدہ رقم پنچایت کو ارسال کرے گا۔

باب ششم

دیہاتی فنڈ اور پنچایت کے انتظامیہ فرائض

<u>دیہاتی فنڈ</u> ۶۳۔ ہر پنچایت کا ایک فنڈ ہوگا جس کو پنچایت فنڈ کے نام سے پکارا جائے گا۔ اور جس کا انتظام پنچایت گورنمنٹ کے مرتب کردہ قواعد کے تحت کرے گی اور اسے ایکٹ ہذا کے تحت فرائض اور کار ہائے منصبی کی انجام دہی کے سلسلہ میں برداشت کردہ ضروری اخراجات اور بار [illegible] سبکدوش ہونے کے لئے استعمال کیا جائیگا۔

<u>دیہاتی فنڈ کی آمدن</u> ۶۴۔ حسب ذیل وصولیات اور رقوم پنچایت فنڈ میں شامل کی جائیں گی۔

(۱) فیس بابت اجراء نالشات ومقدمات زیر دفعہ ۴۳ وصول کی جائے۔

(۲) جرمانہ یا معاوضہ جو کہ پنچایت کو زیر دفعہ ۶۰ ادا کیا جائے۔

(۳) آمدنی بوجہ ٹیکس ہائے جو زیر دفعہ ۶۵ عاید کئے جائیں۔ یا زیر دفعہ ۶۵ (الف) عاید شدہ ٹیکس ہا۔ ٹول ہا اور فیس ہا۔

(۴) رقوم جو ہز ہائینس کی حکومت اور پرائیویٹ اشخاص کی طرف سے بطور امداد دی جائیں۔

(۵) باوجود اس امر کے ایکٹ حفظان صحت دیہی متعلقہ صوبہ جات جموں وکشمیر میں کوئی ایسا حکم موجود ہو۔ جملہ جرمانے جو حلقہ پنچایت کے اندر اس ایکٹ کے تحت وصول کئے گئے ہوں۔

(۶) حبوب حفظان صحت جو اراضی زیر جمع واقع اندرون حلقہ پنچایت پر عاید کی جائے۔

(۷) اس جائیداد کی آمدنی یا زر فروخت جو پنچایت کی ملکیت ہو۔

<u>ٹیکس عاید کرنے کے اختیارات</u> ۶۵۔ الف۔ (۱) تابع ان قواعد کے جو گورنمنٹ اس بارہ میں مرتب کرے پنچایت مجاز ہوگی۔ کہ قبل منظوری گورنمنٹ ایسے ٹیکس ہا۔ ٹول ہا یا فیس ہا اور اس عرصہ کے لئے جو وہ ان دیہات یا دیہاتوں کی بہبودی کے لئے جو اس کے حد اختیار میں ہوں۔ ضروری تصور کرے عاید کرے۔

(۲) زیر تحتی دفعہ (۱) کوئی ٹیکس یا فیس عاید نہ کی جائے گی۔ تا وقتیکہ اس کے عاید کرنے کی منظوری خصوصاً اس مقصد کے لئے بلائے گئے اجلاس میں پنچایت کے ممبران کی کثرت آراء سے جو منظور شدہ تعداد کے کم از کم نصف سے زیادہ ہوں۔ پاس شدہ ریزولیوشن سے حاصل نہ ہو چکی ہو

(۲) زیر تحتی دفعہ (۱) جب کوئی پنچایت گورنمنٹ کی اجازت سے کوئی ٹیکس یا فیس عائد کرنا منظور کرے گی۔ تو وہ فوراً ہی دیہات یا دیہات جن میں ایسا ٹیکس یا فیس عائد کیا جانا ہو مقررہ طریق کے مطابق ایسے ٹیکس یا فیس کی شرح نیز وہ تاریخ جب سے اسے عائد کیا جائے گا مشتہر کرے گی۔

قابل وصول رقومات کی مالیہ اراضی کے بقایاجات طرح وصولی

۶۵۔ ب۔ تابع ان قواعد کے جو گورنمنٹ اس بارہ میں مرتب کرے جملہ ٹیکس و فیس ہا جو پنچایت زیر دفعات ۶۵ اور ۷۰ (ب) کی تحتی دفعہ ۲ کے تحت قابل وصول ہوں۔ وہ اس طرح وصول کی جائیں گی گویا وہ مالیہ اراضی کے بقایاجات ہیں۔

۶۵۔ ج۔ کوئی شخص جو باب ہذا کے تحت تشخیص سے مطمئن نہ ہو۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس میعاد کے اندر جو اس بارہ میں مقرر کی جائے۔ پنچایت کے پاس تشخیص پر نظر ثانی کرنے کے لئے زبانی یا تحریری درخواست کرے۔ اور پنچایت ایسی تشخیص کو بحال رکھ سکتی ہے یا اس میں ترمیم کر سکتی ہے۔

پنچایت کے لازمی فرائض

۶۶۔ تابع ان قواعد کے جو مقرر کئے جائیں۔ پنچایت کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنی آمدنی کی حدود کے اندر حلقہ پنچایت کے حسب ذیل امورات کے متعلق ضروریات بہم پہنچائے۔

(الف) پل و پلیا و عام سڑکات کی ساخت برقراری اور درستی نیز گندگی اور نالیوں کے پانی کا انتظام۔

(ب) عام ذنل دار کنوؤں۔ تالابوں اور چھپڑوں سے پینے۔ کپڑے دھونے اور نہانے کے لئے پانی بہم پہنچانے کی غرض سے کھدائی۔ بحالی درستی اور انداد جہالتیم۔

(ج) حوضوں کی تعمیر اور چشموں کی برقراری درستی اور صفائی نیز پینے۔ کپڑے دھونے اور نہانے کے پانی کی بہم رسانی کی مشینوں کو اچھی حالت میں رکھنا۔

(د) قبرستانوں اور شمشان گھاٹوں کا قائم کرنا اور برقرار رکھنا۔

(ہ) ابتدائی تعلیم۔

(و) گلی کوچوں کی صفائی۔ کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں اور بے ترتیب انباروں کا ہٹانا۔ استعمال میں نہ آنے والے کنوؤں۔ مضر صحت تالابہا۔ چھپڑہا۔ خندق ہا۔ چاہ ہا اور شگاف ہا کا پر کرنا۔ نیز دیہات کی دیگر حفظان صحت کی حالتوں میں ترقی دینا۔

(ز) پبلک ٹٹی خانوں کے لئے روپیہ مہیا کرنا اور پبلک یا پرائیویٹ ٹٹی خانوں کی صفائی کا انتظام کرنا۔

(ح) مویشیوں کے پھاٹک ہا کے انتظام اور ضبط کے متعلق۔

(ط) مارکیٹوں کو قائم رکھنا۔

(ی) پبلک لائبریریوں اور ریڈنگ روم کا قائم رکھنا

(ک) کوئی دیگر ایسا معاملہ جو گورنمنٹ بذریعہ نوٹیفیکیشن پنچایت ہائے کو نظم و نسق کے لئے عموماً یا کسی پنچایت کے لئے خصوصاً موزون تصور کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ تحتی دفعہ ہذا میں کسی امر سے یہ مقصود

نہ ہو گا۔ کہ وہ کسی ایسے معاملہ کے متعلق جو کسی سرکاری محکمہ کے براہ راست انتظامیہ ضبط میں ہو۔ کوئی فرض یا اختیار تفویض کرتا ہے۔ یا پنچایت کو موجودہ قانونی حقوق میں مداخلت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

۶۶۔ الف ۔ پنچایت حسب ذیل امور کے متعلق روپیہ بہم پہنچا سکتی ہے۔

(الف) پنچایت کی اراضی پر درختان نصب کرنا اور انکی حفاظت کرنا۔

(ب) حیوانات کے لئے تالابوں اور چھپڑوں کا بنانا اور برقرار رکھنا۔

(ج) غریب اور بیمار اشخاص کو امداد بہم پہنچانی۔

(د) ماسوائے مذہبی تہواروں کے دیگر پبلک تہواروں کو منظم کرنا اور منانا۔

(ھ) زراعت اور زرعی پیداوار کی ترقی۔

(و) پبلک باغات اور کھیل کے میدانوں کو ترتیب دینا اور برقرار رکھنا۔

(ز) گھریلو صنعتوں کو فروغ دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

(ح) دیہاتی مقامات کی توسیع اور عمارت کی ترتیب

(ط) کسی دیہات کو طغیانی۔ آتشی۔ جنگلی جانوروں اور دیگر ناگہانی آفات سے بچانا۔

(ی) عوام کی بہبودی کی دیگر تجاویز جو دیہاتیوں کی حفاظت۔ صحت آرام یا آسائش کے لئے ہوں۔

(ک) طبی امداد معہ چائلڈ و بہبودی بچگان۔

(ل) حیوانات کے لئے طبی امداد

(م) آلات نشر وصوت کا نصب کرنا

(ن) پبلک راستوں اور مقامات پر روشنی بہم پہنچانا۔

(س) عمارات و دیگر تعمیرات کی ساخت بحالی۔ اور ترقی جہاں تک کہ ان سے دیہات یا وہاں آئے ہوئے سیاحوں کی حفاظت صحت بہبودی اور آرام میں اضافہ ہونے کی توقع ہو۔

(ع) کوئی دیگر امر بمنظوری ماقبل گورنمنٹ

۶۶۔ ب ۔ پنچایت عوام کے اترنے۔ ٹھہرنے اور گاڑیوں کے ٹھہرنے کے مقامات تعمیر کرنے یا مہیا کرنے اور برقرار رکھنے کی مجاز ہے۔ نیز مقامات مذکورہ کے استعمال کے لئے فیس عائد کر سکتی ہے۔

(۲) کوئی شخص ذاتی طور پر کوئی نیا اڈہ گاڑی جاری نہ کریگا۔ یا پنچایت کی حدود کے اندر موجودہ اڈہ کو جاری نہ رکھے گا۔ تاوقتیکہ وہ پنچایت سے ایسا کرنے کا لائسنس حاصل نہ کرے۔

۶۶۔ ج ۔ (۱) پنچایت مجاز ہے کہ وہ پبلک ذبح خانہ کے طور پر استعمال کرنے کے لئے کوئی مقام یا مقامات مہیا کرے۔ اور اس کے استعمال کی فیس وصول کرے۔

(۲) پنچایت دیہات میں ماسوائے ذبح خانہ کے اندر جو پنچایت نے مہیا کیا ہو۔ فروخت کے لئے حیوانات کے ذبح کرنے کی ممانعت کر سکتی ہے۔

۶۶۔ د ۔ پنچایت کا سرپنچ یا کوئی دیگر شخص جسکو

اس بارہ میں اختیار دیا گیا ہو۔ حلقہ پنچایت کے اندر
ڈسٹرکٹ بورڈ کی دفعات ۲۶۴-۲۶۵ کے تحت وزن و
پیمانہ جات سے متعلقہ جرائم کی روک تھام یا بصورت ارتکاب
سزا دلوانے کے لیے مارکیٹوں اور دوکانوں میں وزنوں
اور پیمانوں کا ملاحظہ اور جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔ اور
اگر ان وزن و پیمانہ جات کو جھوٹا سمجھنے کے لیے وجوہات موجود
ہیں تو وہ ان کو ضبط کر لے گا۔

۶۶۔ دفعہ ۵ پنچایت اپنے ممبران میں سے کسی ممبر
کو یا ایسے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کو ماسوائے عدالتی اختیارات
کے اپنے کوئی اختیارات یا فرائض نظم و نسق کی کسی مخصوص
شاخ سے متعلق ہو تفویض کر سکتی ہے۔ یا کسی ممبر یا ایسی کمیٹی
کو کسی معاملہ پر جو اس کے حد اختیارات میں ہو تحقیقات
یا رپورٹ کرنے کے لیے مقرر کر سکتی ہے۔

۶۶۔ دفعہ ۶ (الف) اگر حلقہ پنچایت یا جو پنچایت
آفیسر مقرر کرے۔ کسی ایک سے زیادہ پنچایتوں کی ان اغراض کیلئے
جن میں وہ دلچسپی رکھتی ہو۔ اور کسی ایسے معاملہ یا معاملات
کے لیے جن کے وہ ذمہ دار ہوں، نیز ان کاموں یا کسی فرض
کی انجام دہی کے لیے جو ایکٹ ہذا کے تحت عاید کئے
گئے ہیں باہمی امداد حاصل کرنے کے لیے بنائی جا سکے گی

(ب) ایسی مشترکہ کمیٹی کسی کام کو جاری رکھنے اور برقرار رکھنے
جن میں ایک سے زائد پنچایت دلچسپی رکھتی ہوں۔ اپنے
ذمہ لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ متعلقہ پنچایت یا ایسے کاموں
کے کئے جانے پر ... ان کے اخراجات ادا کریں

(ج) ایسی کمیٹی کی تشکیل اور جو وہ سرانجام دیں گے
نیز ان کی کاروائیات ان قواعد کے تابع ہوں گی جو مقرر
کئے جائیں۔

۶۹۔ دفعہ ۷ (۱) حسب ذیل پنچایت کی جائیداد ہوگی۔

(الف) تمام دیہاتی عام سڑکات جو حلقہ پنچایت کے
اندر ہوں۔ ماسوائے ان سڑکات کے جو گورنمنٹ کے کسی
محکمہ کے ضبط میں ہوں۔

(ب) تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد جو گورنمنٹ نے یا
کسی پبلک کی جماعت نے یا کسی پرائیویٹ شخص نے پنچایت
کو منتقل کی ہو۔

(ج) تمام عمارات تعمیرات مشین اور پانی کے حوض
جو پنچایت کے اپنے فنڈ سے یا گورنمنٹ یا کسی پبلک کی
جماعت یا شخص کے چندہ سے بنائی گئی ہوں۔

(د) تمام کوڑا کرکٹ گلیوں نالیوں کا پانی، گندگی
یا گاؤں کی صفائی کا بوجھ یا دیگر مواد جو پنچایت نے ایکٹ ہذا
کے تحت جمع کیا ہو۔

(ہ) تمام آندھی سے گرے ہوئے یا خشک درختان
ماسوائے شاہی درختان کے نیز پنچایت کی جائیداد پر اگا
ہوا گھاس پھل یا دیگر پیداوار۔

(و) تمام ... تالاب یا جوہڑ یا کنواں جات چشمے
اور کوہل یا جو حلقہ پنچایت کے اندر ہوں اور جو کسی شخص یا اشخاص
کی جماعت یا گورنمنٹ کی ملکیت نہیں۔

(ز) ایسی جائیداد جو پنچایت حاصل کرے

باقی صفحہ ۴۴ پر

از سررشتہ پنچایت افسر صاحب بہادر۔ ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر۔ بمقام جموں

سرکلر آرڈر نمبر ۳۹

جملہ پنچایت ہا کو بذریعہ سرکلر آرڈر ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ نقشہ ماہوارہ ابتدائی بیساکھ سمت ۱۹۹۹ اپنے اپنے علاقہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے پاس ارسال کریں۔ اور ڈسٹرکٹ انسپکٹران کو چاہیئے۔ کہ تحصیل وار گوشوارہ مرتب کر کے ہر دوسرے ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر ہذا میں ارسال کریں۔ توقف اور پہلوتہی کرنے والے کے خلاف مناسب ایکشن لیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ انسپکٹران کو مزید ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے علاقہ کی پنچایتوں کو دورہ پر بھی اس بارہ میں فہمایش کریں۔

نقشہ جو پنچایتوں نے ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے پاس بھیجنا ہے۔ دیہاتی دنیا میں شایع کیا گیا ہے۔ اور ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے لئے گوشوارہ نمبر ۱۱ کا نمونہ بھی دیہاتی دنیا میں شایع کیا گیا ہے۔　　تحریر ۱۰ ر مارچ ۱۹۴۲ء

دستخط بحروف انگریزی۔ پنچایت افسر

سرکلر آرڈر نمبر ۴۰

عند الپڑتال پایا گیا۔ کہ اکثر پنچایتوں کی جانب سے نقشہ ماہواری باضابطہ سررشتہ ہذا میں موصول نہیں ہوتا ہے۔ نیز اکثر ایسی پنچایتیں ہیں جن کا انسپکشن ابتدائی قیام پنچایت نہیں ہوا ہے۔ ہر دو امور قابل اعتراض ہیں۔ علاوہ ازیں انسپکٹروں اور پراونشل اسسٹنٹ صاحبان نے کبھی اپنے انسپکشن نوٹ میں پنچایتوں کو نقشہ ماہوارہ بھیجنے کی ترغیب نہیں دی۔ نہ انھوں نے اسبارہ میں کبھی کسی پنچایت سے دریافت کرنا مناسب سمجھا ہے۔

لہذا ڈسٹرکٹ انسپکٹران اور پراونشل اسسٹنٹ صاحبان کے پاس اُن پنچایتوں کی فہرست ارسال کی جاتی ہے جن کا نقشہ باضابطہ موصول نہیں ہوتا۔ اور ایک فہرست اُن کی اس وقت تک انسپکشن نہیں ہوئی۔ بصیغہ ضروری لکھا جاتا ہے کہ وہ ان پنچایتوں کی انسپکشن کر کے فوراً رپورٹ کریں۔ نیز ہر ایک پنچایت کو نقشہ ماہواری بھیجنے کی ہدایت کیجاوے

تحریر ۱۰ ر مارچ ۱۹۴۲ء

دستخط بحروف انگریزی پنچایت افسر صاحب

فارم نمبر ۹ نقشہ ماہوارہ بابت ماہ ــــ پنچایت ــــ تحصیل ــــ ڈاکخانہ ــــ

۱				۲				۳				۴									۵			۶			۷
مقدمات سابقہ زیر تجویز				مقدمات جو اس ماہ میں فیصلہ ہوئے				مقدمات جو اس ماہ کے اخیر پر زیر تجویز ہیں				آمدنی									خرچ ماہ رواں			بقایا موجودہ			کیفیت
												بقایا سابقہ ماہ			ماہ رواں			میزان									
[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	دیوانی	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	

نوٹ: تمام پنچایتوں کو چاہیے کہ آئندہ مطابق سرکلر آرڈر نمبر ۳۹ ابتدائی ماہ بیساکھ سنہ ۱۹۹۹ اپنے حلقہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے پاس ماہوار بھیجا کریں۔

دستخط سرپنچ و سیکرٹری

فارم نمبر ۱۱ گوشوارہ بابت ماہ سمت تحصیل ڈاکخانہ

۱	۲				۳				۴				۵									۶			۷			۸
نام پنچایت معہ ڈاکخانہ	مقدمات سابقہ زیر تجویز				مقدمات جو اس ماہ میں فیصلہ ہوئے				مقدمات جو اس ماہ کے اخیر پر زیر تجویز ہیں۔				آمدنی									خرچ			بقایا موجودہ			کیفیت
													بقایا ماہ سابقہ			ماہ رواں			میزان			ماہ رواں						
	دیوانی	فوجداری	مال	میزان	دیوانی	فوجداری	مال	میزان	دیوانی	فوجداری	مال	میزان	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	

سوالات متعلقہ کنڈی اقتصادی تحقیقاتی کمیٹی: گزشتہ سے پیوستہ

(۱۱) کیا اس علاقہ کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اگر ہاں تو اس کے کیا اسباب ہیں۔ اس علاقہ میں آبادی کی کمی بیشی سے لوگوں کی مالی حالت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ کیا زیادہ تعداد میں لوگ زمین سے روزی پیدا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کیا یہاں بے روزگاری زیادہ بڑھ رہی ہے۔

(۱۲) عام اقتصادی حالت میں تبدیلیات اور باہر کے لوگوں کے اقتصادی و دیگر حالات میں تبدیلی سے کنڈی کے لوگوں کی مالی حالت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

(۱۳) گزشتہ سالہا میں لوگوں کی مالی حالت درہم برہم ہونے سے جو تغیر رونما ہوئے ہیں۔ اُن کو کس طرح لوگوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے بہترین طریق پر کام میں بر سر کار لایا جا سکتا ہے۔

(۱۴) کیا ایسی متعدی یا وبائی امراض ہیں جو خاص اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے لوگوں کی صحت بگڑ رہی ہے۔ ایسی امراض کو دور کرنے کے لئے آپ کی کیا تجاویز ہیں۔

(۱۵) بمہربانی مندرجہ ذیل پر اظہار رائے کریں۔

۱. علاقہ میں احساس حفظان صحت

۲. غذائیت

۳. سیر و تفریح و اس کے ذرائع۔

(۱۶) آپ کی رائے میں لوگوں کی صحت بہتر بنانے کے لئے کیا وسائل اختیار کرنے چاہئے۔

(۱۷) لوگ اپنی علاج و معالجہ کی ضروریات کو کیسے پورا کرتے ہیں۔ کیا نیم حکیموں کا کام زوروں پر ہے۔

(۱۸) کیا اس علاقہ میں سرکاری دوائی خانہ جات کا انتظام ہے۔ وہ ایک دوسرے سے کتنے فاصلہ پر واقع ہیں۔

(۱۹) عوام ان دوائی خانہ جات سے کس حد تک فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۲۰) کیا آپ کی رائے میں مویشیوں کی حالت اچھی ہے۔ اگر نہیں ہے تو بمہربانی اس کو بہتر بنانے کی تجاویز بتائیں۔ گورنمنٹ کو مال مویشی کے علاج کے لئے کیا کاروائی کرنی چاہئے

(۲۱) کیا اس علاقہ میں اچھی نسل کے سانڈوں کی کمی ہے۔ اُن کی پرورش کا کیا انتظام ہو سکتا ہے۔

(۲۲) کیا آپ کی رائے میں مختلف سرکاری محکمہ جات کی علاقہ کنڈی میں کوششوں کو کسی ایسے طریقہ سے یکجا کیا ممکن ہے جس

سے لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر ہو۔ بمہربانی بتائیں کہ اس کے لئے کون سے طریقے اختیار کرنے چاہیئے۔

(۲۳) اور کون سی جنرل سکیم آپ کے خیال میں رعایا کی حالت کو بہتر بنا سکتی ہے۔

(۲۴) لوگوں کو کفایت شعاری اور روپیہ بچانے کی عادت کیسے پیدا کی جا سکتی ہے۔

(۲۵) کیا لوگوں کی بود و باش مناسب طریقہ پر ہے۔ آپ کی رائے میں رہنے سہنے و بود و باش کا مناسب معیار کیا ہے۔

(۲۶) کیا لوگوں میں ایسے فضول خرچی کے مجلسی اخراجات پائے جاتے ہیں۔ جو اُن کی آمدن برداشت نہیں کر سکتی۔ ان کے متعلق آپ کیا تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۲۷) مناسب طریقہ سے زندگی بسر کرنے کے لئے کتنی آمدن کی ضرورت ہے۔

(۲۸) ایسے امور جو مندرجہ بالا سوالات سے باہر ہوں اور جو رعایا کی اقتصادی حالات سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان پر بمہربانی اپنے خیالات و تجاویز پیش کریں۔

باجلاس سردار عبدالحکیم خانصاحب درانی بار ایٹ لا ڈسٹرکٹ جج پونچھ

سردار موہن سنگھ ولد سردار سادھو سنگھ سکنہ پونچھ سائل بنام سردار گوپال سنگھ ولد سردار گوردت سنگھ سکنہ پونچھ مسئول علیہ۔

درخواست بمراد عطائی سارٹیفکیٹ جانشینی مسمات مدان کور متوفی

اشتہار ہرگاہ مقدمہ عنوان الصدر میں سردار موہن سنگھ سائل نے درخواست بمراد عطائی سارٹیفکیٹ جانشینی مسمات مدن کور متوفی عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اور تاریخ سماعت درخواست ۲ اساڑھ ۱۹۹۰ مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہر خاص و عام کو مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو درخواست سائل پر کوئی عذر ہو۔ تو تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کرے۔

آج بتاریخ ۱۶ ار جیٹھ ۱۹۹۰ میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

(دستخط و مہر)

ضمیمہ بقیہ صفحہ ۴۸

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایکٹ پنچایئت بقیہ صفحہ (۴۰)

پنچایت کے ساتھ مزاحمت کرنیکے لئے سزا ۶۷۔ کوئی شخص جو پنچایت کو اپنے فرائض یا کارہائے منصبی جو ایکٹ ہذا یا ایکٹ ہذا کے تحت مرتب شدہ قواعد سے مقرر شدہ ہوں کی انجام دہی میں رکاوٹ ڈالے۔ وہ مجسٹریٹ درجہ اول یا دوئم کے پاس اثبات جرم ہونے پر سزائے جرمانہ کا جو پچاس روپیہ تک ہو سکتی ہے مستوجب ہوگا۔

پنچایت کا نظم و نسق عمومی میں امداد دینا ۶۸۔ ریونیو منسٹر مجاز ہیں کہ وہ مطابق قواعد مرتبہ زیر دفعہ ۳، کسی پنچایت کو حکم دیں کہ حلقہ پنچایت اندر افسران سرکار کو انجام دہی فرائض میں امداد دے اور پنچایت کے لئے لازم ہوگا کہ وہ ایسی امداد دے جو اس کے حد اختیار میں ہو۔

۶۸۔ الف: تابع اُن قواعد کے جو گورنمنٹ اس بارہ میں مرتب کرے۔ پنچایت کام چلانے اور عموماً ایکٹ ہذا کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ضمنی قواعد مرتب کرنے کی مجاز ہوگی۔

باب ہفتم

متفرقات۔

پنچایت افسر کے اختیارات دربارہ طلب کرنے ریکارڈ ۶۹۔ پنچایت افسر یا کوئی شخص جس کو ایسے اسبارہ میں باقاعدہ طور پر تحریری اختیار دیا ہو۔ مجاز ہے کہ کسی وقت کسی پنچایت کے رجسٹرات و ریکارڈ طلب کر کے معائنہ کرے۔

پنچایت افسر اختیار سماعت کو منسوخ یا کاروائیات مسترد کر سکتا ہے ۷۰۔ پنچایت افسر مجاز ہے کہ کسی وقت خواہ پنچایت کے استصواب زیر دفعہ ۱۵ پر یا اس کے برعکس بروئے حکم تحریری۔

(الف) دربارہ کسی نالش یا مقدمہ کے پنچایت کے اختیار سماعت کو منسوخ کرے۔ یا

(ب) پنچایت کی کوئی کاروائی کسی مرحلہ پر مسترد کرے یا

(ج) پنچایت کے صادر کردہ کسی حکم یا کسی ڈگری کو منسوخ یا تبدیل کرے۔

(۲) جب پنچایت افسر نے دربارہ کسی نالش کے حکم زیر دفعہ تحتی (۱) صادر کر دیا ہو۔ تو مدعی عدالت دیوانی میں اس داد رسی کے لئے نالش دائر کر سکتا ہے۔ اور پنچایت کے روبرو نالش دائر کرنے کی تاریخ سے ایسے حکم کی تاریخ تک کا عرصہ جدید نالش کی مدت میعاد سماعت کے شمار کرنے میں مجرا دیا جائے

(۳) جب پنچایت افسر نے زیر دفعہ تحتی (۱) دربارہ کسی مقدمہ کے حکم صادر کر دیا ہو۔ تو اسی جرم کے متعلق کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں جسے سماعت حاصل ہو۔ مقدمہ دائر کیا جا سکتا

پنچوں کی ذمہ داری ۷۰۔ الف: ہر پنچ پنچایت کی رقومات یا دیگر جائیداد کے نقصان بربادی یا ناجائز استعمال کا ذمہ

اگر ایسا نقصان بربادی یا ناجائز استعمال اس کے بطور ایسے پنچ کے فرائض کی ادائگی یا دیگر امورات کی انجام دہی میں غفلت یا بد اعمالی کی وجہ سے واقعہ ہوا ہو۔

(۲) پنچایت افسر پنچایت یا کسی ٹیکس دہندہ کی درخواست پر اور پنچ متعلقہ کو سماعت کئے جانے کا موقعہ دینے کے بعد تحریری حکم کی رو سے اس رقم کی سرسری تشخیص کر سکتا ہے۔ جو ایسے نقصان تباہی یا ناجائز استعمال کی وجہ سے پنچایت کو قابل ادائگی ہو۔

(۳) کوئی شخص جو کسی دفعہ ۲ کے تحت صدرہ حکم کی وجہ سے ضرر رسیدہ ہو۔ وہ ایسے حکم کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر ریونیو کمشنر صاحب کے پاس اپیل کر سکتا ہے۔ لیکن تابع فیصلہ اپیل حکم مذکورہ آخری ہوگا۔ اور ایسی رقم کے قابل ادا ہونے کا قطعی ثبوت ہوگا۔

ان پنچایت ہا کے فرائض کی بجا آوری جو اپنے کام کو سرانجام دینے سے قاصر ہیں } ۷۰۔ ب۔ (۱) اگر کوئی پنچایت ایکٹ ہذا کے تحت یا کسی دیگر نافذ الوقت قانون کے تحت کسی غرض کی انجام دہی میں عدم تعمیل کرے۔ تو پنچایت افسر اس کے انجام دہی کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکتا ہے۔ اور عدم تعمیل کی صورت میں کسی شخص یا دیگر کسی سند یافتہ جماعت کو اس کی انجام دہی کے لئے مقرر کر سکتا ہے۔ اور حکم دے سکتا ہے۔ کہ ایسی انجام دہی کے سلسلہ میں برداشت کردہ تمام اخراجات اس وقت کے اندر جو مقرر کرے۔ پنچایت ادا کرے گی۔

(۲) اگر ایسے اخراجات ادا نہ کئے جائیں۔ تو پنچایت افسر اس شخص کے نام جس کی حفاظت میں پنچایت فنڈ ہو۔ حکم صادر کر سکتا ہے۔ کہ اس فنڈ میں سے بالقدر اس فنڈ کے جیسی کہ صورت ہو ادائگی کرے۔ اور اگر ایسا شخص تعمیل حکم نہ کرے۔ تو وہ اس سے رقم وصول کر سکتا ہے۔

۷۰۔ ج۔ تابع ان قواعد کے جو اس بارہ میں مقرر کئے جائیں۔ گورنمنٹ کسی افسر یا افسران کو ایسے مقامات میں ان پابندیوں اور شرائط کے تحت جو وہ مناسب خیال کرے وقتاً فوقتاً ایکٹ ہذا کے تحت تمام یا کوئی اختیار تفویض کر سکتی ہے۔

مقامی تحقیقات بذریعہ پنچایت } ۷۱۔ (۱) ہر پنچایت کا فرض ہوگا۔ کہ کسی ایسے مقدمہ میں تحقیقات کر کے رپورٹ کرے جس میں مجسٹریٹ نے ہدایت کی ہو۔ کہ پنچایت زیر دفعہ ۲۰۲ ضابطہ فوجداری ماسبق مقامی تفتیش کرے۔ اور دفعہ مذکور کے الفاظ "ایسے دیگر اشخاص" کے متعلق تصور کیا جائے گا کہ ان میں پنچایت شامل ہے

(۲) کسی پنچایت کو بیرون از حدود حلقہ خود مقامی تحقیقات کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

پنچ ملازم سرکار ہوگا } ۷۲۔ (۱) ہر ایک پنچ جو زیر ایکٹ ہذا مقرر کیا جائے ملازم سرکار تصور ہوگا۔

(۲) کسی پنچایت یا پنچ کے خلاف کسی فعل کے بارے میں جو نیک نیتی سے باستعمال اختیارات عطا شدہ یا ان فرائض کی انجام دہی میں جو بروئے ایکٹ ہذا کسی پنچایت یا پنچ پر عاید کئے گئے ہوں۔ کوئی دیوانی یا فوجداری چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

قواعد مرتب کرنے کے اختیارات ۱۴۳ ۔ (۱) گورنمنٹ ایکٹ ہٰذا کی منشار کے مطابق ایکٹ ہٰذا کے اغراض کو پورا کرنے کی غرض سے قواعد مرتب کر سکتی ہے۔ نیز حکم صادر کر سکتی ہے کہ ایسے قواعد کی خلاف ورزی کی صورت میں ایسی سزا و جرمانہ دی جائے گی جو ۵۰ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔

(۲) بالخصوص اور بلا نصرت اختیارات ماسبق گورنمنٹ حسب ذیل امور کے متعلق قواعد مرتب کرنے کی مجاز ہے۔

(الف) ان جملہ معاملات کے متعلق جن کی نسبت ایکٹ ہٰذا میں قواعد مرتب یا مقرر کرنے کے لئے واضح طور پر احکام موجود ہیں۔ یا اجازت دی گئی ہے۔

(ب) کسی پنچایت کے قائم کرنے۔ اس کی نگرانی کرنے اسے معطل کرنے یا برخاست کرنے کے متعلق۔

(ج) انتخاب کنندہ گان اور انتخاب کے لئے امیدواران کی قابلیت ایسے انتخاب کنندہ گان کی رجسٹری امیدواروں کی نامزدگی۔ انتخاب کے وقت اور ووٹ درج کرنے کے طریقہ۔ ایسے جھگڑوں یا سوالات کو جو انتخابات سے پیدا ہوں۔ تصفیہ کرنے کے طریقہ کو منضبط کرنے کے متعلق۔

(د) اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پر کرنے کو منضبط کرنے کے متعلق۔

(ھ) کسی سرپنچ کی تقرری۔ میعاد عہدہ۔ معطلی اور برطرفی کے متعلق۔

(و) پنچایتوں کے اجلاس ہا کی کارروائی کو منضبط کرنے کے متعلق

(ز) سرپنچوں کے فرائض و اختیارات کو منضبط کرنے کے متعلق

(ح) ایکٹ ہٰذا کے تحت پنچایت کے استعمال اختیارات کو منضبط کرنے کے متعلق خصوصاً نالش کرنے اور جائداد حاصل کرنے اسے قبضہ میں رکھنے یا انتقال کرنے نیز معاہدہ جات کرنے کے متعلق۔

(ط) ٹیکس ہا کی تشخیص اور وصولی۔ تشخیص ہا اور وصولی کے خلاف اپیلات اور پنچایت فنڈ کی حفاظت اور ان کے متعلق مناسب حسابات کو منضبط کرنے کے متعلق۔

(ی) پنچایت ہا کے حسابات۔ ریکارڈ اور رجسٹر کی حفاظت اور اُن کو مناسب طریقہ پر رکھنے کے متعلق۔

(ک) پنچایت کے افسران اور ماتحت ملازمین کی تقرری اور اُن کی تنخواہ کے متعلق۔

(ل) انتظامیہ اختیارات جو پنچایت استعمال کر سکتی ہیں کے متعلق

(م) ان فیس ہا کے متعلق جو ابواب سویم چہارم پنجم کے تحت قابل ادائیگی ہیں۔

(ن) قواعد میں مصرعہ ملازمین کی بد اعمالی کے متعلق تحقیقات اور رپورٹ کرنے کے متعلق اختیارات نیز دیہات کے چوکیداروں کے کام کی نگرانی کے متعلق۔

(س) اس ضابطہ کے منضبط کرنے کے متعلق جو ایکٹ ہٰذا کی دفعات ۷ (الف) اور ۷ (ب) کے تحت اختیار کیا جائیگا

ضمیمہ

بعض نالشات کے لئے میعاد سماعت کی مدت۔

دیکھو دفعہ ۲۸ (دیکھو صفحہ ۴۵)



بلیورڈ روڈ سرینگر حضور مہاراجہ بہادر کی اپنی تجویز سے تیار کی گئی۔ کشمیر میں
اس سے خوبصورت کوئی سڑک نہیں۔ ڈل کنارہ۔ اور پہاڑی کے ساتھ
ساتھ کھینچی گئی ہے



ایک سردیہ بچوں اور بوڑھوں کو گھریلو دستکاری سکھا رہا ہے



ٹورنگ ڈسپنسری مضافات میں۔ زمیندار بچوں کی سکھلائی



دریائے جہلم کی گذشتہ طغیانی۔ سڑکیں زیر آب

دیہاتی دنیا

برائے
وکٹری

چندہ سالانہ تین روپے

جلد سوئم ——— نمبر پنجم

مئی ۱۹۴۲ء

فہرست ——— مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دیوان پریس جموں چھپ کر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شائع ہوا

رفتارِ جنگ

جاپانیوں سے مقابل کی جنگ

آسٹریلیا۔

جاپانیوں کی آسٹریلیا کے خلاف دھمکی میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوا۔ بلکہ گزشتہ پندرہ دنوں میں اس دھمکی میں کمی واقعہ ہوئی ہے۔ کیونکہ اس عرصہ میں بندرگاہ مارس بائی اور بندرگاہ ڈارون پر جاپانیوں کے ہوائی حملے بالخصوص ماہ مارچ کے ہوائی حملوں سے بہت کم ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپانیوں کے ان لگاتار حملوں میں کمی کا باعث وہ بھاری سزا ہے۔ جو جاپانی ہوائی جہازوں کو رائل آسٹریلیا ایرفورس کے بمباروں اور امریکہ کی ہوائی طاقت نے آسٹریلیا میں دی۔

برما۔

بھاری جنگ کے بعد جاپانیوں نے وسط برما میں چند میل آگے ستیانگ اور وادیٔ ایراودی کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کی ہے۔ اور وادیٔ ستیانگ میں ٹونگو کے علاقہ پر اور وادیٔ ایراودی میں پروم کے علاقہ پر جاپانیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔

انڈیا۔

سر سٹفورڈ کرپس کی گفت وشنید جو برطانوی ہند کے مختلف سیاسی رہنماؤں کے درمیان ہوئی۔ کا نتیجہ ابھی تک معلوم نہیں۔ انہوں نے اپنی انگلستان کی واپسی کو اگلے ہفتہ تک ملتوی کر دیا ہے۔

بحیرۂ روم۔

ایسے آثار پائے جاتے ہیں۔ کہ محوری لشکر لیبیا میں مصر کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دشمن کی صفوں کے پیچھے سیرانیکا میں بڑے ہوائی حملوں کی صورت میں مالٹا کے جزیرہ پر مسلسل حرکت جاری ہے۔ گزشتہ پندرہ دنوں کے حملوں سے ایک میں جرمنی کے سترہ بمبار گرا لئے گئے

روس۔

روسی محاذ پر کوئی بڑی تبدیلی کہیں واقع نہیں ہوئی۔ جنوبی اور وسطی حصوں میں دونوں طرف خشکی کی نقل و حرکت سختی سے روکی ہوئی ہے۔ کیونکہ موسم بہار نے تمام ملک کو کیچڑ کا ایک سمندر بنا دیا ہوا ہے۔ لینن گراڈ کے [illegible] میں خصوصاً ستارایا روسا کے اردگرد جرمن کی ۱۶ نمبر آرمی کو اس ابھی تک گھیرے میں ہے۔

ہوائی نقل و حرکت بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ اور ایک دن میں سویٹ کے ہوابازوں نے ۱۰۱ جرمن ہوائی جہاز تباہ کئے۔

مغربی یورپ آر۔ اے۔ ایف کے حملے۔

گزشتہ پندرہ دنوں کی کئی راتوں میں آر۔ اے۔ ایف کے بمباروں کے مضبوط قافلوں نے مغربی جرمنی میں فوجی اڈوں اور صنعتی علاقوں پر حملے کئے۔

ان حملوں میں سب سے زبردست بالٹک کی بندرگاہ لوبیک پر کئے گئے۔ جو ہمبرگ سے پچاس میل مشرق کی جانب ہے۔ تازہ اطلاعات جو غیر جانب اطراف سے موصول ہوئی ہیں۔ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اس حملے نے جو تباہی کی ہے وہ آر۔ اے۔ ایف کے ان حملوں سے جو اس دن سے پہلے کئے گئے ہیں کہیں زیادہ ہے۔

فلپائن۔

جنرل میک آرتھر کی آسٹریلیا کو روانگی کے بعد امریکی اور فلپائن کے قلعوں کی کمان جزیرہ نمائے بٹان میں میجر جنرل وین رائٹ کے حوالے کی گئی ہے۔ گزشتہ چند دنوں میں اس افسر کو جاپانیوں کے اس زبردست حملہ کی روک تھام کے لئے بلوایا گیا جیسے جاپانیوں نے بٹان میں کیا ہے۔ جس میں انھوں نے ایک لاکھ دس ہزار یا ایک لاکھ بیس ہزار دستے شامل کئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا خیال ہے کہ آنے والی مون سون سے پہلے جو دنیا کے اس حصے میں ماہ اپریل کے آخیر میں شروع ہوتا ہے اس جنگ کو ختم کر دیا جائے۔

بحر ہند۔

ماہ اپریل کے آغاز میں جاپانی افواج نے انڈمان اور نکوبار کے جزیرے پر جو غیر محفوظ تھے۔ قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ توقع کی جاتی تھی اس کے چند دن بعد کولمبو پر ۵ اپریل ۱۹۴۲ء زبردست ہوائی حملہ کیا گیا۔ یہ ہوائی حملہ کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ جیسا کہ دشمن کو یقین تھا۔ دشمن کے ۷۵ ہوائی جہاز جو اس حملہ میں شامل تھے ۲۷ یقینی طور پر اے۔ اے۔ توپوں اور کولمبو کے لڑاکے ہوائی جہازوں نے تباہ کئے اور ۲۵ اور کو اسی طرح نقصانات

پہنچا یا گیا۔ ہوائی جہاز مشکل سے اپنے اڈوں پر پہنچ پائے ہوں گے۔ جو خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہوائی جہاز لے جانے والا بحری جہاز ہو گا۔ ایک دن بعد وناگاپٹم اور کوکناڈ کی بندرگاہوں پر جو مشرقی ساحل ہند پر واقع ہے۔ پہلے کی طرح ہوائی حملے کئے گئے ان تین ہوائی حملوں میں نقصان اور اموات بہت ہی کم ہوئیں۔

یہی ہاتھی درتے امریکی بمبار جاپانیوں پر ہندوستان کے ہوائی اڈوں سے حملے کر رہے ہیں۔ انڈمان جہاں جاپانیوں کے جہازوں پر ایک کامیاب حملہ کیا گیا۔ اور دس جاپانیوں کے جہازوں پر نگرانی کیے گئے۔

تازہ ترین حالات

جاپانیوں کے خلاف جنگ

ٹوکیو۔

۱۸ اپریل کو جاپانی ریڈیو نے ٹوکیو جاپان کے دارالخلافہ سے اطلاع دی کہ امریکی ہوائی جہازوں نے اس کے شہر یوکوہاما اور کوبے کی اہم بندرگاہوں پر ہوائی حملہ کیا۔ اگرچہ متحدہ حکومت نے ابھی تک اس ہوائی حملہ کے متعلق کوئی سرکاری اطلاع شائع نہیں کی۔ اس میں کسی قدر شبہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی ایسا واقعہ عمل میں آیا ہو۔ اور یہ کہ دور دراز سے ہوا مار توپیں لے جانے والے جہازوں سے بمباروں نے ایسا کیا ہو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ متحدہ بحرالکاہل بیڑہ ایک معقول حد تک طاقت اس وقت جاپان کے ساحل سے پانچ سو میل کے فاصلے میں دیکھ بھال کر رہا تھا۔

برما۔

وسطی برما میں زبردست جنگ جاری ہے۔ اور جاپانی شمالی برما میں پیش قدمی کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اگرچہ انہیں بڑا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ [illegible] کی وادی میں جنرل الیگزانڈر کے زیر کمان چینی افواج نے اپنی عسکری طاقت کو مضبوط بنا لیا ہے۔

فلپائن۔

بٹان کے قلعے کی فوج ۹ اپریل کو ایک نہایت بہادرانہ مدافعت کرنے کے بعد جو جنگی تاریخ میں یادگار رہے گی۔ ہتھیار ڈالنے پر مجبور کی گئی۔ جاپانیوں کے خلاف فلپائن میں امریکیوں کا مقابلہ ابھی تک جاری ہے۔

[illegible] میں کوڈ مار کا جزیرہ جہاں بتان کی محافظ فوج کا کچھ حصہ مراجعت کر چکا تھا۔ جاپانیوں سے ہوائی اور خشکی بمباری کے خلاف کامیابی سے ڈٹا ہوا ہے۔ وہاں حالانکہ امریکی اور فلپینی کی ملی فوجیں جاپانیوں کے خلاف مختلف جزیروں میں ٹاپوں کے جنگلوں میں لڑ رہی ہیں۔ لڑ رہی ہیں۔ گزشتہ پندرہ دنوں میں "اڑن قلعے" بمبار شمالی آسٹریلیا پہنچے اور فلپائن میں جاپانی جہازوں پر کامیابی سے حملہ کرتے ہوئے دشمن کے ۲ جہازوں کو یقینی طور پر غرق کیا۔ اور شاید دو اور غرق کئے گئے۔ صرف ایک "اڑن قلعہ" اپنے اڈے پر واپس آنے میں ناکام رہا۔

آسٹریلیا۔

شمالی آسٹریلیا پر حملہ کرنے کی جاپانی کوشش کے آثار ابھی تک نہیں پائے جاتے۔ اس اثنا میں آسٹریلیا کے مورچہ کو امریکہ کی ایک بہت بڑی فوجی کمک اور جنگی ذخیروں سے جو درحقیقت جاوا کے لئے تھا۔ مضبوط بنا لیا گیا ہے۔ نیدرلینڈ کی حکومت نے یہ سب آسٹریلوی حکومت کے سپرد کر دیا ہے۔

ہندوستان اور سیلون

ہندوستان اور سیلون کے کسی مقام پر مزید ہوائی حملہ نہیں کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماہ اپریل کے آغاز میں جاپانیوں پر حملے کر کے انہیں شائع شدہ سرکاری بیانات سے کہیں زیادہ سزا دی گئی ہے۔

بحیرہ روم

مالٹا کے جزیرہ پر بمباری کر کے اسے عاجز کرنے کی کوششیں جاری ہیں لیکن جزیرہ کے بچاؤ کرنے والے بڑے بے خوف نظر آتے ہیں۔ اور حملہ آور جہازوں کا خاصہ نقصان کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو ہوا مار توپوں اور لڑاکے جہازوں نے دشمن کے کم از کم ۳۰ ہوائی جہاز یقینی طور پر تباہ کئے اور شاید آٹھ اور بھی برباد کئے۔

روس۔

دونوں طرف کے بڑے حملے بوجہ موسم بہار کے ابھی تک رکے ہوئے ہیں۔ البتہ لینن گراڈ کے علاقہ میں روسیوں نے شمال میں فنیوں کو ان مورچوں سے نکال باہر کر دیا ہے۔ جس پر وہ خاکنائے کیریلین تک آگے بڑھ آئے تھے (خاکنائے کیریلین وہ مقام ہے جہاں ۱۹۳۹-۴۰ء میں فنیوں اور روسیوں کے درمیان نہایت خونخوار جنگ ہوئی تھی)

رائل ائیر فورس کے حملے مغربی یورپ پر۔

گزشتہ پندرہ دنوں میں آر.اے.ایف نے رات کو بے شمار حملے کئے اور دن کے وقت بڑے پیمانے پر بمباری کی۔ ان سب سے دلیرانہ ہوائی حملہ دن کی روشنی میں ۱۲ "لینکاسٹر" بھاری بمباروں نے آگس برگ کے آبدوز مشینوں کے کارخانوں پر کیا۔ یہ قصبہ جنوبی جرمنی میں ہٹلر کے پرائیویٹ فلسفہ بار گسٹس گاڈن سے چند میلوں پر واقع ہے۔

حملہ آوروں میں سے جو بچ کر واپس آئے انہیں مبارکباد کا ایک پیغام مسٹر ونسٹن چرچل کی طرف سے موصول ہوا جس میں بیان کیا گیا تھا کہ اس جنگ میں آر.اے.ایف نے یہ سب سے زیادہ دلیرانہ کارنامہ کیا ہے۔

فرانس۔

کئی ماہ کی سازش کے بعد لاوال نیز فرانس کو وہ غدار Quisling اور جرمنی کا کھلم کھلا شریک کار حکومت فرانس میں کابینہ کے سربراہ کی حیثیت سے واپس آگیا ہے۔

(مترجمہ ایڈیٹر)

ریذیڈنسی آفس

اے۔آر۔پی میں ہر شخص کارآمد ہو سکتا ہے۔

یورپ کے ان شہروں میں جو ہوائی حملوں کی زد میں آئے ہزارہا انسانی جانیں بچائی جا سکتی تھیں اگر وہاں

اے آر پی

سکیم پہلے ہی سے عمل شروع ہوتا۔ لندن کی کامیابی کا سبب صرف

اے آر پی

ہے۔ ہم بھی اسی کے ذریعہ اپنی حفاظت کر سکتے ہیں

سپیشل آفیسر

ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

زمیندار

(تحصیل کھلاڑی کا چیمپیئن مداری کا)

تواریخ دنیا کا ایک ایک ورق شہادت دے رہا ہے۔ عصر حاضرہ کا ہر ایک لمحہ بتا رہا ہے۔ ہاتف غیبی بیانگ دہل سنا رہا ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ دکھلا رہا ہے۔ کہ تبدیلی آفرینش ہے۔ آج تک جس قوم نے اپنی حالت نہیں سنبھالی۔ مالی۔ اقتصادی۔ تمدنی اور معاشرتی پہلو کو نظر انداز کیا۔ خدا داد قویٰ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ابن الوقت نہیں بنی۔ لکیر کی فقیر ہی وہ ہر قوم ہمیشہ سے شکستہ آئی ہے اور پستی رہے گی۔ اس لئے ہر قوم اور اس کے افراد اپنی قسمت بنانے اور بگاڑنے کے خود ذمہ دار ہیں۔

یہ ارتقائے زمانہ کا وہ دور ہے جس میں حیوانات اور نباتات تو درکنار جمادات نے وہ ترقی کی ہے کہ بے جان چیزیں بولتی ہیں۔ چلتی ہیں۔ اور پھرتی ہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں مزید جدوجہد میں رات دن منہمک اور کوشاں ہیں۔ اور روز افزوں سبقت لے رہی ہیں۔ ترقی کا زمانہ ہے۔ فارغ البالی۔ خوشحالی اور عزت کے ساتھ زندگی کا بسر کرنا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اس کا دارومدار طبیعت۔ شہریت اور اقتصادیت پر ہے جس کے بغیر حیات بدتر از ممات ہے۔

دنیا کی زندہ و فہیم قومیں زندگی کا مفہوم سمجھ چکیں۔ اپنی اقتصادی۔ تمدنی اور معاشرتی حالت بنا چکیں۔ اور اپنی زندگی کے دن امن و آسائش اور اطمینان کے ساتھ بسر کرتی ہیں۔ لیکن اے طبقہ زمیندارا تو ابھی تک ایسے کا ویسا ہی رہا۔ تو جہاں بھی ہے۔ محتاج ہے خواب خرگوش میں پڑا ہوا ہے۔ غفلت کی نیند سو رہا ہے تو افلاس اور فلاکت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ کیا یہی تیرا انجام ہے۔ افسوس! تجھے دنیا اور مافیہا کی خبر نہیں۔ زمانے کی ضرورت اور نزاکت کو سمجھا نہیں تیرے لئے دنیا اور ہر بد دھندل رو رہا ہے۔ لیکن تو مست ہے۔ یہ مستی کا کونسا وقت؟ یہ ذلت کی زندگی ہے۔ واللہ تو ننگا ہے۔ بھوکا ہے پیاسا ہے۔ خانہ بدوش ہے۔ تیرے بچے علم و ہنر سے محروم۔ تیرے دل میں زندگی کا ارمان۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ کب تک تعریسی میں ڈوبا رہے گا۔ کیا تیرے

پہلو میں دل نہیں۔ دل میں درد نہیں۔ یا یوں کہو آنکھوں میں شرم نہیں۔ مگر تا بکے!

تیری زندگی سادہ۔ تیرا لباس سادہ۔ تیری خوراک سادہ۔ تیری بودو باش سادہ۔ تیری عادات سادہ۔ تیری ضروریات مختصر پھر بھی یہ حالت! حیرت کا مقام ہے تخیل نہیں بلکہ یہ امر واقعہ ہے کہ تو رات دن پتا پسینہ بہا رہا ہے۔ مگر پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں۔ اس کی ذمہ دار تیری اپنی سمجھ۔ غیر ذمہ داری اور حد سے بڑھ کر سادگی بھی قرار دی جا سکتی ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی ہستیاں ماہران فن اور دردمند تیرا رونا رو رہے ہیں۔ مگر تو بہرہ بنا ہوا ہے۔ اگر اب بھی بیدار نہ ہوا تو بخدا زمین تیرا بوجھ اپنے اوپر لینے کو ہرگز تیار نہیں۔

ہمارے محبوب ترین سرکار والا دو اقتدار اور ان کی عالی قدر گورنمنٹ نے تجھے ہر طرح کی مراعات عطا فرمائی ہیں۔ تیری امداد کا سامان بہم پہنچا رہی ہے۔ تیرے لئے مفید مطلب قوانین نافذ کر رہی ہے۔ تیری امداد پر کمربستہ ہے۔ تیرا ہاتھ بٹا رہی ہے۔ تیری رہبری کر رہی ہے۔ تیرے لئے خزانے خالی کر رہی ہے تیرے لئے علم و ہنر کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ تیرا اور تیرے مویشی کا علاج کر رہی ہے۔ تیری زراعت کی ترقی کا ذریعہ آسان اور ارزان کر دیا ہے۔ تیری دستکاریوں کو فروغ دیا ہوا ہے۔ تیرے مال متاع کی حفاظت کر رہی ہے تیرے آفات سماوی و ارضی کا انسداد کر رہی ہے۔ لیکن تو پھر بھی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ رونا چھوڑ اور مراعات سرکار کا فائدہ اٹھا۔ قبیح رسوم چھوڑ۔ فضول خرچیوں سے پرہیز کر وقت کی قدر کر۔ مقدمہ بازی اور جھگڑوں سے باز آ۔ اتحاد پیدا کر۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ اپنی ساکھ بنا۔ مکاروں کے دام میں مت آ۔ سادگی سے دھوکا مت کھا۔ دور اندیش بن۔ اپنی محنت و مشقت سے پیسہ بچاؤ۔ بچوں کو پڑھاؤ۔ اور ہنر سکھاؤ۔ گورنمنٹ نے تیرے ہر مرض کا علاج مہیا کیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا تیرا کام۔

کٹھوعہ ۱۹ بیساکھ ۹۹ء

ایم۔ اے۔ بٹ
ایگریکلچرل اسسٹنٹ ضلع کٹھوعہ جموں

اطلاع

آنریبل ڈولپمنٹ منسٹر صاحب بہادر نے شری حضور مہاراجہ بہادر کے خصوصی اختیارات کے بخشے جانے سے احکام صادر کیے ہیں۔ کہ بٹوت اور ۶ رسے جنگلات میں تمام مویشیاں کی سرکاری گزٹ میں شائع ہونے کی تاریخ سے دس سال کے لیے ممنوع قرار دی جائے ماسوائے ان لوگوں کے مویشیاں کے جو ممنوعات چکوں یا گھاس کاٹنے کے حدود اربعہ کے اندر بستے ہوں۔

تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	حلقہ	حصہ نام و تعداد	کل رقبہ حصے کا (ایکڑوں میں)	تفصیل حدود	ممنوع حدود (ایکڑوں میں)
۱	بٹوت	السی پتنی ملک	۲۰۵	شمال سیگال نالہ مشرق حدود حنقم جنوب کالی ناگ دھار	۱۵۱
۲	"	۱۴ الف	۱۴۷	شمال نچاری نالہ۔ مشرق بڑا نالہ جنوب مغرب موٹر سڑک بانہال کارٹ	۵۵
۳	"	۱۸ الف	۴۰۹	شمال مغرب نچاری نالہ جنوب مغرب سناپانی نالہ جنوب مشرق چلہ لاندی دھار	۲۰۵
۴	"	ناواڑہ ۲۳ الف	۱۹۸	شمال مغرب پیٹر نالہ۔ جنوب بانہال کارٹ روڈ کا نچلا حصہ۔ مشرق حدود ۲۳ ب کا نچلا حصہ	۱۸۴
۵	"	بلاوت میترہ ۴۴	۱۲۸	شمال تاوانی نالہ بعد ازاں پب تے بہ گہ جنوب میں مشرق سدانار جنوب مغرب دھلواد دھار۔ شمال مغرب دھاتو والی دھار	۹۰
۶	"	۴۳	۲۷۵	شمال مغرب یکسر حد بندی جنوب مشرق دھاتو دھار جنوب یک چھوٹی نمڈی دھار	۲۲۰

[illegible] ماسوائے کا چرائی اور گھاس کاٹنے کے بدستور عمل رہے گی۔

پریس نوٹ

۱۰ جیٹھ ۱۹۹۸ میں بمقامات اودھم پور اور سیری اسپان مویشیان کی کامیاب نمائش منعقد ہوئی۔ اودھم پور کی نمائش میں داخل ہونے والے کل جانوروں کی تعداد ۸۰۰ تھی۔ ۱۹۹ جانور انعام کے لئے منتخب کئے گئے جن کے مالکان میں [illegible] روپیہ بطور انعام تقسیم کیا گیا۔ تقسیم انعامات کی رسم جناب ڈیولپمنٹ منسٹر صاحب نے ادا کی۔ سیری (کوٹلی) کی نمائش میں قریباً دو ہزار جانور داخل کئے گئے تھے۔ ان میں سے ۲۰۷ جانور انعام کے لئے منتخب کئے گئے اور وزیر وزارت صاحب نے تقسیم انعامات کی رسم ادا کی۔ ہر دو مقامات پر محکمہ اگریکلچر اور کوآپریٹو نے اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلق عملی طور پر کام کرنے کے طریقے لوگوں کو دکھائے۔ محکمہ اگریکلچر کی طرف سے جدید طرز اور سائنٹفک طریق پر ہل جوتنے کا انعامی مقابلہ منعقد کیا گیا۔ پاپلیشہ وین کے ذریعہ محکمہ پنچایت کی طرف سے دیہات سدھار کے متعلق زمینداروں اور عام پبلک کو تعلیمی اور اخلاقی ہدایات دی گئیں۔

(پبلسٹی آفیسر)

اگر ۱۹۴۲ء میں ہوائی حملہ ہو

تو کیا آپ اپنے بچاؤ کے لئے تیار ہیں

اگر آپ اپنے مکانات اور اپنے عزیز و اقارب کی سلامتی چاہتے ہیں تو فوراً اپنے صوبہ کے گورنر صاحب (اے۔ آر۔ پی آفیسر) یا پریذیڈنٹ صاحب مونسپل کمیٹی (چیف وارڈن) سے ملیں۔

وہ آپ کو بتائیں گے کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔

وقت گزارنے کی گنجائش نہیں ہے

سپیشل آفیسر
ہز ہائینس گورنمنٹ

پنچایت مڑی

پنچایت ہذا کا انعقاد ۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو ہوا اور کنفرمیشن آرڈر کے موصول ہونے پر پہلا اجلاس بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء کو ہوا۔ تاریخ مذکورہ سے لے کر آج تک پنچایت ہذا کے ۴۵ اجلاس یکے بعد دیگرے منعقد ہو چکے ہیں جن کا اندراج بالوضاحت رجسٹر کارگذاری میں کیا جاتا ہے۔

حلقہ پنچایت سات دیہات مڑی۔ اگھار ٹیاں۔ ترنتہ۔ گراں برلوتیاں۔ گیالہ۔ ابجی لعد سوگیتر پر مشتمل ہے تاریخ انعقاد سے لے کر آج تک اسی اشلات بہ تفصیل۔ سنتالیس دیوانی۔ پندرہ فوجداری۔ اٹھارہ متفرق دائر ہوئیں۔ جن میں سے ۷۹ اشلات ۲ نیصلہ کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ صرف ایک مثل تاحال زیر تجویز ہے پنچایت

ہوائی حملہ کے وقت ہر شخص پہلی قطار میں ہوتا ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہوائی حملہ کے وقت آپ کی کونسی جگہ ہے۔ کیا آپ کے مکان میں محفوظ پناہ گاہ یا خندق موجود ہے۔

اگر نہیں

تو اپنے لت آر۔ پی۔ آفیسر (گورنر صاحب) یا پہ۔ ڈپٹی ڈینٹ میونسپل کمیٹی رچیف وارڈن) سے دریافت کریں۔ وہ آپ کو بتائیں گے کہ اس سلسلہ میں آپ کو کیا کرنا چاہیئے

سپیشل آفیسر
ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

تا اکثر عدالت پوری فیصلہ دیتی ہے۔

مبلغ [illegible] روپیہ دعوی دائر پنچایت ہوئے جن کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اور یک صد کئیں روپیہ کی رقم ڈگری بذریعہ پنچایت وصول ہوئی ہے۔ اور بذریعہ تحصیل آج تک کل [illegible] روپیہ وصول ہوئے ہیں۔ چر اشلات اجرا بغرض وصولی تحصیل ساس میں عرصہ سے بھیجی گئی ہوئی ہیں۔ جن کی تا حال کوئی بھی وصولی نہیں ہوئی ہے۔ بعد والی وصولی جلد فرمائی جانی چاہیئے تاکہ پنچایت کا وقار قایم رہ سکے۔

آمدنی وخرچ:- مبلغ [illegible] آمدنی بہ تفصیل ذیل ہوئی۔

فیس مقدمات [illegible] جرمانہ [illegible] اجرت نقل [illegible] فیس اجرائے ڈگری [illegible] برآمدگی شمل [illegible]

اور خرچ [illegible] بہ تفصیل ذیل ہوا۔

چندہ دیہاتی دنیا [illegible] خرچ ڈاک [illegible] خرچ سٹیشنری [illegible] خرید کتب [illegible] مہر [illegible]

آمدنی متذکرہ بالا میں سے اخراجات منہا کرکے رقم بذمہ پنچایت مبلغ [illegible] رہ جاتے ہیں۔ جوکہ پنچایت

مسلح افواج آپ کی حفاظت کیلئے اپنا کام کر رہی ہیں

مگر کیا آپ بھی اپنا فرض پورا کر رہے ہیں

فوجوں کا کام میدان جنگ میں مقابلہ کرنا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے

اے آر پی

کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے اور یہ فرض ہر صاحب خانہ پر عاید

ہوتا ہے۔ اور اس سے بہتر کام

کسی سے پورا نہیں ہو سکتا

سپیشل آفیسر

ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

ہذا کے پاس موجود ہیں۔

دیہات سدھار۔ پنچایت ہذا نے لوگوں کے حفظان صحت کا خیال رکھتے ہوئے مختلف اوقات پر راستہ جات، کوہل ہا و چشمہ جات کی صفائی کرائی اور جو جو پانی لوگوں کے پینے کے لئے ریزرو تھے۔ وہاں پر پارچات و ریشہ ہا سن وغیرہ کے صاف کرنے کی اور مال مویشی کو نہلانے کی سخت بندش کی ہے اور ان کے پارچات وغیرہ صاف کرنے کے لئے مخصوص مواقعات قائم کئے۔ علاوہ بریں لوگوں کو تعلیم کی طرف راغب کیا۔

اس کے علاوہ قرار ریزولیوشن نمبر ۲ موزخہ ۲ پھاگن ۱۹۹۶ تعلیم بالغان کا اسکول بھی قائم کرنے جاری کیا تھا۔ اور چار ماہ تک چلتا رہا تھا۔ جس دوران میں نائب تحصیلدار صاحب و وزیر وزارت صاحب بہادر نے بھی مرکز بالغان کا معائنہ فرمایا تھا۔ اور کام تعلیم تسلی بخش طور پر چلنے کی تصدیق کی۔

سرکل پنچایت ہذا میں جس قدر ۵۰ روپیہ کے اختیار سماعت کے دعوی تھے۔ وہ تقریباً ختم ہو چکے

آگ لگانے والے بموں کا کس طرح مقابلہ کیا جائے۔

اے آر پی

اس تجربے کا نچوڑ ہے جو یورپ کے اُن ملکوں میں جو بمباری کا شکار ہو چکے ہیں۔ حاصل کیا گیا ہے

آپ بھی فوراً

اے۔ آر۔ پی میں شامل ہو جائیں

اپنی درخواستیں اے۔ آر۔ پی آفیسر (گورنر صاحب) یا چیف وارڈن (پریزیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی) کو بھیج دیں

سیفٹی آفیسر
ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

نکات

(۱)

تمناؤں کی ارزانی نے مارا — تخیل کی فراوانی نے مارا
دھرے بیٹھا رہا تو ہاتھ پر ہاتھ — تجھے تیری ہی نادانی نے مارا

(۲)

فقط "دیوانۂ صد آرزو" ہے — کہ منزل کی بھی تجھ کو جستجو ہے؟
یہی منظر ہمیشہ دیکھتا ہوں — کہ تیری آرزو ہے اور تو ہے

(۳)

خدارا ان تمناؤں کو کم کر — نہ اپنی جان پر اتنا ستم کر
یہ میدانِ عمل ہے اور اس میں — جو لڑتے ہیں لڑا کرتے ہیں جم کر

(۴)

گلوں میں جو نہ آئی آرزو کیا — رگِ شاخِ شجر میں رنگ و بو کیا
تماشا بے عمل کچھ بھی نہیں ہے — تمنا کو نہ پھرتا ہے تو کیا!

ماخوذ

ہیں۔ براہِ مہربانی پنچایت ہذا کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے جاویں۔ جیسا کہ عالی جناب اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ آفیسر صاحب موصوف نے اپنے انسپکشن نوٹ مورخہ ۲۹ رگمرشہ میں سفارش فرمائی ہوئی ہے۔ تاکہ غریب زمیندار کو اس سے بھی زیادہ فائدہ ہو۔

پنچایت ہذا نے دربارہ عطا فرمائے جانے سانڈ (نر بیل) برائے نسل کشی دفتر صدر میں درخواست دی ہوئی ہے۔ مگر تا حال سانڈ نہیں ملا۔ اشد ضرورت ہے۔ جلد عطا فرمایا جاوے۔

ہم سب سے پہلے سری حضور مہاراجہ بہادر و شری یووراج بہادر کی درازیٔ عمر کے لئے تہِ دل سے دعا گو ہیں۔ جنہوں نے غریب زمینداران کی بہتری و بہبودی کے لئے مراعات خسروانہ عطا فرمائی ہیں۔ اور محکمہ دیہات سدھار کے روحِ رواں رائے بہادر ٹھاکر سندر سنگھ صاحب وزیر کے بھی تہِ دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے زمیندار طبقہ کو اٹھانے میں ہر ممکن کوشش فرمائی ہے۔ اور فرما رہے ہیں۔

سرپنچ پنچایت مارٹی

اس وقت کی تھوڑی سی دور اندیشی بعد میں آپ کو بہت بڑے خوف و ہراس سے بچا لے گی

اے آر پی

شہریوں کی اپنی مدد کی جماعت۔ کیا آپ ان لوگوں میں شامل ہیں ہوئے جو

اے آر پی

کی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں؟

اگر نہیں تو آپ

اے آر پی

میں شامل ہو جائیں

سپیشل آفیسر

آم کا تیلہ اور اس کا علاج

چونکہ ضلع کشمور میں آم کے باغات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اور اب شوقین لوگ اپنی توجہ پیوندی آموں کی کاشت کی طرف دے رہے ہیں۔ چنانچہ کئی مقامات پر باغ لگوا دیئے گئے ہیں۔ اسلئے اس کی عام بیماری اور اس کے تدارک کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے باغات سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکیں۔

آم سنگترے مالٹے اور لیموں کا تیلہ۔ یہ ایک چھوٹا سا رس چوسنے والا کیڑا ہے۔ جو ہر جگہ اور ہر وقت اپنی موجودگی کا ثبوت دیکر غیر معمولی نقصان پہنچا رہا ہے۔ تیلے کے چھوٹے چھوٹے بچے لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جبکہ باغوں کے باغ تباہ کر رہے ہیں۔ یہ شاخوں پتوں اور پھولوں سے رس چوس لیتے ہیں۔ اور ایک خاص قسم کا چمکدار تیل جیسا مادہ نکالتے رہتے ہیں۔ تیلہ اپنی زندگی کا دَور سردیوں میں بالعموم ڈیڑھ مہینے اور گرمیوں میں ایک مہینے میں ختم کر لیتا ہے۔ پردار تیلہ قدرے سست ہوتا ہے۔ اور بالعموم ایک ہی درخت پر رہتا ہے۔ عام طور پر تیلے کی نسل کشی ماہ فروری سے شروع ہو کر اگست تک رہتی ہے۔ سردی کے وقت یہ کیڑے نہایت ہی سست پڑ جاتے ہیں۔

علاج: جن درختوں پر تیلہ لگ گیا ہو۔ ان پر دوائی چھڑکنا اشد ضروری ہے۔ ورنہ درخت پھل نہیں دینگے اور سوکھ جائیں گے۔ چونکہ پردار تیلہ دوائی چھڑکتے وقت دوسرے درختوں پر بھی اڑ کر جاتا ہے۔ اسلئے بچوں پر ہی دوائی چھڑکنا فائدہ مند رہیگا۔ دوائی بالعموم وسط فروری میں صبح کے وقت چھڑکنی چاہیئے۔ گرمیوں میں بھی سردی کے وقت چھڑکنا خالی از فائدہ نہ ہوگی۔ اِس کیڑے کے مارنے کے لئے گندہ بیروزہ کا مرکب۔ تمباکو کا جوشاندہ اور کروڈ آئل املشن استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ آم کا تیلہ بجز گندہ بیروزہ کے مرکب کے نہیں مرتا۔ دوائی چھڑکانے کی لاگت موجودہ زمانے میں فی درخت ڈیڑھ دو آنے تک آئیگی۔

نسخہ:

۱. گندہ بیروزہ ۲ سیر
۲. سوڈا کھار ½ سیر
۳. پانی ۲۰ سیر (ایک کنستر)

ترکیب تیاری: ۱۔ بیروزہ کا سفوف بناکر اُس میں سوڈا ملا لینا چاہیئے۔ پھر تین سیر پانی میں ملاکر دھیمی آگ پر پکایا جائے۔ جب گاڑھا سا ہو جائے۔ تو رس یا ماباقی پانی آہستہ آہستہ ڈالکر ہلاتے رہنا چاہیئے۔ دوائی پک کر تیار ہونے پر اُس کا رنگ گہرا بھورا ہو جائے گا۔ اور اگر اس میں سے چند قطرے پانی میں ڈالدیئے جائیں۔ تو وہ حل ہو جائیں گے اور پانی کی رنگت قہوے کی مانند ہو جائیگی۔ بصورت دیگر دوائی کچی تصور کرنی چاہیئے۔ اس دوائی کو سردیوں میں استعمال کرنے کے لئے چھ حصہ پانی اور گرمیوں میں آٹھ حصہ پانی ملاکر استعمال کیا جائے۔ یہ کماد کی چتری کو بھی مار ڈالتی ہے زمیندار اس دوائی کو خود تیار کر کے بکٹ پمپ سے استعمال کر سکتا ہے۔ خاص کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔

کٹھوعہ فروری ۱۹۴۴ — ایم۔ اے۔ بٹ

ایگریکلچرل اسسٹنٹ ضلع کٹھوعہ

پنچایت آفیسر صاحب کا دورہ

کنڈی میں بہم رسانی آب

۱۰ بھاگن کو ہم تحصیل کی پرایا گنڈہ اری میں پنچایت آفیسر صاحب بہادر کے ہمراہ ہو لیئے۔ آنکھوں دیکھی بات لکھتے ہیں قریباً ساڑھے تین بجے بعد دوپہر دین بیب لس سے روانہ ہوئی۔ چھ سات میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ہم ایک ایسی سڑک پر سوار ہوئے۔ جس پر نہ تو کوئی ایسا نشان تھا۔ کہ اُسکو سڑک کہا جائے۔ اور نہ ہی اہل دیہہ نے اس کا کوئی نام رکھا تھا۔ البتہ کہیں کہیں چھکڑوں کے پہیوں کا برسات کے دنوں میں کیچڑ میں سے ہنس کر نکلنا ظاہر ہو رہا تھا۔ باڈی کا سفر ہم نے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ ہماری وین خاصی لمبی۔ چوڑی اور اونچی ہے۔ اگر اس کے باڈی کو پنچایت افسر صاحب نے اپنی نگرانی میں نہ بنوایا ہوتا تو شاید کچی سڑکوں پر دس ہزار میل کا چکر لگانے سے پہلے ہی اس کا پنجر ڈھیلا پڑ گیا ہوتا۔ کچی سڑک پر وہ ایسے چلتی ہے جیسے ریگستان میں اونٹ۔

بہرکیف ہم چلے جا رہے تھے۔ کچی سڑک کی بدولت ہچکولے بھی لگ رہے تھے۔ جموں سے کل مسافت تقریباً پندرہ سولہ میل ہے۔ ہم [illegible] مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ گزشتہ سال "دیہاتی دنیا" کے ایک رسالہ میں ہم نے لوکل کمیشن

کی مدد میں نمونے قارئین کے ملاحظہ کے لئے شائع کی تھیں۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ پانی نکالنے کی خاطر زمین کے اندر کہاں تک نالیں لے گئی۔ لیکن کمپنی کو چند نامعلوم وجوہات کی بنا پر کامیابی نہ ہو سکی۔ اور اس کا بہت سارا روپیہ بھی ضائع ہوا۔

آج ہم پھر اسی مشین کے کام کا ملاحظہ کرنے کے لئے گئے۔ کمپنی کا ایک انجینئر اور ایک اسسٹنٹ انجینئر معہ مستریوں اور کلینوں کے وہاں موجود تھا۔ راستہ کچا اور ناہموار ہونے کے باوجود کمپنی کا لوہے اور لکڑی کے بوجھل سامان کو وہاں تک پہنچانا ایک قابل قدر کام ہے۔

مشین دو ماہ سے کام کر رہی ہے۔ اور تقریباً تین سو فٹ کی گہرائی تک بورنگ کر چکی ہے۔ ۲۰۰ فٹ تک پانی پہنچ چکا ہے۔ لیکن انجینئر صاحب کی رائے ہے کہ پانی پر فی الحال اعتماد نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ پانی اپنے اصلی منبع سے نہ نکلے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی حد تک کے دریا کی سطح کے برابر زمین کو کھودا جا چکا ہے۔ ابھی ایک سو فٹ اور کھودنے کا خیال ہے۔ اس کے بعد کمپنی اپنی رائے پیش کرنے کے قابل ہوگی۔

مٹی اور ریت کے مختلف نمونے جن سے پانی کا پتہ چلتا تھا۔ باقاعدہ تھیلوں میں بند کر کے پیش کیا گیا جو ہمراہ لایا گیا۔ یہ نمونہ جات اس وقت قابل کار ہوں گے۔ جب کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ انسپکشن شام کے ۵ بجے ختم ہوئی اور ہم بمعیت جناب پنچایت افسر صاحب بہادر شام کو اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے

ایڈیٹر

نوٹس

ضرورت ہے ایک کلرک برائے دفتر انسپکٹر ٹیلیفون کشمیر مشاہرہ ۲۰۔۱۔۲۵ کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ دفتر کا کام اور ٹائپ رائٹنگ جاننے والے کو ترجیح دی جاوے گی۔ درخواستیں بشمول سٹیٹ سبجیکٹ سرٹیفکیٹ۔ اسناد۔ کارکردگی۔ عمر و چال چلن نوٹس ہٰذا کے گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہونے پر ۲۱ یوم کے اندر اندر دفتر ہٰذا میں موصول ہونی چاہئیں۔

چیف انجینئر الیکٹریکل و مکینکل ڈیپارٹمنٹس سرینگر (کشمیر)

صحت المواشی

VETERINARY HYGIENE

از ڈاکٹر سلام الدین نیاز۔ جی۔ بی۔ وی۔ سی۔ وٹرنری اسسٹنٹ سرجن اننت ناگ

عرض حال

کچھ عرصہ ہوا۔ میرے کالج کے محترم پرنسپل جناب ایم محی الدین صاحب ایم۔ آر۔ سی۔ وی۔ ایس (لنڈن) نے از راہ تلطف مجھے اس امر کی جانب توجہ دلائی کہ ویٹرنری سائنس کا لٹریچر ابھی تک دنیا کی باقی زبانوں سے اردو میں منتقل نہیں ہوا ہے۔ اسلئے اس کمی کو پورا کرنا زبان اور قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔ موصوف نے اپنی ایک اردو تصنیف بھی مجھے مرحمت فرمائی ہے جس سے میں نسخ حاصل کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ سلسلہ مضامین موصوف کے ارشاد و ایما سے شروع کیا گیا جس کی پہلی قسط بعد تصحیح جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ جموں و کشمیر نظر قارئین ہے۔ مجھے امید ہے کہ اردو دوست حضرات اس خشک مضمون کو اگر دلچسپ نہ سمجھیں گے تو کم از کم اس کی ضرورت کے پیش نظر بیکار بھی نہ جانیں گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا خلوص اس کی کوشش کا محرک ہے۔ بعد میں اسے تا مقدور پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا

وما توفیقی الا باللہ

(نوٹ:۔ اس مضمون کی پہلی اور دوسری قسط ہفتہ وار جریدۂ عندلیب بمبئی مورخہ ۲۲، ۲۹ جون ۱۹۴۲ء میں علی الترتیب شائع ہو چکی ہے)

حصہ اول:۔ پانی

پانی اگرچہ صحیح معنوں میں غذا نہیں کہلایا جا سکتا۔ لیکن نباتات اور حیوانات کی زندگی کے لئے ایک ضروری جزو ہے جسم حیوانی کا ایک ضروری جزو ہونے کی وجہ سے بدن کے تمام اجزا میں موجود ہے۔ خاص کر لحمی حصوں میں اس کی بہتات پائی

پانی ہے۔ چنانچہ گوشت کا تین چوتھائی حصہ پانی ہے۔ پانی صرف گوشت میں ہی نہیں، بلکہ جسم کے جملہ عضلات و جوارح میں کم و بیش موجود ہے۔ پگھلانے اور پتلا کرنے کی حیثیت سے پانی انسانی ضروریات میں خاص طور سے استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ ایسی ضرورتوں کے لئے بہت کم پانی درکار ہوتا ہے لیکن تہذیب کے ساتھ ساتھ پانی کی ضرورت روز مرہ بڑھتی جا رہی ہے۔ آج کل پانی مندرجہ ذیل امورات میں صرف کیا جاتا ہے۔

(۱) نسیج (Tissue) کو بنانے کے لئے بطور غذا۔
(۲) خون کی رقت کو برقرار رکھنے کے لئے۔
(۳) استفراغ اور کار سادہ کو بدن سے خارج کرنے کے لئے۔
(۴) جسمانی صفائی کیلئے۔
(۵) کھانا پکانے اور کپڑا دھونے کے لئے۔
(۶) پبلک اور تجارتی کاروبار میں مختلف ضروریات کے لئے۔
(۷) سڑکوں پر چھڑکاؤ اور عام حفظانِ صحت کے مقاصد کے لئے
(۸) حیوانات کو پلانے اور نہلانے کے لئے۔

زندگی کا ایک ضروری جزو ہونے کی وجہ سے حیوانات اور نباتات پانی کی ایک بڑی مقدار جذب کر لیتے ہیں۔ پانی کا محلل ہونا خون کی سیولت کو برقرار رکھتا ہے۔ اور تمام قابل انجذاب مادہ اس میں جذب ہوتا رہتا ہے۔ آج کل صفائی اور تندرستی کو برقرار رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل صورتوں میں پانی کی لازمی مقدار اس قدر ہونی چاہئے۔

گھریلو ضروریات۔

پینے کا پانی	0.85	گیلن فی کس
پکانے کے لئے	0.65	″ ″
صفائی کے لئے	4.00	″ ″
برتنوں اور گھر کی صفائی کے لئے	3.00	″ ″
کپڑے دھونے کے لئے	3.00	″ ″
پاخانوں اور نالیوں کی صفائی کے لئے	5.00	″ ″

۱؎ مویشیوں کی حفاظت و معالجہ مصنفہ حکیم محی الدین ایم۔ آر۔ سی۔ وی۔ ایس (لندن) پرنسپل ویٹرنری کالج بمبئی صفحہ ۶۳

تجارتی اور صنعتی ضروریات کے لئے .... ۵۰۰ گیلن فی کس

میونسپل ضروریات

سڑکوں اور پبلک غسل خانوں کے لئے ...... } ۵۰۰ " "
فواروں، نالیوں اور آگ بجھانے کے لئے ....

میزان ۲۰۰۰ " "

مویشیوں کے لئے مندرجہ ذیل مقدار روزانہ ضروری ہے۔

گھوڑا .... ۶ سے ۸ گیلن فی راس یا ۱۵ گیلن فی راس

بیل .... ۶ سے ۸ " "

دودھ دینے والی گائے ... ۱۰ سے ۱۴ " " یا ۱۲ گیلن فی راس

خوک سانڈ کے لئے ...... ۸ سے ۱۰ پونڈ فی سو پونڈ جسمانی وزن کے حساب سے۔

فربہ بچہ خوک بعمر ۳ ماہ .... ۱۴ پونڈ

فربہ " " بعمر ۵ ماہ .... ۱۰ "

فربہ " " " ۸ ماہ .... ۵ "

مبداء آب (پانی کے ماخذ)

تمام پانی کا منبع اعلیٰ سمندر ہے۔ سمندروں سے پانی ہمیشہ بخارات کی صورت میں اڑتا رہتا ہے۔ تخمیناً ۔ گیلن پانی فی مربع میل تختہ آب سے ایک گھنٹہ میں بخارات میں تبدیل ہوتا ہے۔ جب کرۂ ہوائی ابخرات سے گراں بار ہو جاتا ہے۔ تو یہ ہوا کے ساتھ ایک خاص سمت میں چلنا شروع کرتے ہیں۔ جونہی فضائی درجہ حرارت کم ہوتا ہے۔ تو یہی بخارات پانی میں تبدیل ہو کر بصورت بارش، برف، شبنم، رطوبت اور اولوں کے زمین پر برسنے اور نازل ہونے لگتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا۔ کہ یہی قدرتی سلسلہ بحری ہمارے تمام ذرائع آبی کا ماخذ ہے۔ قدرتی ذرائع آب مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) آب باراں

بارش کا پانی قدرتی طور پر خالص اور صاف ہوتا ہے۔ لیکن کرۂ ہوائی کے پہلے طبقے میں سے گزرتے ہوئے اس میں چند مادے شامل ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کی خاصیتیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ پانی میں جو تبدیلیاں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں۔ ان سے وہ پینے کے قابل نہیں رہتا۔ اسلئے علم الصحت کے ماہروں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ان تمام

خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جس سے اشرف المخلوقات سوسائٹیوں کو کسی بیماری کا شکار نہ ہونا پڑے۔
کنوئیں کا پانی میں گندے ہوتے پانی میں آکسیجن، نائٹروجن اور کاربانک ایسڈ گیس جذب ہوتا ہے۔ ان میں سے آکسیجن سب سے زیادہ قابل انجذاب ہے۔ یہ مسلم امر ہے کہ ایسے پانی میں معدنیات کی بہت کمی ہوتی ہے۔ اس لئے بے ذائقہ ہونے کے ساتھ ہی پینے کے قابل نہیں رہتا لیکن کپڑے دھونے کے لئے خصوصیت سے قابل استعمال ہے۔ کیونکہ معدنیات کی کمی کی وجہ سے اس کا اثر صابن پر نہیں پڑتا۔ گیس اور مادہ جو ہوا میں موجود رہتا ہے بارش میں جذب ہوتا ہے۔ ایسی ملاوٹیں اندرون ملک کے طبقات اور پہاڑوں سے آنے والے پانی سے شہروں اور قصبوں کی نسبت بہت کم پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مضافات اور پہاڑی علاقوں کا پانی صاف وشفاف ہوتا ہے۔ تجربوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ بارش کے پانی میں سمندروں کے نزدیک نمک اور گندھک اور شہروں کے نزدیک امونیا تیزاب مٹی، دھواں اور دیگر جراثیم شامل ہوتے ہیں۔ برف اور بارش کے پانی میں صرف یہ فرق ہے۔ کہ برف کا پانی بالکل صاف وشفاف ہوتا ہے۔ اگر بارش کے پانی کو جوش دیا جائے۔ تو اس میں سے تمام گیسیں نکل جاتی ہیں۔ اسے ہلکا جاتا ہے۔ مگر قدرت کے پانی میں بارش کا پانی آب مقطر سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

(۲) آب سطحی

جب بارش ہوتی ہے۔ تو اس کا پانی ندی، نالوں اور دریاؤں میں شامل ہوتا ہے۔ ایسے بہتے ہوئے پانی کو آب سطحی کہتے ہیں بارش کا پانی جب بہنے لگتا ہے۔ تو اس میں بہت سی چیزیں مل جاتی ہیں۔ اور یہ پانی اچھی طرح زمین میں جذب نہیں ہونے پاتا۔ ایسے پانی کی خاصیتیں زمین کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ دیہات میں مضافات کے گندا ہونے کے امکانات شہروں کے مقابلے میں بہت کم ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ وہاں کا پانی مقابلتاً زیادہ صاف رہتا ہے۔ ایسے پانی میں عموماً معدنی اور نباتاتی ملاوٹیں شامل رہتی ہیں۔ جن کی وجہ سے پانی تیزابی خاصیت اختیار کر لیتا ہے۔ یا اس کے رنگ اور ذائقے میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ پانی صحت بخش ہونے کے باوجود بے رنگ ہوتا ہے۔ یہ بیرنگی نباتاتی ملاوٹوں کے باعث ہوتی ہے۔ جو پانی سطح مرتفع پر سے گزرتا ہو۔ عموماً صاف ہوتا ہے بلکہ جب یہ پانی دریاؤں میں سے گزرتا ہے۔ تو اس میں بول وبراز اور دیگر متعفن اور غلیظ اشیاء شامل ہو جاتی ہیں۔ جو صحت کے لئے بہت مضر ہوتا ہے۔ اور پینے کے قابل نہیں رہتا۔ ایسا پانی پینے سے مختلف امراض کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ اسلئے اس کے استعمال سے حتی القدر بچنے کی کوشش لازمی ہے۔ البتہ اگر پہلے اسے صاف کر لیا جائے تو پینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

دریاؤں۔ ندیوں اور چشموں کا پانی

دریاؤں۔ ندیوں اور چشموں کا پانی بھی بارش سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ بارش کا پانی جب بہتا ہوا جمع ہونے لگتا ہے۔ تو ندیوں، نالوں اور دریاؤں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس میں کچھ پانی زمین میں جذب ہوتا ہے۔ اور جب یہ ناقابل انجذاب طبقۂ زمین میں پہنچتا ہے۔ تو پھر باہر نکلنے لگتا ہے یہی پانی چشموں کی صورت میں سطح زمین پر ظاہر ہوتا ہے۔ دریاؤں کا پانی جب گنجان آبادیوں سے گزرتا ہے تو اپنے ساتھ بہت سی غلاظت بھی بہا لے جاتا ہے۔ گو یہ پانی دیکھنے میں صاف و شفاف ہوتا ہے لیکن کسی صورت میں پاک و صاف نہیں ہوتا کیونکہ دریاؤں اور ندیوں کے کناروں کے کناروں پر رہنے والے لوگ ان میں گندگی ڈالتے رہتے ہیں جن سے یہ پانی پینے کے قابل نہیں رہتا۔

اگر کسی دریا کا بہاؤ تیز اور گزرگاہ لمبی ہو۔ اور غلاظت منبع کے نزدیک شامل ہوئی ہو۔ تو ہوا کے اثر سے معدنی مادیں اس میں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ اور پانی صاف ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا دریا ہوگا۔ جو اس طرح قدرتی طور پر صاف ہو جائے۔ کیونکہ یہاں کے دریا عموماً گنجان آباد علاقوں سے گزرتے ہیں۔ جو بہاؤ کے دوران میں اس میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ دریاؤں کا پانی بہت سے شہروں میں بطور آب رسانی استعمال کیا جاتا ہے لیکن فراہمی سے پہلے اس کا صاف کر لینا از حد ضروری اور لازمی ہے۔

چشمے

بارش کا پانی زمین میں جذب ہوتا رہتا ہے۔ جب یہ پانی ناقابل انجذاب طبقہ میں پہنچتا ہے۔ تو وہاں رک جاتا ہے۔ اور جمع ہوتا رہتا ہے۔ ایسے پانی کو اپنے بہاؤ کے لئے راستہ ڈھونڈنا پڑتا ہے جب حسب ضرورت مل جاتا ہے۔ تو یہی پانی سطح زمین پر نکلنا شروع کرتا ہے جس کو ہم چشمہ کہتے ہیں۔ اسلئے چشموں کو قدرتی کنواں کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کا پانی زمین کے اندر سے نکلتا ہے چشمے مندرجہ ذیل اقسام کے ہوتے ہیں۔

سطحی چشمے

ایسے چشمے عموماً ریتلی اور پتھریلی زمین میں نمودار ہوتے ہیں۔ جو کبھی غائب اور کبھی نمودار ہوتے ہیں یعنی موسم گرما میں ان میں پانی کی قلت ہوتی ہے اور موسم خزاں میں فراوانی۔

اصل چشمے

یہ چشمے زمین کی گہرائیوں میں بغیر کسی سطحی دہانے کے پائے جاتے ہیں۔ جو کسی شگاف ارضی میں سے نکلنے لگتے ہیں ان چشموں میں پانی تمام سال افراط سے رہتا ہے گو ان میں بھی موسم کے ساتھ ساتھ پانی میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے



کشمیر سرینگر کی سب سے پہلی ڈل (جھیل) اپنے جوبن میں
یہ منظر کس قدر دلکش و دلفریب ہے



کشمیر میں پشم صاف کرنے کیلئے بھیڑوں کو یوں نہلایا جا رہا ہے



میر پور نمائش میں گھوڑ دوڑ کی تیاری



سکندرا میں مغلیہ برج اور پانی کا ایک حوض

موسمی چشمے

اس قسم کے چشمے ان وادیوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو اُونچے اونچے پہاڑوں سے گھری ہوئی ہیں۔ اُن کی زندگی اس جگہ کی سالانہ بارش اور زیر زمین پانی پر منحصر ہے۔

گرم چشمے

کہیں کہیں جہاں کوہ آتش فشاں ہوتے ہیں۔ زمین کی اندرونی حرارت ہمیشہ زیادہ رہتی ہے۔ ان مقامات کا پانی قدرتاً گرم ہوتا ہے۔ اور چشمے بھی گرم پانی سے لبریز رہتے ہیں۔ یہاں یہ ضروری نہیں۔ کہ کوہ آتش فشاں نزدیک ہی ہو کیونکہ کہیں کہیں ایسے چشمے بھی ملتے ہیں۔ جن میں آتش فشاں پہاڑ سینکڑوں میل دور ہیں۔ ہندوستان میں ایسے ایسے چشمے بکثرت ملتے ہیں۔

جھیلیں

بہت سے شہروں اور قصبوں میں پانی جھیلوں اور تالابوں سے مہیا کیا جاتا ہے۔ مصنوعی جھیل کو تالاب کہتے ہیں تالاب مصنوعی ہو یا قدرتی اس کا پانی عموماً صاف ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ملاوٹوں کی زیادتی سے پانی تیز آبی خاصیت اختیار کرلیتا ہے۔ جھیلوں کا پانی جذب شدہ ملاوٹوں سے خالی ہونے کے باعث قابل آب نوشی ہوتا ہے۔ جھیلوں کا پانی ساکن رہتا ہے اسی لیے بہت سی ملاوٹیں تہ نشین ہوجاتی ہیں۔ اور اس طرح پانی بہت صاف ہوجاتا ہے۔

تالاب

تالاب مصنوعی ہوتے ہیں۔ ان میں پانی اس غرض سے جمع کیا جاتا ہے کہ خشک سالی میں کام آسکے۔ یا اگر شہروں اور قصبوں میں ضرورت سے زیادہ مانگ ہو۔ تو بوقت ضرورت استعمال کیا جاسکے۔ تالابوں کا پانی لگ بھگ جھیلوں کے پانی جیسا ہوتا ہے۔

کئی مقامات میں صرف تالابوں سے ہی آب رسانی کا کام لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ صوبہ جموں اور ضلع مظفرآباد کے دیہات اور چند قصبوں میں دیکھا گیا ہے۔ ان قصبوں اور دیہاتوں میں یا تو تالاب کھودے گئے ہیں۔ یا کسی کے درمیان بند باندھ کر تالاب بنائے گئے ہیں۔ تالاب عموماً دھونے اور نہانے سے گندے ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک ہی نہیں۔ بلکہ ان میں گندی نالیاں بہتے پتے اور دیگر عفونت دار چیزیں جمع ہوتی رہتی ہیں۔ ان تالابوں میں مال مویشی اور دیگر پالتو جانوروں کو بھی نہلایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے تالابوں کا پانی پینے کے قابل نہیں رہتا۔ اسلئے تالابوں کے پانی کو صاف رکھنے کے لئے بیحد احتیاط لازمی ہے۔ وہ قواعد جن سے تالاب پاک صاف رہ سکیں۔ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) تالاب عموماً ایسی جگہ کھودنے چاہئیں۔ جہاں ہر طرف چکنی مٹی ہو۔ نرم اور ریتلی زمین میں کھودنے ٹھیک نہیں۔ اور اگر ان کے گرد چھوٹے چھوٹے چھپڑ اور گندہ پانی جمع ہو۔ تو ان کو پُر کر دینا چاہئیے۔ تاکہ تالاب میں اس کی گندگی نہ جانے پائے

(۲) تالاب گہرے، بڑے اور کسی خاص شکل کے ہونے چاہئیں۔ کنارے گھاس دار ڈھلوان اور باہر سے اونچے ہونے چاہئیں۔ تاکہ گندہ پانی ان میں نہ آسکے۔

(۳) تالابوں کے ارد گرد جنگلہ باندھنا بہت ضروری ہے۔ اور دور دور درخت لگانے چاہئیں۔ جن سے گرد وغبار تالابوں تک نہ پہنچ سکتی۔

(۴) نہانے، کپڑے اور برتن دھونے سے تالابوں کا پانی گندہ ہوتا ہے۔ سیڑھیاں یا گھاٹ بنانا بھی تالاب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اسلئے حتی الامقدور ایسا کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(۵) پانی نکالنے کے لئے خاص انتظام ہونا چاہئیے۔ عام لوگوں کو تالابوں کے اندر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہئیے۔ ایک آدمی پانی نکالنے کے لئے مخصوص رکھا جائے۔ اگر یہ ناممکن ہو۔ تو تالاب میں سے پانی نکالنے کے لئے ایک بستی نلکہ لگایا جائے۔

تالابوں میں ہمیشہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں رکھی جائیں۔ جن سے مچھر کے بچے اور دیگر کیڑے مکوڑے پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر پانی میں گھاس پھونس اُگے۔ تو اس کو جلدی نکال دینا چاہئیے۔ تاکہ اس کے سڑنے اور گلنے سے پانی گندہ نہ ہو۔ جب تک مندرجہ بالا ہدایت پر عمل نہ کیا جائے۔ تالابوں کا پانی استعمال کرنا خطرناک ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ جب پانی زمین میں جذب ہوتا ہے۔ تو کیا اس میں کوئی فرق آتا ہے؟ اس کا دار و مدار اس زمین کی خصوصیت پر ہے۔ جس میں پانی جذب ہوا ہو۔ جب پانی زمین میں جذب ہوتا ہے۔ تو اس میں کاربانک گیس شامل ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے میگنیشم کاربونیٹ اور کلشیم کاربونیٹ پانی میں حل ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مرکبات بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے تمام سطحی پانی مشکوک ہو جاتا ہے۔ ایسے پانی کو پینے سے پہلے صاف کر لینا ضروری ہے۔

کوئیں

کوئیں مصنوعی گڑھے ہوتے ہیں۔ جو زمین کے اندر اس حد تک کھودے جاتے ہیں۔ کہ زیر زمین پانی نکل آئے۔ ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) سطحی کوئیں

ایسے کوئں میں پانی ۲۰ فیٹ سے ۴۰ فیٹ کی گہرائی پر ملتا ہے۔ کبھی کبھی اس کی گہرائی ۳۰ فیٹ سے ۶۰ فیٹ تک

نمک بھی ہوتا ہے۔ کوئیں اس وقت تک سطحی کہلائینگے۔ جب تک کہ ناقابل انجذاب طبقہ زمین نہ مل جائے چاہے ان کی گہرائی کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) گہرے کوئیں

یہ کوئیں زمین کی متعدد تہیں کھود کر بنائے جاتے ہیں۔ پہلا طبقہ ناقابل انجذاب اور دوسرا قابل انجذاب ہوتا ہے لیکن پانی دوسرے ناقابل انجذاب طبقہ پر پہنچ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ ایسا پانی قدرتی طور پر مقطر ہوتا ہے۔ ایسے کوؤں کو سطحی پانی کے داخل ہونے سے بچانا چاہئے۔ اور وہ ایسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئیں کی اندرونی دیواروں کو اینٹوں اور سیمنٹ سے پختہ کر لیا جائے۔ کوؤں کو اگر حفاظت سے رکھا جائے تو ان کا پانی بہت صاف ہوگا۔ کیونکہ ان کے پانی میں کافی گیس جذب ہوتی ہے۔ اور بہت سی محلول ملاوٹیں بھی شامل رہتی ہیں۔ جو حیوانی زندگی کے لئے بہت ضروری ہیں۔

(۳) فوارہ کوئیں

اگر طبقات زمین میں کہیں ایک قابل انجذاب طبقہ دو ناقابل انجذاب طبقوں کے درمیان واقع ہو۔ تو ان کا پانی تیسرے ناقابل انجذاب طبقہ میں جاکر جمع ہو جاتا ہے۔ یہ پانی کافی دباؤ میں رکا رہتا ہے۔ اگر اس نوع کے کوئیں میں نل لگایا جائے۔ تو پانی آسانی سے اوپر آسکتا ہے۔ ایسے کوئیں کو فوارہ کواں کہتے ہیں۔ فوارہ کوئیں میں اس قدر پانی کی بہتات ہوتی ہے۔ کہ تخمیناً دو لاکھ گیلن تک پانی روزانہ برآمد کیا جاسکتا ہے۔ یہ کوئیں کم از کم ۱۵۰۰ فیٹ گہرے ہوتے ہیں اور ان کے پانی کا درجہ حرارت ۱۰۰ درجہ فارنہیٹ ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کوؤں کا پانی صاف ہوتا ہے۔ تاہم ان محلول مادہ بہت زیادہ مقدار میں شامل رہتا ہے۔

حوض شبنمی

ایسے حوض رطوبت فضائی کے منجمد ہونے سے بنتے ہیں۔ یہ حوض آثار قدیمہ کی نقطۂ نگاہ سے بہت مشہور ہیں۔ زمانہ قدیم میں ایسے حوض پہاڑیوں کی چوٹیوں پر بنائے جاتے تھے۔ جن کی شکل طشتریوں کی سی ہوتی تھی۔ جن میں فضائی رطوبت منجمد ہوتی رہتی تھی۔ منجمد پانی کو مقطر بنانے کے لئے گھاس اور ریت کی دو تہیں طشتریوں کے اوپر رکھی جاتی تھی۔ تاکہ کیڑے اور کرمک طشتریوں تک نہ پہنچ سکیں۔ انگلستان میں ایسے حوض گاؤں کو پانی پلانے کے لئے اب تک ملتے ہیں۔

آب برف

جب پانی جم جاتا ہے۔ تو اس میں سے کافی حد تک گیس اور معدنی کثافتیں خارج ہو جاتی ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ برف کا پانی بالکل صاف ہوتا ہے۔ لیکن پانی کے دیگر اقسام سے بہت صاف ہوتا ہے۔ ایسے پانی میں

محدث المرض جراثیم (Pyogenic Bacteria) بہت ہوتے ہیں. جو پانی کے منجمد ہونے سے بھی نہیں مرتے :
کچھ عرصہ ہوا. کہ برف کا پانی بیماریوں کو پھیلانے سے محفوظ سمجھا جاتا تھا لیکن اب ثابت کیا گیا ہے. کہ " ٹائیفائیڈ "
کے جراثیم پانی کے منجمد ہونے پر بھی نہیں مرتے. لیڈے نے ۱۸۸۵ء میں ثابت کیا. برف کے پگلائے ہوئے پانی میں محدث المرض
جراثیم پائے جاتے ہیں. جن میں ٹائیفائیڈ کے جراثیم بے سی لس کولائی انفرکیس کے سپودر اور آنتوں کے کیڑے قابل ذکر ہیں.
ان کے علاوہ کالرا کے جراثیم بھی منجمد پانی میں نہیں مرتے. تجربوں سے ثابت کیا گیا ہے. کہ منجمد پانی میں کم از کم بارہ ہفتوں تک
جراثیم نہیں مرتے. یہ امر مسلمہ ان لوگوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے. جو عموماً برف کا پانی استعمال کرتے ہیں. برف کا پانی اس
لئے بے ذائقہ ہوتا ہے. کہ اس میں گیس کی ملاوٹ نہیں ہوتی.

آب مقطر

آب مقطر سمندر کے پانی یا اور کسی صاف پانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے. بہر صورت یہ پانی بالکل صاف اور خالص ہوتا
ہے لیکن بے ذائقہ. جہازوں پر جو مقطر پانی پینے کے لئے دیا جاتا ہے بدمزہ ہوتا ہے.

پانی کے فوائد بلحاظ ماخذ

اگر پانی خوش ذائقہ اور دیکھنے میں صاف ہو. تو یہ ضروری نہیں. کہ وہ صحت بخش بھی ہو. کیونکہ گندی اور ناپاک
نالیوں کا پانی بھی لذیذ ہوتا ہے. جو حفظان صحت کی رو سے بہت ہی خطرناک ہوتا ہے. لذیذ اور مشفا ہونے کے اعتبار
سے پانی کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے.

صاف اور مشفا پانی	چشموں کا پانی گہرے کوئیں کا پانی	بہت ہی لذیذ
مشکوک پانی	مضافات اور پہاڑی علاقوں کا پانی بارش کا جمع کیا ہوا پانی	قدرے لذیذ
مضر صحت پانی	زرعی زمین کا پانی دریائی پانی سطحی کنوؤں کا پانی	لذیذ

مندرجہ بالا تقسیم و تصریحات کو صرف معنوی لحاظ یا معلوماتی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے. بلکہ عملی طور پر اس کا لحاظ رکھنا
لازمی ہے. سطحی پانی اگرچہ صاف ہوتا ہے. لیکن سمندر تک پہنچتے پہنچتے غلیظ اور کثیف ہو جاتا ہے. سطحی چشموں کا پانی اتنا

ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جتنا کہ سطحی کوؤں کا۔ تقسیم مندرجہ صدر سے صحت بخش اور غیر صحت بخش پانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔
آب باراں خصوصیت سے دھونے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ پانی ہلکا اور میٹھا ہوتا ہے۔ شہروں
اور قصبوں کے قرب وجوار میں بارش کا پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا۔ سطحی پانی جو آباد اور گنجان علاقوں سے گزرے۔ یقیناً
صحت کے خطرناک ہوتا ہے۔

لطیف و کثیف پانی

(آئندہ)

نوٹس

ضرورت ہے

ایک چپڑاسی بابت دفتر
ٹیلیفون انسپکٹر کشمیر تنخواہ ۱۲ روپیہ و
۲ روپیہ ٹاؤن الاؤنس ماہوار۔ درخواستیں
بشمول سٹیٹ سبجیکٹ سرٹیفکیٹ اسناد
کارکردگی عمر و چال چلن وغیرہ نوٹس ہذا کے
گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہونیکے ۱۲ یوم کے اندر
اندر دفتر ہذا میں موصول ہونی چاہئیں۔

نوٹس

ضرورت ہے۔

ایک خلاصی بابت تار گھر کشتواڑ
تنخواہ ۱۲ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں بشمول
سٹیٹ سبجیکٹ سرٹیفکیٹ اسناد کارکردگی
عمر و چال و چلن نوٹس ہذا کے گورنمنٹ
گزٹ میں شائع ہونیکے ۱۲ یوم کے اندر
اندر دفتر ہذا میں موصول ہونی چاہئیں

چیف انجینئر الیکٹریکل و مکینیکل ڈیپارٹمنٹ سرینگر

کاروائیات

پنچائیت سیلا۔ ریاسی

پنچائیت ہذا کی ابتدائی تشکیل ممبر ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔ اور اس کے ممبران حسب ذیل مقرر ہوئے۔

(۱) ٹھاکر مختار سنگھ سرپنچ

(۲) وزیر کشن سنگھ پنچ و وائس پریذیڈنٹ دیہات سدھار

(۳) مولوی فیروز دین پنچ و سکرٹری

(۴) ٹھاکر مختار سنگھ ریال پنچ

(۵) مولوی نور دین ،،

(۶) رکھیا نمبردار ،،

(۷) گوپی ہریجن ،،

نیز موضع ٹبہ بعد میں پنچائیت ہذا کے ساتھ شامل ہوا۔ اس لئے وہاں سے دو ممبران شاہولی و سرین سفید پوش کا انتخاب تابع منظوری کیا گیا ہوا ہے جس کی منظوری کے کاغذات صدر میں گزارش کئے گئے ہیں۔

رقبہ و آبادی سرکل ہذا۔ سرکل ہذا میں آٹھ مواضعات سیلا۔ بجی پورہ۔ پناسہ۔ دو سالوں۔ بمبل۔ ڈوگالہ کلاں ڈوگالہ خورد۔ ٹبہ شامل ہیں۔ جن کی آبادی تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور رقبہ تیس مربع میل ہے۔

پنچائیت کے کام کی ابتداء ۱۲ ار پوہ ۱۹۸۲ء کو پنچائیت ہذا نے کام شروع کیا۔ آخیر پھاگن ۱۹۸۳ء تک ساٹھ اجلاس پنچائیت کے ہوئے۔ اور جنرل اجلاس دیہات سدھار کے پندرہ کئے گئے۔ چار میلہ جات و جلسہ عام کئے گئے۔ جن میں ہزارہا باشندگان علاقہ نے شمولیت فرمائی۔ اور محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے انعامات وغیرہ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

کام پنچائیت:۔ کل دائرہ و فیصلہ شدہ مقدمات از اجرائے پنچائیت لغایت پھاگن ۱۹۸۳ء

دائرشدہ:۔ دیوانی ۸۵۔ فوجداری ۲۱۔ متفرق ۱۹۔ اجرائے ۳۔ میزان ۱۲۸

فیصلہ شدہ:۔ دیوانی ۷۹۔ فوجداری ۲۹۔ متفرق ۱۷ میزان ۱۲۵

نوعیت مقدمات ۔ دیوانی ۶ ۔ فوجداری ۲ ۔ متفرق ۲ ۔ اجرائے ۳ میزان ۱۳
مالیت مقدمات دیوانی ۔ تعدادی ۹۹۰/۱۲/۳ کے دعوے دائرہ پنچایت ہوئے اور ڈگریات کثیر تعداد باہمی سمجھوتہ کی شکل میں ادا ہوگئیں۔

آمدنی و خرچ پنچایت ۔ آمدنی ۔ فیس ۔/۴/۳ جرمانہ ۔/۵ متفرق ۔/۱۴/۱ کل ۔/۳/۹
خرچ ۔ خرچ ۔/۳/۴ بقایا ۔/۸/۵

چونکہ پنچایت ہذا ابھی ابتدائی دور سے گزر رہی ہے ۔ اسلئے سامان وغیرہ از قسم بورڈ ہائے پنچایت و مُہر برائے ریکارڈ ۔ وردی چپڑاسی و خرید کتب متعلقہ دیہات سدھار و چند ۔ دیہاتی دنیا و سٹیشنری وغیرہ پر خرچ ہوتا رہا ہے ۔ جس کا مفصل و باقاعدہ حساب رجسٹر نقدی میں درج ہے ۔

پنچایت ہذا کا اصول ۔ جتنے اوسیع مقدمات میں فریقین کا باہمی سمجھوتہ کرا کر تصفیہ کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ ۹۰ فی صدی مقدمات کا اسی طریقہ سے فیصلہ کیا گیا ہے ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے ۔ کہ اس وقت تک کسی فیصلہ شدہ مقدمہ میں نظر ثانی یا نگرانی افسران بالا کے پاس نہیں ہوئی ہے ۔ پنچایت ہذا نے چند ایک ایسے مقدمات جو اس کے اختیار و سماعت سے باہر تھے ۔ اپنے ہاتھ میں لے کر فریقین کا باہمی سمجھوتہ کرا دیا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت ہائے دیوانی و فوجداری میں سرکل ہذا کا شاید ہی کوئی مقدمہ برائے سماعت دائر ہو ۔

تحفظ دھرم استھان ۔ سرکل ہذا میں دیوتا ارجن و دیوتا باواسدھ کے دو استھان ہیں ۔ ان کی آمدن پہلے خورد برد ہو جاتی تھی ۔ ان کی دھرم سالہ کی حالت بہت ناقص تھی ۔ سال ۱۹۹۷ سے باتفاق رائے زمینداران دیوتا ارجن کی آمدنی جو بطریق نرساوال بوقت تیاری غلہ زمینداران دیوتا کے نمت دیتے ہیں ۔ کنٹرول میں لی گئی ۔ کل آمدنی اس وقت تک نقدی مبلغ ۔/۸/۶ ہوئی ۔ اور جنس ۱۲ پائی غلہ شالی و ۱۲ پائی غلہ مکی ہوئی ۔ جن میں سے ۔/۴/۸ نقد خرچ مرمت استھان ہوئے ۔

دیوتا ارجن کے استھان کے انتظام کے لئے ایک ٹرسٹ مقرر کر دیا گیا ہے ۔ جو پنچایت ہذا کے تحت کام کر رہا ہے ۔ اسی طرح امسال دیوتا باواسدھ واقع موضع بڈہ کی آمدن کو بھی کنٹرول میں لے کر اس کے انتظام کی خاطر پنچایت کے تحت ٹرسٹ مقرر کر دیا گیا ہے ۔ امید ہے اس آمدن سے جو پہلے خورد برد ہو جاتی تھی ۔ استھان ہائے کی مرمت وغیرہ ہو کر اچھی حالت میں رہیں گے

کوہل ہائے آبپاشی بطلبیات ۔ ایک کوہل جو چار یا پانچ صد گھماؤں اراضیات کو سیراب کرتی ہے ۔ اور جس

کی حالت ابتر تھی۔ بریں وجہ حسب ضرورت اراضیات کو پانی بہم نہ ہو سکتا تھا۔ کمیٹی ہذا کے تحت اُس موضع کی بمبی کوہل کو ازسر نو بذریعہ زمینداران درست کرا دیا گیا ہے۔ جس سے اب کھیتوں میں بآسانی آبپاشی ہوتی ہے۔

تیاری تالاب و چشمہ جات:۔ موضع سیلا میں دو چشمے ہیں۔ جن کی حالت ناقص تھی۔ ایک چشمہ کی تیاری کا اسٹیمیٹ محکمہ دیہات سدھار سے منظور ہو چکا ہے۔ امید ہے عنقریب کام شروع ہوگا۔ جس کے لئے ہم مشکور ہیں۔ چونکہ تین چار صد نفوس پانچ چھ صد مویشیان کا گزارہ انہی چشموں پر ہے۔ ایک چشمہ کا پانی پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ براہ مہربانی دوسرا چشمہ بھی مرمت کرا دیا جاوے تاکہ زمینداران و مالمویشی کے لئے تکمیل ہو سکے۔

موضع سیلا وڈہ میں محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے دو تالاب تیار ہو چکے ہیں۔ جن سے بڑی سہولت حاصل ہوگئی ہے۔ جس کے لئے مشکور ہیں۔

موضع بے پور میں پانی کی بڑی تکلیف ہے۔ مالمویشی و انسانوں کے لئے دو دو تین تین میل سے پانی لانا پڑتا ہے۔ پچھلے سال پنچایت ہذا نے محکمہ دیہات سدھار میں استدعا کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ تیاری تالاب کا اسٹیمیٹ محکمہ دیہات سدھار میں مرتب ہو چکا ہے۔ جس کے لئے مشکور ہیں۔ براہ مہربانی جلد منظوری بخشی جاوے۔ تاکہ امسال گرمیوں میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

حفاظت تالاب و چشمہ جات:۔ کمیٹی ہذا نے جو تالاب و چشمہ جات محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے تیار ہوئے ہیں اپنے تحت لے لئے ہیں۔ اور ان کی نگرانی و معمولی مرمت بذریعہ زمینداران کرائی جاتی ہے۔ اور بصورت خلاف ورزی ایکشن لیا جاتا ہے۔ اس طرح تالابوں اور چشموں کی حالت دن بدن اچھی ہو رہی ہے۔

حفظان صحت:۔ زمینداران کے مکانات صاف رکھوانے کی حتے الوسع کوشش کی جاتی ہے۔ ان کی صفائی وقتاً فوقتاً دیکھی جاتی ہے۔ صفائی کے انعامات بھی اکثر دیئے جاتے ہیں۔ مکانات کے ارد گرد گڑھے بند کرائے گئے ہیں۔ چماران نے جو چمڑہ رنگنے کے اڈے شارع عام میں بنائے تھے۔ ان کو اٹھوا کر مناسب مقامات پر بنوایا گیا ہے۔ زمینداران کو صاف ستھرا رہنے کی عام طور پر ہدایت کی جاتی ہے۔

دیہاتی راستہ جات:۔ زمینداران سے صاف اور کشادہ کرائے گئے ہیں۔ بعض جگہ بذریعہ تحصیل جگا راستہ جات کی خاربندی اٹھوا کر راستے کشادہ کرائے گئے ہیں۔

تعلیم بالغان۔ اس تعلیم کے لئے پنچایت ہذا نے چار سنٹر کھولے تھے۔ مگر افسوس تعلیم یافتہ آدمی نہ ملنے کے باعث اس میں نمایاں ترقی نہ ہو سکی۔ لیکن باوجود رکاوٹوں کے پنچایت سیلا کی پیہم کوششیں اس کار خیر

کی انجام دہی کے لئے جا رہی ہیں۔

سکول — اسسٹنٹ ہذا میں موضع بڈہ ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ بچے قابل تعلیم ہیں۔ اور ان کے نزدیک کوئی سکول نہیں ہے جس کے باعث یہ قوم تعلیم سے محروم رہ رہی ہے۔ اس کے متعلق قبل ازیں بھی عرض کی جا چکی ہے براہ مہربانی موضع بڈہ میں ایک پرائمری سکول کا اجراء فرما کر مشکور فرمایا جاوے۔

طبی امداد — محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے پنچایت ہذا کو ملیریا وغیرہ کا سستا بنا کر ادویات وغیرہ بھیجی گئی ہیں جن سے زمینداران کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پنڈت منگا میشر ناتھ صاحب زمیندار نے بھی از گرہ خود بہت سی ادویات تقسیم کی ہیں جس کے لئے زمینداران ان کے ازبس مشکور ہیں۔ نیز بیماروں کو ہسپتال بھیجنے کی کوشش و ہدایت کی جاتی ہے۔ موجودہ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن ریاسی بڑی دلچسپی سے غریب زمینداروں کا علاج کرتے ہیں۔ ڈاکٹر چونی لعل صاحب پرائیویٹ پریکٹیشنر بھی اکثر پنچایت ہذا کی استدعا پر سرکل ہذا میں دورہ کر کے ادویات تقسیم کرتے ہیں جن سے زمینداروں کو کافی فائدہ ہوا ہے۔ جس کے لئے ہم ہر دو ڈاکٹر صاحبان کے مشکور ہیں۔

ویٹرنری امداد — سرکل ہذا میں دو سانڈ بیل برائے نسل کشی ایک موضع سیلا دوسرا موضع بڈہ میں محکمہ ہذا کی طرف سے دیئے گئے ہیں جن سے آئندہ نسل مویشیان اچھی ہو رہی ہے۔ سرکل ہذا اور اس کے اردگرد مواضعات میں مال مویشی کی ایک مہلک بیماری نمودار ہوئی ہے۔ جس سے عام طور پر مال مویشی کی کثیر تعداد مر گئی ہے۔ یہ بیماری پنچایت ہذا نے جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ کے جبکہ وہ یہاں دورہ پر تشریف فرما تھے۔ نوٹس میں لائی تھی۔ انھوں نے اپنے ماتحت موجودہ ویٹرنری اسسٹنٹ صاحب ریاسی کو ہدایت فرمائی ہے۔ کہ وہ اس بیماری کی تشخیص کر کے محکمہ بالا میں رپورٹ کریں۔ چنانچہ انھوں نے بذریعہ اپریشن جو حال ہی میں ایک گائے بھینس مر گئی تھی۔ بیماری کی تشخیص کرائی ہے۔ براہ مہربانی اس بیماری کا علاج فرمایا جاوے۔ تاکہ اس مہلک بیماری سے دیگر مویشیان نجات حاصل کر سکیں۔ نیز ویٹرنری اسسٹنٹ صاحب ریاسی کو چاہئے۔ کہ وہ دیہات میں دورہ فرما کر علاج معالجہ کے لئے زمینداران کو ہدایت ضروریہ سے مستفید فرمایا کریں۔ اسال بھی محکمہ ہذا کی طرف سے مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ برائے انعامات میلہ ہوئے ہیں جن کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں۔

محکمہ زراعت — اس محکمہ کے افسران وقتاً فوقتاً پنچایت ہذا میں لیکچر وغیرہ فرماتے ہیں۔ اب موضع گراں میں انھوں نے نرسری کا کام جاری کیا ہے جس سے زمینداران کو اس سے کافی فائدہ ہوگا۔ محکمہ سے تھاکر گین سنگھ صاحب انسپکٹر تشریف لائے ہیں۔ اور ایک سٹال بھی کھولا گیا ہے۔

محکمہ انڈسٹریز:- پنچایت ہذا نے محکمہ انڈسٹریز سے استدعا کی تھی۔ کہ وہ میلہ ہذا میں شمولیت فرما کر ان کاریگروں کو انعام تقسیم کریں۔ جنہوں نے اچھا کام کیا ہو۔ لیکن افسوس محکمہ ہذا نے ہماری اس عرضداشت کو فنڈ نہ ہونے کے باعث مسائل منظور نہیں فرمایا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ لوکل صنعت و حرفت میں ترقی ہوتی۔ ہمیں امید ہے کہ وہ آئندہ اس میلہ میں شمولیت فرما کر زمیندار و کاریگران کی حوصلہ افزائی فرما دیں گے۔

محکمہ کوآپریٹو:- محکمہ ہذا سے حکم آیا تھا۔ کہ کوآپریٹو کیمپ بجائے پراپگنڈہ کوآپریٹو سوسائٹیز کیا جائیگا۔ جس کی علاقہ ہذا میں بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے جناب انسپکٹر صاحب تشریف لائے۔ اور امداد باہمی پر موثر تقریر فرمائی جس کا زمینداران پر اچھا اثر ہوا۔

تحفظ فصل اراضیات:- اراضیات کی فصل کے حفاظت کے لئے پنچایت ہذا نے دو راکھے مقرر کئے ہوئے ہیں جو زمینداران کے فصل کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور وہ ان کو ایک پائی غلہ فی ہل فصل کے تیار ہونے پر دیتے ہیں۔

وار فنڈ:- پنچایت ہذا نے بذریعہ زمینداران وار فنڈ کی رقم بذریعہ محکمہ مال و پولیس ٹکل چندہ ڈکمٹ ادا کی ہے۔

یک وبھنڈارہ:- سالانہ ایک یگ وبھنڈارہ ہندو مسلم کا مشترکہ کرایا جاتا ہے۔ جہاں پر تمام زمینداران جمع ہو کر خوشی روز مناتے ہیں۔

انسداد اغوا:- اغوا کی روک تھام کے لئے پنچایت ہذا بڑی محنت و سرگرمی سے کوشاں ہے۔ چنانچہ پچھلے سال ایک اغوا کا کیس پنچایت ہذا نے بعد سرسری تحقیقات محکمہ پولیس ریاسی میں بھیجدیا تھا جس میں اکنور سے مغویہ لڑکی کی برآمدگی ہوئی۔ پنچایت کے سکرٹری مولوی فیروز الدین کو پنچایت نے پولیس کے ہمراہ مغویہ لڑکی کی برآمدگی کے لئے اکنور بھیجا تھا۔ جس نے پولیس کے ساتھ رہ کر تفتیش کو مکمل کرایا اور مغویہ لڑکی کی برآمدگی عمل میں آئی۔ اس وقت مقدمہ ہذا عدالت سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب ریاسی میں چل رہا ہے۔ اس بات کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ سرکل ہذا میں ایسے جرائم کا ارتکاب ہونا بند ہو گیا ہے۔

رسومات قبیح:- اکثر زمینداران بوقت ادائیگی رسومات غمی و شادی فضول اخراجات کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کے پیش نظر ان کو مقروض ہونا پڑتا ہے۔ اور قرض جیسی بری بلا سے چھٹکارا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور اس کا خمیازہ ان کی اولاد کو بری طرح بھگتنا پڑتا ہے۔ ایسے فضول اخراجات سے بچنے کے لئے زمینداران کو اکثر ہدایات وغیرہ دی جاتی ہیں۔

دانہ فنڈ :- سال [illegible] سے دانہ فنڈ بغرض بہتری زمینداران قائم کیا ہوا ہے۔ ہر ایک اسامی سے بشرح دو سیر فی من فصل غلہ وصول کیا جاتا ہے۔ جس کا حساب باقاعدہ رکھا ہوا ہے۔ اس میں سے زمینداران کو بشرط ضرورت چوتھائی غلہ قرضہ دیا جاتا ہے۔ اور حسب گنجائش نقد رقم بھی بطور قرضہ دی جاتی ہے اور چپڑاسی دیہات سدھار کی تنخواہ بھی اسی فنڈ سے ادا کی جاتی ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ زمینداران کا اپنا کچھ سرمایہ بن گیا ہے۔ ایسی صورت میں وہ ساہوکاروں کے دست نگر ہونے سے بہت حد تک بچ گئے ہیں۔ حساب آمدنی و خرچ رجسٹر متعلقہ میں درج ہے۔

غلہ :- سال [illegible] سے موضع پڈہ میں سرکل ہذا میں شامل ہے۔ دانہ فنڈ کھولا ہوا ہے۔ جس میں غلہ ۲۵ بائی جمع ہوا ہے۔ جو حساب میں شامل ہے۔ فنڈ ہذا سے ۲۲ اشخاص زمینداران کو قلیل نقد وجنس قرض دیا گیا ہوا ہے خرچ میں ایک گون غلہ چپڑاسی کو بابت تنخواہ سالانہ دیا ہے۔

پنچائیت گھر :- موجودہ صورت میں پنچائیت گھر کی اشد ضرورت تھی۔ جس کے متعلق سال گزشتہ جناب میجر پریتم سنگھ صاحب سابق وزیر خدمت ریاسی نے لاگ بک پنچائیت ہذا میں سفارشی ریمارک درج فرمایا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ محکمہ دیہات سدھار نے ہماری اس اشد تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے پنچائیت گھر کا اسٹیمیٹ مرتب کر لیا ہے۔ امید ہے۔ اب اس کی تیاری کے لئے جلد آرڈر جاری ہوں گے۔ جس سے ہماری یہ تکلیف رفع ہو جائیگی۔ اس کے لئے ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں۔

ریڈیو سیٹ :- پنچائیت ہذا کو محکمہ دیہات سدھار سے ایک ریڈیو سیٹ عطا فرمایا گیا ہے۔ جس سے دیہاتی پروگرام کا فائدہ زمینداران حاصل کر رہے ہیں۔ مگر ایک بیٹری کے ختم ہو جانے سے دوسری بیٹری بھیجوں سے بعد چارجنگ آنے تک ریڈیو کافی عرصہ بیکار پڑا رہتا ہے۔ اسلئے براہ مہربانی بجائے ایک بیٹری کے دو بیٹریاں عطا فرمائی جائیں تاکہ یہ دقت رفع ہو سکے۔ اس کے متعلق پہلے بھی تحریری و زبانی عرض کی جا چکی ہے۔

خصوصی اختیارات :- سرکل ہذا میں [illegible] تک اختیار سماعت دیوانی کے مقدمات قریباً فیصلہ پا چکے ہیں۔ اس لئے پنچائیت ہذا کو ابتدائی درجہ سے خصوصی درجہ کے اختیارات عطا فرمائے جانے چاہیں۔ جس کے متعلق جناب وزیر وزارت صاحب میجر پریتم سنگھ نے سفارشی ریمارک فرمایا ہوا ہے۔ اور جناب اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب نے بھی اس بارہ میں سفارش فرمائی ہوئی ہے۔ تاکہ اس کام کو اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانہ پر عمل میں لانے کی کوشش کی جاوے۔ جس سے زمینداران اچھی طرح مستفید ہو سکیں۔

علاقہ ریاسی میں پنچایت ہا کی ضرورت :- علاقہ ریاسی میں جو کہ دشوار گذار پہاڑوں میں پھیلا ہوا ہے۔ پنچایت ہا کی اشد ضرورت ہے جن کا قیام جلد فرما لیا جانا چاہیئے۔ حال ہی میں علاقہ ہذا میں پنچایت کمیٹی کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے جس کے سرپنچ صوبیدار پنشنر ٹھاکر شب رام صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ان کی سرپرستی میں یہ ہماری پنچایت بھی بہت حد تک مفید ثابت ہوگی۔

شیپ بریڈنگ فارم :- فارم ہذا کو جاری ہوئے تین چار سال ہو چکے ہیں۔ کمشنی محکمہ ویٹرنری اس فارم سے گوسفند برائے نسل کشی ملنے مطلوب ہیں۔ تاکہ آئندہ نسل اچھی پیدا ہو۔ جس سے زمینداران کو فائدہ ہو۔

مقدمات قابل اختیار پنچایت :- پنچایت کے نوٹس میں آیا ہے کہ بعض مقدمات جو قابل سماعت پنچایت ہوتے ہیں۔ ان کو مجسٹریٹ صاحبان منشار ریگولیشن پنچایت وغیرہ کو نظر انداز فرما کر سماعت فرما لیتے ہیں۔ حالانکہ زیر دفعہ ۳۱ و ۳۲ ریگولیشن مذکور ایسے مقدمات کو پنچایت ہائے متعلقہ میں بغرض سماعت منتقل کر دینے چاہئیں۔ براہ مہربانی اس کے متعلق واضح طور پر سرکلر فرمایا جاوے۔ تاکہ زمینداران عدالتوں کی تکلیف سے بچ سکیں۔

چندہ حفظان صحت :- یہ چندہ زمینداران سے مالیہ کے ساتھ ہر فصل وصول ہوتا ہے۔ یہ اس وقت تک پنچایت ہا کو واپس نہیں ملا ہے۔ جو ملنا چاہیئے۔

ہر دفعہ اجلاس پنچایت حاضری کی کافی تعداد ہوتی ہے۔ اس وقت پنچایت گھر کے لیے ایک مکان سیلا میں پنڈت منگا مبشر ناتھ صاحب زمیندار نے بلا کرایہ دیا ہوا ہے۔ اور علاوہ ازیں ایک اراضی ۸ کنال بلا لگان دی ہوئی ہے جس کی آمدنی فنڈ دیہات سدھار میں جمع ہوتی ہے۔ برائے عدالتی کمرہ پنچایت تصویرات سرکار حضور مہاراجہ بہادر و دیگر سامان سٹیشنری وغیرہ مالیت قریباً پچاس روپیہ مفت عطا فرمایا ہوا ہے۔ پنڈت صاحب موصوف نہ تو پنچایت کے ممبر ہیں اور نہ دیہات سدھار کے لیکن دیہات سدھار اور پنچایت کے کاموں میں کافی سے بڑھ کر دلچسپی لیتے ہیں۔ اسی طرح پنچایت ماڑی تحصیل ریاسی کی سرپرستی میں بھی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ جس کے لئے صرف پنچایت ہذا ہی نہیں بلکہ علاقہ ہذا کے تمام زمینداران ان کے ایسے کارہائے نمایاں و امداد کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ جدید پنچایت گھر کی تعمیر کے لئے دو کنال اراضی مفت دینے کا اقرار بھی کیا ہے۔

میلہ سالانہ کی غرض و غایت :- یہ ہے کہ علاقہ کے زمینداران کو سال میں ایک دفعہ اکٹھا ہو کر اپنے خیالات میں تبدیلی کرنے کا موقعہ ملے۔ نئے جدید طریقہ پر اپنی طرز معاشرت میں تبدیلی کر کے نمایاں باہم ترقی پر گامزن ہوں۔ اور جسمانی و اخلاقی ترقی حاصل کر سکیں۔ چونکہ یہ طریقہ پنچایت ہذا کا سالقہ تین سال سے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ہذا امسال زمینداران نے سالانہ میلہ

میں شمولیت فرماتے ہیں۔ اسلئے ہماری گورنمنٹ سے التماس ہے۔ کہ میلہ ہذا میں محکمہ دیہات سدہار۔ زراعت۔ ویٹرنری [illegible] کی شمولیت ہونی چاہیے۔ یہ میلہ خاص طور پر زمینداران کے مفاد کو مدنظر رکھ کر منایا جارہا ہے۔ اور آئندہ اس میلہ کے انتظامات گورنمنٹ اپنے تحت لے کر مشکور فرماوے۔ تاکہ باحسن وجوہ یہ کام [illegible] نیز اس میلہ کو ہر سال منانے کے لئے ایک مستقل گرانٹ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے منظور فرمائی جاوے۔ تاکہ پنچایت ہذا کو اس کے لئے چندہ یا تردد نہ کرنا پڑے۔

[illegible] پنچایت ہذا میں کام حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ لغیر سرپنچ کے کوئی پنچ اچھی طرح خواندہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی حلقہ میں کوئی خواندہ شخص قابل پنچایت ہے۔ اس واسطے سارا کام سرپنچ کے کندھوں پر ہے۔ پنچایت ہذا استدعا کرتی ہے۔ کہ ہر وقت کچھ معاوضہ منشی کے لئے منظور فرمایا جاوے۔ تاکہ تحریری کام میں کچھ امداد مل سکے۔

(سرپنچ)

پنچایت قاضی گنڈ

پنچایت کا قیام بتاریخ ۱۲ بھادوں ۱۹۹۴ء عمل میں آیا ہے اس کی حدود میں مواضعات۔ کوری گام ونپورہ چھیولہ۔ کیوہ۔ شرولنو شمپورہ۔ پانزت وانپورہ۔ لیڈورہ۔ داتن دیو درہ۔ لیوہ خوشی پورہ۔ تار ہگام نوبگ [illegible]۔ کوڈر۔ منزہوہ۔ چوگام۔ ڈونجلو۔ کانچلو۔ چورٹ۔ کہڈی لونپورہ شامل ہیں۔

مقدمات دائر شدہ سالوار حسب ذیل ہیں۔

سال ۱۹۹۴ تک لغایت آخر چیت سمت ۱۹۹۶ ۹۶ - سال سمت ۱۹۹۷ ۴۴۶ - سال سمت ۱۹۹۸ ۷۰۰

میزان کل اشلات دائر شدہ ۱۱۴۲

سال سمت ۱۹۹۸ میں منجملہ ۷۰۰ اشلات کے ۵۹۵ اشلات حسب ذیل طریقہ پر فیصلہ ہوئے ہیں۔

بروئے تصفیہ باہمی ۲۷۱ بصورت حقرسی کامل ۱۱۶ بروئے حلف فریقین ۱۴ زائد المیعاد نا قابل سماعت ۱۶

[illegible] تجویزی فیصلہ ۱۰۴

جملہ نقدی موجودہ آخر چیت ۱۹۹۸ء مع حال مالی جملہ ۱۲ ہے۔

اخراجات خرید فرنیچر سٹیشنری۔ ڈاک ٹکٹ۔ چندہ دیہاتی دنیا۔ ادائیگی کرایہ کمرہ دفتر پنچایت و ادائیگی تنخواہ

چپڑاسی لعلیہ ہے باقی در دست مالعہ ہے۔

پنچایت ہذا نے اس سال میں ۹۹ اجلاس کئے ہیں۔ سات ممبران معہ سرپنچ وسکریٹری منظور شدہ ہیں۔ جن کی حاضری حسب ذیل ہے۔

پنڈت ولیشنہ کول سرپنچ ۹۹/۹۳ خواجہ صمد ملک ممبر ۹۹/۹۱ خواجہ مظفر علی خان ممبر ۹۹/۵۴ پنڈت دینا ناتھ سکریٹری ۹۹/۹۹ خواجہ کمال وانی ممبر ۹۹/۵۹ خواجہ حبیب راتھر ممبر ۹۹/۴۴ حاجی لسی تانتری ممبر ۹۹/۵۹

تقریباً ۶۰ مقدمات فیصلہ شدہ میں سے کسی ایک کی بھی نگرانی نہیں ہوئی ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ اہالی علاقہ مطمئن ہوئے ہیں۔ خصوصاً فیصلہ جات تجویزی حق بجانب دیے گئے ہیں۔

پنچایت ہذا نے اپنے حلقہ کی مواضعات کے امپرُوومنٹ کے لئے رزولیوشن ہا پاس کر کے عالیجناب پنچایت افسر صاحب بہادر کی خدمت میں گزارش کر دیئے ہیں۔ نتیجہ کے طور پہ گزشتہ ماہ سپروائزر صاحب محکمہ نے بنیادی پل ہا۔ غسل خانہ جات۔ بیت الخلا و مرمت چشمہ ہا وغیرہ کے اسٹیمیٹ مرتب کر دیئے ہیں۔ اور اس سال تعمیری کام شروع ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

پنچایت ہذا نے سال گزشتہ کے ایام قحط سالی میں بڑی محنت اور خوش اسلوبی سے زمینداروں کو جن کے پاس زائد غلہ تھا۔ سمجھا کر چار سو خروار چاول فراہم کئے ہیں۔ اور اس جمع شدہ غلہ سے اپنے حلقہ کے سبھی دیہاتیوں اور پڑاؤ کے ہزاروں مسافروں کو سرکاری نرخ پہ روٹی مہیا کی ہے۔ اور جب اس قدر بھاری تعداد بھی تقسیم ہو چکی۔ تو پنجاب سے باسمتی چاول منگا کر ہزاروں مستحق لوگوں کی روٹی مہیا کی ہے۔

پنچایت ہذا بانہال کارٹ روڈ کے ایک مشہور پڑاؤ پر واقع ہونے سے یہاں ہر روز سیاحان کی آمد و رفت سے درجنوں وزیٹر صاحبان شب باش رہتے ہیں۔ اسلئے ممبران پنچایت بازار کے تمام نقائص دور کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ تاکہ کسی بھی مسافر کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ خصوصاً حلوائیاں۔ نانوائیاں۔ قصابان۔ سبزی فروشان کی پوری طور سے نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ تاکہ کوئی اشیاء ناقابل استعمال فروخت نہ کر دی جائے جس سے صحت عامہ پہ برا اثر پڑ سکے۔ اس قسم کی ہدایات ہر اجلاس کے روز متعلقین کو دی جاتی ہیں۔

دیہات مشمولہ حلقہ پنچایت ہذا پیداوار میوہ جات میں خصوصیت رکھتے ہیں۔ اسلئے ہر اجلاس کے شروع ہونے پہ زمینداران کو سپرے کرنے کے طریقے اور فوائد۔ انسداد سن جوس سکیل وغیرہ امراض درختان و طریقہ فروخت میوہ جات وغیرہ سمجھائے جاتے ہیں۔

خاص کر گنڈ تجارتی مرکز ہونے سے موجودگی پنچایت بیوپاری لوگ زمینداران کے ساتھ اچھی طرح کاروبار لین دین کر سکتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ جہاں پہلے کسی کے پاس کوئی رقم رہ جانے سے وصولی کے لئے انہیں زیر بار اخراجات عدالت و آمدورفت ہونا پڑتا تھا۔ وہاں اب ہر فیس خرچ کرنے سے وہ باہمی لین دین کا تصفیہ اور حساب فہمی مناسب طور سے کر سکتے ہیں۔ تعداد استغاثہ دیوانی کا سال بہ سال کافی تعداد میں اضافہ ہونا اس تجارتی فروغ کو ظاہر کرتا ہے

پنچایت ہذا دفعہ ۳۱ ریگولیشن پنچایت دیہی کا خاص خیال رکھتی ہے۔ چنانچہ افسران پڑتال کنندہ نے بروقت انسپکشن نوٹ کیا ہے کہ یہ پہلی پنچایت ہے جو اس دفعہ کا کافی خیال رکھتی ہے۔ ممبران حلقہ پنچایت ہذا اپنے حلقہ کے گاؤں موضع جات کا دورہ کر کے تعلیم بالغان۔ صفائی۔ فوائد کفایت شعاری۔ نقائص قرضہ جات قیام انجمن ہا بہبودی دیہات۔ فوائد کاشتکاری۔ حسنی تحریکات وغیرہ اصلاح رسومات قبیح کے ہدایات کرتے رہتے ہیں۔

سرپنچ

نوٹس

ضرورت ہے

ایک خلاصی برائے محکمہ تار و ٹیلیفون ڈوڈہ تنخواہ ۱۲ روپیہ ماہوار

درخواستیں بشمول سٹیٹ سبجکٹ سرٹیفکیٹ اسناد کارکردگی عمر و چال و چلن نوٹس ہذا کے گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہونے کے ۱۵ یوم کے اندر اندر دفتر ہذا میں پہنچنی چاہییں۔

چیف انجینیر الیکٹریکل و مکینیکل ڈیپارٹمنٹس سرینگر

سفرنامہ کشتواڑ

محکمہ پنچائیت و دیہات سدھار ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ہماری سرکار ریاست کے کسی حصہ کو اس محکمے کی برکات سے محروم نہیں رکھنا چاہتی ہے۔

چنانچہ حال ہی میں ارشاد ہوا کہ تحصیل بھدرواہ اور کشتواڑ میں پنچائیت اور دیہات سدھار کا کام زور و شور سے شروع کیا جاوے۔ سرویروں کا ایک گروہ جن میں پنڈت جیا لعل گیرو اور ایم علی محمد جی تھے۔ اس ڈیوٹی پر مامور کئے گئے۔ چنانچہ ان حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عازم کشتواڑ ہوئے۔ راستے میں جو کچھ ان کے ورپیش آیا وہ ناظرین دیہاتی دنیا کے تفریح طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

نوٹس

ضرورت ہے۔

چار خلاصیاں برائے محکمہ ٹیلگراف و ٹیلیفون جموں تنخواہ فی کس ۱۲ روپیہ دو روپیہ ٹاون الاونس ماہوار۔ درخواستیں بشمول سٹیٹ سبجکٹ سرٹیفکیٹ و اسناد کارکردگی عمر و چال و چلن نوٹس ہذا کے گورنمنٹ گزٹ میں شایع ہونے سے ۲۰ یوم کے اندر اندر دفتر ہذا میں موصول ہونی چاہئیں۔

چیف انجینئر الیکٹریکل و مکینکل ڈیپارٹمنٹس سرینگر

بہتام بہتر یہی ہے کہ سامان خچروں پر لادا جائے اور سفر پیدل طے کیا جاوے۔ گفتگو اس طرح شروع ہوئی

علی محمد سرویہ: کیوں جی خچربان یہاں سے کشتواڑ کتنے میل ہے۔

خچربان: جناب کوئی ساٹھ میل

علی محمد سرویہ: (گھبرا کر) اوہو! بہت لمبا سفر ہے۔ جانے کتنے دن لگیں!

خچربان: کوئی چار ایک دن۔

ع: گویا ہر دن پندرہ میل کا سفر کرنا ہوگا!

ع: کوئی بات نہیں ... اگر ایک میل اور پندرہ میل کتنے گز ہوئے؟ میرا ہر قدم گز بھر لمبا ہے۔ بس تو صرف اتنے ..... قدم چلیں گے۔

ع: (بالوں پر ہاتھ پھیر کر اور پتلون کے جیب میں ہاتھ ڈال کر) یار چلو (دونوں روانہ ہوتے ہیں)

پانچ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد چڑھائی شروع ہوئی۔

ع: اوہو! میرا تو دم لوٹ رہا ہے۔ اتنی مشکل چڑھائی اور کڑکتی ہوئی دھوپ

ع: ٹھہرو مجھے پتلون اُلٹنے دو۔ میں پسینے میں لت پت ہو گیا۔ بوٹ میں بھی پسینہ جا پہنچا

ع: اب صرف دس میل کا فاصلہ ہے۔ پانچ میل چل کر تو۔ پھر آخر اور اس طرح سے صرف ایک ...

ع: ہاں جب تک میری روح پرواز کر چکی۔ ذرا دم لے لیں

ع: ذرا نیچے دیکھو کس قدر بھیانک منظر ہے۔ دیکھنا سامنے چناب کس زور و شور سے بہتا چلا جا رہا ہے۔ وہ فلک بوس پہاڑوں کا سلسلہ اس کا کنارہ ہے۔ خدا بچائے اگر ہمارا پاؤں ذرا بھی پھسل گیا تو ہماری لاشوں کا بھی پتہ نہ چلے گا۔ دیکھو پھونک پھونک کے قدم رکھنا۔

اتنے میں سامنے سے پہاڑ پر ایک قدِ آدم لنگور نظر آیا۔ دونوں سرویوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں چہروں کے رنگ بدلنے لگے۔ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے تھے۔ کہ کہیں خچربان نظر آئے۔ آخر خدا خدا کر کے ان کو ایک راہرو نظر آیا۔ جس نے سرویوں کو یقین دلایا۔ کہ لنگور ہنومان کے سنتان ہیں۔ اسلئے انسان کے ساتھ نہیں جھگڑتے۔ اب سرویان کے ہوش ٹھکانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ قدم آگے بڑھانے لگے۔

....

پہلا پڑاؤ۔ مقام چھٹی اشٹر

ج :۔ مجھے خیال تھا کہ چھٹی میں اچھا خاصا بازار ہوگا۔ مسافروں کے لئے انتظام ہوگا۔ یہاں تو صرف ایک دوکان ہے۔

ن :۔ اور اس میں صرف ایک بوڑھا دوکاندار۔ ممکن ہے یہاں ہر چیز ملتی ہو۔ (آخر پڑاؤ تھا لاگیا)

ن :۔ کیوں لالہ جی دودھ ہے۔ لیمونیڈ ہے!

ج :۔ اور انڈے بھی۔

دوکاندار :۔ مہاراج انڈے ونڈے کہاں۔ دودھ کا تو یہاں ارمان ہی رہا ہے۔ لمنیڈ ہم نہیں جانتے وہ کیا ہوتی ہے۔

ج :۔ پانی تو ضرور ہوگا۔

دوکاندار :۔ ہاں پانی تو ہے۔ مگر آدھ میل کے فاصلے پر۔ وہاں میٹھے پانی کا آبشار ہے۔

ج :۔ ہائے شومئے قسمت پانی بھی گوہر بن گیا۔

دوکاندار :۔ مہاراج پینے کے لئے گلاس بھر پانی موجود ہے پی لیجئے۔

ج :۔ (پانی پی کر) اچھا بھوک لگ رہی ہے۔ انتڑیاں قل ھواللہ پڑھ رہی ہیں۔ کیا آپ روٹی پکا دیں گے۔

دوکاندار :۔ میں کسی کے واسطے روٹی نہیں پکاتا۔ اول دال ہے جو گلتی نہیں۔ دال گلنے میں ہی بات بگڑ جائے گی۔ پھر آپ خواہ مخواہ ناراض ہو جائیں گے۔

ج :۔ پھر کیا کریں۔

دوکاندار :۔ چولھا سامنے ہے گرم کیجئے۔ ہم سے آٹا مصالح اور تیل لے لیجئے۔ بے ادبی معاف میں بوڑھا ہوں۔ ہو سکے میرے لئے بھی دو چار پھلکے (روٹیاں) بنا دیں۔ اس کے لئے سوا سیر آٹا دے رہا ہوں۔

ج :۔ شاہ جی! اس قدر تھوڑے آٹے سے آپ کی بھوک مٹیگی۔

دوکاندار :۔ ہاں تھوڑے پر ہی قناعت کر رہا ہوں۔ طبیعت بھی کچھ ناساز ہے

ع :۔ (ج سے) بالوں کو ڈھانپو عینک اتارو۔ چولھے میں آگ سلگاؤ۔ اور . . . . .

ج :۔ اور پتلون کا دسپنا بناؤ۔

ج :۔ نہیں ، اور میں تب تک پانی لاؤنگا۔

اس طرح تھکے ماندے سرویروں نے تاروں کی روشنی میں رات کے ۱۲ بجے روٹی اور ماش چنے کی دال پکائی۔ خود کھائی اور دو کا ملہ کو کھلائی

دوسرا پڑاؤ. مقام سُوا

ع :۔ صبح سے برابر چل رہے ہیں۔ اب ٹانگیں چلنے سے انکاری ہیں۔ پیاس سے منہ خشک ہو جا رہا ہے۔

ج :۔ واقعی آج لمبا سفر طے کیا ہے۔ غالباً سترہ میل چلے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ اب دم کریں۔

ع :۔ مگر یہاں بغیر جنگل اور درختوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہ بھی رات کے اندھیرے میں اوجھل ہو رہے ہیں۔ اب رہی سہی طاقت......

ج :۔ ہمت نہ ہاریئے۔ وہ دیکھو آبادی نظر آ رہی ہے۔ کیونکہ ادھر چراغ ٹمٹماتے ہوئے نظر آ رہے ہیں شاید وہی جگہ ہے جہاں خچربان رات کو ٹھہرے گا۔

آدھ میل کے قریب چل کر ایک کوٹھا نظر آیا اور ایک بڈھا دروازے سے نکلتے دکھائی دیا۔

ع :۔ بوڑھے میاں یہ کونسی جگہ ہے۔ یہاں کوئی خچربان ٹھہرا ہے۔

بوڑھا :۔ نہیں مہاراج وہ آگے چل دیا ہے۔ اور آپ کو تاکید کر گیا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ جانا۔

ع :۔ وہ جگہ یہاں سے کس قدر دور ہے۔

بوڑھا :۔ مہاراج صرف چار میل

ع :۔ کیا ہم پہنچ سکیں گے۔

بوڑھا :۔ مشکل ہے۔ اندھیرا پڑ گیا ہے۔ راستے سے انجان ہو۔

ج :۔ پھر کیا کیا جاوے ہمارے پاس بستر وغیرہ بھی نہیں ہے۔

بوڑھا :۔ کوئی مضائقہ نہیں بستر ملیگا۔ روٹی ملے گی جو چاہو ملے گا۔

ع :۔ بہت اچھا بوڑھے میاں ٹھہراؤ کا انتظام کرو۔

ج :۔ مگر پہلے ہمیں کمرہ دکھاؤ۔

بڈھا سرویروں کو ایک کمرہ میں لے گیا۔ کمرہ کیا تھا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

بوڑھا کمرے کی طرف عجلت سے چلا۔ دروازہ کھولا گیا۔ بدبو اور گندی ہوا سے سواگت کیا۔ اندازہ سے چار گز کا کمرہ
پانچ فٹ لمبا اور چار فٹ چوڑا اور ساڑھے تین فٹ اونچا تھا۔ روشندان نام کو بھی نہیں۔ بیٹری کی روشنی سے پتہ
چلا کہ کمرہ ہذا میں کیڑے مکوڑے مدت مدید سے بستے چلے آئے ہیں۔ دروازہ سے قدم رکھتے ہی اندر کھلبلی
سی مچ گئی۔ چوہے جھٹ پٹ بلوں کی تلاش میں ادھر ادھر پھرنے لگے۔ چمگادڑ پھڑپھڑاتے ہوئے دروازے کی
طرف آنے لگے چنانچہ ایک چمگادڑ اپنی سراسیمگی میں ہمارے ساتھی کے عمامہ سے ٹکرایا۔ مچھر اور مکھیاں اس قدر بھنبھنائیں
کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دی۔ لٹکتے جالیوں کو دیکھ کر ہم پریشان نظر آنے لگے۔ بعض شکار کی تاک میں لگے جھولا جھولنے

ع :۔ (آنکھوں سے مکڑیوں کا جالا ہٹاکر ج سے کہنے لگا) کبھی اس کمرے میں ٹھہرنا پڑا تو مہنگا پڑے گا۔

ج :۔ ممکن ہے یہاں کوئی زہریلی سانپ بھی ہو۔

ع :۔ بوڑھے میاں کوئی موزوں جگہ دکھاؤ۔

بوڑھا :۔ مہاراج۔ یہ مسافروں کے لئے محفوظ مقام ہے۔ مسافر بڑے شوق سے یہاں ٹھہرتے ہیں

ج :۔ بھاڑ میں جائیں مسافر۔ ہمیں چھت پر چارپائی دو۔ ہم وہاں ہی رات گزاریں گے۔

روٹی لائی جاتی ہے

ع :۔ یہ کیا بنایا ہے۔

بوڑھا :۔ مہاراج سگی کا ڈوڈا ہے۔ پالک بھی رکھی ہے۔ کونے میں اچار بھی ہے۔

ج :۔ اچار بھی رکھا ہے۔

بوڑھا :۔ اور وہ اچار جو پچھلے زمانے کے راجہ مہاراجہ کھایا کرتے تھے۔

ع :۔ (ج سے) ذرا اچار چکھو۔ گھاس کی جڑیں رکھی ہیں۔ نہ اچار کا مزا نہ آم کی بو

ج :۔ اور پالک بھی دیکھو۔ سرسوں کے پتے ابلے ہیں۔ ان پر کچا تیل چھڑکا ہے کیسی بدبو آرہی ہے۔

سر و برن نے پانی میں نمک مرچ ملاکر روٹی سے پیٹ بھر لیا۔

سونے کی تیاری

بوڑھا :۔ دو کھاٹ لے آیا ہوں۔

ع :۔ اور بستر؟

بوڑھا :۔ وہ بھی لے آیا ہوں۔ (دو کمبل آگے کرکے)

ج:- اور دوسرے کو ایک بستر لائے ہوئے

بوڑھا:- یہ دونوں کے لئے کافی ہے۔ گھر میں اور کوئی کمبل نہیں۔

ع:- کمبل تو لائے ہو مگر یہ بھی سوراخ والے چوہوں کے۔ جوئیں بھی ان پر کھیلتی نظر آرہی ہیں۔

سر دیوان تھک کر سب بدایت سو جاتے ہیں۔

رات کے دو بجے کا موقع ہے۔ کہ چند بدمعاش سرویہ ان کے کمبلوں کو کھینچنے لگے۔ مگر کمبل سرویوں کے سروں میں اٹکے تھے۔ کیونکہ وہ کمبلوں سے بچے ہوئے کانوں سے سر نکال سوئے تھے۔ اسلئے بدمعاشوں نے زور سے کھینچنا شروع کیا۔ جب سرویہ دو چار گز گھسیٹے گئے تو ان کی آنکھیں کھلیں اب لگے شور و غل کرنے۔

ع:- چور۔ چور

ج:- بدمعاش۔ لٹیرے۔ ڈاکو

اتنے میں بڈھا سونا سنبھالے موقع پر آن پہنچا اور بدمعاش نو دو گیارہ ہو گئے۔

تیسرا پڑاؤ بمقام دراوشالہ

اس پڑاؤ پر کوئی واقعہ درپیش نہیں آیا۔

چوتھا پڑاؤ۔ کشتواڑ

(ہوٹل میں)

ج:- (بورڈ کو دیکھکر) امیر ہوٹل کا منیجر کون ہے

منیجر:- جناب میں حاضر ہوں ....

ع:- آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں۔

منیجر:- جی ہاں میرا نام امرناتھ ہے۔

ج:- خوب۔ امیر ہوٹل کا مالک امرناتھ۔ گلی یا بازار کا نام بھی امرباندار ہوگا۔

ع:- مگر یہاں امیری کا نام و نشان نہیں۔

ج:- کیوں ایک لوٹا سوٹا میز اور ایک گئی گذری کرسی تو ہے۔

ع :۔ مینجر صاحب بارش سے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ چائے بناؤ اور کیک ہے؟

مینجر :۔ بہتر جناب سنگتری چاء بناؤں۔

ع ۔ ج سے :۔ بھئی سنگتری چائے کیا ہوتی ہے۔

ج :۔ مینجر صاحب سنگتری چائے کا مطلب۔

مینجر :۔ بہت عمدہ چائے جو بڑے بڑے جنٹلمین پیتے ہیں۔

ع :۔ اچھا لاؤ۔ چائے لائی جاتی ہے

ج :۔ اور کیک؟

ہوٹل والا :۔ دہی کی روٹی پیش کر کے، وہ بھی حاضر ہے۔

ع :۔ یہ کیک نہیں ہے۔

ہوٹل والا :۔ مقامی زبان میں ہم اس کو ڈوڈا کہتے ہیں۔ آپ کیک کہتے ہوں گے۔

ج :۔ (چائے کا گھونٹ پی کر) بابا یہ کیا بنا لائے ہو۔ اس میں نمک اور مصری دونو ایک دوسرے سبقت لے جاتے ہیں

ہوٹل والا :۔ اسی واسطے ہم ایسی چاء کو سنگتری بولتے ہیں۔

ج (ع سے اے لب آرزو کہ خاک شدہ

ع :۔ (چائے پھینک کر) بھوک لگ رہی ہے۔ مینجر صاحب روٹی کا انتظام کیجئے۔

روٹی

ہوٹل والا ۔ کیوں بابو جی منج تیار ہے لاؤں۔

ع ۔ بھئی بھاجی کیا ہے!

ہوٹل والا ۔ جی ساگ۔ منج لاؤں (اتنے میں مینجر کو کسی نے بلایا اور وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

ع ۔ (دوسرے سے) بھئی آپ منج کا مطلب سمجھے۔

ج ۔ جی لاہور میں منج کے پیچھے پائے جھول لگا کر چارپائی کو بولتے ہیں۔

ع :۔ اور میں نے پہاڑیوں سے سنا ہے وہ بھینس کو منج کہتے ہیں۔

ج :۔ پھر کیا سمجھیں۔ چارپائی یا بھینس

ع :۔ مگر یہ معنی بے محل معلوم ہوتے ہیں۔ اب منج کے معنی رہنما سمجھئے جو چیز پیش کرتے

ج :- ابھی چائے کے وقت بھی یہی برا حال ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ روٹی کا بھی یہی حال ہو۔
ہوٹل والا :- جی منج تیار ہے۔
اتنے میں ہوٹل والا روٹیاں لے کر کمرے میں داخل ہوا
ج :- الحمد للہ۔ روٹی لے کر ہی آیا ہے دیکھو۔ دیکھو۔
ج :- ہاں ہاں آنکھیں دھوکا نہیں دے رہی ہیں۔ واقعی روٹیاں ہیں۔
ر :- آپ نے تو گوشت لایا ہے آپ کہتے تھے صرف ساگ پکا ہے۔
ہوٹل والا :- ہاں صرف ساگ لے آیا ہوں اور کچھ تیار نہیں۔
ج :- مینیجر صاحب اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ گوشت کو ساگ اور روٹی کو منج بولتے ہیں۔
ہوٹل والا :- جی ہاں ہم کشتواڑ روٹی کو منج اور ماس کو ساگ بولتے ہیں۔
ج :- خوب
ر :- اور بہت خوب
اس کے بعد دونوں سرور اپنے اپنے حلقے میں حاضر ہونے کے لئے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

(پنڈت جیالال سرور)

ہم کسی شخص کی عزت نہیں کرتا

ہم مختلف فرقوں کے افراد میں کوئی امتیاز نہیں کرتے اور نہ ہی مختلف سیاسی انجمنوں یا بوڑھے اور بچوں میں کوئی تفریق کرتے ہیں۔

اے۔ آر۔ پی

ہر شخص کا اپنا کام ہے۔

اے۔ آر۔ پی

کے ذریعہ ہی آپ اپنی زندگی اور اپنی جائیداد کو ہوائی حملوں سے محفوظ کر سکتے ہیں۔

(سپیشل آفیسر)

اطلاع

محکمہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت ماہ اسوج ۱۹ کی ۱۳ تاریخ کو سرینگر کی روانگی کے لئے بند ہو کر ۲۲ ماہ حال کو سرینگر کھلے گا۔ اس لئے ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۲۰ اسوج کے بعد کوئی خط و کتابت کہ جس کی آخری تاریخ ۱۹ اسوج ہوگی آئندہ خط و کتابت سرینگر کے پتہ پر کی جاوے۔

دستخط۔ غلام قادر سپرنٹنڈنٹ

دفتر رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت جموں و کشمیر

ابھی ہوائی حملے نہ بھی شروع ہوئے ہوں۔ مگر یہ ایک تباہ کن جنگ ہے

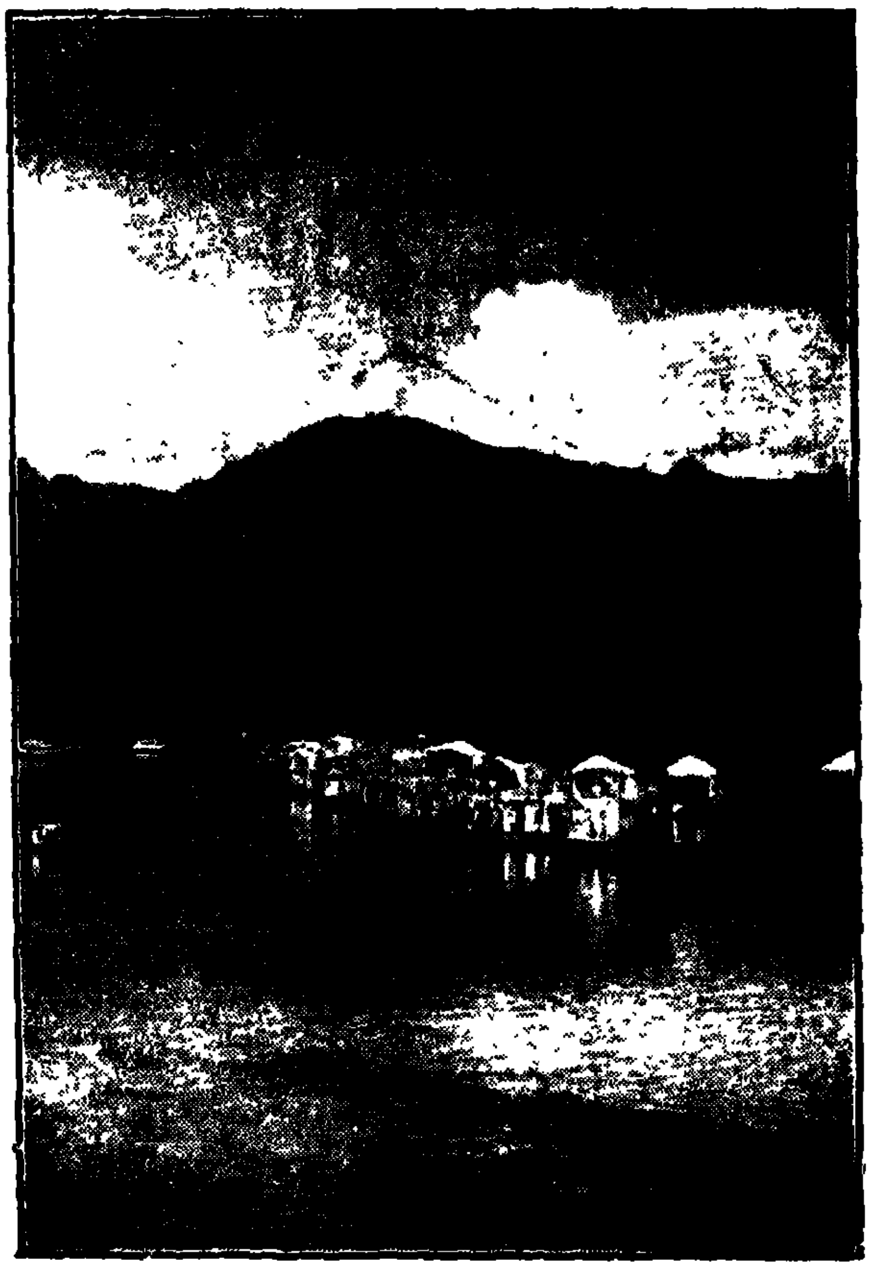
دشمن بیدار ہیں۔

ہمارے دشمنوں نے لاکھوں نہتے بچوں اور عورتوں پر اندھا دھند بمباری کی ہے
ہمارے ہوا باز آسمان پر ہماری حفاظت کریں گے مگر ہمارا اپنا فرض ہے کہ زمین پر اپنی حفاظت خود کریں یہ صرف

اے آر۔ پی

کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

سپیشل آفیسر
ہز ہائینس گورنمنٹ
جموں و کشمیر



سیاحان کے ہوس بوٹ نسیم باغ میں



کنول کے پھول معہ پتوں کے ڈل کشمیر میں

دیہاتی دنیا

چندہ سالانہ — چار روپے

جلد (۳) — نمبر (۶)

جون ۱۹۴۳ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوانز پریس جموں چھپکر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا

سے شائع ہوا

حالات جنگ

جاپان کے خلاف جنگ

الف۔ آسٹریلیا۔

گذشتہ پندرہ دنوں میں جاپانی ہوائی جہاز جنہوں نے ڈارون اور دیگر مقامات پر شمالی آسٹریلیا میں ہوائی حملے کئے۔ بہت زیادہ نقصان اٹھایا۔ صرف ایک ہی ریلے میں ۲۷ میں سے ۱۱ بم مار ڈارون پر گرا لیے گئے۔

اس خلاصہ کے لکھنے کے موقع پر اتحادی اور جاپانی بیڑے کے درمیان کورل سمندر میں جو براعظم کے شمالی مشرقی ساحل کے پرے واقع ہے۔ ایک بڑی بحری جنگ ترقی پذیر ہے۔ جو اطلاعات اس وقت تک موصول ہوئی ہیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جاپانیوں کے دو ہوائی جہاز لے جانے والے دو بڑے جنگی جہاز ، تباہ کن ہم توپ ما کشتیاں ... مال لے جانے والے جہاز غرق کئے گئے ہیں۔ امریکہ کے صرف تین بم مار ضائع ہوئے۔

ب۔ برما۔

جاپانی بکتر بند دستے ریاست شان برما کے مشرق میں سیام سے پندرہ دن ہوئے گھس آئے تھے۔ اور شمال کی جانب دھکیلتے ہوئے لاشیو پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی وقت برطانوی اور ہندوستانی دستے اراودی وادی کے شمال کی طرف واپس ہوئے۔ اور اب اراودی کے ایک معاون چندون میں ہیں۔

مانڈلے پر بھی جاپانیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ایک جاپانی دستہ جو شمال مشرق کی جانب لاشیو سے چین کے صوبہ یونن میں بڑھ رہا تھا۔ پر حملہ کیا گیا۔ اور اس کو ۷ مئی کو واپس دھکیل دیا گیا۔ دشمن کو پچاس فی صدی دستوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ لاشیو کے جنوب میں سو میل ... زیادہ چینی افواج لوئنگی کے گرد و نواح ہیں جاپانیوں کے عقب پر ابھی تک حملے کر رہی ہیں۔

ج۔ فلپائن۔

۷ مئی کو خلیج منیلا میں جزیرہ کوریجیڈورا کے بہادرانہ بچاؤ کا خاتمہ ہو گیا۔ آخری جنگ کی تفصیلات ابھی تک موصول ہوئیں۔

د۔ ہندوستان اور سیلون۔

سیلون یا ہندوستان پر جاپانیوں کا مزید کوئی حملہ نہیں ہوا۔ اسی اثنا میں امریکی ہوائی جہازوں کی ایک بڑی تعداد اور ہندوستانی ہوابازوں کی موجودگی کا سرکاری طور پر اظہار کیا گیا۔

ح۔ مڈغاسکر۔

جاپانیوں کی بحر ہند کی طرف پیش قدمی لاوال کا فرانس کی حکومت میں برسر اقتدار آنا۔ اور وشی فرانسیسی بڑے جزیرے مڈغاسکر کی اہمیت جو افریقہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سے یہ خوف بڑھ رہا تھا۔ کہ غالباً وشی فرانس اس جزیرے کو جاپانیوں کے حوالہ کردیگا جس طرح کہ گذشتہ سال فرانسیسی ہند چینی ان کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ لہذا اس حرکت کی روک تھام کے لئے ایک مضبوط برطانوی فوج ۵ رمئی کو اس جزیرہ کے شمال میں اتاری گئی اور تین دنوں کے اندر اس نے فرانسیسی بحری اڈے پر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ وشی دستوں نے برطانویوں کے اترنے پر بڑی مزاحمت کی لیکن ان اطلاعات سے جو اس وقت تک موصول ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مقتولین کی تعداد پانچ سو سے کم تھی۔ جزیرہ کا شمالی حصہ ہمارے قابو میں ہے۔ لیکن وشی گورنر نے اعلان کر دیا ہے کہ وشی افواج جہاں کہیں بھی ہوں گی آخری دم تک لڑتی رہیں گی۔

آر۔ اے۔ الف حملہ مغربی یورپ پر

آر۔ اے۔ الف نے گذشتہ پندرہ دنوں میں جرمنی پر کئی بار ہوائی حملے کئے۔ بموں کی شست میں روسٹوک اور لوبیک بھی شامل تھے۔ بالٹک سمندر کی دو اہم بندرگاہیں جہاں سے جنوبی افواج کو لینن گراڈ کے گرد و نواح میں سامان رسد بھیجا جا رہا ہے۔ اور جہاں ہینکیل Heinkel ہوائی جہازوں کا کارخانہ واقع ہے کولون (رائین لینڈ) اور سٹٹ گارٹ جنوبی جرمنی میں پلسن زیکوسلواکیہ جہاں سکوڈا کے سامان جنگ بنانے کے کارخانے واقع ہیں۔ یہ سب آر۔ اے۔ الف کے بموں کا نشانہ بنے۔ جواب میں لفٹ وافے کے چھوٹے چھوٹے دستوں نے انگریزی قصبوں کے گرجاؤں جن میں باتھ۔ ایگزیٹر۔ کینٹربری اور نارویچ شامل ہیں انتقامی ہوائی حملے کئے گئے۔ جہاں شہری نقصانات بمقابلہ جنگی نقصانوں کے بہت زیادہ ہوئے۔

دن کے وقت شمال مغربی فرانس پر نہ تھمنے والے حملے کئے گئے۔ بعض دنوں میں تو ایک ایک دن میں سات سات زدیں ماری گئیں۔ بہرحال بہت کم مقابلہ مشاہدہ میں آیا۔

فوجی جمعیت۔

اپریل کے آخیر پر فوجی جمعیت نے ایک کامیاب حملہ بولان کے نزدیک کیا۔ تفصیلات ابھی ہم تک نہیں پہنچی ہیں لیکن یہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت کم مجروح ہوئے ہیں۔

مالٹا۔

جنرل لارڈ گورٹ وی۔ سی جو فرانس میں سابقہ کمانڈر بی۔ ای۔ ایف کے رہ چکے ہیں اور پھر جبرالٹر کے گورنر اب مالٹا میں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں ان کو گورنر اور کمانڈر انچیف بنایا گیا ہے۔ گزشتہ پندرہ دنوں میں اس جزیرہ پر بے شمار بھاری ہوائی حملے کیے گئے ہیں۔ لیکن حملہ آور جہازوں کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔

روس۔

گزشتہ پندرہ دنوں میں دونوں طرف سے کوئی بڑی لڑائی رونما نہیں ہوئی۔ اور اس بات کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ کہ ہٹلر کب اور کہاں اپنا دیرینہ وعدہ بہار میں جنگ کرنے کا شروع کرے گا۔

مترجمہ ایڈیٹر

کشمیر رنید ڈلنی

اعداد و شمار

جہاز تعمیر کرنے کے کارخانے ہندوستان میں بڑے زور شور سے کام کر رہے ہیں۔ سردست تین صد سے زائد جہاز زیر تعمیر ہیں اور تیس ہزار سے زائد اشخاص ان مختلف کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔

ابتدائے جنگ سے آج تک تقریباً چار ہزار سمندری جہازوں کی ہندوستانی کارخانوں میں مرمت ہو چکی ہے۔

۱۹۳۹ء میں توپوں کے ہندوستانی کارخانوں میں ۱۶۶۷۸ آدمی کام کرتے تھے۔ جون ۱۹۴۱ء کے آخر میں ۵۰۰۰ آدمی کام میں لگے ہوئے تھے۔ اس تعداد کے ۹۳۰۰۰ تک پہنچ جانے کی توقع کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں ۴۱-۱۹۴۰ء تک ۲۵۳۳۸ ڈاک خانہ جات تھے۔

بہ صد زائد دوکانیں ہندوستان میں اب مشینوں کے اوزار تیار کر رہی ہیں۔ ٹاٹا کمپنی، اکلہ ۔۔۔

مختلف وضع کے ۔۔۔۔ ۵ ہزار تیار کرتی ہے ۔

کوریا جس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جاپانیوں نے کوریا کے باشندوں کی استدعا پر اس کو آزاد کر دیا ہے نے جس قدر علاقہ جات جنگ سے فتح کئے تھے کھو دیئے ہیں ۔ جاپانی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق دو لاکھ چالیس ہزار کوریوں کو جاپانی پولیس نے ۱۹۱۲ اور ۱۹۱۸ء کے درمیان اتنے کوڑے لگائے کہ بعض کو موت کے گھاٹ اتار گیا ۔

بحر ہند میں مڈغاسکر کا جزیرہ تقریباً ایک ہزار میل لمبا اور ساڑھے تین سو میل چوڑا ہے ۔ یہ دنیا میں تیسرا سب سے بڑا جزیرہ ہے ۔ اور اس کا رقبہ تقریباً دو لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میل ہے ۔ یہ جزیرہ فرانسیسی اقتدار کے تحت ۱۸۸۲ میں لایا گیا ۔ اور اب اس کا الحاق فرانس کی وحشی گورنمنٹ سے ہے ۔

شاہی بحری بیڑہ کے چھ صد جہاز سمندر میں ہر قسم کے موسموں میں متواتر منڈلاتے رہتے ہیں ۔

تارپیڈو

تارپیڈو ۔ ۲۲ فٹ لمبا اور قطر میں ۲۱ انچ ہوتا ہے ۔ انسانی دماغ نے یہ ایک سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار ایجاد کیا ہے ۔ یہ پانچ میل کے فاصلہ سے ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے مار کرتا ہے ۔ اس میں چھ ہزار پرزے ہوتے ہیں ۔ جو گھڑی کی مانند نہایت چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں ۔ اگرچہ تارپیڈو کی قیمت دو ہزار پونڈ کے قریب ہوتی ہے لیکن اس کے باعث جنگ میں بہت بربادی اور ادبار کی بہت تباہی واقع ہوتی ہے ۔

ایڈیٹر

یا عشق میں نہیں ہے قابو کسی کا دل پر
یا چارہ گر ہیں کچھ دلوانے ہو گئے ہیں

دیہاتی دنیا ــــــــــ

کشمیری زمیندار اور شالی

صوبہ کشمیر کی وادی میں سالہا سال سے شالی (دھان) کا سوال اس قدر پیچیدگیاں پیدا کرتا رہا کہ عوام میں ہر سال ایک سنسنی سی پیدا ہو جاتی رہی۔ حکام ریاست آئے دن شالی کی الجھنوں کو حل کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ یہاں حکومت اس گتھی کو ایک احسن طریق سے سلجھا لیتی ہے۔ شالی سٹور کا محکمہ بجائے خود اس مشکل کو حل کرنے کی تدابیر عمل میں لاتا رہتا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ یہ محکمہ سرینگر کے شہری لوگوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو شہری لوگ اکثر فاقوں کا شکار ہو جائیں۔

دیہات میں اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے زیادہ تر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں جن سے دیہاتی لوگ استفادہ کر سکیں۔ گزشتہ سال پنچایتوں کے ذریعے دیہات کے اکثر علاقوں میں دکانیں کھولی گئیں۔ جہاں دیہات میں غریب اور مستحق لوگوں میں شالی تقسیم کرنے کے لئے متمول لوگوں نے جو پنچایت ممبران بھی شامل تھے۔ اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے کچھ مقدار شالی، مکئی وغیرہ جمع کی۔ اس میں ایک بڑی حد تک کامیابی بھی ہوئی۔

امسال بھی اس میں حضور ریونیو منسٹر یعنی منشی مال صاحب بہادر بڑی دلچسپی لے رہے ہیں اور اس سلسلے میں زمینداروں نمبرداروں اور محکمہ مال کے ذمہ دار افسروں کی میٹنگیں بھی کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ نتائج نہایت شاندار ہوں گے۔

پنچایتیں ہی درحقیقت ایک ایسا ذریعہ ہو سکتی ہیں جن کی وساطت سے زمینداران دیہات صحیح طریق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ وہ ان کے نیک و بد سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں اور ضرورتمند کو بھی طرح سے جانتے ہیں۔

حضور منسٹر مال صاحب بہادر نے دیہات میں زمینداران سے با رضامندی خود شالی خرید کرنے کا انتظام پنچایتوں کے سپرد کیا ہے۔ یہ پنچایتیں نہ صرف مقامی ضروریات کو پورا کریں گی بلکہ ان ضروریات سے زیادہ سٹاک ان کے پاس موجود رہے گا۔ وہ محکمہ فوڈ کنٹرول کے سپرد کریں گی۔

دیہات میں اب کسی قسم کی تکلیف کا اندیشہ باقی نہیں رہے گا۔ افسران محکمہ رورل ڈیولپمنٹ اب صبح و شام اس امر کا خیال رکھ رہے ہیں۔ کہ دیہات میں شالی کا انتظام خاطر خواہ ہو اور کسی جانب سے کوئی شکایت نہ ہو۔

ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ ان انتظامات سے اب دیہات کے علاوہ شہر میں بھی شالی کا مکمل انتظام ہو جائے گا۔ خیر خواہان ملک سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اگر اس سے زیادہ بہتر طریق آسائش پیش کر سکیں تو اس پر حکومت غور کرنا پسند کرے گی

ایڈیٹر

بینی جہاں را خود را نہ بینی
تا چند نادان غافل نشینی

نور قدیمی شب را بر افروز
دست کلیمی در آستینی

بیرون قدم نہ از دور آفاق
تو پیش ازینی تو بیش ازینی

جانے کہ بخشند دیگر نگیرند
آدم بمیرد از بے یقینی

اقبالؔ

بچھو کی قسمیں اور ڈنگ کا علاج

ہندوستانی طب قدیم و جدید کے بچھوؤں کی تین قسمیں ہیں۔ سسرت درگمبہ داس کی رائے میں بھی تین قسمیں ہیں۔ تیئس حصوں میں تقسیم کردی گئی ہیں۔ ان تیئس قسموں میں تیرہ اس قسم کے بچھو ہیں۔ جو باعث موت ہوتے ہیں۔ اور دس قسمیں ایسی ہیں جن کا علاج ہوسکتا ہے۔ ان کا تذکرہ کرنے سے مضمون لمبا ہونے کا اندیشہ ہے۔

طب اکبری میں بچھو کی ایک خاص قسم بیان کی گئی ہے۔ جس کی پہچان لکھا گیا ہے۔ کہ وہ بچھو جب زمین پر چلتا ہے تو اس کی دم زمین پر گھسیٹتی چلتی ہے۔ اگر وہ بچھو کسی کو کاٹے تو دوسرے اور تیسرے دن تک اس کا زہر مختلف اقسام علامات پیدا کرتا ہے۔ اور ان کے بدن سے خون جاری بھی ہو جاتا ہے۔ سسرت نے بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہوا ہے۔ اور اس کو مہا دلیش بچھو کے نام سے ذکر کیا ہے۔ جیبروٹہ اور تحصیل اکھنور و سانبہ کشمیر کے کنڈی جنگلی علاقہ میں یہ قسم پائی جاتی ہے۔

عام طور پر جو بچھو ہیں ملتے ہیں۔ وہ گائے اور بھینس کے گوبر سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور شہری علاقہ اور قصبہ جات میں جو بچھو پائے جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش لکڑی یا اینٹوں سے ہوتی ہے۔ ان دونو قسموں کی تاثیر میں فرق ہے ... علاج بھی مختلف۔ مگر جو بچھو عام طور پر ہیں ... ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سیاہ دوسری پیلی یا ... کا بچھو پہلے کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ وہ گوبر وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا صحیح علاج میٹھا تیلیا ہے۔ میٹھا تیلیا گائے کے پیشاب میں گھس کر جائے ڈنگ پر لگانا چاہیے اور اوپر سے سینک دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا مزاج سوداوی ہوتا ہے۔ اور اکثر سودا کی علامات پیدا کرتا ہے میٹھا تیلیا کے لیپ سے پہلے جائے ڈنگ پر خفیف سا چھید لگانا چاہیے

اگر بچھو پیلے یا بھسلے رنگ کا ڈنگ کرے۔ تو کچلا گائے کے موتر میں گھس کر لگانا چاہیے۔ اور اوپر سے اینٹ کا سینک دینا چاہیے۔ اگر بچھو کسی بچے کو کاٹ کھائے تو ادویات زہریلی کے بجائے مندرجہ ذیل نسخہ جات استعمال میں لائیں۔

(۱) تخم سرس۔ فلفل دراز۔ نمک سندھیا ہموزن لے کر پیس لیں۔ اور بکری کے پیشاب میں کھرل کر کے رکھ چھوڑیں۔

(۲) مغز گٹھلی۔ تخم لاجونتی۔ تخم شیریں۔ تخم کسیر ہموزن پیس کر ہمراہ پیشاب گائے جائے ڈنگ پر لیپ کریں۔ یہ نسخہ

ہر ایک بیمار پہ استعمال ہو سکتا ہے۔

(۳) ہڑتال ورقی۔ نوشادر۔ چونہ۔ شیر مدار میں کھرل کرکے گولیاں بنا لیں۔ اور بروقت ضرورت لعاب دہن سے گھس کر جائے ڈنگ پر لگائیں۔

ادویات مندرجہ بالا ہر ایک دیسی شفاخانہ میں موجود رہنی چاہئیں اور ہر ایک ذی غرض کو دیکھ رجسٹر پابند(؟) رکھا جانے۔ نیز ہر ایک دیہاتی اپنے گھر میں روغن دارچینی موجود رکھے۔ شفاخانہ سے لانے سے پیشتر روغن دارچینی کو جائے ڈنگ پر لگایا جاوے۔ تاکہ زہر زیادہ اثر نہ کر سکے؛

نہروا یا ناہروا

علاقہ کنڈی کے لوگ عام طور پر تالابوں کا پانی پیتے ہیں۔ گو علاقہ کنڈی کے کنویں بھی لیسے ہیں۔ جہاں موسم برسات میں نہروے پائے جاتے ہیں۔ مگر عام طور پر تالابوں کے پانی سے ہی انسان کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ بادی مزاج کے آدمی اکثر اس کا شکار ہوتے ہیں نہروا کو تحلیل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل علاج درج کیا جاتا ہے۔ ہر ایک دیسی شفاخانہ میں دوا تیار کرکے دیہاتیوں کو تقسیم کرنی چاہئے۔ پانی کو ابال کر پینے سے بھی نہروا نہیں مر سکتا۔

(۱) چونہ آب رسیدہ چھ تولہ۔ ہینگ ایک تولہ

چونہ کو کپڑ چھان کرکے اس میں ہینگ شامل کر دینی چاہئے۔ بعد ازاں اس کی بقدر دانہ نخود گولیاں تیار کر لی جاویں ایک گولی ہمراہ دہی کی لسی ایک ماہ تک استعمال کراویں۔ اسی فی صدی مریضوں کو خصوصاً نوے فی صدی بچوں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر کسی مریض کو دوا استعمال کرنے کے بعد بھی نہروا پھر نکل آئے یا کہ نمودار ہو جائے۔ تو ذیل کا نسخہ استعمال کر لویں۔

(۲) چونہ آب رسیدہ چھ ماشے کپڑ چھان کرکے دہی میں گھول کر پی لیوے۔ اس طرح عمل کرنے سے نہروا پانی کی طرح بہہ جاتا ہے۔ بعد میں زخم پر کوئی اکسیر مرہم لگائیں۔ تاکہ زخم درست ہو جاوے۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر میڈیکل سروس

ضرورت ہے

ایک ٹیلیفون ایکسچینج سو پر وائیزر بمشاہرہ ۴۰-۲-۲۰ روپیہ۔ درخواست کنندہ کم از کم انٹرنس پاس ہونا چاہئے ایف۔ ایس۔ سی۔ پاس شدہ امیدوار کو جنہے سٹیٹ ایکسچینج میں پریکٹیکل ٹریننگ حاصل کی ہو یا جو کسی منظور شدہ ٹیکنیکل منظور شدہ انسٹیچوٹ کا سند یافتہ ہو۔ ترجیح ملے گی۔

درخواستیں بشمول اسناد مندرجہ ذیل اصل یا نقل مصدقہ گزیٹڈ آفسر اں نوٹس ہذا کے گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہونے کے ۱۵ یوم کے اندر اندر دفتر ہذا میں موصول ہونی چاہیں۔

چیف انجینئر الیکٹریکل و مکینیکل ڈیپارٹمنٹس سرینگر

دعوتِ عمل

نتیجۂ فکر شری حبیب لعل گیرو بی۔ اے مقیم کشتواڑ

اَن داتا اے کسان
تو جہاں کا باغباں

کام تیرا بے بہا		آن سے نبھائے جا
زندگی ہے شان کی		شان سے بتائے جا

اپنی کھیتی کو سنبھال
کھاد اس میں خوب ڈال

چیدہ چیدہ بیج ہا		کھیت میں لگائے جا
میوہ ہا لگائے جا		باغ ہا بنائے جا

قرض ہے خفتہ مار
اور کر دیتا ہے خوار

اس سے اپنے آپ کو		عمر بھر بچائے جا
سود سے ساہوکار سے		اپنا آپ بچائے جا

علم سمجھئے لازوال
یہ ہے دولت باکمال

مدرسوں میں بھیج کر		بچوں کو پڑھائے جا
حرفت سکھائے جا		دولت کمائے جا

کر عدالت سے حذر
مقدمہ بازی سے گذر

اپنے دیہہ میں اپنی ہی — پنچائیتیں بنائے جا
چار آنے فیس میں — فیصلات سنائے جا

شادیوں میں دعوتیں
جشن اور ضیافتیں

جسطرح سے ہو سکے — اِن کو مٹائے جا
بدعتیں رکاوٹیں — راہ سے ہٹائے جا

جبالعل کی صدا
ہو نہ بے فائدہ

امن سے اتحاد سے — زندگی بسائے جا
زندگی ہے پیار کی — پیار سے بتائے جا

نسخہ جات

از جناب حکیم شہزادہ غلام محمد خان صاحب رئیس اعظم ومعالج مہاراجگان

عرصہ ماہ جیٹھ تک میری خاموشی رہی۔ اور اس کے بعض وجوہ ایسے تھے کہ اپنے مکرم زمیندار بھائیوں کی خدمت نہ کر سکا۔ کیونکہ لاہور میں مصروفیت۔ اجتماع مریضان تمام پنجاب اور اس پر بعض صاحبان کی طلبی پر کبھی دہلی اور کبھی اجمیر شریف اور جے پور۔ جودھپور والیان ریاست صاحبان کی رضامندی سے فلصی حاصل کرنا۔ بہر حال اب حکیم گھر سے وارد و مسرگنجہ ہوا ہوں۔ اور آئندہ انشاءاللہ تعالےٰ میرے مجربات سلسلہ وار پیش ہوتے رہیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ صاحبان دیہاتی دنیا سے نقل کر کے اپنے پاس محفوظ رکھ کر خود بھی اور اپنے دیہاتی صاحبان کو فائدہ پہنچانے میں دریغ نہ فرمائیگے۔ یہ میرے پچاس سالہ مجرب نسخہ جات ہیں۔ البتہ تیار کلیں اور ادویات حاصل کرنے میں آپ کی خاص توجہ ہونی ضروری ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے از حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ صاحبان

روز افزوں ترقی اپنے مقاصد میں کر رہے ہیں۔ اور ہزار ہا روپیہ اپنی برادری کا جو قانون پیشہ جماعت کی نذر ہوتا تھا۔ اس سے نجات پائی اور روز افزوں آپ کے فیصلوں سے اتحاد و ہمدردی و خوشحالی کا جذبہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور اس مبارکباد کا مستحق آپ کے سرپرست والئی ملک اور عملہ متعلقہ تجویز کردہ مہاراجہ صاحب بہادر ہیں۔ اب آپ کا فرض اولین ہے کہ اپنی وفاداری اور اپنے آقا مہاراجہ صاحب بہادر اور متعلقہ افسران کے رہ کر جس قسم کی خدمت آپ سے ہو سکے خلوص و محبت و ذوق و شوق سے سرانجام دیویں۔ کیونکہ مہاراجہ صاحب بہادر کی غرض آپ صاحبان کی خوش حالی سے وابستہ ہے۔ وہ آپ کی تمام ضروریات زندگی و خوشحالی کے خواہاں ہیں۔ اور بصورت موجودہ آپ ان کے فیوض سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اور پھر یہ خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہوم منسٹر صاحب بہادر ہیں جنہوں نے اپنے عہد حکومت میں آپ کی بہبودی و ترقی کے مدارج کو بلند کرنے کے لئے نہایت بہترین افسران کا جو انتخاب کر کے تجویز فرمایا۔ قابل داد ہے۔

دماغ کے بادی امراض میں۔ شراب کا پینا حمام میں ٹھہرنا بہت مضر ہے۔

درد سر کے علاج میں اصل سبب کو کوشش سے معلوم کر کے دور کرنا لازم کریں۔ اور درد کے وقت مریض کو کامل سکون و آرام سے رکھیں۔ غذا کم کھلاویں۔ اس کی پنڈلیوں کو دباویں۔ اور تلوں کو سہلائیں۔ درد سر جو گرمی کی وجہ سے ہو۔ تخم کاہو ۲ ماشہ۔ صندل سفید ۲ ماشہ کافور نصف ماشہ پانی میں گھس کر پیشانی پر لگانے سے آرام ہو جاتا ہے۔ اور اگر سردی سے درد سر ہو تو صرف دارچینی پانی میں گھس کر پیشانی پر لگانے سے آرام ہو جاتا ہے درد سر مزمن کے لئے ایارج منقرا ایک ماشہ رات کو سوتے وقت اور اطریفل کشنیزی ایک تولہ صبح کھا دیں۔ دس بارہ یوم متواتر کھانے سے درد سر رفع ہو کر مریض دائمی صحت پاتا ہے۔

درد شقیقہ کے لئے یہ نسوار بنا کر سونگھا دیں درد رفع ہو جاویگا۔

برگ کشمیری (جس کو بھوج پتر کہتے ہیں) دہیا خنک اسطوخودوس بسہل الطب۔ دانہ الائچی خورد۔ ہموزن ادویہ لے کر کوٹ چھان کر ناک میں زور سے سونگھ لیں تمام قسم کے درد سر اس نسوار کے سونگھنے سے رفع ہو جاتے ہیں۔ چاول دو تولہ کو چار تولہ آک کے دودھ میں بھگو دلویں۔ اور سایہ میں پڑا رہنے دلویں جب خشک ہو جاوے۔ کوٹ چھان کر بر وقت ضرورت بطور نسوار سونگھ لیویں۔

تمام قسم کے سر درد کے متعلق ایک مسہل تحریر کرتا ہوں۔ اور اس جلاب کا تعلق اقسام درد سر کے لئے مجرب و مفید ثابت ہوگا۔ جمال گوٹہ ایک تولہ

کالی مرچ ایک تولہ۔ زعفران ۲ ماشہ۔ کافور ۲ ماشہ تمام ادویہ کو باریک کر کے چند قطرہ پانی ڈال کر ایک ایک رتی کی گولیاں بناویں۔ رات کو سوتے وقت ایک یا دو گولی پانی سے نگل کر سو جاویں۔ چند یوم متواتر استعمال کریں۔

نسخہ عجیب۔ ہر قسم کے درد سر تاریکی چشم۔ نزلہ زکام شقیقہ۔ ہیضہ۔ مالیخولیا سہر۔ سدد۔ دوار۔ مرگی ضعف معدہ۔ دمہ۔ پرسوتک سلسل البول۔ کثرت احتلام اور ضعف باہ میں بھی مفید ثابت ہے۔ یہ نسخہ راز کا ہے بنا کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیں۔

اجزاء: فلفل دراز۔ جوز الطیب۔ دارچینی ہر ایک ایک تولہ۔ بادیان۔ مصطگی رومی۔ زعفران ہر ایک دو تولہ لائچی خورد۔ ثعلب ہر ایک ایک تولہ ۲ ماشہ کستوری انگلے دو تولہ ورنہ خند بید ستر ۲ تولہ۔ تخم دھتورہ (جو زماسل) چھ تولہ۔ ورق چاندی ایک تولہ۔ مرجان کا کشتہ جو کوار گندل میں بنایا ہو۔ دو تولہ۔ ہر ایک دوا کو علیحدہ علیحدہ کوٹ چھان کر باہم ملا دیویں۔ شہد خالص ڈیڑھ سیر کو آگ پر گرم کریں اور ادویات مذکورہ اس میں اچھی طرح ملا دیویں اور چینی مرتبان میں بند کر کے جہاں گندم ہو تین ماہ بلکہ زیادہ تک اس میں مرتبان مذکور کو دفن رکھیں۔ بعد میں نکال کر بمقدار دو رتی پانی سے نگل جاویں۔

ورزش کے لئے بہترین زود اثر ثابت ہوگا۔

یہ دوائی جس قدر دیرینہ ہوتی جاوے گی مفید ہوتی جاویگی۔

(باقی آئندہ)

از اجلاس پنچائیت لبونہ دلیوہ سر تحصیل کولگام

حاجی کریم وغیرہ ساکن لبونہ دلیوہ سر مدعی۔ بنام علی لون ولد رمضان لون وغیرہ گند۔ رمضان نائک ولد فتاح نائک ساکن جمبر زالو ۱۰ تحصیل کولگام مدعاعلیہم

دعوی معہ اشتہار بجہ اطلاع آگاہی

بمقدمہ مندرجہ عنوان صدر میں مدعاعلیہ ۲ حاضری پنچائیت سے گریز کرتا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعاعلیہ صدر کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر رمضان نائک ولد فتاح نائک مدعاعلیہ ۲ بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء پنچائیت ہذا میں حاضر آیا تو بہتر ورنہ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔ بعد گزرنے تاریخ مقررہ کوئی عذر سماعت نہ ہوگا۔ تحریر ۱۹ اگست ۱۹۹۱

(دستخط سرپنچ و مہر پنچائیت)

کشمیر پبلسٹی



ضروری خبریں

ہز ہائینس گورنمنٹ نے ضلع میرپور سے گیہوں۔ مکی۔ باجرہ اور دھان اور ان کے استخراج کی برآمد کو ریاست کی حدود سے باہر کسی جگہ۔ کے لئے ممنوع قرار دیا ہے۔

---

۵ مئی تک کشمیر میں سیاحان کی تعداد ۲۸۹۰ تھی۔ جن میں ۲۲۱۲ یوروپین اور ۶۷۸ ہندوستانی تھے

ہز ہائینس گورنمنٹ نے گاندربل۔ دویل اور سوچیت گڑھ میں سیاحوں کے لئے سرکاری دفاتر کھول دیئے ہیں۔ جو سیاحانِ کشمیر کے لئے امداد کا باعث ہوں گے۔

گلمرگ اور کھمرگ میں ٹیلیفون ایکسچینج کھولے گئے ہیں۔ گلمرگ میں معمول سے ایک ماہ پہلے جاری کیا گیا۔

پہلگام اور ٹنگمرگ میں ویٹرنری شفا خانے بھی کھولے گئے ہیں۔

ہز ہائینس گورنمنٹ نے سوداگران غلہ کو غلہ چھپانے اور چھپے چوری سرکاری مقررشدہ سے زائد نرخ پہ بیچنے کی روک تھام کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔ چاول اور مکی جو صوبہ کشمیر کی خاص پیداوار ہیں کی برآمد کو گزشتہ دو سال سے ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔

محکمہ کشمیر ویلی فوڈ کنٹرول (شالی) کو چھ لاکھ تیئیس ہزار خروار یا قریباً ۱۳ لاکھ من شالی (دھان) اس سال خرید کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ جس کی میزان خرید گزشتہ دو سال سے ۲۷ فی صدی زیادہ ہے۔ راشن کا پیمانہ بھی جو اس سال جاری کیا گیا۔ نسبتاً زیادہ تھا۔

پہلگام گلمرگ وغیرہ میں صحت کے لئے ضروری سیرگاہوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور سیاحوں کی آسائش کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ مظفرآباد کے ضلع میں جہاں چاول نہیں کھاتے جاتے۔ ان کی ضروریات پوری کر دی گئی ہیں۔ پونچھ جاگیر کے لئے ہز ہائینس گورنمنٹ نے پانچ ہزار من مکی وادیٔ کشمیر سے برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور راولپنڈی سے گیہوں کی درآمد کے انتظامات کیے جا رہے ہیں

ماہ اپریل ۱۹۴۲ء میں کشمیر وار ایڈ کمیٹی کی آمدن مبلغ ۲۷،۱۸۹/- روپے تھی۔ اسی ماہ میں کل خرچ کی میزان ۴۵،۹۸۱/- تھی۔ جس میں مبلغ ۲۵،۳۹۲/- روپے کی رقم جو چائنا کی امداد کے لیے فراہم کی گئی تھی۔ شامل۔ اس رقم کا ایک چیک میڈم چانگ کائی شک کو حضور مہارانی صاحبہ کی جانب سے بھیجا گیا۔

تب محرقہ کا اکا دکا حادثہ سرینگر کے مختلف حصوں میں گزشتہ چار یا پانچ ہفتوں سے رونما ہوا۔ یہ مرض وبا کی صورت میں نہیں پھیلی۔ مندرجہ ذیل احتیاطی تجاویز عمل میں لانے کے لئے ہدایت کی گئی۔ (۱) ٹی۔اے۔بی ویکسین سے ٹیکا کرانا۔ (۲) جہاں نلکے کا پانی میسر نہ آئے۔ پینے کے پانی کو ابال کر استعمال کیا جائے۔ (۳) کچے میوے اور سبزی سے اجتناب کیا جائے (۴) اشیا خوردنی و نوش کو مکھیوں سے محفوظ رکھا جائے

کشمیر میں شالی کے موجودہ حالات پر قابو پانے کے لئے ہز ہائینس گورنمنٹ موثر ذرائع استعمال کر رہی ہے شہر میں تقریباً ۲۵ ایسی دوکانیں کھولنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ جہاں ایسے غربا کو شالی فروخت کی جائے گی۔ جن کے پاس اس وقت راشن کی ٹکٹیں موجود نہیں ہیں۔ محکمہ فوڈ کنٹرول کی طرف سے جو شالی ٹکٹیں جاری کی گئی ہیں۔ اُن کی از سرِ نو ترتیب کی جائے گی۔ اور اس کام کے لئے سرکاری افسران بہ امدادی غیر سرکاری اصحاب ہر مکان میں جا کر تحقیقات و پڑتال کریں گے۔ آئندہ کے لئے غلہ کے تمام بیوپاریوں کو لائسنس دینے کی ایک تجویز بھی زیر غور ہے۔ جن لوگوں کے پاس شالی یا چاول کے ذخیرے موجود ہیں ان پر لازم قرار دیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اس کی فوری اطلاع گورنمنٹ کو دیں۔ اور اپنی ضروریات سے زائد جو سٹاک اُن کے پاس موجود ہے وہ گورنمنٹ کے حوالے کریں۔ پنجاب سے تیس ہزار من منگانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ سرکاری و غیر سرکاری ممبران پر مشتمل ایک فوڈ کنٹرول بورڈ کی تشکیل حکومت کے زیرِ غور ہے۔ وادیٔ کشمیر سے چاول اور مکی کی برآمد پہلے ہی سے بند کی گئی ہے۔ اب گندم۔ جو اور آلو کی برآمد کی بندش کے احکام بھی جاری کئے جا رہے ہیں۔

محکمہ مال کے ذریعہ "خوش خرید" وصول کرنے میں جو مشکلات ظہور میں آئی ہیں۔ اُن کو رفع کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ دیہاتوں میں زمینداروں سے بہ رضامندی خود شالی خرید کرنے کا انتظام پنچایتوں کے سپرد کیا جائے۔ یہ پنچایتیں نہ صرف مقامی ضروریات کو پورا کریں گی۔ بلکہ اُن ضروریات سے زیادہ جو سٹاک اُن کے پاس موجود ہوگا۔ وہ محکمہ فوڈ کنٹرول کو دیں گی۔ یہ احکام بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کہ زمینداروں سے مجوزہ وصول کرنے کے لئے موجودہ "ڈھالباچھ" از سرِ نو ترتیب دیئے جائیں۔ ڈھالباچھ آج سے بیس سال قبل مرتب کئے گئے تھے

اور امید کی جاتی ہے کہ ان کی از سر نو ترتیب سے مجوزہ کی وصولی زیادہ منصفانہ طریقہ پر ہو سکے گی۔

امید کی جاتی ہے کہ جن تدابیر کا خاکہ اوپر دیا گیا ہے ان سے موجودہ حالات درست ہو جائیں گے اور مستقبل میں فوڈ کنٹرول کا انتظام بہتر رہے گا۔ ان کے علاوہ اور بھی تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں۔ اور گورنمنٹ اُن تمام تجاویز کا خیر مقدم کرے گی۔ جو کسی جانب سے بھی پیش کی جائیں۔

گھریلو ایری ریشم دستکاری

دیہاتی علاقہ میں ہزاروں غریب لوگوں کو ایری ریشم کے کیڑے پالنے سے ایک اچھی آمدنی کی توقع ہو سکتی ہے۔ آج کل کی بے روزگاری اور ریشم بنانے والے ملکوں میں لڑائی کی وجہ سے ریشم کے کیڑے پالنے کو گھریلو دستکاری بنانے کے لئے مائل کیا جا سکتا ہے۔ ریشم پیدا کرنے کے لئے کیڑوں کو مندرجہ ذیل طریقہ پہ پالا جا سکتا ہے۔

ایری ریشم کا کیڑا کیسٹر آئل کے پودے پر پرورش پاتا ہے۔ چونکہ ہمارے علاقہ میں ۲۵۰۰۰ ایکڑ کے قریب کاشت کیا جاتا ہے۔ اس ریشم کے کیڑے کو مارنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ کو کوؤں میں سے نکل جانے کے بعد بھی ریشم کو کات سکتے ہیں۔ ایری ریشم کا کیڑا گرم مرطوب علاقوں میں بھی پالا جا سکتا ہے۔ جہاں کہ شہتوت کا کلچر نا ممکن یا نہایت مشکل ہے۔ اس جگہ جہاں کیسٹر آئل کا پودہ تیل حاصل کرنے کے لئے بڑی کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے ایک اور کام میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پتے جو کہ ضائع ہو جاتے ہیں کیڑوں کی خوراک میں لائے جا سکتے ہیں۔

آسامی زبان میں کیسٹر آئل کو ایری کہتے ہیں اور چونکہ یہ کیڑا کیسٹر آئل کے پتے پر پرورش پاتا ہے اس لئے اسے ایری ریشم کا کیڑا کہتے ہیں۔ ایری ریشم کا کیڑا کافی بڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے پر چار اور پانچ انچ کے قریب ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف آسام کے علاقہ تک ہی محدود ہے۔ یہ کیڑا عام طور پر نہیں اڑتا اسلئے اس کے کہیں چلے جانے کا ڈر نہیں ہوتا۔ مادہ انڈے دیتی ہے۔ اور ان سے کیڑے نکل آتے ہیں۔ جو کہ کیسٹر آئل کے پتوں پہ پرورش پاتے ہیں۔ اور بڑے ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ کیڑا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنے گرد ریشم

لپٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس میں سے باہر آجاتا ہے
مادہ ۱۰۰ سے ۲۰۰ تک ایک یا زیادہ سیٹروں
میں انڈے دیتی ہے۔ تقریباً دس دن کے بعد ان
انڈوں سے کیڑے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔
اور کیسٹر آئل کے پتے کھانے شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس
طرح سے یہ بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے تین یا چار
دن کے بعد یہ کھانا بند کر دیتے ہیں۔ اور ایک یا دو دن
کے لئے بالکل نہیں ہلتے۔ اس عرصہ میں یہ ڈھانچہ بدلتے
ہیں۔ اور پھر کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہر تین
یا چار دن کے بعد ڈھانچہ بدل دیتے ہیں۔ یہ اس طرح
چار دفعہ ڈھانچہ بدلتے ہیں۔ اور ہر دفعہ پہلے کی نسبت
بڑے اور موٹے ہوتے جاتے ہیں۔ چوتھی دفعہ ڈھانچہ
بدلنے کے بعد یہ بہت زیادہ کھانا شروع کر دیتے ہیں
اور ایک ہفتہ تک کھاتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد یہ
کیڑے کونے وغیرہ ڈھونڈتے ہیں۔ کیونکہ ان جگہوں میں
یہ ریشم اپنے گرد اچھی طرح سے بُن سکتے ہیں۔ دو یا تین
دن میں یہ ریشم کو اپنے گرد لپیٹ لیتے ہیں۔ اور خود اس کے
اندر بند ہو جاتے ہیں۔ کیڑے کی اس حالت کو کوؤں
کہتے ہیں۔ اس کا رنگ پیلا ہوتا ہے اور ایک سے ڈیڑھ
انچ تک لمبی ہوتی ہے۔ کوئی دو ہفتہ میں کیڑا اس کوؤں
میں سے باہر نکل آتا ہے۔ اور کوؤں خالی ہو جاتا ہے

ان کیڑوں کو لگاتار پیدا کرنے کے لئے ان چیزوں
کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ کیسٹر آئل
کے پتے کافی تعداد میں مل سکیں۔ دوسرے ان کیڑوں کے
رکھنے کے لئے خاص جگہ ہو۔ کیسٹر آئل کے پودوں کو کام
شروع کرنے سے پہلے کم از کم دو مہینے پہلے بو دینے
چاہیں۔

جب کیڑے تھوڑی مقدار پہ پالنے ہوں تو کسی
خاص جگہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک اچھا ہوادار کمرہ
جس کا فرش اور دیواریں صاف ہوں۔ کافی ہوتا ہے انڈوں
اور چھوٹے کیڑوں کو رکھنے کے لئے بانس کی تشتریاں
ہونی چاہیں۔ اور بڑے کیڑوں کے لئے تین فٹ لمبی
دو فٹ چوڑی اور دو فٹ گہری ٹوکری کافی ہوتی ہے
اتنی بڑی ٹوکری میں تقریباً ۴۰۰ کیڑے بخوبی رکھے جا
سکتے ہیں۔ ان ٹوکروں کو رکھتے وقت کم از کم ایک فٹ
فاصلہ آپس میں ضرور ہونا چاہیے۔ ان کیڑوں کو پالنے
کے لئے سب سے اچھا موسم گرمی گزر جانے کے بعد
ہوتا ہے۔ اسلئے جولائی اگست کے مہینے اس کام کے
لئے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ کام کو شروع کرنے کے لئے
بجائے کوؤں خریدنے کے انڈے خریدنے چاہیں۔ یہ
انڈے خرید کر فوراً بانس کی ٹوکریوں میں رکھ دینے
چاہیں۔ اور یہ ٹوکریاں ہوا میں ہونی چاہیں۔ اگر گرمی
کافی پڑ رہی ہو تو ان ٹوکریوں کو گیلے کپڑے سے ڈھانپ
دینے سے کیڑے گرمی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

جس وقت بچے نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس
وقت انڈوں کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت

ان انڈوں پر کیسٹر آئیل کے نرم پتے ضرور بکھیر دینے چاہیں جس وقت بچے نکل آئیں تو ان کو صرف نرم پتوں کی غذا دینی چاہیئے اگر موسم اچھا ہو تو دن میں دو دفعہ یعنی ایک دفعہ صبح اور ایک دفعہ رات کو پتے کھلا دینے کافی ہوتے ہیں لیکن گرمی زیادہ ہونے پر دن میں تین دفعہ بھی خوراک دی جا سکتی ہے۔ یہ بچے پورے کیڑے بننے سے پہلے کئی دفعہ اپنے ڈھانچے بدلتے ہیں۔ اور جب یہ بڑے ہو جاتے ہیں۔ تو ریشم پیدا کر کے اپنے گرد لپٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس چیز کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ پتے تازہ اور صاف ہوں۔ گیلے پتے کیڑوں کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان سے کئی ایک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جس سے کیڑے مر جاتے ہیں۔ جب یہ کیڑے کھانا چھوڑ دیں۔ اور پتوں سے منہ پھیریں تو ان کیڑوں کو الگ کسی ٹوکری میں کوئں بنانے کے لئے رکھ دینا چاہیئے۔

ان کیڑوں کو اچھی ہوا اور صاف جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو صاف ستھرے مکانوں میں رکھنا چاہیئے اور صاف ہاتھوں سے پکڑنا چاہیئے جب موسم بہت گرم اور خشک ہو تو اس وقت کمروں میں پانی چھڑکانے سے ان کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ جب کیڑے بڑے ہو جائیں۔ تو اس وقت ان کو دوسری تشتریوں میں رکھ دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اچھی طرح سے چل پھر سکیں۔ جب ان کیڑوں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر لے جانا ہو تو ان کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ ان پتوں کو اٹھانا چاہیئے جن کے ساتھ یہ چمٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب کوئی کیڑا مر جائے۔ تو اس کو فوراً وہاں سے نکال کر دور جگہ پر لے جانا چاہیئے۔

ایک پونڈ یعنی تقریباً آدھ سیر ریشم حاصل کرنے کے لئے تقریباً چار ہزار کیڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک گھر میں تین آدمی ہوں تو وہ ایک سال میں بڑی آسانی سے چالیس ہزار کیڑے پال سکتے ہیں اور ان کیڑوں سے تقریباً چالیس روپے سال کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اور اتنی آمدنی کے لئے اپنا خرچ دس یا بارہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اس زمانے میں جب کہ ریشم بنانے والے ملکوں میں لڑائی چھڑی ہوئی ہے اور باہر سے ریشم آنا بند ہو چکا ہے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہندوستان میں یہ کام شروع کر دیا جائے جس سے کہ لاکھوں غریب گھرانوں کی مالی حالت اچھی ہو سکتی ہے۔

مترجمہ عبدالحمید سٹوڈنٹ سیکنڈ ایئر کلاس
اسلامیہ کالج لاہور

....

والبتہ میری یاد سے کچھ کلفتیں بھی تھیں
اچھا کیا جو مجھ کو فراموش کر دیا

ہندوستان میں مرکزی دیہاتی ترقی اور کشمیر میں دیہاتی بہبودی کی تجاویز پر ایک اجمالی نظر

حکومت ہند دیہاتیوں کی ترقی کے لئے ہر سال زیادہ سے زیادہ توجہ دیتی رہتی ہے. مجلس قانون ساز یعنی لیجسلیٹو اسمبلی میں تمام حسابات پر ایک تبصرہ ہوتا رہتا ہے چنانچہ سال حال کے گزشتہ ماہ فروری میں ایک بیان متعلقہ ترقیٔ دیہات پیش کیا گیا. چونکہ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے. اس میں یہ گنجائش آسانی سے نکالی جاسکتی ہے. کہ ایک صوبہ کی بچت سے دوسرے صوبوں کی امداد کی جائے.

مثلاً بمبئی. بنگال. مدارس. صوبجات متحدہ. پنجاب بہار. برار. آسام. شمال مغربی سرحدی صوبہ. اڑیسہ اجمیر میوہاڑہ اور کومبرگ وغیرہ. ایسے علاقہ جات میں جن میں بچتوں کا تغیر و تبدل بہ آسانی کیا جا سکتا ہے ایسی بڑی رقوم مثلاً ۵۶۹ ۶۴ ۵۴ روپیہ کا فاضلہ دوسرے صوبجات میں بوقت ضرورت محسوب کرنے کے معین کیا جاسکتا ہے.

مرکزی ہندوستان کے سال ۱۹۴۱-۴۲ء کا شروع خرچ اور آخری میزانیہ جو دیہاتی فنڈ سے تعلق رکھتا ہے ایک کروڑ اکاون لاکھ اسی ہزار چار سو بہتر تھا. (۱۵۱۸۰۴۷۲)

کل ہندوستان میں دیہات سدھار کا میزانیہ بجٹ غالباً گیارہ صوبوں میں گیارہ کروڑ روپیہ ملاحظہ کیا گیا ہے.

ریاست کشمیر دیہاتی بہبودی اور ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی امداد دینے میں دست کشائی سے کام لے رہی ہے.

چنانچہ محکمہ پنچایت کو قائم ہوئے قریباً چھ سال اور محکمہ رورل ڈیولپمنٹ کو ۴½ سال ہوگئے ہیں. اس قلیل عرصہ میں حکومت نے جس فیاضی. ہمدردی اور نوازش سے کام لیا ہے. اس کو کچھ وہی لوگ جان سکتے ہیں. جو اس عنایت خسروانہ سے بہرہ در ہوئے ہیں پہلے کی نسبت دیہاتوں کی حالت ایک گونہ سدھر چکی ہے. قلت آب اور دیگر مقامی تکالیف کا خاطر خواہ تدارک کیا گیا ہے. لوگوں میں یکجہتی اور محبت کی لہر پیدا ہوگئی ہے

محکمہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت کا شروع سے آخیر تک میزانیہ بجٹ حسب ذیل ہے.

سمت ۱۹۹۲ میں محکمہ پنچایت کے آغاز پر اس کی گرانٹ قریباً ۹۰۰۰ روپیہ تھی سمت ۱۹۹۲-۹۳ میں ۱۶۲۰۰ اور سمت ۱۹۹۴-۹۵ میں ۴۹۴۰۰ ۔ سمت ۱۹۹۵-۹۶ میں ۱۲۸۰۰۰ اور سمت ۱۹۹۶-۹۷ میں ۲۰۴۰۰۰ سمت ۱۹۹۷-۹۸ میں ۲۱۵۰۰۰ اور سمت ۱۹۹۹ میں ۳۱۶۰۰۰ تک پہنچ گئی۔

علاقہ کنڈی میں آب رسانی کے وسائل کے لئے ہماری حکومت نے ایک رقم مبلغ ۴۰۰۰۰ روپیہ کی علیحدہ مقرر کر رکھی تھی۔ یہ رقم بھی سرکار والا مدار نے محکمہ رورل ڈیولپمنٹ کے سپرد فرما دی۔ گویا سمت ۹۶-۹۵ میں اس محکمہ کی گرانٹ ایک لاکھ اڑتیس ہزار تک پہنچ گئی۔ اب یہ گرانٹ ۷۵۰۰۰ روپیہ کر دی گئی ہے۔

چونکہ حکومت کشمیر زمینداروں کی بہتری کے لئے کسی قسم کا دقیقہ فروگذاشت کرنا نہیں چاہتی۔ اس لئے سال رواں میں یہ رقم حسب ذیل مدات سے بڑھا دی گئی ہے۔

رورل اپلفٹ گرانٹ	۱۲۵۰۰۰
کنڈی گرانٹ	۷۵۰۰۰
عطیہ سرکار والا مدار	۳۵۰۰۰
میزان	۲۳۵۰۰۰
تنخواہ عملہ جات وغیرہ	۸۱۰۰۰
میزان کل	۳۱۶۰۰۰

اس میزانیہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور سری سرکار والا مدار کو زمینداران ریاست سے کس درجہ پیار اور اُن کی بہبودی کا کتنا خیال ہے

جموں میں قلتِ آب اور کشمیر میں شالی کا سوال قریباً دوش بدوش چل رہا ہے۔ قلتِ آب کو رفع کرنے کی غرض سے جموں کنڈی کے علاقوں میں بورنگ مشینیں لگائی گئیں۔ حوض اور تالاب تعمیر اور مرمت کئے گئے۔ کنوئیں کھودے گئے اور مختلف قسم کے پانی کے نل لگائے گئے۔

کشمیر میں شالی کی مہم کو سر کرنے کے لئے دیہات میں پنچایتوں کو خاص اختیارات دیئے گئے۔ دکانیں کھولی گئیں۔ شالی کے ذخیرہ جمع کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ اب ہر دو صوبجات میں امن اور شانتی کی لہر دوڑ رہی ہے۔ اگرچہ ریاست کے کونہ کونہ میں مراعات کے پہنچانے کا تہیہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن یہ ایسا آسان اور معمولی کام نہیں کہ فوراً ہتھیلی پر سرسوں جما لی جائے۔ وقت کا صبر سے انتظار کرنا ضروری ہے۔

پھر دیکھو خدا کیا کرتا ہے

شیخ غلام قادر

ٹورنگ ڈیپوٹیشن کے تاثرات

رسالہ دیہاتی دنیا جن اغراض کے پیش نظر جاری کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) دیہات کی دنیا میں رہنے والوں کو تعلیمی دنیا کے حالات سے واقف کرنا۔ (۲) زمانہ کے مطابق چلانا۔

(۳) ان کو اپنی زبون حالی سے روشناس کرانا۔ (۴) اور اپنے سدھار میں حصہ لینے کا احساس پیدا کرانا۔

تعلیم ہر بنی نوع انسان کے لئے ضروری ہے۔ اور ہو رہی جاری ہے۔ گورنمنٹ جموں و کشمیر بھی جہالت اور بے علمی کو دور کرنے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔ لیکن یہ امر واقع ہے کہ زمیندار طبقہ اور دیہات کے عام لوگ ۹۰ فی صدی تعلیم یافتہ نہیں ہو سکے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اس کا علاج ہے۔ اور کیا لوگ ان نیک جذبات اور فرخندہ خیالات سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں؟ ہاں۔

سائینٹفک۔ تجارتی۔ صنعتی۔ ور دیگر دنیاؤں میں اگر نمایاں انقلاب واقع ہوا ہے۔ تو اس میں بہت حد تک تعلیم کا ہاتھ تھا۔ لیکن ہر ایک پیشہ کا ہر ایک ممبر یقیناً خواندہ نہ تھا۔ پھر! یہ ان دیگر ممبران کی اولوالعزمی اور جفاکشی کا صدقہ ہے جنہوں نے اپنا وقت۔ اپنا دھن۔ اپنا سب کچھ دل و جان سے اس نیک کام میں صرف کیا۔ اور اپنی مخصوص دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقصد کو حاصل کیا۔ ٢

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ محکمہ پنچایت کے ان نیک خواہشات سے جو کہ دیہاتی دنیا کے جاری کرنے کا باعث بنے۔ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اپنے دیہاتی بھائیوں کی آنکھوں کے سامنے یا کم از کم ان کے کانوں تک یہ نیک آواز پہنچا سکتے ہیں۔

ہمارے مشاہدہ میں جو بات آئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ پنچایت کمیٹیوں کے خواندہ ممبر رسالہ دیہاتی دنیا کو حاصل تو ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اس کو پڑھنا اور مضامین کا مفہوم سمجھنا تو درکنار۔ اس کو مقامی دفتر سے غائب کر کے آتش طاق نسیاں بناتے ہیں۔ محکمہ کا نقصان کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی دنیا کے ممبران کو اندھیرے میں رکھ کر ان پر ناقابل تلافی ظلم ڈھاتے ہیں۔ پس جب اپنے ہی اعلیٰ رکن ظلم کریں۔ تو اوروں سے انصاف اور شفقت کی امید رکھنا مانند سراب

نہیں تو کیا!

اب ہم اس نتیجے پہ پہنچے ہیں کہ "ہمت مرداں مدد خدا" کے مصداق ہر ایک خواندہ پنچایت ممبر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف دیگر ناخواندہ ممبران پنچایت کمیٹی کو "دیہاتی دنیا" پڑھ کر سنائے۔ اور سمجھائے۔ بلکہ ہر ایک اجلاس کی کاروائی میں رسالہ دیہاتی دنیا کے چند ورق پڑھ کر اس کے مضامین لوگوں کو سمجھائیں۔

یہ تھوڑی سی محنت۔ یہ تھوڑی سی ہمدردی۔ یہ تھوڑا سا کام یقیناً وہ ماحول پیدا کریگا۔ جس میں امید کا بوٹا نظر آئے گا۔ اور وہ فضا قائم کریگا۔ جو ہمارے دیہاتی بھائیوں کی بیماری کا سینی ٹوریم ثابت ہوگا۔

جانکی ناتھ گھاس

ممبر جموں و کشمیر رورل اپلفٹ ٹورنگ ڈیپوٹیشن

محکمہ جنگلات ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

اشتہار

پیر پنجال ڈویژن کشمیر سرکل کے حلقہ شوپیاں ۱۹ (ب) میں درختوں کی خرید کیلئے جنہیں کاٹنے کیلئے نشاندہی کی گئی ہے ٹینڈر مطلوب ہیں۔ (۲) ٹینڈر نوٹس کی تفصیل جن میں لسٹیں اور اگریمنٹ فارم شامل ہیں۔ دفتر کنسرویٹر فارسٹ کشمیر سرکل سرینگر کے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست پہ مل سکیں گی۔

ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ فارسٹ میں نشاندہیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور ان کا احتیاط سے ان لسٹوں کے ساتھ جو نشاندہیوں کے متعلق ہیں۔ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاکہ وہ ٹینڈر دینے سے پہلے کسی صحیح اندازے پہ پہنچ سکیں۔ (۳) ٹینڈر ہمارے پاس بذریعہ رجسٹری ڈاک ۱۲ ہار ۱۹۹۹ مطابق ۲۶ جون ۱۹۴۲ء سے پہلے پہنچ جانے چاہئیں۔

ٹینڈر ہمارے دفتر میں ۱۱ بجے قبل دوپہر اگلے دن کھولے جائیں گے۔ ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ حاضر رہیں

دستخط:۔ کنسرویٹر فارسٹس کشمیر

ایک دن گاؤں میں

بیکاری اداسی کا سرچشمہ ہے اس دور میں انسان کی ذہنی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ کچھ نہ پوچھئے۔ پڑھتے پڑھتے کوئی تھک جائے تو اور مشکل ہو جاتی ہے۔ ہو جائے تو نحوست اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک ایسی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے کہ زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ چند دن ہوئے ہم پہ عارضی طور پر اس بیکاری کا ایک ہلکا سا حملہ ہوا۔ ہم چھٹی پہ تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ وقت کیونکر کاٹا جائے۔ کچھ وقت لکھنے پڑھنے میں گزر جاتا۔ لیکن تا بہ کے۔ ریڈیو سنا۔ اس سے بھی اکتا گئے۔ سوئے تو اداسیوں نے آ لیا۔ بھاگ اٹھنے کو جی چاہنے لگا۔ آخر ایک دن خوش بختی سے ہمارے مرشدنا کے صاحبزادہ صاحب ہمارے ہاں تشریف لے آئے گویا چیونٹی کے ہاں نارائن آ گئے۔ حضور کے دو چار دن تشریف فرما رہنے سے ہماری جھونپڑی بقعۂ نور بنی رہی اور ہماری اداسی خوشی میں تبدیل ہو گئی۔ دلی مرادوں کے بر آنے کے دن قریب آ گئے۔

روانگی کے وقت حضور کے ارشاد کے مطابق ہمیں آپ کی معیت کا فخر نصیب ہوا۔ اگلے دن ہم نے اپنے آپ کو ایک گاؤں میں پایا۔ عصر کا وقت تھا۔ گاؤں کے لوگ ابھی کھیت میں مصروف کار تھے۔ اور وقت کی تنگی کے پیش نظر جلد جلد فارغ ہونا چاہتے تھے۔ ہمارے ساتھ حفیظ ایک نوخیز بچہ تھا۔ اس کے مطالبہ پہ ہم بھی کھیت میں جا دھمکے۔ کٹائی ہو چکی تھی۔ گیہوں کے ڈھیروں کے ڈھیر پٹے پڑے تھے۔ اب صرف گاہ ڈالا جا رہا تھا۔ گاہ خشک فصلوں میں سے دانا نکالنے کو کہتے ہیں۔ اس کی بھی ایک ترکیب ہے۔ دو بیل اسی طرح جیسے ہل جوتا جاتا ہے۔ اکٹھے جوتے لئے جاتے ہیں کٹی ہوئی خشک فصل نیچے ڈالی جاتی ہے۔ اور دو بیل ان کے اوپر ایک خاص حلقے میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ایک صاف جیسی لکڑی پیچھے باندھ دی جاتی ہے۔ جس پر ایک زمیندار کھڑا ہو جاتا ہے۔ دانے نیچے نکلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد ہم اس کسان سے ہم کلام ہوئے جو کہ ایک حقہ لئے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔

ہم۔ (کسان سے) کیوں صاحب اس کام کو کتنا عرصہ لگے گا؟

زمیندار۔ جی (گیہوں کے ڈھیر کی طرف دیکھ کر) یہی کوئی بیس ۲۰ پچیس ۲۵ دن۔

ہم۔ کوئی اور سہل طریقہ دانے نکالنے کا نہیں ہو سکتا؟



شادی پور میں کشمیری پنڈتوں کا یادگار پونز میلہ



جموں کے ایک گاؤں میں پانی پینے کا تالاب جو غیر محفوظ ہونے کے
باعث بیماری کا گھر بنا رہتا ہے

زمیندار۔ نہیں۔ برسوں ہوئے۔ ہم اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔

ہم۔ اب آپ دانوں کو کیا کریں گے؟

زمیندار۔ ایک سرد آہ بھر کر۔ کیا کہیں صاحب۔

ہم۔ کیوں۔ آپ نے سرد آہ کیوں لی۔ یہ تو آپ کے لئے خوشی کا موقع ہے۔

زمیندار۔ آپ ہماری دکھ بھری داستان کیا جانیں

ہم۔ خدا کا فضل ہے۔ آپ کی امیدیں بار آور ہوئیں۔ سال بھر کی محنت ٹھکانے لگی۔ اب تو آپ کی محنت کا پھل آپ کو مل گیا۔

زمیندار۔ جی ہاں۔ کل خوشیے کے کھیت سے ۲۰ مانی یعنی ۱۶۰ من دانے نکلے اور ساہوکار نے ۵۵ روپے مانی کے حساب سے خرید لئے اور آج گیہوں کا بھاؤ ۴۴ روپے مانی ہو گیا۔

(عموماً مانی ۸ من کی ہوتی ہے۔)

ہم۔ بڑا افسوس ہے۔ آپ بھی جلدی کریں تاکہ بھاؤ اس سے زیادہ نہ گرنے پائے۔

زمیندار۔ آپ ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ یہیں ایک دکھ ہو تو کہیں۔ یہاں تو لاکھوں دکھ ہیں۔ کوئی کس کس مرض کا علاج کرے۔

ہم۔ خوشیا جاٹ تو بڑا خوش نصیب ہے جو ۵۵ روپے فی مانی کے حساب سے گیہوں بیچ کر فارغ ہو گیا۔ اس نے سال بھر کے لئے گیارہ سو روپیہ کما لیا۔ اب وہ آزادی سے سال بھر کا خرچ نکال کر آرام سے بیٹھے گا۔

زمیندار۔ جناب۔ چار سو روپیہ تو اس نے رامو ساہوکار کا دینا ہے۔ جو پچھلے دنوں لڑکے کی شادی پر لیا تھا۔ سود خدا جانے کتنا ہو گا۔ ایک بیل کو مرے آج ۱۶ دن ہو گئے۔ اس کی قیمت منڈی میں جب اس نے خریدا تھا۔ ۱۲۵ روپے تھی۔ اب اس سے کم قیمت پر کہاں مل سکے گا۔ سال بھر کا خرچ کہاں سے پورا ہو گا۔ گھر کے آٹھ دس آدمی ہیں بھس کھانے سے تو گزارا ہو گا نہیں۔ دس آدمیوں کا سال بھر کا خرچ تو دس مانی سے کیا کم ہو گا۔ اب اگر وہ نصف گیہوں رکھ لے تو اس کو اختیار ہے۔ لیکن وہ روپے کو لے کر کیسے گا کیا۔ ضرورت تو گیہوں کی ہے۔

ہم۔ روپیہ لینا کیوں فائدہ مند نہ ہو گا۔ وہ دوسرے زمینداروں سے سستے داموں خرید سکتا ہے۔

زمیندار۔ جی۔ زمیندار تو ساہوکار کا پہلے ہی سے مقروض ہوتا ہے۔ وہ زمیندار کے پاس کاہے کو بیچ سکتا ہے۔ وہ تو ساہوکار کے ہی پاس بیچے گا۔ اور یوں بھی ساہوکار نسبتاً اس کو زیادہ پیسے دیتا ہے۔

ہم۔ اصل میں زمینداروں کا آپس میں اتفاق نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو وہ کبھی مشکل میں نہ رہیں۔

زمیندار۔ سچ ہے جناب۔ یہ مرض تو ہم میں

بہت زیادہ ہے۔ لیکن جناب اگر ہم میں اتفاق ہو بھی۔ تو ساہوکار کے قرضہ کا کیا علاج ہے۔ وہ تو ہم نے ہر حال دینا ہے۔ اس سے نجات کیونکر ہو۔

ہم۔ آپ ساہوکار سے روپیہ لیتے کیوں ہیں امدادی بنک موجود ہیں۔ یہ سرکاری بنک ہیں۔ آپ کو بے شمار سہولتیں مل سکتی ہیں۔

زمیندار۔ اوّل تو جناب ہمارا ساہوکار سے چھٹکارا ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ ان کے ساتھ آباؤ اجداد سے ہمارے لین دین کے حساب چلے آتے ہیں۔ دوئم ہم قرضہ کس جرات پر لیں۔ زمین اور مکان تو ہمارے ساہوکاروں کے نذر ہو چکے ہیں۔ اب ہمارے پاس اثاثہ ہی کیا ہے جس کی بنا پر ہم بنکوں سے قرضہ برداشت کریں۔

وقت بہت گذر چکا تھا۔ اندھیرا چھا رہا تھا۔ زمیندار دن کا کام ختم کر کے گھر کو لوٹنا چاہتا تھا۔ اس لئے ہم باقی مضمون کل پر چھوڑ کر واپس اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ شام کے کھانے سے فراغت پا کر ہم لیٹے ہی تھے۔ کہ گاؤں میں چاروں طرف سے دوڑو۔ بچو کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ دیکھا تو چاروں طرف عورتیں اور مرد جمع ہیں۔ مردوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے ہیں۔ خیال گذرا کہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ کہیں آگ لگی ہے۔ اور یہ زمیندار اس کے بجھانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اسی شور و شر میں ہم نے دیکھا کہ دُور مغرب کی جانب آسمان میں آگ کی لالی نظر آ رہی ہے۔ گاؤں کے لوگ اس طرف منہ اٹھائے بھاگے جا رہے ہیں۔ ہم اس خیال میں محو ہیں۔ کہ گاؤں میں ایسی بلند عمارتیں اور بڑے کارخانے کہاں ہیں جو یہ آگ اس قدر بلند ہوتی جا رہی ہے۔ چونکہ آگ کا منظر بہت دُور سے نظر آ رہا تھا۔ آدھی رات کو یہ لوگ واپس لوٹے ہم اس انتظار میں جاگتے رہے کہ یہ معلوم کریں۔ آگ کہاں لگی؟ کیونکر لگی؟ کیا نقصان ہوا۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر گیہوں کے ڈھیروں میں آگ لگی ہے یہ سنتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تمام زمیندار اس خبر کے سنتے ہی سوگوار نظر آنے لگے۔ اب وہ غریب کیا کرے گا۔ جو سال بھر کی محنت کے بعد آج خانماں برباد ہو گیا۔ جس کا بال بچہ نان شبینہ کا محتاج ہو گیا۔

یہ سماں دیکھنے کے بعد ہمیں خیال آیا کہ آخر کھیت میں آگ لگی کیسے! معلوم ہوا کہ کسی ظالم نے کوئی بدلہ لینے کے لئے ایسا کیا ہے۔ انتقام کا یہ جذبہ کس قدر قابل نفرت تھا۔

ہمیں زمیندار کی کل کی بات یاد آئی۔ کہ ہمیں ایک دُکھ ہو تو بتائیں۔ کوئی کس کس مرض کا علاج کر سکتا ہے۔

دوسرے دن ہم اس گاؤں سے واپس شہر کو لوٹ آئے۔

گاؤں میں ایک دن ٹھہرنے سے ہم کو بڑا دکھ پہنچا۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خداتعالیٰ زمیندار کی حالت پر رحم فرمائے اور اس کو سمجھ عطا کرے۔ آمین

باجلاس پنڈت امرناتھ صاحب ٹھسو بی۔ اے سب جج میرپور

امرسنگھ ولد الشیر سنگھ قوم اروڑہ سکنہ دھنڈ تحصیل بھمبر مدعی۔ بنام کرم داد ولد سہت قوم جٹ سکنہ موضع کڈھالہ تحصیل بھمبر۔ جگت سنگھ۔ رویل سنگھ۔ بھگت سنگھ پسران اشیر سنگھ اقوام اروڑہ سکنائے موضع دھنڈ تحصیل بھمبر مدعاعلیہم۔

دعوےٰ دلا پانے مبلغ الساملعہ ۱۳۹۲ روپیہ بروئے تمسکات

اشتہار مقدمہ مندرجہ صدر جگت سنگھ۔ رویل سنگھ پسران الشیر سنگھ اقوام اروڑہ سکنائے موضع دھنڈ تحصیل بھمبر مدعاعلیہم کی تعمیل نہیں ہوتی ہے۔ مدعی نے عدالت ہٰذا میں درخواست پیش کی ہے کہ مدعاعلیہم کی تعمیل سمن معمولی طور پر نہیں ہوگی۔ درخواست کی صداقت میں مدعی نے بیان حلفی پیش کیا ہے۔ لہٰذا جگت سنگھ اور رویل سنگھ مدعاعلیہم کو بذریعہ اشتہار ہٰذا جاری کر کے مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر انھوں نے بتاریخ ۱۷ ہاڑ سمت ۱۹۹۱ بوقت چھ بجے صبح بمقام عدالت ہٰذا حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ نہ کی۔ تو ان کے خلاف عدالت ہٰذا سے کاروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی تحریر ۸ جیٹھ ۱۹۹۱ء (دستخط حاکم و مہر عدالت)

باجلاس سردار امر سنگھ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی منصف درجہ اول اوڑی کوٹ

سوبا ولد فجا و محمد حسین و محمد عظیم و گلہ المعروف محمد کریم نابالغان پسران راجولی اقوام حجام ساکناں چھتر وڑہ تحصیل باغ۔ نابالغان بولایت سوبا چچا حقیقی خود مدعیان۔ بنام معصوم بی دختر راجولی۔ نظر علی و صوبا پسران نیانہ یا۔ نظام الدین ولد محمد و گلہ۔ سیوبدین و موجدین پسران بیلیا اقوام گوجر ساکناں چھتر وڑہ تحصیل باغ مدعاعلیہم۔ دعوےٰ استقرار حق اراضی بروئے قبضہ مخالفانہ زائد از بارہ سالہ

اشتہار مقدمہ عنوان صدر مسماۃ معصوم بی مدعاعلیہا کی نسبت رپورٹ ہے کہ وہ علاقہ کشمیر میں ہے اور کہ معمولی طریق پر اس کی تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہٰذا مسماۃ معصوم بی مدعاعلیہا مذکورہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتاریخ ۱۹ ہاڑ ۱۹۹۱ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہٰذا نہ آئی تو اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی تحریر ۱۰ جیٹھ ۱۹۹۱ء (دستخط حاکم و مہر عدالت)

کلام اقبال

ایک منظر

کسان اور ناصح

ناصح کسان سے

اُٹھ اے نگہ شوخ کے خاموش تماشا لٹتی ہے یہاں دولتِ آشفتہ نگاہی
ہے دست دراز ی کے لئے دامن عالم ہے سایہ فگن فرق پہ فشائے الٰہی

کسان

اگر میں چاہوں تو پیدا کروں جہاں اپنا دکھاؤں چشمِ تماشا کو آسماں اپنا

ناصح

آ اے نظر افروز تجلی پہ ٹھہرا ہو اس مرکز انوار کا آئینہ نما ہو
پی آنکھ سے یہ بادۂ پیمانۂ افلاک چل پاؤں سے بالائے طربخانۂ افلاک
انجم کی نگاہوں سے اڑا ذوق تماشا دیکھ آنکھ سے آئینۂ ایوانِ تجلے
کس شان سے ہوتی ہے یہاں گردش انجم سن غور سے سیاروں کے نغموں کا تلاطم
آنکھوں کے مقابل ہے یہاں چرخ کی رفعت نزدیک نگاہوں کے ہے کونین کی وسعت
جو دور تھا نزدیک ہے جو سر تھا روشن
دامن سے لگا ہے ترے افلاک کا دامن!

کسان

شام و سحر عالم از گردش ما خیزد دانی کہ نمی سازد ما ایں شام و سحر مارا

ناصح

تیرے سینے میں جو بہا پا تھا وہ طوفاں کیا ہوا کوہ و صحرا کیا ہوئے، صحن گلستاں کیا ہوا!

کسان

سفینہ دو جہاں کا ہے، یہ دریا لامکاں کا ہے — یہ موجیں زندگی کی ہیں، یہ طوفان آسماں کا ہے

ملے گر ناخدا کوئی تو پھر آسان ہے رستہ

چلیں آہستہ آہستہ، چلیں آہستہ آہستہ

نظر ہے بادباں اپنی، تصور ہے ہوا اپنی — ہے آغوش خدائی میں بقا اپنی فنا اپنی

ملے گر ناخدا کوئی تو پھر آسان ہے رستہ

چلیں آہستہ آہستہ، چلیں آہستہ آہستہ

دل وحدت آشنا ساتھی تو ایمائے ازل رہبر — ہر اک موج رواں کے ہاتھ میں عرفان کا ساغر

ملے گر ناخدا کوئی تو پھر آسان ہے رستہ

چلیں آہستہ آہستہ، چلیں آہستہ آہستہ

یہاں ہے صبر پیمائی یہاں ہے حوصلہ کاہی — مگر اس امتحان سے ڈر نہ اے طوفان کے راہی

ملے گر ناخدا کوئی تو پھر آسان ہے رستہ

چلیں آہستہ آہستہ، چلیں آہستہ آہستہ

"دیہاتی دنیا"

زمیندار کا اپنا رسالہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا ہر دیہاتی کا فرض ہے۔ اور اس کی امداد کرنا اولین فرض ہے

مینجر

محکمہ جنگلات جموں وکشمیر گورنمنٹ

ٹینڈر نوٹس

ٹینڈر بمراد حصول ٹھیکہ براستہ تیار کرنے چوب از درختاں نشان کردہ بابت کٹائی ونقل کرنے از حد بندی
ات مندرجہ ذیل کمپارٹمنٹ کے لئے مطلوب ہیں ۔

Division	Range	No. of compart
Kamraj	North Lolab	V 3
	South Lolab	5 a
	"	6 a
	"	18 a
	"	30 Part
	"	30 Rest
	"	36, 37 & 3 (Thinning)
	Kandi	4 part
	Naihari	31
Langet	Satvar	61 Rest
	"	86 Rest
	Mawar	97
	Banhail	29
Pir Panjal	Shopian	V 11
	Ronahi	S.L 43 Pa
Jhelum valley	Uri	18 b Par

	Bonyar	12	Part
Kashmir	Verinag	95	Part
	Kuthar	104	Part
	"	105	Part
Sindh	Sindh	9	Part
	"	17	"

ٹینڈر نوٹس کی تفصیل۔ ٹینڈر فارم۔ نشان دہی کی فہرست اور ایگریمنٹ کے فارم دفتر کنسرویٹر فارسٹ کشمیر سرکل سرینگر کے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست دینے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ جنگلات میں نشان دہیوں کا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور فہرستوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاکہ ٹینڈر دینے سے قبل وہ کسی صحیح اندازے پر پہنچ سکیں۔

ٹینڈر مطلوبہ صبح ۵ بھادوں ۱۹۹۹ء مطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء سے قبل ہمارے پاس پہنچ جانے چاہیں۔ ٹینڈر ہمارے دفتر میں اگلے دن یعنی ۶ بھادوں ۱۹۹۹ء کو ۱۱ بجے قبل دوپہر مطابق ۲۱ اگست ۱۹۴۲ء کھولے جائینگے۔ ٹینڈر دہندگان کو حاضر رہنا ہوگا

دستخط۔ ڈپٹی سرن کنسرویٹر آف فارسٹس کشمیر سرکل

محکمہ جنگلات جموں وکشمیر گورنمنٹ

ٹینڈر نوٹس

ٹینڈر برائے حصول ٹھیکہ برائے تیار کرنے چوب از درختان نشان کردہ بابت کٹائی ومنتقل کرنے از حد بندی جنگلات۔ مندرجہ ذیل کمپارٹمنٹ کے لئے مطلوب ہیں۔

Division	Range	No. of compartment
Keran	Keran	30 a coupe 2000
	"	30 "
	Jagran	40 Part "

Jagran	41	Part "
Sharoa	180	Part "
Keran	37	Coupe 2001
Jagran	40	Part "
Sharda	150	Part Coupe 2001
Muzaffarabad Bandi Anhhote	88	Coupe 2000
"	80	Part "
"	81	"
"	86	Coupe 2001
"	87	Part "
"	88	Part "
Kazi Nag (KARNAH)	8	"
"	9	Part "

(۲) ٹینڈر نوٹس کی تفصیل۔ ٹینڈر فارم۔ نشان دہی کی فہرست اور اگریمنٹ کے فارم دفتر کنسرویٹر فارسٹ سرکل سرینگر کے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست دینے پہ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ جنگلات میں نشان دہیوں کا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور فہرستوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاکہ ٹینڈر دینے سے قبل وہ کسی صحیح اندازے پر پہنچ سکیں۔

(۳) ٹینڈر مطلوبہ صبح ۵ر بھادوں ۱۹۹۹ء مطابق ۲۰ر اگست ۱۹۴۲ء سے قبل ہمارے پاس پہنچ جانے چاہئیں ٹینڈر ہمارے دفتر میں لگے دن یعنی ۶ر بھادوں ۱۹۹۹ء کو ۱۱ بجے قبل دوپہر مطابق ۲۱ر اگست ۱۹۴۲ء کھولے جائیں گے۔ ٹینڈر دہندگان کو حاضر رہنا ہوگا۔

دستخط: دیوی سرن

کنسرویٹر آف فارسٹس کشمیر سرکل

صفائی

صفائی سے انسان انسان ہے غلیظ اور گندہ تو حیوان ہے

صفائی چار قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل دِل کی صفائی۔ دوم جسم کی صفائی۔ سوم لباس کی صفائی۔ چہارم مکان کی صفائی۔ دِل کی صفائی سے یہ مراد ہے۔ کہ دِل بالکل صاف ہونا چاہئے۔ یعنی اس میں کسی قسم کے گندے خیالات نہ پائے جائیں۔ بغض۔ حسد اور کینہ سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔ جسم کی صفائی سے یہ مراد ہے کہ جسم بالکل صاف اور پاکیزہ رکھا جائے۔ روزانہ اشنان کیا جائے۔ اور باقاعدہ حجامت بنائی جائے۔ بالوں کو کنگھی کی جائے۔ اور ناخن وغیرہ نہ رکھے جائیں۔ بدن کی صفائی سے مسامات کھلے ہو جاتے ہیں۔ اور تازہ ہوا بدن میں داخل ہو جاتی ہے۔ جس سے انسان کی صحت اچھی رہتی ہے۔ اور انسان کو کبھی بیمار ہونے کا احتمال نہیں ہوتا ہے۔

لباس کی صفائی سے مراد ہے کہ لباس کیوں نہ سیدھا سادھا ہی ہو لیکن صاف ستھرا اور موسم کے مطابق ہونا چاہئے۔ ہفتہ وار کپڑے کو دھونا چاہئے۔ انسان کی زینت لباس سے ہی ہے۔ جیسے (الناس باللباس) انسان کی شان لباس ہی سے ہے۔ اگر کوئی غریب بھی ہو۔ مگر اس کے کپڑے صاف اور ستھرے ہوں۔ تو اس غریب کو بھی ہر ایک عزت سے دیکھتا ہے۔ لہٰذا لازمی ہے کہ لباس کی صفائی ضرور بالضرور رکھی جائے۔ مکان کی صفائی سے مراد ہے کہ مکان صاف اور پاکیزہ ہو۔ سال میں کم از کم تین دفعہ لپائی کی جائے۔ مکان میں کھڑکیاں اور روشندان کافی ہوں۔ مکان میں باورچی خانہ علیحدہ اور بالکل صاف ہو۔ اور بیٹھک کا کمرہ اور سونے کا کمرہ بھی صاف رکھا جائے۔ صحن میں کوڑا کرکٹ کے لئے ایک گڑھا کھودا جائے جس میں تمام کوڑا کرکٹ جمع کر کے کھاد کے طور پر استعمال کیا جائے۔ مکان سے بیت الخلا بہت دُور ہو۔ مکان کے ارد گرد کیچڑ نہ پھیلا جائے۔ کیونکہ ہر وقت وہاں سے بدبو آ کر انسان کے دماغ میں داخل ہو کر انسان کو بیماری کا شکار کرتی ہے۔ مکان میں روشنی کا انتظام ہو۔ موسم سرما کے لئے علیحدہ کمرہ بنایا جائے جس میں آگ ایک بڑے برتن میں رکھی جائے۔ تاکہ تمام سردی سے آرام پائیں۔ اور کچھ اثر سردی نہ کرے۔

سید غلام حسین اندرابی۔ بارہمولہ

علم

علم یہ ایک ایسا خزانہ ہے کہ صرف کرنے سے بڑھتا ہے۔ چوری کا احتمال نہیں ہے۔ کسی کا ورثہ نہیں ہے۔ امیر غریب حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بابرکت اور قیمتی بیش بہا خزانہ ہے اس کی بدولت ہر شخص ہر جگہ عزت حاصل کر سکتا ہے۔ اور ہمیشہ چین و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔

بے علم نابینا ہے اور مثل حیوان ہے۔ بلکہ حیوان سے بدتر ہے۔ ہمیشہ مصیبتوں کا شکار رہتا ہے۔ اور جھگڑے فسادوں کے قفس میں اسیر رہتا ہے۔ آج تک جتنے عالم۔ سائنسدان۔ بزرگ اور مشہور ہستیاں گذری ہیں اگر اُن کا نام آج تک زندہ ہے تو صرف علم کی بدولت۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے "طلب العلم فریضہ اطلبو العلم ولو کان بالصین" یعنی علم ڈھونڈو۔ یہ خداوند کریم کا فرمودہ ہے۔ اس کو ڈھونڈو خواہ ملک چین میں جانا پڑے

زمانہ قدیم میں اکثر لوگ بے علم تھے جس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہ طرز معاشرت اور تہذیب سے بہت پیچھے تھے۔ علم آنکھوں کا دوسرا نور ہے۔ آج کل نئی نئی ایجادیں مثلاً ریل گاڑی۔ تار برقی۔ ہوائی جہاز۔ وغیرہ وغیرہ جتنی بھی ایجادیں ہیں۔ صرف علم کی بدولت۔ آج کل تعلیم کا چرچہ عام ہے۔ ہمارے والئے جموں وکشمیر سر ہری سنگھ جی بہادر تعلیم کے شوقین ہیں۔ انھوں نے ریاست میں تعلیم کا خاص انتظام کر رکھا ہے۔ جابجا سکولز کھولے گئے ہیں۔ جن میں امیر و غریب لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پاتے ہیں۔ اور منتظم تعلیمات خواجہ غلام السدین صاحب روشن دماغ بیدار مغز کے سپرد کر رکھا ہے۔ انھوں نے وار دھا ایجوکیشن یعنی بنیادی سکولز اور تعلیم بالغان جاری کیا ہے۔ بنیادی سکولوں کے ماسٹروں کو باضابطہ واردھا سکیمی ٹریننگ دی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ بچوں کو سکھاتے ہیں۔ ڈائریکٹر صاحب مذکورہ تعلیمی ترقی میں کوشاں ہیں

اے محترم بھائیوں زمیندارو! علم سیکھو۔ علم سیکھو۔ اس کی بدولت تم ہمیشہ عزت حاصل کرو گے۔ اور بُرے اصولوں سے نجات پاؤ گے جس کا نتیجہ معہ الخیر ہو گا۔ اپنے عزیز بچوں کو بھی اس عظیم الشان دولت سے محروم نہ رکھو۔ یہ موقعہ غنیمت ہے۔ وقت کی قدر کرو۔ ناخواندگی ذلت عظیم ہے۔ خواندہ بنو اور خودداری حاصل کرو۔

اگر خواندہ بنو گے تو وہ دن دور نہیں کہ تم وحشیانہ اور بزدلی۔ غریبی مفلسی سے نجات پاؤ گے اور عیش و آرام

کے مالک بن جائنگے. مسلم انسان کا رہبر ہے. اسلئے رہبر کے سوا انسان کو کوئی اعتبار نہیں ہے. حضرت سعدی صاحب نے فرمایا ہے. کہ" کے شود بے شیر مسکہ کے شود بے پیر ہیز". یعنی دودھ کے بغیر مکھن کہاں بنے گا. اور پیر کے بغیر پرہیز نہیں بن سکتا ہے. اسلئے علم پیر ہے (رہبر) اس لئے ہر ایک کو لازمی ہے. کہ علم کو حاصل کرے. تاکہ زمانہ کے ساتھ ساتھ دوش بدوش چلے. اور تہذیب و تمدن کو خیر مقدم بنائے.

سید عبدالخالق اندرابی ساکنہ کنٹھ پورہ.

پنچایتوں کے کام اور جلسے

آج بتاریخ ۲۰ ماہ بیساکھ سمت ۹۹ بمقام درگمولہ ایک جلسہ زیر صدارت خواجہ عبدالغنی شاہ صاحب سرپنچ پنچایت درگمولہ منعقد ہوا. جلسہ میں حاضرین کی تعداد تقریباً چھ صد زمینداران پر تھی. سرپنچ و سکریٹری و خواجہ سیف اللہ شاہ صاحب ممبر نے تقریریں کی. حاضرین کو تعلیم و محکمہ پنچایت کے فوائد سمجھائے گئے. اور اس طرح بچوں کو مدرسہ بھیجنے کیلئے مجبور کیا. چنانچہ آج ہی سے نو بچے داخل مدرسہ کئے گئے. دوران جلسہ میں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ درگمولہ نے مختصر تقریر کی. تعلیم اور تعلیم بالغان کے فوائد بیان کئے. اس کے بعد جناب سرویر غلام محمد صاحب نے ایک طویل تقریر کی. حاضرین کو پنچایت اور دیہات سدھار کے اصول ذہن نشین کئے. اس کے علاوہ سرویر صاحب نے پنچایت ایکٹ ترمیم شدہ بھی لوگوں اور پنچایت کے ممبران کو ذہن نشین کیا. دوران جلسہ میں لوگوں نے انتظام غلہ کی استدعا کی. اور اس بارے میں مناسب اقدام اٹھانے کی تجویز عمل میں لائی گئی. زمینداروں کی اس دردناک حالت پر پنچایت ہذا نے یہ تجویز پیش کی. کہ جس قدر رقم پنچایت فنڈ میں موجود ہے. اور اس کے علاوہ سرپنچ و ممبران وغیرہ نے چندہ دینے کا وعدہ کیا. جس رقم مذکورہ سے چاول از قصبہ سوپور منگوا کر مقامی دوکانداراں کے ذریعہ محتاج زمینداران کو بامد قیمت چٹھی پنچایت ہذا مہیا کریں گے. جلسہ کے اختتام پر صدر و سرویر صاحب و ممبران صاحبان نے برطانیہ عظمے کی فتح کیلئے دعا مانگی. اور مہاراجہ بہادر و لیعہد یوراج کرن سنگھ مہابہادر کی عمر درازی کی دعا مانگی.

(خواجہ سیف اللہ شاہ ممبر)

پنچائیت سوپٹ ٹنگہ پورہ

آج مورخہ ۱۴ پیت ۲۰۱۱ء پنچائیت ہذا نے غیر معمولی دلچسپی سے ایک فرض اہم کو سرانجام دینے میں سرتوڑ کوشش کی۔ ایک کوہل کو جو کہ حدود پنچائیت اور بیرون پنچائیت کے چند مواضعات یعنی لونہ دلیوہ سر، سوپٹ ٹنگہ پورہ۔ بانگہال چوین ایگام کو آبپاشی کرتی ہے۔ مرمت کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ پنچائیت ہذا نے قبل از تاریخ صدر ایک نوٹس کے ذریعہ سے مندرجہ بالا دیہات کے زمینداران اور نمبرداران کو مطلع کیا۔ اور بذریعہ چوکیدار پنچائیت اُن سے تعمیل بھی کروائی۔ کہ وہ تاریخ مقررہ پر بمقام لونہ دلیوہ سر بغرض مرمت کوہل حاضر ہو جاویں۔

سرپنچ صاحب پنچائیت ہذا نے دیہاتی باجے والوں کو بذریعہ سمن مطلع کیا جو موضع گنڈی پورہ کے باشندگان ہیں۔ پنچائیت ان کی شکر گزار ہے کہ انھوں نے ایسا کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ اور اپنی سُرلی تان سے راہ چلتے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا پریذیڈنٹ دیہات سدھار میاں عبدالمجید راتھر معہ ممبران کے ایک جلوس کی صورت میں موضع سوپٹ ٹنگہ پورہ سے روانہ ہوئے۔ اور ایک موجزن دریا کی طرح چھوٹی چھوٹی لہروں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ لوگ اسی نظام کے تحت بمقام چوین پہنچے جہاں پر مواضعات بانگہال اور چوین ایگام کے لوگ پروگرام کے مطابق جمع تھے۔ میاں عبدالمجید راتھر صاحب نے یہاں پر عوام کو ایک تقریر کے ذریعہ محظوظ کیا۔ اور ایسے کاموں میں دلچسپی لینے کی تلقین کی۔ ایم۔ اے قدوس نے بھی ایک تقریر میں لوگوں کو دیہات سدھار کی چند ضروری باتیں بتائیں۔ حاضرین کی تعداد چار سو سے زائد تھی۔ اور ہر کوئی ان تقاریر سے متاثر ہوا۔ محکمہ پنچائیت زندہ باد کے نعروں سے فضاء آسمان گونج اٹھی۔ بعد از بارہ بجے چوین سے نکل کر بمقام لونہ دلیوہ سر پہنچے۔ اور لوگوں نے یہاں پہنچتے ہی جوشیلے اور ولولہ خیز نعروں سے کوہل کی مرمت شروع کی۔

بالآخر کوہل شام کے چھ بجے سرتوڑ کوشش سے سالہائے دیرینہ کے مقابلہ میں مرمت ہوئی۔ اب لوگوں نے آرام کا دم لیا۔ اور واپسی کے عزم سے پہلے میاں صاحب نے حاضرین کو بتا دیا کہ کوہل کی نگرانی ضروری ہے۔ اور بوقت ضرورت مطلع کیا جائیگا۔ جلسے میں ایک ریزولیوشن قرار پایا۔ کہ اس کوہل کے واسطے بجناب پنچائیت افسر صاحب بہادر درخواستیں گزارش کی جائیں۔ تاکہ اس پر بمقام لونہ دلیوہ سر جہاں پر ہمیشہ یہ کوہل خراب ہوتی ہے۔ ایک پختہ بند بنوایا جائے۔ تاکہ زمینداران علاقہ ہمیشہ کے لئے آرام حاصل کریں۔

پنچائیت میدان چوگل

چونکہ میدان چوگل میں راستہ جات اور کوچے بالکل تنگ و تاریک ہو چکے تھے جس کے پیش نظر زمینداران کو بڑی تکلیف

ہوا کرتی تھی۔ بنا بریں زمینداران کی طرف سے ایک درخواست بھی پنچایت میں پیش ہونے پر پنچایت نے محکمہ مال کو اس طرف توجہ دلائی۔ جس پر محکمہ مال کے افسران نے ماتحت عملہ گرداور اور پٹواری علاقہ کے نام پر حکم جاری کیا۔ کہ راستہ جات کو بر دئے ریکارڈ نشاندہی کر کے دی جائے لیکن پٹواری علاقہ نے حکم کی تعمیل میں کوئی کاروائی نہ کی۔ اور زمینداران روز بروز تکلیف میں مبتلا ہوتے رہے۔ آخیر پر زمینداران نے پنچایت کے سرپنچ کے پاس آ کر واویلا کیا جس پر زمینداران نے اپنی سود و بہبود کے پیش نظر اطمینان دلایا کہ راستہ جات کھولنے میں ہم امداد دیں گے۔ جب خواجہ غلام قادر صاحب سرپنچ پنچایت نے بشمول زمینداران دیہات سدھار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کو ذمہ لے لیا اور گاؤں میں جا کر جہاں جہاں کوچے تنگ و تاریک بنے ہوئے تھے راستہ کھول کر کشادہ کئے۔ زمینداران نے حد سے بڑھ کر قربانیاں کیں۔ جو کہ قابل تعریف ہیں۔

اس گاؤں میں جا کر آج معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمینداران کو پنچایت سے بہت فائدے ہیں۔ جہاں دیکھو وہاں پر پنچایت کے گیت گائے جاتے ہیں۔ لوگ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ اب اس احسن کارکردگی کی وجہ سے پنچایت کے باقی دیہات بھی اس بات کے خواہشمند ہیں کہ ہمارے گاؤں میں بھی اسی قسم کی سڑکیں اور کوچے بنائے جائیں۔

سرپنچ

پنچایت سنگھ پورہ بارہ ترہٹھ

پنچایت ہذا نے ایک پیچیدہ مقدمہ مسمی نور خان و دلاور خان پسران گل خان کا فیصلہ کیا۔ ان ہر دو ایاں صدر میں جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا جھگڑا تھا۔ بلکہ عدالت بارہمولہ میں دونوں نے آپس میں مقدمہ فوجداری دائر کیا تھا پنچایت ہذا نے دونوں مقدمات کو پنچایت میں منتقل کرا لیا۔ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی تقسیم بھی کر دی۔ مسمیان مذکور آپس میں خوش و خرم رہتے ہیں۔

پنچایت ہذا رسومات بد کی طرف سے زمینداران کو روکتی ہے۔ اچھی کاشت کرنے کا ہر وقت ہدایت کرتی رہتی ہے دیہاتی صفائی میں بھی پنچایت کافی حصہ لیتی ہے۔ جس سے زمینداروں میں صاف رہنے کا کافی جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ حفظانِ صحت کے لئے پنچایت کوشاں رہتی ہے۔ فضول خرچی۔ جوا بازی کی پنچایت جانی دشمن ہے۔ اور اچھی طرح روک تھام کرتی ہے۔ سرپنچ و سکریٹری و ممبران پنچایت نیک نیت اور باوصف آدمی ہیں۔ نیک نیتی سے پنچایت کا کام انجام دیتے ہیں۔ دفتر پنچایت ایک عالیشان مکان میں بارونق سجایا ہوا ہے۔ اور برلب سڑک جنرل روڈ پر واقع ہے۔ ریڈیو بھی ایک پنچایت ہذا کو دیا ہوا ہے۔ جس سے لوگ دیہاتی پروگرام سن کر شاد و خرم ہو جاتے ہیں۔ سرکار والا مدار کے شکر

گوار ہیں۔ اور ہر وقت سرکار والا مدار زندہ باد دیوراج بہادر زندہ باد۔ پریم منسٹر زندہ باد اور پنچائت افسر صاحب بہادر زندہ باد کے نعرے لگاکر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

(نامہ نگار)

پنچائت بانڈی پور

آج بتقریب دورہ پنچایت بانڈی پور تحصیل سندواڑہ کے کاغذات کی پڑتال کی گئی۔ اس پنچایت کا جدید الیکشن مورخہ ۸-۹-۵۸ کو عمل میں لایا گیا ہے۔ پنچایت ہذا گیارہ ممبران اور ۹ دیہات پر مشتمل ہے۔ اس پنچایت کا گزشتہ انسپکشن ڈسٹرکٹ صاحب بارہمولہ نے ۳۰-۱۲ کا تک ۱۹۵۸ء کو کیا ہے۔ اس انسپکشن پر جو ہدایات ممبران کو دیئے گئے تھے۔ اس پر ممبران کاربند رہے ہیں۔

رجسٹر مقدمات کی پڑتال کی گئی۔ پنچایت ہذا میں جدید انتخاب سے آج تک کل ۴۴ مقدمات دائر شدہ ہیں۔ جن میں سے ۲۹ دیوانی ۱۰ فوجداری اور ۵ اجرائی ہیں۔ کل فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد ۴۱ ہے۔ جن میں سے ۲۷ فوجداری اور تین اجرائی ہیں۔ مقدمات عموماً باہمی تصفیہ سے فیصلہ کئے گئے

اندراجات بالکل درست پائے گئے۔ پنچایت ہذا نے دفعہ ۲۹ اور دفعہ ۳۰ کو خوب ذہن نشین کر لیا ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی نہیں پائی گئی۔ پنچایت ہذا صحیح معنوں میں پنچایت کا کام سرانجام دیتی ہے۔ جس کے واسطے ممبران حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

رجسٹر نقدی کا معائنہ کیا گیا۔ پنچایت ہذا کی آج تک کل آمدنی ۔/۔ ہے اور اخراجات ۔/۔ دکھائے گئے ہیں۔ باقی رقم درست ۔/۔ سرپنچ پنچایت ہذا کے پاس موجود ہے۔ یہ امر بھی قابل ستائش ہے۔ کہ پنچایت ہذا نے فضول اخراجات کر کے پنچایت کو زیر بار نہیں کیا ہے۔ اخراجات واجب دکھائے گئے ہیں۔ اندراجات درست ہیں۔ رسید بک رکھی گئی ہے۔

رجسٹر کارگزاری پڑتال کیا گیا۔ پنچایت ہذا نے آج تک بیس اجلاس کئے ہیں۔ حاضری ممبران تسلی بخش رہی ہے۔ ماسوائے خواجہ عبداللہ میر خواجہ عبدالرحیم۔ خواجہ رحمت اللہ میر۔ خواجہ رحمت اللہ میر کو کچھ پرائیویٹ مصروفیتیں تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ آج تک حاضر اجلاس نہ ہو سکا۔ آئندہ شرکت کرتا رہیگا۔ سرپنچ کو ہدایت کی گئی کہ وہ ایک نوٹس باقی دو ممبران کو حاضر اجلاس ہونے کو دیوے اگر نوٹس دینے پر بھی ممبران مذکور حاضر اجلاس نہ ہوں گے۔ تو رپورٹ کی جائے تاکہ ان کے بدلے دو نئے ممبران کی سفارش کی جاوے۔

یہ امر قابل تعریف ہے۔ کہ پنچایت ہذا کا ایک ممبر مسمی غلام رسول طبی کام میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ اور اس نے ذاتی اخراجات پر ایک شفاخانہ جاری کیا ہے۔ جہاں سے عام لوگوں کو ادویہ مفت دی جاتی ہیں۔ اور علاج معالجہ بھی مفت کیا جاتا ہے۔ خواجہ مذکور ہر قسم کی حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف نے آج تک بہت سی پنچایتوں کا معائنہ کیا۔ مگر یہ پہلی پنچایت ہے۔ جس کا کام قابلِ رشک پایا جس کا سہرا ممبران پنچایت ہذا خصوصاً سرپنچ اور سکرٹری کے سر ہے۔

سکرٹری پنچایت ہذا نے جس حسن وخوبی سے ریکارڈ و کاغذات زیر سرکردگی سرپنچ رکھے ہیں۔ وہ باقی پنچایت ہائے تحصیل ہندواڑہ کے لئے قابلِ تقلید ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ جس طرح پنچایت ہذا دیہات سدھار کے کاموں میں دلچسپی لیتی ہے اسی طرح باقی پنچایتیں بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے ایسے کاموں میں دلچسپی لیں گی۔ یہ توقع کی جاتی ہے۔ کہ پنچایت ہذا اسی طرح آئندہ بھی کام جاری رکھے گی۔ (المبودر نامہ)

پنچایت ڈنگی وچہ

علاقہ عمل تحصیل ہندواڑہ کے گرد ونواح دیہات میں گذشتہ ماہ پھاگن سمت ۱۹۹ سے بوجہ نایابی غلہ عام پبلک میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ غلہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں لوگ فاقہ کشی کا شکار ہو رہے تھے۔ اگرچہ علاقہ ہذا میں موضع ڈنگی وچہ ایک مشہور ومعروف مرکزی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں کہ ۲۰ - ۲۲ دوکانات ہیں۔ جو کہ ایک قصبہ کی صورت میں واقع ہے۔ لیکن یہاں پر بھی غلہ نہیں ملتا تھا۔ غلہ داران علاقہ ہذا نے گرانی کو مدِنظر رکھتے ہوئے۔ غلہ بیچنا بند کر دیا ہوا تھا۔ جس کے باعث مخلوقِ خدا ایک ایک دانہ کے لئے ترس رہی تھی۔

اس پبلک تکلیف کو مدِنظر رکھتے ہوئے۔ پنچایت ڈنگی وچہ کے ممبران نے خاص دلچسپی سے کام لے کر یہاں کے دکاندار صاحبان کے ساتھ مشورہ کر کے ان کو فراہمی غلہ کی تحریک پر آمادہ کیا۔ کہ وہ قصبہ ... سے غلہ خرید کر یہاں عام پبلک میں بہ نرخ بازاری فروخت کریں۔ تاکہ ضرورت مند اشخاص فاقہ کشی کی مصیبت سے نجات پائیں۔ چنانچہ یہاں کے چند دکاندار صاحبان نے ممبران پنچایت کی تحریک سے متاثر ہو کر انتظام فروختگی و فراہمی غلہ کا کام شروع کر دیا۔ اور کافی سٹاک غلہ کا قصبہ بارہمولہ۔ سوپور سے خرید کر کے اپنی دوکانات میں بغرض ضرورت پبلک مہیا کر رکھا۔ چنانچہ اس دن سے آج تک علاقہ ہذا کے ضرورت مند اشخاص کو غلہ حسب ضرورت مل رہا ہے۔ گذشتہ ایام میں باعث عدم دستیابی غلہ جو بے چینی اور پریشانی عوام الناس میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ تقریباً رفع ہو چکی ہے۔ اسلئے علاقہ ہذا کی پبلک ممبران پنچایت ڈنگی وچہ کی تہ دل سے شکر گذار ہے ... سکرٹری پنچایت کی احسن کارکردگی کی مشکور وممنون ہے۔ جن کی سعی وکوشش سے مقصد ومدعا قائمی پنچایت کا عملی صورت میں نمایاں ہوا۔ امید ہے کہ دیگر پنچایت ہائے علاقہ ہذا بھی اپنے اپنے حلقہ پنچایت میں پبلک کی اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے۔ پنچایت ڈنگی وچہ کی تقلید کریں گی۔ تاکہ عام پبلک علاقہ ہذا اس قحط سالی کی مصیبت

سے نجات حاصل کریں۔ اسلئے یہ مضمون بغرض آگاہی باقی پنچایت ہا رسالہ دیہاتی دنیا میں شایع کیا گیا۔

(نامہ نگار)

پنچایت بانڈی پور

آج دو بارہ راقم الحروف کو پنچایت ہذا کے کام کا ملاحظہ کرنے کا موقعہ ملا۔ پنچایت ہذا کا پورا ریکارڈ خواجہ رحمت اللہ میر برادر سعد اللہ میر مرحوم سابق سرپنچ پنچایت سے حاصل کرکے زیر آرڈر نمبر ۵۰۰۵/۲۵ مورخہ ۲/۲۲ ۵ آمدہ از پنچایت آفسر صاحب بہادر قلمرو جموں وکشمیر جدید سرپنچ کے حوالے کر دیا گیا۔

اسی دوران میں راقم الحروف نے پنچایت ہذا کے دیہات سدھار کے کام کا ملاحظہ کیا۔ چنانچہ غلہ گران ہونے اور بازار سے نہ ملنے کے سبب سے عام پبلک حلقہ پنچایت بانڈی پور تکلیف میں تھی۔ پنچایت ہذا نے بشمولیت چند سرکردہ اشخاص حلقہ ہذا کی ایک میٹنگ کی تھی۔ اور غلہ عام پبلک کو دستیاب کرنے کا ذمہ اپنے سر لیا۔ تقریباً چار ہزار روپیہ ممبران حلقہ ہذا اور دیگر اشخاص نے بطور چندہ اپنی جیب سے نکالے۔ جس رقم سے بذریعہ پنچایت ہذا غلہ خرید اگیا۔ بازار بانڈی پور میں تین دوکانیں کھولی گئی ہیں۔ جہاں سے یہ غلہ عام حاجت مندوں میں قیمت خرید پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔ یہ امر قابل تعریف ہے۔ جملہ پنچایت ہا تحصیل ہندواڑہ کو اس کی تقلید کرنی چاہئے۔ اور ایسے آڑے وقت میں عام لوگوں کو سہولیت بہم پہنچانی چاہیئے۔ افسران بالا کے نوٹس میں یہ بات لائی جاتی ہے۔ تاکہ مجوزہ قسم پنچایتوں کی خاص حوصلہ افزائی کی جاوے۔ تحریر ۱۲ بیساکھ ۱۹۹۹

(لسبو درناتھ)

بخدمت جملہ سرپنچان پنچایت ہا تحصیل ہندواڑہ (کشمیر)

صاحبان من!

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ پنچایتیں خلاف دفعہ ۲۹ ریگولیشن پنچایت دیہی مقدمات سماعت کر رہی ہیں۔ دفعہ ۲۹ مذکورہ کا منشا یہ ہے کہ پنچایت وہ دعویٰ سماعت کر سکتی ہے جس میں کہ مدعاعلیہ یا مدعاعلیہم میں سے کوئی ایک، اس حلقہ پنچایت میں سکونت پذیر ہو۔ مدعی کا محدود حلقہ پنچایت میں سکونت پذیر ہونا ضروری نہیں ہے۔ نہ بنار دعویٰ کا کوئی لحاظ ہے۔ اور فوجداری مقدمہ میں بمنشاء دفعہ ۳۰ ریگولیشن پنچایت دیہی وہ پنچایت مقدمہ سماعت کرے گی جس کے حلقہ میں جرم سرزد ہوا۔ میں نے چند پنچایت کا انسپکشن کیا ہے۔ اور دفعہ ۲۹ کے خلاف کاروائی پائی۔ اسی طرح سے ایک پنچایت کا انسپکشن

ہونا رہے گا۔ الا یک وقت ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لہذا بذریعہ روبکار ہذا جملہ پنچائیت ہا کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ ریگولیشن پنچائیت وہی کے ہر ایک دفعہ پر پابند رہ کر کام کریں۔ خاص کر کوئی دعوے جس میں کہ مدعا علیہ اس کے حلقہ پنچائیت میں نہ رہتا ہو۔ سماعت نہ کیا جاوے۔ اور کوئی مقدمہ متذائد اختیارات و نیز بذالمعیاد نہ سماعت کیا جاوے۔ آئندہ جو پنچائیت اس کے خلاف عمل کریگی۔ اس کی ایکشن لی جائیگی۔ تحریر ۲۱ ہاڑھ ۱۹۹۸

ڈسٹرکٹ انسپکٹر
محکمہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچائیت۔ تحصیل مہندواڑہ

ازاجلاس پنچائیت ڈنگی وچہ تحصیل مہندواڑہ

مثل ۱۰ دیوانی مرجوعہ ۱۳ ساون سمت ۱۹۹۸

غنی حجام ۱۰ وکاندار ولد غفار حجام ساکن موضع ڈنگی وچہ تحصیل مہندواڑہ۔ مدعی۔

بنام محمد لون ولد نبر لون خانہ داماد غفار تانتری ساکن موضع گنڈبیاٹ علاقہ زینہ گیر تحصیل مہندواڑہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۔۔۔ روپیہ تا بروئے دستاویز تحریری

اشتہار بغرض آگاہی مدعا علیہ صدر

چونکہ مقدمہ عنوان صدر میں مدعا علیہ کے خلاف پنچائیت ہذا میں دعویٰ دائر ہے۔ اور مدعا علیہ باوجود طلب کئے جانیکے حاضری سے عمداً گریز کرتا ہے۔ چنانچہ مدعی کی استدعا پر کہ معمولی سمنات کے ذریعہ مدعا علیہ کا حاضر پنچائیت ہذا ہونا مشکل ہے اسلئے وہ فیس اجرت اشتہار داخل کر کے خواہان حسب ضابطہ ہے۔ لہذا بذریعہ نوٹس ہذا مدعا علیہ صدر کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۲۰ بھادوں ۹۸ء پنچائیت ہذا میں اپنے ثبوت تحریری و تقریری پیش کرے بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۰ بھادوں (سرپنچ)

انعامی جلسہ گورنمنٹ پرائمری سکول کالگڑھ تحصیل میرپور

مورخہ ۱۰ پھاگن ۹۸ء کو انعامی جلسہ پرائمری سکول کالگڑھ زیر صدارت مولوی فضل الدین بھٹی وکیل سیکرٹری سنٹرل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میرپور بحاطہ سکول میں منعقد ہوا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔ گرد و نواح سے ... ... لئے ہوئے تھے نیز لالہ ... پال صاحب ... میرپور و شیخ فتح احمد صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی ... ہائی سکول میرپور و رؤساء اور معززین علاقہ نے شرکت فرمائی۔

آخیر میں صاحب صدر نے ایک عالمانہ تقریر فرمائی جس میں تعلیم کے فوائد بیان فرمائے۔ نیز لوگوں کو بدرسومات سے بچنے کی تلقین فرمائی پھر لالہ ست پال نے حاضرین جلسہ کو ریڈیو سنا کر خوش کیا۔ دیہہ ہذا لالہ ست پال صاحب کا شکر گذار ہے۔ اس کارروائی کے بعد طلباء سکول کو انعام تقسیم کیا گیا اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

(نامہ نگار)

محکمہ جنگلات حضور ہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر بھدرواہ فارسٹ ڈویژن

اشتہار

بغرض آگاہی ہر خاص وعام مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ حسب ذیل پیداوار خفیفہ کی محکمانہ نکاسی۔ ڈھلوائی اور رسائیدگی تا بدہولہ گودام بابت ۱۹۹۹ء کے واسطے مطلوب ہیں۔

(۱) موسبری ۱۰۰ من

(۲) پتیس ۲۰ من

(۳) رلیوند رلوتر ۲۰ من

(۴) کوٹھ ۵۰ من

(II) یہ پیداوار حسب عمل قدیم خشک۔ صاف کردہ بار ہمولہ گودام میں داخل کرنی ہوگی۔ اسلئے ٹینڈر دہندگان پر لازم ہوگا کہ ہر ایک پیداوار کے واسطے رسائیدگی بارہمولہ گودام کے نرخ درج کریں۔

(III) ہر ایک ٹینڈر کے ہمراہ رقم اُجرت کی (دس) فی صدی کے حساب سے رسید خزانہ جموں وکشمیر بنک یا پنجاب نیشنل بنک جموں وکشمیر سری نگر یا رسید امپیریل بنک کی شکل میں ہونی چاہیے۔ جو کہ ناکامیاب ٹینڈر دہندگان کو واپس دیا جاویگا۔ اور کامیاب ٹینڈر دہندگان کی طرف سے زر ضمانت تصور ہوگا۔

(IV) کامیاب ٹینڈر دہندگان کو قبل از د... ہاڑ نکاسی کی اجازت نہیں دی جاویگی۔ اور اس کو حسب ذیل Transit Depots پر پیداوار جمع کرنی ہوگی۔ جہاں سے کہ اس کو روانگی کا چالان دیا جاویگا۔

(۱) بھدرواہ برائے مال نکاسی شدہ۔ بھیتی۔ چیالہ اور نیرو ہائے۔

(۲) کھینی برائے ـــ ـــ کلدڑ و مرمت رینج ہائے۔

ٹھیکیدار کو پیداوار اسی راستے سے لینی ہوگی۔ جو کہ چالان میں درج ہوگا۔

(V) ٹھیکیدار کو خفیف پیداوار اوپر نامزدہ Transit Depots کے علاوہ اور کسی جگہ جمع کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اگر محکمہ کے نوٹس میں ایسی کوئی حرکت آجائیگی۔ تو اس کو بلیک لسٹ کرنے کے علاوہ تمام رقم اجرت ضبط کی

(VI) ٹھیکیدار پر لازم ہوگا۔ کہ وہ تمام مقررشدہ مقدار کی نکاسی وقت مقررہ میں کرے۔ دس فی صدی کی ... تو ... کی اجازت دی جاویگی۔ مگر ٹھیکیدار سے دو روپیہ فی من کے حساب ... مقدار کے واسطے ... کی جاوے گی

(VII) ٹھیکیدار سے اس پیداوار کے واسطے کوئی دعرت وصول نہیں کیا جاویگا۔

(VIII) کامیاب ٹینڈر دہندگان کو ایک ہفتہ کے اندر اگریمنٹ پر دستخط کرنے ہوں گے۔ اور ہر ایک ٹینڈر کے واسطے علیحدہ علیحدہ اگریمنٹ ہوں گے۔

ٹھیکہ کی معیاد آخیر گھمر ۱۹۹۱ء تک بازمولہ گودام پر اور آخیر اسوج ۱۹۹۱ء Transit Depots پر پہنچانے کی ہوگی۔

(IX) ٹھیکیدار کے واسطے لازم ہوگا۔ کہ وہ اپنی بوریاں خریدے۔ محکمہ سے کوئی بوری مہیا نہ ہوگی۔

(X) ٹینڈر راقم کے نام ۱۲، جیٹھ ۱۹۹۱ء تک پہنچنے چاہیں۔ جو کہ اسی دن دو بجے ٹینڈر دہندگان کے سامنے کھولے جاویں گے۔ اور ٹینڈر دہندگان بھی اس وقت حاضر ہو سکتے ہیں۔

(XI) کسی ٹینڈر کا منظور کرنا یا نہ کرنا محکمہ ہذا کے اختیار میں ہوگا۔ اور کوئی وجہ منظوری یا نامنظوری کی نہیں دی جاویگی

(XII) مزید دریافت طلب امورات راقم الحروف سے بذریعہ ڈاکخانہ دریافت ہو سکتے ہیں۔

(XIII) مکمل ٹینڈر نوٹس کا ملاحظہ دفتر ڈویژن بھدرواہ میں کیا جا سکتا ہے۔ یا گورنمنٹ گزٹ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۵، بساکھ ۱۹۹۱ء کا ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

دستخط ڈویژنل فارسٹ آفیسر بھدرواہ ڈویژن

تعلیم بالغان

مورخہ ۲۰، ۲۱، پھاگن ۱۹۹۰ء راقم نے پنچایت کمیٹی اجس کے قایم کردہ اڈلٹ سنٹروں کے بالغوں کا امتحان کیا۔ مختلف سنٹروں کے نتائج تفصیل ذیل کے نقشے میں درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	نام سنٹر	نام کارکن	تعداد زیر تعلیم	پاس شدہ گان	تاریخ امتحان
۱	پنچایت اڈلٹ سنٹر نمبر ۹ (اجس)	غلام محمد وانی	۳۰	۷	۲۰ پھاگن ۱۹۹۰ء
۲	" " نمبر ۵ (اجس)	رسول جو وانی	۳۳	۱۴	" " "
۳	" " نمبر ۱۰ (اجس)	عبدالرحیم راتھر	۴۰	۶	" " "

۴	پنچایت اڈلٹ سنٹر نمبر ۹ (متی پورہ)	محمد مقبول	۱۲	۸	۱۲ بیساکھ سنہ
۵	" " " نمبر ۱ (متی پورہ)	اسد بٹ	۱۲	۱۱	" " "
۶	" " " نمبر (خوہ پنجیرہ اچھبل)	صمد بٹ	۱۴	۱۱	" " "
۷	" " " نمبر ۱ (منیرن پورہ اچھبل)	رحمان جو	۲۷	۶	" " "
۸	" " " نمبر ۲ (منیرن پورہ اچھبل)	عبدالاحد بٹ	۲۹	۸	" " "
۹	" " " نمبر ۹ (آئی سکول سنٹر)	پنڈت ٹیکا لعل	۷	۴	" " "
۱۰	" " " نمبر ۱۳ (اچھبل)	سیف اللہ خان	۲۹	۱۸	" " "
۱۱	" " " نمبر ۷ (اچھبل)	اسد لون	۲۴	۹	" " "
۱۲	" " " نمبر ۸ (اچھبل)	محمد صابر راتھر	۲۲	۷	" " "
۱۳	" " " نمبر ۱۱ (اچھبل)	غلام لون	۱۲	۴	" " "
۱۴	" " " نمبر ۱ (اچھبل)	محمد سلطان راتھر	۱۹	۴	" " "
۱۵	" " " نمبر ۱۲ (اچھبل)	غلام محمد بابا	۲۱	۹	" " "
۱۶	" " " نمبر ۹ (اچھبل)	مہدہ راتھر	۲۳	۲	" " "
۱۷	" " " نمبر (اچھبل)	جمال راتھر	۱۹	۷	" " "

میزان کل　۱۲۹

مندرجہ بالا سنٹروں کے علاوہ اور پانچ سنٹر بھی دیگر مقاموں پر کھولے ہوئے بتلائے جاتے ہیں۔ اچھبل جیسے چھوٹے علاقے میں تعلیم بالغان کی تحریک کا کامیاب ہونا ممبران پنچایت کمیٹی خصوصاً خواجہ مہدہ جان صاحب سرپنچ اور سکرٹری خواجہ احد جان صاحب کی سرتوڑ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ گھر گھر پھر کر انھوں نے لوگوں کو تعلیم کے فوائد سے آگاہ کیا ہے۔ دیہات سدھار کے کاموں کو وہ اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ باوجود مشکلات کے کامیابی جو ان کو اس جگہ حاصل ہوئی ہے۔ اس ڈویژن میں کہیں دیکھنے میں نہ آئی۔ اس بات کے لئے راقم ممبران کمیٹی مذکورہ اور کارکنان کو مبارکباد دیتا ہے۔ ایسے ہی استقلال سے اگر وہ آئندہ بھی کام چلاتے رہیں گے، تو وہ دن دور نہیں جب ہماری ریاست بھی دنیا کے دیگر مہذب متمدن اقوام کے دوش بدوش چلنے کے قابل ہو جائے۔ جملہ کارکنان کو کام کے متعلق بالتفصیل ہدایات دیئے گئے امید ہے بہترین نتائج حاصل ہوں گے۔

اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس سرینگر ڈویژن

پنچائیت درگمولہ

آج بتقریب دورہ پنچائیت درگمولہ کے کاغذات کا ملاحظہ کیا۔ یہ پنچائیت سات ممبران اور گیارہ گاؤں پرمشتمل ہے۔ پنچائیت ہذا کا سرپنچ خواجہ عبدالغنی ہے۔ رجسٹر کارگزاری کا ملاحظہ کیا۔ بوقت ملاحظہ سرپنچ صاحب و ممبران میں سے خواجہ سیف اللہ شاہ موقعہ پر حاضر تھے۔

اجلاسوں کی کاروائی مدلل لکھی گئی ہے۔ مہینے میں تقریباً ۱۴ اجلاس کئے جاتے ہیں۔ دیہات سدھار کی طرف کافی توجہ دی گئی ہے۔ جیسا کہ رجسٹر مذکور سے عیاں ہے۔ رجسٹر مقدمات کا ملاحظہ کیا۔ ابتدائے قائم پنچائیت آج تک ۷۷۰ مقدمات پنچائیت ہذا میں دائر ہوئے ہیں۔ اس وقت صرف چوبیس (۲۴) مقدمات زیر تجویز ہیں۔ مقدمات گویا بروئے تصفیہ فیصلہ ہوتے ہیں۔ یہ امر قابل تعریف ہے۔ رجسٹر کیش کا ملاحظہ کیا۔ آج تک ۲۰ جیٹھ ۹۱ رقم بعد وضع اخراجات ۱۱۴/۱/۳ ہیں۔ اس میں سے ۱۰۶/-/- سنٹرل کوآپریٹو بنک ہندواڑہ میں موجود ہیں۔ اور رقم درست ۸/۱/۳ سرپنچ صاحب کے پاس بابت مناسب اخراجات موجود ہیں۔ اندراجات درست پائے گئے۔ مثلات کا ملاحظہ کیا۔ ان کی ترتیب و تکمیل بھی درست پائی گئی۔ پنچائیت ہذا دفعہ ۲۴ پر کاربند ہیں۔ مقدمات بیرون حدود پنچائیت سماعت نہیں کئے جاتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل تعریف ہے۔ رجسٹرات و کاغذات مکمل ہیں۔ ممبران میں اتفاق ہے۔ سرپنچ صاحب کا تقاضا ہے۔ کہ ابھی یہاں کوئی تعمیری کام نہیں ہوا ہے اگرچہ اسٹیمیٹ بنے ہیں۔

ریڈیو اچھی حالت میں ہے۔ آج موقعہ پر پنچائیت کی کاروائی کے متعلق مزید ہدایات دیئے گئے۔ سرپنچ و ممبر دلچسپی سے کام کر رہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچائیت سپیشل
ہندواڑہ

پیغام

زمینداران جموں و کشمیر کے نام

آسمان نے کی ہیں دہری خدمتیں تیرے سپرد
چونکنا بھی ہے تجھے اپنوں کو چونکانا بھی ہے

صرف سننا ہی نہیں تجھ کو پیام دلبری
بلکہ اس پیغام کو گاؤں میں پھیلانا بھی ہے

اے دلِ ناعاقبت اندیش تاکَے یہ خمار
بزم میں ساقی بھی ہے موجود پیمانہ بھی ہے

(ماخوذ)

از سررشتہ پنچائیت افسر صاحب بہادر

سرکلر آرڈر نمبر ۴۲

بخشی دیوان چند "پروپرائیٹر" امر فارمیسی جموں" نے حیوانات کی بیماری کے چند ادویات تیار کئے ہیں ان میں سے مطابق رپورٹ " دوائی دافع موکھر" مفید معلوم ہوا ہے۔ اسلئے جملہ پنچایت ہا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بوقت ضرورت بشرط ہونے فنڈ کے دوائی مذکور خرید کر سکتے ہیں۔ جس کی قیمت مکمل دوائی ایک مویشی کے لئے صرف آٹھ آنہ ہے۔ اور جو پنچایت یہ دوائی خرید کرے اس کو لازم ہوگا۔ کہ دفتر ہذا کو اس بارہ میں ماہوار مطلع کیا جاوے۔

تحریر ۵ بساکھ ۱۹۹۱

دستخط

پنڈت شام سندر لعل در
رائے بہادر

رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت آفیسر

از سر رشتہ پنچایت افسر صاحب بہادر

سرکلر آرڈر نمبر ۴۳

مندرجہ ذیل تحصیلات کی پنچایتوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ فارم یا سٹیشنری وغیرہ مندرجہ ذیل مقامات پر حاصل کریں۔ تاکہ آمد و رفت اور پنچایت کے کام میں حرج واقع نہ ہوگا۔

(۱) تحصیل کولگام کی جملہ پنچایتیں دفتر انچارج ڈسٹرکٹ انسپکٹر کولگام سے حاصل کریں۔

(۲) " اننت ناگ " " " ڈسٹرکٹ انسپکٹر اننت ناگ " " " "

(۳) " ہندواڑہ " " " " " ہندواڑہ سوپور " " "

(۴) " بارہمولہ " " " " " بارہمولہ " " "

(۵) " مظفرآباد اوڑی " " " " " مظفرآباد " " "

(۶) تحصیل پلوامہ، شہر خاص، اور بڈگام کی جملہ پنچایتیں دفتر اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب بمقام سرینگر حاصل کر سکتی ہیں۔ آیندہ کسی پنچایت، سنگ، سرپنچ یا دیگر کارکن کو ماسوائے مندرجہ بالا مقامات فارم مہیا نہیں کئے جائیں گے۔ نیز ڈسٹرکٹ انسپکٹران اس امر کے ذمہ وار ہوں گے۔ کہ وہ دورہ پر بھی پنچایتوں کو فارم تقسیم کریں۔

تحریر ۱۲ / جیٹھ ۱۹۹۹

پنڈت منموہن ناتھ در

اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر ہیڈکوارٹر



موضع پیڑول ضلع کٹھوعہ میں زمینداراں کونبن پریڈ کے لئے جمع ہو رہے ہیں



حال ہی میں محکمہ دیہات سدھار کے تحت پنچایت سیلا (دیابی)
میں زمینداروں کے ایک سکاؤٹ اپنی کھیلیں دکھا رہے ہیں



سیلا میلا پر دیہاتی کھیلیں

دیہاتی دنیا

V

فتح کا نشان

چندہ سالانہ — چار روپے

جلد ۱۳ — نمبر (۷)

جولائی ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر وپبلشر دلوانز پریس جموں چھپ کر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شایع ہوا

حالاتِ جنگ

روس

موسم بہار کے روس میں بڑے حملے کی لمبی انتظار کالنشان کریمیا کے مشرقی حصہ میں موسومہ بہ جزیرہ نما کرچ پر روسیوں کے خلاف جرمن حملہ ہے۔ دس دن کی خونخوار جنگ کے بعد جس میں جرمنوں کا بہت بڑا نقصان ہوا مثلاً بے شمار ٹینک، ہوائی جہاز اور آدمی کام آئے۔ وہ جزیرہ نما سے روسیوں کو صاف کرنے میں کامیاب ہو گئے روسیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی افواج اور بھاری سامان کو سمندر سے پانچ میل پار کامیابی سے واپس ہٹا لیا ہے۔ یہ جگہ صوبہ کاکیشیا کے مغربی کنارے کو جزیرہ نما سے جدا کرتا ہے۔

کریمیا میں جرمنوں کے حملہ کرنے کے تین دن بعد مارشل تموشنکو نے جرمن کی ابھرتی ہوئی فوجوں کے خلاف خارکو کے قصبہ میں جو یوکرین کی کنجی ہے۔ ایک بڑے پیمانے پر دھاوا بول دیا ہے۔ جرمن قیدیوں سے جو اطلاع اخذ کی گئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ روسیوں کے حملے نے جرمنوں کے بڑے حملے کو پہلے ہی سے تھام لیا جو چند دنوں میں ہونے والا تھا۔ اور یہ کہ اس حملے نے جرمنوں پر حیرت طاری کر دی۔ اور ان کے منصوبوں کو تہ و بالا کر دیا یہاں نہایت خونریز جنگ ہوا۔ اور جرمنوں کے مقتولین کی تعداد بے شمار ہوئی۔ جرمن ٹینکوں کا نقصان بھی روسی جرمن جنگ کی پہلی لڑائیوں سے کہیں زیادہ ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ موسم بہار میں اس خطہ پر بڑے ہونے والے جرمن حملے کی بہت سی محفوظ (ریزرو) فوج استعمال میں لائی جا چکی ہے۔ اس وقت تک روسی سو میل کے محاذ پر ۱۵ اور ۲۵ میل کے درمیان پیش قدمی کر چکے ہیں۔

مغربی ہوائی حملہ

گزشتہ پندرہ دنوں میں موسم کی خرابی نے مغربی یورپ میں ہوائی سرگرمی کو روکے رکھا۔ لیکن ایک رات رائن دریا کی اندرونی بندرگاہ اور اہم صنعتی مرکز پر ۲۰۸ بہت بڑا ہوائی حملہ کرنے کے قابل ہوا۔

مالٹا پر محوری ہوائی حملوں کی سرگرمی نمایاں طور پر ماند پڑ گئی ہے۔ بلاشبہ اس کی دو وجوہ ہیں۔ اول ماہ مئی کی پندرہ تک جرمنوں اور اطالویوں کو جزیرہ پر بھاری نقصانات برداشت کرنا پڑے۔ دوئم جرمنوں کا روسی محاذ پر موجودہ ہوائی جہازوں کو مطابق اہم ضرورت

لے روانہ کر دیا۔

جنگ بخلاف جاپان

اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپانی اپنی توجہ کے کثیر حصہ کو اس وقت چینیوں کی جنگ کا مرکز بنا رہے ہیں۔ مغربی چین میں جاپانی دستے برما روڈ کے قرب میں حملے کر رہے ہیں۔ اور صوبہ یونن کی سرحد میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن چنگکنگ کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے یہاں دشمن کو کامیابی سے روک لیا ہے۔ مشرق میں پندرہ سو میل پر سے ایک بڑی جاپانی فوج چینیوں کو صوبہ چوچو کے ساحل سے باہر نکال دینے کی کوشش میں ہے۔ جہاں سے دور مار بم ماروں کا خود جاپان پر حملہ ممکن ہے۔ یہاں جاپانیوں کا زور کسی قدر کامیاب رہا۔

واشنگٹن کے متحدہ بحری ہیڈکوارٹر نے کورل سمندر کی جنگ کے تفصیلی حالات دینے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن تمام اطلاع جو اس وقت تک موصول ہوئی ہے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس لڑائی نے جاپان کے شمالی آسٹریلیا کو فتح کرنے کے منصوبوں کو حتمی طور پر روک دیا ہے۔ واشنگٹن نے اطلاع دی ہے۔ کہ آغاز جنگ سے ریاستہائے متحدہ کی ایک آبدوز کشتی نے جاپانیوں کے سات ہزار ٹن کے جنگی جہاز کو جاوا کے نزدیک غرق آب کر دیا۔

اس سے یہ مطلب ہوا۔ کہ ۲۵ جنگی جہازوں میں [illegible]

وقت تک سمندر کی تہ تک پہنچا دیئے گئے ہیں۔

تازہ ترین حالات جنگ

لیبیا۔

دس دن ہوئے۔ لیبیا میں محوری بکتر بند دستے مشہور جنرل رومیل کی سرکردگی میں ہم پر حملہ آور ہوئے۔ ہمارا محاذ غزالہ کے جنوب اور شمال میں بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ بحر الکیم کی مضبوط قلعہ بندیوں تک پھیلا تھا۔ باوجود دشمن کے زبردست حملے کے ہم

(الف) آزاد فرانسیسی۔ برطانوی اور ہندی دستوں کی مضبوط مورچہ بندیوں

(ب) آر۔ اے۔ ایف کی متواتر قریبی امداد اور

(ج) اپنی فوج کی خوفناک گولہ باری کی نقل و حرکت۔

کے بے حد ممنون ہیں۔ کہ محوری افواج کسی قسم کی پیش قدمی کرنے کے قابل نہ ہو سکیں۔

دشمن کو بہت سی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور لاتعداد ٹینکوں اور سامان سے پر شدہ لاریوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ جنگ ابھی تک Devils Cauldron کے مقام پر خونریزی سے ہو رہی ہے۔ یہ مقام ہمارے مرکزی مورچوں کے قریب ہے۔ جہاں دشمن کی پیش قدمی کی جدوجہد کو مضبوطی سے روک دیا گیا ہے۔

ایک ہفتے کا عرصہ ہوا کہ غارکو کے گرد و نواح میں بڑی جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

اب طرفین اس جگہ خونخوار جنگ کی غارتگری کی کمی کو پورا کرنے میں مصروف ہیں۔ سوویٹ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کو پچھتر ہزار جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا لیکن ان کا دعوےٰ ہے کہ جرمنوں کو اس سے دوگنی تعداد کا نقصان اٹھانا پڑا۔

مزید برآں جنوب میں جرمن کریمیا میں سبسٹاپول کے بحری اڈہ پر ایک طوفان خیز حملہ کرنے میں مصروف ہیں لیکن ابھی تک یہ کوشش اسی طرح ناکام رہی ہے۔ جس طرح ان کی پیش رووں کی۔

مغربی ہوائی حملہ

گزشتہ پندرہ روزہ ہوائی تواریخ میں مشہور رہیں گے۔ کیونکہ اس عرصہ میں صرف ایک مورچہ پر پہلی دفعہ ایک ہزار بم ماروں نے ہوائی حملہ میں حصہ لیا۔ دو راتوں میں پورے چاند کے نزدیک آر۔ اے۔ ایف کے بم مار کمانڈ نے پہلی بار کولان پر ہوائی حملہ کرنے کے لئے ایک ہزار سے زائد بم مار روانہ کئے۔ اور دوسری رات کو ایسن کے بڑے صنعتی شہر پر۔ آمدہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان حملوں سے جو تباہی عمل میں آئی ہے۔ وہ لفٹ وافے کے تہائی حملوں سے جو اس نے انگلستان کے شہروں پر سرما ۱۹۴۰ء و ۱۹۴۱ء میں کئے تھے کہیں زیادہ تھی۔

یورپ میں بے چینی

یورپ میں نازی نظام حکومت کے خلاف ہر مغلوب شدہ لوگوں کی یکساں پر شدت مخالف گزشتہ دس دنوں سے ہیڈریچ کے حملہ کی صورت میں بزدل گسٹاپو پر جو گزشتہ سال سے زیکوسلاویکا کا محافظ بنا بیٹھا تھا ظہور پذیر ہوئی۔ یہ حملہ اس بڑی سڑک پر کیا گیا جو پراگ اور برلن کے درمیان واقع ہے۔ اور آخر ہیڈرک کی جان لے کر رہا۔ انتقام کے طور پر گسٹاپو نے پراگ میں تین سو شہریوں کو پہلے ہی سے پھانسی پر چڑھا دیا ہوا تھا جن میں زیادہ تر تعداد عورتوں کی تھی۔

ہندوستان

حال میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جہازوں کا سب سے بڑا قافلہ جو برطانیہ عظمیٰ سے کبھی کہ روانہ ہوا تھا ہندوستان بخیر و عافیت پہنچ گیا ہے۔ یہ قافلہ اپنے ہمراہ سامان جنگ کی بہت بڑی مقدار۔ توپیں اور ہوائی جہازوں کے علاوہ آزمودہ کار سپاہیوں کے دستے بھی لایا۔ اس قافلے کے ہمراہ اس قدر جہاز تھے کہ یہ ہندوستان کی کسی ایک بندرگاہ میں نہیں سما سکے۔ اس قدر دور و دراز سفر میں انگلستان سے لیکر ہندوستان تک اس قافلے پر دشمن ایک حملہ بھی نہ کر سکا۔

جاپان کے خلاف جنگ

کورل سمندر بحری لڑائی میں کامیاب ہونے کے بعد ریاست ہائے متحدہ کے بیڑے اور ہوائی طاقت نے جاپانیوں پر دوسری بھاری چوٹ لگائی۔ پانچ دن کا عرصہ ہوا کہ جاپانی

جاپان نے امریکی جزیرے مڈوے پر قبضہ کرنے کی کوشش
کی جو فلپائن اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مغربی ساحل
کے نصف فاصلہ پر واقع ہے۔ امریکی ہوائی اور بحری
جہازوں نے فوراً ہی جاپانی بیڑے پر حملہ کر دیا۔ اور ان
کو مندرجہ ذیل نقصان پہنچایا۔

(الف) دو ہوائی جہاز لے جانے والے جہاز یقینی
طور پر غرق کئے گئے اور دو کو بری طرح نقصان پہنچایا
گیا۔ اور ان کے ہوائی جہازوں کو تباہ کر دیا گیا۔

(ب) تین جنگی جہازوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ ایک کا
بہت سخت نقصان ہوا۔

(ج) چار کروزر میں سے دو کا بہت زیادہ نقصان ہوا

(د) تین رسد لے جانے والے جہازوں کو سخت
نقصان پہنچایا گیا۔

اس شاندار کامیابی کی پوری اطلاعات ابھی
دستیاب نہیں ہوئیں لیکن یہ بات یقینی معلوم دیتی ہے
کہ شدید نقصان رسیدہ جہازوں میں سے بعض اپنے
اڈوں پر دو ہزار میل واپس نہ پہنچ سکیں گے۔

اتحادی قومیں

میکسیکو سب سے آخری ملک ہے جو اتحادی
اقوام کی صفوں میں جا ملا۔ اٹلی اور جاپان پر ۵ جون کو
جنگ کا اعلان کرنے سے شامل ہو گیا ہے۔ اس اعلان
جنگ کے بعد ہی دو میکسیکو کے جہازوں نے کیریبین سمندر
میں ۱۵ مئی کے آخر پر تارپیڈو مارنے کا
کام شروع کر دیا۔

مترجمہ ایڈیٹر۔

ریذیڈنسی کشمیر

اتحادی ذخیروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا

محوری طاقتیں سرگرداں ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ
اتحادیوں کی طرف سے جو فوجیں مرتب ہو رہی ہیں۔ وہ
زور حرکت میں ٹڈیوں کی طرح جمع ہو رہی ہیں پس وہ اپنی
قوتوں کو ان کارناموں کے جھٹلانے میں صرف کر رہی ہیں۔
جو الفاظ کے ذریعے انہیں کچل ڈالیں یا تہدید سے ان کا
گلا گھونٹیں۔ سنئے! روس کے متعلق وہ کیا کہتے ہیں۔

روس کو سامان نہیں بھیجا جائیگا۔

روس کو امریکہ یا انگلستان کی کسی ٹھوس امداد کی
بےکار توقع سے آگاہ رہنا چاہیئے۔

جرمن ریڈیو۔ مارچ ۱۹۴۲ء

روس کو سامان نہیں پہنچ سکے گا۔

متحدہ اقوام کے جہازوں کی کمی گنجائش اب کسی
دلیل کی محتاج نہیں۔

جرمن ریڈیو اپریل ۱۹۴۲ء

اب اس وجہ کو صحیح تسلیم کر لینا بالکل مناسب ہے
کہ سوویٹ روس قطعی طور پر برطانیہ اور ریاست
ہائے متحدہ امریکہ کے اپنے دل کھول کر دینے والے وعدوں
میں ناکام رہنے سے مایوس ہو چکا ہے

[ر]وس کا استعمال نہ کرسکیں گے۔

سوویٹ ہوا باز بہطالوی اور امریکی ہوائی طیاروں کے اڑانے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ اتحادیوں کے پاس بالکل نئی وضع کے ہیں۔

جرمن ریڈیو اپریل ۴۲ء

جیت کے سنگِ میل

باکو سے ۹۰ فیصدی تیل نکلتا ہے۔

جرمنی سے ڈاکٹر گوبل ۲۴ مئی کو بڑھ مارتے ہیں کہ جرمن (mine) سرنگ آکسیجن کو بے اثر کر دیتی ہے۔

بم مار بنانے کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔

ایک نئی وضع کا بم مار بنایا جا رہا ہے جس پر اس وقت تک پچاس لاکھ پونڈ خرچ آچکے ہیں۔

wirraway ہوائی جہاز اور ایک صفی نازک انجن مطابق گوشوارہ مکمل کئے جا رہے ہیں۔

گولہ بارود کے چھتیس ۳۶ کارخانے پوری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔

بارودی کارخانوں کے علاوہ محکمہ سپلائینز کے ۲۰۰۰ دو ہزار کارخانے کام میں لگے ہیں۔

[illegible]

فارسی اشعار

سر [illegible] نگاہ [illegible] دو شیند و دیت تا شد اشک
پیش [illegible] پیمان محبت [illegible] سوزند گرمی

اقبال مرحوم

تو صبح دلکشا ای [illegible] شب جان [illegible] مہر
[illegible] غنچہ [illegible] چو رخ نمائی

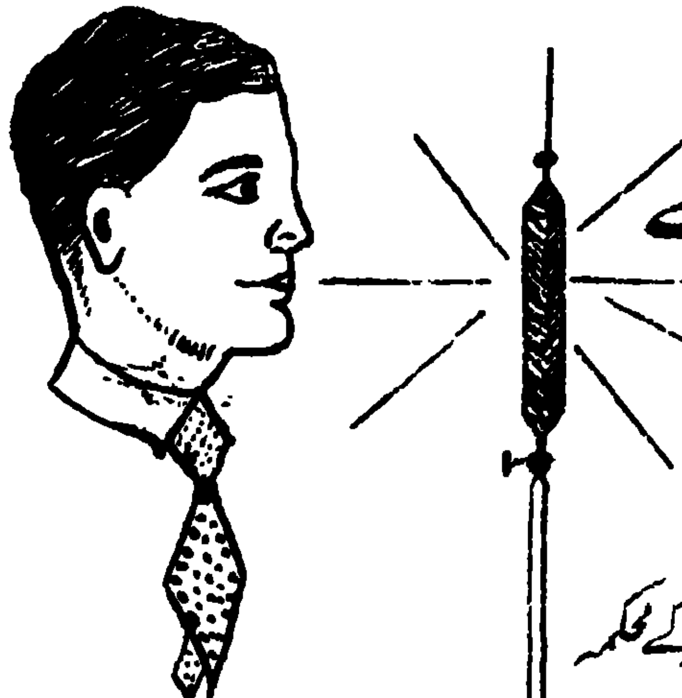
عرفی اگر بگریہ میسّر شدے وصال
صد سال می توان بہ تمنا گریستن

عرفی

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد
ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

غالب

آل جموں و کشمیر ریڈیو سٹیشن سے



یہ خبریں ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر کے محکمہ نشر و اشاعت کا مال ہیں۔ اور آپ محکمہ اصلاح دیہات کے ہیڈ آفس سرینگر سے سن رہے ہیں۔

عوام کی ضروریات زندگی کو بحال رکھنے کی غرض سے ہز ہائینس گورنمنٹ نے مندرجہ ذیل مزید قدم اٹھایا ہے۔ جموں و کشمیر ڈیفنس رولز کی دفعہ ۷۵ کی شق ۲ کے تحت تفویض شدہ اختیارات کے مطابق "فوڈ گرینز کنٹرول آرڈر" شائع کیا گیا ہے۔ یہ حکم تمام ریاست پر نافذ کیا گیا ہے۔ لیکن سردست اس کا نفاذ صوبہ کشمیر پر ہی ہوگا۔ یہ حکم ایک ماہ میں تیس من سے زائد گیہوں۔ گیہوں کے حاصل۔ دھان۔ چاول۔ مکی۔ جو اور آلوؤں کی خرید یا فروخت کی ممانعت کرتا ہے۔ ماسوائے اس لائسنس کے جو اس سلسلہ میں جاری کیا گیا ہو۔

دوسرا اعلان "رائیس ریکوزیشن آرڈر" یعنی چاول کی حفاظت کا حکم، کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس حکم کا نفاذ صوبہ جموں پر بھی ہے۔ یہ اعلان ریونیو منسٹر صاحب بہادر کو یا کسی ایسے افسر کو جس کا تعین اس سلسلے میں آپ نے کیا ہو۔ مجاز کرتا ہے۔ کہ وہ کسی ایسی جگہ پر تصرف یا اس کا ملاحظہ کریں۔ جہاں یہ شبہ ہو کہ چاول کا ذخیرہ رکھنے والا اپنی۔ اپنے مہمانوں اور کنبے کی چار ماہ کی ضروریات سے زائد ذخیرہ رکھتا ہے۔ اور کہ فوراً وہ اس ذخیرہ کو اپنے قبضہ میں لے آئیں۔

ایک اور حکم کے تحت مکی کی قیمت فروخت مبلغ ساڑھے سات روپیہ فی خروار (یعنی ۸۲ سیر) مقرر کی گئی ہے۔ اور فاضل مقدار رکھنے والوں کو موقع دیا گیا ہے۔ کہ جس قدر فاضل مقدار ان کے قبضہ میں ہو۔ اس کا حساب دیں بصورت حکم عدولی ایسی فاضل مقدار ضبط کر لی جائے گی۔ اور ذخیرہ رکھنے والا صرف غایت قیمت کا لعد منہائی اخراجات باربرداری و ضمنی اخراجات مستحق ہوگا۔

ربیر "گورنمنٹ ریٹیل گرین شاپ (منفصل) فیکشین آف پرائیز آرڈر" جس کا الحاق صوبہ کشمیر سے ہے۔ ریونیو منسٹر

صاحب بہادر سمجھانہیں کہ چاول۔ دھان اور مکی کی قیمتیں مضافات میں قصبوں کی دکانوں کے لیے جیسا مناسب خیال فرمائیں مقرر کریں۔

محکمہ فوڈ کنٹرول کے پاس اس قدر شالی کا راشن ذخیرہ میں موجود نہیں جو فصلی سال رواں کے بقیہ مہینوں کے لئے کافی ہوسکے۔ بہر حال کوشش کی گئی ہے۔ اور کی جارہی ہے۔ کہ شالی کے ذخیرہ کے ہمراہ دیگر غلے بھی مہیا کئے جائیں۔ ان حالات میں ٹکٹ رکھنے والوں کو یکم مارچ سے حسب ذیل راشن تقسیم کیا جائے گا۔

(۱) شالی بحساب تین ترک فی کس فی ماہ

(۲) گیہوں (آٹا) یا درآمد شدہ چاول جو بھی موجود ہوں بحساب تین سیر فی کس۔ یہ ظاہر ہے کہ راشن کے پیمانے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی۔ اور ذخیروں کی موجودگی کے تحت کسی قسم کی کمی کا کوئی امکان نہیں۔

چونکہ آٹا اور درآمد کردہ چاول فوراً ہی شالی کے ساتھ مہیا کرنے کے لئے موجود نہیں۔ یکم مارچ سے راشن دو پندرہ روزہ قسطوں میں حسب ذیل طریقہ سے جاری کیا جائے گا۔

(۱) دو ترک شالی پہلے پندرہ روز کے لئے

(۲) ایک ترک شالی اور گیہوں یا درآمد شدہ چاول (جو بھی موجود ہوں) بحساب تین سیر فی کس بجائے ترک کی کمی [illegible] دوسرے پندرہ روز میں پورا کرنے کے لئے۔

کشمیر وار ایڈ کمیٹی نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے بہادر کو ایک چیک بابت مبلغ پچاس ہزار روپیہ ان ہندوستانی مہاجرین کی آسائش کے لئے ارسال کیا ہے۔ جو جنگ کے باعث ویران علاقوں سے آئے ہیں۔

ماہ مئی ۱۹۴۲ء میں وار ایڈ کمیٹی کشمیر کی آمدنی مبلغ ۷۵.۷۵ روپیہ تھی۔

پبلسٹی آفیسر

باجلاس پنچایت کمیٹی سانبورہ تحصیل پلوامہ کشمیر

مسماۃ غاتی دختر قدوس کوچھی ساکن موضع باہنی تحصیل پلوامہ کشمیر بنام علی بٹ شوہر ولد رستم بٹ ساکن موضع نارہ وہ تحصیل پلوامہ کشمیر

زیر دفعہ ۴۸۸ نان و نفقہ

اشتہار

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں علی بٹ کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوئی ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر علی بٹ مذکورہ بتاریخ ۲۹ ماہ مارچ سمت ۱۹۹۹ بوقت ۱۰ بجے صبح پنچایت کمیٹی ہذا میں حاضر نہیں آئیگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائیگی۔

تحریر ۱۸ چیت ۱۹۹۹

(دستخط سرپنچ و مہر پنچایت)

پنچائیتوں کی برکات اور اس کے فوائد

از محمد دین صاحب فوق سرینگر کشمیر

سرینگر کے ایک مقامی اخبار اصلاح میں ہم نے نہایت تعجب اور افسوس سے پنچایت کمیٹی قاضی گنڈ کا ریزولیوشن ع۲ پڑھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"جو شرارتی لوگ پنچائیتوں کے خلاف ذاتی اغراض کے ماتحت پنچائیتوں کے کام میں روڑے اٹکاتے ہیں ان کا تدارک زیر دفعہ ۷۶ فرمایا جائے۔"

دفعہ ۷۶ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص پنچائیت کے اپنے فرائض یا کارہائے منصبی کی انجام دہی میں رکاوٹ ڈالے وہ لبعد از ثبوت جرم مجسٹریٹ اول یا دویم کی عدالت سے پچاس روپیہ تک کے جرمانہ کا مستوجب ہو سکتا ہے۔

لیکن کیا فی الواقعہ ریاست میں ایسے ذات شریف بھی موجود ہیں جن کو پنچائیتوں کے فوائد سے انکار ہے۔ اور اگر واقعی بعض ایسے لوگ موجود ہیں تو پنچائیتوں کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ وہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

کا مصداق ہیں۔

البتہ اگر پنچائیتوں کے کارکنوں اور عہدہ داروں میں کوئی نقص ہو یا وہ خود ذاتی اغراض سے کام لے کر فریقین کو نقصان پہنچاتے ہوں۔ تو ان کی اصلاح کی ضرورت ہے اور حکام کو ان کی اصلاح کی طرف بشرطیکہ ان کو واقعات کے ساتھ اطلاع دی جائے توجہ دلانی چاہیئے۔ لیکن پنچائیتوں کے فرائض اور کارہائے میں رکاوٹ ڈالنا یا دیدہ دانستہ ان کے خلاف پروپاگنڈا کرنا اور لوگوں کو بہکانا وطن دوستوں کا نہیں بلکہ وطن دشمنوں کا کام ہے۔ اور ایسے لوگوں کا جس قدر جلد تدارک کیا جائے۔ اسی قدر ملک اور قوم کی صحیح خدمت ہے

سرکار کشمیر نے اپنی عزیز رعایا کو پنچائیتوں جیسی بیش بہا نعمت عطا کر کے درحقیقت دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے مقدموں کے لئے ان کو عدالتوں میں خوار و ذلیل ہونے اور وکیلوں اور عرضی نویسوں کی خوشامد اور بے جا اخراجات سے نجات دلا دی ہے۔ ایسی نعمت سے انکار کرنا یا اس کے خلاف کوئی پروپاگنڈا کرنا واقعی کفران نعمت ہے

ہم یہاں سال گزشتہ کے ماہ ساون کا ایک مختصر سا نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا۔ کہ تحصیل ہندواڑہ کی ۴۳ پنچائیتوں میں ۱۹۸۷ مقدمات دائر ہوئے تھے جن پر دعوے دائر کرنے والوں کو فی مقدمہ چار آنہ کے حساب سے چار سو چھیانوے روپے خرچ کرنے پڑے تھے

اسس پیشہ وکیل کی فیس شمار دلیوں کا ناسس مشکہ اور عرائض نولیسوں کی منت خوشامد بہی مقدمات اگر پنچایتوں کی بجائے عدالتوں میں دائر کرنے پڑتے تو ہر چند کہ ہر دعویٰ کی رقم عہ روپے یا اس سے کم تھی پھر بھی ہر مقدمہ پہ پانچ روپے سے کیا کم لاگت آتی . اس حساب سے دو ہزار مقدمات پر دس ہزار روپیہ سے فریقین کا کیا کم خرچ ہوتا . ساڑھے نو ہزار روپیہ کی رقم کی بچت کشمیر کے غریب اور فاقہ کش زمینداروں کے لیے ابر رحمت سے کم نہیں ہے لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو یہی رقم خطیر حکومت کے لئے خسارہ کا باعث ہے . اگر یہ مقدمات عدالتوں میں جاتے تو کورٹ فیس پر کیا کچھ خرچ نہ ہوتا لیکن ہمارے مہاراجہ بہادر نے اس قسم کے نقصانات کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے عدالتوں کا یہ نقصان بخوشی خاطر قبول فرمایا ہے جیسا کہ ان کا منظوم روحانی پیغام (مندرجہ دیہاتی دنیا اکتوبر ۱۹۴۱ء) ظاہر کرتا ہے سہ

چار آنہ سے تیرے لاکھوں کا نقصان ہمیں
پر یہ خواہش ہے نظر آئے تو انسان ہمیں

اب تحصیل ہندواڑہ کی پنچایتوں میں سے ۲۴ پنچایتوں کے نام اور ان کے متدائرہ مقدمات کی تعداد لکھی جاتی ہے جو ماہ ساون سمت ۱۹۹۸ تک دائر ہو چکے تھے . اور جن میں نصف سے زیادہ مقدمات کا تصفیہ بھی ہو چکا ہے .

نام پنچایت	تعداد مقدمات
میدان چھوگل	۱۹۱
لوہرو پٹ	۴۹
گلورہ	۹۴
کھنہ بل ہندواڑہ	۵۶
بڈکوٹ	۷۸
ست لوسہ	۵۹
درگمولہ	۴۸۹
گشتی	۵۰
جگمہ پورہ	۶۴
نگمری	۲۷
گنڈی	۵۵
کپواڑہ	۲۹
کھمبریال	۶۰
بشٹال	۶۳
کلاروچ	۵۲
کانٹھ پورہ	۵۰
سوگام	۲۳
میدان پورہ	۳۷
کرہ وسن	۲۷
لال پورہ	۲۲
دلور انڈر بگ	۳۴
ٹکی پورہ	۳۹
دار پورہ	۲۱
دعورہ	۱۷

کولگام	۵۴
مقن پورہ بہی پورہ	۴۲
ٹکر	۲۴
ہاتے ہامہ	۴۲
ہمت پورہ	۵۵
ترنگام	۶۱
لدرون	۲۶
ہٹری	۳۳
کشن بابا گنڈ	۵۴
شوم ناگ	۴۲
شلورہ	۲۴
تارت پورہ	۴۲
گگروسہ	۳۶
للم	۴۵
منزگام ارگنڈہ	۳۶
سونتی پورہ	۴۰
دردسن	۲۶
ہاتن	۳۲

کل مقدمات ۲۲۳ ہیں جن میں سے تقریباً ہونے دو ہزار ایک سو پنچیوں کے انصاف رضامندانہ یا تمام صفائی یا عقوبت سے عمدہ مانہ کے ساتھ فیصل ہو چکے ہیں۔ ان شیوہ پنچیوں کے سوا جن کو دن کے وقت بھی آفتاب نظر نہیں آتا تھا ہر قسم پنچایتوں کے اجلاس اور دیہات سدھار کے بارہ میں ہر ایک نے ... ان کی حکومت کے گن گا رہے ہیں۔

جناب پنچایت افسر صاحب کا دورہ بطرف

کولگام

حضور ممدوح بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۴۲ء بروز اتوار بمقام سنگس کنہ پورہ تشریف فرما ہوئے۔ علاقہ ہذا کے لوگ حضور کی تشریف آوری کے لئے دیدہ براہ تھے۔ چنانچہ مختلف ذرائع سے پرتپاک استقبال اور انتہائی مسرت کا اظہار کیا گیا۔ جلسہ میں سرپنچ صاحبان و ممبران پنچایت ہا کے علاوہ علاقہ ہذا کے امیر و غریب حاضر تھے۔ چنانچہ مشمولین کی تعداد ... کے قریب تھی۔ یہ جلسہ بسلسلہ فراہمی شالی اور دیہات سدھار منایا گیا تھا۔ حاضرین میں سے چند صاحبان نے تقریریں کیں ... "پنچایتوں کے فوائد" "محکمہ دیہات سدھار کا قیام سری سرکار والا مدار کا عین احسان ...

حضرات یونیسٹ ایم. اے صاحب نے ایک برجستہ تقریر میں زمینداروں کو محکمہ کے فوائد اور حضور پنچایت افسر صاحب کی احسن کارکردگی کی چند مثالیں بتا کر مشفق و مہربان ریونیو منسٹر صاحب بہادر کی غریب اور بیکس دیہاتیوں کی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

غلام رسول صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول کولگام نے بیان کیا کہ پنچایت محکمہ تعلیم کو روز بروز ترقی کے عروج پر پہنچانے کا ممد ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ علاقہ ہذا کی پنچایتوں نے تعلیم بالغان کا نمایاں حصہ زیور تعلیم سے مزین کیا ہے مختلف سرپنچ صاحبان نے اس نامے پیش کئے۔ جن میں سے چانسر. سوپٹ. چادلگام. نوجوگنڈ. خریمن گنش پورہ اور سرپنچ پنچایت کنہ پورہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد سکرٹری پنچایت کنہ پورہ محمد عبداللہ لون نے پنچایت کی کارگزاری بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پنچایت ہذا ۱۸ اسوج ۱۹۹۴ کو کنفرم ہوئی ہے۔ اور ۸ اجیٹھ ۲۰۱۱ تک ۶۲۴ مقدمات دائر ہوئے ہیں جن میں سے ۳۹۵ بہ رضامندی فریقین تصفیہ ہو گئے ہیں۔ پنچایت کی جملہ آمدنی ۵۹۱ روپے ہے۔ پنچایت ہذا نے بہ امداد محمد نعیم کینٹ سرویر غریب دیہاتیوں کے لئے ۳۲۷ خروار ۶ ترک شالی جمع کی ہے۔ اور تین اڈلٹ سنٹر کا اجرا کرکے ۶۷ ناخواندہ بالغوں کو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ علاوہ اس کے پنچایت نے بذریعہ سرپنچ مذکورہ چاننا فنڈ مبلغ پندرہ روپے جمع کرکے ارسال کئے ہیں۔ پنچایت ہذا نے ایک دیہاتی شفاخانہ کا اجرا کیا ہوا ہے۔ جس کی مدد سے ۸۰ بیمار شفایاب ہو چکے ہیں۔

پروگرام کے مطابق اب بھی بعض حضرات کو اپنے اپنے خیالات اظہار کرنے مطلوب تھے۔ لیکن حاضرین حضور انور کی درفشانی سے مستفید ہونے کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ حضور نے یہ گوارہ نہ فرمایا اور بذات خود ایک دل لبھانے والی تقریر فرمائی۔ اور اس وقت بینڈ نے سلامی بجالائی۔ لوگ نہایت ذوق و شوق اور سکون سے حضور کے پند و نصائح جو آب زر سے تحریر کرنے کے قابل ہیں سننے لگے۔

جناب والا نے زمینداروں کو سری سرکار والامدار کی عنایات خسروانہ۔ رعیت پروری اور ریونیو منسٹر بہادر کی مہربانیاں محکمہ دیہات سدھار کے فوائد ذہن نشین فرماتے ہوئے اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی۔ جناب نے علانیہ فرمایا کہ میری دلی آرزو یہی ہے۔ کہ زمیندار میرے پاس خود آکر اپنی تکالیف کا اظہار کریں۔ اور میری یہی کوشش ہے اور رہے گی کہ تکالیف دور ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ محکمہ ہذا کے ملازمین اور زمیندار لوگ ایک ہو کر محکمہ کے اصلی مقصد کو جان توڑ کوشش کرکے حاصل کریں۔ دوران تقریر میں حضور نے چند مثالوں سے زمینداروں کو واضح کر دیا کہ ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے کونسی تدابیر عمل میں لائی [illegible] حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے آنجناب نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اس نازک

وقت میں ایک دوسرے کے ذمے اپنے ہمسائیوں اور غریب بھائیوں کی پرورش ہے۔ اس پہ حاضرین نے سچے دل سے وعدہ کیا کہ ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے غم والم میں شریک ہوتے رہیں گے۔

آخر میں صاحب موصوف نے خواجہ غلام محمد رز تھر سرپنچ کو ہدایت فرمائی کہ پنچایت کی جمع کردہ شالی علاقہ ہذا کے غربا اور محتاجوں میں باخذ قیمت تقسیم کی جائے۔ اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے۔ اس کے بعد سرپنچ نے حضور کی تشریف آوری کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

نامہ نگار

نشی چیزوں کے نقصانات

چائے۔ شراب۔ تمباکو اور نسوار یہ ایسی بدچیزیں ہیں جو ہماری صحت کو تباہ کر دیتی ہیں۔ ہمارے معدے جگر اور جسم کو ایسا خراب کرتی ہیں جیسے تیزآب کپڑے کو برباد کر دیتا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آدمی کمزور۔ لاغر اور سست ہو کر مختلف بیماریوں کا شکار بن کر کبھی خوش نہیں رہتا اور عمر بھر اپنی قسمت سے بیزار رہتا ہے۔

شراب۔ اس کے پینے سے تھوڑی دیر خون کا دورہ جسم میں تیز ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسم میں طاقت آگئی ہے۔ لیکن یہ روح اور صحت کو حقیقت میں بےکار کر دیتا ہے۔ لاغری۔ دردسری اور بدہضمی کا دائمی باعث بن جاتا ہے۔

تمباکو۔ یہ ایک ایسا بے کار نشہ ہے کہ نہ اس میں کوئی اجزا اغذیہ موجود ہے اور نہ عارضی فائدہ پہنچاتا ہے اس سے دانت میلے ہو جاتے ہیں۔ اور منہ سے بدبو آتی ہے۔ اس میں ایک ایسی چیز موجود ہے جسے نکوٹین کہتے ہیں۔ یہ ایسی تیز ہے کہ اگر تھوڑی سی کتے کو کھانے میں دی جائے تو وہ مر جائے گا۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

تمباکو نوش را سینہ سیاہ است
اگر باور نداری نے گواہ است

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ تمباکو نوش زیادہ دوڑ نہیں سکتا کیونکہ اس کے پھیپھڑے کمزور ہوتے ہیں۔

چائے۔ یہ اغذیہ میں شمار نہیں۔ اس میں غذا کا کوئی جز نہیں۔ بلکہ یہ نقصان دہ ہے۔ عام طور پر کشمیری غریب زمیندار اس کے بے حد عادی بن چکے ہیں۔ عموماً غریب سے غریب زمیندار ۳ سے ۵ پیالیاں پیتا ہے۔ چونکہ محض

بے فایدہ اور فضول خرچی ہے۔

ناسوار۔ یہ بہت خرابی کا موجب ہے جو شخص اس کا عادی ہے۔ ہمیشہ اس کے دانت بدبودار۔ نانریبا۔ اور بد صورت سے رہتے ہیں۔ دانتوں ہی سے انسان کھانا کھاتا ہے دانت جتنے صاف ہوں گے اتنی ہی غذا ہضم ہوگی۔ چہرے کی زینت ان کی صفائی سے دوبالا ہوتی ہے۔ ناسوار بالکل بے فایدہ ہے۔ عموماً کشمیری زمیندار اس کے بہت عادی ہیں۔ اگر باپ ناسوار۔ تمباکو یا چائے کا عادی ہے۔ تو بچے بیوی اور گھر کا گھر ان فضول چیزوں سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور فضول خرچی کا شکار ہوتے ہیں۔

ایک غریب زمیندار کی روزانہ فضول خرچی یہی ہے جس کی بنا پر وہ غریب تنگدست اور مقروض بن جاتا ہے۔ روزانہ کم از کم دو پیسے کی چائے ایک پیسہ کی نسوار دو پیسے کا تمباکو یعنی پانچ پیسے روزانہ فی کس۔ ۱۵۰ پیسے ماہوار اور ۱۸۰۰ پیسے سالانہ یعنی ۲۸-۲-۰ خرچ اٹھا۔ اسی تناسب سے سارے گھر کا ان فضولیات پر کتنا خرچ اٹھتا ہوگا۔ آپ اندازہ کر لیجئے۔

ان ہی اخراجات کے باعث ایک غریب زمیندار کے خلاف ایک دوکاندار سال کے بعد باضابطہ ڈگری اجرا کر کے اس غریب کے مال وجایداد کو نیلام کرا کے وصول کرتا ہے۔

اے زمیندار بھائیو! ان بُری اور بے کار چیزوں سے حتی الامکان پرہیز کرو۔ ان فضول خرچیوں سے باز آؤ۔ یہی تمہاری غریبی کا باعث ہیں۔ ناسوار تمباکو اور چائے سے کنارہ کشی کرو۔ اگر تم ان سے باز نہ آؤ گے۔ تو تمہیں ناچار قرضہ کے قفس میں عمر بھر قید رہنا پڑیگا جس کا اثر تمہاری آئندہ نسل پر پڑیگا۔ اور جب تم مر وگے تو تمہارے بچے بالغ ہو کر تمہیں عمر بھر بد دعائیں دیتے رہیں گے۔

سید عبد الخالق اندرابی
کنہ پورہ لولاب تحصیل ہندواڑہ

....

دیہاتی دُنیا

زمیندار کا ہمدرد رسالہ ہے

بہی خواہان زمینداران

کو چاہیے کہ وہ اپنے مفید مطلب مضامین

رسالہ دیہاتی دنیا میں دیں۔ تاکہ

زمیندار فایدہ اٹھائیں

ادبیات

غافل لکھنوی

بندے کو اپنے سب کچھ دیتا ہے بے طلب وہ
درگاہ کبریا میں مانگے کوئی دعا کیا

لے چل اسے وحشت فلک سے بھی پرے
اس قفس میں اب تو گھبراتے ہیں ہم

مبتلا رنج مکافات میں فرزانے ہیں
پرسش حشر سے فارغ ہیں جو دیوانے ہیں

ہو شرر کو وقفۂ یک دم ہمیں یہ بھی نہیں
کس قدر ہم بے بقا ہیں کتنے بے بنیاد ہیں

غریق بحر بلا کی ہے کب خبر ان کو
جو لوگ بیٹھے ہیں آرام سے سفینوں میں

کبک چمن میں کب ہیں یہ رنگیں خرامیاں
تو جس چمن میں پانو دھرے لالہ زار ہو

خاک بدن میں اپنی تو کر اس کی جستجو
شاید اسی غبار سے پیدا سوار ہو

کچھ قید نہیں کعبہ ہو یا دیر مغاں ہو
عاشق ترے پوجیں گے اسی کو تو جہاں ہو

ہرگز نہیں سودائے محبت میں خسارا
ہر اس میں بھی اک نفع اگر جی کا زیاں ہو

گو کہ ہر جا تجھے اے جان جہاں دیکھا ہے
کیا بتاؤں جو کہے کوئی، کہاں دیکھا ہے

ہر خاک کے ذرے میں ہے خورشید کا جلوہ
محروم نہیں یار کے دیدار سے کوئی

چلتے ہیں راستے میں جو بچ کر غبار سے
واقف نہیں ہیں اپنے وہ انجام کار سے

یہ عشق ہے وہ آتش سوزاں کہ جس نے آہ
دونوں جہاں کو پھونک دیا اک شرار سے

کیا کیا یہاں نہ شکلیں بنیں اور بگڑ گئیں
ہستی بھی اک نمونہ ہے موج حباب کا

انتخاب
حبیب کیفوی

دیہات کی دنیا



دیہاتوں کا نقشہ

شہری آبادی سے دور نکل جائیے۔ اپنے آپ کو کھلے اور ہریالے میدانوں میں پائیں گے۔ میدانوں اور کھیتوں کے قریب ہی آپ کو ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے نظر آئیں گے۔ بے ترتیب اور بے ڈھنگے کسی کی دیوار ہے تو دروازہ نہیں۔ دروازہ ہے تو دیوار نہیں۔ کوڑے اور کرکٹ کے ڈھیروں کو کودتے پھاندتے آپ کسی مکان کے آنگن میں قدم رکھیں گے۔ تو آپ کو جگہ جگہ انبار در انبار گوبر پڑا نظر آئے گا۔ گوبر کے ڈھیروں کے پاس ہی ٹوٹی پھوٹی چارپائیاں اور غلیظ حقے دکھائی دیں گے۔ مکان کے اندر قدم رکھیں گے۔ تو تعفن سے آپ کا دم گھٹنے لگے گا۔ مکان کیا ہیں۔ اندھیری کوٹھریاں۔ نہ کھڑکی۔ نہ روشندان۔ بس ایک ہی دروازہ ہے۔ جو روشنی اور ہوا کو بہت کم اندر جانے کی اجازت دیتا ہے۔ مکان کی روشنی کا جائزہ لیں گے۔ تو آپ کو مایوسی ہوگی۔ چند مٹی کے برتن جن پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ راکھ سے بھرا ہوا چولھا۔ ایک کونے میں سوکھے ہوئے اپلوں کا ڈھیر۔ ایک ادھ چارپائی اور اس پہ بوسیدہ اور گندے بستر۔ چھت دھوئیں سے تیرہ و تار۔ دیواریں گرد و غبار سے اٹی ہوئیں۔ چھت پر جالے لٹک رہے ہیں۔ آپ [illegible] جس قدر جلدی ہو سکے۔ اس زندان سے باہر نکل [illegible] سانس لینا بھی دشوار ہے۔ دیکھا آپ نے [illegible] دیہات ہیں۔ ان دیہاتوں کے بسنے والے کس قدر [illegible] ہوں گے۔ یہ بھی ذرا دیکھئے۔

بچے

وہ سامنے آنگن میں [illegible] بچے گوبر کے ڈھیر کے پاس ہی کھیل رہے ہیں۔ ننگ دھڑنگ کالے کلوٹے۔ میلے کچیلے کیچڑ میں لت پت [illegible] ادھر دوڑ رہے ہیں۔ گالی گلوچ سے ایک دوسرے کی تواضع کر رہے ہیں۔ مار پیٹ ہو رہی ہے۔ آشوب زدہ آنکھوں پر [illegible] کا پہرہ بیٹھا ہے۔ چھوٹوں پر شفقت ہے نہ [illegible] کا ادب۔ بڑے بوڑھوں کے ہاتھ سے نقدی [illegible] چھین کر اپنے منہ میں ڈال لینا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ کچھ بڑے بچے گھروں سے باہر دور دراز میدانوں میں مال مویشی چراتے نظر آئیں گے۔ وہ بالکل ننگ دھڑنگ نہیں البتہ ان [illegible] ہے ایک لنگوٹی نصیب کر جو گھٹنوں [illegible] لٹکی ہے۔ سردی ہو یا گرمی یہی ان کا لباس ہے۔ فرش زمین ان کا بچھونا۔ دھوپ اور کھلی ہوا ان کا اوڑھنا ہے۔ سر شام حال

ادبیات — غافل لکھنوی

بندے کو اپنے سب کچھ دیتا ہے بے طلب وہ
درگاہِ کبریا میں مانگے کوئی دعا کیا

لے چل اسے وحشت فلک سے بھی پرے
اس قفس میں اب تو گھبراتے ہیں ہم

مبتلا رنج مکافات میں فرزانے ہیں
پرسش حشر سے فارغ ہیں جو دیوانے ہیں

ہو شرر کو وقفۂ یک دم ہمیں یہ بھی نہیں
کس قدر ہم بے بقا ہیں کتنے بے بنیاد ہیں

غریق بحر بلا کی ہے کب خبر ان کو
جو لوگ بیٹھے ہیں آرام سے سفینوں میں

کبک چمن میں کب ہیں یہ رنگیں خرامیاں
تو جس چمن میں پانو دھرے لالہ زار ہو

خاک بدن میں اپنی تو کر اس کی جستجو
شاید اسی غبار سے پیدا سوار ہو

کچھ قید نہیں کعبہ ہو یا دیر مغاں ہو
عاشق ترے پوجیں گے اسی کو تو جہاں ہو

ہرگز نہیں سودائے محبت میں خسارا
ہے اس میں بھی اک نفع اگر جی کا زیاں ہو

گو کہ ہر جا تجھے اے جان جہاں دیکھا ہے
کیا بتاؤں جو کہے کوئی، کہاں دیکھا ہے

ہر خاک کے ذرے میں ہے خورشید کا جلوہ
محروم نہیں یار کے دیدار سے کوئی

چلتے ہیں راستے میں جو بچ کر غبار سے
واقف نہیں ہیں اپنے وہ انجام کار سے

یہ عشق ہے وہ آتش سوزاں کہ جس نے آہ
دونوں جہاں کو پھونک دیا اک شرار سے

کیا کیا یہاں نہ شکلیں بنیں اور بگڑ گئیں
ہستی بھی اک نمونہ ہے موج حباب کا

انتخاب
حبیب کیفوی

دیہات کی دنیا



دیہاتوں کا نقشہ

شہری آبادی سے دور نکل جائیے۔ اپنے آپ کو کھلے اور ہرے بھرے میدانوں میں پائیں گے۔ میدانوں اور کھیتوں کے قریب ہی آپ کو ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے نظر آئیں گے۔ بے ترتیب اور بے ڈھنگے۔ کسی کی دیوار ہے تو دروازہ نہیں دروازہ ہے تو دیوار نہیں۔ کوڑے اور کرکٹ کے ڈھیروں کو کودتے پھاندتے آپ کسی مکان کے آنگن میں قدم رکھیں گے۔ تو آپ کو جگہ جگہ انبار در انبار گوبر پڑا نظر آئے گا۔ گوبر کے ڈھیروں کے پاس ہی ٹوٹی پھوٹی چارپائیاں اور غلیظ بچے دکھائی دیں گے۔ مکان کے اندر قدم رکھیں گے۔ تو تعفن سے آپ کا دم گھٹنے لگے گا۔ مکان کیا ہیں۔ اندھیری کوٹھریاں۔ نہ کھڑکی۔ نہ روشندان۔ بس ایک ہی دروازہ ہے۔ جو روشنی اور ہوا کو بہت کم اندر جانے کی اجازت دیتا ہے۔ مکان کی روشنی کا جائزہ لیں گے۔ تو آپ کو مایوسی ہوگی۔ چند مٹی کے برتن جن پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ راکھ سے بھرا ہوا چولھا۔ ایک کونے میں سوکھے ہوئے اپلوں کا ڈھیر۔ ایک ادھ چارپائی اور اس پر بوسیدہ اور گندے بستر۔ چھت دھوئیں سے تیرہ و تار۔ دیواریں گرد و غبار سے اٹی ہوئیں۔ چھت پہ جالے لٹک رہے ہیں۔ آپ بغیر [illegible] کب قدر جلدی ہو سکے۔ اس زندان سے باہر [illegible] دیناً بھی دشوار ہے۔ دیکھا آپ نے [illegible] دیہات میں ان دیہاتوں کے بسنے والے کس قدر [illegible] گے۔ یہ بھی ذرا دیکھئے۔

بچے

وہ سامنے آنگن میں چند بچے گوبر کے ڈھیر کے پاس ہی کھیل رہے ہیں۔ ننگ دھڑنگ کالے کلوٹے۔ میلے کچیلے کیچڑ میں لت پت۔ [illegible] ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں۔ گالی گلوچ سے ایک دوسرے کی تواضع کر رہے ہیں۔ مار پیٹ ہو رہی ہے۔ آشوب زدہ آنکھوں پر مکھیوں کا پہرہ بیٹھا ہے۔ چھوٹوں پر شفقت ہے نہ بڑوں کا ادب۔ بڑے بوڑھوں کے ہاتھ سے حقہ کی نے چھین کر اپنے منہ میں ڈال لینا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ کچھ بڑے بچے گھروں سے باہر دور ویرانوں میں مال مویشی چراتے نظر آئیں گے۔ وہ بالکل ننگ دھڑنگ نہیں البتہ [illegible]۔ ہے ایک لنگوٹی زیب کمر تو کھٹولی [illegible] ہے۔ سردی ہو یا گرمی یہی ان کا لباس ہے۔ فرش زمین ان کا بچھونا۔ دھوپ اور کھلی ہوا ان کا اوڑھنا ہے۔ سر شام مال

مویشی کو ہانکتے ہوئے گھر آجائیں گے۔ مویشی تھان پر باندھ دیئے جائیں گے۔ اور ان کے رکھوالے بچے مکان کے کسی کونے میں پڑ کر رات گزار دیں گے۔

نوجوان۔

نوجوان طبقہ دیہات کی زندگی کی روح رواں ہے۔ دن بھر کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ ایڑی چوٹی کا پسینہ بہا کر فصلوں کی کاشت کرتا ہے۔ اوروں کے لئے اناج پیدا کرتا ہے۔ اور خود بھوکوں مرتا ہے۔ دوسروں کے ملبوس کے لئے عمدہ قسم کی کپاس بوتا ہے اور اپنا یہ حال ہے کہ چیتھڑے لٹک رہے ہیں۔ پسینہ سے شرابور ہے۔ چہرہ پر رنگ نہیں۔ زندگی دوبھر ہے۔ چونکہ سخت جان ہے۔ اس لئے جئے جا رہا ہے۔ دنیا والوں کو خوشگوار زندگی کی سو امیدیں ہوتی ہیں۔ اسے ذرا بھی آس نہیں۔ پھر بھی محنت و مشقت سے جی نہیں بھرتا۔ شاید اسے معلوم ہی نہیں۔ کہ زندگی کیا چیز ہے۔ اور کس طرح بسر ہونی چاہئے۔ دیہات کے جو بوڑھے اپنے آبائی کام سے پنشن پا چکے ہیں۔ اور ان کی جوان اولاد کھیتوں کا کام سنبھال چکی ہے۔ وہ چارپائیوں پہ بیٹھے حقہ کے کش لگا رہے ہیں۔ کسی ہلکے سے کام کو ہاتھ لگا دیا تو لگا دیا۔ ورنہ حقہ کشی ہے اور وہ ہیں۔ زندگی کے اس مرحلہ پہ ان کے لئے یہی ایک کام رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے پوتوں کو گود میں اٹھا کر لئے پھریں۔ قرابت داروں میں کہیں ماتم ہو جائے۔ تو افسوس کر آئیں۔ گھر میں کوئی مہمان آ جائے تو اس کی خاطر تواضع کر دیں۔

عورتیں ہیں۔ تو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں۔ اولاد کی تربیت سے ناآشنا سا۔ اجڈ اور اکھڑ۔ بات کا بتنگڑ بنانے میں مشتاق۔ زبان پہ قابو ہے نہ گھر کا سلیقہ۔ مکان میں کوڑا کرکٹ پڑا ہے تو ہوش نہیں۔ بچے غلاظت پھیلا رہے ہیں۔ تو پرواہ نہیں۔ خاوندوں کی آسائش و آرام کا خیال ہے نہ چھوٹے بڑے کا ادب اور لحاظ ملحوظ۔ جو جی میں آیا۔ کہہ دیا۔ کبھی بے وجہ ہنس دیں۔ اور کبھی بے موقعہ آنسوؤں کی جھڑی لگا دی۔

عورتیں اور پھر دیہات کی عورتیں۔ اس مظلوم صنف کا تو ذکر ہی کیا۔ شہروں میں بھی اس سے کچھ ہی بہتر حالت ہو گی جہالت اور بے خبری کی انتہا ہے۔ اصلاح ہو تو کس بات کی۔ کوئی ایک خرابی ہو۔ تو اس کا علاج ہو سکے۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔

معاشرتی و تمدنی پستی

معاشرت و تمدن کا سنگ بنیاد اس وقت رکھا گیا تھا جب یہ محسوس ہوا۔ کہ انسان اپنی تمام ضروریات تن تنہا مہیا نہیں کر سکتا اور اسے زندگی کو باسہولت اور خوشگوار بنانے کے لئے ایک دوسرے کے تعاون کی شدید ضرورت ہے۔ اسی لئے ہر فن کے لئے مختلف گروہ پیدا کئے گئے۔ تاکہ ہر گروہ اپنے فن میں مہارت حاصل کر کے دوسرے گروہوں کی ضروریات کو مہیا کرے۔ اور اس کی ضروریات کی بہم رسانی دوسرے گروہوں کے سپرد ہو۔ اس طرح ہر فن ترقی کرنے لگا۔ اور لوگوں کی زندگی پہلے سے زیادہ خوشگوار ہو گئی لیکن زندگی کی یہ خوشگواری دیہاتوں میں اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔ جو ہم دیکھتے ہیں۔ شہر ہر نت نئے روز نئے تمدن نئی تہذیب و معاشرت سے روشناس ہوتا رہتا ہے لیکن

دیہات اس ابتدائی زندگی سے ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا جس سے تہذیب و معاشرت کا دائرہ محدود ہو کر رہ گیا۔

رہائش کے مکانوں کی وہی صورت ہے۔ وہی تنگ و تاریک کوٹھڑیاں۔ گندے اور بدبودار صحن۔ مویشیوں اور انسانوں کی یکجا رہائش۔ ڈھیلا ڈھالا لباس۔ آرام اور راحت کے مفہوم سے ناآشنائی۔ علم و ہنر سے بیگانگی۔ اخلاق و مروت سے دوری۔ ولولہ نہ امنگ۔ دلچسپیوں سے کوئی رغبت نہیں رسم و رواج بیہودہ اور تباہ کن۔ نہ سوچنے کا مادہ نہ سمجھنے کی فکر۔ پتہ نہیں دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی۔ یہ اپنے حال میں مست۔ دیہات کی وسعت و رونق ہی حاصلِ کائنات ٹھہرالی ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان مذہب کے مفہوم سے قطعی لاعلم ہیں۔

تعلیمی پستی

بیداری جس چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ تعلیم ہے۔ لیکن یہی اصل چیز اس دنیا میں شجرِ ممنوعہ کا حکم رکھتی ہے۔ عمر خوردہ اور نوجوان تعلیم سے اسلئے ناک بھوں چڑھاتے ہیں کہ ہمیں کب کہیں پڑھ لکھ کر نوکریاں کرنی ہیں۔ کھیتی باڑی میں بھلا تعلیم کو کیا دخل؟ پڑھ لکھ کر آدمی نکما بن جاتا ہے۔ اپنے بچوں کو بھی مدرسوں سے اس لئے دور رکھتے ہیں۔ کہ وہ ان سے چھٹپنے سے ہی اپنے کاموں میں مدد لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر انھیں مدرسوں میں داخل کر دیا گیا۔ تو ان کے کام میں ہرج ہوگا۔

[illegible]

ملازمت میں ہی کام نہیں دیتا۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کے لئے ایک سچا دوست بھی ثابت ہوتا ہے۔ کوئی حکومت اپنی تمام دیہاتی اور شہری آبادی کو ملازم رکھ کر تنخواہ نہیں دے سکتی۔ بلکہ آبادی کے مقابلہ میں چند نفوس ہوتے ہیں۔ جنہیں ملازم رکھا جاتا ہے۔ باقی تمام کے لئے زراعت تجارت اور صنعت و حرفت کے وسیع میدان ہوتے ہیں۔ تعلیم کا سب سے بڑا مقصد جہالت کو دور کرنا اور انسان کو اچھائی اور برائی کا فرق بتانا ہے۔

تعلیم کی ضرورت

تعلیم سے انسان کنوئیں کا مینڈک نہیں بنا رہتا۔ بلکہ ایک طویل و عریض دنیا اس کے سامنے ہوتی ہے۔ سوچنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ انسانوں کے حقوق پہچاننا۔ نئی نئی معلومات حاصل کرنا۔ بڑے بڑے انسانوں کی زندگی کے سبق آموز واقعات سے گزرنا۔ اور ویسا ہی بننے کی کوشش کرنا تعلیم کی برکتوں میں سے ہے۔ تاجر ہے تو اسے اپنے کاروبار کو قائم رکھنے اور اسے وسعت دینے کے لئے علم حاصل کرنے کے بغیر کوئی اور چارہ کار نہیں۔ اسے دوکان کا باقاعدہ حساب رکھنا پڑتا ہے۔ ورنہ اسے معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ خسارہ میں جا رہا ہے یا منافع میں۔ اسے اپنے گاہکوں کا حساب بھی الگ الگ رکھنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے کاروبار خالی یادداشت میں محفوظ رہنے ناممکن ہیں۔ وہ علم کی بدولت اپنے کاروبار کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر لکھ پتی بن سکتا ہے۔ آپ نے ہزاروں ایسی کمپنیوں کا نام سنا ہوگا جس کی شاخیں تمام دنیا

میں موجود ہیں۔

لیکن جاہل صناع سے لکھا پڑھا ہوا کاریگر زیادہ ہوشمند اور زیادہ کامیاب رہتا ہے۔ وہ لکیر کا فقیر نہیں بنا رہتا۔ بلکہ سمجھنے اور پڑھنے کی وجہ سے فن میں دوسرے لوگوں کے کارناموں کو سامنے رکھ کر بہت کچھ ترقی کر لیتا ہے۔

دیہاتی ہے۔ تو اسے کاشتکاری میں مدد دیتا ہے اسے کاشتکاری کے نئے نئے تجربات کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرے ملکوں میں نئے نئے آلات کشاورزی کی ایجاد اور ان کے استعمال پڑھتا ہے۔ زمین کی پیداوار بڑھانے اور فصلوں کو بہتر طریق پر کاشت کرنے کے متعلق تازہ سے تازہ معلومات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ اس کا شوق بڑھتا ہے۔ نئے نئے تجربات کرتا ہے اور تھوڑی لیکن باقاعدہ محنت کے صلہ میں امید سے زیادہ حاصل کرتا ہے۔ گورنمنٹ نے زمینداروں اور کاشتکاروں کی بہبودی اور بہتری کے لئے زراعت کی ترقی و شادابی کے لئے محکمہ کھولا ہوا ہے۔ اسے معلوم ہو سکے گا۔ کہ وہ کس طرح عمدہ بیج حاصل کر کے اپنی زراعت کو ترقی دے سکتا ہے۔ کاشتکاری کے سلسلہ میں کس طرح زراعت کے ماہروں سے مشورہ حاصل کر سکتا ہے۔ ساہوکاروں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کن آسان شرائط پر کوآپریٹو بنکوں سے اپنی ضروریات کے لئے قرضہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسے معلوم ہو گا کہ وہ اپنی جنس کو کب۔ کہاں اور کس طرح بیچے؟

اور اپنی ضروریات کی چیزیں کب اور کہاں سے سستی خرید سکتا ہے؟

کاشتکاری کی حالت آج بدل سکتی ہے۔ اگر وہ اپنی گردن سے قدامت پرستی اور جہالت کا جوا اتار پھینکے۔ وقت کی حکومت کی طرف سے بچوں اور بوڑھوں کی تعلیم کے معقول ذرائع ہیں۔ ان درسگاہوں سے علم کی دولت نہ سمیٹنا انتہائی بدقسمتی ہے۔

کسان کی مالی حالت

دنیا بھر میں ہندوستان کا کسان سب سے زیادہ قابل رحم اور مفلوک الحال ہے۔ اس کی کاشت کا طریقہ اسی طرح اسے ورثہ میں ملا ہے جس طرح افلاس اور زبون حالی۔ تعلیم سے بے بہرہ ہے اسلئے اس کی نظر تنگ ہے۔ وہ اپنے اردگرد دیکھ نہیں سکتا۔ کہ دنیا کا اب کیا رنگ ہے۔ اور نہ سوچ سکتا ہے۔ کہ اسے دنیا کے قدم بقدم کس طرح چلنا چاہیئے۔ اس کا ماحول غیر ہمدرد اور ناسازگار ہے۔ وہ سال کا اکثر حصہ بیکار رہتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اس بیکار وقت کو کس طرح ضروری کاموں پر صرف کرے جس سے کچھ زائد آمدنی ہو سکے۔

وہ بے بہرہ ہے۔ کہ کونسی ایسی قیمتی جنسیں بوئے۔ جس سے اسے کافی آمدنی ہو سکے۔ اس کی زمین اسے پہلے سے کم فصل دیتی ہے۔ اور اسے خبر نہیں۔ کہ اس کا کیا سبب ہے؟ اس کی زمین کے قوا دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں اور اس کی طاقت کو بحال رکھنے کے لئے کوئی حل نہیں سوچا جاتا۔ اس کی بہترین [illegible]

جاتا ہے. جتنی ہوئی زمین اسے دے تو کیا دے.

کچھ سالوں سے کسان کے لئے زمانہ کے حالات کچھ ایسے ناسازگار ہوگئے ہیں. کہ وہ دن بدن گھاٹے ہی میں چلا جا رہا ہے.

(۱) اناس کی قیمتیں گرگئی ہیں. دوسرے ملکوں کی منڈیوں سے کوئی مانگ نہیں آرہی. اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک سے درآمد کی وجہ قیمتوں پر بہت اثر پڑا ہوا ہے

(۲) زراعت کا انحصار زیادہ تر برسات پر ہے. اگر موقعہ و محل پر بارشیں ہوجائیں. تو کاشتکار نہال ہوجاتا ہے. ورنہ خشک سالی اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیتی ہے. اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے.

(۳) کاشتکار کو زمین کی پیداوار کے مقابلہ میں ایک بہت بڑے کنبہ کی پرورش کرنی پڑتی ہے. اور پیداوار کی کمی ضروریات کا مقابلہ نہیں کرسکتی. اسلئے اس کی سقیم الحالی اور فاقہ کشی لازمی نتیجہ ہے.

(۴) کاشتکار کی تباہی بارشوں کے نہ ہونے سے ہی وابستہ نہیں بعض وقت اسکی پکی ہوئی فصلیں سیلاب کی تباہ کاریوں کی نذر ہوجاتی ہیں. اسے ٹڈی دل کے بے پناہ یورشوں سے بھی چھٹکارا نہیں. چوہے اور دوسرے جنگلی جانور بھی اس کی فصلوں کے حصہ دار ہیں. یہ تو رہے جانور انسانی حصہ دار بھی کچھ کم نہیں ہیں. انسانوں میں سب سے زیادہ نمایاں شخصیت دیہاتی ساہوکار کا وجود ہے.

ساہوکار اور زمیندار

ساہوکار زمیندار کا کسی زمانہ میں بھی دوست ثابت نہیں ہوا. اس کے جاہل ہونے سے وہ پورا فائدہ اٹھاتا ہے. ساہوکار کی گرفت ایسی مضبوط ہے. کہ زمیندار اس کے فولادی پنجہ سے بچ کر نکل نہیں سکتا.

یہ دیہات میں ایک معمولی دوکاندار ہوتا ہے جس کی دوکان پر روزمرہ کی ضروریات کی اشیاء موجود رہتی ہیں یہی اشیاء کے بدلے جنس وصول کرتا ہے. اور جب بہت سی جنس فراہم کر لیتا ہے. تو شہر میں جاکر اچھے داموں بیچ آتا ہے. یہ کوئی نہیں بتا سکتا. کہ تبادلہ میں کس شرح پر عمل ہوتا ہے. ساہوکار کی مرضی شرح ہے. کاشتکار اتنا لاپرواہ ہے کہ اسے اپنی جنس کے بدلے جو تھوڑا بہت مل جاتا ہے. غنیمت سمجھتا ہے. حالانکہ اگر آنکھیں کھول کر دیکھے. تو چار آنے کی جنس کے بدلہ اسے ایک آنہ بھی تبادلہ میں نہیں دیا جاتا. یہ تو ہوا ایک طریقہ ساہوکار کی آمدنی کا. دوسرا طریقہ جس سے وہ بدنام ہے. وہ قرضہ کا کام ہے. اور اس منفعت بخش تجارت سے وہ زمیندار کی زندگی کے ہر شعبہ پر چھا چکا ہے. اس کام میں صرف دیہاتی دوکاندار ہی اکیلا نظر نہیں آتا. بلکہ اکثر وکیل اور شہری دوکاندار بھی نمایاں نظر آتے ہیں. جن کا دوسرے کاموں کے علاوہ ایک یہ آمدنی کا طریقہ بھی ہے. بہرحال قرض دینے والا خواہ زمیندار ہو یا ویش. برہمن ہو یا پٹھان ذہنیت ایک جیسی ہوتی ہے. مقصد سب کا کاشتکار اور زمیندار کی محنت کو سمیٹنا اور اسے آسائش زندگی سے محروم

یہ مضمون اس وقت لکھا گیا تھا جب [illegible]

کم ہوتا ہوتا ہے. قرضے مختلف اغراض کے لئے بھاری شرح سود پہ دیئے جاتے ہیں. وہ یہ ہیں.

(۱) کسان کی کاروباری ضروریات یعنی آلات کشاورزی بیل. بیج وغیرہ کی خرید کے لئے.

(۲) قحط کا مقابلہ کرنے کے لئے.

(۳) لگان ادا کرنے کے لئے.

(۴) بعض غیر ضروری رسوم کی بجا آوری کے لئے.

کاشتکار کے پاس حادثات کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی محفوظ اثاثہ نہیں ہوتا. وبائی بیماریوں سے اس کے مویشی مر جاتے ہیں. خشک سالی کی وجہ اسے بیج کی ضرورت ہوتی ہے. قحط کا امتحان ہر وقت رہتا ہے. اور لگان کی ادائیگی سے چھٹکارا نہیں. اسلئے وہ مجبور ہے کہ قرض حاصل کرے اور قرض حاصل کرنے کے لئے سوائے ساہوکار کے اسے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا. جو اس کی فوری ضروریات کو پورا کر سکے. قرضہ نقدی کی صورت میں بھی دیا جاتا ہے اور جنس کی شکل میں بھی. ادائیگی عموماً جنسی صورت میں ہوتی ہے بعض وقت کسان کو فصل کی کٹائی کے موقعہ پہ روز مرہ کی ضروریات کے لئے جنس کی ضرورت ہوتی ہے. دیہاتی ساہوکار اسکی ضرورت کو پورا کرتا ہے جس کے صلہ میں چند دنوں کے بعد کاشتکار سے سوائی یا ڈیوڑھی جنس وصول کرتا ہے. وہ جب اناج کے ڈھیر کے سامنے بیٹھا ہوا ہوتا ہے. تو حد درجہ کا فیاض بن جاتا ہے. وہ ساہوکار کے ہاتھ کو روکنا نہیں چاہتا. وہ جس طرح چاہئے. وصول کرلے. کیونکہ وہ ساہوکار کو کسی قیمت پہ ناراض کرنا نہیں چاہتا.

نقدی پہ بڑی بھاری شرح سود ادا کرنی پڑتی ہے یعنی ایک پیسہ فی روپیہ ماہوار سے لیکر دو آنہ فی روپیہ ماہوار معمولی شرح سود ہے.

ایک ساہوکار ہی کاشتکار کی جان کا لاگو نہیں کپڑا بیچنے والے دیہات دیہات پھر کر سخت گراں نرخوں پہ کپڑا ادھار دے جاتے ہیں. اور پھر فصل کے موقعہ پہ آکر وصول کرتے ہیں. اگر حساب لگایا جائے. تو ساہوکاروں کی شرح سود ان کی گرانی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی. کاشتکار کو زیادہ سابقہ دیہاتی ساہوکار ہی سے ہوتا ہے. اور کون ایسا کاشتکار ہے. جو قرض کی لعنت سے آزاد ہے. آج ہندوستان کے زمینداروں پر اس قدر قرض کا بوجھ ہے. کہ اس کا سالانہ سود کئی ارب روپیہ ادا کیا جاتا ہے. اس قرضہ کی ادائیگی نے بہت سے زمینداروں کو اپنی زمینوں سے محروم کر دیا. ساہوکار کا رویہ کبھی ہمدردانہ نہیں ہوا. وہ خوش ہوتا ہے. کہ اس سے حاصل کیا ہوا قرض غیر ضروری کاموں میں صرف ہو.

ساہوکار عارضی طور پہ کاشتکار اور زمیندار کو زندہ رکھتا ہے. اسے ان کی تباہی اور خانماں بربادی کا کوئی دکھ نہیں.

کاشتکار کو اپنے چاروں طرف مصائب اور آلام دکھائی دیتے ہیں اور زندگی ایک جہنم نظر آتی ہے.

وسائل ترقی

ملک کی ترقی کا انحصار زمیندار اور کاشتکار کی خوش حالی پر ہے۔ اگر یہ مفلوک الحال ہے تو ملک کا کوئی شعبہ ترقی نہیں کر سکتا۔ زمین کی پستی کے دیگر اسباب کے علاوہ ایک سبب یہ بھی ہے کہ زمینی آبادی زراعت کی ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ اور زراعت کو اتنے بیکار لوگوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کہ وہ کبھی خوشحالی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ زراعت کا دائرہ دن بدن تنگ ہو رہا ہے۔ اسلئے اب ضرورت ہے۔ کہ صنعت کی طرف قدم اٹھایا جائے۔ اور دیہاتی رقبوں میں مستقل کارخانے کھولے جائیں۔ وقت کی ضرورت کا سب سے بڑا یہی تقاضا ہے۔ ہر شخص کی آمدنی میں اضافہ ہونا چاہئے۔ تاکہ زندگی کا معیار بلند ہو سکے۔ دیہاتوں میں صنعتی ترویج کے لئے مصنوعات کی نمائش کی بھی بے حد ضرورت ہے۔ تاکہ عوام متاثر ہو کر اس طرف توجہ کریں۔ صناعوں کو ان کی اختراعات پر انعام بھی دیئے جانے ضروری ہیں۔ اس سے دوسرے صناعوں میں رغبت اور شوق پیدا ہو گا۔ لیکن یہ وسائل اس وقت تک ہرگز مفید نہیں ہو سکتے۔ جب تک تعلیم کو ملک کے طول و عرض میں پھیلا نہیں دیا جاتا۔ تعلیم پھیلانے کے لئے خالی تحریریں اور صرف تقریریں کام نہیں آسکتیں جب تک مسلسل محنت اور کوشش نہ کی جائے کامیابی محال ہے۔ یورپ کے ملکوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں سو فیصدی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اس سو فیصدی کے لئے حکومتوں کے پاس نوکریاں نہیں ہیں۔ بلکہ تمام اپنے اپنے کاروبار پر لگے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کے لئے آج نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ یہاں تعلیم ابھی تک اپنے ابتدائی مراحل سے بھی نہیں گذری۔ سرکاری عہدہ داروں کے ساتھ جب تک غیر سرکاری عنصر تعاون نہ کریگا۔ تعلیم عام نہیں ہو سکتی لیکن فرصت ہوتے ہوئے بھی ہمارا تعلیم یافتہ گروہ اپنے فرائض سے چشم پوشی کر رہا ہے۔ عوام کو تعلیم سے آشنا کرنا ملک سے بھلائی کرنا ہے۔ اور ملک سے بھلائی کرنا انسانیت کا پہلا فرض ہے۔

دیہاتوں میں سرکاری مدارس کے پہلو بہ پہلو بالغوں کے لئے مکتب کھولے جا سکتے ہیں جہاں ملک و قوم سے ہمدردی رکھنے والے اپنا عزیز وقت صرف کر کے قومیت کی بہت کچھ تعمیر کر سکتے ہیں۔ اگر بالغ اپنے لئے پڑھنا پسند نہ کریں۔ تو وہ ملک کے لئے پڑھیں۔ ملک کی عزت اور وقار کے لئے پڑھیں کہ ان کا ملک دنیا بھر سے زیادہ غیر تعلیم یافتہ ہے۔

دیہاتی عورتوں کی تربیت و خواندگی کے لئے پڑھی لکھی شہری عورتوں کو میدان میں آنا چاہئے۔ تاکہ وہ اپنی بہنوں کو زندگی کے ضروری مسائل سے روشناس کریں۔ کیونکہ انہیں کی تربیت سے بہترین اخلاق و عمل کے بچے قوم میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو آگے چل کر پرانی روایات کو یکسر بدل کر قوم میں ایک زندہ مثال بن کے پھر کیا ہو گا آپ کو ڈھونڈنے سے بھی کہیں ڈھیلا ڈھالا

لباس نہ ملے گا۔ بداطواری اور بدتہذیبی نام کو بھی سنی نہ جائے گی تعلیم کی وسعت دہقانوں کو سکھائیگی۔ کہ ان کو ضروریاتِ زندگی پورا کرنے کے لئے اگر قرض کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ تو ساہوکار کے علاوہ کوئی دوسری صورت اور بھی ہو سکتی ہے۔

انہیں معلوم ہوگا کہ انجمن ہائے امداد باہمی ان کے ہر دکھ کا علاج ہے۔ وہ باہر سے آیا ہوا لٹریچر دیکھیں گے۔ ان پر روشن ہوگا۔ کہ دوسرے ملکوں نے تحریک امداد باہمی کا دامن پکڑ کر اپنے آپ کو کس درجہ تک پہنچا دیا ہے مویشیوں کی افزائش نسل کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں کی ترقیاں ان کے پیش نظر ہونگی۔ وہ بہترین قسم کے مویشی پالیں گے۔ وہ بیمار مویشی تندرست مویشیوں کے ساتھ رکھنے میں پرہیز کریں گے اور ضرورت کے وقت محکمہ ویٹرنری سے استفادہ اٹھائینگے وہ عمدہ اور منفعت بخش فصلوں کی کاشت کی طرف توجہ دیں گے۔ ان کے کھیت عمدہ بیجوں اور عمدہ کھاد سے لہلہاتے ہوں گے جس سے ان کی آنکھوں کی چمک زندگی کا پتہ دیگی۔

دہقان اگر زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو کر سائنٹیفک طریق سے کاشتکاری کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور اپنی ضروریات اپنے گاؤں کی انجمن اتحادی سے پورا کرتا رہا۔ تو اس کی خوشحالی ناممکن نہیں ہوگی۔ اگر خوشحال ہو گیا۔ تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ ملک کے اچھے دن آ گئے۔ وہ زندگی کی ابتدائی ترقیوں سے فراغت پاتے ہی اپنے اردگرد نظر دوڑائیگا۔ اسے کچے اور بدبودار مکان کچھ بھلے معلوم نہ ہوں گے۔ وہ ہمت کر کے ایک ہی جست میں یہ مراحلہ بھی طے کر ڈالے گا۔ وہ نئے سرے سے مکان تعمیر کریگا خوبصورت اور ضروریات کو مکتفی مکان جس کے صحن کے ایک طرف رنگ برنگ کے پھول کھلے ہوں گے۔ جو اس کی خوش مذاقی کا ثبوت دیں گے۔ اور صاف ستھرے بچے اسکی معاشرتی بہتری کا نتیجہ ہوں گے۔

رسم و رواج کی فضول پابندیاں اسکی زمینوں تک کو نیلام چڑھا چکی ہیں۔ اب وہ روشن دماغ ہے اور یقیناً بیہودہ رسموں اور اسراف سے کنارہ کشی کر لے گا۔ زندگی کو سادہ اور دلچسپ بنائے گا۔ وہ دیکھے گا کہ اس کا وقت اور روپیہ فضول مقدموں پر صرف ہو رہا ہے۔ وہ اپنے دیہات میں پنچایت بنا کر چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کا حل خود کریگا۔ تعلیم کی برکت سے اول تو مقدمات پیدا ہونے کا ہی امکان بہت کم ہے۔ اور اگر ایسا ہوا بھی تو پنچایت اس کے لئے موجود ہوگی۔

دیہات کا وہ برسرِ اقتدار طبقہ جن کے رحم وکرم پر دہقانوں کی زندگیاں منحصر ہیں۔ آئندہ وہ اس کے دست ستم سے محفوظ ہوں گے۔ اس ظلم پرور طبقہ کے خلاف ایک منظم تحریک کام کریگی۔ جو اسے کچل کر رکھ دیگی۔ دیہاتوں پر یہ طبقہ جو ظلم کرتا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ غریبوں کی عصمت انسان شکل بھیڑیوں کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔

دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی باعزت شخص مزاحمت کرتا ہے۔ تو اس پر مقدمات ہو کر اُسے تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ یہ چیز اسی وقت رک جائیگی۔ جب اکثریت تنظیم کے ماتحت اس کا مقابلہ کریگی۔



آنریبل پرائم منسٹر صاحب موضع کوٹ اور بھلوال کے درمیان ایک گڑھے
کا ملاحظہ فرما رہے ہیں جو آنجہانی مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانے میں
سردار گنیا بھلوال نے کنواں کیلئے شروع کیا تھا لیکن کامیاب نہ ہوا



حضور پرائم منسٹر صاحب موضع کوٹ تحصیل جموں میں کنوئیں
کی تعمیر کا موقعہ ملاحظہ فرما رہے ہیں



حضور پرائم منسٹر صاحب کنواں پلہوڑہ کا معائنہ
فرما رہے ہیں یہ کنواں ۲۰۶ فٹ گہرا ہے



سیلا زمینداروں کے درمیان اسپیکر کواپریٹو امداد باہمی
پر لیکچر فرما رہے ہیں



ڈاکٹر صاحب میلا پر انتخابات کی تقسیم کے لئے موزوں
ترین آدمی کا انتخاب فرما رہے ہیں۔

حفظانِ صحت کے متعلق

از جناب حکیم شہزادہ غلام محمد خاں صاحب رئیس اعظم معالج مہاراجگان

(۱) اگر آپ تندرستی اور طاقت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمام فکروں کو چھوڑ دو۔ غصے کو حرام سمجھو۔ ثقیل کھانوں اور شراب سے اجتناب کرو۔ ہجوم اور شان و شوکت والے میلوں میں جانے کے بعد کھلی ہوا میں چلے جایا کرو۔ دن کے سونے کو ترک کرو۔ رفع حاجت کے وقت ہرگز سستی نہ کیا کرو۔ اگر کوئی صاحب ان اقوال پہ پابندی سے عمل پیرا ہوں گے۔ تو اپنی عمر کو بہت حد تک طویل کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ اور عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

معنوعی مسرت نہ صرف زندگی کو کم کرتی ہے بلکہ حقیقی لذت کو بھی پھیکا دیتی ہے۔

شراب و کباب اور عیش و عشرت سے زندگی گزارنے والے کا پچاس سال کی عمر تک مر جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مختصر عمر کے آخیر دس پندرہ سال بطور اصول لازماً مرض و مصیبت میں گزارے گئے ہوں۔ زندگی کی حقیقی مسرت بغیر تندرستی کے ناممکن ہے۔ ایک شخص اگر پرتکلف کھانے کھا کر سوءِ ہضم سر درد۔ اختلاج القلب یا نفخ وغیرہ شکایات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا رات بھر عیش و عشرت اور ناچ رنگ میں بسر کر کے صبح کو پیٹ بھتی سر درد۔ دوار۔ درد سری تکلیف وہ جسمانی تکلیفوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تو اُسے حقیقی طور پر مسرور کون کہہ سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک آدمی اگر سادہ غذا کھا کر سیدھی سادھی اور پاک زندگی بسر کر کے تندرست اور جسمانی تکالیف سے مبرا رہ سکتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ نسبتاً زیادہ مسرور ہے۔

دنیا کے اکثر دولت مند اور بڑے بڑے بادشاہ جو مصنوعی اور موہوم مسرت کے حصول کے لئے حفظ صحت کے اصولوں کی طرف سے بے پرواہ رہ کر جانکاہ اور مہلک امراض میں مبتلا ہو چکے تھے۔ نہایت حیرت سے کہتے ہیں۔ کہ وہ بقیہ زندگی کے ایک دن کی حقیقی خوشی کے لئے آدھی یا اپنی تمام دنیاوی دولت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جگہ واقعات شاہد ہیں۔ بمصداق۔ خود کردہ را علاجے نیست

ان کی یہ ادنیٰ سی حسرت اس قدر گراں قیمت معاوضہ سے بھی پوری نہیں ہوتی۔ فی الحقیقت زندگی کی حقیقی خوشی اگر کچھ تھوڑی سی نظر آسکتی ہے۔ تو ان غیر مہذب اور

سیدھے سادہ دیہاتی لوگوں اور بچوں میں جو فطرت کی گود میں حفظ صحت کے اصولوں کے مطابق بے تکلف سادہ اور تندرست زندگی بسر کرتے ہیں. نظر آئیگی۔

تہذیب و تمدن کی کشمکش انسانی نظام عقلی و عصبی کو خراب اور زندگی کی بدنی و نفسانی تندرستی کو تباہ و برباد کر کے حقیقی مسرت کو زائل کر دیتے ہیں۔

زرّین اقوال

ایک تندرست بدن روح کے لئے مسرت گاہ ہے لیکن بیمار بدن قید خانہ۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔

دولت کا رشک بہت زیادہ کیا جاتا ہے مگر اس سے خوشی بہت کم حاصل ہوتی ہے. صحت سے خوشی زیادہ حاصل ہوتی ہے مگر اس کا رشک بہت کم کیا جاتا ہے۔

دولت کو جمع کرنے کے لئے صحت کو برباد کرنا حقیقت یہ ہے کہ صحت دولتوں کی دولت یعنی بہترین دولت ہے۔

بیماری ہر شخص کو کمینہ بنا دیتی ہے۔

زندگی محض زندہ رہنے کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ تندرست رہنے کے لئے۔

دنیا کی تمام دولت جمع کر کے بھی صحت کے ساتھ توازن کرنے سے صحت کا پلہ بھاری رہے گا۔

جو صحت رکھتا ہے وہ امید رکھتا ہے جو امید رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا امور ضروری اور کارآمد تصور کرتے ہوئے تحریر کئے ہو ۔ اب ہم چند نسخہ جات ہے تا ماہ ثالثہ مضمون تحریر کرتا ہوں. جس کا سلسلہ انشاءاللہ تعالےٰ ماہ وار آپ کے پیش ہوتا رہے گا جسے آپ خود اور اپنے عزیز بھائیوں پہ آنا کر ثواب حاصل کریں۔

نوٹ :۔ آج کل میعادی بخار کی شکایت عام ہو رہی ہے۔ بچوں کو ایک رتی ۵ تولہ پانی میں حل کر کے تین یوم متواتر علی الصباح نہار پلا دیں۔ اور بڑوں کو دو رتی۔ میعادی بخاروں سے نجات مل جاوے گی۔ ہر پنچائیت کے سیکرٹری کے پاس امرسیا کا موجود رہنا ضروری ہے۔

سبات

اس مرض میں مریض ہر وقت گہری نیند پڑا رہتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے اور آنکھیں چہرہ اور زبان سرخ ہوتے ہیں۔

شربت اسطوخودوس. مفید ثابت ہوا ہے. نسخہ حسب ذیل ہے۔

شربت اسطوخودوس ۲ تولہ. بسفائج. گاؤزبان. پرسیاوشان. بادرنجویہ. عود صلیب. ملہٹی. ہر ایک ایک تولہ ۶ ماشہ. زوفا خشک. بیخ سوسن. سنبل الطیب. انیسون بادیان ہر ایک ایک تولہ. مویز منقیٰ ۳ تولہ. انجیر زرد ۹ دانہ ادویات کو ۲ سیر پانی میں رات کو بھگو دیویں. صبح جوش دیویں جب پانی جوش سے تین پاؤ رہ جاوے. مل کر چھان لیویں۔ اور کوزہ مصری ایک سیر ۸ چھٹانک اس چھانے ہوئے جوشاندہ میں ملا کر معمول شربت بناویں۔ ۲ تولہ صبح و شام پانی حسب ضرورت ملا کر پی لیا کریں۔

سہر

اس مرض میں مریض کو بیخوابی رہتی اور نیند بہت کم آتی ہے۔ اس مرض کا سبب خشک ادویہ و اغذیہ کا استعمال استفراغ۔ غم و فکر۔ تپ و درد وغیرہ ہیں۔ اصل سبب کا ازالہ کریں۔ اور یہ شربت بناکر پلاویں۔

گاؤزبان ۳ تولہ۔ ابریشم خام کترا ہوا۔ گل گلاب۔ بادرنجبویہ۔ پرسیاؤشان ہر ایک ایک تولہ ادویات کو رات کے وقت گرم پانی ۳ سیر میں بھگو دیویں۔ صبح جوش دیویں جب پانی نصف سیر رہ جائے۔ مل چھان کر تین پاؤ مصری ڈال کر مقوم شربت بناویں۔ دو تولہ صبح شام قدرے پانی میں ملاکر پی لیا کریں۔ یہ شربت ضغطۃ الدم (ہائی بلڈ پریشر) کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا۔

سرسام

ہر قسم کے سرسام میں تپ لازم ہوتا ہے۔ مریض روشنی اور شور و غل سے نفرت کرتا ہے۔ مریض کا چہرہ زبان آنکھیں عموماً سرخ ہوتی ہیں۔ اور اسے بیخوابی اور ہذیان عارض رہتا ہے۔ یہ مرض نہایت صعب اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس لئے کسی مقامی حاذق طبیب کے مشورہ بغیر ایسے مریض کے علاج کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ اس مرض میں پاشویہ۔ پاؤں کی مالش اور پنڈلیوں پر پچھنے لگوانا اور نفلے سونگھانا مفید ہے۔ سر پر روغن گل، عرق گلاب اور سرکہ کی پٹی رکھیں۔ اور مریض کو کامل آرام و سکون میں کسی ہوادار کمرے میں لٹائے رکھیں۔

سدر و دوار

اگر مریض کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہو تو اسے صدد کہتے ہیں۔ اور اگر سر گھومتا ہو تو اسے دوار کہتے ہیں۔ یہ مرض دماغی کمزوری۔ قلت خون۔ ضعف ہضم اور کثرت تمباکو نوشی وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مرض میں بلندی سے نیچے گھومنے والی چیزوں کو دیکھنا سخت مضر ہے۔ نیز مقوم پیانہ۔ تل کا تیل۔ شہد۔ اخروٹ اور دیگر بخار انگیز چیزیں اس مرض میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور یہ حریرہ پکا کر علی الصبح نہار کھایا کریں۔

مغز بادام ۷ دانہ۔ مغز تخم کدو۔ مغز تربوز تخم خشخاش کشنیز خشک ہر ایک چھ ماشہ۔ نشاستہ گندم ایک تولہ ادویہ کو سوائے نشاستہ خوب پانی میں بھگوئیں۔ اور شیرہ نکال کر نشاستہ اس میں ملا کر کے حسب ضرورت کھنڈ سے شیریں کریں اور آگ پر پکا کر کھایا کریں۔

معجون مقوی دماغ

مغز بادام ۲ چھٹانک۔ شقاقل۔ بہمن سرخ۔ ستاور ہر ایک ۵ تولہ۔ دارچینی۔ طباشیر۔ صندل سفید ہر ایک دو تولہ ورق نقرہ ۲ ماشہ زعفران ۳ ماشہ۔ شہد خالص ایک سیر ملا کر معجون بناویں۔ ۹ ماشہ صبح و ۹ ماشہ شام دودھ ایک پاؤ کے ساتھ کھاویں۔

نوٹ:۔ تمام سیکرٹری صاحبان تحریک سے استدعا ہے کہ غریب نادار مایوس العلاج مریضوں کو بمعہ اپنی چٹھی کے سرنگیہ روانہ کریں جنہیں شفاخانہ خیراتی سے بلا قیمت ادویات ملیں گی اور ان کا نہایت ہمدردی سے علاج کیا جاویگا۔

موسم سرما کے چارے

برسیم

چارے کی فصلوں میں سے بہترین فصل ہے۔

وقت کاشت

اکتوبر۔ نومبر مطابق اسوج۔ کتک بوئی جائے۔

قلبہ رانی

اس کے لئے زمین کو چار پانچ دفعہ ہل دیکر زمین نہائیت اچھی طرح تیار اور ہموار کی جانی ہے۔

طریقہ کاشت نمبر ۱۔ بونے سے ایک دن پہلے زمین کو پانی دیا جائے۔ اور ساتھ ہی بیج کو بھی بھگو دیا جائے اور دوسرے دن پہلے دن کی آبپاشی کردہ زمین میں بھیگا ہوا بیج چھٹے سے بو دیا جائے۔

طریقہ کاشت نمبر ۲۔ بونے سے ایک دن پہلے صرف بیج ہی بھگویا جائے۔ اور دوسرے دن قلبہ ران شدہ زمین کو ساتھ ساتھ پانی دیکر بیج چھٹے سے بو دیا جائے۔

شرح تخم۔ ۸ سے ۱۵ سیر فی ایکڑ بیج بویا جائے۔

آبپاشی۔ بیج بونے کے دس دن بعد پانی دیا جائے اور ہر کاٹ (کٹائی) سے ۹-۱۰ دن پہلے پانی دیا جائے۔

پیداوار۔ ۷۰۰ سے ۸۰۰ من فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔

بیج کا انتخاب۔ اگر بیج حاصل کرنا مطلوب ہو۔ تو ایک یا زیادہ سے زیادہ دو کٹائیاں کاٹنے کے بعد بیج کی مطلوبہ برسیم کو نہ کاٹا جائے۔ ماہ جون مطابق جیٹھ یا اوائل ماہ ہاڑ میں بیج پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

فائدہ۔ بہترین چارہ اور بہترین فصل ہے۔ اس کا بیج بیس روپیہ فی من کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ اور چارہ خاصکر دودھ دینے والے مویشیوں کے لئے نہائیت مفید ہے۔ اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے واسطے زمینداران سے سفارش کی جاتی ہے۔ نشیبی علاقہ جات تحصیل مظفرآباد و تحصیلات جموں۔ رنبیر سنگھ پورہ۔ اکھنور۔ کٹھوعہ۔ بسوہلی۔ اودہمپور اور نشیبی مقامات پونچھ میں اس سے بخوبی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

خان ہدایت اللہ خان سرویر۔ کشتواڑ

ملیریا

صوبہ جموں کے دیہاتی علاقہ میں پچھلے سال ملیریا بخار خصوصاً تیسرا پانک کا بہت زور تھا جس گھر میں دیکھا جاتا تھا. دو چار مریض ضرور پائے جاتے تھے. میں نے علاقہ سمبہ کٹھوعہ سانبہ. رنبیر سنگھ پورہ کا دورہ کیا. حالات کا مطالعہ کیا اور زمینداروں کو ہدایت بھی جاری کیں. چونکہ اب پھر ملیریا کا موسم آرہا ہے. اسلئے مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی جاتی ہیں.

تندرستی کی حالت میں

سرسوں کے تیل کی مالش کے بعد غسل کرنا چاہیے رات کو سوتے وقت سرسوں کے تیل سے پاؤں کی تلیوں کو ملنا چاہیے. برگ تلسی کی تین پتیاں اور ایک مرچ سیاہ ہر روز چبا کر کھانا چاہیے. تلسی کے استعمال سے جراثیم مرجاتے ہیں.

بخار کی حالت میں.

پہلے چوبیس گھنٹے کوئی دوا نہیں دینی چاہیے اس کے بعد بھی اگر بخار رہے تو مریض کو ۴-۵ گھنٹے کے وقفہ میں گرم پانی پلادیں. ۲۴ گھنٹوں کے بعد بخار کی اصلی شکل معالج کے سامنے آجاتی ہے. اگر بخار ۲۴ گھنٹوں کے بعد نارمل ہو جاوے تو دوسرے دن کوئی دوا نہ دی جائے. تیسرے دن بھی اگر بخار نہ ہو تو چوتھے دن سری مترنجیہ رس. تلسی کے رس اور شہد کے ہمراہ یا قرص کافور شربت بنفشہ اور عرق گاؤزبان کے ساتھ استعمال کریں. سوداوی مزاج کے شخص سری مترنجیہ رس اور صفراوی مزاج والے قرص کافور استعمال کریں.

اگر بخار ۲۴ گھنٹوں کے بعد نارمل ہو تو تیسرے اور چوتھے دن کو انتظار کر کے پانچویں دن وہی دوا شروع کی جاوے. اگر بخار ۴۸ گھنٹوں کے بعد نارمل ہو تو ایسی صورت میں عرق سونف اور گاؤزبان کے ہمراہ سفید ہڑتال جسے لگاتار ۴۸ گھنٹے عرق کیوڑہ یا کنوار گندل میں کھرل کیا گیا ہو شروع کر دلویں. جہاں دیہاتی علاقہ میں ادویات دستیاب نہ ہوں وہاں بخار سے پانچویں یا چھٹے دن ذیل کے نسخہ جات کا جوشاندہ عمل میں لاویں.

(۱) اگر قبض ہو بخار بار بار حملہ کرتا ہو. چھلکا املتاس ۳ ماشہ کوٹھ ۳ ماشہ. منقیٰ ۹ عدد چھلکا املتاس ۶ ماشہ گودہ. ناگرموتھا ۲ عدد. پانی پاؤ سیر کو جوش دیکر جب ایک چھٹانک رہے تو پینا چاہیے.

(۲) بخار کا بلی اور قے کی صورت میں. گلو. دھنیا [illegible] برگ نیم. لال چندن. پدم کیسر [illegible] برگ تلسی [illegible] پانی پاؤ سیر بقایا ایک چھٹانک.

(۳) اگر قبض نہ ہو بخار کا بار بار حملہ ہوتا ہو۔ یا بخار دیرینہ ہوگیا ہو۔

سونٹھ۔ شاہترہ۔ چرائتہ۔ گلو۔ ناگرموتھا۔ ہر ایک چھ چھ ماشہ لیکر جوش دیکر ایک چھٹانک رہ جاوے۔ تو پی لیا جاوے

(نوٹ) ان میں سے کوئی نسخہ ایک دفعہ خرید کیا ہوا بعض کو چار بار جوشاندہ کا کام دے سکتا ہے۔ دوسری بار کا جوشاندہ پہلی مرتبہ سے زیادہ طاقت ور برآمد ہوگا۔

(۴) چرائتہ ۶ ماشہ۔ تیس ۶ ماشہ۔ کوٹکی ۶ ماشہ۔ کرنجوہ ۶ ماشہ۔ یہ سفوف یا عرق ہر ایک شخص کو ہر وقت موجود رکھنا چاہیئے۔ سفوف کی صورت میں ہمراہ آب نیم گرم بمقدار ایک ماشہ استعمال کرنے سے جراثیم ملیریا ہلاک ہوجاتے ہیں۔

(۵) نسخہ قرص کافور۔ مشک کافور۔ زہر مہرہ الائچی خورد۔ طباشیر کشتہ ابرک سفید ہموزن لے کر عرق گلاب ۱۲ گھنٹہ کھرل کرکے ۲ رتی کی گولیاں تیار کریں۔

(۱) گلو سبز ۹ ماشہ۔ پوست ہلیلہ ۱۲ ماشہ۔ صندل سفید ۱۲ ماشہ، صندل سرخ ۱۲ ماشہ۔ منقہ ۳ ماشہ۔ ڈیڑھ پاؤ پانی ڈال کر جوش دینا چاہیئے۔ جب ایک چھٹانک رہے تو ایک تولہ مصری ڈالکر پلا یا جاوے

(الف)، قبض بھی اگر ساتھ ہو۔ تو سبز منقہ ۴ ماشہ اور پھول گلاب عمدہ اسی نسخہ میں زیادہ کریں۔

(ب) اگر قبض آ رہا نہ ہو تو سبز منقہ کی جگہ برگ سنا اور پھول گلاب عمدہ زیادہ کریں۔

(ج) اگر گرمی زیادہ اور پیاس کی شدت ہو۔ خس ۶ ماشہ نیلوفر ۶ ماشہ۔ گاؤزبان ۳ ماشہ نسخہ اول میں شامل کریں۔

(د) بخار بلغمی کی صورت میں بستان ۱۹ دانہ عناب عدد ملٹھی ایک ماشہ نسخہ اول میں شامل کریں۔

(نوٹ) نسخہ اول کا سفوف تیار کرکے علامات کے مطابق اشیا کا عرق یا جوشاندہ دینے سے بھی وہی فایدہ ہوتا ہے۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر میڈیکل سرو

سرکلر ۱۲ بابت ملیریا میں تین نسخہ برائے جوشاندہ اور ایک سفوف لکھا گیا ہے۔ ان ادویات کا سفوف یا عرق دافعہ ملیریا کے لئے اکسیر ہے جو نسخہ جات جو برائے جوشاندہ لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض صوبہ کشمیر کے دیہاتی علاقہ میں دستیاب نہیں ہوتے مناسب خیال کیا گیا کہ سلسلہ سابق ایک اور جوشاندہ تجویز کیا جاوے۔ وہ جوشاندہ جو کہ درج ذیل کیا جارہا ہے۔ ملیریا یا ہر ایک موسمی بخار کے

قطعہ

اک روز وقت پاکے یہ کی میں نے ان سے عرض
"آزردہ خاطروں کے ستانے سے فایدہ"
بولے کہ واقعی بڑے بیداد ہیں ہم
"ہم سے کسی کو دل کے لگانے سے فایدہ"

ہدیۂ ناز بتقریب تشریف آوری

عالیجناب رائے بہادر پنڈت شام سندر لال دیر رورل ڈیولپمنٹ وپنچایت آفیسر ہزہائنس گورنمنٹ جموں وکشمیر

جن مسائل کو سبھی کہتے تھے کہ دشوار ہیں
اُن کو حل کس نے کیا ان کونسے ہشیار ہیں
کون وہ ہمدرد ہیں اور کونسے وہ یار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

صد مبارک باد پھولا آج باغ بزم ہے
صد مبارک بزم میں روشن چراغ بزم ہے
محسن دہقان ہیں یہ مطلع انوار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

کھیت امیدوں کے سارے خشک تھے ویران تھے
اور دیہاتی بھی اپنے حال پہ حیران تھے
کون برکشتِ امل ابرِ طرب آثار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

شام غم صحن چمن پہ چھا چکی تھی ہر طرف
اور ظلمت شب کی غلبہ پا چکی تھی ہر طرف
اب فلک پہ یہ دیہاتی چاند سے ضوبار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

کیوں نہ یہ گلشن دکھاوے شان کی بالائیاں
کیوں نہ سبزہ باغ کا لیتا رہے انگڑائیاں
جب نسیم صبح ایسے مرد پُر اسرار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

ہونیوالا تھا ختم دہقان کا کارِ حیات
تھا پڑا ایسے سوز اس کے ساز کا تارِ حیات
پُر فضائیں اس کی ہمرستی سے نغمہ بار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

ہیں وسیع القلب بہت سنگھ مشیر مال بھی
ورد رکھتے ہیں ہمارا ون بلند اقبال بھی
دشمن دہقان سے وہ بھی مائل پیکار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

کر دعا اے ناز دل سے اختتام نظم پہ
حشر تک زندہ رہے یہ مصلح فرخ سیر
شاعرانہ ذوق خود رکھتے ہیں خوش گفتار ہیں
رائے بہادر نامور دہقان کے غمخوار ہیں

نازؔ کولگامی

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

اشعار

ہندی

پارکنا رسے سنگ جلے میں جانوں کچھ جلتا ہو   جس کے کارن میں جلی وہی نہ جلتا ہو

آہ کئے سے آکاش جلے اور جنگل بھی جل جائے   پاپی جیا نہ جلے جس میں آہ سمائے

کاگا تن من کھائیو اور چن چن کھائیو ماس   دو نین مت کھائیو پیا ملن کی آس

لکڑی جل بھئی کوئلہ اور کوئلہ جل بھئی راکھ   میں پاپن ایسی جلی نہ کوئلہ بھیو نہ راکھ

تلسی داس

اردو

آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا   اس پہ کھل جائے کہ مجھ کو حسرت دیدار ہے

ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال   کہ گر نہ ہو تو کدھر جائیں ہو تو کیوں کر ہو

جلوۂ زار آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی   فتنۂ شور قیامت کس کی آب و گل میں ہے

غالب

پٹا فلک اب تجھے دل جلوں سے کام نہیں   جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

داغ

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا   جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

مومن

ہمیں کس قدر خوراک پیدا کرنی چاہئے

خوراک کی آئندہ دنوں کی کمی کو روکنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ فصل اوسط درجہ سے زیادہ پیدا کئے جائیں اور چاول اور گیہوں کی بڑی مقداروں کو جو پہلے برما سیام اور آسٹریلیا سے برآمد کی جاتی تھیں، مقامی پیداوار سے پورا کیا جائے۔ یہ بندوبست کی جا رہی ہے۔ پیداوار ضرورت سے زائد ہونیکا کوئی اندیشہ نہ کیا جائے۔ چونکہ گورنمنٹ تمام زائد فصلوں کی خوراک خود خریدنے کو تیار ہے تاکہ قیمتیں یکایک نہ گر جائیں۔

کمی خوراک کی روک تھام کے لئے یہ امید کی جا رہی ہے۔ کہ اس موسم میں ہندوستان کی ستتر لاکھ ایکڑ زمین جو اس وقت فصلوں کے نیچے دبی ہے۔ پہلے سے ستتر لاکھ ٹن گیہوں، چاول، باجرہ اور جوار زیادہ پیدا کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر یہ فروخت نہ ہوئی، تو حکومت اس خوراک کو خود منڈی سے خرید کرے گی۔ ہندوستان کے خوراک کے مسئلے کو یہاں زیر بحث لایا گیا ہے۔

سوال:- موجودہ جنگ سے پہلے اس موضوع پہ کہ ہندوستان کس طرح خوراک حاصل کرتا رہا ہے بہت کم لکھا جاتا رہا ہے۔

جواب:- ہندوستان میں خوراک کی پیداوار کے اعداد و شمار پیش کرنا کوئی آسان بات نہیں کیونکہ ہر وہ شخص جو فصل پیدا کرتا ہے اپنے بال بچوں کے کھانے کے لئے رکھ لیتا ہے۔

پس جو اعداد و شمار اندازاً دیئے گئے ہیں وہ تجربہ اور احتیاط کے ساتھ حاصل کئے گئے ہیں چونکہ ہندوستان خواہ برضائے خود یا ضرورتاً زیادہ تر نباتات خور ملک ہے۔ اس کی نہایت اہم خوراک اناج ہیں یعنی چاول گیہوں. باجرا. جوار اور دالیں ان تمام کی سالانہ پیداوار کا تخمینہ ۵ کروڑ ٹن لگایا گیا ہے. جس میں سے قریباً ۲ کروڑ چوبیس لاکھ ٹن یعنی نصف کے قریب چاول کی پیداوار ہوتی ہے۔

بہرحال یہ میزانیہ ہر ایک کے لئے کافی تصور نہیں کیا جا سکتا. خواہ یہ مقدار کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ ہم باہر سے لائے ہوئے تیرہ لاکھ ٹن سے زائد چاول معہ ایک معقول مختلف مقدار گیہوں کی بھی کھا جاتے ہیں۔ چاول برما. ہند چینی اور سیام سے۔ اور گیہوں آسٹریلیا سے لایا جاتا تھا.

گرچہ یہ سچ ہے۔ کہ قریب ہی کے سالوں میں ہندوستان
سے چاول اور گیہوں کی برآمد ہوتی تھی لیکن یہ
برآمد بمقابل پیداوار اور ملک کے اندرونی خرچ
کے برائے نام تھی۔

س۔ اب جو ہم نے کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہم
اسی قدر غلہ پیدا کریں جتنا کہ ہم درآمد کیا کرتے
تھے۔ اور پھر ہم خود پیداوار بن جائیں گے۔ اس سے
تو ستر لاکھ ٹن زائد غلہ مہیا کیا حکومت کے خیال
سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

ج۔ جنگ کے زمانہ کی ضروریات امن کے
زمانے کے بالکل مطابق نہیں ہوا کرتیں۔ آج
تو ہندوستان کے غلہ کے گوداموں کی دہائی دی
جا رہی ہے۔ سب سے پہلی اور بڑی دہائی تو خود
ملک میں خوراک مہیا کرنے کی ہے۔ کمی سے بچنے
کے لئے تو ہمیں خود چودہ اور پندرہ لاکھ ٹن کے
درمیان زائد غلہ کی ضرورت ہے۔

ہم نے ہندوستانی سپاہیوں کو بھی کھلانا
ہے۔ فوج کی خوراک دیہاتی خوراک سے اچھی ہوتی
ہے۔ اور اسلئے وہاں اس کا خرچ بھی زیادہ ہوتا
پھر ہم نے پڑوسیوں کو پاس بھی کرنا
ہے خصوصاً سیلون کا جہاں چاول کھانے والے
بے شمار ہندوستانیوں کی ایک قوم رہتی ہے سیلون
میں تو اپنی خوراک کے لئے مشرق بعید سے چاول
خریدتا رہا ہے۔ آج اس کی حالت ایسی ابتر ہو گئی
ہے کہ چاول اس کے علاوہ ملتے ہیں۔ آج بھی
وہ لاکھوں ٹن چاولوں کے لئے ہمارا ہی سہارا لیتا
ہے۔ ان شرائط کے تحت حکومت کے مقرر کردہ
اعداد و شمار کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں۔ مزید براں
ہم ایک خاص مقدار غلے کی وسط مشرق کو مہیا
کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمیں ایران کی قحط
سالی کے دوران میں ان کی امداد کرنا پڑی۔ کچھ وسط
مشرق کا خاص علاقہ اپنی ضروریات کو خود
مہیا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس حکمت
کی رو سے دنیا کے اس حصے میں خوراک کے ذخیروں
پر بوجھ بڑھتا جا رہا ہے لیکن یہ ڈھیلا پڑ جائیگا۔

(انگریزی زبان سے)

مورخہ ۲۹ ہاڑ ۲۰۰۷ (؟)

ہزہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر ریونیو سیکرٹریٹ

سرکلر

آنریبل ریونیو منسٹر صاحب بہادر کے علم میں آیا ہے۔ کہ ریونیو افسران اکثر اوقات پنچایت کے کام کو کامیاب بنانے میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور عموماً تغافل اور بے اعتنائی سے کام لیتے ہیں۔ پنچائتیں ہر اس حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں۔ جو ریونیو افسران ان کو مہیا کرسکیں۔ آنریبل ریونیو منسٹر صاحب بہادر خوش ہوں گے۔ اگر وزیر وزارت صاحبان جہاں تک ممکن ہو سکے۔ پنچائتوں کے دفاتر اور سرپنچوں کا ملاحظہ کریں۔ اور ایسے امور جو پنچایت افسر صاحب کی توجہ کے قابل ہوں۔ ان کے علم میں لائیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ وہ طول وطویل نوٹ لکھیں۔ صرف اسی قدر کافی ہے کہ وہ مختصر نوٹ میں ایسی تجاویز کو شامل کریں جنہیں وہ پنچائتوں کے کام کے لئے مفید اور کارآمد خیال کریں۔

وزیر وزارت صاحبان کو چاہئے۔ کہ وہ تحصیلدار اور نایب تحصیلدار صاحبان پر زور ڈالیں کہ وہ پنچائتوں کی ڈگریوں کی تعمیل مستعدی سے کروائیں۔ ڈگریوں کی رقوم تقریباً تمام مقدمات میں قلیل ہوتی ہیں۔ اور ایسی قلیل رقوم کی وصولی میں ناقابل حل اور ذاتی مشکلات نہیں ہونی چاہئیں۔ جو پنچائتوں کی جاری کردہ سندات سے لپٹتی ہیں۔ اگر آئندہ آنریبل ریونیو منسٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ میں آیا۔ کہ پنچائتوں کی جاری کردہ ڈگریوں کے متعلق تحصیلدار صاحبان توجہ نہیں دیتے تو جناب والا۔ افسر متعلقہ کے خلاف ناموافق ریمارک دینے سے قطعاً دریغ نہ فرماویں گے۔ جناب والا کی دلی خواہش ہے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں۔ اور تحصیلدار صاحبان پنچایت کے پودے کی پرداخت کی ضرورت کو پوری طرح سمجھیں۔ جو ابھی خوردسالی میں ہے۔

(انگریزی سے اردو) ایڈیٹر

افواہوں پر کان نہ دھریئے

جھوٹی خبروں اور گمراہ کن افواہوں سے احتیاط کیجئے۔
یہ آپ کے دشمن کے الفاظ ہیں۔ اور آپ کو دھوکہ میں لائیں گے

محکمہ جنگلات ہنر ہائی نس گورنمنٹ جموں و کشمیر

ٹینڈر نوٹس

ٹینڈر برائے فروخت درختان مندرجہ ذیل کمپارٹمنٹ طلب کئے جاتے ہیں۔

نام ڈویژن	نام رینج	نمبر کمپارٹمنٹ	نام سال جس میں کٹائی کرنی مطلوب ہے	
رام بن	سراج رینج	۷۸ سراج	۲۰۰۰	ایک ٹھیکیدار
		۷۹ "	۲۰۰۱	
"	کونتواڑہ رینج	۳۲ و ۳۴	۲۰۰۰	"
		۳۶ و پارٹ/۳۷، ۳۸ اور ۴۲	۲۰۰۱	
"	رام بن رینج	پارٹ/۳۴ و ۳۲	۲۰۰۰	"
"	کونتواڑہ رینج	رسٹ/۳ و پی/۳	۲۰۰۰	"
"	اوڈیل رینج	۶۲	۲۰۰۱	
کشتواڑ	مڑوہ رینج	مڑوہ/۳	۲۰۰۰	"
"	دچھن رینج	۶ و ۷ و ۸ اے/۸ اور پارٹ/۹	۲۰۰۰	
"	"	۹/اے و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴	۲۰۰۱	
بھدرواہ	نیرو رینج	۵/ایچ	۲۰۰۰	"
"	کیلاڑ رینج	۶۶/این		
"	نیرو رینج	۱۲/K	۲۰۰۱	
"	چرالا رینج	۲/بی اور ۱/بی	۲۰۰۰	"
"	"	۳/بی و ۵/بی اور ۳/سی	۲۰۰۱	

بھدرواہ	گیلاڑ رینج	۴۴ اور ۴۶	۲۰۰۰	ایک ٹھیکیدار
		۵۶ اور ۶۱	۲۰۰۱	
ادھمپور	لاندر رینج	۴۵/لاندر	۱۰۰۰	"
"	ڈوڈہ رینج	۷، ۹، ۸ اور پارٹ ۱	۲۰۰۰	"
کٹھوعہ	بسنت گڑھ	۶ و ۸	۲۰۰۰	"
میرپور	سیتہ رینج	۱۲ و ۱۳ و ۱۴	۲۰۰۰	"
	رنج محل	۵/بی		
ریاسی	ریاسی رینج	۴۴ اور ۴۵	۲۰۰۰	"
		۴۲/پارٹ اور ۴۳		

مفصل ٹینڈر نوٹس۔ فارم۔ مارکنگ لسٹ و اقرار نامہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر کنسرویٹر جنگلات جموں سرکل سے درخواست پر مل سکتے ہیں۔ اور ٹینڈر دہندگان کو واضح کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا ٹینڈر دینے سے پہلے جنگلات کا ملاحظہ کر لویں۔ اور مارکنگ لسٹوں کے ساتھ احتیاط کے ساتھ مقابلہ کر کے صحیح اندازہ لگائیں۔

ٹینڈر سربمہر بذریعہ رجسٹری راقم الحروف کے پاس بتاریخ ۱۰ ماہ بھادوں ۱۹۹۹ بکرمی مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۴۲ء موصول ہونے چاہئیں۔ جو کہ دوسرے روز بوقت ۹ بجے ان موجودہ ٹینڈر دہندگان کے سامنے کھولے جائیں گے

دستخط۔ کنسرویٹر جنگلات جموں سرکل۔ جموں

محکمہ جنگلات ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کمپارٹمنٹ کے نشان شدہ درختوں سے جنگلی لکڑی کو جنگلات کی حد سے نکالنے کا حق حاصل کرنے کے لئے ٹینڈر مطلوب ہیں

نام ڈویژن	رینج	تعداد کمپارٹمنٹ
کمراز	کمراز	۲۸ ۸ کوب ۲۰۰۰

کیرن	کیرن	۳۸ ۸ کوپ	۲۰۰۰
〃	جاگرن	۴۰ پارٹ	۲۰۰۰
〃	〃	۴۱ 〃	۲۰۰۰
〃	شاردا	۱۵ ۸ پارٹ	۲۰۰۰
〃	کیرن	۴۷ کوپ	۲۰۰۱
〃	جاگرن	۴۰ رسٹ	〃
〃	شاردا	۱۵ ۸ رسٹ کوپ	۲۰۰۱
مظفرآباد	نبلای/شنکوٹ	۲۸ کوپ	۲۰۰۰
〃	〃	۲۹ رسٹ	〃
〃	〃	۳۱ 〃	〃
〃	〃	۲۶ کوپ	۲۰۰۱
〃	〃	۲۷ پارٹ	〃
〃	〃	۲۸ رسٹ	〃
〃	کاؤنگ (کرناہ)	۸ رسٹ	۲۰۰۱
〃	〃	۹ پارسٹ	〃

ٹینڈر نوٹس کی تفصیل. ٹینڈر فارم. نشان دہی کی فہرست اور ایگریمنٹ کے فارم دفتر کنسرویٹر فارسٹ کشمیر فارسٹ سرکل سرینگر کے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست دینے پر حاصل کئے جاسکتے ہیں. ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ جنگلات میں نشان دہیوں کا ملاحظہ کر سکتے ہیں. اور فہرستوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں. تاکہ ٹینڈر دینے سے قبل وہ کسی صحیح اندازے پر پہنچ سکیں.

ٹینڈر مطلوبہ صبح ۵ ربھادوں ۱۹۹۹ مطابق ۲۰ راگست ۱۹۴۲ء سے قبل ہمارے پاس پہنچ جانے چاہئیں. ٹینڈر ہمارے دفتر میں اگلے دن یعنی ۶ بھادوں ۱۹۹۹ کو ۱۱ بجے قبل دوپہر مطابق ۲۱ راگست ۱۹۴۲ء کو کھولے جائیں گے. ٹینڈر دہندگان کو حاضر رہنا ہوگا.

دستخط. دیوی سرن. کنسرویٹر آف فارسٹ کشمیر سرکل

محکمہ جنگلات ہزہائی نس گورنمنٹ جموں و کشمیر

ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کمپارٹمنٹ کے نشان زدہ درختوں سے جنگلی لکڑی کو جنگلات کی حد سے نکالنے کا حق حاصل کرنے کے لئے ٹینڈر مطلوب ہیں۔

ڈویژن	رینج	نمبر کمپارٹمنٹ
کامراج	شمالی لولاب	۷۳
،	جنوبی لولاب	۵ a
	،	۶ a
،	،	۱۶ a
،	،	۲۰ پارٹ
،	،	۳۲ رسٹ
	،	۳۶، ۳۷، اور ۳۸ (تھنگ)
	کنڈی	۴ پارٹ
،	نہاری	۳۱
لنگیٹ	راجوارہ	۶ رسٹ
،	،	۸۵ رسٹ
،	ٹلوار	۲۷
،	رامحال	۲ D
پیرپنچال	شوپیان	۱۱ V
،	...مشہ	۲۳ R.B پارٹ

جہلم ویلی	اُوڑی	۱۸	B	پارٹ
ر	لونیار	۱۲		پارٹ
کشمیر	ویری ناگ	۹۶		پارٹ
ر	کوٹھار	۱۰۴		پارٹ
ر	"	۱۰۵		پارٹ
سندھ	سندھ	۹		پارٹ
ر	ر	۱۷	B	

ٹینڈر نوٹس کی تفصیل. ٹینڈر فارم. نشان دہی کی فہرست اور ایگریمنٹ کے فارم دفتر کنزرویٹر فارسٹ کشمیر فارسٹ سرکل سرینگر کے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست دینے پر حاصل کئے جاسکتے ہیں. ٹینڈر دہندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے. کہ وہ جنگلات میں نشان دہوں کا ملاحظہ کرسکتے ہیں. اور فہرستوں کے ساتھ مقابلہ کرسکتے ہیں. تاکہ ٹینڈر دینے سے قبل وہ کسی صحیح اندازے پر پہنچ سکیں۔

ٹینڈر مطلوبہ صبح ۵ بھادوں ۱۹۹۹ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۲ سے قبل ہمارے پاس پہنچ جانے چاہئیں. ٹینڈر ہمارے دفتر میں اگلے دن یعنی ۶ بھادوں ۱۹۹۹ کو ۱۱ بجے قبل دوپہر مطابق ۲۱ اگست ۱۹۴۲ کھولے جائیں گے. ٹینڈر دہندگان کو حاضر رہنا ہوگا۔

دستخط، ڈپٹی کنزرویٹر آف فارسٹ کشمیر سرکل سرینگر

اصولِ زندگی بقیہ ۴۸ صفحہ

دنیا میں کوئی ایسا مشکل کام نہیں جو کوشش کرنے سے پورا نہ ہوسکے ۔

(۹) بڑوں کا ادب کرو. ان کے سامنے گستاخی سے مت بولو اگر وہ کوئی غلطی کر رہے ہوں تو انہیں نہایت ادب اور انکساری سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرو. اگر وہ نہ مانیں تو پھر ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کردو. بشرطیکہ وہ تمہیں خدا کے راستے سے نہ روکیں۔

(۱۰) اپنی لیاقت ڈگریوں اور خاندان پر گھمنڈ مت کرو. یہ تکبر خدا کو پسند نہیں وہ ہمیشہ حلیم. بردبار اور نیک بندوں کو چاہتا ہے

(۱۱) بددیانتی سے پلیگ کے چوہے کی طرح پرہیز کرو. یہ مہلک ہے اس وبا کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش میں رہو۔

م. ب. ا. جموں

گیارہ اصولِ زندگی

(۱) جھوٹ کبھی نہ بولو۔ دنیا میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے۔ یہ ہر برائی کا باپ ہے۔ جو اس سے پرہیز کریگا۔ وہ ہر دلعزیز ہوگا۔ دنیا میں فتح بھی اسی کی ہوگی جو اس سے بچے۔

(۲) کسی کی عیب جوئی مت کرو۔ اگر کسی کا کوئی عیب دیکھو تو اس کی چشم پوشی نہ کرو۔ بلکہ اسے عیب سے باز رہنے کی تلقین کرو اگر وہ باز نہ آئے تو اس کے عیب کا ذکر کسی سے مت کرو۔

(۳) آج کا کام کل پر مت چھوڑو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ سست اور کاہل کہلاتے ہیں سستی ایسی نامراد چیز ہے کہ انسان کو کئی دفعہ اس کے ہاتھوں نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض اوقات شرمندگی بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ اسلئے جو کرنا ہو جلد کر لو۔

(۴) وقت کو ضائع مت کرو اپنے ایک ایک سکینڈ کو لاکھ لاکھ روپے کا سمجھو اور بیکار مت رہو۔ پڑھو لکھو۔ اگر اس کام سے فارغ ہو چکے ہو تو بھی بیکار مت بیٹھو۔ مذہبی اور دیگر علم افزا کتابیں پڑھو۔ کچھ سینے پرونے، گھر کا کھانا پکانے میں اپنا وقت صرف کرو۔ اپنے دماغ کو بیکار مت رکھو اگر یہ بیکار رہے گا۔ تو ایسا ہو جائیگا جیسے لوہے کا اوزار بغیر استعمال کے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ یہ بھدا اور کند ہو جاتا ہے۔ اسے ہمیشہ کسی نہ کسی نیک شغل میں لگائے رکھو۔

(۵) نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ اگر آپ کو نیکی کا جواب بدی سے ملے تو بھی نیکی کرو۔ کیونکہ اس کا ثواب بارگاہِ ایزدی میں بہت زیادہ ہے۔

(۶) خداوند کریم سے ڈرو مت۔ بلکہ اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو اور اس کی عبادت کرو۔ خدا مہربان ہے اس سے کیوں ڈرو۔ وہ بڑے بڑے گناہوں کے بعد بھی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس لئے اپنے ایسے مہربان خدا سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ چاہئے کہ ابلیس سے ڈرو۔ جو ہر وقت انسان کو برے راستہ پر ڈالنے میں کوشاں رہتا ہے۔

(۷) اپنے مذہب کی حفاظت خود کرو۔ کسی کے منہ پر اس کے مذہب کو برا مت کہو۔ ایسا کرنے سے وہ تمہارے سچے مذہب کو جھوٹا اور برا کہے گا۔

(۸) ہر کام کو شش و محنت کرو ... وقت ... رہو تاکہ وہ تمہیں تمہاری منزل مقصود تک پہنچا دے (باقی صفحہ ...)



دیہاتی دنیا
3(9)
1942



حضور وزیر اعظم موضع کوٹ پہلوال جموں میں



مال مویشی کی نمائش رنبیر سنگھ پورہ میں



مائش مویشیاں رنبیر سنگھپورہ میں جمناسٹک کا کھیل



نمائش مویشیاں رنبیر سنگھپورہ میں کشمیری مزدور کی نقل

نقشہ جات ماہوار پنچائیت ہا ضلع جموں

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ ضلع جموں کی پنچائیت ہا اپنے نقشہ جات ماہوار بھیجنے میں نہائیت کوتاہی کر رہی ہیں۔ کئی پنچائیت ہا تو نقشہ جات بالکل ہی نہیں بھیجتیں اور جو ارسال کرتی بھی ہیں۔ وہ بھی اکثر دیر سے ارسال کرتی ہیں اکثر پنچائیتوں میں نے اپنے نوٹ ہائے پڑتال میں بھی بار بار تاکید کی ہے۔ کہ وہ اپنے نقشہ جات ہر دیسی ماہ کی یکم تاریخ کو ارسال کر دیا کریں۔ مگر افسوس ہے کہ اس شکائیت کا ابھی تک ازالہ نہیں ہوا۔

اس سلسلہ میں جملہ پنچائیت ہا ضلع جموں کی توجہ جناب پنچائیت افسر صاحب بہادر کے سرکلر آرڈر نمبر ۳۹ اور فارم نمبر ۹ مشمولہ سرکلر ہذا کی طرف دلائی جاتی ہے۔ جو رسالہ دیہاتی دنیا بابت ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا تھا۔

کئی پنچائیت ہا کا خیال ہے۔ کہ اگر انہوں نے کسی ماہ میں کوئی کام نہ کیا ہو تو ان کو نقشہ ارسال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ان کا یہ خیال غلط ہے۔ نقشہ ماہوار ہر صورت میں سررشتہ ہذا میں ارسال کرنا ضروری ہے۔

اب جملہ پنچائیت ہا ضلع جموں کی ہدایت کے لئے پھر تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ ہر دیسی ماہ کی یکم تاریخ کو وہ نقشہ جات ماہوار سررشتہ ہذا میں ضرور ارسال کر دیا کریں۔ اس امر کے لئے پنچائیت ہا کے سیکرٹری اور سرپنچ ذاتی طور پر ذمہ وار تصور کئے جایا کریں۔ اگر کسی پنچائیت کی طرف سے نقشہ جات ارسال کرنے میں توقف ہوا تو جناب پنچائیت افسر صاحب بہادر کی خدمت میں سفارش کی جایا کرے گی۔ کہ ایسی پنچائیت کے سیکرٹری اور سرپنچ کے خلاف زیر دفعہ ۸ پنچائیت ایکٹ برطرفی کا حکم صادر فرمایا جاوے۔

جن پنچائیت ہا نے نقشہ جات ماہوار از بابت ۹۹ء ابھی تک ارسال نہیں کئے۔ ان کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ کہ نقشہ جات جلد از جلد سررشتہ ہذا میں ارسال کر دیویں۔

دستخط آر۔ این۔ چوپڑا

ڈسٹرکٹ انسپکٹر

محکمہ دیہات سدھار و پنچائیت

جموں

اشتہار :- سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ

انعقاد نمائش اسپان و مویشیان قلمرو کشمیر بمقام کھنہ بل (اننت ناگ) سمت ۱۹۹۹

بنا برآگاہی ہر خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ اسپان نمائش مال مویشی بمقام اننت ناگ ۲۰ اسوج سمت ۱۹۹۹ لغایت ۲۵ اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۶ ستمبر لغایت ۱۰ ستمبر ۱۹۴۲ء منعقد ہوگی۔ عمدہ نسل اور پرورش یافتہ جانوروں کو بعد انتخاب انعام تقسیم کئے جائیں گے۔ ہر طرح کوشش کیجائے گی کہ زمینداروں اور جانوروں کو جو نمائش میں شامل ہونگے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چارہ و دیگر ضروریات نقد قیمت ادا کرنے پر آسانی سے دستیاب ہوسکیں گی۔ سرکاری ساندان کے بچوں کو ترجیح دی جائیگی۔ افسران کی سواری کے گھوڑے جو سرکاری طور پر رکھے جاتے ہیں۔ انعام کیلئے منتخب نہ ہونگے۔ نمائش میں خرید و فروخت جانوران ہر قسم ہوسکے گی۔

پروگرام حسب ذیل ہوگا۔ (۱) ۲۰، ۲۱، ۲۲ اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۶، ۷، ۸ ستمبر ۱۹۴۲ء داخلہ جانوران ہوگا

(۲) ۲۴ اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۴۲ء انتخاب جانوران بذریعہ کمیٹی ہوگا۔ ۲۵ اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء تقسیم انعامات ہونگے۔ تفریحی کھیل اور تماشے حسب موقعہ ہونگے۔ جو اشخاص نمائش کو فروغ دینے میں کوشش کریں گے ان کو بلحاظ کارکردگی سرٹیفکیٹ خوشنودی مزاج دیئے جائیں گے

(۱) نوٹ :- کوئی جانور نمائش سے تا فیصلہ تقسیم انعام بلا اجازت صاحب ویٹرنری انسپکٹر قلمرو کشمیر باہر نہیں جاسکے گا جانوران علاقہ الگھ یزی نمائش میں داخل ہوسکیں گے لیکن وہ انعام کے لئے منتخب نہ ہوں گے۔

(۲) نوٹ :- رقم و تعداد انعامات میں تبدیلی حسب حالات ضرورت ہوگی۔

انعام

مویشیان و دیگر سم دار جانوران کے کامیاب مالکان کو انعام پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پہلا انعام پندرہ روپیہ اور آخری ایک روپیہ تک ہوگا۔

المشتہر

سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ہز ہائنیس گورنمنٹ جموں و کشمیر

اشتہار
سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ
انعقاد نمائش اسپان و مویشیان قلمرو کشمیر بمقام ہندواڑہ سمت ۱۹۹۹ بکرمی

بنا بر آگاہی ہر خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ امسال مال مویشی بمقام ہندواڑہ ۱۶ / اسوج سمت ۱۹۹۹ لغایت ۱۹ / اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق یکم اکتوبر لغایت ۴ / اکتوبر ۱۹۴۲ء منعقد ہوگی۔ عمدہ نسل اور پرورش یافتہ جانوروں کو بعد از انتخاب انعام تقسیم کئے جائیں گے۔ ہر طرح کوشش کی جائیگی کہ زمینداروں اور جانوروں کو جو نمائش میں شامل ہوں گے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چارہ و دیگر ضروریات نقد قیمت ادا کرنے پر آسانی دستیاب ہو سکیں گی۔ سرکاری سانڈوں کے بچوں کو ترجیح دی جائیگی۔ افسران کی سواری کے گھوڑے جو سرکاری طور پر رکھے جاتے ہیں۔ انعام کے لئے منتخب نہ ہونگے۔ نمائش میں خرید و فروخت جانوران ہر قسم ہو سکے گی۔

پروگرام حسب ذیل ہوگا۔ (۱) ۱۶ و ۱۷ / اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۱ و ۲ / اکتوبر ۱۹۴۲ء داخلہ جانوران ہوگا (۲) ۱۸ / اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۳ / اکتوبر ۱۹۴۲ء انتخاب جانوران بذریعہ ججنگ کمیٹی ہوگا۔ ۱۹ / اسوج سمت ۱۹۹۹ مطابق ۴ / اکتوبر ۱۹۴۲ء تقسیم انعامات ہوں گے۔ تفریحی کھیل اور تماشے حسب ہونگے۔ جو اشخاص نمائش کو فروغ دینے میں کوشش کریں گے۔ ان کو بلحاظ کارکردگی سرٹیفکیٹ خوشنودی مزاج دیئے جائیں گے۔

(۱) نوٹ:۔ کوئی جانور نمائش سے تا فیصلہ تقسیم انعام بلا اجازت صاحب ویٹرنری انسپکٹر قلمرو کشمیر باہر نہیں جا سکے گا۔ جانوران علاقہ انگریزی نمائش میں داخل ہو سکیں گے لیکن وہ انعام کے لئے منتخب نہ ہوں گے۔

(۲) نوٹ:۔ رقم و تعداد انعامات میں تبدیلی حسب حالات ضرورت ہو سکے گی۔

انعام

مویشیان و دیگر قسم دار جانوران کے کامیاب مالکان کو انعام پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پہلا انعام پندرہ روپیہ اور آخری ایک روپیہ تک ہوگا۔

المشتہر

سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ہز ہائی نس گورنمنٹ جموں و کشمیر

اشتہار سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ

انعقاد نمائش اسپان و مویشیان قلمرو کشمیر بمقام مظفرآباد سمت ۱۹۹۹ بکرمی

بنا بر آگاہی ہر خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ امسال نمائش مال مویشی بمقام مظفرآباد ۱۳ ارکتک سمت ۱۹۹۹ لغایت ۱۶ ارکتک سمت ۱۹۹۹ مطابق ۲۹ اکتوبر لغایت یکم نومبر ۱۹۴۲ء منعقد ہوگی۔ عمدہ نسل اور پرورش یافتہ جانوروں کو بعد انتخاب انعام تقسیم کئے جائیں گے۔ ہر طرح کوشش کی جائیگی۔ کہ زمینداروں اور جانوروں کو جو نمائش میں شامل ہونگے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو چارہ و دیگر ضروریات نقد قیمت ادا کرنے پر بآسانی دستیاب ہوسکیں گی۔ سرکاری سانڈان کے بچوں کو ترجیح دیجائیگی۔ افسران کی سواری کے گھوڑے جو سرکاری طور پر رکھے جاتے ہیں انعام کے لئے منتخب نہ ہونگے۔ نمائش میں خرید و فروخت جانوران قسم ہوسکیگی

پروگرام حسب ذیل ہوگا۔ (۱) ۱۳ و ۱۴ ارکتک سمت ۱۹۹۹ مطابق ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء داخلہ جانوران ہوگا۔

(۲) ۱۵ ارکتک سمت ۱۹۹۹ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء انتخاب جانوران بذریعہ ججنگ کمیٹی ہوگا۔ ۱۶ ارکتک سمت ۱۹۹۹ مطابق یکم نومبر ۱۹۴۲ء تقسیم انعامات ہوں گے۔ تفریحی کھیل اور تماشے حسب موقعہ ہونگے۔ جو اشخاص نمائش کو فروغ دینے میں کوشش کرینگے۔ اُن کو بلحاظ کارکردگی سرٹیفکیٹ خوشنودی مزاج دیئے جائیں گے۔

(۱) نوٹ:۔ کوئی جانور نمائش سے تا فیصلہ تقسیم انعام بلا اجازت صاحب ویٹرنری انسپکٹر قلمرو کشمیر باہر نہیں جا سکے گا۔ جانوران علاقہ انگریزی نمائش میں داخل ہوسکیں گے لیکن وہ انعام کے لئے منتخب نہ ہوں گے۔

(۲) نوٹ:۔ رقم و تعداد انعامات میں تبدیلی حسب حالات ضرورت ہوسکے گی۔

انعام

مویشیان و دیگر سُم دار جانوران کے کامیاب مالکان کو انعام پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پہلا انعام پندرہ روپیہ اور آخری ایک روپیہ تک ہوگا۔

المشتہر

سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

دیہاتی دُنیا

برائے
وکٹری

چندہ سالانہ — چار روپے

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
NATIONAL ... UNIVERSITY
DELHI

جلد ۳ — نمبر ۹
ستمبر ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر دلوانز پریس جموں چھپ کر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شائع ہوا

دیہاتی دنیا

مُرغ

زمانۂ جنگ میں مرغی خانہ کے شائقین کو چاہئے کہ بڑے مرغوں کی (ماسوائے نسل کشی کے) بجائے چوزوں کی پرورش کریں۔ انڈا غذا کے لئے اول درجہ کی چیز ہے۔ اشیائے خوردنی میں اس کی پیداوار بھی اقتصادی ہے۔ موٹا مرغ تو صرف عیش کی خوراک ہے اور اس کی زیادتی اعلٰے اشیائے خوردنی کو ضائع کرتی ہے

تجربے سے پایا گیا ہے۔ کہ مشینی چوزے بمقابلہ اُن چوزوں کے جو مرغی سیتی ہے۔ کمزور ہوتے ہیں۔ اور بعض یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ بھاگنا تو درکنار وہ آزادی سے چل پھر بھی نہیں سکتے۔ قدم قدم پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ چوزے بہت مضبوط اور توانا ہوتے ہیں جنہیں مرغی سیتی ہے۔

مرغی جو انڈے پہلے جھول میں دیتی ہے۔ وہ بچے سینے کے لئے زیادہ موزوں ہوتے ہیں کیونکہ اُن میں پچھلے انڈوں کی نسبت طاقت زیادہ ہوتی ہے۔

انڈوں کو مرغی کے نیچے رکھنے سے پہلے حتے الامکان ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔ صاف [illegible] سے دھو کر کپڑے سے صاف کر کے اور بالکل خشک ہو جا[illegible] کے بعد کپڑے ہی سے پکڑ کر بغیر [illegible] [illegible] کے [illegible] میں رکھے جائیں۔ اور مرغی کو [illegible] سے اُن پر بٹھا دیا جائے۔

۲۱ روز تک [illegible] [illegible] اور پانی [illegible] ایک دفعہ نکالا جاتا ہے۔ [illegible] [illegible] بعض لوگ مرغیوں کو پہلے دو دو تین تین دن باہر نہیں نکالتے تاکہ انڈے ٹھنڈے نہ ہو جائیں۔ یہ نہ صرف ایک غلط خیال ہے۔ بلکہ بہت بڑا ظلم۔ مرغی کو بھی ایک دن ہر روز جن ہونے کے باعث دانے اور پانی کی روزمرہ ضرورت ہوتی ہے۔

سفید مرغ جن کو وائیٹ لیگ ہارن کہا جاتا ہے انڈوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ سفید مرغیاں بہ نسبت دوسری مرغیوں کے بے شمار انڈے دیتی ہیں۔ انڈے دینے میں سیاہ مرغ جن کو بلیک منارکا کہتے ہیں۔ سفید مرغوں کے بعد دوسرے درجہ پر ہیں۔

اور سرخ مرغ جن کو روڈ آئیلنڈ ریڈ کہتے ہیں۔ انڈے

دینے میں تیسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن اس قسم کے مرغوں کا گوشت پہلے دو قسموں سے بہت اچھا ہوتا ہے۔ مرغوں کی یہ تین قسمیں ولائیتی کہلاتی ہیں۔ اور یہ کشمیر میں بھی عام مل سکتی ہیں۔ ان ہی قسموں میں اور بھی ہیں۔ لیکن وہ سیاہ مرغ اور سفید ہی کی نسلوں کے ہیر پھیر سے پیدا ہوئی ہیں۔ ان ولائیتی مرغوں میں یہ نقص ضرور ہے۔ کہ ولائیتی مرغیاں انڈے سینے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس کام کے لئے ہم دیسی مرغیوں کے محتاج ہیں۔

تجربہ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ ولائیتی مرغوں کے دیسی مرغیوں کے ساتھ نسل کشی کے نتائج زیادہ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور دیسی مرغیاں زیادہ اور بڑے انڈے پیدا کرتی ہیں۔

مرغ اور مرغیوں کا کام اس قدر وسیع پیمانے پہ لے جایا جا رہا ہے۔ کہ چوزوں کی شناخت جو اُن کے ایک دو ماہ تک جوان ہونے سے قبل نہیں ہو سکتی تھی بڑے لطیف معائینے سے انڈوں کے سیتے ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ بچہ مرغ ہے یا مرغی۔ اور یہ چین والوں کی ایجاد ہے۔ نوے فی صدی ان کا اندازہ صحیح نکل رہا ہے۔ یہ بڑی ہنرمندی ہے۔

ولائیت میں نسل کشی کے کئی طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ خاص کر کیمبرج میں گذشتہ جنگ عظیم کے بعد کئی نئی نسلیں پیدا کی جا چکی ہیں۔ اور ہر سال لاکھوں [illegible]

کا ایک بڑا معیار سمجھ کر اختیار کیا جا رہا ہے۔

ہمارے یہاں کشمیر میں ایک اور صرف ایک ہی ایجاد کی گئی ہے۔ اور وہ بھی صرف ایک ہی علاقہ میں جسے لولاب کہتے ہیں۔ اس مرغ کی نسل کا نام بھی اسی علاقے سے متعلق کیا گیا ہے۔ اور چنانچہ ان کو لولابی مرغوں کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ مرغ نہ صرف بلحاظ اپنی خوبصورتی کے ریاست بھر میں مشہور ہے۔ بلکہ ایک عیش کی خوراک ہے۔ یہ مرغ اصل میں نسل کشی کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ اس کو خصی کر دیا جاتا ہے۔ یہ مرغ۔ نہ مرغی ہے اور نہ مرغ۔ انڈے نہیں دیتا۔ لیکن بچوں کو مرغی کی طرح پالتا ہے۔ اور اُن سے مادرانہ اُنس رکھتا ہے۔

کشمیر میں سوائے اس مرغ کے اور کوئی نئی قسم پیدا نہیں کی جا سکی۔ دیسی مرغوں کے آپس میں کراس بریڈنگ کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکل سکا۔ ولائیتی مرغوں میں سب سے زیادہ خوبصورت لب آرپنگٹن ہے۔ لیکن یہ انڈے دینے میں بے کار ثابت ہوا ہے۔ البتہ اپنی خوبصورتی کے لحاظ متذکرہ الصدر مرغوں سے زیادہ مشہور ہے

شیخ غلام قادر

اقتباساتِ جنگ

ہفتہ وار اخباری اطلاع

ہم کس بات پر متفق ہوئے ہیں؟

سارا ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام وہ قومیں جو مشترکہ طور پر صریح حملہ کے خلاف اور ایک نئی موزوں دنیا کی تعمیر کے لئے لڑ رہی ہیں۔ ایک غرض اور اصول پر متفق ہیں یعنی ہندوستان کو بچایا جائے۔ محوری حملہ آوروں کو ان کی باڑوں میں واپس پھینک دیا جائے۔ اور مزید ایذا دہی سے انکی تمام طاقت کو سلب کر لیا جائے۔ ہندوستان فتح پائے۔ اور اپنا مستقبل جو دنیا کے مساوی ہو خود بنائے۔

امریکی بحری بیڑے سالومان کے جزیرہ پر

۷ اگست کو امریکی بحری بیڑے سالومان کے جزیرہ پر جاپانیوں کے بحرالکاہل کی جنگ کے آغاز کے ٹھیک آٹھ ماہ بعد اتحادی دیگر متحدہ بحرالکاہلی بحری بیڑے اور تین جزیروں پر جن میں گوڈال علاقہ تولاگی بھی شامل ہے۔ پر لنگر انداز ہوئے ہیں۔ جنگ بڑے زوروں پر ہے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۰ اگست تک اتحادیوں کا ایک جنگی جہاز اور دوسرے دو غرق کئے گئے ہیں۔ دو تباہ کن جہاز ایک رسد لے جانے والے جہاز کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔

دشمنوں کے لاتعداد ہوائی جہاز مار نیچے گرا دیئے گئے۔ اور جاپانیوں کے کئی بحری بیڑے بیکار کر دیئے گئے۔ دشمن نے اپنے نقصانات کو کم بیان کرنے کی کوشش کی اور اتحادیوں کے نقصانات کے متعلق دعوے کیا کہ ۸۴ گھنٹوں میں اتحادیوں کا ایک لڑاکا جہاز۔ ۷ جنگی۔ چار تباہ کن اور دس سامان لے جانے والے جہاز غرق کئے گئے۔ حالانکہ ٹوکیو کی اطلاع کے مطابق جاپانیوں کے سات ہوائی جہازوں کا نقصان ہوا۔ جنگ گولوں کے نشانے [illegible] گرائے گئے۔ ملک خود بخود قصد [illegible]

جو ابھی تک لڑنے کے قابل تھے۔ یہ حل اور مضحکہ خیز اقرار بھی ٹوکیو کے دعوے کی صداقت کا ایک اچھا معیار ہے

اتحادی حملے کے وجوہ

جنوری ۴۲ء سے کہ جب کہ جاپانی لشکر نے کینٹے پر جزیرہ بوگین ویلے میں اپنا پہلا قدم رکھا۔ دشمن جزیرہ سالومان میں اپنی پوزیشن مضبوط بنا رہا تھا۔ قریب کے ہفتوں میں لولاگی اور گوڈا آل کنارہ پر جاپانی ہوائی اڈے تعمیر کرنے کے لئے سعی کثیر کی گئی۔ دشمن کی نیت نظر آ رہی ہے۔

سالومان۔ سنتا کروز اور نیو ہیبرائیڈز کے مجموعہ کے استعمال کے بہانے سے جاپان بحر الکاہل سے پرے ۱۲۵۰ میل دور جزائر فجی تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تاکہ شمالی امریکہ اور آسٹریلیا کے غیر متزلزل تعلقات کے مابین رخنہ اندازی کر سکے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ چاہتا ہے کہ آسٹریلیا کے دریاؤں میں وہ حملہ کرنے کے لئے بحری اڈے حاصل کرے۔ اور شاید آسٹریلیا کے مشرقی ساحل پر لنگر انداز ہو۔ دشمن کی نیت کو پا لینے پر ہم نے ایک مستعدانہ ضرب لگائی۔ چنانچہ مسٹر کرٹن وزیر اعظم آسٹریلیا نے ۸ راگست کو کہا۔

"بحر الکاہل میں جو برج چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ یہی برج ہیں جہاں سے ہم ان کو جو دنیا کو اور دنیا کی ہر شائستہ چیز کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شکست دے سکتے ہیں۔ اور دیں گے۔ ہم ناقابلِ مغلوب ہیں۔"

سٹالن گراڈ کی لڑائی

گزشتہ ہفتہ لڑائی کا رنگ بدلتا رہا جس سے جرمن مہم کا جنوبی روس میں رابطہ اہم نظر آتا تھا۔ جرمن کی فوری پیش قدمی تیل کے میدان اور صاف سازی کے کارخانوں کی جانب کاکیشیا کے جنوب میں سٹالین گراڈ کے مشرق میں توقع کے مطابق ہم وقت نہیں ہوئی۔ لیں وان باک روسی حملوں کا جواب دینے میں اپنے آپ کو مشکل میں پاتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ سٹالین گراڈ پر قبضہ نہ پالے۔ یہ معرکہ جنوبی خطہ میں ایک بڑی تحریک بن جائے گا جو [illegible] حملے کے راستے میں ایک وسیع چٹان کی مانند حائل ہو جائے گا۔

کشتواڑ میں پنچایتوں کا چناؤ

اور مختلف محکمہ جات کے آفیسروں کی تعداد

آج میں اپنے گھر سے دور آٹھ دس میل کے فاصلے پر گیا تھا۔ واپسی پر جن دیہات سے میرا گزر ہوا وہاں پر آپ چوکیدار نہایت ہی مشغول پائے اپنے گاؤں میں پہنچا تو یہاں کا چوکیدار بھی مشغول نظر آرہا تھا۔ بار بار گاؤں والوں کو اپنی زبان میں کچھ سمجھا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ تاکید کرتا جاتا تھا۔

اتنے میں وہ میرے قریب پہنچا اور مجھے ایک کاغذ دکھایا جس میں مسٹر علی محمد سرور محکمہ پنچایت کی طرف سے باشندگان حلقہ پوچھال کو آج مورخہ ۷ ار ہاڑہ ۱۹۹۵ء بمقام چوگان بسلسلہ انتخاب پنچایت حاضر ہونے کی ہدایت تھی۔ چوکیدار مجھ سے یوں مخاطب ہوا۔

چوگان میں آج دو بجے بعد دوپہر پنچایت کا چناؤ ہوگا۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔

اتنا کہہ کر وہ پڑوس کے مکان میں داخل ہوا۔ ناظرین چوگان کا لفظ پڑھ کر کشمکش و پیچ میں پڑ گئے ہوں گے۔ آئیے آپ کو اس کی سیر کرائیں۔ گھبرائیے مت بالکل پاس ہے۔ لیجئے کشتواڑ کی آبادی ختم ہوئی یہ آستانہ شریف اور یہ چوگان

اس چوگان کے علاوہ [illegible] ہم لوگ جاتا ہے اس کے آس پاس ہر سرکاری محکمہ جات کے دفاتر نظر آرہے ہیں۔ مثلاً ہائی سکول، ڈاک بنگلہ، فارسٹ آفس تحصیل، پولیس سٹیشن، ہسپتال وغیرہ وغیرہ۔

چوگان ایک ہموار اور سرسبز میدان سرینگر کے پولوگراؤنڈ سے دوگنا بڑا ہے۔ آپ کا دل للچایا ہوگا کیوں نہیں؟ یہی تو اس علاقہ کا قابل دید جگہ ہے۔ شام کے وقت جب لوگ اپنے اپنے دھندوں سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو کچھ آرام کا وقت یہاں مختلف کھیل میں گزارتے ہیں سکول کے طلبا کھیلتے ہیں۔ شہر سیر کرتے ہیں۔ یہاں ایک آفیسرز کلب بھی ہے جس میں تمام آفیسران مختلف کھیلیں کھیلا کرتے ہیں۔

مگر ہاں ٹھہریئے! یہ لوگ اس بڑے چنار کے نیچے جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ ہاں سمجھا "پنچایت کا چناؤ" ادھر کا رخ کیا اور وہاں پہ جا کر دیکھا کہ اپنے اپنے گاؤں کے لوگ اپنی اپنی ٹولیاں بنا کے کچھ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ اتنے میں پنچایت کے سرور صاحب

ملاقات ہوئی۔ تعارف تو تھا ہی۔ پوچھا کیوں صاحب کب کام شروع کریں گے۔ فرمانے لگے۔ پورے دو بجے۔ ہاں آپ ان کو ترتیب وار بٹھائیں۔

پیشہ سے تو میں استاد کہلاتا ہوں۔ مگر یہاں طلبا نہیں بلکہ ان کے باپ تھے۔ خیر التجا کی اور قبول ہوگئی۔ اب ایک کافی مجمع ہوگیا تھا۔ جو دو تین ہزار سے کچھ کم نہ تھا۔ پورے دو بجے انسپکٹر صاحب پنچائیت تشریف لائے۔ اور ساتھ ہی کشتواڑ کے منصف صاحب پنڈت گوپی ناتھ قاضی اور نائب تحصیلدار صاحب سید غلام احمد اندرابی اکٹھے رونق افروز ہوئے۔

زمینداروں نے تعظیم بجالائی۔ کارروائی شروع ہوئی۔ ابتدا میں مسٹر علی محمد سرویر نے سامعین کو پنچائیت کے اغراض و مقاصد سمجھائے۔ اور سرکار والا مدار کے تمام احسانات جو وہ اپنی رعایا پر کر رہے ہیں ایک ایک کر کے گنائے

قانون تحفظ زمینداران کا نفاذ۔ اتحادی انجمنوں کا قیام۔ تعلیم اطفال و تعلیم بالغاں کی نشر و اشاعت کارخانوں کا اجراء وغیرہ پر مفصل تقریر کی اور سری سرکار والا کی رعایا پروری پر اپنی مبسوط تقریر میں کما حقہ روشنی ڈالی ان کی یہ تقریر بہت موثر اور رقت انگیز ثابت ہوئی۔ لوگ چپ چاپ غور سے سن رہے تھے اب انسپکٹر صاحب کی باری آئی۔ انہوں نے میز پر رکھے ہوئے چیارٹس اٹھائے اور نہایت ہی سلیس اور شستہ زبان میں ان تصویروں کی مدد سے کسانوں کو ہل کھاد۔ بیل۔ تعلیم وغیرہ کے متعلق سمجھایا۔ فارغ البالی کے اصول جتلائے۔ کسانوں کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ اور شاندار مستقبل کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب سر پر فوجی ٹوپی۔ تن پر کوٹ جنگی۔ غرضیکہ فوجی لباس میں ملبوس چند ماتحتوں کے ہمراہ اس چنار کے نیچے سامنے کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اب بچارے کسان کے دل دھڑکنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں لڑائی کا نقشہ بندھنے لگا بھرتی بھرتی سب کی زبان پر چھاگئی۔ فوجی افسر انسپکٹر صاحب کی گوہر افشانی کے بعد لوگوں کو موجودہ جنگ۔ ہٹلر کی غارتگری اور موت کا مسئلہ سمجھانے لگے۔ پنچائیت قائم کرنے کی بھی ہدایت دی اور ساتھ ہی بھرتی کے لئے بھی آمادہ کر لیا

فوجی افسر کرنل عبدالرحمان آنریری ریکروٹنگ افسر تھے۔ اب منصف صاحب کسانوں سے مخاطب ہوئے۔ لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ اب لڑائی کے میدان کے بجائے عدالت کا کمرہ تھا۔ اور منصف صاحب آج غریب زمینداروں کو مقدمہ بازی کے برے نتیجے سمجھا رہے تھے۔ لوگوں پر کیوں نہ اثر ہوتا جبکہ وہ اپنے اختیارات غریب کسانوں کے سپرد کر رہے تھے کتنی فراخدلی تھی۔

اس نظارے کو دیکھ کر خوشی کے مارے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ

سب میں پھیل چکی تھی۔ طرح طرح کے شکوک جو کہ لوگوں کے دلوں میں پنہاں تھے۔ ہوا ہونے لگے۔ اور پنچایت کی طرف رجوع کرنے لگے۔ مگر ممبری کی ہوس میں پڑ گئے تھے۔

راقم اس وقت سوچ رہا تھا کہ اب تو موسم خوشگوار ہے۔ پنچایت کامیاب ہو گئی۔ مگر کاش کسانوں کو اپنی زبان میں یہ سب باتیں سمجھائی جاتیں۔ اسی خیال میں مستغرق تھا۔ کہ رفیق ماسٹر غالق کا خیال آیا نظر دوڑائی مگر وہ وہاں نظر نہ آئے۔ اتنے میں کیا سن رہا ہوں۔ کہ سید اندرابی صاحب نائب تحصیلدار اپنی مادری زبان میں پنچایت کے ہر پہلو پر خیالات اظہار کر رہے ہیں۔ اور اپنی زبان سے فرما رہے ہیں کہ میں نے محکمہ پنچایت میں تین سال کے قریب بحیثیت ملازم کام کیا ہے۔ زمیندار اب پہلے سے بھی قریب آ چکے تھے۔ کیوں نہ شوق سے سنتے ہمارے ملک کے تو یہی نونہال ہیں۔ جو غریب رعایا کو سمجھا رہے تھے۔ یہ کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ کشمیر اور کشتواڑ کی زبان آپس میں ملتی جلتی ہے۔ فرق اتنا ہے۔ کہ وہاں چاول پیدا ہوتے ہیں اور یہاں جو۔ وہاں کے لوگ آسودہ حال ہیں اور یہاں کے بدحال۔ وہاں پانی کی افراط ہے اور یہاں پانی کے ہوتے ہوئے بھی سخت قلت۔ سید صاحب نہایت ہمدردانہ طریقہ سے سمجھا رہے تھے اب چناؤ شروع ہوا [illegible] کو دو حصوں میں تقسیم کیا یعنی حلقہ [illegible] نہایت

بنے مگر معلوم ہوا کہ لوچھال والے اپنے آپ علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ حلقہ متا کا چناؤ جب منٹوں میں نہایت کامیابی سے ہوا۔ آسمان ابر آلودہ ہو چکا تھا۔ بوندا باندی شروع ہونے لگی۔ اندر دیوتا زوروں پہ آ گیا۔ چنار کی شاخیں بارش کا مقابلہ نہ کر سکتی تھیں۔ پاس جنگلات کا دفتر تھا برانڈے میں اندر اور باہر لوگ جمع ہو گئے۔ حلقہ لوچھال کا چناؤ ہونے لگا۔ بہت رد و کد کے بعد انسپکٹر صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور پنچایت قائم ہو گئی۔ سورج دیوتا اب دن کی منزل ختم کر چکا تھا۔ اور پنچایتوں کا چناؤ بھی ہو چکا تھا۔ کسان خوش خوش اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹ رہے تھے۔ اور مہاراجہ بہادر کو دعائیں۔

نند لعل۔ بی۔ اے

وائس سرپنچ پنچایت مہتہ
وہیڈ ماسٹر اسلامیہ لوئر مڈل سکول کشتواڑ

راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو

اقبالؒ

اسلامیہ لوئر مڈل سکول کشتواڑ اور

دیہات سدھار

۱۵ مارچ ۱۹۹۹ء کی صبح تھی۔ آسمان ابر آلودہ تھا۔ پاس کی مسجد میں پڑوس کے مسلمان نماز ادا کر رہے تھے۔ اور میں پر دلیسی آنکھیں مل رہا تھا۔ اتنے میں میرے کانوں میں دھیمی دھیمی گانے کی آواز آنے لگی آخر یہ آواز کافی اونچی ہوگئی۔ اور حضرت کان ان کو بخوبی سمجھنے لگے۔ دل بے تاب ہوا کہ یا اللہ ایسی جگہ جہاں کہ زندہ دلی کا نام و نشان نظر نہیں آتا آج یہ غیر معمولی جیسا منظر کیسا! آخر پوچھنے تک نوبت نہ پہنچی۔ دل بے قرار زیادہ تڑپ کی حالت میں نہ رہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اسلامیہ لوئر مڈل سکول کے کمسن بچے ننھے ننھے ہاتھوں میں کسان کے ہتھیار لئے ہوئے اپنی آواز قومی گیتوں سے فلک تک پہنچا رہے ہیں۔ اس کے بجائے دل بہل جاتا اور شانتی نصیب ہوتی۔ دل اور اُچاٹ ہوگیا [illegible] اسکول کے طلبا کے ہاتھوں میں بجائے کتابوں کے یہ آلات کیسے؟ بے صبری کی حد گزر گئی۔ ننگے پاؤں اپنے مکان کے نیچے اترا۔ اتنے میں سکول کے ایک دوست پر نظر پڑی۔ پوچھا بابا یہ کیا۔ وہ بولے۔ کیا غریبوں کی سیوا کرنا صرف آپ ہی کے حصے میں آئی ہے۔ اور کیا کل رات کی بات کو بھول گئے جو آپ سروے کے سلسلہ میں لوگوں کو بتا رہے تھے۔

یہ کہہ کر وہ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ واپس مقام پر لوٹا۔ حافظہ کو تکلیف دی۔ دماغ لڑایا بیچارا چلا اُٹھا۔ آپ ہی نے تو کل رات انہیں خدمت خلق اللہ کے بارے میں رائے پیش کی تھی۔ بھلا دوست کب کسی کی بات کو ٹھکراتے ہیں۔ دماغ کا شکریہ ادا کیا۔ دل جو پل بھر پہلے تاریکی کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔ اب خوشی سے پھولے نہ سمانے لگا۔ اور جھٹ تولیہ صابن اٹھا۔ اس آواز کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جائے موقع پر پہنچے۔ ایک بڑے چنار کے نیچے چشمے پر نظر پڑی۔ دیکھا پانی کا نام و نشان نہیں کیچڑ ہی کیچڑ۔ منوں کی تعداد میں۔ پیچھے کیا دیکھتا ہوں کہ سب لڑکے برہنہ لنگوٹے کستے ہوئے ہاتھوں میں کدالی۔ بیلچے لئے ہوئے شیر کے بچوں کی کی طرح اس گندے چشمے میں کود پڑے اور اپنے ننھے بازوؤں سے کیچڑ اور پانی کے دیرینہ دوستانہ تعلقات کو تباہ کرنے لگے۔ بیچارہ کیچڑ بہت جلد ہی [illegible]

کیوں چھوڑتے کیونکہ اُن کے پاس دلوں میں خدمت کی چنگاری بھڑک رہی تھی۔

مجھ سے رہا نہ گیا سکول کے طلبا اور استادوں کے ساتھ میں بھی شامل ہوا۔ اور دو گھنٹے کے عرصہ میں ہم نے ان کی دیرینہ دوستی کا خاتمہ کر دیا۔ اب چشمہ صاف نظر آتا ہے بلکہ پانی زیادہ نہ تھا۔ کہ ہم نہا سکتے۔ پاس کے چشمے پر گئے لڑکوں کے نہانے کے بعد خود بدن کو صاف کیا۔ واپس لوٹے تو دیکھتے ہیں کہ لڑکے خوشی سے چلا رہے ہیں۔ اور پانی کا لطف اٹھاتے ہیں کیوں نہ اٹھاتے یہ تو ان کی محنت کا ثمر تھا ہمارا دل بھی اچھل پڑا۔ پیٹ میں اب جو چوہے ناچ رہے تھے تھے۔ ٹھنڈے پانی کے گھونٹ پینے سے شانت ہو گئے اور پھر ہم اس تکان کے بعد اپنے اپنے گھروں کو ہوئے۔ قلم دوات ہاتھ میں لی۔ واقعات قلمبند کئے اور یہ لفظ بے ساختہ منہ سے نکلے۔ "کاش دوسرے طلبا بھی ان کی طرح ولیش سیوا میں حصہ لیتے۔"

یہ واقعہ موضع نڈیال ہو کہ خاص کشتواڑ سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اور راقم کے انڈر سروے ہے میں ہوا۔

ابو علی محمد سرور مہتمہ پنچایت
تحصیل کشتواڑ
صوبہ جموں

از پنچائیت پوگل تحصیل رام بن

ووبی چند لسبورام دوکانداران سینی بہتی علاقہ پرستان تحصیل رام بن۔　　بنام سردار دولد حبیب اللہ قوم گوجر سکنہ سینی بہتی پرستان حال بمقام ملان باسی کنڈ علاقہ ولیہ تحصیل رام بن ضلع اودھم پور دعوےٰ مبلغ دس ار روپیہ بروئے رسید

اشتہار - بغرض حاضری مدعا علیہ بمقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ پر معمولی طریقہ اجرائے سمن سے تعمیل نہیں ہوئی ہے اس لئے مدعا علیہ کی حاضری کے لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ ۷ / اسوج ۱۹۹۹ء بروز جمعہ مطابق ۱۷ اکتوبر حاضر پنچایت ہذا ہو کہ جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ یکطرفہ کاروائی عمل میں لائی جاوے۔ تحریر ۱۳ / بھادوں ۱۹۹۹

(دستخط سرپنچ و مہر پنچایت)

کشمیری نعت

خدایا مہ ہا وتم نہ روی محمدؐ ۔ ولس منز مہ چھوم آنئے محمدؐ
چھ صحرائے طیبہ گلستان جنت ۔ لوان چھوم مہ پرزف لیبئے محمدؐ
چھو تہندوی تجلی الکس نہ جزوس ۔ یہ شمس و قمر عکس روئے محمدؐ
تمنا مہ چھوم وانہ کمہ بدلسس یہ ۔ اچھو سیت ڈوہ پاو کیئے محمدؐ
مہ رود و ساری عمرہ توق مدینہ ۔ مہ رود عمرو ساری تلاش محمدؐ
خدایا نہ تعریف کران منز قرآنس ۔ بشر کیا لیکھے وصف روئے محمدؐ
مہرت بکیا چھوی تمنا ہیوی د ۔ روان روم سپدن سوئے محمدؐ

میر سعید الدین صاحب منشی فاضل مدرس سلامیہ ہائی سکول

ہماری آنکھوں کے تارے

آپ ایک پودے کو لیجئے جس کو ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرنی ہوتی ہے۔ اس کی نشوونما کا سارا انحصار روئیدگی کے وقت سے باغبان کی نگرانی اور اختیار پر ہے اگر ابتداً باغبان نے غیر ذمہ دارانہ طور اس کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ تو نہ معلوم۔ کہ اس درخت کا کیا حشر ہوگا۔ جس کے ساتھ کئی امیدیں آئندہ کے لئے وابستہ تھیں۔ اسی طرح بچہ بھی ایک نرم اور سبز پودے کی مانند ہے۔ جس قسم کی تربیت اس کو شروع میں دی جائیگی۔ آئندہ کے لئے اس کا مکمل اثر اس کی زندگی میں رہے گا۔ ان حالات کے سبب بچہ کی ابتدائی تربیت کا خاص احتیاط اور کڑی نگرانی ایک ایسے شخص کے ہاتھ دو جو کہ اس کے جذبات اور محسوسات کو صحیح طور پر ابھار سکے۔ اور عمل میں لا سکے رکھنا ضروری اور لابدی ہے۔ کیونکہ آج کا بچہ کل باپ ہوگا۔ دنیا کی قومیں ان ہی نونہالوں کی صحیح آبیاری اور نشوونما سے چمک اٹھتی ہیں۔ ترقی کا ہر زینہ ان کے لئے آسان تر بن جاتا ہے۔ اور وہ برق رفتاری سے آگے بڑھ جاتی ہیں۔ دنیا کی مہذب اور ترقی یافتہ قوموں کے [illegible] یہ راز نہاں ہے۔ جو قومیں [illegible] نشوونما میں لاپرواہی برتتے ہیں۔ ذلیل ہو جاتی ہیں۔ اور جو ان کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ترقی کے معراج پر پہنچ جاتی ہیں۔ جو قومیں آج چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں ان کی حالت کچھ نیم صدی پہلے دیکھی جاتے تو ہمارے ہندوستان سے بدتر۔ مگر

ہمت مرداں مدد خدا

اب ان باتوں کو لیجیئے جو ہمارے بچوں کی تربیت میں مخل ہیں۔ اور جن سے ہمارے بچوں کا کیرکٹر شروع ہی میں بگڑ جاتا ہے۔ ماہران نفسیات بچہ جانتے ہیں۔ کہ بچوں میں نقل کرنے کی قوت موجود ہوتی ہے۔ وہ اپنے ماحول میں جو چیز پاتے ہیں اس کی نقل کرتے ہیں۔ اس لئے ہر کوئی چیز جو کہ ان کے سامنے کھیلی جائے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بری اس کا اثر اور نقشہ اپنے دل و دماغ میں کھینچ لیتے ہیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ کہ جن دیہاتوں میں پنچایت کمیٹیاں معین کی گئی ہیں۔ وہاں کے بچے جمع ہو کر پنچایت کے اجلاس کے کاروائی کی نقل اتار کر کھیلتے ہیں۔ اور جو خوبیاں یا برائیاں پنچایت کے ممبر صاحبان دوران اجلاس میں کیا کرتے ہیں ان کو نمایاں طور پر ظاہر کر [illegible] لئے

نہایت احتیاط سے بچے کے سامنے کوئی کام یا کلام کرنا چاہئیے۔

بہت سے دیہاتوں اور شہروں قصبوں میں نا اتفاقی کی وبا عام پھیل گئی ہے۔ قصبوں اور شہروں میں تو یہ تفرقہ اجتماعی حالت میں ہوتا ہے لیکن گاؤں میں گھر گھر یعنی انفرادی صورت میں۔ تفرقہ کیوں؟ میں نے جہاں تک اس بات کا مطالعہ کیا۔ میں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ نخوت غرور اور حسد کا بھوت ان پر سوار ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کو گرا کر اونچا ہونا چاہتے ہیں۔ خواہ ان میں سے کوئی ایک قابلیت رکھتا ہو یا نہ ہو۔ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے مشورہ کو اچھا اور مفید ہونے پر بھی تردید کرتے ہیں ایک دوسرے کے ذاتی نقائص ڈھونڈ کر نام نکالتے ہیں۔ اور دوسروں کو سناتے ہیں۔ چنانچہ لڑائیاں بھی ہوتی ہیں اور نام بھی نکل جاتا ہے۔ آپ دیکھ لیں جہاں بھی یہ مرض پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں کے بچے بھی خواہ پہلے ایک دوسرے کے کتنے ہی پکے دوست ہوں اپنے بڑوں کی تقلید کر کے ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کاش ہمارے بزرگ اور رہنما ان باتوں کو سمجھتے اور قوم کے مستقبل پر اس مہلک مرض کے اثر کا خیال کرتے۔

دوسری بڑی عادت ہمارے گاؤں میں گندگی کی ہے جس کو دیکھو گندگی کا پتلا۔ منہ پر مکھیاں [illegible] دانت [illegible] صحن

غرض جس چیز کو دیکھو میلا اور بدبودار نظر آتا ہے اور جو خوش مزاج کا کبھی وہاں سے گذر ہوا۔ تو غلاظت سے برا حال ہوتا ہے۔ اس کا اثر بھی بچوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی میلے کچیلے رہتے ہیں۔ اپنے کپڑوں سے ناک صاف کرتے ہیں۔ ہاتھ منہ دھوئے بغیر کھانا کھاتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ شروع ہی سے بچوں میں صاف رہنے کی عادت ڈالیں۔ ان کو روزانہ اشنان اور صفائی جسم و لباس کا سبق دیا جائے۔ ناک صاف کرنے کے لئے ایک سادہ رومال رکھا جاوے ناک سے سانس لینے پر زور دیا جاوے۔ جب شروع میں ان عادات کو حاصل کرنے پر زور دیا جاوے تو یہ پختہ ہو کر آئندہ کے لئے مفید ثابت ہونگی۔

تیسری بات بچوں میں خوف اور تردد پیدا کرنا ہے۔ یہ سخت بری چیز ہے کشمیر میں زیادہ تر رواج ہے کہ بچہ کو شور و غل اور رونے دھونے سے جو کہ اس کی پیدائشی خصلتیں ہوتی ہیں۔ روکانے کے لئے "کھوکھو آیا" "تھرف دار یا جن آیا" وغیرہ وغیرہ کلمے اختیار کر کے چپ کرایا جاتا ہے لیکن یہ اوہام پرستی ہے۔ یہ خوف بڑے پکڑ کر بچوں کو بزدل اور ڈرپوک بناتا ہے۔ چنانچہ بڑے ہو کر بھی وہ نکمے اور پریشان رہتے ہیں۔ اور ہر معمولی بات سے چونک کر بعض دفعہ بے خود ہو جاتے ہیں۔

اس لئے ایسی باتوں سے بھی پورا پورا پرہیز کیا جائے۔ بلکہ بچوں کو صدا ٹھہرایا جاوے۔ انہو جرأت

اور بہادری کا سبق دیا جائے۔ رونے سے روکنے کے لئے اصل سبب کو دور کیا جاوے۔ یا بچہ کو کھلونہ دیکر دل بہلا دیا جائے۔

چوتھی بات خوراک کی ہے۔ پیدائش سے لے کر تقریباً دو ڈیڑھ سال تک بچہ اپنی ماں کے دودھ پر گذارہ کرتا ہے۔ اس کے بعد ماں منہ میں کچھ کھانا چبا کر بچے کو دے دیتی ہے۔ اور اس طرح بچہ کی خوراک شروع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اماں جان بیمار ہوتی ہے۔ تو ایسی حالت میں بچہ پر بھی اس کے جراثیم زود تر اپنا اثر کر لیتے ہیں۔ بہتر یہی تھا کہ دایہ مقرر کر کے بچہ کی پرورش شروع کی جاتی۔ اگر ایسا نہیں تاہم گائے کا دودھ۔ انڈے کی سفیدی۔ میوے اور دوسری طاقت والی اشیاء بچہ کو تندرست بنا سکتی ہیں

اگر ہمارے بزرگ بھی ان باتوں کی طرف توجہ دیتے اور بجائے لڑنے جھگڑنے کے متحد ہو کر کام کر لیتے۔ تو وہ وقت دور نہیں۔ جب ہمارا وطن بھی درخشاں کی طرح چمکتا ہوا آگے بڑھتے ہوئے نظر آتا۔

اے ہمارے بزرگو! آپ کو قوم کی حالت سدھارنی ہے۔ بگاڑنی نہیں۔ آپ کو خفتہ قوم میں بیداری کے ترنم گانے ہیں۔ ان کو بیدار کرنا ہے۔ نہ کہ بے ہوش بنا دینا۔ آپ کو بھولی بھٹکی قوم کی کشتی جو کہ بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ باہر منجدھار سے نکالنی ہے۔ نہ کہ ڈوبا دینا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب یہ کشتی ڈوب جائے گی۔ تو آپ بھی نہیں بچ سکیں گے۔ اگر آپ صحیح طور قوم کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ تو گذشتہ باتوں کو بھول ڈالئے۔ قوم کی حالت کو سدھارنے میں تن۔ من۔ دھن، سے کام لیجئے۔ ان کو اتحاد کے گر بتایئے۔ اور جو موتی کے دانے اس لڑی سے بکھر گئے ہیں۔ ان کو پھر اسی میں پرویئے۔ ان میں کھرا اور کھوٹا جانچنے کی لیاقت پیدا کیجئے۔ تاکہ ان کے شکوک دور ہو جائیں۔ اور خود بھی بڑھنے کی ہمت رکھیں۔ ان کو تجارت صنعت و حرفت اور علم حاصل کرنے کی طرف مائل کیجئے۔ تاکہ یہ بھی باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اس الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کے لئے آگے بڑھیئے تاکہ ان کے دل پھر مل جائیں۔

بچوں میں نیک عادات۔ ترتیب کلام۔ بزرگوں کا ادب کرنا۔ صفائی اور قومی خدمت کرنا سکھلایا جائے ہمارے محبوب والئے ملک سری حضور مہاراجہ بہادر خدا ان کو سلامت رکھے۔ رعایا کی صحیح حالت محسوس کرتے ہیں چنانچہ حضور کی مہربانی سے ریاست میں پنچایت اور دیہات سدھار کا محکمہ قائم ہوا۔ جن گاؤں میں پنچایتیں قائم ہوئی ہیں۔ ان کی حالت پہلے سے بہت کچھ سدھر گئی

ماسٹر اسد اللہ قریشی
زنی پورہ۔ کولگام

ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

ڈیولپمنٹ سکرٹریٹ

نوٹس

بذریعہ نوٹس ہذا پنچائتوں کو اس خبر سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ کونسل میں چند پنچائتوں کو (جو پنچائت افسر منتخب کریں) ایک لاکھ خروار شالی اور پچاس ہزار خروار مکی منظور شدہ نرخ پر جو گورنمنٹ بذریعہ نوٹیفکیشن مقرر کرے۔ خرید کرنے کی اجازت تحت پنچائت افسر صاحب دی جاتی ہے۔

جو اجناس بذریعہ پنچائت ہا خرید کی جائے گی۔ اس میں یہ لازم نہیں ہوگا۔ کہ فروخت کنندہ کو مقدار اجناس جو اس نے وقت مقررہ پر دینی ہو۔ بذریعہ پنچائت کو ایڈوانس دیا جاوے۔ حالانکہ اس میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کہ اگر بذریعہ پنچائت بطور زربیعانہ بحساب ایک روپیہ فی خروار فروخت کنندہ اجناس کو پیشگی دیا جاوے۔

ہر صورت میں یہ لازم ہوگا۔ کہ پنچائتیں جن کو شالی و مکی خرید کرنے کے اجازت دی گئی ہو۔ فروخت کنندہ اجناس کو سالم رقم مطابق منظور شدہ نرخ دیا جاوے۔ تاکہ ان کو اس سلسلہ میں حوصلہ افزائی ہو۔ اور اس حالت میں وہ اپنا لین دین مستقبل میں بلا کسی روک تھام کے جاری رکھ سکیں۔

اس امر سے فروخت کنندہ اجناس کو بخوبی آشنا ہونا چاہیے جس کی اطلاع ان کو بذریعہ پنچائت متعلقہ دیجاوے۔ کہ اس اجناس کے علاوہ ان سے مجوزہ وغیرہ مطابق کونسل آرڈر جو آج شائع ہوا۔ وصول کیا جائیگا

تحریر ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء

دستخط بحروف انگریزی ہمت سنگھ

(رائے بہادر) وزیر مالیات

از دفتر پنچائت افسر صاحب ریاست

بغرض اطلاع و تعمیل شائع کیا جاتا ہے۔ تحریر ۱۷ ستمبر ۴۲ء

دستخط بحروف انگریزی

پنچائت آفیسر

کارگزاری پروپاگنڈا وین

محکمہ دیہات سدھار و پنچائیت ہا

ماہ جیٹھ ۱۹۹۶ء سے آخیر ساون ۱۹۹۹ء تک پروپاگنڈا وین نے تقریباً چھ صد گاؤں کا دورہ کیا۔ اس سفر میں تقریباً ۱۰۸۵۶ میل سفر طے کیا۔ اس موقع پر تقریباً ایک لاکھ زمینداروں کو دیہاتی اصلاح پر لیکچر سنائے گئے جن کا اثر حسب ذیل امور کے لئے بذریعہ پروپاگنڈا مفید پڑا

(۱) زمینداروں کو صحت و صفائی کی عملی تجاویز اختیار کرنے کے لئے تلقین ہوئی۔ (۲) گھریلو دستکاریوں کی تحریک ہوئی۔ (۳) پرائمری سکولات میں طلبا کی تعداد میں خاص اضافہ ہوا۔ (۴) کواپریٹو۔ ایگریکلچر اور محکمہ دیہات معہ ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے فائدے حاصل کرنے کے طریقے بتائے اور سمجھائے گئے۔
(۵) کیٹل شو جہاں جہاں ہوئے۔ وہاں پروپاگنڈا کر کے انہیں کامیاب بنانے کے لئے ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ سے پورا پورا کواپریشن کیا گیا۔ (۶) ہز ہائینس مہاراجہ بہادر کی گورنمنٹ اور رعایا کے مابین فرمانبرداری کی خدمات کو زیادہ مضبوط محکم بنایا۔ (۷) زمینداروں کو باہمی اتفاق اتحاد کی زندگی بسر کرنے کی طرف رجوع کرایا۔ (۸) زمینداروں کو فضول رسومات سے بچنے اور بے جا قرضہ سے نجات دلانے کی تحریک کی۔ (۹) ممبران و عہدہ داران پنچائیت کو رجسٹرات کی تکمیل سکھلائی گئی۔ اور انہیں ایکٹ پنچائیت دیہی کی دفعات کی تعمیرات سنائی اور سمجھائی گئیں۔ (۱۰) دیہات سدھار کے جلسوں میں تندرست بچوں۔ سوشل ورکروں۔ ستھرے گھروں کے مالکوں اور عمدہ مال مویشی رکھنے والوں کو انعامات دے کر عملی طور پر عادی ہونے کی تحریک کی گئی۔ (۱۱) محکمہ کی میوزک پارٹی (سنگیت پارٹی) نے دیہاتی نظموں سے زمینداروں کی رہنمائی کی۔ (۱۲) اور زمینداروں کو غرباء کی امداد کے لئے فراہمی شالی کے لئے مائل کیا گیا۔ (۱۳) سروے ورک کی خوبیوں سے زمینداروں کو آگاہ کیا گیا۔

غرضیکہ زمیندار پہلے سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تحریر ۳۱ ساون ۱۹۹۹ء

منشی محمد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر
محکمہ دیہات سدھار و پنچائیت ہا

دیہاتی جلسے

آج مورخہ ۱۲ رسا دان ۱۹۹ تحریک جناب منشی محمد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچایت زیر اہتمام پنچایت کمیٹی کنہ پورہ بمقام سگس زیر صدارت خواجہ محمد ناصر صاحب سرپنچ پنچایت کنہ پورہ جلسہ منعقد ہوا۔ تعداد حاضرین پانچ سو سے زیادہ تھی۔ مندرجہ ذیل پنچایتوں ڈیلو گنڈ۔ مندوکولہ پورہ۔ کاڈسہ۔ ترہگام۔ کاترسو وغیرہ نے جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ کی کاروائی ۱۲ بجے روز حسب ذیل شروع ہوئی۔

(۱) سنگھ کمیٹی نے بذریعہ ہارمونیم باجہ ایک پرتاثیر نظم سے دیہات سدھار کے اغراض و مقاصد بیان کئے جس سے پبلک پر نہایت اچھا اثر پڑا۔

(۲) جناب منشی محمد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے پنچایتوں کی غرض و غایت اور دیہات سدھار کی اہمیت کو حاضرین پر واضح کیا۔

(۳) صاحب صدر نے اتحاد اور اتفاق۔ اور پنچایت کا کام اپنی تقریر میں پبلک کے سامنے پیش کیا۔ اور آیات قرآنی سے عوام الناس کو ہمدردی کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ بعد قحط کا شکار ہونے سے قبل انسدادی انتظام کرنے کو پبلک کے ذہن نشین کیا۔ اور ان سرمایہ داروں کی جنہوں نے اس دوران قحط میں اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ لاپرواہی برتی۔ پوری پوری مذمت کی اور ممبران پنچایت کو اپنے فرائض سے آگاہ فرمایا۔

مزید براں صفائی جسم۔ صفائی روح اور صفائی مکان کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ اور دیانت داری کے بارے میں حکم خداوند کریم سے سامعین کو آگاہی بخشی جس سے سامعین پر بہت اچھا اثر پڑا۔

(۴) محمد عبدالالوان سیکرٹری پنچایت کنہ پورہ نے اپنی تقریر میں دیہات سدھار کے لفظی معنی بیان کئے اور تعلیم حاصل کرنے، قرآن، مجددیت اور اقوال بزرگان ہر فرد بشر کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنے مضمون کو اس شعر پر ختم کیا۔

درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

(۵) اس کے بعد ولی ڈار۔ خزہ بٹ۔ لالہ تیا بگ۔ عبدالرحیم سرپنچ کاڈسہ۔ عبدالغنی شیخ سرپنچ ڈیلو گنڈ اور احمد بٹ سرپنچ کاترسو وغیرہ نے یکے بعد دیگرے

تقاریر کیں ۔

(۶) پنڈت جانکی ناتھ کمپونڈر ویٹرنری شفاخانہ کولگام نے مویشیان کے نسل بڑھانے اور ان کو باضابطہ علاج کی طرف عوام کو توجہ دلائی ۔

(۷) مسٹر عبدالرحمان صاحب راتھر نے کھاد جمع کرنے کے طریقے حاضرین کو سنائے جس میں حاضرین نے دلچسپی لینے کا وعدہ کیا۔

(۸) ازاں بعد صاحب صدر نے اختتامی تقریر میں دیہات سدھار اور پنچایت و صفائی اور انتظام شالی پر مزید وضاحت فرمائی (۹) جلسہ پانچ بجے کے بعد مہاراجہ بہادر زندہ باد۔ یوراج بہادر زندہ باد پنچایت آفیسر زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے ختم ہوا۔

سکرٹری پنچایت ہذا

آج مورخہ ۵ ساون ۱۹۹۹ء پنچایت ہذا کے زیر اہتمام علاقہ جمل بالا کی مندرجہ ذیل پنچایتوں ۔ لادوہ لاڈورہ ۔ سیالکوٹ ۔ رو ہامہ ۔ کترو سجی ۔ پانزلہ گنڈبل ۔ بٹہ پورہ بنجارہ ۔ بربنہ دوب ۔ ہردو شیم ستہرن شتلوہ ۔ سوہن سعید نارہ ۔ وازن کا متفقہ جلسہ بمقام چک شتلوہ ۔ زیر صدارت راجہ محمد افضل خان صاحب منعقد ہوا ۔ جہاں لوگوں کی تعداد دو ہزار سے ڈھائی ہزار تک تھی ۔

منتری پنچ صاحبان نے ... صدر اجلاس و حاضرین کے سامنے اپنے خطبہ استقبالیہ میں عوام لوگوں پر مہاراجہ بہادر کا شکریہ اور دعائے عمر درازی و قیام سلطنت ادا کیا اس کے بعد واضح کر دیا کہ پنچایتوں کے ذریعہ دیہاتیوں کی اکثر مشکلات حل ہو چکی ہیں ۔

صاحب صدر نے حاضرین کے سامنے دیہاتی دنیا کے مقالات پڑھے ۔ اور بعد ازاں مہاراجہ بہادر اور راجکمار بہادر کے زندہ باد نعروں کے درمیان خطبہ استقبالیہ کو ختم کیا ۔ بعد ازاں اجلاس میں دیہات سدھار کے متعلق مندرجہ ذیل نقاط پر روشنی ڈالی گئی ۔

(۱) ہر ایک پنچایت اپنے اپنے حلقہ میں کس قدر مفید عام کام کر رہی ہے ۔

(۲) ریگولیشن پنچایت دیہی کی دفعہ ۲۹ پر زور دیا جائے

(۳) علاقہ کے لوگ بالعموم کن کن وجوہات کی بنا پر ترقی سے محروم ہیں ۔ ان رکاوٹوں کا دفعیہ کس طرح ہو سکتا ہے

(۴) متفرقات ۔

نقاط مذکورہ بالا پر روشنی ڈالتے ہوئے ۔ ذیل کے نتائج برآمد ہوئے ۔

(۱) پنچایتوں کے قیام کے بعد دیہاتیوں نے مقدمہ بازی میں اپنے سرمایہ کا بڑا حصہ بچا لیا ہے ۔

(۲) ریگولیشن پنچایت دیہی دفعہ ۲۹ پر پنچایت پورا پورا عمل کر رہی ہے ۔ اور آئندہ بھی پابند رہے گی ۔

مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں ۔

(الف) علاقہ جمل میں پرائمری سکول کھولے عوام کی

ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ پھر بھی ریزولیشن محکمہ تعلیم سے استدعا کرتا ہے۔ کہ زنانہ مڈل سکول ایک کھولا جائے۔

(ب) یہ جلسہ محکمہ زراعت کے افسروں کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ میدانی علاقہ کو نئے نئے طریقوں سے زراعت کی ترقی کے لئے افسروں کو حکم دیا جائے کہ وہ یہاں گشت لگائیں۔ اور لیکچر دیں۔ تاکہ زمیندار مستفیض ہوں اور زراعت میں پوری پوری دلچسپی لیں۔

(ج) علاقے میں نہ کوئی یونانی حکیم ہے۔ اور نا ہی کوئی ویدک ماہر موجود ہے۔ موضع پاترلہ کے علاقہ میں ایک شفاخانہ قائم کیا جائے۔

(س) ڈاکخانہ کی ایک برانچ اس علاقہ میں کھولی جائے۔

(ش) اس علاقہ کے لئے دو ریڈ پوسٹ مرحمت فرمائے جائیں۔

(ص) رقبہ جات کاہچرائی جو کاغذات بندوبست میں پہاڑوں بھگوں میں درج ہیں۔ کاہچرائی کے لئے واگذار فرمائے جاویں۔

(ط) علاقہ کے لوگ روزمرہ چوروں کی جور و ستم سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اسلئے محکمہ پولیس چوروں کی روک تھام عمل میں لائے تاکہ علاقہ کے لوگوں کی حفاظت کرے۔

(ع) دیہاتی لوگوں میں بموجب رسم قدیمہ مالہ مویشی کھلا چھوڑنے کہ فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔ لہٰذا وقت کی بچت کو مدنظر رکھ کر ہر پنچایت کو پھاٹک کھولنے کی اجازت بخشی جاوے۔

(ف) محکمہ دیہات سدھار نے جو علاقہ میں تعمیری کام سال گذشتہ کے اسٹیمیٹ میں منظور کیا ہے۔ ناگفتہ بہ حالت میں پڑا ہے۔ اس کی تکمیل کے احکام صادر فرمائے جائیں۔

(ک) علاقہ کے واسطے غلہ کی اور تخم کی فراہمی کا مناسب انتظام فرمایا جائے۔ مجوزہ پیداوار کے لحاظ سے تجویز فرمایا جائے۔ کیونکہ علاقہ کنڈی ہے اور پیداوار کی رو سے میدانی علاقے کے ساتھ مقابلہ نہیں رکھتا ہے

ہر پنچایت عوام کو رسومات قبیح کی روک تھام جو شادی و غمی کے موقعوں پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تن دہی سے حصہ لیگی۔

آخیر پہ ہز ہائینس مہاراجہ بہادر کی رعایا نوازی پر شکریہ ادا کرکے جلسہ برخاست ہوا۔

سیکرٹری پنچایت شتلوہ

میری اچھیا گلاب کا پھول بن کر

اگر میں گلاب کا پودا ہوتا. بہار کے موسم میں میری پنکھڑیاں نکلتی. گول خم دار پتے. میرے عریاں جسم کو سبز جوڑا پہناتے. نکیلے کانٹے میری شاخوں پر پہرہ دیتے.

میں باغ کے مالی کی امیدوں کا سہارا بن جاتا. بہت جلد میری شاخوں میں گلاب کے کٹورے نکلتے. سرخ مائل پتیاں کیسی بھلی لگتیں. میں صبح سویرے اٹھتا اور شبنم کے قطرے میرا دضو کرتے یعنی ہاتھ منہ دھوتے. کوئی جب دور سے دیکھتا. تو دھوکہ کھاتا کیونکہ یہ شبنم کے قطرے موتی کے دانوں جیسے چمکتے. بادِ نسیم کے جھونکے جب مجھے ہلا ہلا کر بیدار کرتے. تو میں خوش ہوتا اور کھل کھلا کر ہنستا. مجھ کو دیکھ کر مالی بھی خوش ہوتا. اور جو اِدھر سے گزرتا وہ بھی. مگر اس کے دل میں کچھ کدورت ہوتی. دل بہلانے کی.

جب میں گلاب کا پھول بن جاتا. بلبل روز میری ٹہنی پر بیٹھ کر میرے پھول کو چومتی ہوئی۔ بے ہوش ہو کر خوشی کے ــــ محبت کے گیت گاتی. وہ محبت اور اشتیاق میں اس قدر بدمست ہو جاتی. کہ میری پتیوں کو اپنی نکیلی چونچ سے پیار میں بکھیر کر چھلنی بنا دیتی. وہ نہ جانتی. کہ میں کیا کر رہی ہوں. کیوں کہ وہ محبت کا خیال رکھ کر ــــ محبت کے سمندر میں غرق ہو کر ان نازک پتیوں کو برباد کرتی. مگر میں ناراض نہ ہوتا کیونکہ یہ الفت کی ستائی ہوئی ہے میں اس کے لئے اپنی ڈالی کو جھولا بناتا. اور اس کو جھولتا. اگر کوئی مجھ سے کہتا ؎

تجھے کیوں فکر ہے اے گل دلِ صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

تو میں نہ مانتا اور اپنا کام جاری رکھتا.

میری شادابی کو دیکھ کر کوئی انسان مجھے چھیڑنے آتا. تو پہرہ دار کانٹا فوراً اس کی خبر لیتا. اس کے کپڑے پھاڑ دیتا. اس کے نازک جسم میں سرسراہٹ پیدا کر دیتا. خون کی چھوٹی چھوٹی بوندیں اس کے [illegible]

احتیاطی کا نتیجہ ہے۔ تیری کم سمجھ اور ناعاقبت اندیشی کا ثمر ہے۔ یہ معمولی سے کانٹے کی نیش تجھے یہ سبق سکھلاتی ہے۔ کہ تو دنیا میں پاؤں سنبھل کر چل۔ ہر مشکل تیری کامیابی ہے۔ یہ دنیا محنت اور جدوجہد کرنے کا اکھاڑہ ہے جو ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے۔ مگر تیری طرح نہیں۔ انسان کو خدا نے عقل دی ہے۔ تاکہ وہ سوچے کہ کونسی راہ مجھے اختیار کرنی ہے۔ اپنے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لے۔ وقت اور زمانہ سے تجربہ حاصل کر۔ تجھے آنکھیں اس لئے دی ہیں۔ تاکہ تو اندھوں کی طرح نہ دیکھے۔ تو راہ کی رکاوٹیں دیکھ سکے۔ اور پار کرنے کے لئے ذریعہ تلاش کر سکے۔ جا اور آئندہ خیال رکھ۔

وہ جاتا ہے تو کوئی اور آتا ہے۔ جب میری خوشبو اُس کے دماغ تک چلی جاتی ہے۔ وہ اُچھل کر میرے پاس آتا ہے — اور فوراً میری زینت — میرے شباب کی بہار پر بے طرح جھپٹ پڑتا ہے۔ اور پھول توڑ کر چلنے لگتا ہے۔ میں اُس وقت اس درد سے کراہتا۔ اور زور سے پکارتا ؎

کیا خطا میری تھی ظالم تو نے کیوں توڑا مجھے کیوں نہ میری عمر بھر شاخ پہ چھوڑا مجھے

وہ نہ سنتا۔ تو میں زیادہ زور سے۔ چلا کر — آہ و فغان کی حالت میں اپنی درد کی کہانی سناتا۔ وہ کہتا۔ کیا خدا نے تجھے میری خوشبو کے لئے نہیں بنایا ہے۔ میرے دماغ کو تازگی بخشنے کے لئے؟ میں کہتا کیوں نہیں۔ وہ پھر پوچھتا۔ تو پھر نالہ و شیون کیسا؟ میں یوں جواب دیتا۔ اے آدم زاد تیرے پہلو میں دل ہے۔ پتھر نہیں جب تو چوٹ لگنے پر آسمان سر پہ اُٹھاتا ہے۔ ڈاکٹر حکیم بلاتا اور ان کی دوا سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے۔ تو میں کیوں نہیں۔ تجھے خدا نے رحم و انصاف کا پتلا بنایا ہے۔ پھر عذابِ طفل کاری کیوں؟ آخر میں بھی تیری طرح دکھ درد کو محسوس کرتا ہوں۔ مجھ میں بھی جان ہے۔ میری خوشبو کا لطف اُٹھانا ہو۔ تو روز میری ٹہنی کے پاس آیا کر۔ سیر بھی ہوئی اور لطف بھی حاصل ہوا۔ جسمانی ورزش بھی۔ وہ کہتا اچھا۔ اس طرح اُس کو اس ستم ظریفی سے باز رکھتا۔ اور خود اپنے آپ سے کہتا ؎

نہیں ہے شانِ خودداری چمن سے دور ہو کر اے گل
کوئی دستار میں رکھ لے کوئی زیبِ گلو کر لے

جب میرا شباب شیب سے بدلنے لگتا۔ تو مالی فوراً میری اس ننھی سی جان کو چُن چُن کر اُٹھا لیتا جمع کر کے دھوپ میں خوب سکھا لیتا جب میں سوکھ جاتا۔ تو عطار کے ہاں بیچ دیتا۔ عطار میرا عرق نکالتا

دنیا کی بھلائی کے لئے ۔ حضرت انسان کے آرام کے لئے تدبیریں سوچنے کے لئے جمع ہوں ۔

مذہبی محفلوں میں جب وہ انسان ایشور کے بھجن گاتے ہوں ۔ پاک ایشور سے فریاد کرتے ہوں ۔ اس کے نیک بندوں کی یاد کرتے ہوں ۔ تو میری دھیمی دھیمی خوشبو ان کے دماغ کو لپیں تر و تازہ کریگی ۔ بیدار کریگی ۔ جب دور سے ان کے منہ پر میری چھینٹیں آ کر پڑیں گی ۔ میں اس وقت خوش ہونگا ۔ کہ حضرت انسان کے نیک خیالات کو تازہ کرنے کے لئے کام آیا ۔ میرا عرق عطار بیمار کو بھی پلائے گا ۔ اور جب اس کا دل لبھانے والا کوئی نہ ہوگا تو میں اس وقت بیمار کے دل کو ٹھنڈا بنا دوں گا ۔ اس کو زندگی کی ڈھارس بندھا دونگا ۔ اس کے دماغ کو تازہ کرنے کے کام بھی آؤنگا ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جب آنکھ دکھتی ہوگی ۔ لالی اس آنکھوں کو بے قرار بنائی ہوگی ۔ تو میں ہی پھٹکری کے ساتھ مل کر اس آنکھوں میں جا کر آرام پہنچاؤنگا ۔

کوئی گلبدن میرے عطر کو اپنے دماغ ۔ بالوں اور کپڑوں پر لگا کر محبت کے گیت گائے گا ۔

اس طرح میں حضرت انسان کو سکھاتا ہوں ۔ کہ کس طرح ایک دوسرے کے رنج و محن ۔ آرام و بے آرامی ۔ دکھ سکھ ۔ تکلیف و خوشی میں کام آنا چاہیے

ماسٹر اسد اللہ ریشی ترنی پورہ ۔ کولگام

اقبال نے کل اہل خیاباں کو سنایا

یہ شعر نشاط آور و پرسوز و طربناک

میں صورت گل دست صبا کا نہیں محتاج

کرتا ہے مرا جوش جنوں میری قبا چاک

پنچائیت گوندی پورہ تحصیل بڈگام

کا دوسرا سالانہ جلسہ

دیہات سدھار کا یہ جلسہ مورخہ ۱۷ ماہ جیٹھ ۱۹۹۱ زیر اہتمام پنچائیت منعقد کیا گیا۔ حاضرین کی تعداد پانچ سو سے زائد تھی۔ جلسہ میں منظور الحق مڈل سکول سوہری پورہ بیڑا کے طلبا کی لحنت خدائی کے بعد حاضرین کو حکمہ پنچائیت کی سنگھ پارٹی نے دیہاتی نظموں سے زمینداروں کو خوش کیا۔ پھر جلسہ میں شہزادہ خواجہ غلام محمد صاحب حکیم کشمیر نے لوگوں کو اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کرنے کے علاوہ صفائی رکھنے کے قواعد سے بھی طبی نکتہ نگاہ سے آگاہ فرمایا۔ اور پھر سیڈ ماسٹر صاحب نے تعلیم کے بارے میں ایک عالمانہ تقریر کی۔ اور حاضرین کو اپنے بچے

باجلاس بخشی اونکار سنگھ صاحب افسر مال ضلع ریاسی

دربارہ تصدیق انتقال ۲۷۹ موضع گوڈر تحصیل راجوری دربارہ اخراج نام الیشر داس و دلوی چند پسران شنکر داس قوم کھتری ساکنان گوڈر تحصیل راجوری

عند التصدیق انتقالات موضع گوڈر پایا گیا ہے کہ انتقال ۲۷۹ موضع گوڈر تحصیل رام پور راجوری نسبت اخراج ایشر داس و دلوی چند پسران شنکر داس کھتری ساکنان موضع گوڈر تا اجبان اراضی مندرجہ کھوٹ ۲۲ و ۲۳ درج ہے لیکن رقبہ پر جیت رام و کالو پسران گوکل کھتری ساکنان گوڈر جو کہ کاغذات میں غیر قابض درج ہیں۔ کا قبضہ اراضی پر ہو چکا ہے۔ اسمیں ایشر داس و دلوی چند پسران شنکر داس کا حاضر ہونا ضروری ہے اسلئے بذریعہ اشتہار ایشر داس و دلوی چند پسران شنکر داس قوم کھتری ساکنان موضع گوڈر کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۸ اسوج ۱۹۹۹ اصالتاً یا وکالتاً یا تحتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر عذرات پیش کریں کہ ان کو جیت رام و کالو پسران گوکل کھتری ساکنان گوڈر کے اراضی پر قابض ہونے میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ اگر مذکوران تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوں گے۔ تو بصورت عدم حاضری انتقال پر مناسب حکم دیا جائیگا اور [illegible] تاریخ مذکور کوئی [illegible] سماعت نہ ہوگا۔ تحریر ۱۹ جیٹھ ۱۹۹۸

(دستخط حاکم دفتر عدالت)

سکولوں میں داخل کرا کے تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی تلقین کی جلسہ میں ہیم سنگھ طالب علم نے ہندو مسلم اتحاد پر تقریر کی۔ اس تقریر سے باثر ہو کر جناب حکیم شہزادہ غلام محمد صاحب نے ۵ روپیہ از گرہ خود بطور انعام سکول کے طلبا کو دیئے۔ اور حوصلہ افزائی کی۔ سرپنچ پنچایت نے پنچایت کی کارگزاری پڑھ کر سنائی

آخیر پر جناب منشی محمد امین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر محکمہ پنچایت نے جلسہ کی غرض و غایت۔ پنچایتوں کے قیام اور دیہات سدھار کی خوبیوں سے زمینداروں کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد اپنی محبوب گورنمنٹ کے وفادارانہ جذبات قائم کرنے کی تحریک کی۔ جلسہ اختتام پر محکمہ دیہات سدھار کی جانب سے شہزادہ صاحب نے بشمول سرپنچ صاحب اچھی صفائی رکھنے والے زمیندار۔ سوشل کام کرنے والے۔ اور تندرست و مضبوط ستھرے بچوں میں انعام تقسیم کئے۔ زمینداروں پر اس جلسہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ جلسہ مہاراجہ بہادر زندہ باد۔ برٹش گورنمنٹ زندہ باد۔ محکمہ پنچایت زندہ باد کے نعروں سے ختم ہوا

گوندی پورہ سے بیروہ میں پہنچ کر دوسرے دن اسی طرح زیر اہتمام پنچایت بیروہ جلسہ ہوا۔ اور صفائی کے انعام تقسیم ہوئے۔

سرپنچ پنچایت گوندی پورہ

باجلاس پنڈت ستیہ لعل صاحب بی۔ اے ایل ایل بی سب جج مظفرآباد

نوبت چند ولد رام نوکر سکنہ مظفرآباد مدعی۔ بنام کرم پال سنگھ و تارا سنگھ پسران سردار نہال سنگھ و کریم اللہ ولد کرم دین ساکنان مظفرآباد۔ مدعا علیہ ۲ حال ملازم محکمہ دیہات سدھار۔ دومیل۔

دعوے ادائے ۱۵ ؍

اشتہار۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ ۲ تارا سنگھ کے نام چند بار سمنات جاری ہوئے تعمیل نہ ہوئی بذریعہ معمولی طریق سے تعمیل مدعا علیہ ہونی مشکل ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً ۶ ؍ اسوج ۱۹۹۱ء عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی مقدمہ صدر میں کریگا تو بہتر ورنہ عدم حاضری اس کے خلاف حکم یکطرفہ واقعہ ۶ ؍ اسوج ۱۹۹۱ء کو عدالت ہذا سے تاریخ مذکورہ پر صادر ہوگا

تحریر ۷ ؍ بھادوں ۱۹۹۹ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)



دریائے جہلم پر چھنواڑی کا پل



حضور وزیراعظم چینواڑی میں تقریر فرما رہے ہیں



بجھامر پل کے افتتاح کے بعد وزیراعظم کی واپسی



دیہاتی بچوں میں مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے (جھبوں)

خیر مقدم منظوم

آنریبل حضور وزیر اعظم بہادر ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

از جانب علاقہ دار کٹھائی و اہالیان جاگیر کٹھائی و ملحقہ دیہات

جو یکم بھادوں سمت ۱۹۹۱ کو بمقام چنوالڑی پل بجامہ کی افتتاحی رسم کی تقریب پر پڑھی گئی

نوشتہ منشی محمد الدین صاحب فوق

جس طرح مخدوم کی آمد سے خادم شادکام　　جس طرح آنکھیں بچھائے کوئی محو انتظار
جس طرح کلیوں کے کھلنے سے ہو بلبل نغمہ زن　　جس طرح خنداں ہوں غنچے دیکھ کر روئے بہار

بس اسی صورت سے اپنی بزم آرائی ہوئی
آپ آئے اور ہماری عزت افزائی ہوئی

جس طرح بلبل کو خواہش ہو گلوں کے واسطے　　جس طرح شائق کو ہو شوق نشاط و شالامار
جس طرح مایوس دل کو آس کی ہو جستجو　　اپنے مستقبل سے جیسے خوش کو امیدوار

ہم سبھی یوں ہی منتظر تھے آپکی تشریف کے
آپ کے آنے سے سب ناد و شادان ہو گئے

ماہیٔ بے آب کو جس طرح پانی کی تلاش　　منتظر جیسے نشیلی آنکھ کی غافل خمار
جس طرح مزدور کو اجرت کے ملنے کی خوشی　　جس طرح دہقاں کے گھر آئے کوئی شہوار

آپ کا آنا بھی یونہی باعث تبریک ہے
عرض جو کچھ کر رہے ہیں ہم یہ بالکل ٹھیک ہے

جیسے [illegible] ہو کوئی مجبور شاد　　شام کی طلعت سے جیسے دل کوئی مسرور ہو

جیسے پروانہ کو نور شمع بھی ہو برق طور — جیسے فصل گل نشاط ناظر و منظور ہو

آپ کی آمد سے ایسی ہی نظر مسرور ہے

ہر نفس مسرور ہے ہر سانس عشرت مند ہے

جس طرح مہاراج کو اپنی رعایا ہے عزیز — جس طرح شیدا ہے خوش نظمی انگم کے لئے

جس طرح سلطان متولی علاقہ کا رہے — فخر ہے متھرا کو جیسے شیام سندر کے لئے

جس طرح فیروز سے ہر کام کی رہتی ہے لاج

آپ کو بھی ہم غریبوں سے وہی نسبت ہے آج

جیسے روزہ دار کو خوشیاں ہلال عید کی — اہل ہمت جس طرح خواہاں کسی تدبیر کے

جیسے محتاج مرمت تھا منن واڑی کا پل — منتظر تھے لوگ جیسے اس نئی تعمیر کے

ہم بھی خوش ہیں آپ جیسے مہربان کو دیکھ کر

آپ کو اور ہمت، ہمت نشان کو دیکھ کر

۱۶ راگست ۱۹۴۱ء

ملیریا

میں نے جموں شہر و دیہاتی علاقہ کے لئے مفصل سرکلر جاری کر دیا ہوا ہے جس میں ملیریا سے بچاؤ کی تدابیر مفصل طور پر بیان کر دی ہوئی ہیں۔ صوبہ جموں کے دیہاتی علاقہ میں جہاں آیورویدک و یونانی ڈسپنسریاں موجود ہیں یا ہر ایک دیہاتی پنچایت کے دفتر میں وہ سرکلر موجود ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ ملیریا کا اس وقت ہی زور ہو گیا ہے اسلئے مندرجہ ذیل نسخہ جات کو پھر دوبارہ اشاعت دی جاتی ہے۔

(۱) [illegible] ایک آلو [illegible]

اکثر وائی ہے۔ بخار کسی بھی حالت میں تلسی کے رس اور شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے سوداوی یا بلغمی ملیریا پر غلبہ پا لیتا ہے۔ بچوں کے لئے ایک گولی اور جوان کے لئے ۲، ۳ گولیاں خوراک ہے۔ صفراوی مزاج کے لئے یہی رس ہمراہ شاہتوت و شہد خالص استعمال کرنا مفید ہے۔

۲۔ مشک کافور۔ زہر مہرہ۔ دانہ الائچی خورد۔ تباشیر کشتہ ابرک سفید برابر وزن لے کر ہمراہ عرق گلاب کھرل کر کے چھوٹی سی گولیاں تیار کر لیویں۔ ملیریا کے دنوں میں یا بخار کے حملہ ہو جانے کے بعد شربت بنفشہ اور عرق گاؤزبان کے ساتھ سفوف ۲ - ۲ گھنٹہ کے وقفہ میں استعمال کرنا چاہئیے۔

جہاں دیہاتی علاقہ میں ادویات دستیاب نہ ہو سکتی ہوں وہاں بخار سے پانچویں یا چھٹے روز کے بعد ذیل کے نسخہ جات بہت فائدہ کرتے ہیں۔

۳۔ قبض اور بخار کے بار بار حملہ کی صورت میں چھلکا ہلیلہ زرد ۹ ماشہ۔ کوٹھ ۶ ماشہ۔ مغز املتاس یعنی کہ فلوس ۶ ماشہ۔ ناگرموتھا ۴ ماشہ۔ مویز منقہ ۵ ماشہ ڈیڑھ پاؤ پانی میں جوش دیکر جب ایک چھٹانک باقی رہے تو پی لیا جاوے

۴۔ جب بخار دیرینہ ہو جاوے تو نسخہ ذیل۔ سونٹھ۔ شاہترہ۔ چرائتہ۔ گلو۔ ناگرموتھا۔ ہر ایک ۶-۶ ماشہ حسب طریقہ سابقہ تیار کر لیا جاوے

۵۔ بخار کالی۔ قے اور پیاس کی صورت میں۔ گلو۔ دھنیا۔ برگ نیم۔ صندل سرخ۔ پدم کیسر یا پدم لکھمی ہر ایک ۶۔ ۶ ماشہ حسب دستور سابقہ جوشاندہ تیار کر کے یا سفوف استعمال کریں۔

نوٹ۔ ایک دفعہ مزید کئے ہوئے یہ نسخے چار بار استعمال ہو سکتے ہیں۔ پہلی بار سے دوسرا جوشاندہ زیادہ طاقتور برآمد ہوگا۔

صوبہ کشمیر میں بھی اب ملیریا ہونے لگ گیا ہے۔ باشندگان علاقہ کشمیر کا مزاج عام طور پر صفراوی ہوتا ہے برائے صوبہ کشمیر ذیل میں درج نسخہ مفید خیال کیا گیا ہے۔

۶۔ گلو سبز ۹ ماشہ۔ پوست درخت نیم ۶ ماشہ۔ صندل سفید ۴ ماشہ۔ صندل سرخ ۴ ماشہ۔ بنفشہ ۳ ماشہ۔ یہ سفوف کی شکل میں یا جوشاندہ کی صورت میں استعمال ہو سکتا ہے۔ جوشاندہ کی صورت میں ڈیڑھ پاؤ پانی میں جوش دیکر ایک چھٹانک رہ جائے تو ۲ تولہ قند سفید ڈال کر پی لینا چاہئیے

(الف) قبض کی صورت میں مویز منقہ ۵ ماشہ۔ گلاب ۹ ماشہ زیادہ کریں۔

(ب) اگر شدت گرمی کی زیادتی کی صورت میں نیلوفر ۴ ماشہ۔ گاؤزبان ۳ ماشہ زیادہ کریں۔

(۴) بخار بلغمی کی صورت میں عناب ۹ دانہ۔ ملٹھی ۳ ماشہ زیادہ کریں۔

نوٹ: یہاں ملیریا کے لئے کونین لازمی ہو۔ وہاں نسخہ قرص کافور میں ہی ۲ ماشہ کونین ڈالدی جاوے۔ مگر کئی حالات کونین کے عام استعمال کے برعکس ہیں۔ اسلئے یہ نسخہ تجویز کیا جاتا ہے جو کہ کونین کے برابر اثر رکھتا ہے

(۵) تپیس ایک تولہ۔ ست گلو ۲ ماشہ۔ طباشیر ۳ ماشہ مصری کوزہ ہموزن۔

یہ سفوف تیار کر کے ۸ گرین فی پڑیہ تیار کرلی جاوے۔ نوبت بخار سے پہلے ہمراہ آب نیم گرم یا سرد استعمال کراویں۔ بچوں کے لئے ۲ گرین سے ۴ گرین تک یہ دوا ملیریا کے جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے ۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹر (انڈین میڈیسن)

نسخہ جات

جناب حکیم شہزادہ غلام محمد خان رئیس اعظم

فالج ولقوہ

اس مرض میں بدن کا نصف حصہ طولاً مسترخی ہو کر منہ ایک طرف کو ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ مریض کے لب آپس میں درست طور پر نہیں ملتے اور منہ سے رال بہتی ہے۔

علاج: مریض کو ابتدا میں فاقہ کرادیں اور صرف ماء العسل (شہد کا متقوم شربت) پلادیں۔ تین یوم تک متواتر سوائے ماء العسل کے غذا وغیرہ کچھ نہ دلویں۔ تین یوم بعد یہ دوا پلادیں۔ اسطوخدوس برگ بادرنجبویہ۔ تخم کرفس ہر ایک ۵ ماشہ۔ بادیان تخم قرطم بیخ کرفس۔ انیسون ہر ایک ۶ ماشہ۔ منقہ ۹ دانہ۔ انجیر ۵ دانہ رات کو گرم پانی میں بھگو دلویں۔ پانی تین پاؤ ہو صبح جوش دلویں۔ جب ایک پاؤ رہ جائے چھان لیویں دو تولہ شہد سے شیریں کر کے متواتر گیارہ روز تک یہی نسخہ پلاتے جاویں۔ اور قوی مسہل دلویں بعد مسہل یہ معجون تیار کر رکھیں اور استعمال کرتے رہیں تا آنکہ مکمل شفا ہو فلفل سفید۔ فلفل سیاہ۔ دارچینی۔ جوز بوا۔ بسباسہ۔ مصطگی۔ سعد سنبلی۔ زنجبیل۔ قرنفل۔ پوست آملہ۔ سنبل الطیب الائچی کلاں۔ اجوائن۔ بادیان زعفران۔ صندل سفید۔ عود ملسان۔ ہر ایک دوا ہموزن ایک ایک

دودھ میں دھو کر پکا ہوا ۹ تولہ گند مصری ۲۰ تولہ شہد خالص ۲۰ تولہ اول قوام شربت بناویں ادویہ مذکورہ کوٹ چھان کر قوام مذکورہ شہد و گند میں ملا کر معجون بنا دیں۔ ۳ ماشہ صبح و ۳ ماشہ شام عرق شاہترہ ۵ تولہ عرق بادیان ۵ تولہ باہم ملا کر اوپر سے پلایا کریں۔

روغن فالج ولقوہ میں نہایت مفید بطور مالش ثابت ہوا مجرب ہے۔

افسنتین کوفتہ۔ سنبل الطیب۔ قسط تلخ (کڑوی کٹھ) ہر ایک ۹ ماشہ پوست بیخ کبر۔ زیرہ کرمانی۔ فلفل سیاہ عاقرقرحا۔ فرفیون۔ گل کیسو۔ تخم ترہ تیزک۔ تخم سداب سورنجان تلخ۔ دارچینی ہر ایک ۶ ماشہ۔ کچلہ کوفتہ۔ عشبہ بابونہ۔ اکلیل الملک ہر ایک ایک تولہ

تمام خشک ادویہ کو کوٹ کر تین سیر پانی گرم میں ایک دن رات بھگو دیویں صبح جوش دیویں جب پانی جل کر نصف سیر رہ جاوے۔ چھان کر اور ایک پاؤ روغن کنجد ملا کر پھر جوش دیویں۔ جب تمام پانی تیل میں جل جاوے۔ صرف تیل رہ جاوے۔ محفوظ کر لیویں۔ اور اس کی مالش مریض کو ہمراہ کرتے جاویں۔

تشنج۔ تمدد۔ کزاز

تشنج میں عضو ماؤف ایک جانب کو کھنچ جاتا ہے۔ تمدد میں عضلات و اعصاب دونوں طرف کھنچتے [illegible] اکڑ جاتا ہے۔ کزاز میں گردن اور عضلات کمر میں کھچاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ علاج اول سبب کو معلوم کر کے اس کا ازالہ کریں۔

عضو ماؤف پر روغن قسط (کٹھ) کی مالش کریں۔ معجون فلاسفہ ۶ ماشہ صبح و شام ۵ تولہ عرق بادیان سے کھلاویں۔

عاقرقرحا ۳ ماشہ۔ ہینگ ۳ ماشہ۔ جاوشیر ۳ ماشہ قسط شیریں ۳ ماشہ۔ فلفل سیاہ دو ماشہ۔ جندبیدستر ۲ ماشہ شہد خالص ۲ تولہ۔ ادویات کو باریک کوٹ چھان کر دو تولہ شہد مذکورہ میں ملا کر چنے کے دانے کے برابر گولیاں بناویں ایک گولی روزانہ کھلاویں۔ اس مرض میں نہایت ضروری ہے کہ مریض کو قبض نہ ہو۔

خدر واختلاج

خدر میں کسی عضو کی ملمس ناقص یا باطل ہو جاتی ہے۔ اختلاج میں عضو ماؤف کے اندر پھڑکن ہوتی ہے ان امراض کا سبب سرد وبلغمی مادہ ہے۔ اس کے علاوہ کبھی اس کا حملہ کثرت شراب خوری اور اعصابی ورم سے بھی ہو جاتا ہے۔

علاج۔ (۱) سبب کا ازالہ کریں۔

نسخہ۔ درونج عقربی۔ کچور۔ مصطگی۔ ابریشم مقرض بوزیدان۔ تخم بادرنجبویہ۔ گاؤزبان۔ الائچی خورد ہر ایک ۳ ماشہ جدوار خطائی۔ عود غرقی۔ عود صلیب۔ سلیخہ۔ دارچینی۔ برگ زنجبیل خشک۔ سنبل الطیب ہر ایک دو ماشہ۔ سورنجان شیریں

۴ ماشہ سپن سرخ ۶ ماشہ کوٹ چھان کر ہموزن کل ادویہ
کھنڈ ملاویں۔ اور سفوف بنا کر ۶ ماشہ کھایا کریں۔

رعشہ

یہ ایک عصبی مرض ہے جس میں سر ہاتھ پاؤں بلا ارادہ حرکت کرتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مریض کانپ رہا ہے۔ نیند کی حالت میں یہ حرکت زائل ہو جاتی ہے۔

علاج۔ اصل سبب تلاش کر کے اس کا ازالہ کریں اور یہ نسخہ استعمال کراویں۔

نسخہ۔ مصبر۔ جند بیدستر ہموزن لے کر گولیاں بمقدار دانہ نخود بناویں۔ دو گولی رات کو سوتے وقت تازہ پانی سے نگل جاویں اور یہ معجون صبح و شام بمقدار ۷ ماشہ کھایا کریں۔

نسخہ معجون رعشہ۔ عاقرقرحا۔ فلفل سفید۔ دارچینی زنجبیل ہر ایک دو ماشہ۔ مصطگی۔ عود ہندی۔ جدوار۔ عود صلیب الائچی خورد۔ الائچی کلاں۔ ہر ایک ۱ ماشہ۔ جاوتری۔ جائفل زعفران۔ کستوری۔ ہر ایک ایک ماشہ۔ وج ترکی۔ لونگ ہر ایک ۳ ماشہ۔ سفید کوفی۔ اسارون ہر ایک ۴ ماشہ۔ اسطوخودوس۔ مغز چلغوزہ۔ مغز پستہ ہر ایک ۹ ماشہ مویز ۵ تولہ شہد خالص۔ ۲۰ تولہ (ایک پاؤ) روغن بادام دس تولہ۔ ست گیلو ایک رتی۔ سونے کے ورق بڑے ۲۰ عدد سب ادویہ کوٹ چھان کر شہد میں معجون بناویں

۴ ماشہ صبح و شام کھایا کریں۔

نزلہ و زکام

یہ ایک عام و معروف مرض ہے جس میں رطوبت فضلیہ ناک سے خارج ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب یہ رطوبت ناک سے بہتی ہے۔ تو اسے زکام کہتے ہیں۔ اور جب سینہ یا حلق کی طرف گرتی ہو۔ تو نزلہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

اس مرض میں حواس کلال اور بدن میں سستی کاہلی ہوتی ہے۔ پیشانی میں جکڑن اور ناک بند رہتی ہے آواز بھرا جاتی ہے۔ منہ کا مزہ بدل جاتا ہے۔

علاج۔ ازالہ اسباب کریں۔ قبض نہ ہونے دیں اور سر کو ڈھانپے رکھیں۔ ابتدا نزلہ میں ہمیشہ اپنا مضر اثر آخر میں ... ہوتا ہے۔ بعض صاحبان کو نزلہ دائمی ہوتا ہے جس کے دفعیہ کے لئے مجرب گولیوں کا نسخہ تحریر کر رہا ہوں۔ ہمیشہ کے لئے نجات ہو گی۔

نسخہ حب دافع نزلہ دائمی۔ تخم تونہ مال (دھتورہ کے بیج) ۵ تولہ۔ پوست ایک تولہ۔ پوست کو خوب گھوٹیں۔ ۳ تولہ پانی ڈال کر مل کر چھان لیویں۔ اور یہ تخم دھتورہ اس میں بھگو دلیں۔ جب یہ پانی خشک ہو جاوے پھر اسی طرح ایک تولہ پوست کا پانی ڈالیں اور خشک کریں۔ پانچ دفعہ یہی عمل کرنا ہے۔ جب تخم دھتورہ خشک ہو جائے۔ تخم دھتورہ مذکورہ ایک تولہ۔ مغز بنولہ۔ زیرہ سفید۔ مغز کشنیز ہر ایک ایک کوٹ کر چھان کر شہد کے [illegible]

کرلیں کے گولیاں بمقدار دانہ نخود بنادیں اور ان گولیوں کو سایہ میں خشک کر لیویں۔ ایک گولی علی الصباح نہار پانی سے نگل جایا کریں۔

نسخہ مجرب دافع نزلہ دائمی۔ تبس ایک تولہ کو خوب باریک کوٹ چھان کر ایک تولہ مویز منقی کو علیحدہ کوٹیں یہ مویز گڑ کی طرح نرم ہو جائے گی۔ اور باریک شدہ تبس ملاتے جاویں۔ یہ مویز تمام سفوف تبس کو اپنے میں جذب کر لے گا۔ کالی مرچ کے برابر گولیاں بنادیں۔ دو گولی علی الصباح نہار پانی سے نگل جاویں نزلہ دائمی کے علاوہ سخت شدید جریان کے لئے بھی مفید ثابت ہوں گی

نزلہ حار کے لئے مفید نسخہ۔ تخم خشخاش ۳ تولہ کشنیز خشک دو تولہ دونوں کو قدرے پانی ڈال کر گھوٹیں۔ ٹکڑی بنا کر اس کے درمیان ۳ تولہ ہڑتال گوڈنتی رکھ کر کپروٹی کر کے ۱۲ سیر اپلوں کی آگ دیویں کشتہ ہو جاویگی۔ دو رتی یہ کشتہ ۳ تولہ شربت اعجانہ ۸ تولہ عرق گاؤزبان سے صبح و شام کھلانے سے نزلہ اور پرانے سے پرانا بخار بھی جاتا رہتا ہے۔

نزلہ وبائی۔ میں نہایت احتیاط سے کام لیویں۔ خساندہ بہیکڑا (اڑوسہ) ایک تولہ صبح و شام دینے سے آرام ہوگا۔ مجرب ہے۔ اور اگر طبیعت میں زیادہ جوش وحدت معلوم ہو تو جوشاندہ گل نیلوفر ۶ ماشہ صبح و ... سے آرام ہوگا

اب باب ہذا ختم کر اگلے پرچہ میں آنکھوں کی بیماریوں اور ان کا مفید علاج تحریر کرونگا۔

کچھ پنچائیت کے متعلق

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

عام طور پر میرا مضمون مفید طبی نصائح سے اور نسخہ جات کے متعلق ہوتا ہے۔ مگر دیکھ رہا ہوں کہ کوئی صاحب بھی مختصر عام فہم پنچائیت کے فوائد اور اس کی حقیقت کو ظاہر نہیں کر رہا۔ اس لئے بقول سعدیؒ آپ پر روشن کرنا چاہتا ہوں۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ مقامی پنچائیتیں اس سے کس قدر بہرہ اندوز ہو رہی ہیں۔

پنچائیت۔ برادری۔ منظم جماعت اور عدل و انصاف پر عمل پیرا ہر ایک کے حقوق کی نگاہ داشت کرنے والی جماعت کا نام ہے۔ فرض حکومت بادشاہ۔ عدالتوں کا تقرر بغرض حصول انصاف ظالم و مظلوم۔ اور اس عدالت کا نظام بدست بادشاہ۔ مشاہدہ نے ثابت کر دیا کہ ان عدالتوں میں بوجہ دوری صحیح انصاف ظالم و مظلوم کے حقوق کی نگاہ داشت نہ ہو سکے۔ اور دروغ بیانی کا فروغ ہوتا گیا۔ بغض بڑھتا گیا۔ اور سلسلہ مقدمہ بازی روز افزوں۔ ... اخراجات ... کے زیر بار ہونا ...

کی وجہ بادشاہ وقت نے جہالت پر مہذب دل کی۔ اور سرشتہ تعلیم میں نمایاں ترقی کے اسباب پیدا کئے۔ تاکہ یہ لوگ زیورِ علم سے بہرہ اندوز ہو کر نیک و بد میں تمیز کر سکیں مگر جہاں اخلاقی حالت بہتر نہ ہو۔ وہاں تعلیم کا اثر حیلہ سازی میں اور معاون ہو کر بہترین دروغ اور فریب میں کامیابی حاصل کرنے کی تدبیریں پیدا کرنے کی نمایاں صورت اختیار کر گئی۔

لہذا وہ دولت جو بادشاہ کے لئے ہی سزاوار نہیں۔ وہ آپ کے کسی حد تک سپرد کر دی گئی۔ تاکہ تم خود اس نظام کو چلا کر بیہادی زیرباری اور مقدمہ بازی میں جو مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ نجات حاصل کر کے صحیح اور مبنی بر سچائی انصاف حاصل کرتے ہوئے۔ آرام کی زندگی بسر کر سکو۔

اب یہ پنچایت کے منتخب شدہ ممبران کا فرض ہے کہ وہ خود نمونہ عدل و انصاف بن کر وہ اختیارات جو بادشاہ کے تھے اور بادشاہ وقت نے از راہ کرم ان کے سپرد کئے نہایت دیانتداری سے اپنے میں انصاف اور صحیح راہبری فرما کر آئندہ کا پورا انسداد اپنی عدل و انصاف سے کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کی خوشحالی و بہبودی کی تدبیریں اور اس عنایت شاہی پر اپنے حکمران بادشاہ سے خلوص و محبت و رواداری کا جس وقت وہ چاہیں۔ ثبوت دیکر ثابت کر دیویں۔ کہ رعایا وفادار کسی وقت بھی ایسے حکمران سے کسی چیز سے دریغ نہیں کرے گی۔ جو شانِ حکمران کے لئے ضرورت ہو غلہ دار اور سرمایہ داروں کی بیرحمی آپ کے روبرو موجود ہے۔ آپ اور آپ کے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ان کو پرواہ نہیں۔ اور اہمال حکومت اور حکمران بادشاہ ہے کہ ان کو اس فکر میں نیند نہیں آتی۔ اور لاکھوں روپیہ کے صرف سے غلہ کی بہم رسانی میں کوشاں ہیں۔ یہ انہیں کی عنایت و بیدار مغزی کی وجہ سے لاکھوں جانیں بچیں ورنہ غلہ دار تمہارے بھائیوں سے جو سلوک کیا۔ آپ کے روبرو ہے۔

جب تک ممبران پنچایت اپنی زیر اثر رعایا کی اخلاقی حالت بہتر نہ بنائیں گے۔ یہ مصیبت بدستور رہے گی۔ لہذا سب سے مقدم اصلاح اخلاق ہے تاکہ جذبہ رواداری پیدا ہو کر موجب نجات مصائب ہو

ربڑ کی مہریں منگوانے

کا پتہ

اکم۔ اے مالم (لوری) گورنمنٹ کنٹریکٹر ٹیکہ کدا۔ سرنگر۔ کشمیر

زمیندار سے!

عمر بھر میں آج تک تو نے یہ سوچا ہے کبھی
کوڑیوں کے مول بک جاتا ہے کیوں دہقان تو
عید ہے دنیا کی تجھ سے اور خود تو روزہ دار
ستر پوش اہل دنیا ہو کے خود عریاں تو

اے سخی! تیاری فصل پر خرمن میں تیرے پاس پیرتا ہے. فقیر آتا ہے. ننگا آتا ہے بھوکا آتا ہے. اور تو ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے. وڈھ دار تو تیرے پاس تین ماہ کا رزق بھی نہیں چھوڑتا. اس حالت میں بھی تیرے گھر سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہتا ہے. تیرا اہل و عیال ننگا ہے بھوکا ہے. تو خود تکلیف برداشت کرتا ہے مگر برابر سخاوت کئے جا رہا ہے. اور کوئی بھی تیرے در سے خالی نہیں جاتا اتنی سخاوت پر بھی ؎

کیا تجھے معلوم ہے کہتی ہے دنیا کیا تجھے
شوم تو، منحوس تو، بے علم تو، نادان تو

اَن داتا! ہاڑ کی کڑاکے کی گرمی میں دوپہر کے وقت بھی تو برابر اپنے کھیت میں کام کرتا ہے. اس طرح تو دنیا کے لئے روزی پیدا کرتا ہے. تو دنیا میں حضرت [illegible]

مگر وائے حسرت! کہ تو خود دنیا کا اَن داتا [illegible] بال بچے فاقہ کشی میں مبتلا ہیں. تو خود بھوکا ننگا ہے. مگر پھر بھی روزی کمائے جا رہا ہے. تیری یہ کمائی فضول ہے. تیری کھیتی فضول ہے. تیری محنت بیکار ہے. شاعر مشرق علیہ رحمۃ تیری کھیتی کے لئے فرماتا ہے ؎

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کمائی کے وقت کوئی بھی تیری امداد نہیں کرتا. سیدھے منہ بات تک نہیں کرتا. مگر جب فصل تیار ہوتی ہے تو کئی آدمی تیرے خرمن پر دھاوا بول دیتے ہیں. اکثروں کو تو جانتا ہی نہیں. تیری خوشامد کی جاتی ہے. تعریف کی جاتی ہے اور تیری سادگی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر یہ لوگ اپنا الّو سیدھا کر کے سالِ گزشتہ کی طرح تجھے مفلس و قلاش کر جاتے ہیں. اور تو پھر نئے سال اسی قدیمی اصول پر قائم رہ کر کھیتی باڑی کرنے [illegible]

تبا کیا تیری زندگی کا ہے کا راز
ہزاروں برس سے ہے تو خاکبانہ

تیری سال بھر کی محنت کا معاوضہ وڈھ دار، ساہوکار بڑے نام دیتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ تجھے اپنے پنجۂ استبداد میں اس طرح جکڑتا جاتا ہے کہ قیامت تک چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ تیرے جسم کے ساتھ ایک ایسی جونک کی طرح چمٹا ہوا ہے جس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ یہ تیرے لئے ایک ایسا موروثی مرض ہے۔ جو پشت ہا پشت سے تیرے خاندان میں گھر کر چکا ہے۔ تجھے مال مویشی۔ آبائی زمین مکان سے محروم کر کے تباہ کر دیتا ہے۔ تجھے مجبور کر کے بیٹی تک فروخت کرا دیتا ہے۔ وہ کونسا ظلم ہے جو وہ تجھ پر روا نہیں رکھتا۔ اور وہ کونسی مصیبت ہے۔ جو تو برداشت نہیں کرتا۔ وڈھ دار، نمبردار۔ ذیلدار۔ چوکیدار۔ وکیل۔ وکیل کا ایجنٹ۔ کھڑپنچ تجھے عالم کے روبرو ظالم ثابت کر دیتا ہے۔

اور ؎

کچھ اثر رکھتی نہیں تیری زبان تیرے لئے

تو قرضہ کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ تیری آزادی وڈھ دار نے سلب کر لی ہے۔ تیرے لئے اس جہاں میں آرام کہاں کیونکہ ؎

آرام کا وجود ہے آزاد کیلئے

اگر تو ظالم ہے۔ تو اپنے لئے۔ اپنے بال بچوں کے لئے ہی ظالم کہا جاتا ہے۔

اے محنتی! تو ہر وقت محنت کرتا ہے۔ خواب میں بھی تجھے محنت ہی نظر آتی ہے۔ ایک منٹ تجھے چین نہیں کھیت سے جب فراغت ہو تو اپنے مال مویشی کیلئے دانہ چارہ کا بندوبست کرتا نظر آتا ہے۔ کئی دفعہ تو مال مویشی کے لئے گھاس کاٹتے ہوئے پہاڑ سے لڑھک کر یا درخت سے پتے اتارتے ہوئے گر کر جان دے دیتا ہے۔ خدا کیلئے مجھے سچ سچ بتا کہ مکھن اور دودھ کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے؟ کیا کبھی تو خود بھی کھاتا ہے؟ اور اپنے بال بچوں کو بھی کھلاتا ہے۔ جہاں تک میری واقفیت ہے۔ تیرا پیدا کردہ گھی وہ لوگ کھاتے ہیں۔ جن کو یہ علم نہیں کہ یہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اس کے لئے کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ البتہ وہ مکھن نکلی ہوئی لسی تیرے نصیب ہوتی ہے۔ جو اگر جھاڑیوں میں ڈالی جائے تو وہ بھی خشک ہو جاتی ہیں۔ کیا کبھی تو نے اپنی محنت اور حاصل محنت پر غور کیا؟ تو سمجھتا ہے کہ تیری محنت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ وڈھ دار تیرے سامنے ہمیشہ اپنے نقصان کا ہی تذکرہ کرتا ہے اور تو یقین کر لیتا ہے کہ جو اجناس تو نے اس کو گذشتہ سال ادا کی تھیں ان سے اس کو خسارہ ہی رہا یہ اسلئے کیا جاتا ہے۔ کہ تو مجبور ہو کر وڈھ دار کو اجناس اور ارزاں نرخ پر دے۔ اے میرے سادہ لوح بھائی! یہ سب غلط ہے تو دیکھ کہ وہ تجھ سے اچھا کھاتا ہے۔ اچھا پہنتا ہے۔ اس کا مکان

یہ آدمی تیرے گاؤں میں گدھے پہ دو مین نسوار کے لاد کر لایا تھا۔ اس وقت اس کی کیا حالت تھی اور اب کیا ہے۔ اس کی بیوی سونے چاندی سے لدی ہوئی ہے۔ اور تیری بیوی کو ستر کیلئے بھی کپڑا میسر نہیں۔ وہ دن بدن روبہ ترقی ہے اور تو مائل بہ پستی۔ تیری محنت شہروں کی عالیشان کوٹھیاں تعمیر کر رہی ہے۔ اور لاکھوں کا بیوپار کر رہی ہے اور تو خود نان شبینہ کا محتاج ہے۔ تو محنت کئے جاتا ہے اور کہتا ہے ؎

کئے جا شکر قسمت کا گلہ کیا

اے رحمدل! تیرے سامنے اگر تیرے دوست نما دشمن وڈھ دار کے گدھے کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو تیری آنکھوں سے سیلاب رشک امنڈ آتا ہے۔ تو ہر وقت اس کی خدمت کرتا ہے۔ اس کے لئے رات دن محنت کرتا ہے اس کی گالیاں سنتا ہے۔ فاقہ کشی کرتا ہے۔ اپنا اثاثہ اس کی نظر نذر کرتا ہے۔ ادائیگی قرضہ کیلئے اپنی بیٹی تک فروخت کر دیتا ہے۔ اور ہر وقت اس کو خوش رکھتا ہے خود تکلیف اٹھاتا ہے۔ مگر دوسروں کو آرام پہنچاتا ہے مگر افسوس کہ دنیا میں یہ مار آستین تجھ ہی کو بے رحم ثابت کرتا ہے۔ بے شک تو بے رحم ہے۔ مگر کس کیلئے؟ اپنے لئے۔ اپنے لئے اپنے بال بچوں کیلئے۔ اپنی آئندہ نسلوں کیلئے نہ کہ وڈھ دار کیلئے۔ اور ؎

بیٹھا ہے اپنے قتل کا سامان کئے ہوئے

اے صابر! تیری بیوی بیمار ہے۔ اور قریب المرگ ہے۔ تیرے پاس ایک پائی تک دوائی کیلئے نہیں۔ ہسپتال دور ہے۔ بخار اس زور شور سے شروع ہے کہ الامان و الحفیظ۔ وہ درد سے کراہ رہی ہے۔ چھوٹا بچہ دودھ کیلئے بلک رہا ہے۔ باقی بچے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں۔ تو بیوی کے سرہانے بیٹھا تسلیاں دے رہا ہے جس کو یہ دو دن کے بچے کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ مگر آنے والی مصیبت کا کچھ کچھ احساس ان کو ہو چلا ہے۔ ان کے آنسو جاری ہیں۔ تیرے ہمسایہ وڈھ دار کے ہاں ریڈیو چل رہا ہے ؎

کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں

اس کے ساتھ ہی قہقہہ اور برتنوں کی جھنکار کی آواز آ رہی ہے اس کا مکان جو تیری ہی آبائی زمین پر واقع ہے بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ تیرے گھر گریہ وزاری ہے۔ آہ و بکا ہے۔ نالہ و شیون ہے۔ اندھیرا ہے ؎

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران میں نہیں

صرف چولہے میں کچھ گیلی لکڑیاں چٹخ رہی ہیں۔ اور ان سے کبھی کبھی تھوڑا سا شعلہ اٹھ کر ایک دو لمحہ کے لئے اجالا کر دیتا ہے۔ جس سے تمہاری بیوی ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر تڑپتی دکھائی دیتی ہے۔ اور بچے ادھر ادھر دبکے ہوئے روتے نظر آتے ہیں اور پھر تاریکی پھیل جاتی ہے۔ اس اثنا میں مریضہ کو ذرا ہوش آتا ہے۔ اور وہ آلو بخارا۔ آلو بخارا کہتی ہے۔ اور پھر بیہوش ہو جاتی ہے۔ تو اٹھ کر ہمسایہ کے گھر پہنچا۔ ریڈیو برابر چل رہا ہے ؎

پی اور پلا ساقی

تو ڈرتے ڈرتے دروازہ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاتا ہے ودھرانے درشت لہجہ میں "کیا ہے" کہا اور تو نے ہاتھ جوڑ کر بیوی کے الفاظ "آلو بخارا" دہرائے جس کے جواب میں گالی کے ساتھ یہ الفاظ تیرے کانوں نے سنے "بدبخت اس وقت بھی چین لینے نہیں دیتا۔ میں تیرے باوا کا نوکر ہوں جو اس آلو بخارا دوں۔ دیکھتا نہیں کہ یہ وقت آرام کا ہے۔ میرا لڑکا آج ہی پرائمری پاس کر کے آیا ہے اور میں نے دوستوں کو دعوت دی ہے۔ یہ آیا ہے اس وقت آلو بخارا مانگنے"۔ اور پھر مہمانوں سے جن میں نمبردار، ذیلدار، چوکیدار اور کھڑپنچ شامل ہیں مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ "دیکھو جی! کیسے واہیات لوگ ہیں۔ ان کو کسی کے آرام کا خیال ہی نہیں۔ اور نہ کسی کی خوشی کا احساس۔ مانا کہ اس کی بیوی سخت بیمار ہے مگر یہ بھی کوئی وقت ہے۔ کہ میں اس کو آلو بخارا دوں"۔ "ارے رامو! فی جلد لا مودکھ اسنبو سے ابھی تک نہیں لایا۔ جلد لا اور اس اپنے باپ کو باہر نکال"۔ پھر تیری طرف دیکھ کر چلا اٹھتا ہے۔ چل دور ہو۔ کیا دیکھتا ہے۔ پھر گالی کی آواز کے ساتھ ہی رامو دھکا دیکر تجھے باہر نکال دیتا ہے۔ تیری نگاہ اس کی بیوی کو سنبوسہ نگلتے دیکھتی ہے اور خیال اپنی بیوی کا آلو بخارا کے لئے تڑپنے کی طرف آتا ہے۔ کانوں میں ریڈیو کی آواز

کیا کام انہیں پرسشِ اربابِ وفا سے

آئی۔ تو نے گھر پہنچا۔ یہاں وہی حالت تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سے مریضہ نے آنکھیں کھولیں اور آگ کے شعلہ کی روشنی میں ... دیکھ کر آلو بخارا آلو بخارا کہا مگر بیبے چہرہ سے برستی ہوئی حسرت کو دیکھ کر چپ ہو گئی۔ اور پانی مانگا۔ تو نے اسے پانی پلایا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ریڈیو کی آوازوں کو تیرا ہمسایہ جس کو دولت نے اندھا کر دیا ہے۔ کیا سمجھے۔ تو ہی ان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اُف! یہ وہ حالات ہیں جن کو معرض تحریر میں لانا انسان کا کام نہیں۔ تیرا کلیجہ کیوں پھٹ نہیں جاتا؟ تو یہ مصائب کس طرح برداشت کرتا ہے؟ کیا تجھے بیوی کا غم نہیں؟ چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال نہیں! کیا تو لوہے کا انسان ہے؟ کیا تو بے رحم اور ظالم ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو سب کچھ دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ مگر تو صابر ہے۔ اور یہ تیرے صبر کی انتہا ہے۔ اگر خداوند کریم تیرے ساتھ نہ ہو۔ تو یہ صبر شکن حالات تجھے کبھی بھی زندہ نہ رہنے دیں۔ میرے مظلوم و صابر بھائی!

— چار دن کا ہے تماشہ دیکھ لے

. . . .

اے زمیندار! سخی! ان داتا! مظلوم! محنتی! رحمدل! اور صابر انسان! مجھ سے تیری یہ تکالیف دیکھی نہیں جاتیں۔ میرا دل تیری یہ حالت دیکھ کر پاش پاش ہوتا ہے۔ میری دلی ہمدردی قبول کر۔ آ۔ میں تجھے ان سب مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنے کا گر بتاتا ہوں۔ اگر اپنے لئے نہیں تو خدا کے لئے اپنے بال بچوں کے لئے آئندہ نسلوں کے لئے میری بات مان اور اس پر عمل کر۔

سن، بھائی! تو عہد کر کہ عنا... ساده ... سے ...

مہربان و ہمدرد حکمران تجھے ملا ہے جس کے دل میں تیرے لئے سچی ہمدردی ہے۔ اس نے تیری مالی حالت سدھارنے کیلئے کواپریٹو بنک کھولے ہیں۔ ریلیف ریگولیشن بنایا ہے۔ ترقی زراعت کیلئے محکمہ زراعت بنایا ہے۔ گھریلو صنعت کیلئے محکمہ ابریشم بنایا ہے۔ تیرے مال مویشی کے علاج معالجہ کیلئے جگہ جگہ ویٹرنری ہسپتال قائم کئے ہیں۔ تیرے لئے ہسپتال ہیں بیگار کو نابود کیا ہے۔ تیرے بچوں کے لئے گاؤں میں سکول کھولے ہیں۔ تاکہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ تیرا گاؤں سدھارنے کے لئے محکمہ اصلاح دیہات بنایا ہے۔ تیرے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کے تصفیہ کیلئے تیرے ہی بھائی بندوں کی ایک پنچایت بنائی ہے۔ جو علاوہ تصفیہ تنازعات تیری ہر ایک مشکل کو آسان کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ گویا اب تیری اپنی حکومت ہے۔ تا عدالتوں میں تضیع اوقات و رشوت سے تو بچ جائے۔ غرضیکہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو آج سے کچھ عرصہ قبل تیرے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھیں۔ یہ سب کچھ تیرے لئے کیا گیا ہے۔ مگر بھائی! ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی تیری پست حالی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور سب ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ تو ان سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دشمن ووٹھ دار نے تجھے ان تمام چیزوں سے بدگمان کر دیا ہے۔ اور تو اپنی کم عقلی سے سمجھتا ہے کہ دنیا میں ووٹھ دار ہی تیرا دوست ہے۔ تو خود چوری چھپے اس کو ووٹھ ادا کرتا ہے۔ دوگنا قرضہ کا [illegible] دیتا ہے۔ ادائیگی قرضہ کے لئے امانت نامہ بھی تحریر کر دیتا ہے اور بطور ضمانت اپنی بیوی کا طلاق نامہ بھی۔ اور سب کچھ دیگر فاقہ کشی بیماری مفلسی۔ بیع و رہن اراضی سے دوچار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

بھائی! عمر بھر تو اسی طرح کرتا چلا آیا۔ اور دن بدن قعر مذلت میں گرتا گیا۔ آ۔ اور صرف ایک سال کے لئے اپنی پرانی روش بطور تجربہ ترک کر اور جو نعمتیں تیرے والئے ملک نے تیار کی ہیں ان سے لطف اندوز ہو۔ اور صحیح معنوں میں ان کے ساتھ تعاون کر۔ پھر دیکھ کہ تیری حالت کیا سے کیا ہو جائیگی۔ اگر تیری حالت بہتر نہ ہو جائے۔ اور ہر طرح کی مصیبتوں سے نجات نہ ملے تو تجھے اختیار ہے کہ پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کر۔ اب اور انتظار کرنے کا وقت نہیں۔ اس نیک کام کو جتنا جلدی ہو سکے کر۔ اٹھ! اور کمر ہمت باندھ اور جدوجہد کر۔ میں تجھے یہ نہیں کہتا کہ سخاوت نہ کر۔ رزق پیدا نہ کر جابر نہ بن ظالم بن۔ محنت نہ کر۔ بیرحم بن نہیں بالکل نہیں۔ تو سب کچھ کر مگر پہلے اپنی تمام ضروریات کو پورا کر۔ پھر جو چاہیے کر چکا ہے

اول خویش بعدہٗ درویش

اور جتنی مفید چیزیں میں نے بتائی ہیں یہ سب بیکار ہیں فضول ہیں جب تک کہ تو ان سے صحیح معنوں میں فائدہ نہ اٹھائے کوئی بھی محکمہ یا حاکم تیری حالت کو درست نہیں کر سکتا جب تک کہ تجھے خود احساس نہ ہو۔ تو دیکھ تو ایسے وقت میں دنیا میں آیا ہے جب ہر طرف روشنی ہے اگر تو اپنے مکان کے دروازے کھڑکیاں بند کر کے دھوپ و روشنی کو اندر نہ آنے دے تو

یہ آفتاب کا قصور نہیں. خدا کیلئے اب خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے آپ کو بچا اپنے بال بچوں کو بچا. آیندہ نسلوں کو بچا اور دنیا میں انسان بنکر زندگی گذار. تاکہ آیندہ نسلوں کیلئے تو رہبر ثابت ہو. ورنہ تو اسی طرح دنیا سے گذر جائیگا اس وقت تجھے ایسے مواقع میسر ہیں کہ تو اگر چاہے تو تمام مشکلات سے نجات حاصل کر سکتا ہے. اس بات کو اچھی طرح جان کہ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(راجہ محمد افضل خان سرپنچ پنچایت نامبلہ اوڑی)

نمائش اور زمیندار

۷ راگست ۱۹۴۱ء اتوار کے دن میں سرپنچان پنچایت ہائے کنھموہ. سامبورہ. پامپور وغیرہ کو نمائش گاہ کے لئے صنعتی اشیاء کی بہم رسانی کا سرکاری حکم سنانے گیا ہوا تھا. ایک گاؤں میں جبکہ راقم معہ سرپنچ اور دو ایک ممبران پنچایت گھریلو اشیاء صنعت کا انتخاب کر رہے تھے. اکثر مستورات، نیک نفس سادہ لوح بزرگ زمینداروں نے بڑے تعجب سے پوچھا. نمائش کیا ہوتی ہے؟ اس سے سرکار کو اور رعیت کو کیا فائدہ ہے؟

راقم نے بہت عمدہ موقعہ پاکر ایک بڑے چنار کے سایہ میں جمع ہونے کو کہا. اور حسب ذیل تقریر کی.

بھائیو! آپ نمائش کا نام سنکر حیران ہوتے ہیں. یہ کوئی نئی بات نہیں. آپ لوگ اکثر چرار شریف جاتے ہیں اور آپ کو وہ گانا یاد ہوگا. جو نوجوان زمینداروں کی ٹولیاں شوق سے گاتی ہوئی چلتی ہیں. .

ولہ گژھ واو ژرار بہ سوارے
ونہ ہارے نیو نمو د ل (کشمیری)

اس پرجوش گیت کے اثر سے چلنے والوں کے قدم خود بخود تیز ہوتے جاتے ہیں. اور چڑھائی کا راستہ بڑی آسانی سے طے ہو جاتا ہے. ژرار شریف میں گوجر گوجرانیاں دودھ کی رو ٹیاں (کلاڑیاں) سوت کے بنے ہوئے ٹوپے ٹوپیاں. ہمپانیاں بیچتی پھرتی ہیں. آرہ ونی کے بافندے اپنی لوئیاں جوڑے پٹیاں دکھاتے پھرتے ہیں. کنڈی کے نجار اپنے بنائے ہوئے چمچے. ڈوئیاں. مدانیاں. کنگھیاں. کھڑاویں چرخے. کپڑا تانبے کے گنے لئے ادھر اُدھر پھرتے ہیں. دوسرے لوگ اپنی بنائی ہوئی کانگڑیاں. سرپوش. سانہ صندوق. پٹاریاں ایک طرف دوکان میں سجائے بیٹھے نظر آتے ہیں. دیہاتی دنیا

زنانہ مردانہ چپلیاں۔ جوتے ہاتھ میں لئے خریداروں کو دکھاتے پھرتے ہیں۔ کنجڑی کشمیر دانہ سوکھی ناشپاتیاں۔ سیب کی پھانکیں۔ ساگ۔ ڈبل ہاک بیچتے پھرتے ہیں۔ کمہار کی دکان پر عورتیں بچے۔ مرد مٹیاں۔ تشتاب۔ گلاس۔ پیالے خرید رہے ہیں۔ دیہاتی لوہار اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چاقو قینچیاں استرے۔ کلہاڑیاں ہورانتی۔ تسلے قفل۔ کدال اور زنجیریں لئے پھر رہے ہیں۔ تمال کے جولاہے اپنا بنا ہوا سوتی کپڑا کھیس۔ چار خانے فروخت کر رہے ہیں۔ پامپوہر پھاتر گام کے بافندے اپنی بنائی ہوئی لوئیاں۔ حیدر کمیچر چار خانے۔ سوتی اونی گبے نمدان اہل ضرورت کو دکھا رہے ہیں بڑی بوڑھی مائی اپنے گھر سے تازہ مکھن کی ٹکیاں بنا لائی ہے کس شان سے بیٹھی بیچ رہی ہے۔ یہ ہے ہماری دیہاتی نمائش۔

جب سے دنیا بنی ہے۔ اولیا اللہ کے آستانوں متبرک تیرتھوں پہ یہ سلسلہ چلتا رہا ہے یعنی زیارت تیرتھ یاترا کے ساتھ ساتھ لین دین تجارت خرید و فروخت کا کاروبار بھی ہوتا رہا ہے۔ اور میلہ کے نام سے مشہور ہے۔

یونان۔ ایران۔ فرنگستان میں ایسے موقعوں پر زمیندار اپنی پیداوار کے بہترین نمونے پھل۔ جانور مثلاً گھوڑا گھوڑی بیل مینڈھے۔ مرغے۔ مرغیاں۔ انڈے۔ کاریگر اپنی صنعت و حرفت کے نمونے لایا کرتے ہیں۔ شیریں کلام شاعر اپنے قصائد سناتے۔ گویے اپنا ہنر دکھاتے پہلوان اپنی شہ زوری کے [illegible] اپنے ملک کی

چیزیں لاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سیر و تماشا کے پہلو بہ پہلو تہذیب و تمدن۔ شائستگی۔ علم و فن، صنعت و حرفت اور تجارت کے سب کام اسی موقع پہ انجام پاتے آئے ہیں۔ راجے مہاراجے بھی اس میں شریک ہوتے اور اپنی رعایا کی خوشحالی و ترقی کا حال دیکھ کر باغ باغ ہوتے تھے۔

شہنشاہ اکبر اعظم کی نگاہ دوربین نے خوب تاڑا کہ ملکی صنعت و حرفت کی ترقی رعایا کی دل جوئی۔ زمینداروں کی بہبودی۔ اہل تجارت کی آبادی۔ تجارت کا فروغ۔ اسی میں مضمر ہے۔ کہ ان میلوں کی سرپرستی سرکاری طور پہ کی جائے۔ اور شہنشاہ بذات خود اس میں حصہ لے۔ چنانچہ اپنے جنم دن کے جشن کے ساتھ مینا بازار۔ زنانہ بازار وغیرہ کو رواج دیا گیا۔

شاہی سرپرستی دیکھ کر ایران۔ توران کے تاجر۔ فرنگستان کے کاریگر۔ ہندوستان کے جدت پسند اس جلسہ میں شریک ہوں گے۔ شاہی حکم کے ماتحت ہر ایک امیر اپنے خیمے متعلق اپنے شوق اور پسند کی چیزیں اس بازار میں سجانے لگے۔ محلات کی بیگمات نے بھی اپنی خانہ ساز اشیاء زنانہ بازار میں سجانی شروع کیں۔ ملکی کاریگروں نے بھی اپنے اپنے بہتر صنائع پیش کیں۔

جدت پسند دماغوں نے اپنی اپنی ایجاد و اختراع کے تحفے پیشکش کئے۔ رعیت نواز نیک نیت بادشاہ خود آتا۔ اپنی رعیت کے صنعت و حرفت کے شوق کی قدر دانی کرتا اس طرح کی حوصلہ افزائی سے رعیت کا شوق روز افزوں ہوا

اور ملک کی خوشحالی وبہبودی کو چار چاند لگے۔

مہذب مغربی قوموں نے اسی بنا بازار کو وسیع پیمانے پر چلایا۔ قومی اور ملکی نمائشیں ہونے لگیں۔ اہل ایجاد کی قدردانی ہوئی۔ کاریگروں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور پبلک کے دلوں میں تجارت صنعت وحرفت کو فروغ دینے کا جوش سودا کی حد کو پہنچ گیا۔ ملک میں ہر طرف سے دولت کھنچ آئی

ہمارے والیٔ ملک لال مہاراجہ بہادر بذات سیاح ہیں تمام فرنگستانی ترقی یافتہ ممالک کی سیر کر آئے ہیں اور بڑی بڑی نمائشیں دیکھ آئے ہیں۔ انھوں نے اپنی پیاری رعیت کی ترقی اور بہبودی کے لئے یہاں بھی اسی قسم کی نمائش سرکاری سرپرستی میں جاری فرمائی ہے۔ اس نمائش میں تقریباً دوسو دکانیں ہیں جن میں جموں وکشمیر لداخ اسکردو۔ گلگت۔ بلتستان۔ پہاڑی علاقہ کے شہر ودیہات کا ہر قسم کا تجارتی مال سجایا گیا ہے۔ خریدار آتے ہیں خرید کر لے جاتے ہیں۔ اس سے ہمارے ملک کے کاریگروں میں اعلیٰ اور نئی نئی چیزیں تیار کرنے اور ان کو بیچ کر نفع اٹھانے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔

ریاست کے محکمے جن کا صنعت وحرفت، تجارت وزراعت سے تعلق ہے۔ اپنے اپنے زیر سرپرستی کارخانہ کا مال انہی دوکانوں میں رعیت کی رہنمائی اور ان میں شوق پیدا کرنے کیلئے سجاتے ہیں۔

محکمہ زراعت۔ ہر ایک موسم کے مختلف قسم، میوہ دار درختوں کے پیوند کرنے کے طریقے۔ اعلیٰ طریقہ پر بوئے ہوئے اناج کے بہت سے نمونے۔ سبزی ترکاری کی اعلیٰ سے اعلیٰ پیداوار کے ذخیرے۔ اہل زراعت و باغبانی اور عوام کے دلوں میں باغات لگانے اور اس تجارت سے فائدہ اٹھانے کا خیال پیدا کرتا ہے۔ زراعت و باغات کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں اور بیماریوں کے دور کرنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

محکمہ ابریشم ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے بہتر طریقے سمجھانے اور اس کام سے فائدہ اٹھانے کے اصول ذہن نشین کرنے کی کوشش میں مشغول ہے۔

محکمہ جنگلات۔ جنگلات کی پیداوار جنگلی جڑی بوٹی کی پہچان۔ ان سے فائدہ اٹھانے اور نفع کمانے کے طریقے سمجھاتا ہے۔

محکمہ تعلیم۔ تعلیم کے فائدے۔ جہالت کے نقصان اور علم وفن سے عزت آبرو۔ خوشحالی۔ نیک نامی۔ دولت کمانے کے اصول سمجھاتا ہے۔

زمینداروں کا سچا ہمدرد۔ محکمہ دیہات سدھار تندرست رہنے کے اصول۔ دیہاتی حالت کو سدھارنے کے قاعدے۔ باہمی مل جل کر کام کرنے کی خوبیاں۔ مقدمہ بازی کی خرابیاں۔ آپس میں اپنے جھگڑے تنازع طے کرلینے کے گر۔ فضول اخراجات سے بچنے کے طریقے سمجھاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے [illegible]

[illegible]

طبیعت کو فرحت حاصل ہو. یہاں دکھائے جاتے ہیں.
غرض جس طرف دیکھو. عزت سے روٹی کمانے
صنعت کو بہتر بنانے. کاریگری. محنت مشقت سے فائدہ
اٹھانے زراعت باغات سے اچھی پیداوار حاصل
کرنے کے طریقے سمجھائے جاتے ہیں.
اب نمائش لگنے والی ہے. اپنا تیار کیا ہوا مال
لائیے یہاں آکر معلوم ہوگا. کہ اور لوگ کتنا آگے بڑھ
گئے ہیں. آپ کے دل میں ترقی کی طرف قدم بڑھانے
کا جوش پیدا ہوگا. آپ دیکھیں گے کہ جن پیشوں کو ناکارہ
سمجھا جاتا تھا. اور کاموں کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا
تھا. ان میں دولت بہبودی. فلاح اور خوشحالی کے
خزانے چھپے تھے

محمد اسماعیل پال سردیہ حلقہ تحصیل بلوا

پانچ ہزار روپیہ انعام

اشتہار

اگر کوئی شخص معتبر اطلاع جو وجہ آتشزدگی گورنمنٹ ریشم خانہ (سلک ویونگ فیکٹری) مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۴۲ء کے متعلق ہو. اور جس سے آتشزدگی بالارادہ ثابت ہو. اور جس کی بنا پر سزایابی اشخاص ذمہ وار (اگر کوئی ہوں) ہو سکے. اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ نقد بطور انعام دیا جائیگا

تحریر ۲۵ اگست ۱۹۴۲ء

دستخط پی. ایچ کلٹربک منسٹر ترقیات گورنمنٹ جموں وکشمیر

از دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچائیت بارہمولہ

جملہ پنچائیت ہا تحصیل بارہمولہ و بڈگام کو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ نقشہ ماہوار مطابق سرکلر آرڈر ۳۹ و ۴۰ جاری کردہ عالی جناب پنچائیت افسر صاحب بہادر (دیہاتی دنیا پرچہ ماہ اپریل ۱۹۴۲ء) باضابطہ موصول نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے مکرر جملہ سرپنچ صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کو بذریعہ سرکلر ہذا ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ماہوار نقشہ باضابطہ ہر ماہ کے ۵ تاریخ تک راقم الحروف کے پاس بھیجدیویں۔ تاکہ مطابق اسکے گوشوارہ محکمہ بالا میں ارسال کیا جائیگا۔ ان سرپنچان اور سیکرٹریاں کے مناسب ایکشن کی سفارش کی جائیگی جو وقت پر نقشہ ماہوارہ سررشتہ ہذا میں ارسال نہ کریں گے۔

(حکیم) محمد اسماعیل ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنچائیت بارہمولہ

خریداران سے

جملہ پنچائیت ہا و خریداران رسالہ "دیہاتی دنیا" سے التماس ہے کہ وہ بمہربانی مبلغ ایک روپیہ بقایا مع مبلغ چار روپیہ چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر فی الفور ارسال کریں۔ پرچہ وی۔پی برائے ایک روپیہ اس لئے ارسال نہیں کیا گیا۔ کہ خریداران کو ٹکٹوں کے زائد مصرف سے رعائیت رہے۔ ورنہ بصورت دیگر آئندہ پرچہ بذریعہ وی۔پی حاضر خدمت ہوگا۔ اور ٹکٹوں کا بار جملہ صاحبان کو برداشت کرنا ہوگا۔

منیجر

باجلاس لالہ برکت رائے صاحب بی اے ایل ایل بی
ڈسٹرکٹ جج بہادر میرپور

فیض علی ولد حسین قوم جٹ ساکن موضع چاہی تحصیل بھمبر سائل
بنام. بنک نمبرداری واقعہ گوٹھرہ گوڑہ چاہی بذریعہ میر محمد
پریذیڈنٹ فیض طلب خان. علی اکبر خان سیکرٹری حبیب اللہ
خان اقوام جٹ سکنائے چاہی. لکھمی چند ولد بھوشاہ، تیاچل
ولد بڈھا مال اقوام مہاجن. امرناتھ ولد ڈھیرا مل کھتری ساکن
سماہنی، سرن سنگھ ولد نامعلوم قوم سکھ ساکن سادہ آباد تحصیل
بھمبر مسئولان.

درخواست بمراد قرار دیئے جانے دیوالیہ

اشتہار. بمقدمہ صدر سائل نے درخواست دیوالیہ
دی ہے. لہذا اس اشتہار کی رو سے مسئولان مندرجہ صدر و ہر
خاص و عام کی آگاہی کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے. کہ اگر کسی کو سائل
کے دیوالیہ قرار دیئے جانے میں عذر ہو. تو وہ اصالتاً یا وکالتاً
بتاریخ ۱۷ اسوج سمت ۱۹۹۹ بحاضری عدالت ہذا پیش کریں.
تحریر ۲۶ ساون سمت ۱۹۹۹ (دستخط و مہر عدالت)

از پنچائیت سوپٹ ٹنگہ پورہ تحصیل کولگام (کشمیر)
کوٹھی سری انند سوہ کول ساکن چوگام بذریعہ نوہ جی
کول مدعی. بنام کوٹھی سونہ جو بچو ساکن جورین
و غلام محمد ساکن حال لوگام تحصیل کولگام مدعا علیہم
دعوے مبلغ ۶۰ روپے

اشتہار. بمقدمہ عنوان ۱۰۱ مدعا علیہ نمبر ۲ مسمی غلام محمد
متعدد بار طلب کرنے کے باوجود حسب ضابطہ معمولی طریقہ
سے نہ ہو سکی. مدعی کی استدعا ہے. کہ مدعا علیہ نمبر ۲ دیدہ دانستہ
تعمیل سے ٹال مٹول کرتا ہے. بذریعہ اشتہار طلب کیا ہے
بہ لحاظ کارروائی مقدمہ و استدعا مدعی، مدعا علیہ نمبر ۲ مسمی غلام محمد
میر ولد غفارہ میر ساکن حال لوگام تحصیل کو بذریعہ اشتہار ہذا
مطلع کیا جاتا ہے. کہ وہ پنچائیت ہذا میں بتاریخ ۲۹ بھادوں
۱۹۹۹ء بوقت دس بجے روز بمقام سوپٹ ٹنگہ پورہ بغرض جوابدہی
مقدمہ حسب ضابطہ حاضر آوے. ورنہ اس کے خلاف کارروائی
یکطرفہ عمل لائی جائیگی. تحریر ۲۵ ساون ۱۹۹۹ء (دستخط سرپنچ و مہر پنچایت)

از پنچائیت پنگلنہ تحصیل پلوامہ
خضر ڈار ولد رحیم ڈار ساکن ادھوورہ تحصیل پلوامہ کشمیر دائین
بنام اسد بٹ و احمد بٹ. سونہ بٹ پسران درویش علی بٹ
ساکنان گنڈی ٹنگہ پورہ تحصیل سری پرتاب سنگھ پورہ. مدیونان
دعوے ۱۶ روپے

اشتہار. مقدمہ مندرجہ صدر میں مدیون نمبر ۲ مسمی
سونہ بٹ کے نام متعدد بار نوٹس جاری ہوئے ہیں. اور
تعمیل نہیں ہوئی. مدیون مذکور تعمیل نوٹس و حاضری پنچائیت
دیدہ دانستہ گریز کر رہا ہے. بطریق معمولی مدیون کا تعمیل نوٹس
ہونا مشکل ہے. لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدیون مذکور کو باخبر کیا
جاتا ہے. کہ وہ اصالتاً بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۲ء مطابق ۴ اسوج
۱۹۹۹ء بحاضری پنچائیت ہذا نسبت دعوے عذرات پیش کرے
بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائیگی. تحریر ۱۸ ساون

باجلاس ٹھاکر درگا سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی منصف درجہ اول سانبہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بالو ولد ترلوک سنگھ وغیرہ اقوام ملہوترہ ساکن چچوال تحصیل جسمیر گڑھ۔ مدعیاں۔ بنام سفوڑو وغیرہ ۱۸ اشخاص مدعاعلیہم

دعوے دلاپانے مشترک آراضی تعدادی ۲ کنال ۱ مرلہ

اشتہار۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں چھانگا ولد بھولا۔ ڈلو و بہادر و لاریند و نبر سربراہ انجل نابالغ پسران سنگارا اقوام ملہوترہ ساکن چچوال تحصیل جسمیر گڑھ۔ مدعاعلیہ ۵ حال ملازم پلٹن نمبر چھاؤنی لاہور۔ بلدیو سنگھ ولد گھسیٹو قوم ملہوترہ ساکن چچوال تحصیل جسمیر گڑھ۔ سندرو دختر جھیلو ولد کسٹورا اقوام ملہوترہ سکنائے چچوال تحصیل جسمیر گڑھ۔ مدعاعلیہم بذریعہ سمنات متعدد بار عدالت ہذا سے طلب کیا گیا اور اطلاعیابی مذکوریاں نہیں ہوئی۔ اب مدعیاں نے بذریعہ درخواست و بیان حلفی عدالت ہذا کو یقین دلایا ہے۔ کہ مدعاعلیہم عمداً تعمیل سمنات سے گریز کر رہے ہیں۔ اور بطریق معمولی تعمیل مدعاعلیہم ہونی مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعاعلیہم مذکوریاں بالا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بتاریخ ۲۲ کاتک ۱۹۹۹ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۳ ۵/۹۹ (دستخط حاکم و مہر عدالت)

از سررشتہ پنچایت افیسر ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

سرکلر آرڈر نمبر ۴۶

جملہ پنچایت ہا کو بذریعہ سرکلر آرڈر ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ناگ ناگنی جو کہ سانپ کاٹنے کے علاج کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور جس کے متعلق ہمارے پاس متعدد سرٹیفکیٹ موصول ہو چکے ہیں۔ ایک تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے لہذا تمام پنچایتیں حسب ضرورت یہ دوائی پنچایت فنڈ سے خرید سکتی ہیں۔ اور بوقت ضرورت اس کا استعمال کر سکتی ہیں۔ یہ دوائی مہتہ لکھمنداس ساکن بھمبر سے فی شیشی ایک روپیہ کی قیمت سے خرید کی جا سکتی ہے۔ تحریر ۱۵ ساون

دستخط۔ بحروف انگریزی

پنچایت افسر صاحب بہادر

دیہاتی دنیا

فتح کا نشان V

چندہ سالانہ چار روپے

جلد ۳ نمبر ۱۱

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر دیوان پریس جموں چھپکر دفتر رسالہ دیہاتی دنیا سے شائع ہ

ریاست جموں و کشمیر میں

پنچایتوں کی سب سے پہلی شاندار کانفرنس

زیر صدارت رائے بہادر ہمت سنگھ ۔ کے ۔ مہیشری ۔ ایم ۔ اے منسٹر مال سرکار عالی گورنمنٹ

بمقام کلگام ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر اس شاندار کانفرنس کی روئداد اگلے صفحوں میں درج ہے جس کے ملاحظہ سے قارئین کرام لطف اندوز ہوں گے ۔ یہاں اس کانفرنس کے متعلق صرف ایک نوٹ مقصود ہے جس سے کانفرنس کی مختصر کیفیت معلوم ہو سکے

ایڈیٹر ۔

ایک دور دراز گاؤں میں جہاں کے لوگ کسی قسم کی آئینی جد و جہد سے آشنا نہ تھے کس طرح جوق در جوق جمع ہو رہے تھے ۔ زمینداروں کا ایک جم غفیر تھا کہ اُمڈا چلا آرہا تھا ۔ مرد ۔ عورتیں بچے ۔ بوڑھے جوان غرضیکہ ہر فرد بشر ہر سمت سے پنڈال کی جانب لپکتا نظر آتا تھا ۔

پنڈال ایک کھلے میدان میں تیار کیا گیا تھا لمبی چوڑی قناتیں اور اُن پر سائبان جنگل میں منگل کا منظر پیش کر رہا تھا ۔ جگہ جگہ چھولداریاں نصب تھیں جنہیں ضروری سامان تھا اور کارکنان جلسہ ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے ۔ ایک طرف مسلمانوں کے کھانے کا انتظام تھا ۔ تو دوسری طرف ہندوؤں کے طعام کا اہتمام ۔ سڑکوں پر دروازے کھڑے کئے گئے جن پر بیش بہا رنگا رنگ کپڑے آویزاں تھے ۔ پنڈال کے گرد روشیں بنی ہوئی تھیں گاؤں کے لوگ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ،

قناتوں کی اندرونی جانب باتصویر پوسٹر طلبا کے لکھے ہوئے ماٹو ۔ اور محکمہ کوآپریٹو کے شجرہ ہائے دیہات آویزاں کئے گئے تھے ۔ جو مختصر سا خاکہ پیش کرتے تھے ۔

پنڈال کی بائیں جانب پراپاگنڈا وین کھڑی تھی ۔ جو زبان حال سے پکار پکار کر اپنی ضرورت بیان کر رہی تھی سٹیج پر تقریروں کیلئے میکرافون کا انتظام تھا ۔ پنڈال

کے اندر ایک گراموفون اور ریڈیو فٹ کیا گیا تھا اور دوسری طرف میوزک پارٹی اپنے تازہ دیہاتی گانوں اور غزلوں سے عوام کو نہایت دلکش آواز سے اپنی طرف رجوع کر کے لطف اندوز کر رہی تھی۔

پنڈال کے دائیں جانب سرپنچوں اور پنچوں کے لئے کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ بائیں جانب اہلکاران و معزز رؤسا کا بلاک تھا۔ چاروں طرف دیہاتی بھائیوں کے لئے دریاں بچھی تھیں۔ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ پنچایتوں کے سرپنچوں اور پنچوں کی تعداد جو بہ حیثیت نمائندگان شامل ہوئے چھ سو سے کم نہ تھی۔

قابل ذکر افسران میں سے آنریبل مشیر مال صاحب بہادر کے علاوہ سر آر۔ این۔ چوپڑہ ڈائرکٹر میڈیکل سروس۔ وزیر فیروز چند صاحب ریونیو کمشنر ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھے۔ خواجہ علی شاہ صاحب ڈائرکٹر فوڈ کنٹرول۔ رائے بہادر شام سندر لعل ور رورل ڈیولپمنٹ افسر۔ جیلانی صاحب ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو اور دیگر افسران محکمہ مال بھی شریک جلسہ تھے۔

حضور مشیر مال صاحب بہادر کی تشریف آوری پر زمینداران نے آپ کا بڑے جوش و خروش اور تپاک سے خیر مقدم کیا۔ آپ کا جسم پھولوں کے ہاروں سے لدا پڑا تھا۔ گولے چلائے گئے۔ سکول بینڈ نے سلامی لی۔ اور نعرہ ہائے زندہ باد میں آپ کرسئ صدارت پر جلوہ فگن ہوئے۔

جلسہ تین بجے بعد دوپہر شروع کیا گیا اور پانچ بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا۔ جس جذبۂ شوق سے آپ تشریف لائے۔ اس سے دوگنے جذبِ محبت سے سرشار ہو کر آپ واپس تشریف لے گئے۔

زمینداروں نے دل کھول کر عرضداشتیں پیش کیں۔ اور آنحضور نے اسی خلوص اور دریا دلی سے ان کی معروضات کو سنا اور اسی وقت احکام جاری کئے چاروں طرف سے زندہ باد کے نعروں میں آپ کی موٹر گزر رہی تھی۔

....

نمائندگان کی خورد و نوش یوں تقسیم کی گئی تھی۔ کہ مسلمانوں کا انتظام تو ایم۔ اے صاحب صابر جنرل سکریٹری کانفرنس کے سپرد تھا۔ اور ہندوؤں کے کھانے کا اہتمام پنڈت منموہن ناتھ صاحب ور اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر کے ذمہ تھا۔ قابل تعریف یہ امر تھا کہ کسی فرد بشر کو کھانے پینے کے متعلق کوئی شکایت کا موقعہ نہ ملا

محکمہ کے ملازمان جو کانفرنس میں شریک کار تھے ان کا کنٹرول پنڈت منموہن ناتھ صاحب اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ رہے ہے۔ آپ جلسہ گاہ میں کانفرنس کے انتظام کے سلسلے میں ایک دو دن پہلے کلگام پہنچ چکے تھے۔

استقبالیہ کمیٹی آپ ہی نے بمشورہ رورل ڈیولپمنٹ افسر و جنرل سکرٹری کانفرنس مرتب کی تھی۔

پنچائیت کانفرنس کلگام

روئیداد کانفرنس

۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۱ء۔ کانفرنس کا افتتاح تین بجے بعد دوپہر آنریبل شیر مال صاحب بہادر نے فرمایا۔ سب سے پہلے وہ سپاسنامہ جو زمینداران نے بذریعہ ایم اے صاحب صابر جنرل سکریٹری کانفرنس پیش کیا تھا، پڑھا گیا جس کی نقل علیحدہ درج کی گئی ہے۔ اس کانفرنس کے جنرل سکریٹری ایم۔ اے صابر تھے

سپاسنامہ کی پیشکش کے بعد جناب رائے بہادر شام سندر لعل صاحب ود رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت افسر نے اپنی مختصر اور جامع رپورٹ پڑھ کر سنائی جس سے محکمہ کی کارکردگی۔ اس کا لائحہ عمل اور زمینداران کا جوش عمل ظاہر ہوتا تھا۔ یہ رپورٹ بھی قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے اگلے صفحوں میں شایع کی گئی ہے

اس کے بعد ایم اے صاحب صابر جنرل سکریٹری کانفرنس نے کشمیری زبان میں ایک بسیط تقریر کی جس میں نصیحت آموز باتوں کے علاوہ محکمہ کے اصلاحی امور اور دیگر کارہائے نمایاں کا ذکر کیا۔ صابر صاحب کی تقریر کے بعد جیلانی شاہ صاحب

ڈپٹی رجسٹرار نے امداد باہمی پر تحریری تقریر حاضرین جلسہ کو پڑھ کر سنائی جس کی نقل برائے ملاحظہ قارئین درج رسالہ کی گئی ہے۔ آخیر میں شیخ غلام قادر سپرنٹنڈنٹ پنچایت آفس نے مختصر الفاظ میں ان تکالیف کا ذکر کیا جو ملازمان محکمہ کو ابتدائی مرحلوں میں پیش آئیں۔ اور اس امر کی معذرت کی کہ کشمیری زبان میں اپنے جذبات کو اپنے دیہاتی بھائیوں کے سامنے پیش نہ کر سکے اور اسی پر اکتفا کیا ع۔ کہ زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم۔

سب سے آخیر میں حضور شیر مال صاحب بہادر نے اپنی پریذیڈنشل تقریر بیان فرمائی۔ حضور نے سرپنچان و پنچان کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ انہیں دیانت داری سے کام لینا چاہئے۔ اور جنبہ داری سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔ وہ خود دیہاتی ہیں اور دیہاتیوں کے بھائی ہیں۔ بنہایت خلوص و محبت سے کام کرنا ان کا فرض ہے۔ آپ نے پنچایتوں میں فیصلہ جات کے متعلق فرمایا کہ باہمی مصالحت سے طے کرنے کی کوشش کریں

قانون اور ضابطہ کا حتے المقدور کم استعمال کریں سرپنچوں اور پنچوں کو ہدایات دیں کہ وہ اپنے آپ کو زمینداروں کا خادم تصور کریں۔ نہ یہ کہ وہ حکم اور ارشاد اپنا نصب العین مقرر کریں۔

شالی کے متعلق آنحضور نے فرمایا کہ ہمیں وہ شکایات جو محکمہ مال کے ذریعہ گزشتہ سال تھیں اب نہیں ہونا چاہئے اور سرپنچان و پنچان کو زیادہ سے زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ آنحضور نے کشمیری زبان کے متعلق بھی ارشاد فرمایا۔ کہ ہر ملازم کو کشمیری زبان جاننا چاہیے۔ چنانچہ آپنے کشمیری زبان سیکھنے کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ اگر آئندہ سال ہمیں یہاں واپسی کا موقعہ ملا۔ تو ہم ضرور کشمیری زبان میں تقریر کریں گے (اس پر خوب تالیاں بجائی گئیں۔) حضور نے نہایت جامع پُر مغز اور مدلل تقریر فرمائی۔ اس کے بعد جلسہ دوسرے دن کے لئے ملتوی کیا گیا۔

یکم نومبر ۱۹۴۲ء۔ آج کے دن بھی جلسہ حسب سابقہ ٹھیک تین بجے بعد دوپہر زیر صدارت وزیر فیروز چند صاحب ریونیو کمشنر شروع ہوا۔

اوّل اوّل ایم اے صاحب صاحب نے بحیثیت جنرل سکرٹری کانفرنس ریونیو کمشنر صاحب کے سامنے پروگرام رکھا جس کے مطابق پہلے خود ایک مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد غلام ... کشمیری نے ایک نظم پڑھی جو علیحدہ درج کی جاتی ہے۔ پھر ویٹرنری اسسٹنٹ صاحب اننت ناگ نے جو ذاتی طور پر کشمیری ہیں باوصف لوگوں کے اصرار کے اردو میں ویٹرنری محکمہ کے متعلق چند مفید مطلب باتیں بیان کیں۔

غلام جیلانی صاحب ڈپٹی رجسٹرار نے بھی ایک تحریر بذریعہ انسپکٹر اشتمال اراضیات کشمیر پیش کی۔

خواجہ غلام احمد سرپنچ سلمرہ و خواجہ غلام مصطفےٰ سرپنچ آرونی نے پنچایت کے فوائد اور خوش عزید شالی کے متعلق ایک مدلل اور مکمل تقریر کی جسے زمینداران نے بے حد پسند کیا۔ اور علامہ اقبال کے شعر بھی پیش کئے گئے۔

آخیر میں رائے بہادر پنڈت شام سندر لعل صاحب رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت افسر نے فصیح کشمیری زبان میں اور نہایت موثر پیرایہ میں ایک پرمعنی تقریر فرمائی جس سے زمینداروں کے دل مسرت اور جوش سے اچھلنے لگے۔ بات بات پر تالیاں بجتی تھیں اور رائے بہادر شام سندر لعل زندہ باد کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں زمیندار بھائیوں کے سامنے کرسی پر بیٹھتے شرم محسوس کرتا ہوں۔ میرا دلی جذبہ یہ ہے۔ کہ میں فرش خاک پر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کام کروں۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ ہر قسم کی ترقی حاصل کریں۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش چلیں۔ آپس کے تفرقات کو حرف غلط کی طرح مٹادیں۔ محبت اور اتفاق کے سمندر میں غوطے لگائیں۔ ایک دوسرے کا حقیقی بھائی نظر آئے۔ غرضیکہ آپ کی تقریر سبق آموز بھی تھی اور دلچسپ بھی۔

اختتام پر ریونیو کمشنر صاحب بہادر نے اپنا پسندیدہ نشل ایڈریس بیان فرمایا جس میں رورل ڈیولپمنٹ افسر صاحب کے بیان کردہ لکچر کا خلاصہ فرماتے ہوئے کہا کہ پنچایتوں کے متعلق اب کوئی ایسی بات نہیں جو باقی قابل تشریح ہو. البتہ میں یہ کہونگا کہ امداد باہمی کا فایدہ بھی زمینداران کو اٹھانا چاہیئے. غالباً زمیندار ابھی تک امداد باہمی کا مطلب نہیں سمجھے.

اس کے بعد چند ضروری ریزولیوشن کانفرنس میں پیش کیئے گئے جو باتفاق رائے منظور کیئے گئے. ریزولیوشن کسی دوسری جگہ درج ہیں. علاوہ ازیں آپنے زمینداروں کو ذہن نشین کرایا کہ وہ جہانتک ہوسکے پنچایتوں کے کام میں پوری پوری دلچسپی لیں. ایسا نہ ہو کہ بعد میں انہیں تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے! اور محکمہ کے اہلکاران کو اپنے گزشتہ کام پر تاسف ہو. آپ نے حضور سری سرکار والا مدار کی عنایت کے شکریہ پر اپنا لکچر ختم کیا.

سپاسنامہ

منجانب پنچایت ہائے تحصیل کولگام واننت ناگ

بعالیجناب آنریبل رائے بہادر ہمت سنگھ. کے مہیشری وزیر مالیات ہز ہائینس گورنمنٹ جموں وکشمیر

اس امر کے بیان کرنے میں ہمیں قلق پیدا ہو رہا ہے. کہ آنریبل وزیر اعظم این گوپال سوامی آئینگر ہماری کانفرنس میں گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے شمولیت نہیں کر سکے. اور انہوں نے اپنی غیر حاضری کی معذرت کا پیغام بھیجا ہے. محکمہ پنچایت اور دیہات سدھار کی بنیاد ان کے بابرکت وجود کا نتیجہ ہے اور دو سال تک بنفس نفیس اس کے تمام کام کو چلاتے رہے یہی وجہ ہے کہ ایسے مدبر پختہ کار سیاست دان اور بہی خواہ ملک کشمیر کے ہاتھوں کا لگایا ہوا باغ آبیاری سے سینچا ہوا پودا شاداب اور سرسبز نظر آرہا ہے.

درختے کہ اکنوں گرفت است پا　　بہ نیروے شخصے برآمد زجا

یہاں تو اب یہ مقولہ بھی بدلہ ہوا ہے۔ کیونکہ اس محکمہ کے معمار نے اس کی بنیادوں کو ایسا سنگین اور مضبوط بنایا ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو متزلزل نہیں کر سکتی ہے۔ اور ہم این گوپال سوامی آئینگر وزیر اعظم کشمیر کے نام کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ اس پر سونے پہ سہاگہ یہ ہے۔ کہ راسخ علم و عمل مدبر کا مقولہ ہے ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا نہیں ہو سکتا　　　ہمت کرے انسان تو کیا نہیں ہو سکتا

اس جنت نظیر کشمیر میں یہ پہلی مثال ہے۔ کہ ایک بلند ہمت مشیر مال نے نہایت تدبر و سادگی، مستقل مزاجی، منکسر مزاجی اور فرخندہ پیشانی سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ تمام عقدہ ہائے لاینحل آنریبل ہمت سنگھ بہادر کی ہمت سے ہی حل ہو رہے ہیں۔ ریاست کشمیر میں کشمکش حیات و ممات بسلسلہ بے روزگاری اور شالی نے پیدا کی تھیں اس کا حل کرنا اور پھر سلجھانا کوئی آسان نہیں تھا۔ بلکہ عرصہ دو سال سے تو اتنے کے ساتھ انقلاب کی آواز دروازوں پہ دستک دے رہی تھی اور اندیشہ لاحق ہوا تھا۔ کہ انسان انسان کو کاٹ کھائے۔ زندگی کے لئے کشمکش اور جدوجہد نہ جانے ابھی کیا کیا شکلیں اختیار کرے مگر آنریبل موصوف چند مہینوں کے اندر آنکھ مچولوں میں اپنی رہنمائی میں اپنے مختلف اداروں کے ذریعہ زمیندار کے دماغ کو خاص سانچہ میں ڈالنے اور ان کا چال چلن بنانے میں تربیت دے رہے ہیں۔ تاکہ یہ جنت نظیر ہمیشہ کے لئے لالہ زار نہ بنے۔

آنحضور کی ان تھک کوشش، تگ و دو، دماغ سوزی، ایثار اور جذبہ نے ان بیانک مسائل کو ایسا آسان کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی جانتے ہیں نکتہ رس دماغ اور عمدہ اخلاق کے مالک ہو کر حاصل شدہ طاقتوں کو آنحضور کی طرح اپنے وطن اور بنی نوع انسان کی خدمت میں استعمال کرنا اپنا زندگی کا خاص مقصد بنا لیں۔ اور دوسروں کی خاطر جان تک بھی خطرہ میں ڈالنے سے گریز نہ کریں۔ آنحضور کے یہ کارنامے ایسی صورت میں اور ایسے وقت میں رونما ہوئے ہیں۔ جب کہ تاریخ کشمیر میں ایک اور باب کا اضافہ ہو رہا ہے جو سنہری حروف سے لکھا جائیگا اور عنوان یہی ہوگا

"بلند ہمت مشیر مال کا دور"

یہاں کا زمیندار خوش خرید شالی کے نام سے گھبراتا تھا۔ اور سرکاری مجوزہ کی ادائیگی کے بعد وہ اس حصہ شالی کو باول ناخواستہ ادا کرتا تھا۔ اور ہر وقت واویلا میں سرگرداں رہتا تھا مگر حضور نے جب اس کو پنچایتوں کے سپرد کیا۔ تو آزادانہ رضامندی سے خوش ہو کر جذبۂ خود اعتمادی سے سرشار ہو کر ہزاروں خروار شالی جمع ہو رہی ہے ایک دوسرے کی مدد کرو، کے سبق کو ایسا اپنایا ہے۔ کہ اب شالی سٹور کو شالی روانہ کر رہے ہیں۔ جس کام پر ایک ادارہ کے ملازم اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ کام پنچایتیں آنحضور کے سبق آموز نسخہ سے

کر رہے ہیں۔ ان کے ممبر کسی اجرت یا معاوضہ کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اس کام کو کرنا اپنے لئے فرض منصبی سمجھ رہے ہیں۔ اس نظام جدید نے جہاں تک ہمارا یقین ہے۔ اس مسئلہ شالی کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے۔ آنحضور کے دل میں زمیندار کی تڑپ اس قدر موجود ہے۔ کہ آنحضور یہاں کے زمیندار اور شہری کو خوش و خرم دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ جب یہاں کے مفلوک الحال زمیندار کو پنجاب کی گلی کوچوں میں آپ نے سرگرداں دیکھا اور یہاں کی چھاہ کی بے کاری کو زیر غور لایا۔ تو اس کی تاب نہ لا کر ایک نئی سکیم جاری کی۔ ان کے لئے تجاویز سوچنے کے لئے ایک بورڈ کا تقرر فرمایا۔ اور تمام کام اس مزدور کے سپرد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ علاقہ شاہ آباد وغیرہ میں اس کام کی داغ بیل ڈال دی گئی ہے۔ اور دیگر ٹھیکہ جات کے لئے خاص احکام مزدور انجمنوں کے لئے صادر فرمائے ہیں۔ مجوزہ شالی اور گندم کیلئے جاگیردار بڑے زمیندار۔ چھوٹے زمیندار اور کاشتکار کا مسئلہ ٹیڑھی کھیر کے ضرب المثل کا مصداق بنا ہوا تھا۔ جو کبھی پکنے میں نہیں آتی تھی۔ مگر حضور نے اس کا حل ایسا موزون فرمایا کہ ہر ایک مطمئن نظر آرہا ہے۔

شالی سٹور کے ٹکٹوں کا مسئلہ واویلا سے شروع ہوتا تھا۔ اور واویلا پہ ختم ہوتا تھا۔ اور ہر کس و ناکس کو ورطۂ ابتلا میں ڈال رہا تھا۔ اس پہ سپیشل افسروں کا تقرر کرنا اور پھر ذاتی نگرانی نے اسے ایسا آسان کر دیا ہے کہ ریاست میں دور جدید نظر آرہا ہے۔ غلہ دار کے نام سے شہری اور زمیندار کانپ اٹھتا تھا مگر آنحضور نے اس کی بہبودی کے لئے اور ایک اخلاقی نمونہ پر کام کرنے کے لئے ایسی جماعت میں بٹ کر دیا۔ کہ واویلا بھی ختم ہو گیا۔ قصبہ جات کے لئے کوآپریٹو سیل اینڈ سپلائی سٹورز کا اجراء ان تمام تکالیف کے دکھ تمام کا واحد ذریعہ ہے۔ اور اب یہ ناممکن ہے۔ کہ دیہات میں قصبہ جات میں یا شہر میں بے چینی ہو۔ بلکہ ان تمام بے چینی پیدا کرنے والے اسباب کو آپ نے مسدود فرمایا ہے۔ چنانچہ دیہات کے لئے پنچایتیں۔ شہر کے لئے شالی سٹور۔ قصبہ جات کیلئے سپلائی سٹورز اور غلہ دار کے لئے امداد باہمی کی انجمن اس تمام کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

ہمیں اس بات کے بیان کرنے میں تامل نہیں ہے۔ کہ اگر آپ کی سرپرستی ہم پہ جاری رہی تو کنڈی علاقہ جات کا واویلا العطش العطش کی پکار دور ہو کر رہے گی۔ گاؤں گاؤں پل اور سڑکیں ہونگی۔

عالیجاہا! اس میں شک نہیں ہے کہ ہر کام کے کرنے میں غلطیاں اور خامیاں ضرور ہوا کرتی ہیں۔ خاص کر جب کوئی کام ابتدائی منازل سے گذر رہا ہو۔ مگر پھر بھی آپ کی رہبری اور سرپرستی نے پنچایتوں میں وہ روح اور زندگی پیدا کی ہے کہ پنچایتوں کے ساتھ تمام لوگ لبیک کر رہے ہیں۔ خود پنچایتیں دیہات سدھار کی

سکیم میں نمایاں طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ مثلاً کیں۔ پل۔ بند اور کوٹھار بنا رہے ہیں جو کام خود نہیں کر سکتے۔ وہاں ٹھیکیداروں کو اپنی امداد بطور مزدور کے دیکھ پورا کر رہے ہیں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب بچہ بچہ کی زبان پر اور ہر در و دیوار پر پنچایت۔ پنچایت کندہ ہوا ہو گا۔

اگرچہ ہم اس قلیل وقت میں اپنے جذبات کو مفصل طور پر اظہار کرنے سے قاصر ہیں۔ اور اس نازک دور میں جبکہ بین الاقوامی حالات نے پیچیدگی اختیار کی ہو۔ آپ عدیم الفرصت بھی ہوں رات اور دن آپ کی مصروفیات بڑھ رہی ہوں۔ آپ کا ہمارے درمیان ہونا نہ صرف پنچایتوں کے لئے فخر ہے۔ بلکہ خطہ کشمیر کو جس قدر بھی ناز ہو کم ہے۔

آنحضور کی رہنمائی نے۔ اعتماد نفس نے اور نصیحت آموز پیغامات نے جو جذبہ پنچایت کے ممبروں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور جس طرح پنچایت افسر صاحب نے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے ہم اس کی انجام دہی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہے۔ ہمیں پوری پوری امید ہے اور ہماری دعا ہے کہ ہم اپنے موجودہ مقصدمیں کامیاب ہو جائیں۔

آخیر پر ہم آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آنحضور نے ایسے نازک وقت میں اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری کانفرنس کو رونق افروز فرمایا ہے۔ اور ہمارے قالب میں نئی زندگی ڈالدی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ حضور مہاراجہ بہادر کا سایہ عاطفت ہم پر ہمیشہ رہے۔ ان کی عمر دراز ہو۔ ان کا اقبال بلند ہو۔ اور ہمت سنگھ کی ہمت ہمارے شامل حال ہو

ہم ہیں آپ کے وفا کیش

ممبران پنچایت کو لگام وانت ناگ

نمبر لیبر۔ ایم اے صابر آرگنائزنگ سکرٹری

رپورٹ کارکردگی محکمہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت

محکمہ پنچایت کی داغ بیل سمت ۱۹۹۲ کے نصف میں ڈالی گئی۔ اور محکمہ رورل ڈیولپمنٹ کا الحاق پنچایت کے ساتھ سمت ۱۹۹۷ میں کیا گیا۔ جب اس محکمہ کی باگ ڈور براہ راست آنریبل پرائم منسٹر صاحب بہادر این گوپال سوامی آئینگر نے اپنے ہاتھوں میں لی۔ حضور ممدوح نے اس کا لائحہ عمل مرتب فرمایا اور ان کی ہدایات پر نہایت دیانتداری سے عمل کیا گیا جس کے باعث ایک قلیل عرصہ میں اس محکمہ نے نمایاں کام کیا۔

سب سے پہلی چیز جو حضور نے تجویز فرمائی دیہاتوں کی سابقہ اور موجودہ حالت کا جائزہ لینا تھا جس کیلئے ایک مفصل مکمل اور جامع سروے کی کتاب "اقتصادیات دیہی" مرتب کی گئی۔ اور اس کام کو انجام دینے کے لئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا تقرر عمل میں لایا گیا۔

پنجاب و دیگر صوبہ جات ہند میں ایک طرف تو دیہات سدھار کا کام تقریباً ناکام رہا۔ دوسری جانب پنچایتیں اپنے عمل میں بے کار ثابت ہوئیں جس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہاں ان دونوں کا آپس میں کوئی الحاق نہ تھا۔ چنانچہ ہماری دوربین اور عاقبت شناس حکومت نے ان دونوں شعبوں کو آپس میں ملا دیا جس کے نتائج بڑے شاندار اور تسلی بخش ثابت ہو رہے ہیں۔

ابتدائی دور میں پنچایتوں کے سپرد زیادہ تر جوڈیشل کام رہا جس کے باعث زمینداران میں یہ احساس پیدا ہوا کہ انہیں مزید اختیارات دیئے جائیں۔ اور اصلاحی امور میں ان کو زیادہ دخل حاصل ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں زمینداران نے اپنی گرہ سے حسب توفیق عطیہ جات پیش کرنے کا مستحسن قدم اٹھایا۔ بنابریں ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر نے ان کے احساسات کے پیش نظر ایک علیحدہ کثیر رقم کی گرانٹ اصلاح امور کے لئے منظور فرمائی

پنچایتوں نے علاوہ ان امور کے اپنی بہبودی کی خاطر حفظان صحت کے اصولوں پر چلنا شروع کیا۔ اور قبیح رسومات کا انسداد اپنے ذمہ لیا۔ اور دیگر اقتصادی۔ معاشرتی۔ مجلسی جسمانی امور میں پوری پوری دلچسپی کا اظہار کیا۔

محکمہ نے زمینداران کی بہبودی اور عام واقفیت کے لئے ایک دیدہ زیب ماہوار رسالہ "دیہاتی دنیا" کا اجراء

کیا. ایک پراپگنڈا وین بنائی جس کے ذریعہ جگہ بجگہ لیکچر دیئے گئے اور مختلف قسم کے پمفلٹ باتصویر پوسٹر مختلف مضامین پر تقسیم کئے گئے. انٹی ملیریا کمپین. صفائی دیہات وغیرہ وغیرہ کا اہتمام کیا گیا جس سے زمینداران کی ہر قسم کی رہنمائی ہوئی. مزید براں ضروری مقامات اور احسن کارکردگی کرنے والی پنچایتوں کے حلقوں میں ریڈیو سیٹ بھی نصب کئے گئے. تاکہ اُن سے مستفید ہوکر زمیندار ترقی کی راہ پر گامزن ہو.

اصلاحی کاموں میں محکمہ نے خزانہ عامرہ سے کثیر رقم خرچ کرکے دیہات میں خصوصاً علاقہ کنڈی میں جہاں پانی کی کمی تھی. بذریعہ چاہات. پمپ ہا. چشمہ ہا. تالاب ہا اس قلت کو بڑی حد تک رفع کیا. ضرورت کے مطابق بعض جگہوں میں غسلخانے. ٹٹیاں. پارکیں اور سڑکیں بھی تیار کی گئی. جہاں کہیں دریا. نالے. ندیاں زمینداران کے راستوں میں حائل تھیں. وہاں پل. پلیاں وغیرہ تعمیر کی گئیں اس میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا. کہ زمینداران نے محکمہ کا بخندہ پیشانی ہاتھ بٹایا. حضور سری سرکار والا مدار نے اپنی خسروانہ عنایات سے زمینداران کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کیلئے خزانہ عامرہ سے تین لاکھ سے زائد گرانٹ عنایت فرمائی

اختصار کے طور پر یہ بیان کرنا بے موقعہ نہ ہوگا کہ گزشتہ سال میں ان جملہ پنچایتوں میں ۲۲۸۷۰ فوجداری ..۴۴ دیوانی مقدمات دائر ہوئے جن میں سے ۱۲۵۱۴ بحسنِ تصفیہ باہمی اور ۳۲۶۲۵ بذریعہ تجویزی عدالت پنچایت طے پائے. لطف یہ ہے. کہ ان جملہ فیصلہ جات کے خلاف صرف ۵۰ نگرانیاں ہوئیں. جن کی اوسط ۲ فیصدی سے بھی کم ہوتی ہے. گزشتہ سالوں کی اوسط بھی کم و بیش یہی رہی ہے. سروے کے متعلق زیادہ تفصیل بباعث طوالت ویسی موزوں نہ ہوگی. مختصراً اتنا ہی بیان کرنا کافی ہے کہ ہر دو صوبہ جات میں اس وقت تک ...۳ گاؤں سے زائد کا سروے کیا گیا ہے. اور زمینداران کے اقتصادی. معاشرتی اور دیگر خورد و نوش کے حالات درج کئے جا چکے ہیں.

سال گزشتہ میں وادی کشمیر میں شالی کی نایابی نے زمینداران پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور کونے کونے سے چیخ و پکار شروع ہو گئی تھی. اور ہر کس و ناکس فاقہ مستی کا شکار ہونے لگا. حسنِ اتفاق سے یا خوبی تقدیر سے رائے بہادر ہمت سنگھ صاحب موجودہ ریونیو منسٹر مال کے سپرد عنانِ وزارت آ چکی تھی. آپ نے اپنی جبلی قابلیت اور حسنِ تدبر سے اس مشکل ترین اور کٹھن مہم کو اس خوبی سے سر کیا. کہ یہ مشکل آپ کے بغیر شاید ہی کسی سے حل ہو سکتی. چنانچہ علاوہ دیگر مناسب اور موزوں احکام کے یہ کام پنچایتوں کے سپرد کیا. جس کا نتیجہ شاندار نکلا. اور ہر مفلس و نادار جو فاقہ کشی کا شکار ہو رہا تھا. آزاد زندگی کی سانس لینے لگا. اس سلسلہ میں حضور منسٹر مال صاحب بہادر نے جو تگ و دو کی اس کو زمینداران خوب جانتے ہیں اور [illegible]

اب ہمیشہ کے لئے اس تکلیف کا قلع قمع کرنے کے لئے حضور شیر مال صاحب بہادر نے ایک لاکھ خروار شالی اور پچاس ہزار خروار مکی کے لئے گراں کثیر رقم منظور فرمائی جس میں سے آج تک پنچایتوں کو ۲۱۳۰۰۰ روپیہ بطور ایڈوانس کے تقسیم کر دیا گیا جس رقم کے بالمقابل مختلف پنچایتوں سے ۲۷۷۵۰ خروار شالی اور ۳۳۳۰۵ خروار مکی کے بانڈ محکمہ پنچایت میں پہنچ چکے ہیں۔ اور فراہمی کا کام سرعت سے جاری ہے۔ اور مزید بانڈز محکمہ میں موصول ہو رہے ہیں۔ فراہمی شالی و مکی کے لئے بعض مقامات میں کوٹھار مہیا کئے گئے ہیں اور جہاں کہیں ان کا انتظام نہیں پنچایتوں کو کوٹھاروں کے مہیا کرنے کے لئے مناسب ہدایات دی گئی ہیں۔ یہ غلہ کوٹھاروں میں اس خیال کے تحت جمع کیا جا رہا ہے۔ کہ آئندہ بر موقعہ عوام کی ضروریات کے لئے ان کے کام آسکے۔

میں اس موقعہ کو غنیمت جان کر یہ فراموش نہیں کرنا چاہتا۔ کہ محکمہ مال۔ محکمہ کواپریٹو۔ محکمہ زراعت محکمہ ویٹرنری۔ محکمہ میڈیکل اور محکمہ ایجوکیشن کا ذکر نہ کروں جنہوں نے ہر ممکن طریق سے ہمارے محکمہ کے ساتھ تعاون کیا۔ اور وقتاً فوقتاً بر وقت ضرورت ہماری امداد کی۔

آخیر میں میں اس مسرت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج تک کسی دیہاتیوں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیا جو میرے لئے باعث تشویش ہو۔

حضور شیر مال صاحب بہادر و دیگر اراکین مجلس کی تشریف آوری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی ان کارکنان جلسہ کا جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں ان تھک کوشش کی۔

شام سندر لعل در

(رائے بہادر)

تحریکِ امدادِ باہمی

صاحب محترم صدر و حضرات

مجھے اس بات کی از حد خوشی ہے۔ کہ ہم سب کو آج ایک ایسے بزرگ ہستی کے زیرِ صدارت ملنے کا موقعہ ملا جس کی رعایا پروری۔ انصاف اور معاملہ فہمی کا ہر گوشہ ریاست میں چرچا ہو رہا ہے۔

صاحبان۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ والدین کس طرح اپنی اولاد کی دماغی۔ ذہنی۔ جسمانی اور مالی ترقی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اور ہر ممکن کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ ان کی اولاد ہر طرح سے بہترین ثابت ہو۔ اسیطرح ہمارے والیٔ ملک عزی حضور مہاراجہ بہادر زادہ ملکہ کی خواہش رہی ہے اور رہتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کو ہر طرح سے خوشحال دیکھے۔ چنانچہ آنحضور نے اپنی ریاست میں مختلف شعبے قائم کئے ہیں۔ جو رعایا کے لئے باعث ترقی ہو رہے ہیں اپنی رعایا کو تعلیم سے مزین کرنے کے لئے حضور سرکار والا نے تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں۔ جہاں پر بچے اور بوڑھے دونوں تعلیم پاتے ہیں۔ اور ان کے دماغ تعلیم سے روشن ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے کی خاطر محکمہ دیہات سدھار قائم ہوا ہے دماغی اور جسمانی ترقی کے ساتھ ساتھ زمینداروں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے محکمہ امداد باہمی قائم کیا گیا۔

امداد باہمی ایک ایسی تحریک کا نام ہے جس میں اشخاص بمرضی خود مساوات کے اصول پر اکٹھے ہو کر اپنی مدد خود کر سکتے ہیں۔

اس تحریک میں وہی اشخاص شامل ہو سکتے ہیں۔ جن کے اغراض مشترکہ ہوں اور وہ ان اغراض کو باہمی اشتراک سے حاصل کر سکتے ہوں۔ وہ بلا کسی جبر کے اس میں شمولیت کر سکتے ہیں۔ اس میں اعلیٰ و ادنےٰ کی تمیز نہیں غریب سے غریب اشخاص شامل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان میں مشترکہ طور پر کام کرنے کی خواہش اور اہلیت ہو اس طرح مل جل کر وہ اپنا کام چلانے کے لئے سرمایہ جمع کر سکتے ہیں۔ جو ان کے کاروبار میں کام آ سکتا ہے ایک کم مایہ زمیندار

اپنی ذاتی ضمانت پر اس قدر سرمایہ اکٹھا نہیں کر سکتا جو اس کے کاروبار کے لئے کافی ہو۔ چنانچہ اس کم مائگی کی وجہ سے اُس کی مقروضیت حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور اس میں اخلاقی اور مجلسی کمزوریاں پیدا ہوئی ہیں۔ جو اس لئے باعث ہلاکت ہو رہے ہیں مثلاً فضول خرچی۔ مقدمہ بازی وغیرہ وغیرہ کو روکنے کی خاطر تحریک امداد باہمی نے جنم لیا۔

مالی کمزوری کو دور کرنے کی خاطر قرضہ کی انجمنیں قایم ہوئیں جہاں سے زمینداروں کو ادائیگی قرضہ۔ خرید بیل و تخم۔ ادائیگی قرضہ ساہوکاران وغیرہ وغیرہ اغراض کے لئے کم شرح سود (۶½ فیصدی ۔۔ ۱۲ ۔ ۷ ۔۔ ۶ ۔ ۹) پر قرضہ مل سکتا ہے۔ اور کوئی جنس وغیرہ زمیندار سے اس قرضہ کے عوض نہیں لیا جاتا ہے موجودہ رائج طریقہ یہ ہے۔ کہ زمیندار قبل از وقت پیشگی وڈ دار سے لے لیتا ہے۔ یہ قیمت وڈ دار خود ہی مقرر کرتا ہے۔ اور فروخت کنندہ کو اپنی چیز کی قیمت مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس طرح زمیندار کو اپنی محنت کا جائز ثمرہ نہیں ملتا۔ اس کو وڈ دار سے ڈیڑھ اور ڈھائی روپیہ فی خروار سے زائد نہیں ملتا۔ اور وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے ناقابل ہو کر قرضہ کے پھندے میں پھنس کر مفلوک الحال ہو جاتا ہے۔ برعکس اس کے انجمن ہائے امداد باہمی سے زمیندار کو اپنا تمام پیداوار بنرخ مناسب فروخت کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور وہ اس طرح اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ضروری اغراض کے لئے زمیندار کو کم شرح سود پر قرضہ مل جاتا ہے اور وہ وڈ سے بچ جاتا ہے۔

صاحب محترم صدر کے تشریف آوری سے طبقہ زمیندار کی حالت اور بھی سدھرنے لگی ہے کیونکہ نرخ شالی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت تک ممبران انجمن امداد باہمی کو فروخت اجناس کی دقت تھی۔ جو اب رفع ہونے لگی ہے۔ ہر بڑے قصبہ میں سٹور قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں یہ زمیندار اپنا غلہ بنرخ مقررہ فروخت کر سکتا ہے۔ دیگر اشیائے خوردنی مثلاً نمک۔ چائے وغیرہ بنرخ مناسب سٹور سے خرید سکتا ہے۔ سٹورانت ناگ نے یہ کام حال ہی میں شروع کیا ہے۔ اسلئے زمینداروں کو اس کا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ صاحب محترم صدر نے ایسے انجمن ہائے کے قائمی میں از حد ہمدردی کی ہے۔ جس وجہ سے یہ سٹور تقریباً کشمیر کے ہر بڑے قصبہ میں قایم ہوئے ہیں۔ اگر صاحب محترم صدر کی ہمدردی اسی طرح شامل حال رہی۔ تو یقیناً یہ شعبہ بہت ترقی کر جائیگا

فضول خرچی اور مقدمہ بازی کو روکنے کے لئے انجمن ہائے کفایت شعاری اور انجمن ہائے ثالثی قایم کی گئی ہیں جس سے زمیندار فضول خرچی اور بیجا مقدمہ بازی سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ محکمہ امداد باہمی کی کوششوں سے زمیندار کس طرح فارغ البال ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں مشترکہ طور پر کام کرنے کا جذبہ موجود ہو۔

غلام جیلانی
ڈپٹی رجسٹرار

درسِ عمل

پنچایت کانفرنس کولگام کشمیر

اے تغافل کیش دہقان جاگنا ہے جاگ لے — خوابِ غفلت سے تجھے آکے جگائیگا تو کون؟
تو ہی منزل، تو ہی رہرو، تو ہی رہبر، تجھ کو اب — خضرِ رہ بن کر اگر رستہ دکھائیگا تو کون؟
تو ہی گلشن، تو ہی مالی، تو ہی گل، تو ہی صبا — تیرے گلشن میں اگر اب گل کھلائیگا تو کون؟
تو ہی مینا، تو ہی ساقی، تو ہی محفل، تو ہی مے — تجھ کو بیداری کی مے آکے پلائیگا تو کون؟
تو جلاتا ہے دیا اوروں کے ایوانوں میں کیا — تیری کٹیا میں چراغ آکے جلائیگا تو کون؟
سارے عالم کی بدل سکتا ہے تو تقدیر لیک — تیری بگڑی بات کو آکر بنائیگا تو کون؟

اُٹھ زمانے کو دکھا دے حسنِ اظہارِ عمل
تیری چشمک میں نہاں ہیں لاکھ اسرارِ عمل

اُٹھ کہ نازاں تجھ پہ ہے ہندوستان کی سرزمیں — یعنی اس اُجڑی ہوئی محفل کی زینت تجھ سے ہے
اس دیارِ کہنہ کی عزت ہے ہاتھوں میں تیرے — یعنی اس کشور میں ہے جو خیر و برکت تجھ سے ہے

تیرے عالم میں ابھی دھندلے سے آثار بہار — یعنی گلشن میں جو کچھ بھی ہے نگہت تجھ سے ہے
تیرے بازوؤں پہ ٹکی ہے مادر ہندوستاں — یعنی اس کے بازوؤں میں زور و قوت تجھ سے ہے
تو وہ گوہر ہے کہ جو اک گوہر نایاب ہے — یعنی دنیا میں فقط انساں عبارت تجھ سے ہے
اس دیار کہنہ کا ہے تیری محنت پہ مدار — اس شبستاں میں اگر کچھ ہے وہ زینت تجھ سے ہے

"خیز اے غافل کہ تو خواب پریشاں دیدہ ای
عالم تو قیر خود را جملہ ویراں دیدہ ای"

آتبا دوں تجھ پہ کیوں غربت کی ہیں تاریکیاں — کیوں تری دنیا میں انوار سحر باقی نہیں
تجھ میں پوشیدہ نہیں کوئی ترقی کا نشاں — تیرے ہاتھوں میں کوئی علم و ہنر باقی نہیں
علم ہے اک گوہر نایاب قوموں کے لئے — تیرے ساگر میں ہی لیکن یہ گہر باقی نہیں
علم سے ہوتی ہے انساں کی نظر روشن، مگر — تیری آنکھوں میں ہی یہ روشن نظر باقی نہیں
علم سے پرواز ہو سکتی ہے ممکن عرش تک — تجھ میں اے طائر مگر یہ بال و پر باقی نہیں
علم ہے نخل ترقی، خوش نصیبی جس کا پھل — تیرے ہی اک باغ میں اف یہ شجر باقی نہیں

یہ شجر پیدا کہ جب تک تو کبھی کر سکتا نہیں
قعر غربت سے کسی صورت ابھر سکتا نہیں

دیکھ ناداں ہوش میں آ، اپنی ہستی کو سنبھال — تیری ہستی پہ یہ دنیا خندہ زن کب تک رہے
تجھ کو کر چھوڑیں گے یہ تہوار اور میلے تباہ — ان میں شرکت کا تجھے فکر و فطن کب تک رہے
یہ ترے رسم و رواج ہیں، بجلیاں تیرے لئے — بجلیوں کی زد میں یہ تیرا چمن کب تک رہے
تجھ کو پھندوں میں پھنسائیں کب تلک سرمایہ دار — قرض میں ڈوبی تیری یہ انجمن کب تک رہے
ان کی دنیا میں یہ ساری چال بازی تا بہ کے — تیری دنیا میں یہ سارا سادہ پن کب تک رہے
قرض کیا ہے؟ باد و باراں، برق و طوفاں کا بحر — تیری کشتی اس بحر میں غوطہ زن کب تک رہے

دیکھ ان نقلی سہاروں کا تو دامن چھوڑ دے

بجلیاں گرتی ہوں جس پہ وہ نشیمن چھوڑ دے

اے تغافل کیش دہقاں اب خدارا جاگ اُٹھ
تیری خاطر دیکھ کیا کچھ ہو رہا ہے انتظام

تیری بہبودی کی خاطر، تیرے ہی گاؤں میں آج
ہو رہا ہے دیکھ یہ پنچایتوں کا جو قیام

کیا ہے پنچایت حکومت ہے تری، تیرے لئے
جس حکومت کا ترے ہاتھوں میں ہے سارا نظام

تیری بیداری کے ساماں ان میں ہی پوشیدہ ہیں
ان سے ممکن ہے تری عرش معلےٰ تک خرام

ہاں یہی تیرے لئے ہیں عیش و عشرت کی نوید
ہاں یہی کر لیں گی تیرے درد و غم کا اختتام

تجھ کو لازم ہے کہ تو ان کے اصولوں پہ چلے
تجھ کو لازم ہے کہ ان کا دل سے کر لے احترام

دیکھ موقعہ ہے غنیمت ہاتھ سے جانے نہ دے
دی گئی تجھ کو حکومت ہاتھ سے جانے نہ دے

دیکھ یہ پنچایتیں ہیں تیرے حق میں صبح عید
ہاں یہی عزبت کی ناداری اُڑائیں گی تری

پہلے کر دیں گی بہم یہ بال و پر تیرے لئے
پھر یہ اے طائر گرفتاری اُڑائیں گی تری

اوّل اوّل تیرے جھگڑوں کو مٹائیں گی یہی
آخر آخر یہی بے کاری اڑائیں گی تری

ہاں یہی محکم تری تعمیر کر لیں گی یہاں
ہاں یہی آئینہ دیواری اُڑائیں گی تری

تیری رگ رگ میں یہی دوڑائیگی روح حیات
بس یہی جینے کی بیزاری اُڑائیں گی تری

ہاں یہی جینے کے قابل کر کے رکھ لینگی تجھے
ہاں یہی بس مشکلیں ساری اڑائیں گی تری

دیکھ وہ مشرق میں اک تابش نمایاں ہو گئی
جاگنا ہے جاگ دہقان! شب گریزاں ہو گئی

تیرے حق میں کہہ رہی ہے دیکھ کیا دنیا یہاں
یہ وہ بلبل ہے جسے ذوق ترنم ہی نہیں

ایک مدت سے پڑا غفلت میں ہے سرد و خموش
یہ سمندر ہے وہ کہ جس میں تلاطم ہی نہیں

اس کی قسمت میں اندھیری رات کا سا ہے فسوں
یہ فلک وہ ہے کہ جس پہ ماہ و انجم ہی نہیں

ہم کی ہستی میں نہیں افسوس کچھ جوش و خروش یہ وہ میخانہ ہے جس میں بادہ و خم ہی نہیں
لاکھ میٹے ان پہ دم "قم" کا کہیں شام و سحر کیا کہیے "قم" جب کہ ان میں طاقت قم ہی نہیں
کتنے ہی آئے تھے یاں ان کو جگانے کے لئے آج سمجھانے کو شاعر دیکھ اک تم ہی نہیں

میرے دہقاں اٹھ! زمانے کو ذرا حیرت میں ڈال
کوشش پیہم سے دنیا کو دکھا اپنا کمال!!

غزلق کاشمیری

تحریک ترقئے زرعی پیداوار بذریعہ اشتمال اراضی

حاضر جیا

زمینداران کی زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے میں سادے لفظوں میں جو زمینداران کی سمجھ میں آجائے مضمون حالت زمینداراں کے عرض کرتا ہوں۔ حکومت کے نزدیک زمیندار طبقہ ایک خاص الخاص رعایا شمار میں لایا گیا ہے۔ اسلئے دنیا بھر کی حکومتوں نے زمیندار طبقہ کے ذریعہ معاش کی بنیاد کو قائم رکھنے کے واسطے طرح طرح کے ذریعہ امدادی قائم کر رکھے ہیں۔ کیوں؟ زمیندار طبقہ کا گزارہ محض زرعی پیداوار پر منحصر رکھتا ہے جب تک زمینداران کو زرعی پیداوار میں اضافہ ہو کر آسودگی حاصل نہ ہو۔ زمینداری طبقہ اپنے پاؤں پر کھڑا رہ ہی نہیں سکتا۔ بلکہ قرض کی زنجیروں میں گرفتار ہو کر فاقہ کشی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخیر یہ ہوتا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ اپنی کل اراضی فروخت کر کے دیگر چک دار کی اراضی غلہ بٹائی پر کاشت کرنے کا محتاج بن جاتا ہے۔ لہٰذا سلطنتوں کے مدبر مشیران نے طرح طرح کے ذریعہ امدادی قائم کر کے بڑی تحقیقات کے بعد یہ ثابت کیا کہ زمینداران کے منتشر بکھرے ہوئے ٹکڑہ جات اراضی کو اجتماعی صورت میں لا کر بشکل چکوک پیدا کرنے

سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے گورنمنٹ جموں و کشمیر کے والئے ملک نے زمینداروں کی زرعی پیداوار بڑھانے کے واسطے کام اشتمال اراضی کی بنیاد سمت ۱۹۸۳ ریاست میں قائم فرمائی اور اس کام کی باگ ڈور افسران انجمن ہائے امداد باہمی کے ہاتھ میں دی۔

کام اشتمال اراضی بھی امداد باہمی کا ایک جزو ہے۔ اور دیگر ذرائع امدادی مثلاً عملہ پنچایت۔ اگریکلچر۔ مینڈھی زرعی پیداوار کے اضافہ ہونے میں حامی اور مددگار ہوئے۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اس ۱۶ سالہ عرصہ میں بذریعہ اشتمال دو سو گاؤں کے ۵۲۸۴۴۳ کنال رقبہ کو اجتماعی صورت میں لاکر بشکل چک پیدا ہوئے ہیں جس سے زمینداران کی زرعی پیداوار اور قیمت آراضی میں دوگنا سے بھی زائد اضافہ ہوا ہے۔ اور نگرانی فصل۔ ترود کاشت آبپاشی وغیرہ وغیرہ میں بھی بہت سہولتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ نیز عموماً اراضی میں رہن و بیع کی بہت کمی ہو گئی ہے مفاد کی چند ایک مثال دیجاتی ہے۔

موضع کلنہ تحصیل اونتی پورہ میں اشتمال ہوکر ۸۷۲ کنال ملکیتی رقبہ بنجر قدیم پلاٹوں کی شکل میں پیدا ہوکر نوتوڑ ہو چکا ہے جس کی پیداوار ۹۱۵ من گندم۔ جو۔ مکی فصلانہ کا اضافہ ہوا۔ اور دیگر رقبہ آبی میں بھی شالی کا ڈیوڑھا اضافہ ہو چکا ہے۔

موضع ہری پور تحصیل رنبیر سنگھ پورہ علاقہ جموں میں ۳۵۶ کنال رقبہ مالکان بوجہ باریک تقسیم ہونے کے عرصہ سے غیر آباد بنجر چلا آتا تھا جس کا مالکان نے اشتمال کرا کر حد بندی کرکے سالم قطعہ زیر کاشت لایا جس سے مالکان کو ہر سال ۱۳۲۵ من شالی کا اضافہ ہو رہا ہے۔

موضع کاونی تحصیل اونتی پورہ میں سمت ۱۹۹۵ اشتمال ہوا۔ بعدازہ اشتمال آج رہن و بیع قطعاً بند ہو چکی ہے۔ یہ زمینداران کے آسودہ حال ہونے کی دلیل ہے۔ اسی طرح ہر ایک اشتمال شدہ گاؤں میں زمینداران کو زرعی پیداوار میں ترقی ہو چکی ہے

ویلی کشمیر سمت ۱۹۹۲ زمینداران کو حقوق ملکیت حاصل ہوکر رقبہ رہن و بیع کی اجازت ہوئی۔ اس ۸ سال کے عرصہ میں چک داران کا کوئی رقبہ رہن و بیع نہیں ہوا ہے۔ اگر ویلی کشمیر کے کلیات سالوار کو دیکھا جائے تو دیگر منتشر ٹکڑہ جات کے مالکان کا رقبہ کل ویلی کشمیر میں قریباً ¼ حصہ رہن و بیع ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداران کی زرعی حالت دن بدن کمزور ہو رہی ہے۔ اگر اس کمزوری کا کچھ عرصہ کوئی انسداد نہ ہوا تو ویلی کشمیر میں جہاں بلحاظ مردم شماری گزارہ کے لئے مزروعہ آراضی اوسطاً بہت قلیل مقدار میں ہے۔ زمینداران کی محصولکردہ

ملکیتیں بہت جلدی اُن کے ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔ زمینداری طبقہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا رکھنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ اُن کے منتشر کردہ جات کو ہی بذریعہ اشتمال اراضی چکوک ہائے کی شکل میں لایا جائے تو مثل چکداران کے زرعی پیداوار میں اضافہ ہو کر رہن وبیع نہائیت قلیل مقدار میں آسکتی ہے۔ دوسرا علاج ترقی پیداوار کا یہ ہے کہ مالکان کے کل رقبہ غیر مزروعہ مشترکہ شاملات دیہہ باشتنائے رقبہ کاہچرائی بذریعہ لوقہ نہر فصل وذیرہ درختاں لانے کا انتظام کیا جائے جس سے زمینداران کی موجودہ پیداوار کے ساتھ اس غیر مزروعہ رقبہ کی پیداوار شامل ہو کر اضافہ ہو۔ زرعی پیداوار بڑھنے سے ہی زمینداری طبقہ آسودہ حالی پکڑ سکتا ہے اور صاحب حیثیت بن سکتا ہے۔

چونکہ عملہ پنچائیت جس سے زمینداری طبقہ کو طرح طرح کے مفاد حاصل ہو رہے ہیں۔ اور خاص طور پر دیہاتی پنچائیتوں کے قائم ہونے سے جو اخراجات مقدمہ کی سہولتیں اور راستی واصلیت پر مقدمہ فیصل ہونے کے مفاد حاصل ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے پردہ میں ہر مذہب وملت کا اتفاقی جوہر بھرا ہوا ہے۔

لہذا میں عملہ پنچائیت کے تعلقہ داران کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں۔ کہ زمینداران کی ترقی پیداوار پر جو بذریعہ اشتمال اراضی ہو سکتی ہے بدل وجان خاص طور پر غور ہونی واجب ہے

اور عالیجناب وزیر فیروز چند صاحب ریونیو کمشنر بہادر جو اس وقت صدر جلسہ ہو کر انگوٹھی میں فیروزہ اور آسمان میں چاند کی مثل زمینداروں کے دلوں میں چمک رہے ہیں۔ ویسے ہی صاحب موصوف کے دل میں بھی بوجہ ہم وطنی ہونے کے زمینداران کی زرعی پیداوار بڑھانے میں ہمدردی نہائیت جوش مار رہی ہے۔ جبکہ زرعی پیداوار بڑھانے کا ذریعہ ہی اشتمال آراضی ہے۔ جس کا پایہ تکمیل تک پہنچانا بذریعہ تصدیق انتقالات محکمہ مال کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس وقت صاحب صدر محکمہ مال کے اعلیٰ افسر ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ زمینداران کے کام اشتمال کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تصدیق انتقالات اشتمال کی طرف محکمہ مال کی خاص توجہ دلائیں گے۔

انسپکٹر اشتمال اراضیات
کشمیر

نسخہ جات

از جناب حکیم شہزادہ غلام محمد خاں صاحب

امراض کان اور کا شافی علاج

کان کے امراض میں مندرجہ ذیل امورات پیش نظر رہیں۔

کان میں زیادہ گرم یا زیادہ سرد تیز قوی اور تیز دوا نہ ڈالیں۔ اگر دردِ شدید کی وجہ سے تشنج کا خوف ہو۔ تو کان پر ٹکور کریں (سینک کریں)

(۱) جب کوئی دوا کان میں ڈالنی مقصود ہو۔ تو اسے نیم گرم کر لیا کریں۔

(۲) کان کے مریضوں کو زیادہ بات چیت کرنا۔ قوی آوازوں۔ قے۔ تیز یا شدید حرکت کرنا۔ امتلائے معدہ کی حالت میں سونا۔ اور ثقیل کھانوں سے پرہیز ضروری ہے۔ کان کے دردوں میں ہمیشہ مادہ نزلی کی تحریک باعث ہوتی ہے۔ لہذا ابتدا میں اطریفل زمانی روزانہ ایک تولہ رات کو سوتے وقت ضرور کھایا کریں۔ اور یہ دوا بنا کر اس کے تین قطرے کان میں ڈالا کریں۔

مرمکی۔ انزروت۔ صبر۔ ہر ایک دو ماشہ باریک غبار کی طرح کر کے بول بھینس ۵ تولہ میں ڈال کر جوش دلویں۔ جب نصف کے قریب رہ جاوے چھان لیویں۔

دوسرا نسخہ کان کے درد کے لئے جو ڈالتے ہی درد کو آرام دیتا ہے۔

اک کے پتوں کا پانی۔ دھاتورہ کے پتوں کا پانی۔ پیاز کا پانی۔ سرکہ انگوری ہر ایک ۵ تولہ۔ روغن کنجد ۱۰ تولہ۔ کافور ۶ ماشہ۔ افیون ۳ ماشہ۔

افیون اور کافور کو ایک تولہ اسپرٹ میں حل کر لیویں۔ باقی ادویات کو نرم آگ پر پکاویں۔ جب پانی خشک اور تیل باقی رہ جاوے۔ تو آگ سے اتار کر افیون اور کافور حل شدہ اسپرٹ ملا کر چھان لیویں اور بوقت ضرورت دو قطرہ نیم گرم کان میں ڈالیں۔

نسخہ نخور درد اور ورم کان کے لئے مفید ہے۔

گل خطمی۔ گل بنفشہ۔ مکو۔ ہر ایک ۹ ماشہ گل نیلوفر ۴ ماشہ۔ کوکنار ڈوڈا ۴ ماشہ ادویات کو ایک پاؤ دودھ گائے میں جوش دلویں۔ اسی کی

بھاپ کان میں لے جاویں ۔ ورم اور درد کو فوراً آرام آجاویگا۔

کان پیپ اور ریم کا آنا اس کے استعمال سے تین یوم کرلنے سے آرام آجاتا ہے۔

نسخہ کنوچہ ۔ انزروت ہموزن باریک پیس کر شہد میں ملادیں اور ایک ایک بتی اس سے آلودہ کر کے کان کے اندر رکھیں ۔ ہر قسم کان کے ریم کا علاج ہے۔

ثقل سماعت ۔ بہرہ پن۔

نسخہ ۔ آب پیاز سفید ۵ تولہ ۔ شیرہ پودینہ ۵ تولہ ۔ روغن کنجد ۵ تولہ نرم آگ پر جوش دیویں جب تیل رہ جاوے چھان لیویں ۔ اور ۳ قطرہ کانوں میں ڈالا کریں اگر اس میں جوش کی حالت میں دو ماشہ امرد سیاہ ملایا جاوے تو بہت مفید ہے

مرغ یا بکرے کے پتہ کا تازہ پانی دو قطرہ کان میں ڈالنے سے بہرہ پن و ثقل سماعت دور ہو جاتی ہے۔

اگلے مہینے ناک کے امراض کے متعلق ادویات تحریر ہونگی۔ اگر پنچایت والے صاحبان میرے نسخہ جات کا تجربہ کر نیکے بعد تمام اپنے دیہاتی بھائیوں کو بتادیں۔ تو مجھے خدا کے فضل پر باور ہے کہ وہ ان کوڑیوں کی مجرب اور آزمودہ ادویات کو استعمال کر نیسے بھاری خرچ سے بچیں گے۔

ریزولیوشن

جو پنچایت کانفرنس کولگام میں زیر صدارت کمشنر صاحب بہادر باتفاق رائے پاس ہوئے

(۱)

یہ کانفرنس التجا کرتی ہے کہ سینیٹیشن سس فنڈ پنچایتوں کو عطا کیا جائے۔ تاکہ ہم غسلخانے ٹٹیاں کے تعمیر کے لئے خود انتظام کریں۔

پنچایت کاترسو

(۲)

یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ علاقہ تحصیل کولگام کے لئے فائیر بریگیڈ منظور فرمایا جاوے۔ تاکہ یہ علاقہ کما حقہ آگ کی واردات سے بچ جائے۔

پنچایت چک ورکک

(۳)

یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ نرخ مجوزہ سرکاری
عالیس دیہات یعنی دیہات خالصہ سرکار میں
کاؤں دیہات جاگرات میں فی خروار تین روپیہ
گیارہ کی تفاوت ہے۔ کیونکہ اول الذکر دیہات کا نرخ
فی خروار ساڑھے پانچ روپیہ اور وزن پانچ سیر
تین چھٹانک فی ترک ہے۔ مؤخر الذکر دیہات یعنی
جاگر میں فی خروار صرف ایک روپیہ تیرہ آنہ مقرر ہے
اور وزن فی ترک چھ سیر وصول کیا جارہا ہے
لہذا اس تفاوت نرخ کو دور فرمایا جاکر زمینداران
پر کرم فرمادیں۔

پنچایت پانیور

---

(۴)

یہ کانفرنس حکومت سے بالعموم اور آنریبل شریمل
صاحب سے بالخصوص مستدعی ہے کہ موجودہ سسٹم
وصولی مجوزہ چھوٹے زمینداروں کے لئے بارگراں ہے
اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ کم از کم اٹھ کنال رقبہ
پر کوئی مجوزہ چارج نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تجربہ
میں آچکا ہے کہ ایسے چھوٹے زمینداروں کو ذاتی مصرف
کے لئے بعد ادائگی مجوزہ نفی کے برابر پیداوار رہتی
ہے۔ زمیندار اس حصہ رسدی کو بُری طرح محسوس کرتا
رہا ہے۔ اور سال بھر نان شبینہ کے لئے محتاج
رہتا ہے

پنچایت ہواندچولگام

---

(۵)

تجربہ میں آچکا ہے کہ تحصیلات میں زیادتی کار
کی وجہ سے پنچایتوں کی ڈگریوں یا سمنات پر جلدی
کارروائی نہیں ہوتی ہے۔ سالہا سال تک ڈگریوں
کی وصولی حالانکہ یہ وصولی تحت آئین اسی طرح کی
جانی مطلوب ہے۔ جس طرح بقایا مالیہ سرکار کی وصولی
ہوتی ہے معرض التوا میں پڑتی ہے جس سے فریقین
زیر بار ہوتے ہیں۔ لہذا کانفرنس مناسب سمجھتی ہے کہ
ہر ایک تحصیل میں ایک پنچایتی کلرک اور ایک چپڑاسی کی
تقرری ہونی چاہیئے۔ تاکہ فریقین تضیع اوقات سے بچ سکیں

پنچایت ہواندچولگام

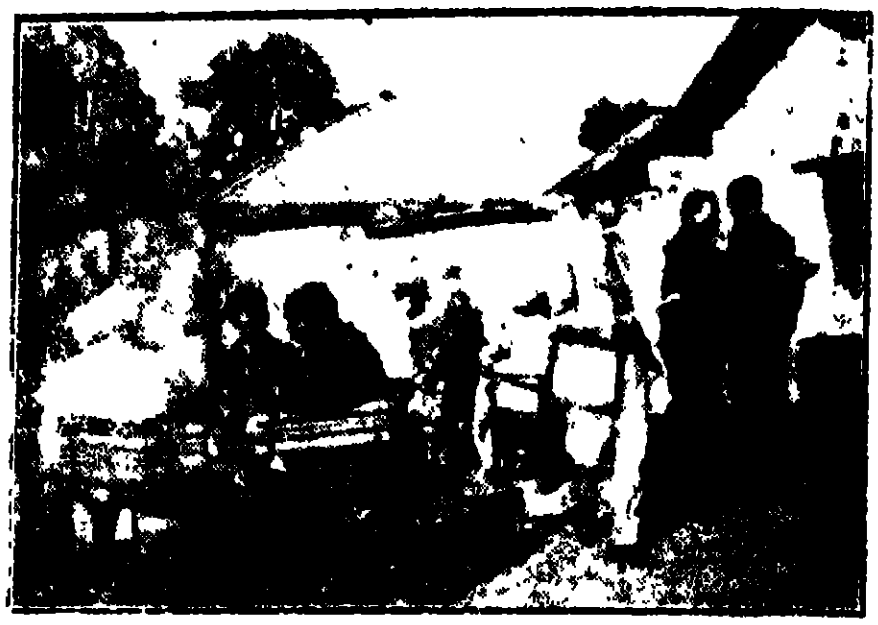
---

(۶)

یہ کانفرنس تشخیص کرتی ہے کہ تجربہ سے ثابت
ہوا ہے۔ کہ اکثر دیہاتی مستورات بعدم موجودگی زنانہ
ہسپتال بلاعلاج فوت ہوتی ہیں۔ لہذا حکومت سے
برار تمنا ہے کہ کم از کم ہر ایک تحصیل میں دو دو زنانہ
ہسپتال کھولے جائیں۔ تاکہ وقت پر علاج معالجہ پاسکیں

پنچایت ہواندچولگام

(باقی صفحہ ۱۹ پر)



جملہ اہلکاران و ملازمان جنہوں نے کانفرنس میں شرکت کی



کارروائی جلسہ آنریبل مشیر مال صاحب بہادر
کی صدارت میں



کانفرنس کے مسلم نمائندگان چائے پی رہے ہیں



میوزیشن پارٹی زمینداران کو محظوظ کر رہی ہے

نیا دیہات

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۰)

انجمن اتحادی کو بنے ہوئے چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اب پورے سو ممبر ہو چکے ہیں۔ چھ صد کے قریب ان کا اپنا حصص کا روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ دو صد روپیہ فی ممبر کے حساب سے بیس ہزار روپیہ صدر بنک سے بطور قرض حاصل کیا گیا ہے۔ انجمن کے ماتحت ممبروں کی اجناس اور ان کی ضروریات کی اشیاء کے سٹور کھولے گئے ہوئے ہیں۔ کیمیاوی کھاد اور عمدہ بیج سے اس فصل پر پہلے سے تین گنا اناج ہوا۔ اسلئے تمام گاؤں خوش و خرم تھا جنس اچھی قیمتوں پر منڈی میں فروخت کی گئی تھی لوگوں کو فرصت تھی، اور نجم دین کے خواب کی تعبیر ہونے والی تھی۔

ایک دن نجم دین نے فضل دین اور لال چند کو بلوایا اور کہا۔

نجم دین۔ دیکھو بھائی! اینٹوں اور لکڑی کا ذخیرہ تو ہم ضرورت سے زیادہ کر چکے۔ ضروری مصالحہ بھی تو تیار فراہم ہو چکا ہے۔ دو تین روز تک شہر سے بڑھئی اور معمار آنے والے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ خود ساتھ ہو کر دیہات کا مشرقی حصہ خالی کروالو۔

فضل دین۔ دیہات والے تو ہم سے زیادہ بیتاب ہیں، وہ انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔ وہ تو کب کے خالی بھی کر چکے ہیں۔ صرف تمہارے اشارے کی ضرورت ہے۔ دو ایک روز میں تم اس حصہ کو ہموار دیکھو گے۔

نجم دین۔ خدا کا شکر ہے کہ لوگوں میں خود بخود یہ بات پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس احساس کا نتیجہ ہے کہ ان کا ہر قدم انہیں ترقی کی طرف لے جا رہا ہے

فضل دین۔ نجم دین! ہم سمجھتے ہیں یہ سب تمہارے خلوص اور ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ یہی لوگ تھے۔ جو بھلائی کی بات پر ناک بھوں چڑھایا کرتے تھے۔ بد سے بد رسمیں بڑی پابندی سے ادا کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ جہالت کا منحوس سایہ دماغوں پر اس بری طرح چھا گیا تھا کہ کھرے کھوٹے کی پہچان ہی نہیں رہی تھی۔ اور وقت جیسی دولت کو تو بیکار ضائع کر دینا ان

کا بائیں ہاتھ کا کام تھا۔

لعل چند۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں پڑھنے لکھنے کا شوق اتنا گھر کر چکا ہے کہ جس وقت دیکھو پڑھ رہے ہیں۔ لائبریری کے صحن میں بیٹھے اخبار دیکھ رہے ہیں۔ دوسرے گاؤں سے کوئی ملنے آیا ہے تو اس سے اچھی اچھی باتیں بتا رہے ہیں

نجم دین۔ اور وہ دیکھو شہد کی مکھیاں اور ریشم کے کیڑے کس محنت سے پالتے ہیں۔ مویشیوں کی دیکھ بھال کتنی محبت سے کرتے ہیں۔ کس قدر تندرست بیل ہیں۔ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے۔ نور خان نے تو غضب کر دیا اس نے چند ہی دنوں میں اچھا خاصا مرغی خانہ بنا لیا ہے۔

فضل دین۔ ہاں تو یاد آگیا اکثر زمیندار انجمن کے ماتحت ایک ڈیری فارم بھی بنانا چاہتے ہیں

نجم دین۔ یہ تو بڑی اچھی تجویز ہے۔ انجمن کے آئندہ اجلاس میں ضرور پیش ہونی چاہئے۔ دیہات کی تعمیر سے فراغت پاتے ہی میرا خیال ہے سب سے پہلے اس پر غور ہونا چاہئے۔

خیر اس وقت ان باتوں کو تو چھوڑو۔ تعمیر کے کام کی طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ باہر سے کاریگر آئیں تو سب سامان انہیں تیار ملنا چاہئے۔

لال چند۔ بے فکر رہو۔ ایسا ہی ہوگا۔

فضل دین۔ ہمارے بلند ارادوں کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔

نجم دین۔ خدا تمہارے ارادوں میں برکت دے

(۱۱)

دیہات کی تعمیر کا کام باقاعدہ شروع ہوگیا ہے۔ دیہات کے بچے سے لیکر بوڑھے تک مزدوروں کی طرح شب و روز محنت کر رہے ہیں کہیں بنیادیں کھودی جا رہی ہیں کہیں کنکر اکٹھا جا رہا ہے۔ اور کہیں دیواریں تعمیر ہو رہی ہیں۔ چھت اور دروازوں کے لئے بڑھئی الگ لکڑی کو تیار کر رہے ہیں۔ چاروں طرف ایک شور ہے ہنگامہ ہے معلوم ہوتا ہے کسی بڑے بھاری کارخانہ میں بے شمار مزدور کام پر لگے ہوئے ہیں۔ کوئی تھکنے کا نام نہیں لیتا ہر ایک کے دل میں امنگ ہے ہر قدم پر ذوق اور شوق نمایاں ہے۔ چند ہی دنوں میں ایک حصہ تیار ہو کر رہنے کے قابل ہوگیا۔ ہوتا بھی کیوں نہ جہاں تین چار سو مرد عورت دل و جان سے اپنا کام سمجھ کر لگے ہوں وہاں کیا نہیں ہو سکتا۔ فوراً ہی دوسرے حصہ کی تعمیر شروع ہوگئی اور پہلے سے کم مدت میں تکمیل کو پہنچ گئی۔ ہر مکان ضروریاتِ خاندان کے لئے کافی مردانہ اور زنانہ الگ الگ۔

مویشیوں کیلئے علیحدہ دیہات کے ارد گرد چار بڑے بڑے احاطے تعمیر کئے گئے۔ نئے دیہات کے وسط میں ایک کھلا میدان۔ جہاں ٹیوب ویل لگایا گیا مکانوں کے پرنالے اور راستہ کی نالیاں سب پختہ تعمیر کی گئیں تاکہ بارش سے سب کیچڑ ہی نہ ہو جائے۔

پانچ ماہ کی متواتر محنت سے آخر کار ایک نیا دیہات تعمیر ہو گیا اور اس خواب کی تعبیر پوری ہو گئی جو آج سے دو سال پہلے نجم دین نے دیکھا تھا۔

(۱۲)

آج گاؤں میں بڑی چہل پہل ہے۔ خورد و کلاں صاف ستھرے لباس میں اِدھر سے اُدھر آجا رہے ہیں۔ عورتیں سادہ لیکن صاف کپڑے پہنے ہوئے اس طرح خوش ہیں جیسے آج کوئی بڑا نہ ہی تہوار ہے۔ بچے جن کے چہرے گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ ہیں ایسی شوخیوں کا اظہار کر رہے ہیں جس میں شائستگی کا رنگ صاف ظاہر ہے۔ دیکھنے والا یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ گاؤں ہے یا نیا آباد کیا ہوا چھوٹا سا خوبصورت شہر جہاں ضروریات کی تمام چیزیں میسر ہیں۔ مدرسہ کا وسیع صحن جھنڈیوں اور شامیانوں سے چوتھی کی دلہن بنا ہوا ہے اعلا فرش بچھا ہوا ہے۔ راستے بالکل صاف ہیں کہیں دیکھنے کو تنکا نظر نہیں آتا۔ ہر طرف زندگی ہی زندگی کے آثار ہیں دور دور سے دیہاتی لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ایک ایک چیز دیکھتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں یہ کیا دیکھ رہی ہیں۔ یہ ہم جیسے انسانوں کا کارنامہ ہے یا کوئی غیر معمولی طاقت کام کر رہی ہے۔

چار بجے ضلع کے تمام افسران پہنچ جائیں گے اور جشن شروع ہوگا۔ سب منتظر ہیں۔ اتنے میں دور سے گرد و غبار اٹھتا دکھائی دیا۔ سب کی نظریں اسی طرف جم گئیں۔ یکے بعد دیگرے موٹریں آنی شروع ہوئیں۔ یہ تحصیلدار صاحب۔ یہ افسر مال یہ دیہات سدھار اور پنچایت افسر یہ انجمہائے اتحادی کے افسر یہ محکمہ زراعت کے اہلکار۔ سب کے بعد ضلع کے سب سے بڑے ذمہ دار حاکم اعلیٰ تشریف لائے۔ پنڈال کے آگے دیہات کے رہنے والے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لیے ہوئے دو رویہ کھڑے ہیں۔ ایک طرف باجہ بج رہا ہے۔ جونہی حاکم اعلیٰ پنڈال کے قریب پہنچے بینڈ نے سلامی دی سب افسروں کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور جلوس کی شکل کی شکل میں تمام معزز مہمان نے دیہات کا چکر لگانے لگے۔ اس وقت کا منظر کچھ دیکھنے ہی کے قابل تھا۔ تمام افسران ایک ایک مکان میں پھرے۔ مویشیوں کے احاطے دیکھے۔ نجم دین ساتھ ساتھ تھا۔ اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے جاتے اور خوش ہوتے جاتے۔

جب سب دیہات دیکھا گیا تو جلوس پنڈال کی طرف روانہ ہوا۔ صدر میں حاکم اعلیٰ اور دو رویہ کرسیوں پہ دیگر احکام بیٹھ گئے۔ اہل دیہات اور باہر سے آئے ہوئے زمیندار سامنے فرش پر بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے مدرسہ کے خوبصورت بچوں نے قومی ترانہ ــــ سارے جہاں اچھا ہندوستاں ہمارا۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد نجم دین نے اٹھ کر مہمانوں کو بتایا کہ اسے اس تعمیری واصلاحی کاموں میں کیا کیا دقتیں پیدا ہوئیں اور اس نے کس طرح سب مشکلات پر قابو پایا۔

حاکم اعلےٰ اور دیگر اہلکاروں نے نجم دین اور اس کے ساتھیوں کی جی کھول کر داد دی۔ اور ان کی ہمتوں اور عمل اور گذاریوں کو بہت سراہا اور خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ضلع میں یہ ایک ایسی شاندار مثال ہے۔ جو دور دور تک کہیں نظر نہیں آتی۔ یقیناً یہ دوسرے دیہاتوں کیلئے ایک نمونہ ثابت ہوگی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ضلع میں ایک ایسا گاؤں بھی ہے جو ترقی کی بہت سی منزلیں طے کر چکا ہے۔

آج ہم اپنے آپ کو ایک ایسے دیہات میں دیکھ رہے ہیں جس کے رہنے والے سب کے سب زیور تعلیم سے آراستہ ہیں۔ ہم آج ایسے لوگوں میں ہیں جنہیں ہر وقت ترقی و خوشحالی کی دھن ہے۔ ہم نے کھیتوں کو لہلہاتے پایا ہے۔ گاؤں میں کہیں گوبر اور گندگی نظر نہیں آتی۔ کوئی گڑھا دیکھنے میں نہیں آیا۔ مویشی تندرست اور موٹے تازہ ہیں۔ ساکنان دہ کا لباس صاف اور ستھرا ہے۔ جس میں انسانیت کی خوبی جھلکتی ہے۔ علمی شوق کا عملی ثبوت ہمیں مدرسہ کی شاندار عمارت سے مل رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی دیہات میں اور کیا ترقی ہو سکتی ہے۔ بچے ہوشیار اور علم حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہیں اور یہ خوش قسمتی ہے۔ ہم سب چوہدری نجم دین کے ممنون ہیں کہ آج انھوں نے ہمیں وہ سماں دکھایا جس کی آرزو تو ہم دل میں ضرور رکھتے ہیں لیکن کبھی دیکھ نہ سکے۔ ایسے باہمت نوجوان دوسرے دیہاتوں کو بھی نصیب ہو جائیں۔ تو ہم بہت جلد دوسرے دیہاتوں کو بھی اس صورت میں دیکھیں۔ بہرحال ہمیں یقین ہے کہ دوسرے دیہاتوں کے رہنے والے جن میں اکثر اس جلسہ میں شریک ہیں ضرور اس سے عملی سبق حاصل کریں گے۔

آخیر میں ہم یقین دلاتے ہیں کہ ایسے ترقی یافتہ دیہات کے لئے سرکاری محکمہ ہر سہولت دینے کو بخوشی تیار ہے۔

اس کے بعد مدرسہ کے لڑکوں نے پھر نظمیں سنائیں اور نجم دین نے افسران کی تکلیف فرمائی اور حوصلہ افزا الفاظ کا شکریہ ادا کر کے جلسہ کی کارروائی ختم کی۔ معزز مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ باہر سے آنے والے دیہاتیوں کو مٹھائی تقسیم کی اور سب کو اعزاز سے رخصت کیا۔

یہ نیا دیہات اب گڑنگہ نہیں ہے بلکہ نجم آباد ہے اس کے رہنے والے زندگی کے معیار کو بہت بلند کر چکے ہیں عورتیں پڑھ لکھ گئی ہیں۔ اور بچوں کی تربیت بہتر طریقہ سے کر سکتی ہیں۔ لوگوں کی آمدنی بڑھ چکی ہے اور وہ بے حد خوشحال ہیں۔ ان کا مدرسہ مڈل تک پہنچ چکا ہے۔ ڈاکخانہ اور ایک چھوٹا سا ہسپتال موجود ہیں۔ ان کے اپنے سٹور بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

شام کو جب سب لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ تو تفریح کیلئے ریڈیو سنتے ہیں اور بہت سی کام کی باتیں بھی سیکھتے ہیں۔ یہ ریڈیو محکمہ دیہات سدھار کی طرف سے ملا ہے۔ نجم آباد کو ضلع بھر کے دیہاتوں میں خاص امتیاز ہے۔ زرعی اور مویشیوں کی نمائشوں پر یہاں عطیے

بدن کی صفائی

زندگی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے جسم اور لباس کو صاف رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔ اگر غسل سے اجتناب کیا جائے۔ تو میل جسم کا چکنا مواد اور کپڑوں کی گرد باہم مل کر پلستر کی صورت چھا جاتے ہیں۔ یہ پلستر جراثیم کو نشو و نما دیتا ہے جسم کے مسام بند کر دیتا ہے۔ زہریلا مادہ پسینہ کی راہ خارج نہ ہو سکنے کے سبب انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات درد، خارش، پھنسیاں اور دیگر کئی جلدی عوارض عود کر آتے ہیں۔ ہماری ریاست کے پہاڑی رقبوں میں لوگ محض غسل کے عادی نہ ہونے کے سبب عموماً ایسی بیماریوں میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں جو میدانی علاقوں میں شاذ ہی رونما ہوتی ہیں۔ چونکہ بدن کی میل میں چکناہٹ زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے صرف پانی سے دور نہیں ہو سکتی۔ اس غرض کے لئے صابون زیادہ مفید ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ صابون استعمال کرنے کے بعد جسم پر کھلا پانی ڈالا جائے۔ ورنہ اس کے حل شدہ اجزاء بھی مساموں کو بند کر دیں گے۔ سستے صابون موسم سرما میں بالخصوص جلد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ سرد پانی سے ہر روز نہانا چاہیئے۔ صرف منہ ہاتھ دھو لینا کافی نہیں۔ غسل کے بعد جسم کو کھردرے تولیہ سے خشک کر لینا چاہیئے۔

جسم کی مانند دانتوں اور ناخنوں کو بھی صاف رکھنا چاہیئے۔ ناخن چھوٹے ہونے چاہئیں۔ ورنہ ان میں میل جمع ہو جائے گی۔ دانتوں کی صفائی کے متعلق غیر محتاط رہنے کے سبب پائیوریا اور دوسری کئی امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔ منہ سے بو آتی ہے۔ اور دوسروں کے دلوں میں کراہت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ صبح اور شام روٹی کھانے کے بعد دونوں وقت دانت صاف کر دینے چاہئیں۔ صفائی کے لئے انگریزی برش کے مقابلہ میں داتن کہیں زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ دانتوں کی درمیانی جگہ کو بھی دھاگہ وغیرہ ڈال کر صاف کر دینا چاہیئے صاف دانت آنکھوں اور معدہ کو کمزور ہونے سے بچاتے ہیں آنکھوں اور کانوں کے تعلق بھی کافی سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ دیہات میں اکثر آدمی آنکھوں کے متعلق غیر محتاط ہونے کے سبب بینائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دکھتی آنکھوں کا فوراً علاج کیا جانا چاہیئے۔ ڈاکٹر سے مشورہ لئے بغیر عینک کا استعمال مضرت رساں ثابت ہوگا۔ دوکاندار یا کسی معمولی عینک ساز سے عینک خریدنا خطرہ سے خالی نہیں۔ چھ سال سے کم عمر کے بچوں کو طبع شدہ اوراق پڑھنے

کے لیے نہیں دینے چاہئیں۔ اس سے آنکھوں پر برا اثر پڑنے کا احتمال ہے۔ بچوں کی آنکھوں کو صاف رکھنا چاہیے۔ گندی آنکھوں پر مکھیاں بیٹھ کر انہوں کو بیمار کر دیتی ہیں۔ غسل کے بعد تولیے سے کان بھی صاف کر لینے چاہئیں۔ اگر کان میں پانی داخل ہو جائے۔ تو سر کو ایک طرف موڑ کر اسے نکال دینا چاہیے۔ کان میں لکڑی، پنسل یا دوسری کوئی نوکیلی چیز ڈالنی معیوب ہے۔ اس سے بسا اوقات اندر کا نازک پردہ پھٹ جاتا ہے جس سے آدمی بہرہ ہو جاتا ہے۔ اگر کان میں کوئی تکلیف ہو۔ تو قریبی ڈاکٹر یا کسی اچھے حکیم سے مشورہ لینا چاہیے۔

بچوں کو ابتدا ہی سے صاف رہنے کا عادی بنا دینا چاہیے۔ سکول ماسٹر اس بارہ میں والدین کی کافی رہنمائی کر سکتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں عوام مقابلتاً زیادہ غلیظ دیکھے گئے ہیں۔ وہاں ایسے سینکڑوں انسان مل سکتے ہیں جنہوں نے گردن سے نیچے کے حصہ پر عمر بھر میں ایک بار بھی پانی نہ ڈالا ہو۔ اگر دیہات سدھار کی تحریک ان لوگوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکے۔ تو کامیابی بلاشبہ قابل فخر تصور کی جائے گی۔ بدن کی صفائی دل و دماغ میں شگفتگی پیدا کرے گی! اور دہقان کو اس قابل بنا دے گی کہ وہ افلاس کی تاریکیوں سے نجات حاصل کر کے اپنے متمدن اور فارغ البال بھائیوں کی ہمسری کا مدعی ہو سکے۔

نامہ نگار از سری نگر

اتفاق کی برکتیں

اتفاق آپس میں مل جل کر رہنے اور اتحاد کرنے کا نام ہے۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس دنیا کا قیام اتفاق سے ہی ہے۔ اگر دنیا میں انسان ایک دوسرے سے اتفاق نہ کریں۔ تو تمام قومیں نیست و نابود ہو جائیں۔ اتفاق وہ قوت ہے جس کو کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ مثل مشہور ہے کہ ایک اکیلا دو گیارہ۔ جس مشکل کام کو ایک اکیلا انسان انجام نہیں دے سکتا۔ اسے دو چار آدمی مل کر بہت جلد انجام دے سکتے ہیں۔ ایک اینٹ سے مکان نہیں بن سکتا۔ مگر لاکھوں اینٹوں سے ایک عالیشان عمارت کھڑی ہو سکتی ہے۔ ایک پانی کا قطرہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ مگر بہت سے قطرے مل کر سمندر کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

ایک ننھا سا بچہ آسانی سے ایک تاگہ کو توڑ سکتا ہے لیکن بہت سے تاگے مل کر ایک رسی بن جاتی ہے جس کو کئی آدمی بھی نہیں توڑ سکتا۔ اسی طرح بنی نوع انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے اتفاق کی از حد ضرورت ہے۔ اتفاق رکھنے سے مشکل سے مشکل کام بھی آسان بن جاتا ہے۔ اتفاق قوم اور ملک کو دشمنوں سے بچا سکتا ہے۔ یہ چیز قوم کے اقبال کی دلیل اور زینہ ہے جس قوم میں اتفاق ہے وہ ترقی کی شاہراہ پر ہے۔ کسانوں میں اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں۔ اور اتفاق کا جذبہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے عدالتوں میں در بدر پھرتے ہیں۔ اور قسم قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور ان کا قیمتی وقت اور روپیہ پیسہ بے سود صرف ہوتا ہے۔

ہمارے مہربان والئی ملک نے غریب کسانوں کے فائدے کیلئے ہر گاؤں میں پنچایتیں کھولنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تاکہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے جھگڑے خود طے کریں۔ اور اتفاق سے رہنے کی عادت پیدا کریں۔ تاکہ اپنی زندگی مل جل کر خوشی سے بسر کریں۔ زمینداران کو چاہئے۔ پوری سرگرمی سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے کوشش کریں۔

محمد اکرم کلرک شالی سٹور سرینگر

دہقان کی روزمرہ زندگی

جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے۔ بنی نوع انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ گزشتہ صدی پیشتر کی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے بخوبی روشن ہوگا۔ کہ زمانۂ حاضر کی ترقی یافتہ اقوام کی حالت کس قدر ابتر اور پست تھی۔ جاپان اور جرمنی کی تواریخ اس مسئلہ کی تحویل کے لئے ایک زندہ اور تعجب خیز نظیر ہے۔

برعکس اس کے اگر ہندوستان کی اقتصادی حالت پر ایک سرسری نظر کی جائے تو اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستان کس قدر عالم پستی اور حالت غریبی میں مستغرق ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہندوستان کے باشندے تقریباً اسی فیصدی تعلیم کے دائرے سے خارج ہیں جس کی بنا پر اکثر اوقات غربت و دیگر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تاہم مسرت کا موقعہ ہے کہ آج کل ہندوستان کی ملکی حالت بہ نسبت گزشتہ نہایت پیش رفت تھ ہے۔

مندرجہ بالا تذکرہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے اور کاروارانِ دیہات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ دیہاتی زندگی میں چند ایسی قبیح رسومات اور عادات رائج ہیں۔ جن سے اکثر دیہاتی ترقی پر ایک بُرا الزام آتا ہے۔ اور حتّی الامکان جفاکشی کے ہوتے ہوئے بھی ترقی کے زینے سے فرسنگہا دور رہتے ہیں۔ ان بُرے عادات میں سے دہقان کی ناعاقبت اندیشی ہی سب سے پہلی وجہ ہے۔ جس سے اس کے پیشہ میں ایک قسم کا ضعف آتا ہے۔ جس کی تفصیل وتشریح کے لئے چند نقائص پیش کرنا چاہتا ہوں۔

دنیا کے بڑے بڑے عالموں اور علم معاشیت والوں نے گوبر کو کیمیا کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ یعنی جس طرح کیمیا ایک معمولی دھات کو سونے میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اسی طرح گوبر زراعت کی صورت کو فزونی دے سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ گوبر اتنی بیش قیمت رکھنے کے باوجود جلا دیا جاتا ہے۔ بھلا بتاؤ اگر یہ دہقان خوراک پیدا کرنے سے بیشتر لکڑی کی تلاش کرتا ہے اور سب سے زیادہ اہم فایدہ کو فراموش کر کے ایک معمولی فایدہ پر زور دیتا ہے۔ تو یہ کس قدر ناعاقبت اندیشی اور جہالت کی بات ہے۔ گویا وہ لکڑی کو کیمیا پر ترجیح دیتا ہے۔

اس نقص کے دوسرے درجے پر دہقان کی ششماہی بیکاری ہے۔ گرما کے ششماہ میں تو وہ کچھ نہ کچھ نمک میں مرچ ملا ہی دیتا ہے۔ مگر سرما کی آمد جلوہ افروز ہوتے ہی اس کی گود میں کانگڑی کا تمغہ عطا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ کم بخت کانگڑی بیچارے دہقان کی چہیتی معشوقہ بن جاتی ہے۔ غرض کچھ بھی ہو مگر اس انتظار کشیدہ رفیقہ کا انتظار کرنا وبالِ جان ہے حتّے کہ ہاتھ منہ دھونا ایک گھر کا معمولی کام کاج کرنے کو بھی اس کی جدائی میں جی نہیں کرتا ہے۔ آخر کار گزرتے گزرتے رفیقہ کی محبت زور میں آ کر بیچارے عاشق دہقان کی بستر پر کروٹ بدلتی ہے۔ اور یکبار دہقان کو مست ومخمور بنا دیتی ہے۔ اور کانگڑی اس کو یہ سبق سکھا دیتی ہے۔

حذر کن ز خشم جگر جوش من ۔ مباش ایمن از خواب خرگوش من

بخرگوش خفتہ مبین زینہار ۔ کہ چندانکہ خسپد دو دو وقت کار

اس طرح سے مصیبت زدہ دہقان کو اپنی ناعاقبت اندیشی کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔

اے دہقان! اگر تجھ میں دور اندیشی کا مادہ ہوتا تو تو اس اتنی تکلیف اور نقصان کے جھیلنے کی بجائے فایدہ مندی کا طریقہ اختیار کرتا۔ فرض کرو جتنی دیر تو بیکاری کے پھندے میں الفیاد دیتا۔ اگر اتنی دیر تو کسی دستکاری یا صنعت وحرفت میں حصہ لیتا۔ تو کیا ہی سرمایۂ مسرت وترقی آپ کے لئے تیار ہوتا۔

مثلاً کسی بھی پہلو سے دہقان کی زندگی کا مشاہدہ کیا جائے۔ ناقص اور قبیح ہے۔ خیر! یہ ہوئی اس کی چند عاقبت اندیشیاں۔ ایک اور بھی سن لیجئے۔ چائے ایک ایسی ضروریاتِ زندگی قرار دی گئی ہے کہ زندگی کے روزمرہ ٹائم ٹیبل میں چائے پیسہ اس کی کاروائی میں صرف کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ملے تو تقریباً تمام دن کا پروگرام ہی ختم۔ سر چکرائے۔ کام سے جی چرائے۔ طبیعت بھی نہ لگے۔ غرض کام تمام ہو جائے۔

چائے کیا! ذرا سنئے۔ تولہ بھر چائے میں من بھر پانی۔ بھلا بتاؤ! ایک ہزار شاہسوار کے سامنے مٹھی بھر پیادہ دل کب پیش چل سکتی ہے۔ پاؤ بھر دودھ بھی چائے کی حوصلہ افزائی کیلئے پیش کر دیا۔ مگر اس سے چائے کے رنگ و روپ میں دال میں کالا نہ ہوا۔ قصہ مختصر دہقان کا گروہ باورچی خانے میں کیے بعد دیگرے چائے نوش فرمانے کیلئے صف آرائی کرنے لگا۔ اور نہ معلوم سات کہ آٹھ جام فی کس پیتے ہوئے بھی اطمینانِ قلب کا اندازہ نہ لگا سکے ؎

نہ چہرے پر رہی رنگت نہ گالوں پر رہی لالی
اڑا کر لے گئی یہ سب ہماری چائے کی پیالی

آخر کار ان صبوحی زدہ گان دہقانوں کا گروہ چائے نوشی سے فارغ ہو کر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ دن بدن ان کی بیماریاں مثلاً بدہضمی۔ ہیضہ۔ سر درد وغیرہ بڑھتی گئیں۔ اور اس ایسی چائے نوشی نے ان کے معدہ پر تیزاب کا کام کیا۔

لگاتار کوشش کی جا رہی ہے کہ ان تمام قبیح اور بدترین عادات کو دور کیا جائے اور دہقان کو اس ایسی دیہاتی زندگی سے چھڑانے کیلئے محکمہ دیہات سدھار نہایت استقلال و اہتمام سے کوشاں ہے۔

ایم۔ سراج الدین بی۔ اے سٹوڈنٹ
امر سنگھ ڈگری کالج سرینگر

فول کالرا — ہیضہ مرغ

از ڈاکٹر سلام الدین نیاز جی۔ بی۔ وی۔ سی۔ وٹرنری اسسٹنٹ سرجن اننت ناگ

عرض حال:۔ جب کبھی میں تحصیل کولگام اور اننت ناگ میں بالغرض دورہ گیا، تو تمام زمینداروں نے میرے سامنے یہ شکایت کی۔ کہ مرغ تمام سال بالعموم اور موسم گرما میں بالخصوص کسی ایسی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں، جس سے وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مر جاتے ہیں۔ اس بیماری کی علامات جو مجھے بتائی گئی ہیں۔ ان کے زیر نظر تشخیص ہیضۂ مرغ ہو سکتا ہے لہذا فوائد عام کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس موذی بیماری کی وجوہات، علامات، و دیگر ضروریات پر مفصل بحث کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ زمیندار طبقہ حتی المقدور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریگا۔

گو اس بیماری کا نام ہیضۂ مرغ ہے لیکن اسے انسانی کالرا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ زبان زد عام ہونے کی وجہ سے اس کا نام بدلنا مشکل ہے۔ یہ بیماری دنیا کے ہر ملک اور ہندوستان کے ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔ اور سب قسم کے پرندوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

اسباب مرض۔ اس بیماری کی وجہ ایک جراثیم ہے جس کو اردو میں جرثومۂ ہیضۂ مرغ اور انگریزی میں (Bacilus Bipolaris Septicus) یا (Pasteusella Avreptica) کہتے ہیں۔ یہ دنیا کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور ۱۹۱۸ء میں پاسچر نے ان کو دریافت کیا تھا۔ ہیضہ حیوانوں اور انسانوں کی سب سے پہلی بیماری ہے جس کیلئے ویکسین تیار کیا گیا۔ مرغ کالرا کے جراثیم سب پرندوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبوتروں میں یہ بیماری مرغ کی نسبت زیادہ مہلک ہے۔ چھوت جراثیم نگل جانے یا کسی ایسی چیز کو کھانے سے لگتی ہے جس میں جراثیم لگے ہوں۔ پرندوں کے غول میں جب کوئی نیا چھوت دار پرندہ شامل ہو جائے۔ تو یہ بیماری اس کی بیٹھ سے بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس بات کی کافی دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔ کہ جو پرندہ اس بیماری سے شفایاب ہوا ہو۔ وہ مدت تک جراثیم کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مصنوعی

طریقے سے ہر قسم کے پرندے اس بیماری کے شکار ہو سکتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ جراثیم جسم کے تمام حصوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کتے یا بلیاں اگر مریض یا مردہ پرندوں کا گوشت کھائیں تو انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا لیکن انسان ان پرندوں کا گوشت کھانے سے کبھی کبھار بیمار ہو جاتے ہیں۔ اسلئے ایسے پرندوں کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے حضانت کا وقت آٹھ گھنٹے سے تین دن تک یا چار روز سے نو روز تک اور بعض دفعہ بیس روز بھی ہو سکتا ہے۔ اس بیماری سے موت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

علامات : اکثر اوقات یہ بیماری اس قدر مہلک ہوتی ہے۔ کہ علامات اور مرض کی تشخیص کرنا مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ بہت سے پرندے آناً فاناً مر جاتے ہیں۔ اس بیماری کے آغاز میں پیچش ہوتی ہے۔ اس لئے علامات کا ملاحظہ بغور کرنا چاہیے۔ ابتداء مرض میں پیشاب کے بدلے زرد مواد خارج ہوتا ہے اور بیٹھ کا رنگ بھی زرد ہوتا ہے۔ گو زرد رنگ کی بیٹھ کئی قسم کی بیماریوں میں خارج ہوتی ہے لیکن مرغ کالرا میں خصوصیت سے اس کا جائزہ لیا جانا چاہیئے بعض دفعہ آغاز میں شدید پیچش ہوتی ہے۔ بیٹھ بہت پتلی لعاب دار اور بعد میں جھاگ دار ہوتی ہے۔ بیٹھ بار بار کی جاتی ہے جس کا رنگ پہلے زرد اور بعد میں سبز ہو جاتا ہے۔ بیمار پرندہ عموماً علیحدہ کھڑا رہتا ہے۔ پر بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کندھے لٹک جاتے ہیں۔ سر جھک جاتا ہے۔ کمزوری اور غنودگی طاری ہونے سے پرندے گول مول شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اسی حالت میں دو تین دن کے بعد مر جاتے ہیں۔ پوٹے میں خوراک جمع ہوتی ہے اور وہ لٹک جاتا ہے۔ پیاس شدت سے ہوتی ہے۔ اس حالت میں پرندہ چند گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک دن بیمار رہ کر مر جاتا ہے بعض اوقات پانچ چھ دن کے بعد موت واقع ہوتی ہے آنکھ، ناک اور منہ سے سفید جھاگ بہتی ہے۔ کلغی زرد پڑ جاتی ہے۔ اس بیماری میں اسی سے نوے فیصدی موت واقع ہو جاتی ہے۔

اگر مرنے کے بعد مختلف حالات کا معائنہ کیا جائے تو آلات ہاضمہ اور انتڑیوں کی جھلی اور گردے میں خراش دکھائی دیں گے۔ اس بیماری سے مرے ہوئے پرندوں کے دل پر خون جمع ہوتا ہے۔ پوٹے اور انتڑیوں کا ابتدائی حصہ سرخ اور خوراک جو انتڑیوں میں موجود ہوتی ہے۔ اس کا رنگ زرد بیٹھ جیسا ہوتا ہے۔ گردوں کی نالیوں کے اندر زرد مواد، حلق منہ اور نتھنوں میں لیسدار ہوتا ہے۔

بعض پرندوں کی گردن جو اس بیماری سے شفا پاتے ہیں۔ ایک طرف کو مڑ جاتی ہے۔ کچھ پرندے لنگڑے ہو جاتے ہیں۔ جو چند دنوں کے بعد خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

علاج : ابھی تک اس بیماری کا کوئی خاطر خواہ علاج معلوم نہیں ہوا۔ کچھ پرندے بغیر علاج کئے خود بخود

ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جب یہ بیماری پھیل رہی ہو۔ تو اس کے روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ جو پرندے بیمار ہو جائیں۔ اُن کو مار کر جلا دینا چاہیئے۔ یا اتنا گہرا گاڑھ دینا چاہیئے کہ کوئی درندہ نکال نہ سکے۔ مریض پرندوں کو زود ہضم اور مقوی غذا دینی چاہیئے۔ ایک حصہ ٹنکچر آف آیوڈین سو حصے پانی میں ملا کر پینے کیلئے دینا چاہیئے یا فارمولین ایک حصہ ایک ہزار حصے پانی میں ملا کر پلائی جاوے۔ دن میں دو تین دفعہ لہسن اور پیاز دے سکتے ہیں۔ ہینگ کا استعمال بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ دو سے تین رتی تک کافور دن میں دو تین مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔ پانچ فیصدی کاربالک تیزاب کا دو سے چار مکعب سنٹی میٹر ٹیکہ حفظ ماتقدم کے طور پر تندرست پرندوں کو دینا چاہیئے۔ اس علاج کے علاوہ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱) بیمار پرندوں کو مار کر یا تو جلا یا جاوے یا دفن کر دیا جائے۔ تاکہ تندرست پرندوں تک چھوت نہ پہنچ سکے۔

(۲) تندرست پرندوں کو کھلی ہوا دار جگہ میں بالکل الگ رکھا جائے۔

(۳) ڈربے، پانی پینے کے برتن اور پرندوں کی دیگر ضروریات کو پانچ فیصدی گندھک کے تیزاب سے صاف کرنا چاہیئے۔ ڈربوں میں چونے کی سفیدی کرانی چاہیئے۔ اور ایک گیلن چونے کے پانی میں آدھ پاؤ کاربالک تیزاب ملا کر دیواروں کو دھونا چاہیئے۔

(۴) پرندوں کی صفائی کرنے والے آدمیوں کے ہاتھ صاف ہونے چاہئیں۔ اور وہ جگہیں جو مریض پرندوں کے لئے استعمال کی گئی ہوں۔ دو مہینے تک دھوپ اور ہوا میں کھلی چھوڑ دینی چاہیئے۔ نئے خریدے ہوئے پرندوں کو الگ رکھنا چاہیئے۔

تندرست پرندوں کے لئے سیرم کے ٹیکہ کا علاج مفید ہے۔ سیرمی علاج بعض دفعہ بیمار پرندوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ان دوائیوں کے استعمال کا طریقہ اور خوراک اُن کے ہمراہ ملتا ہے۔

جب بھی یہ بیماری نمودار ہو۔ تو عوام کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ فوراً متعلقہ ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن کو اطلاع دیں۔ تاکہ وہ اس کی روک تھام کا مناسب انتظام کر سکے۔

ربڑ کی مہریں منگوانے

کا پتہ

ایم۔ اے۔ الہی۔ پوری گورنمنٹ کنٹریکٹر

ٹینگی کدل سرینگر کشمیر

ملاحظات

پنڈت گوردی دت اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر اور راقم کل ستو والی پنچایت کے کام کا معائنہ کرنے گئے گزشتہ سال میں موضع میں ۲۳۰۰ روپیہ کے خرچ پر بہبودی کا کافی کام مثلاً کوچوں میں فرش۔ نالیوں کی تعمیر پانی مہیا کرنے کے لیے پمپ اور پل ہا کی تعمیر کا کام کیا گیا۔

کنوؤں کا پانی خراب ہونے سے بچانے کے لئے پردوں کی تعمیر اور نالیوں کو بہتر بنانے کے لئے اقدام اٹھائے جانے چاہیں۔ گاؤں کے شمال کی طرف جو نالہ ایک کنوئیں اور آبادی کے بہت نزدیک واقع ہے۔ اس کو پر کرنے کے بعد شمال کی طرف جو نالی بنانا بہتر ہوگا۔ گزشتہ سال (اہالیان) موضع ملیریا کی وجہ سے کثرت سے بیمار رہے اور یہ نالہ بھی ملیریا پھیلانے کی وجوہات میں سے ہوگا۔

سرپنچ چوہدری عبداللہ خان بھی ایک اچھا اور لائق کارکن ہے۔ اس نے مقدمات کے فیصلہ اور دیگر کاموں میں جو محنت کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ مقدمات کی کثرت کا فیصلہ بذریعہ مصالحت ہوا ہے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے اس موضع میں چند ضدی آدمی بھی ہیں۔ جو پنچایت کے کام میں رکاوٹ ڈالتے رہے ہیں۔ اور پنچایت سے تعاون نہیں کرتے رہے ہیں۔ راقم نے جو تحقیقات کی ہے اور جو کچھ راقم نے دیکھا ہے اس سے تسلی ہوگئی ہے کہ سرپنچ کا بالکل کوئی قصور نہیں۔

پنچایت نے حال ہی میں ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جس میں لوگوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ کھیتوں کی حدود پر اور دیگر موزوں مقامات پر ایندھن اور پھلدار درخت لگائیں۔ سرپنچ کا بیان ہے۔ کہ اس نے محکمہ زراعت کو مشورہ کے لیے لکھا تھا۔ مگر اس معاملہ میں اس کو کوئی جواب نہیں ملا۔ ڈائریکٹر زراعت اس معاملہ میں تحقیقات کریں اور سرپنچ سے موصول شدہ چٹھیوں پر مناسب کارروائی کریں۔ موزوں درختوں کی کاشت کے لیے بیج اور پنیری مہیا کرنے میں ہر ممکن طریقہ سے حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

پنچایت نے راقم سے استدعا کی ہے۔ کہ انکی طرف سے سرکار والا مدار کی خدمت میں اظہار وفاداری کیا جاوے۔ نیز گورنمنٹ نے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں جو امداد کی ہے اس کے لئے شکریہ کا پیغام

بھی پہنچایا جاوے۔ پنچایت کو محکمہ مال کے تعاون کی کمی کا شکوہ ہے۔ تمام افسران مال کے نام ایک چٹھی جاری کی جاوے جس میں پنچایت ہا کی ہر جائز طریقہ سے امداد کرنے کی اشد ضرورت ان پہ واضح کی جاوے۔ راقم کل صوبہ جموں کے افسران مال کی میٹنگ میں اس معاملہ کے متعلق ذکر کریگا۔

سرپنچ نے کونین تقسیم کرنے اور ۴۸۵ مریضوں کا علاج کرنے کا جو نہایت اعلےٰ کام کیا ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ پنچایت نے جو ایڈریس پیش کیا ہے۔ وہ ریکارڈ میں رکھا جاوے۔

گورنر جموں۔ وزیر جموں۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت۔ اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ افسر اور راقم آج بڈھیال براہمناں آئے اور پنچایت اور موضع ہذا اور ملحقہ دیہات کے باشندگان سے ملے۔ میٹنگ میں زمینداران کے رقبہ خالصہ میں کیکر کے درخت لگانے کے فوائد سمجھائے گئے۔ اور پٹواریوں کے نقشہ اور ریکارڈ کے ملاحظہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ مندرجہ ذیل رقبہ میں کاشت شروع کی جاوے

(۱) نمبر ۸۲۷ اور نمبر ۸۲۸ (۹ کنال ۱۶ مرلے) جو اس وقت سیلاب زدہ ہیں۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت اس رقبہ میں تجربہ کریں گے۔ اور دیکھیں گے۔ کہ کیا اس میں کامیابی سے کیکر کے درخت لگائے جا سکتے ہیں۔ جو درخت اس اراضی میں لگائے جائیں گے۔ وہ متعلقہ زمینداران کی ملکیت ہوں گے۔ اور کاشت وغیرہ کے اخراجات پنچایت برداشت کریگی۔

(۲) رقبہ جات نمبر ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ رکھ کے ساتھ واقع ہیں اور بنجر پڑے ہیں۔ کھائی کے ذریعہ ان کی حفاظت کی جائے اور ان میں کیکر کے پودے لگائے جائیں۔ اور ہر کھیت کے درمیان ایک اچھا پھلدار درخت لگایا جائے۔ کھائی کھودنے کے لئے اہالیان دیہہ مفت کام کریں گے۔ اور پودوں کی قیمت پنچایت ادا کریگی۔ متعلقہ مالکان رضامند ہیں۔ درختان متعلقہ مالکان کی ملکیت ہوں گے

(۳) شاملات رقبہ نمبر ۲۵۷ (رقبہ قریباً ۱۷ کنال) کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ تمام متعلقہ مالکان کی رضامندی اس امر کے لئے حاصل کی جاوے۔ کہ اراضی میں کاشت درختاں کیکر کا انتظام پنچایت کے سپرد کیا جاوے بشرطیکہ پنچایت انتظام کے معاوضہ میں مناسب رقم (جس کا فیصلہ شرح فی صدی کے حساب سے ہو) وضع کر کے باقی قیمت درختان جو وقتاً فوقتاً حاصل ہو۔ مالکان میں تقسیم کر دیوے۔ اگر ایسی رضامندی حاصل نہ ہو سکے

تعاون کے ساتھ پنچایت کوئی اور معاہدہ کرے تاکہ اراضی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور ایندھن کی کسی حد تک بہم پہنچ سکے۔

ریونیو ڈپارٹمنٹ افسر کو چٹھیاں جاری کی جاویں۔ کہ وہ اپنے ماتحت دورہ کرنے والے عملہ کو ہدایت کریں۔ کہ وہ اپنے حلقوں پر پنچایتوں اور اہالیان دیہات پر زمینداران کی بنجر اراضی میں کیکر اور دیگر ایندھن اور عمارتی لکڑی کی اشد ضرورت واضح کریں۔ ساتھ ہی جہاں کھراؤ ہوا ہے۔ اس سے کھراؤ بھی بند ہو جائیگا بہت جگہوں پہ ایندھن کے ذخیرے ایک ضروری سوال ہیں اور محکمہ دیہات سدھار کو اس کے لئے ضروری حرکت دینا ضروری ہے تاکہ لوگ کاشت کے معاملہ میں تہ دل سے کام کریں۔

ابتدا میں خاربندی اور حفاظت اور وقتاً فوقتاً بیج اور پنیری مہیا کرنے کے متعلق مشکلات درپیش آئیں گی پنچوں اور دیگر اہالیان کے ساتھ مشورہ کرکے افسران محکمہ کو یہ مشکلات حل کرنی چاہئیں انہیں محکمہ زراعت سے بھی مشورہ کرنا چاہیئے۔ بنجر زمین اور کھیتوں کی حدوں پہ درخت اگانے کے لئے ایک باقاعدہ مہم کی ضرورت ہے اور اگر محکمہ دیہات سدھار اس کو اچھی طرح شروع کروانے میں کامیاب ہو جائے تو جلدی لوگ اس کے فوائد سے آگاہ ہو جائیں گے اور گورنمنٹ کے محکموں کی امداد کے بغیر خود بخود یہ کام شروع کر دیں گے۔

دستخط ہمت سنگھ

(رائے بہادر)

مشیر مال

(مترجمہ آر۔ این۔ چوپڑا بی۔ اے۔
ڈی۔ آئی جموں)

پنچائیت ہائے تحصیل کشتواڑ کا جلسہ

آج مورخہ ۱۸ اسوج ۱۹۹۹ء کے مبارک دن پنچایت حلقہ متا اور لوچھال کا مشترکہ جلسہ زیر صدارت ٹھاکر اننت رام صاحب بی. اے بمقام سرکوٹ دہ میدان چوگان کشتواڑ اس غرض کیلئے منعقد ہوا کہ ہم اپنے والئے ملک سری سرکار والا مدار خدا ان کی عمر دراز کرے کے یوم ولادت کی خوشی منائیں. اس خصوصی اجلاس میں حاضرین کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی.

سب سے پہلے ہائی سکول کے بینڈ کے ذریعہ جھنڈے کی سلامی دی گئی. اس کے بعد اسلامیہ مڈل سکول کے طلباء نے چلہ تھنا کی. جسکے اختتام پر ماسٹر عبدالخالق مدرس اسلامیہ مڈل سکول نے مفصل تقریر کی. آپ نے سرکار والا کی رعایا پروری پر اپنی مبسوط تقریر میں کماحقہ روشنی ڈالی. اس افتتاحی تقریر کے بعد چیت رام صاحب لائن نے اپنی تقریر میں مہاراجہ بہادر کے حق میں دعا کی. اسکے بعد کشمیر لعل سیکرٹری پنچایت نے ماسٹر غلام مصطفیٰ صاحب عشرت کشتواڑی کی لکھی ہوئی نظم پڑھی. چلیبا رسنے ہار ہونیم پر مختلف اقسام کے گانے بجانے سے لوگوں کا دل بہلایا. آخیر پر راقم الحروف نے اپنی تقریر میں سرکار والا مدار کی نوازشات اور احسانات پر روشنی ڈالی جو کہ ذیل میں درج ہے.

ملک ہندوستان میں کم و بیش سات سو ریاستیں ہیں. جن پر دیسی راجے مہاراجے حکومت کرتے ہیں. چنانچہ ہماری ریاست کا نام جموں وکشمیر ہے جو قدرتی مناظر کی فراوانی. آب و ہوا کی خوشگواری اور خوبصورتی میں اپنی نظیر آپ ہوتے ہوئے دنیا کی جنت کہلاتی ہے. ہماری ریاست کے حکمران کا نام نامی شری مہاراجہ سر ہری سنگھ جی بہادر ہے. جن کے جنم دن کی تقریب کو ہم سب منانے کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں. جس طرح ہماری ریاست بلحاظ رقبہ اپنے اونچے پہاڑوں. میٹھے پانی کے چشموں. سرسبز باغوں. صاف و شفاف جھیلوں کے لئے ہندوستان کی تمام ریاستوں میں اپنا درجہ نہیں رکھتی. اسیطرح ہمارے نیک دل اور رعایا پرور مہاراجہ بہادر تمام راجے مہاراجوں میں عدیم النظیر و بے مثال ہیں. ہمارے کانوں میں آج تک حضور کے وہ الفاظ گونج رہے ہیں. جو بوقت تاج پوشی زبان ہمایوں سے فرمائے. کہ

"میرا مذہب انصاف ہے۔" "اور میں اپنی رعایا کو بہر نوع ترقی یافتہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ حضور مہاراجہ بہادر نے الطاف خسروانہ سے کام لیتے ہوئے ریاست بھر میں وہ وہ اصلاحات جاری فرمائیں جن سے ریاستہائے ہند کا بیشتر حصہ محروم ہے۔ آج پسماندہ فرقوں کی ترقی کیلئے ملک ملک کے گوشے گوشے سے آواز بلند ہو رہی ہے لیکن آج سے تیرہ سال پیشتر حضور مہاراجہ بہادر نے وسعت قلبی فراخدلی اور انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے ریاست کے ہریجنوں کے لئے حکم جاری فرمایا کہ وہ مندروں میں داخل ہوکر تمام جاتیوں کے ساتھ دیو درشن کر سکتے ہیں۔ اور پبلک کنوئیں سے پانی بھر سکتے ہیں۔ یہ اس وقت کا اعلان ہے جبکہ ہریجن جاتیوں کے ساتھ ہمارا سماج امتیازی سلوک رکھتا تھا۔ زمینداروں کی فلاح و بہبود کیلئے نہ صرف قابل اور ماہر فن افسر ریاست میں مقرر فرمایا بلکہ وقتاً فوقتاً زمینداران کے فوائد اور رفاہ عامہ کیلئے مراعات عطا فرمائی گئیں۔ چنانچہ حق ملکیت۔ پنچایت سسٹم۔ دیہات سدھار قانون انتقالات اراضی۔ محکمہ تقسیم تعلیم بالغان۔ محکمہ زراعت اور زمیندار بنکوں کا اجراء وغیرہ وغیرہ زندہ مثالیں ہیں۔ تعلیم جس کے بغیر کوئی ملک کوئی قوم ترقی کے مراحل طے نہیں کر سکتی اور موجودہ دور میں ہم ایسے پابند رسم و رواج۔ قدامت پرست اور پسماندہ عوام کو جسکی اشد ضرورت ہے۔ مہاراجہ بہادر نے اپنی پیاری رعایا کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے:

"تعلیم روشنی ہے اور جہالت تاریکی"

مہاراجہ بہادر کے قابل حکام نے جابجا سکولوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ بالخصوص تعلیم بالغان کے فروغ میں انتہائی کوششوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ مستقبل قریب میں ہمارے عوام تعلیمیافتہ ہو کر ملک و قوم کا نام روشن کر سکیں گے۔

حضور مہاراجہ بہادر کی الطاف کریمانہ صرف یہاں ہی تک محدود نہ رہیں۔ بلکہ رعایا کو نظم و نسق میں زیادہ سے حصہ دینے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ لوکل ادارے مثلاً ٹاؤن ایریا۔ میونسپل کمیٹی اور محکمہ پنچایت و دیہات سدھار کے علاوہ سٹیٹ اسمبلی کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں عوام کے بیشتر نمائندے شامل ہو کر ملک و قوم کی بہتری کے ذرائع نہ صرف تجویز کرتے ہیں۔ بلکہ مفید عام قوانین وضع کراتے ہیں۔ غرضیکہ مہاراجہ بہادر کے سایہ عاطفت میں ہماری ریاست بسرعت ترقی کر رہی ہے۔ اور وہ دن قریب آ رہا ہے۔ جبکہ ہم حضور کے زیر سایہ اپنے دل و دماغ کی بہترین کاوشوں سے کام لیتے ہوئے صف دنیا میں اپنے لئے خاص مقام پیدا کر لیں گے۔ دعا ہے کہ حضور مہاراجہ بہادر کو خداوند عزوجل عمر خضر عطا فرمائے۔ تاکہ ہم ان کے سایہ ہمایوں میں تہذیب یافتہ متمدن اقوام کے

دوش بدوش زندگی کے عملی میدان میں حصہ لے سکیں۔ آپ بھی مہاراجہ بہادر اور ان کے لائق راجکمار شری یوراج کرن سنگھ جی کے لئے میرے ساتھ مل کر بہ آواز بلند اس طرح دعا کیجئے۔

تم سلامت رہو ہزار برس　　ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

اس دعا کے بعد تمام جلسہ مہاراجہ بہادر زندہ باد مہاراجکمار زندہ باد۔ وزیر اعظم زندہ باد۔ پنچایت آفیسر زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ جلسہ برخاست ہونے سے پیشتر صاحب صدر ٹھاکر انت رام صاحب بی۔ اے نے مہاراجہ بہادر اور ان کے وزراء و عمال ریاست بالخصوص محکمہ پنچایت کے محسن و بہی خواہ افسر رائے بہادر پنڈت شام سندر لعل دھر کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ نعروں کے درمیان ختم ہوا۔

بابو علی محمد سرویر محکمہ پنچایت کشتواڑ

از اجلاس پنڈت سری چند صاحب دت بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی سب جج جموں

لالہ شام سروپ ولالہ سنت رام مہاجن سکنہ جموں مالکان سنت رام شام سروپ بقیمہ جموں گندم منڈی جموں۔ مدعی

بنام سدانند۔ جگناتھ پسران رامداس پروہت سکنہ ہیرانگر مالکان دوکان سدانند جگناتھ سکنہ ہیرانگر مدعا علیہ

دعوے دلاپانے مبلغ [illegible] روپیہ بروئے بہی

اشتہار در مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیم کے نام کئی بار سمنات عدالت ہذا سے جاری ہوئے ہیں اور مدعا علیم تعمیل سے گریز کر رہے ہیں۔ مدعا علیم کے تعمیل کی نسبت مدعی نے درخواست دی ہے کہ بذریعہ اشتہار عام کرائی جاوے اس واسطے مدعا علیم کو بذریعہ اشتہار عام ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بتاریخ ۲۵ کتک ۹۹ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں ورنہ عدم حاضری میں مناسب حکم دیا جاویگا تحریر ۲۳ اسوج ۹۹

مہر عدالت و دستخط

ریزولیوشن بقیہ صفحہ ۲۴

(۷)

یہ کانفرنس قرار دیتی ہے کہ زمینداران کی ناگفتہ حالت کو موجودہ آنریبل شیرمال صاحب بہادر (ٹھاکر ہمت سنگھ صاحب) محسوس کر رہے ہیں اور اس طبقہ کی سیاسی و اقتصادی بد حالی کو رفع کرنے کی خاطر عملی قدم اٹھا رہے ہیں۔ زمیندار طبقہ اس طریقہ رفتار کے پیش نظر سمجھ رہا ہے کہ آنریبل ہمت سنگھ صاحب بہادر کی ہمدردی میں اس طبقہ کی جہاں امپارٹمنس حکومت پہ واضح ہوگی وہاں اس کی بہتری و بہبودی کا یقیناً سدباب ہوگا۔ یہ کانفرنس ان تمام تجویزات جو آنریبل موصوف نے زمیندار طبقہ کی خاطر مبذول فرمائی ہیں کو مد نظر رکھ کر زمینداروں کی طرف سے آنریبل کا دلی شکریہ ادا کر رہی ہے۔ اور خداوند تعالے سے دست بدعا ہے کہ جناب ممدوح کو اپنا مشن زیر سایہ سری مہاراجہ بہادر پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت بخشے۔

محرک پنچایت بوانذ چولگام

---

(۸)

تجربہ میں آچکا ہے کہ طغیانی آب کی صورت میں جب کہ کسی دریا یا نالہ کی رخ گردانی ہوتی ہے۔ اور اس سے زمیندار کے کھیتوں کو نقصان ہوتا ہے حکومت کی بروقت امداد نہ ہونے کی وجہ سے زمینداران کو نقصان عظیم ہوتا ہے۔ یا یہ کہ جس وقت سیلاب کی وجہ سے ناوہ نارد یا سہتو منہدم ہوتا ہے۔ محکمہ مال کے وسیع ہونے کے سبب امداد عین وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے زمیندار کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ حادثات پر پنچایتوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ عین وقت پر بہ عطائیگی تین درختان یا جیسی کہ صورت موقعہ ہو۔ پانچ درختان سرکاری تک از قسم بجید. برن. سفیدہ اس کی روک تھام کے لئے برید و جائزہ استعمال کا حق عطا ہونا چاہیے۔ اس اختیار کے پنچایتوں کو عطا ہونے پر یقیناً زمینداروں کا فائدہ ہو سکتا ہے۔

محرک پنچایت بوانذ چولگام

---

(۹)

محکمہ مال کا موجودہ طرز تحریر جو بسلسلہ خط و کتابت پنچایتوں کے ساتھ ہے۔ نہایت قابل اعتراض

ہے. پنچائتیں زمینداروں کی نمائندہ جماعت ہیں.
وہ اس بات کی مستحق ہیں. کہ ان سے خط و کتابت
میں طرز عمل تحکمانہ نہیں ہونا چاہیئے. اس لئے بذریعہ
ریزولیوشن ہذا التماس خدمت ہے کہ محکمہ مال کو
اس سلسلہ میں مناسب ہدایات دی جائیں.

محرک پنچایت

---

(۱۰)

یہ کانفرنس ہز ہائی نس گورنمنٹ سے استدعا کرتی
ہے. کہ جموں کی طرح صوبہ کشمیر میں بھی ایک پرچارک
مقرر فرمایا جاوے جو پرچارک کشمیری بولتا ہو.

محرک محمد راتھر سرپنچ

---

(۱۱)

یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے. کہ گھریلو دستکاری
کے لئے مستورات کی رہنمائی کے لئے ایک قابل استانی
کی تقرر عمل میں لایا جاوے. ایسے استانی کا جو دورہ
پر رہے.

محرک محمد راتھر

---

(۱۲)

یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ
علاقہ کونگام میں ایک ہائی سکول ایک زنانہ شفاخانہ
کی منظوری دی جاوے

محرک محمد راتھر

---

(۱۳)

یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ جہاں پر ایکشن
کا معاملہ ہے. وہاں پر دوگنا مالیہ دینا پڑتا
ہے. اسلئے التماس ہے کہ اس کا غلہ تیلہ گو گلو
مالیہ نہ لیا جاوے. اور دو طرفہ ایکشن اور محکمہ
مال نہ لیا جاوے

محرک غلام احمد

---

(۱۴)

دیہاتوں میں غریب زمینداراں کو تعلیم کی طرف
توجہ بہت کم ہوتی ہے. اور جملہ پنچائتوں کی
استدعا ہے کہ جس طرح سرنگر میں جبری تعلیم کا
رواج ہے. دیہاتوں میں بھی جبریہ تعلیم کا رواج
ہونا چاہیئے. اور ساتھ ہی مڈل سکولوں کی تعداد
بڑھانے کا انتظام ہو. اور محکمہ پنچایت کی طرف
سے غریب طلبا کو پنچایت فنڈ سے وظائف مقرر
ہونے چاہئیں

---

(۱۵)

غلہ داروں نے زمینداران سے قبل از وقت شالی

(١٧)

[illegible]

(١٨)

[illegible]

[illegible]

(٢١)

[illegible]

[illegible]

(٥٦)

[illegible]

(١٦)

[illegible]

[illegible]

(٩١)

[illegible]

مثلاً تقسیم آب . تنازعہ رقبہ جات . تنازعات جایداد
غیر منقولہ و منقولہ از قسم درختاں وغیرہ طے پا سکیں ۔ ۱

---

(۲۲)

پنچایت کی شرکات عام طور پہ ناقابل گزر ہیں کچھ تحت روڈس سال دو سال کے بعد حسب گنجائش معمولی طریقے پہ ایک ایک دو دو کلورٹس کی تیاری پہ ختم ہوتے ہیں ۔ اگر روڈسس عملہ و بجٹ کو تحت رورل ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لایا جاسکے ۔ تو اس فنڈ کی مزید گرانٹ موجودہ ڈیپارٹمنٹ (جو کہ سال بسال منظور ہوتا ہے) سے ان شرکات کی درستی افضل طریقے پہ ہو کہ قابل آمدورفت ہو سکتے ہیں ۔

---

(۲۳)

گورنمنٹ نے زمینداراں کی پیداوار کا نرخ مقرر کیا تھا جس پہ ہم تقریباً تسلی میں رہے تھے ۔ لیکن نمک ۔ چائے اور کپڑوں کے نرخ نے ہمیں اس نتیجہ پہ پہنچایا کہ مثل شالی وغیرہ کا نرخ ایک روپیہ آنا ہے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ شالی کا نرخ بڑھایا جائے بلکہ استدعا ہے کہ چائے ۔ نمک اور کپڑوں کے لیے گورنمنٹ ایک تو نرخ پر کنٹرول فرماویں دوسرے پنچایتوں کے ذریعہ دکانات کھولنے کی تجویز فرمائے ۔

(۲۴) عیشمقام زیارت پہ پانی کی ضرورت ہے آنریبل پریم منسٹر صاحب بہادر نے بھی حکم فرمایا تھا ۔ لہذا التماس ہے کہ زیارت کے واسطے پانی کا انتظام ہونا چاہیے ۔

اور نالہ پہ جہاں کہ لاکھوں کا عبور و مرور ہے درمیان عیشمقام و سلمرپل کی منظوری تجویز فرماویں

پنچایت ہائے کولگام

مجھ کو زمانہ بھولا مجھ کو زمانہ بھولے
بھولا ہوں جسے یارب دیوانہ بھولے

یادش بخیر قاصد کہنا یہ اُن سے جاکر
ہم بھولنا سکے ہیں تم بھولنا بھولے

میری خاک بھی لحد میں نہ رہی امیر باقی
انہیں مرنے ہی کا میرے نہیں اعتبار ہوتا

نقل چٹھی منجانب پوسٹماسٹر صاحب سرینگر۔ بخدمت رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت آفیسر صاحب جموں و کشمیر۔ سرینگر

مورخہ ۶ ۴۲/۱۱

بحوالہ آپ کی چٹھی نمبر ۲۳۳۶/پی بی مورخہ ۱۸ ۴۲/۹ التماس ہے کہ جو پنچایتیں اپنے حلقے کے نزدیک ترین ڈاکخانہ میں پنچایت فنڈ کا اکونٹ کھولنے کے خواہاں ہیں ان کو برائے مہربانی اطلاع دیجائے کہ وہ اپنا ڈیکلریشن (مشمولہ کاپی) پُر کر کے درخواست کے ہمراہ دفتر ہذا میں بابت منظوری بھیجدیویں۔

دستخط

از سررشتہ پنچایت آفیسر صاحب بہادر

نقل چٹھی آمدہ از پوسٹماسٹر صاحب سرینگر بغرض اطلاع آگاہی پنچایت ہا جموں و کشمیر دیہاتی دنیا میں شایع کی جاتی ہے۔ تحریر ۵ رنومبر ۱۹۴۲ء

منموہن ناتھ در
اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ آفیسر پنڈاین

نمونہ فارم

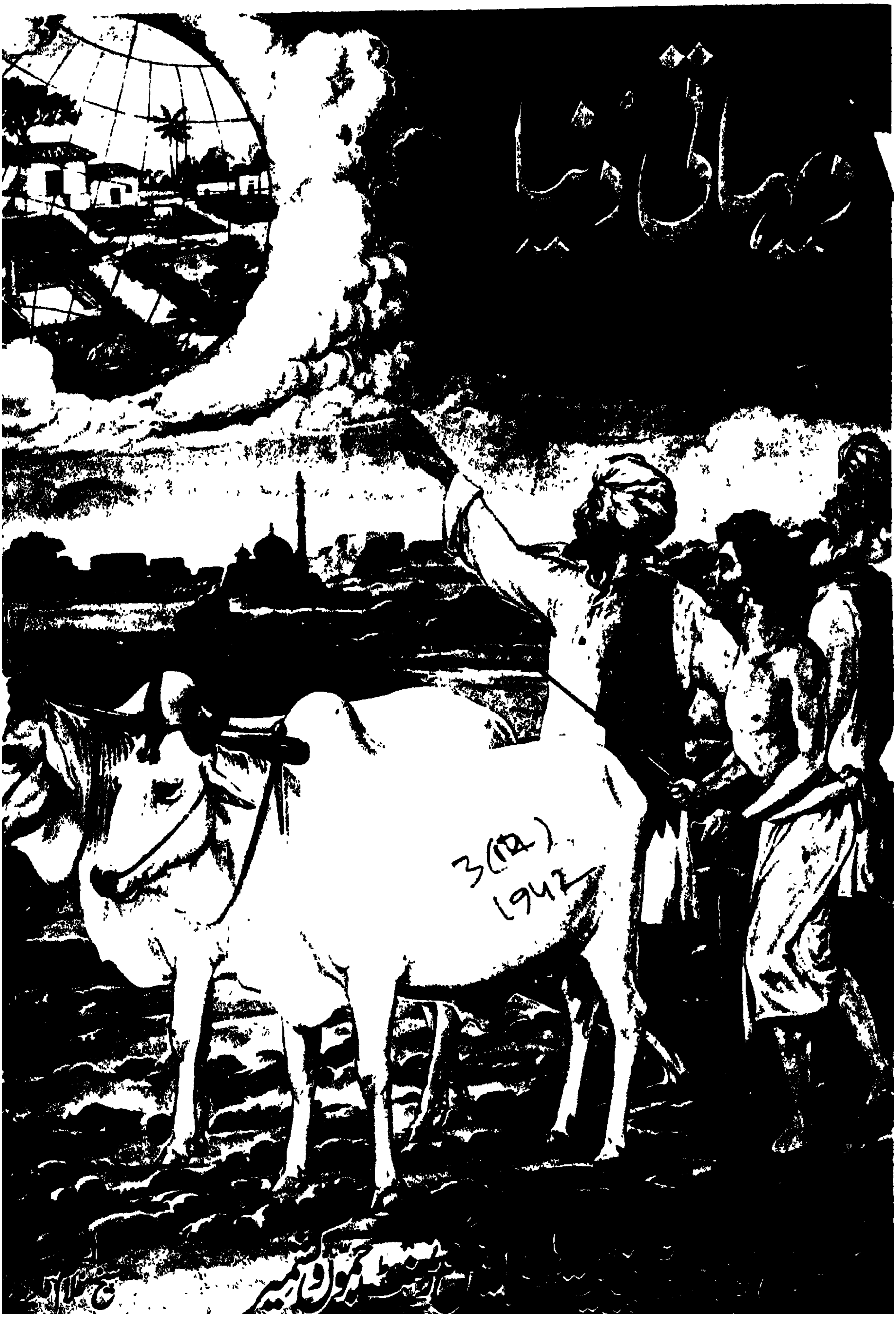
(۱) نام فنڈ

(۲) غرض و غائیت

(۳) ذریعہ آمدنی

(۴) جس حیثیت میں اکونٹ کھولنا ہے۔ آیا بحیثیت سرپنچ یا میجر یا سکریٹری

(۵) نام پوسٹ آفس جس میں اکونٹ کھولنا ہے۔


دیہاتی دنیا
3(12)
1942
جموں و کشمیر



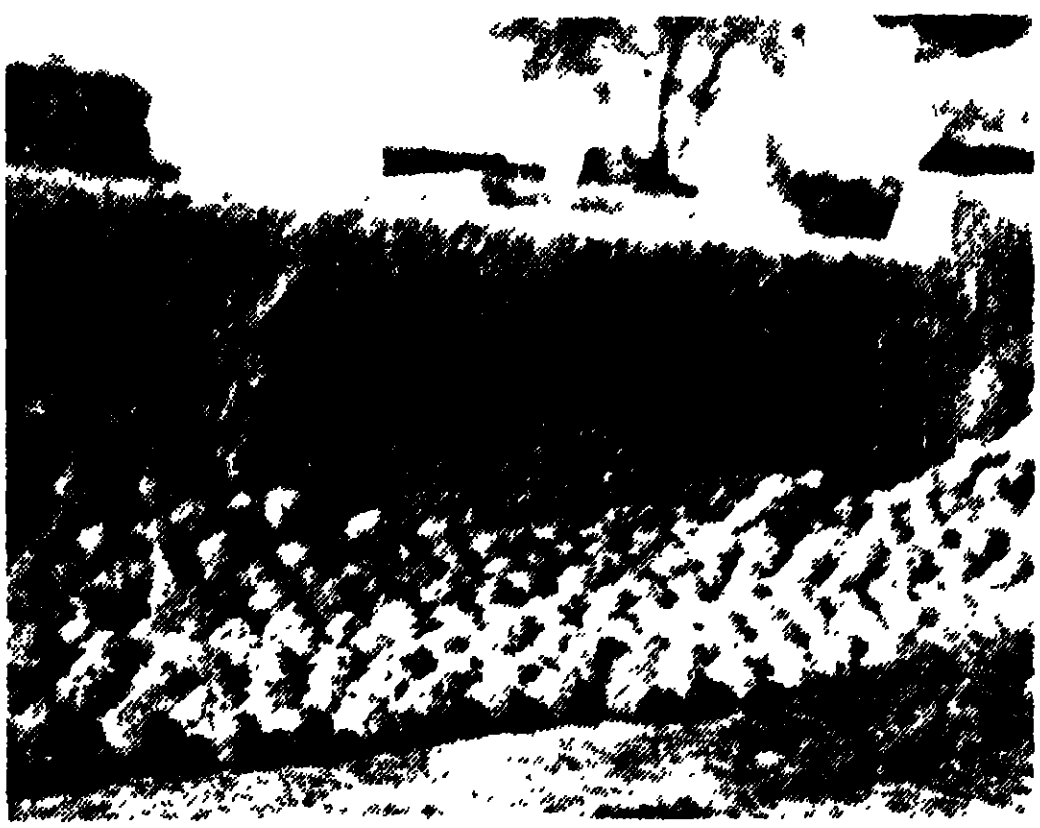
آنریبل ریونیو منسٹر صاحب کُلگام میں



بچے پڑھا[illegible] جارہے ہیں [illegible]



آنریبل منسٹر مال صاحب بہادر کا ورود
کلکام پنچایت کانفرنس میں



(۱۷) اوپلوں کو سکھانے کا یہ ڈھنگ نہیں اچھا

دیہاتی دُنیا

چندہ سالانہ چار روپے

جلد ۱۳ ——— نمبر ۱۲

دسمبر سنہ ۱۹۴۲

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
NATIONAL MUSLIM UNIVERSITY DELHI

فہرست مضامین

باہتمام شیخ غلام قادر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ولوانہ پریس جموں چھپکر دفتر رسالہ دیہاتی دُنیا سے شایع ہوا

جنگ کے متعلق

قاہرہ: مصر کا دارالخلافہ ہے لیکن اسکندریہ جیسے شہر کو تجارت کے لحاظ سے دارالخلافہ سے کم حیثیت نہیں رکھتا اور ملک میں دوسرے درجہ پر ہونے کے علاوہ حد درجہ دلفریب ہے۔ قطعاً نظر انداز کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسکندریہ موسم بہار کے آغاز میں دنیا بھر کے شہروں سے زیادہ دلچسپ ہے اس کی آب و ہوا نہایت فرحت بخش ہے یہاں چاندنی رات میں نہانا دنیا کی سب خوشیوں سے سبقت لے جاتا ہے۔ ہوٹل، دوکانیں اور قہوہ خانے مغربی تہذیب کا مکمل خاکہ کھینچے ہوئے ہیں۔ یہاں بڑی بڑی سر بفلک عمارتیں کھڑی ہیں خوبصورت سڑکیں شہر کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اسکندریہ قاہرہ سے ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور دارالخلافہ سے اس کا الحاق بذریعہ ہوا، ریل، سڑک اور دریا کے کیا گیا ہے۔ اس شہر کی آبادی کم و بیش پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

جنگی سامان تیار کرنے کیلئے پہلے سال ہندوستان میں ۴۰ کروڑ روپے کا آرڈر دیا گیا تھا۔ دوسرے سال ۱۶۵ کروڑ تک اور اب قریباً ۲۰ کروڑ ماہانہ کی اوسط سے آرڈر دیئے

ا۔ ترہ

برطانیہ میں ہر موزوں زن و مرد کو ہوائی حملوں کے دوران میں یا دشمن کے حملہ کے وقت ایک نہ ایک کام کرنا ہ[وتا] ہے۔ قریب ۱۵ لاکھ زن و مرد شہری بچاؤ کے کام میں مصرو[ف] ہوتے ہیں۔ اور ۴۵ لاکھ سے اوپر آگ کے تحفظ کے لئے۔ لاکھ انسان ہوم گارڈ کے لئے نامزد کئے گئے۔ جو اپنے فا[رغ] وقت میں جنگی سکھلائی کرتے ہیں۔

برطانیہ میں کوئی شخص جنگ سے فائدہ نہیں اٹھاتا انکم ٹیکس ۵۰ فی صدی کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔

ہندوستان جنگی سپاہیوں کے کپڑوں کی تیاری د[س] لاکھ ماہانہ سے بھی زائد ہے۔ جنگ سے قبل فوج کے لئے ایک کارخانہ کپڑے بناتا تھا۔ اور اب کپڑوں کے دس کارخ[انے] جن کا بے شمار سلائی کے مرکزوں سے الحاق کیا گیا ہے کرتے ہیں۔ ان میں ایک لاکھ ملازم کام کرتے ہیں۔ ایک [illegible] (یعنی چھتریاں تیار کرنے کا) کارخانہ بھی کھولا گیا ہے۔ ج[س] میں چھتریاں تیار کی جاتی ہیں۔

ریاستہائے متحدہ میں دو کروڑ پچاس لاکھ صنعتی کارکن ہیں۔ ان میں سے نصف جنگی سامان تیار کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

حکومت ہند نے زین اور ساز تیار کرنے کے کارخانوں میں عملہ کارکنان کی تعداد دو ہزار سے پندرہ ہزار تک کر دی ہے۔ اس کے علاوہ سات سو ٹھیکیداروں نے چونتیس ہزار آدمی کام میں لگائے ہوئے ہیں۔ کام کی سالانہ اوسط کا اندازہ بیس کروڑ لگایا گیا ہے۔

جنگی ضروریات کے پیش نظر تاکہ جہازوں میں صرف فوجیوں کے لئے سامان مہیا کیا جائے۔ برطانیہ کے لوگوں نے قریباً اپنی تمام اشیائے خورد و نوش کو خوشی سے راشن کے مطابق حاصل کرنا منظور کر لیا ہے۔ کوئی شخص دو اونس سے زیادہ مکھن یا دو اونس سے زیادہ چائے فی ہفتہ نہیں خرید سکتا۔ بہت سے میوہ جات تو بالکل میسر ہی نہیں آتے۔

جنگی بوٹ تیار کرنے کی تعداد ہندوستان میں ... لاکھ سے چار لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

برطانیہ اپنی زمینوں اور کارخانوں کو نئی ترتیب سے ... رہا ہے۔ کھر ملو پیداوار جنگ سے پہلے کی نسبت دوگنی کر دی گئی ہے۔ ساٹھ لاکھ ایکڑ سے زائد زمین میں ہل چلایا جا رہا ہے۔

تیس ہزار سے زیادہ انسان ہندوستان میں مختلف جہازوں کی تعمیر اور مرمت کے کارخانوں میں مشغول ہیں۔

برطانوی کپڑے پر کوپن کی پابندیاں عاید کی گئی ہیں مثال کے طور پر اگر ایک عورت دو جوڑے جراب کے ایک ماہ میں خرید کرے اور ایک گون (اوپر کا کپڑا) تو وہ اور کوپن (یعنی ٹکٹ) مزید کپڑا خرید کرنے کے لئے حاصل نہ کر سکے گی۔

تمام سینٹوں کی میزان جو انڈین ڈیفنس ریلوں (ہندوستانی بچاؤ کا قرضہ) کے ماتحت جون ۱۹۴۰ء تک پہلے پہل جاری کئے گئے تھے۔ ایک عرب بیس کروڑ چودہ لاکھ پینتالیس ہزار ہوتی ہے۔

چار انجن والا بم مار ہوائی جہاز ایک لاکھ پچاس ہزار پرزے رکھتا ہے جو اس میں جوڑے جاتے ہیں۔

محوری طاقتیں اور آپ

کیا آپ کو راشن کے حصول میں مشکلات پیش آتی ہیں؟
ہانگ کانگ میں جاپانیوں کا شکریہ
"انسانی گوشت فروخت ہوتا ہے۔ ... مردانہ

تک روزانہ انسان مرتے ہیں۔ زیادہ تر فاقہ سے۔ اگر کسی
کو راشن ملتا ہے تو آٹے کی ایک کیٹی اور سیاہ چنوں کی نصف
کیٹی ور چینیوں کو روزمرہ ۲۴ تائیل چاول کے سوائے
کچھ نہیں ملتا۔

(تائیل قریباً چار تولے کے برابر ہوتا ہے) ایڈیٹر

فرانس میں جرمنوں کا شکریہ

امریکہ کا نان پاؤ تو اس قدر روٹی رکھتا ہے
کہ جتنا ایک فرانسیسی کو سارے دن میں میسر آتا ہے۔ یا اس
سے بھی زیادہ کہ وہ ایک ہفتہ میں حاصل کرے اور اس قدر
مکھن کہ ایک فرانسیسی کو سال بھر میں میسر آئے۔

اٹلی میں

لوگوں کی خاص پیداوار (خوراک) سیاہ اور ناقابل
استعمال آٹا ہے۔

کیا آپ اشیاء خوردنی و دیگر اشیاء کی زیادتی نرخ کے ہاتھوں تکلیف میں ہیں

شنگھائی میں جاپانیوں کا شکریہ

ایک امریکن کا جو حال ہی میں وہاں سے بچ نکلا ہے
بیان ہے کہ چاول کی ایک بوری کی قیمت اس امر کے بدولت
کہ جاپانیوں کی فوجی ضروریات مقدم سمجھی جا رہی ہیں۔ روز بروز
[illegible]

انتالیس (۳۹) روپے سے ایک ہزار تین سو پچاس (۱۳۵۰) روپے تک
پہنچ گئی ہے۔

بلجیم میں جرمنوں کا شکریہ

کتے کا گوشت اٹھ شلنگ فی پونڈ (نصف سیر)
اور بلی کا گوشت ایک پونڈ قریباً پندرہ روپے فی پونڈ کے
حساب سے بک رہا ہے پھر بھی ہر جانب سے یہ پکار اٹھ
رہی ہے۔ کہ روٹی نہیں، لیکن غلے کے چھکڑے لدے
ہوئے جرمنی جا رہے ہیں۔

گریس (یونان) میں اطالویوں کا شکریہ

روٹی کی ایک چپاتی وزنی ۱/۲ پونڈ کی قیمت سات
پونڈ پندرہ شلنگ جوتی (بوٹ) کے ایک جوڑے کی
قیمت پچاس پونڈ اور جراب کے ایک جوڑے کی قیمت
نو پونڈ ہے

(نوٹ) پونڈ کی قیمت کم و بیش ۱۵ روپیہ تھی۔ آجکل
۲۰ روپے کے قریب ہے۔ ایڈیٹر

. . . .

کھینچتا تھا دل انہیں اور کھینچتے تھے دل کو وہ
میں کسے سمجھاتا اک کم سن تھا اک ناداں تھا

دیہاتی دُنیا ——— دسمبر ۱۹۴۲ء

گھریلو دستکاری اور ریاستی زمیندار

زمیندار کے پاس وقت بچتا ہے اور یقیناً بچتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ زمیندار اس کا استعمال کیونکر کرتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ زمیندار اپنا فالتو وقت حقہ نوشی میں صرف کرتا ہے۔ گپ شپ ہانکنے میں گذارتا ہے۔ یا خانہ جنگی میں ختم کرتا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ بیکار آدمی ایسے ہی مشاغل اختیار کر لیتا ہے۔ خود اسے کبھی غور کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ کہ وہ یہ سوچ سکے کہ بیکار وقت کیونکر کام میں لایا جا سکتا ہے۔ محض تجاویز انہیں نہ تو مطمئن کر سکیں اور نہ ہی ان کا لائحہ عمل بن سکیں۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ باقی نہ تھا کہ عملی کام ان کے سامنے رکھا جائے اور انھیں نہ صرف اس پر عمل کر کے بلکہ فائدہ مند ثابت کر کے دکھایا جائے۔

چنانچہ ریاستی محکمہ صنعت و حرفت نے ان کے سامنے کھڈی کا کام رکھدیا۔ جو نہ صرف ان کے فالتو وقت کو ہی کار آمد بنا سکتا تھا۔ بلکہ ان کے لئے مالی اور جنسی صورت میں بھی مفید تھا۔ کھڈی کا کام اس قدر منافع بخش ہے کہ اس کے جگہ جگہ کارخانے موجود ہیں۔ سوت کو بٹا اور رنگا جاتا ہے۔ اس دستکاری کی حوصلہ افزائی کیلئے ہندوستان میں صوبائی حکومتیں بھی مالی اور ٹیکنیکل امداد بہم پہنچا رہی ہیں۔ وہاں تو پانسو قسم کے نمونے ایجاد کئے گئے ہیں۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اگر زمیندار چاہے تو اسے اس قدر وسعت دے سکتا ہے۔ کہ دیہاتی عورتیں بھی فارغ نہیں رہ سکیں۔

محکمہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت نے دیہاتیوں کے فائدہ کے پیش نظر موضع نلوئی ضلع میرپور میں ایک بوٹ کا کارخانہ کھولا ہوا ہے۔ جہاں صرف دیہاتی بچوں کی سکھلائی کے لئے بوٹ بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔ ایک کاریگر ۔/۔/۴۵ روپے ماہوار پر ملازم رکھا گیا ہے۔ چمڑا سینے کی مشین مہیا کی گئی ہے۔ لڑکیوں کو دستکاری کا کام سکھلانے کی غرض سے ایک استانی کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ دیہاتیوں کو ان کے بیکار وقت میں کسی کار آمد شغل میں مصروف رکھا جاسکے۔

دیہاتی تعمیر کا کام بھی اسی کا ایک شاخسانہ ہے۔ ایک طرف تعمیر کا کام اُن کے گاؤں میں کسی نئی اور مفید ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ تو دوسری طرف بیکار آدمی مزدوری میں وقت صرف کر کے مالی امداد حاصل کرتا ہے۔

زمیندار کے لئے سنہری موقع ہے کہ وہ اپنے بے کار وقت سے فائدہ اٹھائے۔ خود ایسی تجاویز پیش کرے جس سے وہ گھریلو دستکاری میں مصروف رہ سکے۔ ایسی صورت میں حکومت اُس کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر مناسب اور موزوں امداد کرنے کو تیار ہے۔

ایڈیٹر

مجھ سے تو مقدر میرے نامے کا ہے اچھا — دیکھیگا انہیں جا کے محبت کی نظر سے

....

غالب

قطعہ

اُٹھا اک دن بگولا سا جو میں کچھ جوشِ وحشت میں — پھرا آسیمہ سر گھبرا گیا تھا جی بیاباں سے
نظر آیا مجھے اک طائرِ مجروح پر بستہ — ٹپکتا تھا سرِ شوریدہ دیوارِ گلستاں سے
کہا میں نے کہ او ناکام آخر ماجرا کیا ہے — پڑا ہے کام تجھکو کس ستمگر آفتِ جاں سے
ہنسا کچھ کھلکھلا کر پہلے پھر مجھکو جو پہچانا — تو یوں رویا کہ جوئے خوں بہی پلکوں کے داماں سے
کہا میں صید ہوں اُس کا کہ جسکے دامِ گیسو میں — پھنسا کرتے ہیں طائر روز آکر باغِ رضواں سے
اُسی کی زلف و رُخ کا دھیان ہے شام و سحر مجھکو — نہ مطلب کفر سے ہے اور نہ ہے کچھ کام ایماں سے

بچشمِ غور جو دیکھا مرا ہی طائرِ دل تھا
کہ جل کر ہو گیا تھا خاک اپنی آہِ سوزاں سے

MUSLIM UN
کتب خانہ جامعہ

امدادِ باہمی اور زمیندار

یہ مضمون اختر صاحب فاروقی نے ۲۲، کاتک سنہ ۱۹۹۹ کو کھوعہ میں انٹرنیشنل کوآپریٹوز الائنس ڈے پر پڑھا اور اول انعام حاصل کیا۔ اس لئے قارئین کے ملاحظہ کیلئے درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

جنابِ صدر اور

شرفائے مجلس! میں اس سے پہلے بھی بارہا "امدادِ باہمی" کے میدان میں اپنے خیالات کے گھوڑے دوڑا چکا ہوں اور زبان و قلم کی جولانیاں دکھا کر ہر قسم کے جلسوں میں اتحاد و اتفاق کے بلند بانگ نعرے لگا چکا ہوں۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ آج تک مجھ سے کئی بدرجہا قابل ترین حضرات نہایت سرگرمی و دلسوزی کے ساتھ اس بات کی کوشش کر چکے ہیں۔ کہ زمینداروں کے خانہ دل میں "امدادِ باہمی" کے دیئے جلائے جائیں۔ جنکی جگمگاہٹ میں اس مفید تحریک کے اصلی مفہوم کی آب و تاب ہو لیکن زمینداروں کے حالات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ ابھی تک ان کے دلوں میں امدادِ باہمی کی گرمی صحیح طور پر دوڑنے نہیں پائی۔ اور اس کے مقابلہ میں ان کی بے علمی، ناواقفیت اور سادہ لوحی نے غلط فہمی اور غفلت کوشی کے گندے تالاب کھڑے کر رکھے ہیں۔

امدادِ باہمی کا مدعا جیسا کہ آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ قدیم ساہوکارانہ بے قاعدگیوں کے ساتھ زمینداروں کی ناواجب اور نامعقول ضرورتوں کو حسبِ خواہش پورا کرنا نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی دوکانداری رواج کا رہے جس میں سود اصل کی صورت میں روپیہ ادھار دیا جاتا ہے۔ اور وقتِ مقررہ پہ ڈیوڑھے دوگنے غلہ کے عوض وصولی ہوتی ہے۔ اور عدمِ وصولی کی صورت میں بہی کھاتہ کے سیاہ حروف کے سانچے میں ڈھل کر گھر کی لٹی کٹی سے تبادلہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ امدادِ باہمی کا منشا صرف جماعتی تنظیم کی صورت میں ہر ایک شخص کی حیثیت اور آمدنی کے مطابق امداد کرنا ہے۔ اور اس کی گری ہوئی مالی حالت کو کفایت شعاری کے اصول سکھا کر پروان چڑھانا ہے۔ یہ خیال جو آپ کے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے کہ زمیندارہ بنک سرکار کی طرف سے ہر ایک شخص کی ضرورتوں کو انفرادی طور پہ ساہوکارانہ طریقوں سے پورا کرنے کے لئے کھولے گئے ہیں اور ان بنکوں کا مقروض قواعد و قوانین کے زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے اس طرح جکڑ دیا جاتا ہے۔ کہ اس کی تمام جائیداد کی طاقت بھی اگر لگائی جائے تو اس کو قرض سے نہیں چھڑا سکتی۔ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے

کہ اس مفید تحریک نے ساہوکاری کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ اور سود خوری کے ہاتھ توڑ کر رکھ دیئے ہیں۔ تاکہ زمیندار پھولے، پھلے اور ترقی کرے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے زمیندار کی زندگی کی بہت سی ضروریات قرض سے بندھی ہوئی ہیں کیونکہ اسکی مالی حالت کی ترازو ناقابلِ اعتبار ہے جو ہمیشہ اپنے پلڑوں کو اونچا نیچا کرتی رہتی ہے۔ زمیندار کو اپنی ضرورتوں کی وجہ سے کبھی نہ کبھی قرض کے بوجھ کے نیچے اپنا کندھا دینا پڑتا ہے۔ اور اس کی آمدنی کا خزانہ زمین کے اندر قسمت کے صندوق میں بند ہے جس کی چابیاں اگرچہ زمیندار کی محنت کے ہاتھ میں ہیں لیکن زمینی و آسمانی حالات کی ناموافقیت اُس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ خشک سالی اور ژالہ باری بے وقت بارش۔ فصلی امراض اور ٹڈی دل وغیرہ بیسیوں ایسی ناگہانی اور غیر متوقع بلائیں۔ جو ان کی محنت اور جانفشانی کی سرسبز و شاداب کھیتی پر اکثر بے طرح ٹوٹ پڑتی ہیں اور انکی آنکھوں کے سامنے بربادی و بدحالی کے بھیانک صحرا بچھا دیتی ہیں۔ بیچارہ زمیندار جو کہ کفایت شعاری کے سائے تلے سے بھی گزرا نہیں ہوتا اور جو ابتدا ہی سے فضول خرچی اور غفلت شعاری سے نکالے گئے ہوئے ہے ایسے آڑے وقتوں میں بہت پریشانی اور مصیبت زدہ محسوس کرتا ہے۔ غریب کے دل میں نہ تو روپیہ پیسہ کی گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی گھر میں مال و دولت کی چمک جب یہ ناگہانی بلائیں اس کی فصلوں کا ستیاناس کر دیتی ہیں اور اسکی امیدوں کی لہلہاتی کھیتی پر نا امیدی کا سہاگہ پھیر دیتی ہیں۔ تو اس کو چار و ناچار اپنی ضروریات کے چل چلاؤ کیلئے قرض کی پناہ لینا پڑتی ہے۔

علاوہ ازیں جب حالات لگاتار اور پے تغیر ہوں۔ تب بھی زمیندار کو سرکاری اہلکاروں اور کاشتکاروں کے مزدوروں کی طرح ماہواری یا روزانہ اپنی مٹھی گرم کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔ اس کی شیخی کی گردن صرف ششماہی اور بعض اوقات سالانہ پیداوار پر ہی اونچی ہوتی ہے جس سے اس کو اہل و عیال کی خوراک و پوشاک کا بہم پہنچانا۔ مکان چھڑانا۔ اُدھار بنانا۔ مولیشی خریدنا مالیہ ادا کرنا۔ شادی و غمی۔ بیماری اور مقدمات وغیرہ کی۔ ہزاروں بے پناہ ضرورتوں کے چل چلاؤ کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر بار روپیہ کے دلوتا کو ہی سخرا پڑتا ہے۔ مگر یہ دلوتا زمیندار کے حق میں بہت بے رحم اور نامنصف واقع ہوا ہے۔ اُس سے ہمیشہ روٹھا ہی رہتا ہے پھر بدقسمتی سے زمیندار کی ساکھ بھی عام طور پر ناقص ہوتی ہے اور اس کو آسانی کے ساتھ قرض نہیں ملتا۔

زمین کا ایک آدھ ٹکڑا چند مولیشی۔ ایک ادھ ٹوٹا پھوٹا مکان اس کی کل کائنات ہوتی ہے جس سے وہ اپنی دنیاداری کے تمام جھمیلوں کو نپٹاتا اور تمام الجھنوں کو سلجھاتا ہے۔ ساہوکار ہمیشہ اس قسم کے موقعوں کی تاک لگائے ہوتا ہے۔ آسانی سے اس کو قرض نہیں دیتا اور اس کی جائیداد پر نہایہ، شریفانہ احسان کے ساتھ ساتھ مارنا چاہتا ہے۔ زمیندار مصیبت میں سالہا سال پڑی جان

جلاسے تو اُن کے لئے کما کر لائے۔ الغرض ان واقعات کو سامنے رکھ کر سرکار نے اتحادی زمیندارہ بنکوں کو جاری کیا ہے۔ تاکہ زمیندار مالی مشکلات سے نجات پا سکے اور حسب ضرورت نہایت عزت کے ساتھ اُس کو روپیہ بہت اس غرض سے امداد دی جاوے کہ اس غریب کی زندگی قرض کے ظالمانہ پنجے میں گھٹ کر نہ رہ جائے

زمیندارہ بنک ہر ایک زمیندار کی مالی حالت کو چار چاند لگا دینے کا ذمہ وار ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر الگ الگ ہر ایک شخص کی حاجت روائی کے لئے اپنی سخاوت کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔ اور یہ ایک ایسی کڑی شرط ہے جس کو زمیندار ایک آنکھ دیکھ نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ انہی کے جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اور وہ ان گمراہ کن بلکہ تباہ کن اصولوں کا بلا ہوتا ہے۔ جو اس کی خاموشی کے ساتھ مشکل حل کر دیتے ہیں۔ خواہ اس کو اس سودے میں جہنم کے منہ میں جانا پڑے۔ اگر زمیندار ذرا ہوش کے ناخن لے تو اس پر حالات کھل جائیگا۔ کہ امداد باہمی جماعت کے مشترکہ مفاد کا کلمہ پڑھتی ہوئی ہر شخص کی پیٹھ پر حوصلہ افزائی کا ہاتھ رکھتی ہے۔ اور مالی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے مرد میدان بناتی ہے۔ اور چند افراد کی ایک منتظم جماعت کو کفایت شعاری کے اصولوں کے ساتھ باندھ دیتی ہے۔ تاکہ ہر ایک فرد ذاتی و غیر ذاتی اغراض و مفاد کو یکساں تصور کرتا ہوا اپنی حالت کو سنوار سکے۔ اس تحریک کا منشا تمام دنیا کے انسانوں کو مساوات و رواداری اور ہمدردی و ایثار کا گیان دے کہ مالی مشکلات کی روک تھام کرتا ہے لیکن زمیندار کی سادہ دلی اور ناسمجھی کا کہاں تک ماتم منایا جاوے۔ خود اس کی حالت تو ہمیشہ فقر و افلاس کی میلی کچیلی اور پھٹی پرانی چادر میں اوڑھے ہوئے ہے۔ اور اس کی عقل و دانائی پہ زار زار رو رہی ہے۔ کہ ہر دو ان کی ہزارہا کوششوں، درخواستوں اور رعائتوں کے باوجود زمیندار کی آنکھیں "امداد باہمی" کی مفید تحریک کا نورانی سرمہ نہیں لگا سکیں۔ اور اُس کی آج کی حالت ہو بہو کل کی تصویر ہے۔ الغرض محکمہ کواپریٹو بنک ایک نہایت مفید محکمہ ہے۔ جس نے ہر شخص کے لئے بلالحاظ مذہب و ملت اپنے فیض عام کے دروازے کھول رکھے ہیں لیکن اس کا مدعا یہ بھی نہیں ہے کہ اس کی امداد کی تھیلیوں سے جو چاہے آزادی کے ساتھ اپنی جیب بھر لے اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ زمیندار کو قرض کا غلام بنا کر اس سے نفع حاصل کیا جائے اور نہ ہی اس کا مدعا یہ ہے کہ اس کو قرض کے بار گران کے نیچے آہستہ آہستہ ایسا دبا دیا جائے کہ وہ پشت در پشت سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے۔ بلکہ [illegible] غرض یہ ہے کہ زمیندار کی امداد کی [illegible] اس کی [illegible] جائے اور وہ رقم کو [illegible] برداشت کرے اس کو اپنی ذاتی مفاد کے لئے کسی مفید کام پر انفرادی یا اجتماعی طور پر صرف کرے

کون نہیں جانتا کہ اتحادی بنک اور انجمنیں اتحاد و تنظیم کی برکتوں کی آئینہ دار ہیں۔ اگر زمیندار اپنے گھر بار اور گرد و پیش کو ان برکتوں سے بھرپور دیکھنا چاہتا ہے۔ تو اس کو لازم

ہے کہ وہ اپنی آنکھوں پر امداد باہمی کے اصلی مفہوم کی عینک لگائے۔ اور کفایت شعاری اور دیانتداری کی شاہراہوں پر چلے جب کبھی اشد ضرورت پڑے اپنی سوسائٹی کے ذریعے بنک زمینداراں سے قرض حاصل کرے مگر قرض اٹھاتے وقت اپنی حیثیت اور آمدنی کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دے اور لالچ میں آکر اپنی بساط سے بڑھ کر قرض برداشت نہ کرے زمیندار کو شادی وغمی کے موقعوں پر اکثر قرض اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسلئے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان ضرورتوں کے لئے امدادی بنکوں سے بخوشی تمام امداد حاصل کرے لیکن گاؤں میں اپنی جھوٹی عزت کا ڈھنڈورہ پیٹنے کیلئے نہیں اور نہ برادری کی خوشنودیٔ عام کے لئے اور نہ ہی عیش وعشرت کے مخمور کردینے والے جھولے جھولنے کے لئے۔ بلکہ محض پیش آمدہ ضرورت کو آسانی سے پورا کرنے لئے اس کو امدادی بنکوں سے قرض اٹھانا چاہیئے۔ اور جب قرض اٹھائے تو اس کی باقاعدہ طور پر قسط وار ادائیگی کرے۔ اور سوسائٹی کے قواعد کی نہایت احتیاط سے پابندی کرے۔

لیکن بدقسمتی سے ہمارے بعض لوگ قرضداری کی پریشانیوں سے کچھ ایسے مانوس ہوچکے ہیں کہ بنک زمیندارہ سے قرض تو اٹھا لیتے ہیں لیکن نہ تو وہ انجمن کے قواعد پر چلتے ہیں اور نہ قسط وار قرض ادا کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی روپیہ سے جائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب چند سال گزر جاتے ہیں اور بنک زمیندارہ کا قرض اپنے اصل زر سے بڑھکر سر اٹھانے لگتا ہے۔ تو ان کے دلوں کی بہانہ تلاش کرنے والی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ بہت یہ کوشش کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ساہوکار کے روپیہ کی طرح اس کو بھی ہضم کر جائیں چنانچہ وہ برسوں اس غلط خیال سے فریب کھاتے رہتے ہیں۔ وہ بیچارے نہیں جانتے کہ زمیندارہ بنک کا روپیہ الم غلم کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ پھر جب انکے خلاف ثالثی قائم کی جاتی ہے۔ اور عدالت میں وصولی کی درخواست ہوتی ہے۔ تو اس وقت اس کے احساس عزت کو ٹھیس لگتی ہے وہ جھنجلا اٹھتے ہیں۔ اور بجائے اپنی غفلت اور لاپرواہی پر نادم ہونے کے الٹا اتحادی بنکوں کے اصولوں کی مذمت کرنا شروع کردیتے ہیں۔ ان سے اگرچہ ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی فضول باتوں کا دوسرے انجان اور ناواقف لوگوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ امداد باہمی کی انجمن میں الجھنا اور بنک زمیندارہ سے قرض برداشت کرنا گویا کہ جہنم کے منہ میں جانے کے مترادف سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ایسے لوگ ہر کہیں بدنیت، فضول خرچ اور عیاش ہی ہوسکتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ بنک زمیندارہ کے سوا اور کہیں سے بھی اس قدر کم شرح پر اور آسان طریقہ سے قرض نہیں مل سکتا۔ اور نہ ہی وہ کسی اور طریقہ سے باقاعدہ منظم ومتحد ہوسکتے ہیں۔ اور ساہوکار کے قرض سے چھٹکارا پاسکتے ہیں۔

نادہند مقروض کے حالات کا اگر جائزہ لیا جائے تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ وہ طبیعت کا بیٹا۔ عادت کا فضول

خود امدادی کا امکان ہے۔ انجمن امداد باہمی کی رکنیت اس کے لئے بیداری اور اصلاح کی راہیں کھول دیتی ہے اور وہ اپنی اغراض و ضروریات کو انجمن کے دیگر ممبران کے ہاتھ سے پورا کرنا چاہتا ہے. جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے. اور بنک سے روپیہ اٹھاتا ہے تو اس کو مفت کا مال سمجھتا ہے اور چند ہی دنوں میں اڑا دیتا ہے. ادائیگی کا نام تو وہ ابتدا سے ہی نہیں جانتا. الغرض وقت گزرتا جاتا ہے مطالبے ہوتے رہتے ہیں. ہر سال رقم بڑھتی جاتی ہے فہمائشیں ہوتی ہیں، اقرار ہوتے ہیں. عہد و پیمان ہوتے ہیں جھگڑے ہوتے ہیں. تکراریں ہوتی ہیں. مگر اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی. ایسا شخص جس انجمن کا ممبر ہوتا ہے وہ انجمن بجائے فائدہ اٹھانے کے نقصان میں رہتی ہے اگر زمیندارہ بنک کے ساتھ اتحادی انجمنوں کے قواعد کی رو سے لین دین کیا جائے. تو یہ ایک قطعی امر ہے کہ کسی بھی شخص کو کبھی کوئی شکایت پیدا نہ ہو. بلکہ اس کی مالی حالت روز بروز افزوں ہوتی چلی جائے لیکن بدقسمتی سے معاملہ اس کے برعکس ہے.

اگر زمیندار اتحادِ باہمی کے اصولوں کو ہر کہیں اپنا نصب العین بنا لیں اور امدادی بنکوں کے فوائد کو باریک نظری کی خوردبین کے نیچے دیکھیں اور ان سے بہرہ ور ہونے پر کمر ہمت باندھ لیں تو بہت اغلب ہے کہ وہ چند ہی سالوں میں مالا مال ہو جائیں. مثلاً اگر کسی گاؤں میں سوسائٹی کے ممبر اپنی حالت کو سدھارنے کے لئے اتحادی زمیندارہ بنک کی امداد کی تھیلیوں کو اس غرض کے لئے خالی کرائیں. کہ اس روپیہ کو وہ کسی مفید دستکاری یا کسی خاص تجارت پر صرف کر سکیں. اور پھر عملی طور پر دیانت داری سے ایسا کرتے رہیں. تو وہ سوسائٹی یقینی طور پر اپنی مالی حیثیت کی بنجر زمین سے جواہرات پیدا کر سکتی ہے! اور موجودہ جنگ اسی مفید تحریک سے فائدہ اٹھانے کا ایک بہترین موقع ہے.

آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خوش قسمتی سے ہمارے موجودہ آنریبل پرائم منسٹر صاحب بہادر ہماری بہتری کے دل و جان سے خواہاں ہیں. اور آپ کی ہی توجہ کے ہاتھوں نے ہماری بہبودی کے لئے مختلف محکمے کھول کر ہم پر بھاری احسان فرمائے ہیں. نیز آنریبل ریونیو منسٹر صاحب بہادر جنہوں نے اپنے قلیل عرصہ میں اپنی ہمدردانہ کارفرمائیوں سے ثابت کر دیا ہے. کہ ہمارا درد ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے. ہم کو ان ہر دو بلند ترین منسٹروں کے عہد ترقی پر صرف فخر ہی نہیں ہونا چاہئے. بلکہ اپنی حالت کو سنوارنے کی جیسا کہ ان کا منشا ہے بیش از بیش کوشش کرنی چاہئے.

اگر زمیندار اب بھی ان تمام مراعات سے جو ہماری مہربان گورنمنٹ محض ہمارے فائدہ کے لئے ہمارے حق میں روا رکھتی ہے. بہرہ ور ہونے کی کوشش نہ کرے. تو پھر اس کی بدقسمتی کا کیا ٹھکانہ ہے میں آپ میں سے ہر ایک ذی اثر اور سمجھدار زمیندار سے پر زور اپیل کرونگا. کہ وہ اپنے اپنے گاؤں اور حلقہ میں اتحادی انجمن قائم کرنے کے لئے اپنے سیدھے سادھے بھائیوں کی رہنمائی کریں اور ہر ممکن طریقہ

سے ان کو ترغیب دے۔ کہ وہ امدادِ باہمی کی انجمنوں سے اپنا رشتہ گانٹھ لیں۔ تاکہ ان کی مالی حالت بن سکے۔ اس طرح دوسرے ذریعوں سے بھی فائدہ اٹھانے کی گنجائش کی جائے اور ان کے دلوں سے غفلت اور آنکھوں سے جہالت کے پردے اٹھانے کے لئے تعلیم بالغاں کو فروغ دینے کا انتظام کیا جاوے اور بہبودی کے کام کی رہنمائی کے لئے ہر گاؤں میں امدادِ باہمی کی مشعلوں کو روشن کیا جائے کیا جائے۔ آخیر میں نہایت خلوص دل کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ خداوند عزوجل ہمارے سرتاج سری حضور مہاراجہ بہادر کو عمر خضر عطا فرمائے اور سری یوراج بہادر کو ہمیشہ خوش و خرم و شادماں و کامراں رکھے۔

قاضی احمد دین اختر فاروقی از کٹھوعہ

شکوۂ دہقان

(پنڈت جیا لعل صاحب کیرو عموماً اپنا کلام دیہاتی دنیا کے لئے ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ ادارہ انکا شکر گزار ہے۔) ایڈیٹر

تھی میری تخلیق جو منظور اے پروردگار — بیستی ہے کیوں مجھے پھر گردشِ لیل و نہار
جسکی محنت کے رہین منتِ احسان ہوں سب — اسکی نظروں میں جہاں ہو اک شبِ تیرہ و تار
ہائے وہ خود دانے دانے کیلئے محتاج ہے — جسکے باغِ آرزو کی لوٹ لے دنیا بہار
میری محنت کا نتیجہ مخمل و دیباج ہوں — زیبِ تن اپنے پھٹا کرتا ہو وہ بھی تار تار
دودھ مکھن اور گھی پیدا کروں ہے یہ ستم — پر مچلتا ہی رہے خود اپنا طفلِ شیر خوار
میرے دم سے رونقِ بزمِ جہاں قائم ہوئی — اور محفل میں رہوں خود تا بکے پروانہ وار
یہ تجارت یہ امارت صنعت و حرفت تمام — الغرض ہے میری محنت پہ جہاں کا اعتبار

کسمپرسی۔ بینوائی۔ تیرہ بختی۔ مفلسی پائمالی تنگدستی مبتلائے روزگار
کاش دیتا بوئے گل۔ باد صبا رنگ بقا!
گلشن ہستی میں جب بھیجا مجھے اے کردگار

پنڈت جیا لعل گیرو۔ بی۔ اے مقیم کشتواڑ

افسانہ

محبت کے دو جام

شاہنشاہِ یونان محلات کے اندرونی ایوان خانے میں مستِ مئے ناب ہو کر اپنی حسین رقاصہ جمیلہ کے رقص و سرود میں منہمک تھے۔ جمیلہ کی مسرور آنکھیں برف سی پیشانی۔ سُرخ عارض۔ سیاہ کاکل اور سفید سفید دانت شہنشاہ کے دل و دماغ پر بجلی گرا رہے تھے۔

وہ سرو قد سبک اندام اور برق رفتار حسینہ شہنشاہ پر ایسا جادو ڈال چکی تھی۔ کہ شہنشاہ اُس کے ایک انداز پر ساری سلطنت قربان کرنے کو آمادہ تھے جمیلہ ہر نغمہ اور ہر رقص پر ایک بیش بہا انعام پاتی لیکن شہنشاہ بخشش انعام بھی کم صلہ سمجھ کر تسکین نہ پاتے۔

جمیلہ حسین تھی۔ اُس کی ہر ادا دلربا اور اس کی ہر بات دلفریب تھی۔ شہنشاہ اس سے محبت کرتے تھے اور اپنی محبت کا اظہار بارہا فرما چکے تھے۔ جمیلہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے طرح دے جاتی۔ شہنشاہ جمیلہ سے اقرارِ محبت کے ہزاروں حیلے سوچتے لیکن ایک کارگر نہ ہوتا۔ آخر کچھ دیر غور کرنے پر اپنے ایک خاص جان نثار ملازم کو حکم دیا کہ وہ جمیلہ کا خیال رکھے۔

دُنیا جانتی تھی۔ کہ شاہِ یونان کو صرف چار ہی چیزوں سے محبت ہے۔ اپنی سنان۔ طمنچہ۔ شاہین اور اسپ تازی سے۔ کیونکہ وہ ایک بہادر انسان تھا۔ مگر اُسے ان سب سے زیادہ جمیلہ کی سیاہ آہو نما آنکھوں سے زیادہ اُلفت تھی۔ وہ بادۂ ناب کا بڑا دلدادہ تھا لیکن جمیلہ کی یاد میں اور زیادہ مخمور رہنے کا عادی بن گیا۔

ایک دن جبکہ شہنشاہ جمیلہ کی [illegible] سرشار ہو کر

شراب کے جام انڈیلنے میں مصروف تھا۔ اس کا جان نثار ملازم شہنشاہ کے قدموں پر آگرا۔ اور رک رک کر عرض کرنے لگا۔

"عالیجاہ! جب تک یہ عالم قائم رہے۔ خدائے ذوالمنن آپ کا سایہ اس عالم پر برقرار رکھے۔ گزشتہ رات جمیلہ کی کھڑکی سے ایک نوجوان چھلانگتے دیکھا گیا۔ اور یہ حضور کے خاص بہادروں میں سے ایک تھا۔"

شہنشاہ کی پیشانی پر قہر کے آثار نمایاں ہوئے اور ہاتھ بیساختہ تلوار کے دستے پر پڑا۔ جو میان میں کمر کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ جوشِ غضب میں فرمایا "کیا کہا"

جان نثار: "حضور۔ خدا شاہد ہے۔ حضور کے خانہ زادوں کی اس میں کوئی خطا نہیں۔ اور یہ چیز ہم نے اس کے سینے سے لپٹی ہوئی پائی ہے۔" یہ کہہ کر خوف زدہ جان نثار کورنش بجالایا۔ اور اس نے جھک کر اپنے آقا کے سامنے سیاہ سانپ کا سا ایک طمنچہ رکھدیا۔ اور دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ "اس نوجوان نے کہا تھا کہ میں نے یہ طمنچہ جمیلہ کے ہاں سے چوری کیا ہے۔ میں جمیلہ کی مرضی کے خلاف کھڑکی پر چڑھا تھا۔ صرف اپنی جرأت آزمانے کے لئے۔"

شہنشاہ نے متانت سے کہا۔ "ممکن ہے وہ جھوٹ کہتا ہو۔ اس کو یہاں حاضر کرو۔"

شہنشاہ نے ابھی کروٹ لیا ہی تھا۔ کہ صحن کا ہاتھی دانت ساخت کا سفید دروازہ یک لخت کھلا اور دو سپاہی ایک نوجوان کے دونوں ہاتھ جکڑے صحن میں آگھسے۔ نوجوان دلیرانہ کھڑا تھا۔ گرفتاری کی جھپٹ میں اس کا گریبان پھٹا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور شانے سے قمیص کے چیتھڑے لٹکے ہوئے تھے۔ کچھ دیر اس کی نظریں شہنشاہ کی نظروں سے لڑیں۔ اور نوجوان کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

یہ صحیح تھا کہ نوجوان نے جرأت آزمانے کے لئے ایسا کیا تھا۔ وہ شہنشاہ کی محبوبہ کی کھڑکی سے کودا تھا سوالات کی بوچھاڑ اس کی کہانی کو جھٹلا نہ سکی۔ شہنشاہ نے اُسے موت کی دھمکیاں دیں۔ آزادی کے وعدے دیئے تاکہ اُسے معلوم ہوسکے کہ اس کی محبوبہ کا گناہ کس حد تک تھا۔ نوجوان ہنستا چلا گیا یہاں تک کہ شہنشاہ کا غصہ شعلۂ جوالہ بن گیا اور اس نے اپنا ہاتھ خنجر پر ڈالا لیکن پھر خود بخود رکا اور گہری سوچ میں چلا گیا۔ بیرونی دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ گردن جھکا کر دل ہی دل میں کہنے لگا۔

"یہ نوجوان سچا معلوم ہوتا ہے۔ جمیلہ خطاوار نہیں۔"

جونہی شہنشاہ نے گردن اٹھائی۔ جان نثار کو سامنے حاضر پایا۔

شہنشاہ: "کیا ہے؟"

جان نثار: "جہاں پناہ"

شہنشاہ: "تم نے کہا تھا کہ جمیلہ کو اس شخص کی گرفتاری کا کوئی علم نہیں؟"

جان نثار: "جہاں پناہ"

شہنشاہ: "تو جمیلہ کو حاضر کرو"

جہاں نثار: "جہاں پناہ" کہہ کر کورنش بجا لاکر رخصت ہو گیا۔

فوراً حراست میں سپاہی۔ اسے قید میں ڈالنے لے گئے۔

شہنشاہ تنہا تھا۔ غم واندوہ نے اس کی آنکھوں میں اندھیرا کر رکھا تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ حقیقت جلد آشکار ہو۔ تاکہ وہ حسد اور رشک کی آگ سے جلد نجات حاصل کرے۔ تکلیف کی اس المناک گھڑی میں اُس کو پاؤں کے سرسراہٹ کی دھیمی دھیمی آواز سنائی دی۔ دروازہ آہستہ سے کھلا۔ جمیلہ تھی۔ اب شہنشاہ اور جمیلہ دونوں تنہا تھے۔ جمیلہ آنچل کو سنبھال رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چاند بدلیوں سے جھانک رہا ہے۔ وہ مسکرائی اور گھٹنے ٹیک کر شہنشاہ کے سامنے آداب بجا لائی۔ اُس کا جھکنا تھا۔ کہ مشک عنبر بار نے شہنشاہ کے دل و دماغ سے تمام شکوک رفع کر دیئے اور شعلہ ہائے بغض و حسد کو سرد کر دیا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ جمیلہ معصوم ہے۔ اُس سے کبھی کوئی دکھ دینے والی حرکت نہیں ہو سکتی۔ نہایت اطمینان قلب سے جمیلہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

شہنشاہ: "ہمارا طمنچہ کہاں ہے۔ جو ہم نے تمہیں بطور بخشش کے عطا کیا تھا۔"

جمیلہ: "جہاں پناہ! جان بخشی چاہتی ہوں۔" اُس نے پھر سر جھکایا اور گھٹنے ٹیک کر آداب بجا لائی

شہنشاہ: "ہمارا طمنچہ کیا ہوا؟"

جمیلہ: "حضور" اُس کی آواز تھرانے لگی۔

"جہاں پناہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ باغ میں کھیل رہی تھی۔ کہ یہ طمنچہ کہیں گم ہو گیا۔"

شہنشاہ ششدر ہو گیا اور حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

شہنشاہ: "تعجب ہے کہ میرے ایک بہادر کے پاس یہ طمنچہ کیوں کر پہنچا" یہ سنتے ہی جمیلہ پیچھے کو ہٹی اُس کے چہرے سے رنگ اُڑتا نظر آیا۔

شہنشاہ: "مگر تم کیوں گھبراتی ہو۔ نوجوان نے اپنے سامنے تسلیم کیا ہے کہ اُس نے یہ طمنچہ تمہارے ہاں سے چرایا ہے۔ اور تمہاری اس میں کچھ خطا نہیں ہے۔"

جمیلہ چلا اُٹھی۔ "جہاں پناہ یہ جھوٹ ہے۔ سراسر جھوٹ ہے۔ یہ طمنچہ میں نے خود اُس نوجوان کو دیا تھا۔" یہ کہہ کر وہ شہنشاہ کے قدموں میں غش کھا کر گر پڑی۔ عالم بیہوشی میں اس کے ہونٹوں سے یہ آواز آرہی تھی۔ "میں .... ہی تو... اکے .... لی... خطا ... وار .... ہوں ... اس کی ... کچھ... خطا ... نہیں"

شہنشاہ: (اپنے دل میں) "یہ پاؤں پڑنا اور ڈرنا اپنے لئے نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ جمیلہ اُس نوجوان کے لئے کر رہی تھی۔"

جمیلہ کے ہوش میں آنے پر شہنشاہ اس سے پھر مخاطب ہوا۔

شہنشاہ: "جمیلہ تم جانتی ہو اس بے وفائی کی سزا

کہا ہے:"

جمیلہ :۔ "جہاں پناہ۔ جانتی ہوں حضور جو سزا چاہیں دے لیں۔ یہ لونڈی حضور کے قابل نہ تھی"

شہنشاہ :۔ "کیا کہہ رہی ہو"

جمیلہ :۔ "جہاں پناہ سچ کہتی ہوں۔ میں بہت شوخ چشم ہوں۔ اس نوجوان کو میں ہی نے کھڑکی میں بلایا تھا۔ اور یہ صرف میری خطا ہے۔ صرف میری خطا"

شہنشاہ نے جب جمیلہ کو نوجوان کی محبت میں اس قدر سرشار پایا۔ تو رقابت اور رشک کی آگ بدرجہ اتم بھڑک اٹھی۔ وہ چاہتا تو دونوں کو یک قلم گردن مارتا زندہ گاڑ دیتا لیکن اس نے سوچا کہ وہ ہمیشہ بہادر کی قدر کرتا رہا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ بہادر انسان کے محبت بھرے دل میں جو آگ خرمن صبر کو جلا دینے کے لئے پنہاں ہوتی ہے۔ وہ نہ حلقہ ہائے آہن میں ہوتی ہے اور نہ سنگ ہائے کوہ میں لیکن وہ یہ توقع نہ رکھتا تھا۔ کہ جمیلہ کے فریب حسن سے وہ اپنی زندگی کو اس قدر تلخ بنا لیگا۔ آخر جذبۂ انتقام نے شہنشاہ کے دل پر قابو پالیا۔ دونوں کی بہادری کا خیال رکھتے ہوئے اس نے سوچا۔ کہ ان دونوں کو ایسی گہری نیند سلا دیا جائے۔ کہ انہیں کبھی کسی قسم کا درد محسوس نہ ہو

شہنشاہ نے جان نثار کو طلب کیا۔ اور اپنے اس ارادے سے آگاہ کیا۔ جان نثار کورنش بجا لایا۔ اور چلا گیا۔

شہنشاہ کی آنکھوں کے سامنے اب وہ منظر آ رہا تھا۔ کہ آئندہ جمیلہ اپنے فریب حسن میں لاکر کبھی شہنشاہ کو بے چین نہ کریگی۔ وہ سنہرے اور روپہلے زیور سے آراستہ پیکر کبھی رقص سے اب اس کے دل کو مسخر نہ کریگی۔ کہ اتنے میں جان نثار حاضر ہوا۔

"جہاں پناہ۔ اس وقت دونو شکایت ہائے رنگین کا گلہ کر رہے ہیں۔ کیا حکم ہے؟"

شہنشاہ نے شراب کے دو جام بھرے اور ان میں ایک ایک قطرہ ایک خاص شیشی میں سے نکال کر ڈال دیا۔ اور جان نثار کو دیکر کہا کہ "ان دونو کو اس کے پی جانے کا حکم دو۔ جان نثار نے ان دونو کے کے سامنے وہ جام رکھکر شہنشاہ کے حکم سے آگاہ کیا دونوں نے خوش ہو کر "محبت کے دو جام" کہکر پی لئے۔ اب وہ صبح قیامت کو اٹھیں گے۔

شیخ غلام قادر

پیچش

(۱) پیداوپکا روگ کا نام ذحیر ہے۔ عام زبان میں اسے پیچش کہتے ہیں۔ مغربی نکتہ خیال سے اس کی پیدائش کا باعث مختلف جراثیم ہیں۔ مگر مشرقی نکتہ خیال سے پیچش کی پیدائش بادی یا خشکی سے بھی ہو جاتی ہے۔ اس بیماری میں صفرا خشک ہو کر آنو اور خون کو جاری کر دیتا ہے۔ مریض فوراً پاخانہ میں جانا چاہتا ہے۔ لیکن وہاں جا کر مایوس ہونا پڑتا ہے۔ اور صرف خون اور آؤں خارج ہوتی ہے اگر مزاج میں سردی ہو یعنی زیادتی بادی و بلغم ہو تو پیٹ میں گڑگڑاہٹ اور ناف کے نیچے درد ہوتا ہے اور گرمی کا سبب ہو تو پہلے بلغم خارج ہوتی ہے۔ اگر خون زیادہ مقدار میں آجاوے۔ تو شفاخانہ میں جا کر ڈاکٹر وید یا طبیب سے ملاحظہ کرا کر تسلی کر لینی لازمی ہے کہ آیا خون جگری یا امعاء زخم ہونے کے باعث یا بواسیری ہے مغربی طریقہ علاج کے ماہرین فرماتے ہیں کہ پیچش یا مروڑ کی قسمیں سوزش کے باعث ہوتی ہیں۔ مگر ماہرین مشرقی طب نے صرف سوزش یا زخم سے ہی نہیں بلکہ تری کے مغلوب ہو جانے پر سدہ پڑ جانے پر بھی اس کی پیدائش قبول کی ہوئی ہے [illegible] کہ مسہل وغیرہ سدہ خارج کرنے سے پہلے قابض ادویات کا استعمال ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔

موجودہ وقت میں اس بیماری کی زیادتی ہر ایک کے سامنے ہے۔ اس کی وجہ بقول حکیم جالینوس۔ ہرتال۔ سنکھیا۔ بھنگ۔ افیون اور چونہ وغیرہ مختلف زہریلی ادویات کا استعمال ہے۔ ملیریا کے جراثیم ختم کرنے کیلئے انسان کے جسم میں ان زہریلی اشیاء کا اکثر استعمال ہوتا رہتا ہے۔ دوسری وجہ بخار کی گرمی کی شدت سے صفرا کے خشک ہو جانا ہے۔

بقول حکیم جالینوس۔ گائے کا تازہ دودھ شکر ڈال کر پلانا چاہئیے۔ گائے کے تازہ دودھ سے انسان کے زہریلا مادہ تحلیل ہو جاتا ہے۔

(۱) لعاب اسبغول یک تولہ۔ مصری ۲ تولہ ان دونوں کو تازہ مکھن میں ملا کر کئی دفعہ چٹائیں۔

(۲) بیج انجبار ۶ ماشہ پانی میں بھگو دلویں نصف گھنٹہ یا ایک گھنٹہ کے بعد مل کر چھان لیویں۔ اس میں شربت انجبار ملا کر پلائیں۔ جب پیٹ میں درد اور مروڑ پیدا ہو کر آؤں گرے ایسی حالت میں۔

(۳) ہلیلہ خورد کو گھی میں بھون کر ہموزن تخم ریحان شامل

کریں۔ اور دونوں کے ہموزن قند ملاکر عرق بادیان یعنی کہ سونف سے استعمال کریں۔

(۴) سونف رومی ۶ ماشہ مصطگی ۲ ماشہ دونوں کا سفوف تیار کرکے دو تولہ گلقند میں ملاکر کھادیں۔

(۵) حیض میں زیادتی خون پائی جاوے تو تخم ریحان ۶ ماشہ، اسبغول ۱ ماشہ۔ صمغ عربی ایک تولہ۔ نشاستہ ۱ تولہ سفوف تیار کرکے شربت بزوریوں سے استعمال کریں۔

اگر یہ بیماری کسی اور وجہ سے ہو جو کہ ضمن اول میں بیان کی گئی ہے۔ تو سب سے پہلے سدہ خارج کرنے کیلئے مسہل دو۔

(الف) تیل ارنڈ سفید یعنی کسٹر آئیل ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک دودھ میں دیویں۔ دودھ ایک پاؤ سے کم نہ ہو۔

(ب) تربد سفید ۲ تولہ۔ سونٹھ ایک تولہ۔ مصطگی رومی ایک تولہ ۵ ماشہ۔ قند سفید ہموزن۔ خوراک ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ تک

(ج) روغن بید انجیر ۲ تولہ۔ بادام روغن ۶ ماشہ۔ عرق پودینہ ۵ تولہ۔ لعاب صمغ عربی ۶ ماشہ ملاکر شام کے وقت پلادیں تاکہ تمام سدے خارج ہو جائیں۔

بعد ازاں کہ تری رس یا انند بھیرورس جو کہ ہر ایک فارمیسی سے دستیاب ہو جاتا ہے عمل میں لادیں۔

بھیرورس لعاب بہیدانہ ۲ ماشہ۔ لعاب ببول گری ۲ ماشہ اور شربت انجبار یا موڈیوں سے دینا چاہیے صبح و شام دیں۔

زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ ہلیلہ خورد بریاں ہموزن سفوف بناکر ۲ ماشہ صبح و شام ہمراہ لعاب ببول گری مجرب ہے

نسخہ کہ تری رس

شنگرف رومی مدبر ایک تولہ۔ افیون ایک تولہ۔ لونگ ایک تولہ ان کو لعاب اسبغول میں کھرل کرکے تیار کریں۔ اور ایک ایک گرین فی گولی وزن رکھیں۔

ہینگ ایک تولہ۔ مصطگی رومی ایک ماشہ۔ لونگ ایک ماشہ۔ افیون ۴ شرح

ان سب ادویات کو کوٹ چھان کر ۷ عدد چھوہاروں میں بھر دیں اور آٹا لپیٹ کر بھوبل میں دفن کر دلویں۔ آٹا سرخ ہونے پر آٹا دور کرکے کھرل میں ڈال کر بقدر نخود گولیاں تیار کر لیویں۔ خوراک ایک صبح ایک شام

اسسٹنٹ ڈائرکٹر (انڈین میڈیسنز)

وہ اگر یاد کریں ہم کو تو بھولیں کس کو
ہم اگر اُن کو بھلائیں تو کسے یاد کریں

ترجمہ

واقعۂ ہائلہ

الہ آباد شہر کے دل میں ایک مشہور و معروف گھنٹہ گھر ہے۔ کوئی شخص اگر اس مقام سے پچاس گز کے فاصلہ پر پہنچکر دائیں ہاتھ تنگ گلی کی راہ لے۔ تو اسے کھلی زمین پر ایک دو منزلہ عمارت کھڑی نظر آئیگی۔ اس کے گرد کوڑا کرکٹ، چیتھڑوں کا ڈھیر۔ ٹوٹے پھوٹے برتنوں کے ٹکڑے اور ٹین بکھرے پڑے ہیں۔ عمارت بھی میلی کچیلی اور کہیں کہیں سے گری ہوئی ہے۔ مدت سے غیر آباد پڑی ہے۔

حال ہی میں مفلس و نادار مہاجروں نے جو برما سے جان بچا کر نکلے اس عمارت کو جائے پناہ بنایا۔ تاکہ یہاں دو چار دن سستانے کے بعد وہ از سر نو اپنی زندگی کا آغاز کریں۔

یہ ایک سنسان جگہ ہے۔ اکثر اوقات اس کے متعلق رقت انگیز کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ عموماً قصہ کہانی اس قدر درد انگیز نہیں ہوتی جتنی قصہ گو کی اپنی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ چنانچہ واقعۂ ہائلہ کا بیان کنندہ کہتا ہے۔

دو راتیں گذریں میں اسی جگہ ایک نوجوان سے ملا۔ اس کا نام .... حقیقت یہ ہے کہ اس غریب نے مجھے تاکید کی تھی۔ کہ میں اس کا نام ظاہر نہ کروں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کہا۔ نوجوان کا یہ الم ناک قصہ بیان کرتے وقت مجھے اس کے ہاتھوں کا کانپنا۔ اس کے چہرے کا زردی سے ماند پڑنا اور اس کی آسیب زدہ آنکھوں کی تابانی ابھی تک یاد ہیں۔

وہ نوجوان یوں گویا ہوا۔

"میں نصب امن کا پیرو تھا۔ اور یہ جانتا تھا۔ کہ جنگ سے بدتر کوئی شئے نہیں میرے دوست اکثر مجھ سے بحث کیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے کہا کرتے تھے۔ کہ کیا تم نقب زن سے اپنے مکان کو نہیں بچاؤ گے؟ یا اپنی جایداد کو چوروں سے محفوظ نہیں کرو گے؟ میرا جواب ہمیشہ "نفی" میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں "بزدل" نہیں۔

نوجوان ایک لمحہ کے لئے رکا۔ اس نے گلاس میں سے پانی کا ایک گھونٹ پیا۔ اور پھر قصہ شروع کیا۔

شمالی برما کے ایک چھوٹے قصبے میں جس کا نام ونتھو ہے۔ میں ایک دفتر میں کلرک (منشی) تھا۔ یہ اس

وقت کی بات ہے جب جاپانیوں نے ملک کو فتح کر لیا۔ اور میری بیوی میرے ہمراہ تھی۔"

"تم بھاگ کیوں نہیں گئے" میں نے پوچھا۔

نوجوان کی خوف زدہ نظریں ایک لمحہ کیلئے میرے چہرے پر گڑ گئیں۔ پھر وہ کوشش کر کے بولا۔

"پہلے میں نے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کیا۔ اور جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ میں تنگ دل نہیں ہوں۔ مجھے پورا یقین تھا۔ کہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں جانتا تھا جیسا کہ میرا اب بھی ایمان ہے کہ خدا ہمیں بچائیگا۔ علاوہ ازیں ! [illegible] مجھے کیوں ستاتے جبکہ میں نے اُن کا کچھ بگاڑا نہ تھا۔ ایک رات میرا بھائی آیا۔ اُس نے مجھے بیوی کو ہندوستان بھیجنے کا مشورہ دیا۔ سفر لمبا اور دشوار گزار تھا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ شاید وہ حفاظت سے ہندوستان پہنچ جائے۔ اُسی شب [illegible] آدمیوں کی ایک جماعت روانہ ہونے والی تھی۔ میں نے کہا اگر ہم مقابلہ کرنے سے انکار کریں تو جاپانی سپاہی ہمیں کیوں ستائیں گے، میں چٹان کی طرح اڑا رہا۔ میرا بھائی مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ بھائی کے رخصت ہو جانے کے [illegible] میں نے اپنی بیوی کو بلایا۔ اور اُس سے ہندوستان جانے کے متعلق دریافت کیا۔ اُس کا جواب جیسا کہ ہمیشہ وہ دیا کرتی تھی۔ یہ تھا۔ "آپ ہی بہتر جانتے ہیں"۔

"۲۴ اپریل کی تاریخ کو اندھیری رات میں جاپانی قصبہ کے اندر آگھسے۔"

یہ کہہ کر نوجوان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اُسنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو چھپا لیا۔ اور لمبی لمبی سرد آہیں بھرنے لگا۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ سنبھلا اور کہنے لگا۔

"وہ رات لوٹ کھسوٹ خیرہ مستی۔ غارتگری اور قتل کی تھی۔ چار جاپانی شراب کے نشے میں مخمور میرے گھر میں بھی آگھسے۔ وہ نعرے لگا رہے تھے اور موت کی دھمکیاں دیتے تھے میں باہران کے کے مقابلہ میں نکلا کیونکہ میں ڈرپوک نہیں تھا۔ انھوں نے مجھے مارا۔ یہاں تک میں خون آلودہ ہو کر گر پڑا۔ وہ میرے پاس سے جوش و خروش سے گزر گئے۔ وہ .. آہ .. میں بیان نہیں کر سکتا کہ میری بیوی ...."

نوجوان غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔

میں اس نوجوان غریب کو کیا تسلی دے سکتا تھا۔ یہ واقعہ ناقابل علاج تھا۔ میری تسلی اس کے زخمی دل کے لئے مرہم نہ بن سکی۔ میں دل سے چاہتا تھا۔ کہ وہ نوجوان مر جائے اور یہی اس نوجوان کے دکھ کی دوا ہو سکتی تھی۔

بلدیہ (انتظام شہر کی کمیٹی) کے فرائض

شہروں میں انتظام کی غرض سے کمیٹیاں مقرر ہیں جنہیں انگریزی میں میونسپلٹی اور اردو میں بلدیہ کہتے ہیں دیہات میں یہ کام تحت قواعد وضوابط پنچایتوں کے سپرد ہے ایک نہدگ کا خیال ہے۔ بلدیات کو چاہیے وہ آبادی کی پانچ اہم ضروریات زندگی کو سب سے زیادہ مقدم سمجھیں۔ یعنی (الف) مکانوں کا انتظام (ب) خالص دودھ (ج) خوراک کے ذخیرے (د) بچوں کی حفاظت (ہ) غریبوں کی امداد اور تعلیم بالغان

اب ہم ان سب سے زیادہ اہم شق کو لیتے ہیں۔

مکانات کا مسئلہ

دنیا میں انسان کو پہلے پہل جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی وہ نہ پوشش تھی نہ خوراک۔ بلکہ وہ رہنے کے لئے جگہ یا مکان تھا اور یہی بلدیہ کی ترقی کا پہلا قدم ہے۔ انسان کا اجتماعی اور مذہبی سبق بھی یہی ہے کہ ہر بشر زمین پہ رہنے کے لئے شریفانہ طرز زندگی اختیار کرے یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ بجائے غلیظ اور گھناؤنے غاروں میں رہنے کے اچھے صاف گھروں میں بسر اوقات کرے [illegible] سانس لے اور [illegible]

سانس ختم ہو جاتے تو ان کو سپرد خاک کر دیا جائے بلکہ زندہ رہنے سے مراد نشوونما پانا ہے اور نشوونما بھی ایک جانچے تولے انداز سے

زمانہ قدیم میں اول تو گھروں میں ضروریات زندگی کے مطابق گنجائش ہی نہ ہوا کرتی تھی۔ سونے کھانا پکانے کے کمرے میں کوئی تمیز نہ تھی۔ بلکہ وہی غسلخانہ بھی تھا۔ بڑے شہروں کا بھی یہی حال تھا۔ براعظم امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں بھی طرز بود و باش میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ البتہ اب شہری لوگ گھروں کی تعمیر میں خواہ وہ غریب ہوں یا امیر چند امور کا مثلاً روشنی۔ ہوا۔ صحن وغیرہ کا خیال رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں ایک بڑی حد تک اصلاح کی ضرورت ہے۔ بیرونی ملکوں میں تو صرف مکانوں کی تعمیر کے مسئلہ پہ کانفرنسیں ہوتی ہیں اور ایسے حکم لگائے جاتے ہیں کہ کوئی مکان بغیر باغ یا پھلواڑی کے تعمیر ہی نہ کیا جائے کیونکہ جملہ امراض حبس اور گندی ہوا سے بچنے کیلئے اس کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ اگر اسی قسم کے احکام یہاں کسی صورت میں جاری ہو جائیں۔ تو عوام الناس مالی مشکلات کا سوال [illegible]

کے مسلک سے ایسے سوالات کا کوئی تعلق نہیں۔ بلدیہ کے فرائض میں یہ پہلا فریضہ ہے کہ وہ مکانات کے تعمیر کی اسی صورت میں اجازت دے کہ ضروریات زندگی کے مطابق اس میں کسی قسم کی کمی نہ پائے۔ ورنہ گھر ہی لشکر کیلئے سوہان روح بن جاتا ہے۔

اشیائے نوشیدنی و خوردنی کا سوال

بازاروں میں خالص دودھ کا میسر آنا تو بقول شاعر ع لاملے جوئے شیر کا۔ کے عین مصداق ہے جب دودھ کا یہ حشر ہو تو گھی کے متعلق آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ خالص گھی کیونکر مل سکتا ہے۔ ان دو چیزوں کا خالص میسر نہ آنا صحت کے لئے کس قدر مضر اور زندگی کے لئے کس قدر تلخ ہے۔ کسی ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹر سے دریافت فرمائیے۔

اشیائے خوردنی کا ناقص ہونا۔ زندگی کو اور بھی تلخ و ناخوشگوار بنا رہا ہے۔

غربا کی امداد

شہروں اور قصبوں میں جدھر نظر دوڑائیے آپ کو مانگنے والے فقیروں کی ایک نہ ایک جماعت سے سابقہ پڑے گا۔ گلی کوچوں میں یہ صدائیں دے رہے ہیں دروازوں پر ان کا ایک تانتا بندھا رہتا ہے۔ دیگر تہذیب یافتہ ممالک کی طرح چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایسے مفلوک الحال لوگوں کے لئے جو اندھے۔ لنجے۔ کوڑھے یا اسی قسم کے معذور ہوں۔ محتاج خانے یا معذور خانے بنائے جائیں جہاں ان لوگوں کی پرورش کا کوئی انتظام کیا جائے۔ اور باقی مانگنے والوں کے خلاف ایک ضابطہ بنایا جائے۔ تاکہ یہ لوگ اپنے اخلاق کو ایسی ناجائز معاش سے برباد نہ کریں یہ غربا کی امداد ہو۔ دوسرے ملکوں میں ایسے ہی شعبوں کیلئے لاٹریاں ڈالی جاتی ہیں جن سے یتیم۔ بیوگان اور معذور لوگوں کی امداد مقصود ہوتی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ہمارے معزز معاصر ہمدرد اپنے جریدہ مورخہ ۵ نومبر کے صفحہ نمبر ۲ پر زیر عنوان "محکمہ پنچایت کی دیدہ دلیری" یوں رقمطراز ہیں۔ کہ

"اس ہفتہ ہمارے ایک دوست نے بڈگام سے ہمیں ایک اطلاع بھیجی ہے۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے"

"ذیل" کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ محکمہ پنچایت کے آفیشل آرگن "دیہاتی دنیا" کے اکتوبر ۱۹۵۱ء کے

۲۴ ـ ۲۵ کے درمیان ایک فوٹو شائع ہوا ہے جس کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

"موضع رانگرہ تحصیل بڈگام میں کنواں تعمیر کیا جا رہا ہے"

اور بڈگام والے حضرات فرماتے ہیں کہ "موضع رانگرہ میں کوئی کنواں ہی نہیں۔ نہ کبھی تعمیر کیا گیا"۔ دعویٰ ہذا جہاں تک تصویر کا تعلق "عبارت" سے اور عبارت کا تعلق "دیہاتی دنیا" سے ہے۔ ہم اپنے معزز معاصر کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ ان ہر دو کی اشاعت میں کسی قسم کی غلطی کا شائبہ تک نہیں۔ اب رہا کنویں کی تعمیر کا سوال اس موضع میں جس کا نام رانگرہ ہے۔ اس کے متعلق حسب ذیل گزارشات ہیں۔

موضع رانگرہ میں کنواں ضرور تعمیر ہوا ہے اور ہم اب بھی اس بات پر مصر ہیں۔ ممکن ہے۔ اس نام کے اور بھی مواضعات ہوں۔ اور ان کے لکھنے یا پکارنے میں کچھ فرق ہو۔ مثلاً رانگرہ۔ رنگرہ۔ رنگرہ و۔ یا رنگرہ وغیرہ بہرکیف آپ کی اطلاع کے لیے اس قدر عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ موضع جس کا ذکر "دیہاتی دنیا" میں کیا گیا ہے۔ شہر خاص سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ایڈیٹر

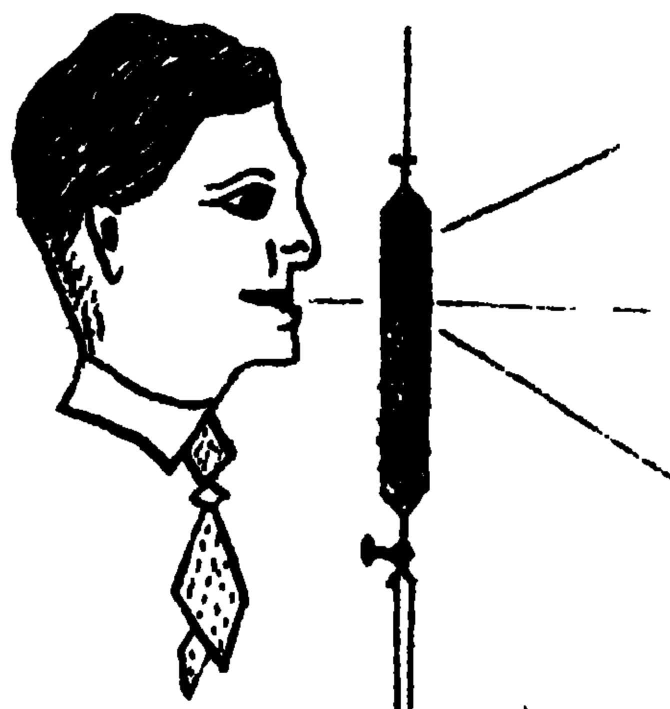
چند شعر

چون خفتگان خاک ہے اپنی فتادگی — آیا جو زلزلہ کبھی کروٹ بدل گیا
مومن

مجھ سا نہ دے زمانے کو پروردگار دل — آشفتہ دل فریفتہ دل بے قرار دل
داغ

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی — یاں عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب میں
امیر

یا عشق میں نہیں ہے قابو کسی کا دل پہ — یا چارہ گر ہمیں کچھ دیوانے ہو گئے ہیں
سہا



خبریں

حضور سری سرکار والا مدار ۲۱ر نومبر ۴۲ء کو نصوب جموں مراجعت فرما ہوگئے ہیں۔

جملہ دفاتر ۱۷ر کتک ۱۹۴۲ء کو سرینگر سے بند ہوکر جموں ۲۱ر کتک کو کھل گئے۔

آنریبل وزیر اعظم دہلی سے جموں ۲۰ر نومبر کو پہنچ گئے

محکمہ پنچایت امسال شالی کے انتظام کے لئے موسم سرما میں سرینگر ہی رہے گا۔ البتہ رورل ڈیولپمنٹ و پنچایت آفیسر صاحب تین ماہ کے لئے جموں میں قیام فرمائیں گے۔ آپ عنقریب روانہ ہونے والے ہیں۔

کشمیر وار ایڈ کمیٹی نے وار ایڈ فنڈ کے سلسلہ میں ۳۰ر جون ۴۲ء تک کے حسابات شائع کئے ہیں۔ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ سال متعلقہ میں ۲-۵-۲۴۹۷۵۹ دو لاکھ انچاس ہزار سات سو انسٹھ روپے پانچ آنے دو پائی آمدن ہوئی ہے۔

(۱) جس میں ۰-۲-۴۸۳۴۶ اڑتالیس ہزار تین سو چھیالیس روپے اور دو آنے مہاراجہ بہادر اعلیٰ کے خاندان کی جانب سے شاہی خاندان کی رسوم میں کمی کرنے سے پیشکش کئے گئے ہیں۔

(۲) مبلغ ایک لاکھ اکیاسی ہزار انتیس روپے گیارہ آنے دو پائی عوام الناس و ملازمان سے اور مبلغ بیس ہزار تین سو ترانوے روپے آٹھ آنے جاپانا ڈے فنڈ کے سلسلہ میں ریاست وغیرہ سے حاصل کئے گئے تھے۔

خرچ کی میزان ۳-۱۳-۲۴۱۲۷۸ دو لاکھ اکتالیس ہزار دو سو اٹھتر روپیہ تیرہ آنہ تین پائی تھی۔ جس میں چندہ مرسلہ و امداد شامل ہیں۔ (۱) سپاہیوں کی آسائش کے سامان کے لئے مبلغ ایک لاکھ روپیہ۔ (۲) [illegible]



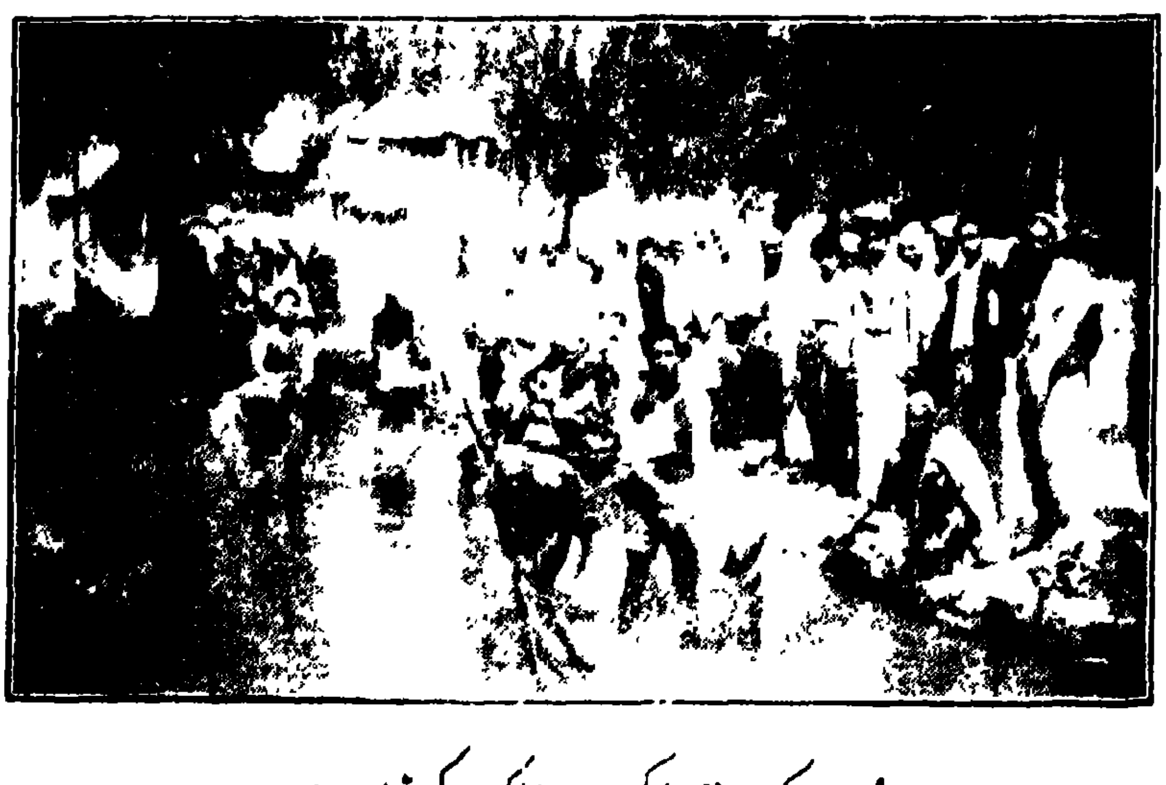
کانفرنس کے ہندو نمائندگان کھانے میں
مصروف ہیں



نمونے کے ذریعے صفائی کے فوائد بتائے جا رہے ہیں



مسلم نمائندگان کھانا کھا رہے ہیں



دوائیوں کے استعمال کیلئے لڑکوں کو نہلایا جا رہا ہے

کے لئے پچاس ہزار روپیہ (۳) ہندوستانی زخمی سپاہیوں کیلئے مبلغ پچاس ہزار روپیہ (۴) جاپان دے فنڈ کے لئے مبلغ پچیس ہزار تین سو تراسی روپے چار آنے (۵) لارڈ میر کے فنڈ کیلئے مبلغ چار ہزار [illegible] سات آنے چھ پائی (۶) فرانس کی تحریک آزادی [illegible] مبلغ پانچسو روپیہ (۷) سپاہیوں کے آرام و آسائش [illegible] مستورات کی کارکن جماعت کیلئے مبلغ تین ہزار چونتیس روپے دس آنے چھ پائی (۸) سپاہیوں کی تفریح اور ان کے متفرق راشن کیلئے چار ہزار چھیاسی روپے نو آنے نو پائی (۹) مبلغ تین ہزار سات سو چھیاسی روپے ایک آنہ انتظام پر خرچ آئے۔ سال کی فاضلہ رقم اٹھ ہزار چار سو اسی روپے سات آنے گیارہ پائی تھی۔

کشمیر کے مزدور سے خطاب

حکومت کشمیر نے مزدوروں کیلئے اب ایک تدبیر لی ہے جس پہ کاربند رہنے کا اس نظم میں اشارۃً حوالہ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر

تیری حالت کا نقشہ سامنے میرے جو آتا ہے
خدا شاہد ہے مجھکو خون کے رلاتا ہے

وہی کشمیر جو دنیا میں اک گلزار جنت ہے
وہی صد حیف تیرے واسطے دنیائے ذلت ہے

تجھے اس گردش ایام نے بے حد ستایا ہے
تیری اس سادگی نے اور بھی تجھکو گرایا ہے

مشقت کا صلہ ملتا نہیں تجھکو کہیں اتنا
کہ تو بھی تیرا کنبہ بھی شکم سیری سے کھالیتا

تیرے نور نظر بھی فاقہ مستی ہی میں رہتے ہیں
بیاری ماں کے یہ لخت جگر دکھ درد سہتے ہیں

تلاش رزق میں تو در بدر ہر وقت پھرتا ہے
کبھی پنجاب تیرا مستقر ہے گاہ شملہ ہے

بہتو کہ کہ تیری تحقیر سب اغیار کرتے ہیں
تیری تذلیل یہ اکثر سر بازار کرتے ہیں

اگر تو انقلاب زندگی سے آشنا ہوتا
تو نا نکبت و ادبار میں کیوں مبتلا ہوتا

کہاں تک تیرا یہ پُر درد افسانہ سناؤں میں
کہاں تک حال ابتر تیرا دنیا کو دکھاؤں میں

[illegible] ہرگز فوراً عمل میں لا
[illegible] اس کو بن آہنی پیکر
[illegible] یہ کہہ رہا ہے شعر اک پیارا
[illegible] آنکھوں سے دریا بہاتے ہیں"
[illegible] تیرے مٹنے کی ہر باری
[illegible] پڑیگا تجھ کو مقتل میں
[illegible] گی پائی ہوا زندوں میں شامل
[illegible] ان کو رنگ اُن کا بدل ڈالا
[illegible] دینے کا کرلے عزم مستحکم

[illegible] ہے
[illegible] پھرتے ہے

نشاط کشتواڑی

اقبالؔ

پروانہ

کہا درخت [illegible] پائندہ رنگ و بو کی ہے بساط
خدا نے تجھے بھی [illegible] اور بھی ہوتا یہ عالم ایجاد
دیا جواب [illegible] غضب ہے داد کو سمجھا ہوا ہے تو بیداد!

[illegible] نہیں اس کا
[illegible] زادا

غالب

وہ فراق اور وہ وصال کہاں　　　وہ [illegible] کہاں
فرصت کاروبار شوق [illegible]　　　ذوق [illegible] کہاں
دل تو دل وہ دماغ [illegible]　　　شو[illegible] کہاں
تھی وہ اک شخص کے تصور سے　　　اب [illegible]
ایسا آساں نہیں [illegible]　　　دل [illegible]
[illegible] سے چھوٹا قمار خانۂ [illegible]　　　و[illegible]
فکر دنیا میں سر کھپ[illegible]　　　[illegible]
[illegible] قو[illegible]
[illegible] میں [illegible]

اقبالؔ

کیا میں نے اس [illegible]　　　[illegible] آب و دانہ!
بیاباں کی خلوت خوش آتی [illegible]　　　[illegible] راہبانہ!
نہ بادِ بہاری نہ گلچیں نہ [illegible]　　　[illegible]
خیابانیوں سے ہے پرہیز [illegible]　　　[illegible] بہت دلبرانہ!
ہوائے بیاباں سے ہوتی [illegible]　　　[illegible]

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں — کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ!
جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا — لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!
یہ پورب یہ پچھم چکوروں کی دُنیا — مرا نیلگوں آسماں بے کرانہ!

پرندوں کی دُنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ!

ہرزہ سرائی

ایک ایڈیٹر اور کاتب کسی ایک مکان میں اکھٹے رہتے تھے۔ ایک دن دو مرغیاں ڈربے میں بند تھیں۔ کاتب گھر کے کام کاج میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ نیچے آکر کاتب یوں گویا ہوئے "مرغی نے ایک ہی انڈا دیا ہے" ایڈیٹر کے ہاں اُن کے ایک دوست بیٹھے تھے وہ بے ساختہ ہنسے اور کاتب سے کہنے لگے کہ "جائیے پھر دیکھیے شاید اُس نے دوسرا انڈا بھی دیا ہو۔ ذرا اور انتظار فرمائیے" کاتب گھبرا کر بولے "جناب دو مرغیوں نے ایک ہی انڈا دیا ہے" یہ کہنا تھا کہ قہقہوں سے مکان گونج اُٹھا۔

میاں۔ (بیوی سے) "ناشتہ کے بعد آج شام کا کیا پروگرام ہے۔

بیوی نے شانے ہلا کر بے ساختگی سے کہا "کوئی خاص بات نہیں۔ غالباً ایک آدھ خط لکھوں گی۔ کچھ تھوڑا پڑھوں گی۔ ریڈیو سنوں گی۔ وغیرہ وغیرہ"
میاں: "یہ بات ہے۔ تو اچھا جب آپ وہ [illegible] بیٹھیں۔ تو میری قمیض کو بٹن لگانا نہ بھول جائیں"

ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کھڑی ہوتی تھی [illegible] اترنے میں مصروف تھے ایک فوجی سپاہی [illegible] تماشا دیکھ رہا تھا۔ عام قاعدے کے مطابق [illegible] اپنی سرخ یا سبز جھنڈی ہلا ہلا کر [illegible] تو ڈرائیور فوراً اس پر عمل کرتا [illegible] سیٹی [illegible]

[illegible] عبدی
[illegible] میں ڈالدیا۔ دس
[illegible] سے دھو رہا تھا چلایا۔
[illegible] ہے۔"

[illegible] ملازمت کیلئے افسر کے سامنے پیش
ہوگئے۔

[illegible] نام کیا ہے؟"
[illegible] "ہمارا نام ماجد ہے"
[illegible] کیا کرنا چاہتے ہو"
[illegible] میں کچھ ملازمت کیلئے فرماتا ہوں"
[illegible] تم تو بات کرنا بھی نہیں جانتے"
[illegible] کے سامنے بات کرنا جھک مارنا ہے
[illegible] "نکل جاؤ یہاں سے"

[illegible] نے ہوائی جہاز تیار کرنے
کے [illegible] ملازمت کیلئے درخواست دی۔
[illegible] "میں سمجھتا ہوں کہ تم کو
ایسا [illegible] سے ہوگا۔ ہمیں ان کارخانوں
میں [illegible] کرنا ہوتا ہے"۔
[illegible] تجربہ ہے۔ میں دس
سال [illegible] رہا ہوں۔ اس کے
[illegible]

خاوند (بیوی سے)۔ "میں اس موٹر ڈرائیور کو
نکالدینا چاہتا ہوں۔ یہ تو مجھے چار بار ہلاک کر چکا تھا"
بیوی۔ "خدا کے لئے اُسے ایک اور موقع
دیجئے۔

ایک مالی حکیم کے پاس گیا اور قبض کی شکایت کی۔ حکیم
صاحب نے نسخہ لکھ کر کہا اس کو ایک گھنٹہ نصف پاؤ پانی
میں بھگونے کے بعد خوب پیس کر دو تولہ مصری ملا کر پی جانا اور
کل صبح مجھے اپنا حال سنانے کے لئے آنا۔
مالی نے گھر جا کر اس کاغذ کے ٹکڑے کو جس پر
نسخہ لکھا تھا۔ پانی میں بھگو رکھا۔ ایک گھنٹہ کے بعد اس کو
مصری میں حل کر کے پی گیا لیکن قبض اور بڑھ گیا۔ دوسرے
دن صبح حکیم صاحب کو حال سنانے کیلئے گیا۔
حکیم صاحب۔ "کہو کیا حال ہے"
مالی۔ "جناب کل سے زیادہ تکلیف ہے"
حکیم۔ "تم نے وہ نسخہ پیا؟"
مالی۔ "ہاں جناب"
حکیم۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسہل نہ ہو تم نے ضرور
کوئی غلطی کی ہے"۔
مالی۔ "جناب میں نے نسخہ کو ایک گھنٹہ پانی میں بھگو
کر پھر خوب پیسا۔ اور دو تولہ مصری ڈال کر پی گیا"۔
حکیم۔ "تم نے کتنی چیزیں پیں"۔
(باقی صفحہ ۴۰ پر)



گائے کے گلے میں گھونگا یا تعویذ

ہندوستان کی عام رسم ہے۔ کہ جب اچھی نسل کی گائے دودھ پر اتر آئے اور اس کے تھن دودھ سے بھرپور ہو جائیں تو گائے کے مالک دوسروں کی نظرِ بد سے بچنے کیلئے اس کے گلے میں گھونگا ڈال دیتے ہیں۔ البتہ اس گھونگے کو قسم قسم کے منتروں سے پوتر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ گھونگے کی بجائے تعویذ باندھتے ہیں۔

اوہام سمجھئے یا حقیقت۔ اس کا جانور پر کافی اثر ہوتا ہے اور وہ حاسد کی نظر سے بچا رہتا ہے نہ دودھ کی کمی کی شکایت ہوتی ہے اور نہ ہی جانور کو کسی قسم کی تکلیف۔ پنجاب میں تو یہ رسم بالکل عام ہے۔ اس سے دو باتیں [illegible] ہوتا ہے۔ اور دوسرے جو زیادہ اہم ہے۔ جانور سے محبت کا اظہار ہے۔ ماں باپ جن بچوں سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ ان کے گلوں میں بھی اسی طرح کے تعویذ لٹکا دیتے ہیں۔ تاکہ نظرِ بد سے محفوظ رہے۔

یہ قدرتی جذبہ ہے کہ انسان جس سے پیار کرے اس کی حفاظت کے تمام پہلو خواہ وہ جسمانی ہوں لیکن روحانی طریقِ حفاظت کو زیادہ وقعت دی جاتی ہے۔

دیہاتی دنیا
میں اشتہار دے کر فائدہ [illegible]

[illegible] شہزادی

افسانہ

[illegible] کا آغاز۔ شہزادی اندرہ [illegible] اپنے گھٹنوں پر کتاب رکھے [illegible]۔ اس کا استاد جو ایک نوجوان ہے۔ چپکے [illegible] اندر آجاتا ہے۔

[illegible]: "کہئے شہزادی صاحبہ کیا پڑھا جا رہا ہے"

[illegible]: "وہی کتاب جو آپ نے تجویز کی تھی۔"

[illegible]

[illegible]: کیسی ہے"

[illegible] (ذرا شرما کر) "اچھی ہے"

استاد: "میں جانتا تھا کہ آپ اسے پسند کریں گی"

[illegible]: "چھوڑیئے اس کتاب کو۔ آپ آج

[illegible]

استاد: (گھبرا کر) "نہیں تو"

[illegible]: "نہیں تو میں نے ماما سے بھی دریافت

[illegible]

[illegible] آپ نے مجھے کیوں

[illegible]

استاد: "اچھا آپ کتاب پڑھیے اور مجھے اجازت دیجئے"

استاد ہندوستانی نژاد تھا۔ ولایت میں پیدا ہوا تھا اس کے والدین شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے کسی سیاسی پیچیدگی کے باعث انھیں ولایت میں نظر بند کر دیا گیا تھا۔ ماں بیٹا کچھ عرصہ کے لئے ہندوستان آئے ہوئے تھے۔ بی اے اور ایم اے کی ڈگری ولایت میں حاصل کی تھی، شہزادی اندرہ کے باپ نے اُسے قابل اور ہونہار سمجھ کر اپنی لڑکی کے لئے استاد منتخب کر لیا۔

شہزادی اندرہ حسن و جمال میں شہرۂ آفاق تھی۔ زیور تعلیم نے اور بھی چار چاند لگا دیئے تھے، بچپن سے والدہ نے تربیت کی بڑے ناز و نعم میں پلی۔ والدین کی اکلوتی بیٹی ہونے کے سبب منہ مانگی مراد پاتی۔ شہزادی اندرہ بی اے پاس کر [illegible] وہ اپنے آپ کو درس تعلیم سے آزاد پاتی [illegible] تعلیم [illegible] ضرورت [illegible] نہ رہنے کے خیال سے استاد بھی گاہ بگاہ آتا۔ اور بسا اوقات وہ دلوں [illegible] کرتا۔

شہزادی نے چاہا کہ ایم اے کی تیاری کرے والدین خوش ہوئے۔ استاد کی ضرورت [illegible] ہوئی۔ وہی

اُستاد بہت سے متاثر کیا گیا۔

شہزادی اندورہ حسبِ معمول اُستاد سے پڑھا کرتی ایک دن موقع پر اُس نے اُستاد سے کہا۔ "گستاخی معاف ہو تو کچھ عرض کروں"

اُستاد۔ "کہئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"۔

شہزادی: "یہی کہ آپ کا نام کیا ہے"۔

اُستاد۔ "یہ کونسی بات ہے۔ والدین نے میرا نام کلیش رکھا تھا۔ مگر میں نے اس کا مختصر کیش کر دیا۔ آپ کو میرا نام دریافت کرنے کی کیا ضرورت پڑی"۔

شہزادی: "آپ ناراض ہو گئے۔ میں نے تو پہلے ہی سے معافی مانگ لی تھی"۔

اُستاد۔ "نہیں تو میرا نام ذرا سادہ ہے"۔

شہزادی۔ (شرماکر) ایسا نہ کہئے۔

ہر روز کیش شہزادی کو پڑھانے آتا۔ اس لئے اپنے دوستوں سے ملنے کیلئے اب وقت نہ پاتا۔ دوستوں میں کھسر پھسر ہونے لگی کیش کی والدہ کو یار لوگوں نے جھوٹ سچ کہہ کر ڈرانا شروع کیا۔ ماں کیش کو سمجھاتی بیٹا کہیں ہم کسی اور آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ آج کتنے دنوں سے تمہارے والد نے واپس ولائیت آنے کو لکھا ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ تم کسی حیلے بہانے نوکری چھوڑ دو کیش کہتا کہ ماتا جی۔ میں شہزادی کو بارہا کہہ چکا ہوں۔ لیکن وہ کہتی ہیں۔ کہ جب میں ایم اے پاس کر لونگی تو تم چلے جانا۔ آٹھ دس مہینے کوئی زیادہ وقت نہیں۔

اب شہزادی اندورہ کی [illegible]
لڑتے لڑتے تھک گئی ہے
"مہارانی صاحبہ آپ جان بخشی کا وعدہ [illegible]
عرض کروں"

مہارانی: "کہو چمپاوتی کیا بات ہے [illegible]

چمپاوتی: "حضور میں ڈرتی ہوں کہ آپ [illegible]

مہارانی: "اب کہتی بھی ہو یا نہیں"

چمپاوتی: "حضور۔ کل شہزادی اندورہ [illegible] بیرونی باغ میں ایک کونے میں دبک کر بیٹھی [illegible] کا اندورہ کو پڑھانا درست نہیں۔

مہارانی: "کیا کہہ رہی ہو چمپاوتی"

چمپاوتی: "حضور اپنے کانوں سنی بات"

مہارانی: "خبردار ایسی بات کسی سے کہی تو [illegible] لونگی"۔

چمپاوتی زبان کٹ جانے کے خوف سے چپ ہو جاتی ہے۔ اور کمرہ چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔

مہارانی دل ہی دل میں: "میری اندورہ [illegible] اس کی تربیت میں نے کی ہے۔ میری لڑکی [illegible]

کیش کے دوست اس کی ماں کو [illegible] رہتے ہیں۔ وہ اپنے بیٹے کی کسی آنے والی [illegible] کے ڈر سے بیمار ہو جاتی ہے اب کیش [illegible] اُسے تسلی دیتے رہتے۔

کیش۔ "[illegible]

[illegible] ستالین

[illegible] ......

[illegible] ایسی کوئی بات نہیں

[illegible] ہے. اپنی جان کو بے مطلب

[illegible]

[illegible] پھوٹ سنک دی کیش

[illegible] سنتے ہی گھبرا گیا.

[illegible] اب جلدی جانا ہو گا. پتاجی کی طبیعت

[illegible]

[illegible] سب سامان باندھ چکا ہو. اور شہزادی صاحبہ

[illegible] دیکھو کل ہی چلنے کی تیاری کرو."

[illegible] جیسی آپ کی اچھا."

[illegible] اب اپنے کمرے میں آکر کچھ سوچتا ہے. اور

[illegible]

[illegible] ان کا احساس جگا دیتا ہے

[illegible] اجازت حاصل کر لے جاتا ہے.

[illegible] کمرے میں تنہا بیٹھی کچھ سوچ رہی ہے. کہ

[illegible] کیش سامنے جا کھڑا ہوتا ہے،

[illegible] "آئیے".

[illegible] صاحبہ

[illegible] "کیش آپ بدحواس کیوں

[illegible] نام سے خطاب کیا.

[illegible] پتاجی کی طبیعت سے تار

آیا ہے. ان کی طبیعت ناساز ہے ماتاجی نے کل [illegible]

کہا ہے. میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں."

اندرہ: "کیا کہہ رہے ہیں آپ."

کیش: "میں مجبور ہوں."

اندرہ: "نہیں. ایسا نہیں ہو سکتا."

کیش: پتاجی بیمار ہیں. میں کیسے رک سکتا ہوں.

ماتاجی کی آشا ہے. کہ جلدی تیاری کی جائے."

اندرہ: "کیش میں کچھ کہنا چاہتی ہوں."

کیش: "کہیے شہزادی صاحبہ"

اندرہ: میں آپ کو نام سے پکارنے کی معافی چاہتی

ہوں."

کیش: "یہ کونسی بات ہے. آپ جس طرح چاہیں خطاب

کریں."

اندرہ: "آپ بھی مجھے شہزادی کی بجائے اندرہ کہہ کر

پکاریں."

کیش: "نہیں شہزادی صاحبہ یہ نہیں ہو سکتا.

اندرہ: "کیش میں تم سے یہی چاہتی ہوں."

کیش: "شہزادی صاحبہ اب مجھے اجازت دیجیے."

یہ کہہ کر کیش چلا جاتا ہے. اندرہ کیش کا پیچھا کرنے کے لیے

بدحواس ہو کر کمرے سے باہر بھاگتی ہے. ایک دو بار وہ زور

سے پکارتی ہے "کیش، کیش". مہارانی سامنے سے آجاتی

ہے اور اندرہ سے پوچھتی ہے کہ تم بدحواس کیوں ہوئی جاتی

ہو.   (باقی آئندہ)

سالانہ رپورٹ پنچائیت بانڈی پورہ

پنچائیت کمیٹی بانڈی پورہ کا انتخاب جدید پبلک کے اصرار پر مورخہ ۱۵ بھادوں ۹۸ شمہ جناب پنچائیت افسر صاحب بہادر کی نگرانی میں عمل آیا۔ اور موقعہ پر مندرجہ ذیل ممبران کی تقرری عمل میں آئی۔

منتخب شدہ ممبران

خواجہ غفار میر صاحب سرپنچ۔ پنڈت گلاب رام صاحب سکرٹری۔ خواجہ عبدالاحد بٹ۔ خواجہ عبدالرحیم وانی۔ خواجہ عبدالخالق گنائی۔ خواجہ غلام رسول خان۔ سردار گجندر سنگھ۔ خواجہ غلام نبی میر

نامزد ممبران

خواجہ رحمت اللہ میر۔ خواجہ عبداللہ میر۔ خواجہ محمد میر۔ کل گیارہ ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی۔ ممبران کمیٹی سب کے سب درجہ اول پشتینی باشندگان ریاست ہیں۔

پنچائیت کمیٹی نے مورخہ ۲۰ بھادوں ۹۸ شمہ کو اپنا پہلا اجلاس منعقد کیا اور اس طرح سے سال بھر میں یعنی ۲۰ بھادوں ۹۸ شمہ سے ۲۰ بھادوں ۹۹ شمہ تک کمیٹی نے کل ۴۴ اجلاس منعقد کئے جن میں حاضری ممبران حسب ذیل رہی۔

خواجہ غفار میر سرپنچ ۲۸/۴۴ خواجہ عبدالاحد بٹ ۲۳/۴۴ خواجہ غلام نبی میر ۲۱/۴۴ سردار گجندر سنگھ ۱۸/۴۴ خواجہ غلام رسول خان ۲۲/۴۴ خواجہ عبدالخالق گنائی ۱۶/۴۱ پنڈت گلاب رام ۲۵/۴۴ خواجہ محمد میر ۵/۴۴ خواجہ عبداللہ میر ۱/۴۴ خواجہ عبدالرحیم وانی ۴/۴۴ خواجہ رحمت اللہ میر ۰/۴۴

خواجہ رحمت اللہ میر کی غیر حاضری کے پیش نظر اس کو پنچائیت ممبری سے علیحدہ کیا گیا اور حسب الحکم جناب پنچائیت آفیسر صاحب اس کی بجائے اس کا لڑکا حبیب اللہ میر ولد رحمت اللہ میر ممبر کمیٹی نامزد ہوا۔

خواجہ عبدالرحیم وانی ساکن قادرہ کو بپاداش غیر حاضری ممبر شپ سے علیحدہ کیا گیا اور حسب الحکم پنچائیت افسر صاحب اس کی جگہ خواجہ محمد راتھر ولد النور راتھر ساکن قادر کو ممبر نامزد کیا گیا۔

خواجہ عبداللہ میر کو بپاداش غیر حاضری ممبر شپ سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اب اس کی بجائے حسب الحکم جناب پنچائیت افسر صاحب خواجہ محمد شیخ کو نامزد کیا گیا۔ اب کمیٹی حلقہ ہذا مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہے۔

خواجہ غفار میر سرپنچ ۔ خواجہ غلام نبی میر ۔ خواجہ عبدالاحد بٹ ۔ خواجہ غلام رسول خان ۔ خواجہ عبدالخالق گنائی ۔ سردار گجندر سنگھ ۔ خواجہ محمد شیخ ۔ خواجہ محمد راتھر ۔ خواجہ حبیب اللہ میر ۔ خواجہ محمد میر واچھی گام ۔ پنڈت گلاب رام ۔

مندرجہ صدر ممبران میں سے دو موخرالذکر ممبران پنڈت گلاب رام اور خواجہ محمد میر واچھی گام میں سے پنڈت گلاب رام نے ۴۷ میں سے ۲۵ اجلاس ہا میں شرکت کی ہے اور اس کے بعد علیحدگی اختیار کی ہے ۔ باوجود بار بار یاد دہانی کے حاضری سے پہلو تہی کرتا ہے ۔ اور گذشتہ دنوں جناب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کے پوچھنے پر اپنے کو پنچایت کمیٹی سے دور رکھا ۔ کہ فدوی غلہ دار آدمی ہے اور غلہ داری کی وجہ سے زیادہ مصروف رہتا ہے ۔ فرصت حاضری نہیں رکھتا ہے ۔ اس واسطے فدوی کو سبکدوش فرمایا جاوے ۔" رپورٹ علیحدہ پیش ہے ۔ اس کی بجائے کمیٹی نے اپنے ۱۰ ساون والے اجلاس میں بالاتفاق پنڈت ویشنو لعل ولد پنڈت رام چند و کاندار بنڈہ پورہ کا نام پیش کیا ہے ۔ شخص موصوف نجیب شریف با رسوخ اور تعلیم یافتہ انسان ہے ۔ اور کمیٹی کو اس کی نامزدگی سے گوناگوں ترقیوں کا تصور ہے ۔ بدلے اوپش منظوری عطا کی جاوے ۔

دوسرا ممبر مسمی خواجہ محمد میر ولد جمال میر ساکن موضع واچھی گام ۴۷ میں سے صرف ۵ اجلاس ہا میں شمولیت کر چکا ہے اور اس کے بعد سراسر غیر حاضر رہا ہے ۔ یہ غیر حاضری افسوسناک ہے ۔ یہ شخص بھی ایک کاروباری آدمی ہے اور اسی واسطے عدیم الفرصت بھی ہے ۔ مگر اپنا رسوخ قائم رکھنے کی وجہ سے پنچایت سے لگا رہنا ضروری خیال کرتا ہے ۔ مگر اس قسم کی غیر حاضری سے پنچایت کے مفاد کو جو نقصان پہنچنا لازمی ہے وہ اظہر من الشمس ہے ۔ اس واسطے کمیٹی نے اپنے ۱۵ ہاڑ / اسوج ۹۹ سمہ والے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے جناب پنچایت افسر صاحب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے ۔ اور بجائے محمد میر مندرجہ صدر ساکن واچھی گام مسمی رسول میر نمبردار واچھی گام کا نام پیش کیا ہے ۔ جوکہ واچھی گام گاؤں کا ایک معزز اور سرآوردہ انسان ہے ۔ نیز نجیب شریف تعلیم یافتہ اور عوام الناس کا صحیح رہبر ہے ۔ بمہربانی منظوری عطا فرمائی جاوے ۔

باقی ممبران کی حاضری باقاعدہ ہے ۔ اور اجلاس ہا میں نہایت خوش اسلوبی سے اپنا کام کرتے ہیں ۔ کسی اور بدل کی ضرورت نہیں ہے ۔

پنچائیت کمیٹی میں متدائرہ اور فیصل شدہ مقدمات کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

متدائرہ ۔ دیوانی ۹۸	فوجداری ۲۹	اجرائی ۱۵	میزان ۱۴۲
فیصل شدہ ۔ " ۹۸	" ۲۵	" ۴	" ۱۱۷

مقدمات زیر کار۔ دیوانی ۱۰ فوجداری ۴ اجرائی ۱۱ میزان ۲۵

فیصل شدہ مقدمات کی تفصیل مطابق اندراجات ذیل ہے۔

دیوانی۔ زائد المیعاد ۲۔ صلحی ۶۴۔ تصفیہ ۱۴۔ عقرسی ۸ کل میزان ۸۸۔

فوجداری: صلحی ۱۳۔ تصفیہ باہمی ۷ دستبرداری بوجہ تصفیہ ۵ کل میزان ۲۵

مقدمات کی کمی مندرجہ بالا اعداد و شمار سے بخوبی ظاہر ہے جبکہ گزشتہ پنچایت کمیٹی نے سال بھر میں سینکڑوں مقدمات طے کئے ہیں اور گرد و نواح کی دیگر پنچائیتوں کے اعداد و شمار بھی بہت زیادہ ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کمیٹی نے کس ال جانفشانی سے لوگوں میں صلح و آشتی کا درس دیا ہے اور مقدمات تک کم ہی نوبت پہنچتی ہے جس سے عوام الناس بیحد مطمئن ہیں۔

آمد و خرچ پنچایت کمیٹی مطابق اندراجات حسب ذیل ہے۔

بمد فیس ۔/۸/۳۱ روپے۔ بمد جرمانہ ۔/۴/۱۴ روپیہ۔ بمد خوش برضا ۔/۲/۵ روپیہ نیلامی اڈہ ۔/۰/۱۴ روپیہ

کل میزان ۔/۶۴ روپے

خرچ شدہ رقم سٹیشنری ۹/۱۳/۵ روپیہ۔ خرچ ڈاک ۱/۱۴/۱ روپیہ۔ قیمت قفل ۔/۱۴/۔ چندہ دیہاتی دنیا ۔/۶/۳ روپیہ۔ پرچہ ہمدرد زمینداران ۔/۴/۔ قیمت چٹائیاں ۔/۰/۱ روپیہ۔ قیمت رجسٹرات ۔/۱۰/۳ جلد بندی رجسٹرات ۔/۵/۱ روپیہ۔ کرایہ مکان پنچایت ۔/۰/۷ روپیہ۔ خرچہ دستی چٹھی ۔/۲/۱ روپیہ۔ خرچہ جلسہ ورود پنچایت افسر صاحب بہادر ۔/۴/۔ کرایہ لاری سلسلہ چاول داخل کرنے سرنگیہ و واپسی ۔/۸/۲ روپیہ۔ کرایہ لاری خواجہ غفار میر مع بحکم عالیجناب پنچایت افسر صاحب بہادر بذریعہ تار برقی ۔/۸/۲ روپیہ

رقم آمدنی کی میزان۔ ۰ ـ ۱۴ ـ ۶۴ روپے

رقم خرچ شدہ کی میزان۔ ۰ ـ ۴ ـ ۲۷ روپے

باقی در دست راقم: ۰ ـ ۱۰ ـ ۳۷ روپے

پاس بنک جو کہ ابھی صدر دفتر سے نہیں ملا ہے۔ ۰ ـ ۰ ـ ۵۲ "

کل میزان رقم در دست ۰ ـ ۱۰ ـ ۸۹ روپے

آج تک جس قدر مقدمات پنچایت ہذا میں دائر اور فیصل ہوئے ہیں کسی کے خلاف بھی کوئی ...

قدمقدمات اجرائی ڈگریوں وغیرہ یعنی دیوانی اس کمیٹی میں دائر ہوئے ہیں۔ انکی وصولی بذریعہ قسط بندی کی گئی ہے اور مقدمات کی وصولی بذریعہ سکہ بحال کرائی گئی ہے۔ جس سے زمیندار لوگ بحد مطمئن ہیں کیونکہ اس کے علاوہ تمام ایسی رقوم میں غلہ داروں نے ناجائز رقوم کی بڑی حاصل کی تھیں۔ اصل رقم لینے پر ہی فیصل ہوتے ہیں۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ علاقہ ہذا میں یہ واحد پنچایت ہے جس کا ریکارڈ بھی قدرشناس رہا ہے۔ گزشتہ سرپنچ خواجہ سعداللہ میر صاحب مرحوم کے وقت میں بھی یہ پنچایت مقبول سرکار رہ چکی ہے۔ اور اب تو مقبول سرکار اور مقبول عام بھی ہے جس سے اس کی ترقی ظاہر ہے۔ مقدمات کی کمی۔ دیہات سدھار کی سرگرمی اور کسی مقدمے کے فیصلے کے خلاف سال بھر کی مدت میں کوئی درخواست نگرانی پیش نہ ہوئی غالباً ایک بہترین سرٹیفکیٹ ہے۔ اور عوام الناس کی یہ خواہش ہے کہ پنچایت کو درجہ اول کے اختیارات دیئے جائیں۔ اخبارات کے ذریعے اور پلیٹ فارم کے ذریعے حضور والا کے گوش گزار ہو چکی ہے۔ نیز ملحقہ پنچایت ہا کے متعدد دیہات کی یہ خواہش کہ ان کو بھی اس پنچایت کے ساتھ شامل کیا جاوے۔ غالباً اس پنچایت کے واسطے بہترین سفارش ہے۔

پنچایت ہذا اور دیہات سدھار:

پنچایت ہذا نے دیہات سدھار میں جو دلچسپی لی ہے۔ غالباً ریاست بھر میں اس کی مثال بہت کم نظر آئیگی۔ سب سے بہترین کام اس ضمن میں گزشتہ قحط سالی میں علاقے میں اشیائے خوردنی کا انتظام کرنا تھا۔ چنانچہ کمیٹی ہذا نے ابتدا میں ایک غلہ کمیٹی کا افتتاح کیا اور مبلغ ۴۰۰۰ روپیہ کی خطیر رقم اس ضمن میں جمع کی۔ جس سے مکی اور آٹا و جو وغیرہ خرید کر عوام الناس میں اصل قیمت سے ایک روپیہ کم فی خروار کے حساب سے فروخت کیا گیا۔ جناب والا نے اپنے دورہ کے وقت پر ان دوکانات کا ملاحظہ بھی فرمایا۔ جن کے ذریعے یہ اناج فروخت کیا جاتا تھا۔ نیز آفیسران محکمہ مال نے بھی وقتاً فوقتاً ان دوکانات کا ملاحظہ کیا اور اس کام کو سراہا۔

مندرجہ بالا سکیم کے مدنظر جب کسی جگہ سے بھی شالی دستیاب نہ ہو سکی۔ تو کمیٹی ہذا نے آفیسران ریاست کی توجہ اس طرف دلاکر ایک بڑی تعداد چاول شالی وغیرہ کی یہاں مہیا کرائی۔ ممبران کمیٹی نے دن رات کام کر کے علاقہ بھر کے غلہ داروں سے تقریباً ۴۰۰ خروار شالی برآمد کرائی۔ اور اپنا کام کاج چھوڑ کر اس اناج کو بہترین طریقہ پر علاقہ کے مستحق اشخاص میں تقسیم کر کے قحط کے بھوت کو علاقہ ہذا سے بھگایا۔ اس کام میں کمیٹی نے اپنا روپیہ۔ اپنا وقت اور اپنا دل و دماغ لگا کر رعایا کو مطمئن کر کے محکمہ دیہات سدھار کا سکہ لوگوں میں جمایا۔ جو کہ جناب والا کو اچھی طرح سے روشن ہے۔ خواجہ غلام نبی ممبر پنچایت نے بحد دلچسپی کا اظہار کیا۔

دوسرا قابل فخر کام جو کہ کمیٹی ہذا نے سرانجام دیا یہ ہے۔ کہ اپنے ذاتی خرچ پر یہاں کی کمیٹی کے ایک ممبر خواجہ [illegible] خان صاحب نے ایک پبلک خیراتی شفاخانہ قائم کر دیا۔ اس شفاخانے میں روزانہ بیماروں کی تعداد پچاس سے زائد ہوتی ہے اور گذشتہ سال بھر میں تقریباً اٹھارہ ہزار بیماروں کو دوائی تقسیم کی گئی ہے جن میں سے بے شمار بیمار صحت پا چکے ہیں۔ اب اس شفاخانے کی اس قدر نام آوری اور شہورتی ہو چکی ہے جتنی سرکاری شفاخانے کو بھی میسر نہیں۔ مگر موجودہ جنگ کی وجہ سے ادویات کی قیمتوں میں جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ حوصلہ شکن ہے اور اگر یہی لیل و نہار رہے تو عجب نہیں کہ یہ رفاہ عام کا ادارہ بند کرنے پر کمیٹی مجبور ہو جائے۔ البتہ اگر محکمہ دیہات سدھار اس مد میں کوئی معقول گرانٹ عطا فرمائے تو یہ ادارہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس ضمن میں علیحدہ بھی سفارش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ جناب والا خصوصی طور پر متوجہ ہو کر اس خیراتی کام کی سرپرستی قبول فرما کر پبلک کی دعائیں لیں گے۔ اور کوئی معقول گرانٹ اس شفاخانے کے حق میں منظور فرمائیں گے۔

اس کے علاوہ علاقے بھر میں صفائی کی طرف کمیٹی ہذا نے خاص توجہ دی ہے۔ سبزی فروشوں پر مکمل کنٹرول رکھا ہے۔ نیز تمام نالہ جات کی آبرسانی میں صفائی کرائی ہے اور اس طرح سے اس علاقے میں حسب سابق کوئی خطرناک بیماری نہیں پھیل سکی ہے جس سے لوگ بے حد مشکور و ممنون ہیں۔ اور محکمہ دیہات سدھار کو دعائیں دیتے رہتے ہیں۔

یہ علاقہ مالی طور پر بے حد غریب ہے جبکہ علاقہ جات گوریز و سنبل کا دارومدار بھی یہاں کے کاروبار اور پیداوار ہے مگر علاقے میں کوئی کارخانہ یا اور کوئی پبلک ادارہ نہیں جس کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد پنجاب اور ہندوستان جا کر اپنی زندگی کو برباد کرتی ہے۔ ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کی تازہ سکیم کے تحت یہاں کوئی عظیم الشان کارخانہ کھولا جاوے جس سے علاقے کی بے چینی قدرے دور ہو سکے۔

گذشتہ قحط سالی کے پیش نظر پنچایت ہذا نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال ایک کافی تعداد شالی و مکی وغیرہ اناج کی خرید کر رکھے۔ اور آئندہ پبلک میں تقسیم کرے۔ اس کے واسطے محکمہ دیہات سدھار نے بھی اپنے اعلان میں ایک لاکھ خروار اناج کی خرید کا اعلان کیا ہے۔ غرض ہے کہ پنچایت ہذا کو بھی ایک بڑی رقم اس ضمن میں عطا کی جاوے۔ درخواست علیحدہ پیش کی گئی ہے۔

(باقی دارد)

سرپنچ

از اجلاس قاضی محمد نظام الدین صاحب بی۔ اے
ایل ایل۔ بی۔ منصف درجہ اول میرپور

اسحاق ولد شاکر بشیر ولد فتح علی قوم جٹ سکنائے کھڑی تحصیل میرپور۔ مدعی۔ بنام یوسف ولد اللہ دتا قوم جٹ سکنہ کھڑی۔ حیدر۔ محمد عالم۔ نور عالم پسران میر قوم جٹ سکنائے موضع کھڑی تحصیل میرپور مدعا علیہم

دعوے دخلیابی اراضی ۵ کنال ۵ مرلہ

اشتہار۔ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ ۴ نور عالم کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہ مذکور کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۱۹/۱۲/۱۹۹۹ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت آکر جوابدہی مقدمہ کرے بصورت دیگر کاروائی مناسب عمل میں لائی جاویگی تحریر ۱۸/۱۱/۱۹۹۹ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

باجلاس پنڈت ہنس راج صاحب پربھاکر بی اے ایل
ایل۔ بی۔ منصف درجہ اول راجوری

وصنیت ولد حاکم چند کھتری سکنہ تھنہ بنام بگا و لعل خان پسران رحمتا اقوام گولاک سکنہ عظمت آباد

دعوے ۔۔۔ بروئے پرونوٹ

اشتہار۔ مقدمہ صدر میں مدعا علیہ ۲ کی نسبت رپورٹ ہے کہ وہ ملازم ہو کر چلا گیا ہے۔ اور مدعی کی بھی استدعا ہے کہ مدعا علیہ ۲ کی تعمیل معمولی طریق سے ہونی مشکل ہے لہذا مدعا علیہ کے لئے اشتہار جاری فرمایا جاوے۔ لہذا حسب استدعا مدعی بغرض حاضری مدعا علیہ ۲ اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ اور مدعا علیہ ۲ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۲/۱۲/۱۹۹۹ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ عدم حاضری مدعا علیہ مذکور کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی تحریر ۱۶/ نومبر ۱۹۹۹ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

از عدالت سب جج صاحب حویلی پونچھ باجلاس چوہدری
بھگت رام صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی

منور خان و محمد حسین خان پسران حیات خان ادین ساکن گناڑ تحصیل حویلی مدعیان بنام ۱ کا خان۔ دیوان علی خان پسران فقیر خان حیا۔ عزیز۔ امام الدین۔ ناع الدین پسران قادر ا باطل سکنہ گناڑ تحصیل حویلی: مدعا علیہم

دعوے دخلیابی اراضی

اشتہار: ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر مدعا علیہم ۳ تا ۶ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ علاقہ انگریزی میں ہیں اور ان کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم ۳ تا ۶ کو مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتاریخ ۴/۱۲/۱۹۹۹ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر برائے جوابدہی مقدمہ مذکور نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۷/ نومبر ۹۹ء

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

نمائش منڈی مویشیان

موضع گھگوال تحصیل جسمیر گڑھ

ہر خاص و عام جملہ پنچایت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بمقام گھگوال مندر شری نرسنگھ دلوجی مہاراج زیر اہتمام پنچائیت گھگوال منڈی و نمائش مویشیان کا وسیع پیمانہ پر بموضع سالانہ میلہ رتہ مطابق ۱۲ ارلوہ ۱۹۹۹ء انتظام کیا گیا ہے اعلےٰ نسلوں اور جانوروں کو گہ نقد انعامات دیئے جائیں گے۔ اور خرید و فروخت بھی بہت اچھی ہوگی۔ چونکہ اس سال پہاڑی اور میدانی علاقوں سے ہزارہا یاتری اس میلہ پہ آتے ہیں۔ اعلےٰ جانوروں کے شائقین کے لئے یہ نادر موقعہ ہے ایسی منڈی و نمائش آئندہ ہر سال انہی تاریخوں میں لگائی جایا کرے گی عوام سے استدعا ہے کہ شمولیت خاص اور جانوروں کو منڈی میں لاکر رونق بخشیں۔ نمائش میں تفریح طبع کا بھی عمدہ انتظام ہوگا۔ گھاس دانہ لکڑی وغیرہ کا انتظام بذریعہ ٹھیکیداران ہوگا۔ حفاظت اور طبی ویٹرنری امداد بھی مہیا ہوگی۔ جانوروں کا داخلہ ۱۲ ارلوہ ۹۹ء ۸ بجے صبح سے شروع ہوگا اور ۱۳ لوہ ۹۹ء بارہ بجے تک رہیگا۔

پروگرام حسب ذیل ہوگا

۱۲ ارلوہ ۱۹۹۹ء داخلہ جانوران صبح ۸ بجے سے شروع

۱۳ ارلوہ ۱۹۹۹ء ۱۲ بجے دوپہر تک داخلہ جانوران بھوجن جگ مندر شری نرسنگھ دلیوجی مہاراج ۱ بجے انتخاب انعامی جانوران۔

۱۴ ارلوہ ۱۹۹۹ء ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک کھیل، دنگل و مقابلے ہوں گے۔ ۱ بجے سے ۲ بجے شام تک تقسیم انعام وغیرہ

ہری داس منت صاحب سرپنچ

پنچایت گھگوال

نقل

انسپکشن نوٹ

اسسٹنٹ رورل ڈیولپمنٹ آفیسر صاحب صوبہ جموں کیمپ دھندارٹ

مورخہ ۱۹ . ۲۰ ماہ ماگھ سمت ۲۰۱۹ معائنہ پنچایت دھندارٹ تحصیل رام بن کیا گیا ۔ یہ پنچایت تحصیلدار صاحب رام بن نے مورخہ ... میں قائم کی اور یکم بہادوں سمت ۲۰۱۹ کو پنچایت نے پہلا اجلاس منعقد کیا ۔ آج دن تک ۱۱ اجلاس منعقد کئے گئے ۔ ابتدا میں صرف پانچ پنچ مقرر کئے گئے اور حلقہ پنچایت میں صرف سات دیہات لیعنی نیرو ۔ کھنٹی ۔ گنوت ۔ ... ۔ دھندارٹ ۔ کونڈی اور سدرھار شامل کئے گئے لیکن زمینداران حسب سفارش تحصیلدار صاحب ... مورخہ ۲۰ از پنچایت افسر صاحب دس دیہات لیعنی رام بن بسنیہ ۔ مرگ ۔ اسدورہ ۔ ... دھندار ۔ ... لاڑی کیت درمن بھی حلقہ پنچایت میں شامل کئے گئے ۔ نیز دو ممبران تارا چند و ہردیال بھی مزید شامل کئے گئے ۔ ازاں بعد حسب سفارش تحصیلدار صاحب رام بن سرپنچ ٹھاکر منگت رام ۔ مہتا ۔ چوہدری سلطان ۔ ... تارا چند ۔ پنڈت ہریال اور ٹھاکر روپ چند کارگزاری پنچایت میں شوق سے کام کر رہے ہیں ۔ باقی اصحاب لیعنی پنڈت منگت رام سکرٹری ۔ غلام محمد اور حسن محمد حاضر نہیں ہوتے ۔ غلام محمد کی اصلی سکونت ڈوڈہ تھی اور وہ وہاں واپس تشریف لے گئے ہیں ۔ کاروبار کے سلسلے میں رام بن آتے تھے ۔ چونکہ ممبران بہت دیر سے پنچایت کی کارگزاری میں نہیں لے رہے ہیں ۔ لہذا ان کو بوجہ عدم انجام دہی فرائض تحت دفعہ ایکٹ پنچایت دیہی تابع منظوری پنچایت افسر صاحب برطرف کیا جاتا ہے ۔

حلقہ پنچایت ... مواضعات پر مشتمل ہے اور ہیڈ کوارٹر گراؤں ... دھندارٹ میں ہے ۔ تعداد مواضعات بہت زیادہ ہے ... آبادی تقریباً زائد از پانچ ہزار ہو گی ۔ اہالیان رام بن نے ایک درخواست گزاری ہے ۔ کہ پنچایت کا ہیڈ کوارٹر گراؤں ... رام بن تبدیل کیا جاوے ۔ اس کے متعلق میں نے پنچایت ہذا سے تبادلہ خیالات کیا ۔ اور زیادہ تعداد دیہات ... شمولیت ... متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں ۔ کہ رام بن سے پرلے علاقہ کے تمام دیہات لیعنی رام بن بسیری ... اور بسنیہ کی علیحدہ پنچایت قائم کر کے ہیڈ کوارٹر رام بن مقرر کیا جاوے ۔ اس انتظام

سے پنڈت سروپال پنچ پنچایت ہذا سے خارج ہوگا! اور پنچایت دھنداوٹ میں صرف پانچ پنچ یعنی ٹھاکر منگت رام فہتا۔ ٹھاکر روپ چند۔ ٹھاکر تارا چند اور چوہدری سلطان لسی پنچایت حلقہ دھنداوٹ میں شمولیت کے لئے مواضعات بسیر تہہ تند اور شلوشتہ کی درخواست پہلے ہی عالی جناب پنچایت افسر صاحب کے گذاری ہوئی ظاہر کی جاتی ہے۔ ان مواضعات کی شمولیت کی سفارش کی جاتی ہے۔ اور ان مواضعات حلقہ پنچایت سے لکھو نمبردار بھی۔ لالہ ڈار قوم مسلمان سکنہ بسیر تہہ اور منوہر سنگھ ولد لابیت قوم ٹھکر راجپوت سکنہ شلوشتہ کو مطابق منظوری پنچایت افسر صاحب نامزد کیا جاتا ہے۔ اور تارا چند کو سکرٹری مقرر کیا جاتا ہے۔ نیز رام بن پنچایت مشمولہ مواضعات علیحدہ قائم کرنے کے لئے بھی عالی جناب پنچایت افسر صاحب کے سفارش کی جاتی ہے۔ منظوری حاصل ہونے پر پنچایت کیلئے پنچ ہار کا چناؤ کیا جائیگا۔

تعداد مقدمات متدائرہ ۷۰۱۔ دیوانی ۵۸۵۔ فوجداری ۱۱۴۔ متفرق ۲ ہے اس میں سے ۶۶۷ اشلات دیوانی ۵۵۱۔ فوجداری ۱۱۴۔ متفرق ۲ فیصلہ پاچکی ہیں۔ ۶۶۷ متفیصلہ اشلات میں سے ۳۱۸ اشلات بروئے مصالحت زیر دفعہ ۴۷ ایکٹ پنچایت دیہی فیصلہ ہوئیں۔ اور ۱۰۳ اشلات عدم حاضری فریقین خارج ہوکر داخل ہوئیں۔ پنچایت ظاہر کرتی ہے۔ کہ ۱۰۳ اشلات جو عدم حاضری فریقین خارج ہوئیں۔ ان میں بھی فریقین کے درمیان باہمی مصالحت ہوئی۔ اسلئے وہ پنچایت میں حاضر نہ آئے۔

اندراجات رجسٹرات اچھے ہیں۔ تکمیل اشلات بھی اچھی ہے۔

اشلات ۹۹ ۱۰۲ ۱۱۵ ۹۸ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۹۲ ۵۰۸ میں مدعا علیہم کی سکونت حلقہ پنچایت سے باہر ہے یہ تمام اشلات فیصلہ پاچکی ہیں۔ اور ان کی ڈگری کی اجرا کے زیر دفعہ ۵۶ بذریعہ تحصیلدار صاحب رام بن ہو چکا ہے لیکن ان کے فیصلہ میں پنچایت نے دفعہ ۲۹ ایکٹ پنچایت دیہی کی خلاف ورزی کی ہے۔ اشلات ۹۹ ۹۸ ۱۷۱ میں چونکہ وصولی ہوکر ادائیگی ہو چکی ہے۔ اسلئے ان اشلات کے فیصلہ جات بحال رکھا جاتا ہے۔ اور اشلات ۱۰۲ ۱۹۲ ۵۰۸ ۱۱۵ ۱۷۰ [illegible] جناب پنچایت افسر صاحب برائے صادر مناسب حکم ارسال کیا جاتا ہے۔ تحصیلدار صاحب رام بن کو بھی ان اشلات کی ڈگریوں کی وصولی فی الحال عمل میں نہ لانے کیلئے عرض کی گئی ہے۔

آج دن تک پنچایت ہذا نے ۷۷ اشلات پر اجرائے ڈگریات زیر دفعہ ۵۶ بذریعہ تحصیلدار صاحب رام بن لکھیں ان میں سے صرف تین ڈگریات کی وصولی کی اطلاع ابھی پنچایت کو ملی ہے۔ پانچ اشلات عالیجناب پنچایت افسر صاحب کے مرسل کی گئی ہیں۔ اور ۶۹ اشلات کی ڈگریات کی وصولی کرانے کیلئے ہدایات جاری کرنے کیلئے میں نے بذریعہ ڈمی۔ او چٹھی ۲۱۵۵ مورخہ ۲۸ کمپ دھنداوٹ کراڈل عرض کی ہے۔ عالی جناب مشیر مال صاحب کے

کی نقل بھی ان کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ پنچایت کو ایک نقشہ بنا کر ان کے پاس دو دن کے اندر پیش کرنا چاہیے۔
مثل ۵۰ فوجداری کے آخری حکم میں تین ملزمان ایک روپیہ فی ملزم جرمانہ ہو کر مستغیث کو ہدایت ہوئی کہ وہ قیمت گھاس حاصل کرنے کے لئے دیوانی چارہ جوئی کرے۔ چوری گھاس ثابت ہونے پر پنچایت پر لازم تھا۔ کہ وہ مستغیث کو قیمت گھاس دلاتی اور اس پر چارہ جوئی کا بار نہ ڈالتی آیندہ پنچایت کو محتاط رہنا چاہیے۔
پڑتال رجسٹر کی گئی۔ میزان آمدن ۱۹۵۹ روپیہ۔ فیس اشلات ۱۸ فیس اجرائے ۲۵ اجرت ۔ جرمانہ ۱۸ آمدن خوش برضا ۳ ہے میزان اخراجات ۹۶ سٹیشنری ۲۵ کتابیں ۱۲ چندہ دیہاتی دُنیا ۱۶ چندہ چانناوڑے ۱۶ خرچ ڈاک ۸ الاونس چوکیدار ۲۰ فرنیچر دری ۱۴ ہے بقایا رقم ۶۳ میں سے ۱۶۰ روپیہ سیونگ بنک رام بن میں بروئے پاس بک ۵۲۵۹۶ ۹۰۴ حساب سرپنچ کے نام جمع ہیں بقایا ۲۲ حساب سرپنچ کے پاس چلنت حساب کیلئے جمع ہیں۔ آیندہ حساب پوسٹل بنک رام بن میں پبلک اکاؤنٹس بنک بنام پنچایت دستخط بذریعہ سرپنچ جاری کر کے رکھا جاوے۔
پنچایت کو اجلاس منعقد کرنے کیلئے سنت رام ٹھکر راجپوت نے اپنا مکان برلب سڑک و دریائے چناب دیا ہوا ہے اس مکان میں پنچایت عرصہ دو سال سے ہفتہ وار اجلاس منعقد کر رہی ہے۔ مکان کافی بڑا ہے۔ اور بوقت ضرورت اس میں راہگیر اور حاضرین اجلاس پنچایت شب باشی بھی کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک حصہ امسال برسات میں گر پڑا ہے اور پنچایت اس کی مرمت کروانے کیلئے مبلغ ۲۵ روپیہ کی منظوری پنچایت فنڈ سے حاصل کرنے کی استدعا کرتی ہے پنچایت ہذا کو زیر ۲۶۳ مورخہ ۱۴-۱ جناب پنچایت افسر صاحب نے مبلغ ۲۵ روپیہ کی منظوری برائے مزید فرنیچر حاصل ہوئی تھی لیکن پنچایت نے اس رقم سے صرف ۱۴ کی دری خریدی کی اور باقی کرسی اور تپائی صاحب سرپنچ نے اپنی گرہ سے خرید کر کے استعمال پنچایت کے لئے مہیا کیں۔ پنچایت اپنے فنڈ کو اچھی طرح استعمال کرنے کی شائق ہے اور میں ۲۵ روپیہ کی منظوری برائے مرمت مکان سفارش کرتا ہوں۔ مبلغ ۱۶ روپیہ چندہ دیہاتی دُنیا و چانناوڑے فنڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اودھم پور کے ذریعے ۱۲ کو ارسال کیا گیا لیکن ابھی رسید ابھی تک کو نہ ملی اس کے متعلق انہیں ہدایت کی گئی ہے۔
پنچایت کا تحریری کام پنڈت درگا داس کر رہے ہیں۔ یہ اس پنچایت کے ممبر نہیں ہیں۔ اور بحیثیت کلرک زیر دفعہ ۱۵ ایکٹ دیہی پنچایت نے انہیں عرصہ دو سال سے مقرر کیا ہوا ہے۔ پنچایت ان کو عطائیگی الاونس کے لئے پنچایت کو اس کے متعلق ریزولیشن پاس کر کے جناب پنچایت افسر صاحب کے پاس ارسال کرنا چاہیے (باقی صفحہ ۴۴)

انجمن تعلیم یافتہ بیکاران کا

حسب ذیل منظور شدہ پروگرام

از ابتدائے یکم مگھر ۱۹۹۹ء

(۱) دورہ کرنے والا وفد صوبہ کشمیر کی تحصیلات میں اپنا کام شروع کریگا۔ پہلے پہل یہ اپنا کام تحصیل اننت ناگ میں کریگا۔ اسی تحصیل کی پنچایتوں کا ملاحظہ کریگا۔ اور دفتر ھذا میں اپنی پندرہ روزہ ڈائری ارسال کیا کرے گا۔ وفد کے تمام ممبر حاضری پنچایت کے سلسلے میں متعلقہ سرپنچوں سے تصدیق حاصل کریں گے۔ اور اپنی ڈائریوں کے ساتھ شامل کریں گے۔ ایسی تصدیق کی عدم موجودگی میں غیر حاضر ممبران کا ماہوارہ بل پاس نہیں کیا جائیگا۔ صوبہ کشمیر کی تمام پنچایتوں کو اس وفد کی کارکردگی کا علم بذریعہ "دیہاتی دنیا" کیا جائے۔ پنچایتوں کو ہدایت کی جاوے کہ وہ اس وفد کی ہر ممکن امداد ان کے حلقہ انتظام میں فراہمی عوام دیہات کے متعلق کریں۔ ہر مہم میں لیکچر یا کسی اور کام کی نمائش میں کم از کم ایک پنچ وفد کے ہمراہ شریک رہیگا۔ یہ پنچ ایک طرف زمینداروں کے اجتماع اور دوسری طرف وفد کے نمائندگان کے مابین ایک رشتہ اتحاد پیدا کریگا۔

یہ دورہ کرنے والا وفد مندرجہ ذیل امور سرانجام دیگا۔

(الف) گھروں کی صفائی۔ گاؤں کی علم الصحت۔ حفظان صحت۔ صحت۔ وبائی بیماریوں کی روک تھام مثلاً ہیضہ۔ چیچک۔ ٹائیفائڈ وغیرہ کے متعلق لیکچروں کا انتظام کرنا اور لیکچر دینا۔

(ب) ویدجو وفد کے ہمراہ ہوگا مریضوں کا علاج کریگا۔ اور زمینداروں کو ہدایات دیگا۔ کہ وہ کس طرح اپنی صحت۔ بصارت چشم اور دانتوں کو محفوظ رکھ سکیں گے۔

(ج) یہ وفد داتنوں۔ صفائی۔ یوم صفائی کی نمائش کریگا۔ اور ساتھ ساتھ لیکچر کا انتظام کریگا۔

(د) وفد کو چاہیئے کہ دیہاتیوں میں تفریح کی امنگ۔ دیہاتی گانے اور دیہاتی ناچ سٹیجوں پر کرکے کچھ دلچسپیاں کسب فائدہ اور دیگر کھیلوں کی نمائش بھی کریں۔ اور یہ کام شام کے وقت زبان منعقد

(۱) مندرجہ ذیل مضامین پر لیکچر دیئے جائیں۔
(الف) دیہاتی زندگی کی تنظیم یا اتفاق پر زیادہ زور دیا جاوے۔ گاؤں کی پنچایت کا کام ... اتحاد ... مقدمہ بازی کو روکنا۔ پنچایتیں کس طرح مقدمہ بازی کے خرچ کو کم کر سکتی ہیں۔ دونوں صورتوں میں ... ہے۔
(ب) موجودہ جنگ کے متعلق پروپیگنڈا کرنا۔
(۲) وفد کو چاہیئے کہ کم از کم ہفتہ میں چار لیکچر دے۔ اور تین نمائشیں (ایک دانتن صفائی اور کپڑے دھلائی کی) ... کرے۔ ہر شام کو زمینداروں کو تفریح کا کوئی سامان مہیا کرے۔
(۳) زمینداروں کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے کھاد کو جمع رکھنے کے لئے کھاد کے گڑھے کھودیں۔ اور اپنے گھروں، صحنوں اور گلیوں کو صاف رکھیں۔ وفد کو چاہئے کہ وہ زمینداروں کی امداد سے کھاد کے گڑھے کھودنے کا ... کریں۔
(۴) ڈائری حسب ذیل فارم پر ارسال کی جاوے۔
(۱) تاریخ (۲) نام گاؤں۔ (۳) تقریر کنندہ کا نام (۴) تقریر کی ماہیت معہ اُن کی تعداد کے۔ (۵) حاضرین (۶) تعداد ... نمائش یا یوم صفائی جو ہفتہ بھر میں کی گئی اور ہر اس موقع پر اجتماع حاضرین کی تعداد (۷) تعداد کھاد کے گڑھوں کی ... گئے (۸) تعداد مریضان جن کا علاج کیا گیا (۹) دیگر کام اگر کیا گیا ہو معہ تفصیل۔

دستخط شام سندر لعل ...
رورل ڈیولپمنٹ افسر ریاست بہاولپور

... سے امداد

بقیہ صفحہ ۲۹

مالی۔ "چیزیں کونسی" حکیم۔ "جو نسخے میں لکھی تھیں"
مالی۔ "جناب نے تو کہا تھا کہ اس نسخے کو میں کہہ پی جاتا" حکیم۔ "تو نے وہ کاغذ میں کہہ پیا ہے"
مالی۔ "جناب نے ایسا ہی تو کہا تھا" حکیم۔ "ارے۔ ارے۔ ارے ارے"

باجلاس سردار لہنا سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی
منصف درجہ اول راولاکوٹ

نواب خان ولد نصرا خان قوم نیزیال سکنہ کوٹلی تحصیل باغ
مدعی بنام چمنداس۔ ہیرا۔ گوپی۔ سوہن چند۔ پیارچند
کہد ولسپران موکھا۔ نوبت رام۔ رگھناتھ داس جپند لال رام داس
کرشن لعل۔ کالا۔ رام لعل لسپران سرپا اقوام برہمن ساکنان
کوٹلی تحصیل باغ۔ اصل مدعا علیہم۔ و بگا خان و قاسم خان
لسپران نصرا خان قوم نیزیال ساکنان کوٹلی تحصیل باغ
مدعا علیہم۔

دعوےٰ استقرار حق نمبر خسرہ ۴۲۹

اشتہار بنام کرشن لعل۔ رامداس لسپران سرپا اقوام برہمن
ساکنان کوٹلی تحصیل باغ۔ بگا ولد قاسم خان قوم نیزیال
سکنہ کوٹلی تحصیل باغ۔ مدعا علیہم۔

مقدمہ عنوان بالا میں کرشن لعل۔ رام داس۔ و بگا مدعا علیہم
حاضر عدالت ہذا نہیں ہوئے۔ اور معمولی طریقہ سے ان کی
تعمیل ہونی مشکل ہے۔ اور وہ علاقہ انگریزی میں بیان ہوتے
ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا کرشن لعل۔ رامداس و بگا مدعا علیہم
کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۲۷ مگھر ۱۹۹۹ء حاضر
عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ بصورت عدم
حاضری کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

تحریر ۴ ۹۹

(دستخط و مہر عدالت)

باجلاس پنڈت سری جیون صاحب وت بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سٹی جج صاحب جموں

بھکو شاہ ولد تلسی رام قوم برہمن سکنہ جموں مدعی
بنام دینا ناتھ۔ امرناتھ۔ رام ناتھ۔ ولسپران بالغان
تاراچند۔ پرکاش نابالغان لسپران سنت رام اقوام مہرہ
سکنان مدعا علیہ ۔ امیراکدل سرینگر ۲۰۲-۶-۰۰ کموال
تحصیل جموں ۔ سکنہ جموں ملازم لالہ بہاری لعل ٹھیکیدار
شراب دیسی۔ مدعا علیہم

دعوےٰ ۔ روپیہ بعوض شہادت زبانی

مقدمہ مندرجہ صدر میں تعمیل سمنات سے پایا گیا ہے۔ کہ
ولسپران مدعا علیہ عمداً تعمیل سمنات اور حاضری عدالت
ہذا سے گریز کر رہا ہے جس کی تائید درخواست مدعی سے
ہے کہ ولسپران مدعا علیہ کی تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل
ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ
مدعا علیہ مذکور بعدالت ہذا بتاریخ ۲۹ مگھر ۱۹۹۹ء اصالتاً
یا وکالتاً حاضر نہ آویگا۔ تو اس کے خلاف کاروائی ضابطہ
عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۰ مگھر ۱۹۹۹ء

آج بہ ثبت مہر و دستخط عدالت ہذا جاری کیا گیا

(دستخط حاکم و مہر عدالت)

R. L. No. 4598.